حضور بدر العلما حضرت مولانا مفتی بدر الدین احمد صاحب قادری رضوی نوری قدس سرہ کی
حیاتِ مبارکہ اور خدمات جلیلہ پر مشتمل علمائے کرام اور مشائخ عظام اور اصحاب علم کے
تاثرات، مضامین، مقالات اور مناقب کا گراں قدر مجموعہ

معارفِ بدر العلماء

مُرتبہ
خلیفہ حضور بدر العلماء حضرت مولانا عبد الصمد صاحب قادری رضوی اورنگ آبادی
دار العلوم گلشن رضا کولمبی، ضلع ناندیڑ، مہاراشٹر

ناشر
مدرسہ گلشن رضا
کولمبی، ضلع ناندیڑ (مہاراشٹر)

Scanned with CamScanner

بفیض روحانی ، تاجدار اہلسنت شہزادہ اعلیٰحضرت حضور مفتی اعظم بریلوی قدس سرہ العزیز ۔

حضور بدر العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی بدر الدین احمد قادری رضوی نوری گورکھپوری ثم بستوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے احوال و آثار، افکار و خیالات، اوصاف و کمالات، دینی تبلیغی تدریسی تصنیفی اور علمی کارناموں کے مختلف گوشوں پر مشتمل علماء و مشائخ عظام و اصحاب قلم کے تاثرات و نگارشات و مقالات کا گراں قدر مجموعہ

معارف بدر العلماء

مرتبہ

خلیفہ بدر ملت حضرت مولانا عبد الصمد قادری رضوی نوری اورنگ آبادی

مدرسہ گلشن رضا کولمبی ضلع ناندیڑ (مہاراشٹر)

Mob:- 9764135477

ناشر

مدرسہ گلشن رضا کولمبی

ضلع ناندیڑ مہاراشٹر

پن نمبر ۴۳۱۷۲۲ ۔

ہدیہ ۱۵۰ / روپئے

RS 150/=

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	معارف بدر العلماء
تقدیم	عبدالصمد قادری رضوی نوری اورنگ آبادی
مرتبہ	〃 〃 〃 〃 〃 〃
نظر ثانی	حضرت مولانا مفتی غلام محی الدین صاحب قبلہ رضوی صدر المدرسین بدر العلوم بہرائچ شریف۔
باہتمام	مدرسہ گلشن رضا کولمبی۔ ضلع ناندیڑ۔ مہاراشٹر۔
طابع وناشر	〃 〃 〃 〃 〃 〃
طبع اول	ماہ رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ مطابق اکتوبر ۲۰۰۶ء
تعداد	۱۲۰۰ / سو۔
کتابت	نیاز احمد نوری ہرکشنوی ثم اترولوی۔

ملنے کے پتے

۱۔ کتب خانہ امجدیہ ۴۲۵ مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶

۲۔ فاروقیہ بکڈپو ۴۲۲ / 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۳۔ رضوی کتاب گھر ۴۲۴ / 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۴۔ جام نور ۴۲۲ / 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۵۔ مکتبہ نعیمیہ ۴۲۲ / 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۶۔ قادری کتاب گھر اسلامیہ مارکیٹ بریلی شریف یوپی

۷۔ نیو سلور بک ایجنسی محمد علی بلڈنگ بھنڈی بازار بمبئی ۳

۸۔ کتب خانہ قادریہ اٹوا بازار ضلع سدھارتھ نگر یوپی۔

۹۔ حق اکیڈمی مبارکپور اعظم گڈھ۔ یوپی۔

۱۰۔ حافظ ملت کتاب گھر عالم مارکیٹ سرائے پھاٹک بلرام پور یوپی۔

۱۱۔ نعیمی کتاب گھر نئی بازار چوراہا پچپڑوا ضلع بلرام پور۔ یوپی۔

۱۲۔ اپنا نوری بک ڈپو، نزد الجامعۃ الغوثیہ اترولہ۔ ضلع بلرام پور (یوپی) پن نمبر ۲۷۱۶۰۴

Scanned with CamScanner

انتساب

نہایت خلوص اور صد ہزار عقیدت کے ساتھ اس حقیر ترتیب کو حضور آقائے نعمت امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیحضرت عظیم البرکت راس العلماء الراسخین شیخ الاسلام والمسلمین علامہ مولانا حافظ و قاری الحاج الشاہ عبد المصطفےٰ محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی رضی الرحمٰن و

۱۳۴۰ھ

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۱۳۴۰ھ

و

تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیحضرت آفتاب رشد وہدایت واقف اسرار شریعت و طریقت امام المشائخ والفقہاء مخدوم الاکابر والعلماء سیدی ومرشدی حضور مفتیٔ اعظم حضرت علامہ شاہ ابوالبرکات آل رحمٰن محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری بریلوی قدس سرہ (متوفی ۱۴۰۲ھ)

و

شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیحضرت، عالم شریعت، واقف اسرار طریقت، امام المناظرین، فخر الواعظین، زبدۃ السالکین، عمدۃ العارفین، علامۂ دہر حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی ثم پیلی بھیتی رضوان ربہ علیہ

۱۳۸۰ھ

و

استاذ العلماء جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ الشاہ ابوالفیض عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان غفر اللہ لک

۱۳۹۶ھ

و

شعیب الاولیاء شیخ المشائخ حضور سیدنا شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ بانی فیض الرسول براؤں شریف یوپی۔ لقد رضی المولیٰ عنہ۔

۱۳۸۷ھ

کی بارگاہوں میں بطور نذر پیش کرتا ہوں۔ شاہا چہ عجب گر بنوازند گدا را۔

گدائے کوئے قادری رضوی عبد الصمد قادری خادم مدرسہ گلشن رضا کولبی۔ ضلع ناندیڑ۔ (مہاراشٹر)

۲۰ رجمادی الآخرہ ۱۴۲۷ھ یوم وہابیت کش دوشنبہ مبارکہ۔

Scanned with CamScanner

فہرست مضامین معارف بدر العلماء

تقدیم — عبد الصمد قادری رضوی نوری اورنگ آبادی — ۹

باب اول — دعائیہ کلمات

۱ تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج محمد اختر رضا خاں صاحب قبلہ قادری ازہری — ۱۳

۲ یادگار سلف حضرت مولانا مفتی محمد صالح صاحب قبلہ قادری رضوی بریلوی — ۱۴

باب دوم — تبرکات ۱۵ تا ۲۶ — ۱۵

۱ حضور بدر ملت کے عطا کردہ نقوش

۲ خلافت نامہ سرکار حضور مفتی اعظم و حضور سرکار شیر بیشۂ اہل سنت قدس سرہما ص ۱۶ تا ۱۸ — ۱۶

۳ حضور بدر العلماء کے مزار پاک کا اندرونی و بیرونی منظر — ۱۹

۴ مدرسہ غوثیہ اور درسگاہ بدر العلماء کا ایک منظر — ۲۰

۵ مسجد غوثیہ، قدیم مرکزی عمارت دار العلوم فیض الرسول اور غوثیہ منزل وغیرہ کے حسین منظر — ۲۱تا۲۲

۶ حضور بدر العلماء کی اصل تحریر کے عکس اور سرکار شیر بیشۂ اہلسنت کا مختصر تعارف ص ۲۳ تا ۲۶ — ۲۶

باب سوم — تاثرات و پیغامات — ۲۷

۱ محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ

۲ حضرت علامہ مولانا مفتی جلال الدین صاحب قبلہ امجدی علیہ الرحمۃ — "

۳ حضرت علامہ مولانا مفتی مطیع الرحمٰن صاحب قبلہ رضوی پرنوی مدظلہ العالی — ۲۹

۴ حضرت مولانا مفتی الحاج قدرت اللہ صاحب قبلہ رضوی مدظلہ العالی — ۳۱

۵ حضرت مولانا مفتی شیر محمد خاں صاحب قبلہ رضوی جودھپور — ۳۳

۶ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عیسیٰ صاحب قبلہ رضوی نوری — "

۷ پیر طریقت حضرت علامہ سید محمد علیم الدین صاحب قادری اصدق مصباحی ساؤتھ افریقہ — ۳۵

باب چہارم — مضامین و مقالات۔ (اردو)

۱ حضور بدر العلماء ... حضرت علامہ الحاج مفتی عبد المنان صاحب قبلہ مدظلہ العالی مبارکپور — ۳۶

۲ ذکر جمیل حضرت بدر الملۃ والدین ... پیر طریقت حضرت علامہ الحاج حامد القادری المصباحی مظفر پور — ۳۹

۳ ابرار بدر دین کے کمالات ... حضرت علامہ مولانا عاشق الرحمٰن صاحب قبلہ قادری رضوی حبیبی — ۴۱

Scanned with CamScanner

۴	بدر ملت علامہ بدر الدین احمد قادری	علمبردار مسلک اعلیحضرت علامہ محمد حسن علی صاحب قبلہ رضوی بریلوی میلسی پاکستان	۵۰
۵	یادگار سلف	حضرت علامہ مولانا الحاج عبدالحکیم شرف قادری صاحب قبلہ پاکستان	۵۷
۶	حضرت بدر العلماء اور استقامت فی الدین	حضرت علامہ الحاج سید محمد حسینی صاحب قبلہ اشرفی مصباحی مدظلہ العالی ناگپور	۵۹
۷	بدر ملت	حضرت مولانا مفتی الحاج محمد قدرت اللہ صاحب قبلہ رضوی امرڈوبھا بستی	۶۲
۸	بدر ملت شہرت و مقبولیت کے آئینے میں	حضرت علامہ الحاج محمد منشا تابش قصوری صاحب قبلہ پاکستان	۶۶
۹	حضرت علامہ بدر العلماء ایک عظیم دینی مذہبی اور روحانی پیشوا	ادیب شہیر حضرت علامہ نسیم بستوی صاحب علیہ الرحمۃ	۷۴
۱۰	بدر ملت ایک عظیم رہنما	حضرت مولانا سید احمد انجم صاحب عثمانی علیہ الرحمۃ براؤں شریف	۸۲
۱۱	حضور بدر ملت ترجمان اہلسنت	حضرت مولانا مفتی حامد القادری مصباحی صاحب قبلہ مظفرپور	۸۹
۱۲	بدر ملت اور خدمت خلق و اصلاح معاشرہ	حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عیسیٰ صاحب قبلہ قادری رضوی نوری گرسہائے گنج	۱۰۳
۱۳	حضور بدر ملت اور پابندی شریعت	حضرت علامہ مولانا مفتی عابد حسین صاحب قبلہ قادری رضوی نوری مصباحی جمشیدپور	۱۱۹
۱۴	حضرت بدر ملت کا انداز تبلیغ	حضرت مولانا مفتی محمود اختر صاحب قادری رضوی امجدی بمبئی	۱۳۷
۱۵	تصنیفات بدر ملت۔ ایک تعارف	حضرت مولانا محمد عبدالمبین نعمانی صاحب قبلہ قادری رضوی چریاکوٹ	۱۴۴
۱۶	بدر ملت کا توکل و استغناء	حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب نعیمی اترولہ	۱۶۵
۱۷	حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ اور ان کی دینی تربیت	حضرت مولانا مفتی محمد مستقیم صاحب مصطفوی براؤں شریف	۱۶۹
۱۸	حضور بدر ملت میری نظر میں	حضرت مولانا عبدالمبین صاحب نعمانی قادری رضوی چریاکوٹ	۱۷۴

Scanned with CamScanner

۱۹	بدرالعلماء اسلاف کے سچے وارث	حضرت مولانا مفتی غلام محی الدین صاحب قبلہ رضوی بہرائچ شریف	۱۸۰
۲۰	بدرالعلماء کا کاروانِ حیات	حضرت مولانا مفتی ابوالحسن صاحب قادری رضوی بہرائچی افریقہ	۱۹۴
۲۱	فنا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری	حضرت مفتی مفتی امان الرب صاحب حشمتی گونڈہ	۲۳۸
۲۲	بدرملت اور ان کا اخلاص	حضرت مولانا الحاج نظام الدین احمد صاحب قبلہ نوری براؤں شریف	۲۴۱
۲۳	حضور بدرملت کے چند نقوش	حضرت علامہ یٰسین اختر صاحب قبلہ مصباحی دہلی	۲۴۷
۲۴	گوشۂ حیات مبارکہ حضور بدرالعلماء	حضرت مولانا حافظ وقاری محمد یونس خاں صاحب نوری بمبئی	۲۵۰
۲۵	علامہ بدرالدین احمد علیہ الرحمۃ نے براؤں شریف سے استعفا کیوں دیا	حضرت مولانا مفتی غلام محی الدین صاحب رضوی بہرائچ شریف	۲۵۴
۲۶	راقد باغ جناں	حضرت مولانا نصیر الدین صاحب فیضی	۲۵۹
۲۷	حضور بدرملت کی کچھ یادیں ..... کچھ باتیں	حضرت مولانا الحاج صوفی زبیر احمد صاحب قبلہ قادری رضوی نوری	۲۷۰
۲۸	آسمانِ علم وفن کے بدرمنیر	حضرت مولانا محمد مسیح اللہ صاحب فیضی مصباحی	۲۸۱
۲۹	مجاہد کامل	حضرت مولانا محمد کوثر خاں صاحب نعیمی جہانگیر گنج	۲۹۰
۳۰	حضور خواجۂ فلک علم و حکمت	حضرت مولانا جلال الدین صاحب قادری رضوی نوری مصباحی مبارکپور	۳۰۱
۳۱	تصنیفاتِ بدرالعلماء	حضرت مولانا مفتی غلام محی الدین صاحب قبلہ رضوی بہرائچ شریف	۳۰۴
۳۲	مدارس اسلامیہ پر بدرملت کا احسانِ عظیم	حضرت مولانا مفتی ولی محمد صاحب قبلہ رضوی باسنی	۳۱۴
۳۳	بدرالعلماء کا تصلب فی الدین	مولانا ملک الظفر صاحب قبلہ سہسرام	۳۱۶
۳۴	حضور بدرملت کا اندازِ تعلیم و تربیت	مولانا حافظ وقاری آلِ مصطفےٰ صاحب قادری پوربندر گجرات	۳۲۶
۳۵	بدرملت پیکرِ سنت	مولانا عبید الرضا عبدالہادی خاں صاحب رضوی حبیبی بنارس۔	۳۳۱

Scanned with CamScanner

۳۶	حضور بدر ملت اپنی پاکیزہ تعلیمات کے آئینے میں	حضرت مولانا رحمت علی صاحب قبلہ تیغی مصباحی کلکتہ	۳۲۸
۳۷	بدر ملت کا اسوۂ تدریس	مولانا شمیم القادری صاحب رضوی بڑھیا	۳۴۲
۳۸	بدر العلماء ایک ہمہ گیر شخصیت	مولانا کمال الدین احمد صاحب رضوی باندہ	۳۴۷
۳۹	حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب رضوی قدس سرہ کا ایک شخصیتی جائزہ	ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم دہلی	۳۵۳
۴۰	بدر ملت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر	مولانا شبیر احمد صاحب یار علوی بہرائچی	۳۶۱
۴۱	کرامات بدر العلماء	مولانا سکندر القادری صاحب بستوی	۳۶۸
۴۲	بدر ملت ایک عظیم قائد	مولانا محمد شمیم صاحب مصباحی مظفر پوری	۳۷۴
۴۳	حیات بدر ملت کے چند نمایاں پہلو	مولانا غلام مصطفیٰ صاحب رضوی باسنی	۳۷۹
۴۴	حضور بدر العلماء اکابر اہلسنت وارباب علم ودانش کی نظر میں	مولانا وصال احمد صاحب اعظمی گھوسی	۳۸۶
۴۵	حضور بدر ملت مصلح قوم وملت	مولانا مظفر علی صاحب نوری بہرائچی	۳۹۳
۴۶	مولانا بدر الدین احمد گورکھپوری اور ملت کی تعمیر	مولانا شکیل احمد قریشی برکاتی اعظمی ممبئی	۳۹۹
۴۷	حضور بدر ملت کے ایک مکتوب کا تجزیاتی جائزہ	مولانا محمد اسلام رضا صاحب قادری مصباحی بہرائچی	۴۰۴
۴۸	حضور بدر ملت اور سوانح اعلیحضرت	حافظ وقاری مولانا فضل حق صاحب نوری	۴۱۵
۴۹	مصلح امت بدر ملت	حافظ وقاری شاہد رضا صاحب قادری رضوی	۴۱۹
۵۰	حضور بدر ملت اور خدمات	مولانا غلام رضا قادری مصباحی	۴۲۸
۵۱	حضور بدر ملت بحیثیت مصلح قوم وملت	مولانا محمد اسلام خاں نوری بلرامپوری	۴۳۱
۵۲	حضور بدر ملت کا تصلب فی الدین	مولانا محمد عبد الرحمٰن صاحب قادری بہرائچی	۴۳۷
۵۳	بچوں کی ادب کی روشنی میں	جناب رضوان احمد انصاری ایم۔ اے	۴۴۳
۵۴	حضور بدر ملت کا پیغام منتظمین مدارس ومساجد کے نام	عبد الصمد قادری رضوی	۴۴۹
۵۵	بدر العلماء ایک غیر معمولی شخصیت	مولانا طاہر القادری صاحب بستوی	۴۶۶
۵۶	حضور بدر العلماء ایک باکمال شخصیت	مولانا افروز احمد قادری بلرامپوری	۴۶۸

Scanned with CamScanner

۵۶	تاریخی مادّے	...... حضرت مولانا انور علی صاحب نابینا رمی بریلی شریف اور خلیفۂ حضور مفتی اعظم قاری امانت رسول صاحب قادری رضوی نوری کا پیلی بھیت	۴۷۱
	باب پنجم	**منظوم خراج عقیدت**	
۱	تعزیتی منقبت	حضرت علامہ مولانا حکیم ابو البرکات محمد نعیم الدین صاحب قبلہ گورکھپوری علیہ الرحمۃ	۴۷۵
۲	منقبت	شہزادۂ حضور بدر ملت حضرت مولانا محمد رابع عرف نورانی شاہ قبلہ قادری رضوی بڑھیا	۴۷۷
			۴۷۸
۳	〃 〃	مولانا کلیم فیضی صاحب بستوی	۴۷۹
۴	〃 〃		۴۸۰
۵	〃 〃	حافظ و قاری شاہد رضا صاحب رضوی	۴۸۱
۶	〃 〃	حافظ و قاری مکی اشرف صاحب رضوی	۴۸۲
۷	〃 〃	غلام یزدانی صاحب بستوی 〃	۴۸۳
۹	〃 〃	مفتی غلام محی الدین صاحب بہرائچی	۴۸۴
۱۰	〃 〃	مولانا احمد رضا صاحب نظامی پور بندر	〃
۱۱	〃 〃	مولانا جمال احمد صاحب نوری اور مولانا عبد القیوم صاحب اترولہ	۴۸۵
۱۲	〃 〃	حضرت مولانا جمال احمد شمیم بستوی علیہ الرحمۃ والرضوان	۴۸۶
۱۳	〃 〃	مولوی یار علی پلاموی۔ جھارکھنڈ۔	
	باب ششم	**عربی مقالے**	
۱	سماحۃ بدر العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	... حضرت علامہ شمس الہدیٰ صاحب قبلہ بستوی مبارک پور	۴۸۸
۲	حضور بدر العلماء ہمارے لیے بہترین نمونۂ عمل	...... مولانا منیر احمد صاحب نظامی پرفیع گنج	۴۹۱
۳	شخصیۃ عملاقۃ فی القرن العشرین	۔ نجل العلامۃ الشیخ بدر العلماء فضیلۃ الشیخ مولانا محمد رابع الملقب بہ نورانی شاہ القادری الرضوی البدری	۴۹۴
۴	العلامۃ بدر الدین احمد کما عرفتہ	... مولانا نعمان احمد البرکاتی الاعظمی الازہری	۵۰۳
۵	العلامۃ بدر الدین احمد القادری	... مولانا محمد ارشد النظامی العلیمی	۵۰۷

Scanned with CamScanner

آتی جو ان کی یاد تو آتی چلی گئی

ہر نقش ماسوا کو مٹاتی چلی گئی!

تقدیم

از عبدالصمد قادری مدرسہ گلشن رضا کولمبی ناندیڑ۔ مہاراشٹر

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَاٰلِہٖ الْفَخِیْمِ ط

لحد میں عشقِ رخِ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے
تیرے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

اللہ ربّ العزّت کا فضل بے پایاں ہے کہ اس نے اپنے محبوب دانائے غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل میں مجھ بے نوا کو آج سے تقریباً ۲۸ رسال پیشتر مظہر غوث اعظم تاجدار اہلسنت شہزادہ اعلیٰحضرت سرکار حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے دامن سے وابستہ ہونے کی توفیق مرحمت فرمائی اور چند ماہ مسلسل اس بارگاہ میں حاضر رہنے کا شرف بخشا پھر اس کے بعد ہی نقیب مسلک اعلیٰحضرت خلیفہ حضور مفتی اعظم و حضور شیر بیشۂ اہلسنت حضرت علامہ الشاہ مفتی بدرالدین احمد صاحب قبلہ صدیقی قادری رضوی قدس سرہٗ کی تقریباً تین چار سال کفش برداری کا موقع میسر فرمایا یہ انہیں آقایانِ نعمت اور مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فیضانِ کرم ہے کہ اپنی بے بضاعتی اور علمی کم مائیگی کے باوجود اپنی بساط کے مطابق آج تقریباً ۱۹/۲۰ رسال سے دین حق یعنی مسلک اعلیٰحضرت کی ترویج و اشاعت میں سرگرم عمل ہوں

۷ر رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ حضور استاذی الکریم یادگار سلف حضرت مولانا مفتی شاہ بدرالدین احمد صاحب قبلہ صدیقی قادری رضوی کے وصال پر ملال کے بعد میں نے آپ کے بکھرے ہوئے ایمان افروز مضامین اور گراں قدر مکاتیب، فتاویٰ اور قیمتی تحریروں کو جمع کرنے کا سلسلہ بڑی جاں سوزی اور لگن کے ساتھ شروع کیا اور کئی سال تک اس اہم کام میں منہمک رہا اس لیے کہ ہمارے اسلاف کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے ایسے پاک انفاس قدسیہ کے مکاتیب طیبہ، مضامین عالیہ فتاویٰ مبارکہ اور ملفوظات طاہرہ وغیرہ جمع فرمائے یا اس کا اذن دیا کہ ان کا نفع قیامت تک عام ہو جائے اور صرف ہم ہی مستفید و محظوظ نہ ہوں بلکہ ہماری آئندہ نسلیں بھی فائدہ اٹھائیں اور پھر وہ بھی یوں ہی اپنے اخلاف کے لیے پند و نصائح و وصایا وغیرہ کو اپنے پچھلوں کے لیے چھوڑ جائیں اور سلسلہ یوں ہی قیامت تک جاری رہے۔

بہر حال فضلِ خداوندی پر بھروسہ کرتے ہوئے ناسا عد حالات میں بھی کام کو آگے بڑھاتا گیا۔ نتیجتاً چند سال کے اندر ہی بفضلہ تعالیٰ و بعون سرکار مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء ،، مضامین بدر ملت، مکتوبات بدر ملت، رسائل بدر ملت، اظہار حق مع تحقیقی جواب اور نورانی گلدستہ وغیرہ کتابیں

Scanned with CamScanner

عالمی شہرت کا حامل ادارہ رضا اکیڈمی بمبئی کے ذریعہ شائع کرواکر قوم کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کیا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ان کتابوں سے فارغ ہونے کے بعد جب حضرت علیہ الرحمۃ سے متعلق اچھا خاصہ مواد جمع ہوگیا تو میں چند احباب کے مشورے پر حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس مصرع " نام نیک رفتگاں ضائع مکن

پر عمل کرتے ہوئے آپ کی حیات و خدمات جلیلہ و کارہائے نمایاں پر مشتمل معارف بدر العلماء شائع کرنے کا ارادہ کیا اور السعی منی والاتمام من اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے ۲۲ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۷ اپریل ۲۰۰۰ء جمعہ مبارکہ کو اس کام کا آغاز کردیا۔ صفر المظفر ماہ اعلیٰحضرت ۱۴۲۰ھ میں اس کتاب سے متعلق "ایک ضروری اعلان"، کے عنوان سے مضمون تیار کیا اور مخصوص اخبار اور دینی ماہناموں میں شائع کروایا اور ہند و پاک کے مخصوص علماء کرام اور اہل قلم حضرات کی فہرست تیار کیا اور انہیں مضمون لکھنے کی دعوت دی بلکہ ان میں اکثر حضرات سے بالمشافہ ملاقات کرکے حضور بدر العلماء کی حیات و خدمات جلیلہ پر مضمون لکھنے کی درخواست پیش کی اور حضرت سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے مکتوبات بدر ملت، مضامین بدر ملت، رسائل بدر ملت اظہار حق اور نورانی گلدستہ وغیرہ کتابیں ہدیۃً پیش کی اور جہاں حاضر نہ ہوسکا وہاں فرداً فرداً ان حضرات کے نام خطوط اور کتابیں بذریعہ ڈاک روانہ کروایا او ان تمامی حضرات کو بار بار بذریعہ خطوط اور فون یاددہانی کا سلسلہ جاری رکھا۔ باوجود اس کے بھی ان میں سے اکثر حضرات نے خاموشی اختیار کرلیا اور کوئی توجہ نہیں فرمایا پھر بھی میں نے اپنے حوصلے کو پست نہیں ہونے دیا اور اپنی بے سروسامانی کے عالم میں بفضلہ تعالیٰ قدم آگے بڑھاتا رہا اور آج تقریباً ۶/۷ سال کی مسلسل محنت اور پیہم کاوش کے نتیجے میں اچھا خاصہ معتد بہ معیاری اور وقیع مضامین، تاثرات اور مناقب جمع کرتا گیا۔ اور وصول کرنے کے بعد بغور ملاحظہ کرکے محفوظ کرتا رہا ان تحریروں کو تنقیدی نگاہ اور نظر غائر کے ساتھ ملاحظہ کرنے کے لیے محب گرامی حضرت مولانا مفتی غلام محی الدین صاحب قبلہ صدیقی رضوی مدظلہ العالی بانی وصدر المدرسین ادارہ غوثیہ بدر العلوم بہرائچ شریف (یوپی) کے میں نے تیار کیا۔ بفضلہ تعالیٰ موصوف گرامی نے میری اس درخواست کو خوشی منظور فرمائی اور اس کام کو پوری ذمہ داری کے ساتھ انجام دینے کا وعدہ فرمایا۔

بہرحال موصول شدہ تحریروں میں اکثر کا فوٹو اپنے پاس محفوظ کرلینے کے بعد اصل کاپیاں سب کے سب بغرض نظر ثانی موصوف گرامی کی خدمت میں بہرائچ شریف ماہ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ میں روانہ کردیا۔ آپ محترم نے اپنے وعدہ کے مطابق بڑی ذمہ داری کے ساتھ بہ نظر غائر ملاحظہ فرمایا ان میں جو مضامین معیاری نہیں تھے انہیں رد کردیا اور جن میں شرعی غلطیاں تھیں انہیں درست کیا اور لفظی معنوی خامیوں کی بھی حتی الامکان تصحیح فرمانے کی کوشش کی بعدہ ذی القعدہ ۱۴۲۴ھ میں مدرسہ ہٰذا مجھے روانہ کروادیا۔ مذکورہ تحریریں وصول کرلینے کے بعد میں پھر مطالعہ کیا اور ترتیب دینے کا کام انجام دیا اور اس کے بعد عمدہ کتابت کروانے کی جانب قدم بڑھایا۔

Scanned with CamScanner

حضور بدرملت علیہ الرحمۃ چونکہ نہایت ذی خوش خط تھے اور خطوط ومضامین وغیرہ بھی بڑے اہتمام سے خوش خطی کی پوری رعایت کے ساتھ تحریر فرمایا کرتے تھے۔ شوشے شوشے گوشے گوشے کا بھی خیال کرتے۔ کتابوں کی کتابت کے سلسلے میں بھی آپ بڑے خوش ذوق تھے۔ عمدہ کاتب ڈھونڈ کر کتاب کی اچھی کتابت کراتے اور تصحیح کتابت کا بھی خوب خیال فرماتے۔ ناشرین کتب کو بھی اچھی کتابت وطباعت کی تاکید فرماتے تاکہ دینی کتابیں ظاہری طور پر بھی کسی طرح کمتر نہ ہو۔

لہٰذا حضرت علیہ الرحمۃ کے مزاج مبارک کو ملحوظ رکھتے ہوئے کاتب نیاز احمد نوری اترولوی جیسے کہنہ مشق کاتب کو بڑی کوششوں سے ادارہ ہٰذا میں بلوایا اور اپنی نگرانی میں اطمینان وسکون کے ساتھ از اول تا آخر عمدہ کتابت سے مزین کروایا اور تصحیح کتابت کے مراحل بھی توجہ کامل کے ساتھ طے کیے گئے جس میں برادران سنّت ورضویت حضرت مولانا محمد اسلم صاحب قبلہ صدیقی اور مولانا محمد اسلام صاحب رضوی استاذ مدرسہ ہٰذا نے بڑے خلوص اور لگن کے ساتھ حصّہ لیا اور توجّہ کے ساتھ اس خدمت کو انجام دیا۔

میں ان حضرات اور تمام مقالہ نگار وغیرہ حضرات کا مدرسہ گلشن رضا کی جانب سے تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔

مولائے کریم ان تمامی حضرات اور جملہ معاونین کے علم وعمر میں بے شمار برکتیں عطا فرمائے اور ان سبھوں کو اجر جزیل اور جزائے جمیل سے سرفراز فرمائے۔

بہر حال فقیر قادری کی انتھک کوششوں اور پیہم تگ ودو سے یہ وقیع بیش بہا اور **تاریخی دستاویز** آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اب یہ آپ کو فیصلہ کرنا ہے کہ ہم اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوئے ہیں اس میں صحت کے تمام معیار کو برقرار رکھا گیا ہے پھر بھی بشری تقاضوں کے پیش نظر امکان سہو سے مفر نہیں۔ اگر کہیں بھی کسی طرح کا کوئی سقم محسوس ہو تو اسے بشری تقاضوں پر محمول فرمائیں اور بذریعہ خط اس فقیر قادری کو آگاہ فرمائیں تاکہ اشاعت ثانیہ میں تدارک کی صورت پیدا کی جاسکے۔

مولائے کریم اس گدائے رضوی کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور فرزندان اہلسنت اور آنے والی نسل کو اس کی برکتوں سے مستفیض فرمائے اور ان کے لیے مشعل راہ بنائے (آمین ثم آمین)

اس کتاب کی کتابت، طباعت واشاعت کے سلسلے میں سب سے اہم مسئلہ سرمایہ کا مہیا کرنا پیش ہوا اس راستے میں اگر میری مدد برادر طریقت مجاہد سنیت ناشر مسلک اعلیٰحضرت حاجی محمد توفیق صاحب رضوی ابن سیٹھ الحاج عبدالواحد صاحب رضوی زید مجدھما نہ کرتے تو شاید یہ علمی دینی اور تاریخی کتاب منظر عام پر نہ آپاتی۔

آپ دونوں حضرات مدرسہ ہٰذا اور اس کے متعدّد شاخوں کی نظامت اور اس کے علاوہ کثیر تعمیری تبلیغی اور اشاعتی دینی کاموں کے بار کندھے پر رکھنے کے باوجود مجھ فقیر سراپا تقصیر کا دینی اشاعتی اور مسلکی کاموں میں جم کر ساتھ دیا اور اس کتاب کے علاوہ میرے مشورے سے وہابیوں دیوبندیوں غیر مقلدوں (اہل حدیث) وغیرہ کی رد میں متعدد کتابیں اور ہزاروں ہزار کی تعداد میں پوسٹر پمفلٹ

Scanned with CamScanner

وغیرہ شائع کرکے ملک و بیرون ملک تک پہنچانے میں انتھک کارگزاریوں کا مظاہرہ کیا۔

مولیٰ تعالیٰ بطفیل سرکار مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء ان تمامی دینی خدمت کو قبول فرمائے اور ان حضرات اور جملہ معاونین کے دین و ایمان، علم و عمر جان و مال عزت و آبرو اور روزگار میں بے شمار برکتیں عطا فرمائے اور مع اہل و عیال شاد و آباد رکھ کر ان حضرات کے قائم کردہ اس دینی قلعہ مدرسہ گلشن رضا اور اس کی شاخوں کو روز افزوں ترقیاں بخشے اور مخالفین اور حاسدین کی نظر بد سے بچا کر انہیں صبح قیامت تک اسی طرح اپنے دین کے تحفظ و بقا اور نشر و اشاعت میں مصروف رکھے اور ان کے بانیان اور جملہ معاونین کو بہترین صلہ عطا فرمائے اور تبلیغ سنیت اور اشاعت مسلک اعلیٰحضرت کا یہ نورانی سلسلہ ان حضرات کے گھروں سے رخصت نہ ہونے پائے بلکہ نسلاً بعد نسلٍ اسی طرح چلتا رہے

دے خدا ہمت کہ یہ جان حزیں
آپ پر واریں وہ صورت کیجیے

ایک کار آمد بات

حضرت علامہ شاہ بدرالدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مرشد برحق سرکار حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے مزاج کے مطابق زندگی گزارتے تھے۔ سرکار حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان الحاقی کارروائیوں سے خوش نہیں رہتے تھے۔ اس لیے حضرت علامہ موصوف بھی الحاقی کارروائیوں سے الگ تھلگ رہے۔ اور اسے ناپسندیدگی کی نظروں سے دیکھتے رہے۔ چنانچہ بعض مضمون نگاروں نے آپ کے اس موقف حق کی وضاحت کی ہے۔ اور آپ کے اس راہ حق کی مدح سرائی کی ہے۔

ہمیں چند الفاظ اس لیے بڑھانے پڑے تاکہ اہل حق کو معلوم رہے کہ حضور مفتی اعظم ہند رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ بھی الحاق و بورڈ کے خلاف شرعی حرکتوں اور سلف صالحین کی مخالف طرزوں کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔

مولائے کریم ہم سب کو اپنے آقایان کرم سرکار اعلیٰحضرت اور سرکار حضور مفتی اعظم ہند علیہما الرحمۃ والرضوان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ اور مسلک رضویت پر قائم رکھ کر خاتمہ ایمان وسنت پر نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

عبدالصمد قادری
خادم مدرسہ ہذا
۳۰ر جمادی الآخرہ ۱۴۲۷ھ مطابق
۲۷ر جولائی ۲۰۰۶ء پنج شنبہ

Scanned with CamScanner

۹۲/۸۶ء

تاثرِ گرامی و دُعائیہ کلمات

از۔ جانشین حضور مفتی اعظم تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج **محمد اختر رضا خاں** صاحب قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ زینتِ مسندِ رشد و ہدایت خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ بریلی شریف، یوپی۔ ہند

عزیز القدر مولانا عبد الصمد قادری رضوی اورنگ آبادی کے ذریعہ یہ جان کر مجھے بے پناہ مسرت ہوئی کہ حضرت مولانا مفتی بدر الدین احمد صاحب قادری رضوی نوری علیہ الرحمۃ والرضوان خلیفہ حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کی حیات مبارکہ و خدماتِ جلیلہ پر علمائے ہند و پاک کے مضامین، مقالات اور مناقب جمع کرکے ایک کتاب بنام "معارف بدر العلماء" صوبہ مہاراشٹر کے مشہور و معروف ادارہ مدرسہ گلشن رضا کولمبی ضلع ناندیڑ کی جانب سے شائع کی جا رہی ہے۔

زندہ قومیں اپنے اسلاف کرام کے عظیم کارناموں اور ان کی نیک یادوں کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی سعی کرتی رہی ہیں۔ عزیز سعید مولانا عبد الصمد قادری رضوی نے بدر العلماء کی علمی، دینی اور ملّی خدمات کے تذکرے پر مشتمل ایک کتاب بنام "معارف بدر العلماء" مرتب کرکے زندہ دلی کا ثبوت دیا ہے۔

حضرت بدر العلماء کی چند خوبیاں قابلِ ذکر ہیں۔ آپ عقیدۃً مسلک کے اعتبار سے متصلب سنی اور سنی گر تھے سرکار اعلیٰحضرت قدس سرہٗ العزیز اور خانوادۂ رضویہ سے غایت درجہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ زندگی کے آخری ایام تک تدریس، تصنیف، اور تبلیغ کے ذریعہ ہدایات و تعلیمات اعلیٰحضرت کو عام کرنے کے لیے ہمہ وقت فکرمند اور متحرک رہے۔ زہد و تقویٰ میں علمائے کبار کی روش پر سختی کے ساتھ کاربند رہے۔ اپنے تلامذہ، معتقدین اور متعلقین کو بھی شریعت مطہرہ کا پابند اور صالحین کا پیرو کار بنانے کے لیے بیتاب و مضطرب رہے۔ اور اس راہ میں انتھک کوششوں کا مظاہرہ کرتے رہے حضرت مولانا کی تعلیم و تربیت بڑی بافیض اور اپنی مثال آپ تھی۔

مولیٰ تبارک و تعالیٰ آپ کے مراتب بلند فرمائے۔ اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور عزیزم مولانا عبد الصمد قادری رضوی اور ان کے جملہ معاونین کو معارف بدر العلماء کی ترتیب پر اور مدرسہ گلشن رضا کے اراکین بالخصوص عزیزم حاجی محمد توفیق رضوی سلمہٗ اللہ الحاج سیٹھ عبد الواحد صاحب رضوی کو اس کی اشاعت پر اجر جزیل و جزائے جمیل سے سرفراز فرمائے۔ اور دونوں جہاں کی سعادتیں نصیب کرے اور بیش از بیش مسلک اعلیٰحضرت کی ترویج و اشاعت کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری۔ ۲۱ صفر المظفر ۱۴۲۶ھ مطابق یکم اپریل ۲۰۰۵ء جمعہ مبارکہ

Scanned with CamScanner

تأثر و دعائیہ کلمات

از- عالم باعمل خلیفۂ حضور مفتئ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد صالح صاحب قبلہ قادری رضوی نوری بریلوی مد ظلہ العالی
شیخ الحدیث جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف (یوپی)

نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم وآلہ الفخیم ـ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ مولانا مفتی بدرالدین احمد قادری رضوی ایک متدین عالم دین و کامیاب مدرس و مصنف اور عظیم مصلح تھے۔ میرے پیر بھائی اور حضور مفتئ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے اجل خلفاء سے تھے۔ فیض حضور مفتئ اعظم علیہ الرحمہ سے اس قدر سیراب ہوئے کہ تقویٰ وطہارت، صدق وصفا، زہد و ورع کے جبل شامخ پر فائز تھے۔ قلمی دنیا میں آپ کے قلم نے ملت کے سرمایہ میں کافی اضافہ کیا ہے۔ آپ کے علمی اور قلمی شاہکار پر آپ کی تصنیفات اظہر من الشمس ہیں۔ آپ کے معتقدین آپ کو بدر ملت کے لقب سے ملقب کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں یہ لقب بے جا نہیں۔ بلکہ بجا ہے۔ کیوں کہ آپ اپنی خدمات دینیہ و اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت کے سبب واقعی دین وملت کے بدر یعنی چودہویں کے چاند تھے۔ ارباب علم و فکر کی یہ قدیم روش رہی ہے کہ اپنے اکابرین عمائدین متین و اصحاب علم و فضل کے علمی و دینی کارناموں کو سپرد قرطاس کرکے ان کی علمی، فکری، دینی و روحانی عظمتوں کو گلہائے عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اور ہونا بھی چاہئے کہ اسلام کے مجاہدوں، مذہب اسلام کے سربراہوں قوم وملت کے پیشواؤں کے دینی کارکردگی کو پردۂ خفا سے منصۂ شہود پر لایا جائے۔ بڑے خوش نصیب و فیروز بخت ہیں وہ لوگ جو اپنے دینی پیشواؤں کی تعلیمات اور لیل و نہار کے معمولات کو روشنی میں لاکر اقوام عالم کو طریقۂ حسنہ کی دعوت دیتے ہیں۔ انہیں فیروزمندوں میں سے ایک مولانا عبدالصمد قادری سلمہ ہیں جو اپنے مرشد اجازت و استاذ گرامی بدر ملت حضرت مولانا مفتی بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمہ کی دینی و روحانی شخصیت پر ملک و بیرون ملک کے مایۂ ناز قلم کاروں کے مضامین کا ایک حسین گلدستہ پیش کر رہے ہیں۔ عزیز القدر مولانا غلام شرف الدین صاحب رضوی کی زبانی معلوم ہوا کہ اس کا نام "معارف بدر العلماء" رکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مولانا عبدالصمد قادری سلمہ اور ان کے معاونین کی محنت اور ان کی سعی مشکور فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ فقیر محمد صالح القادری البریلوی عفی عنہ

۱۱ر جمادی الآخرہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۸ر جولائی ۲۰۰۶ء بروز شنبہ۔

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ — یا رزاق — یا کریم — یا فتاح — یا وہاب — یا علیم

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم

تم ہو جواد و کریم تم ہو رؤف و رحیم — بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروروں درود

برسے کرم کی بھرن پھولیں نعم کے چمن — ایسی چلا دو ہوا تم پہ کروروں درود

۷۸۶

۲۱۵	۲۱۸	۲۲۲	۲۰۸
۲۲۱	۲۰۹	۲۱۴	۲۱۹
۲۱۰	۲۲۴	۲۱۶	۲۱۳
۲۱۷	۲۱۲	۲۱۱	۲۲۳

مکسلمینا یملیخا مرطونس بینونس سارینونس
ذونوانس کشفیططنونس وکلبھم قطمیر

یا سرکار غوث اعظم جیلانی
المدد

یا سرکار اعلیٰحضرت بریلوی
الغیاث

عطا کردہ :- خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند علامہ بدر الدین احمد رضا قبلہ قادری رضوی گورکھپوری بڑھیا سدھارتھ نگر یوپی۔

Scanned with CamScanner

سند خلافت و اجازت

از تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیٰحضرت سرکار حضور مفتی اعظم قدس سرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ۔ وافضل الصلوٰۃ واکمل السلام علیٰ رسولہ سیدنا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین ۔ اما بعد فقد سئلنی بدرالدین احمد القادری الرضوی الگورکھپوری بن الشیخ عاشق علی ۔ اجازۃ کلام اللہ تعالیٰ واحادیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واجازۃ سلاسل اولیاء اللہ ۔ فاجزت لہ علیٰ برکۃ اللہ تعالیٰ ثم علیٰ برکۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بقراءۃ القراٰن المجید مع سندہ والاشتغال باحادیث النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبکل ما ھو مذکور فی الصحیفۃ المبارکۃ المسماۃ **بالنور والبھاء فی اسانید الحدیث وسلاسل الاولیاء** من الاسانید الحدیثیۃ وسلاسل الشیوخ الطریقۃ والاوراد الذی اتصل الیٰ من قدوۃ الواصلین سیدی السید ابی الحسین احمد النوری المارھروی ومن مجدد المائۃ الحاضرۃ امام اھل السنۃ اعلی الحضرۃ الشیخ عبد المصطفیٰ احمد رضا البریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنھما وایضا قد اجزت لہ بما سوی ھذہ من جمیع الاسانید الاخریٰ والاذکار والاعمال والاوفاق والاشغال التی حصلت لی ووصلت الی من امام اھل السنۃ اعلی الحضرۃ البریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ واوصیہ ونفسی بتقوی اللہ عزوجل فی السر والاعلان واتباع سنن سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیھم وعلیٰ اٰلہ وسلم والاشتغال بالعلوم الدینیہ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ افضل خلقہ سیدنا محمد واٰلہ وصحبہ وازواجہ وعترتہ وابنہ الغوث الاعظم الجیلانی اجمعین ۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

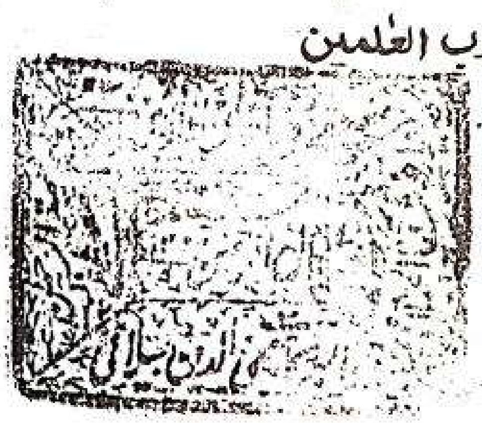

فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ

۲۴ صفر ۱۳۸۸ھ

Scanned with CamScanner

اللہ ربّ محمدٍ صلّی علیہ وسلّما

سندِ خلافت و اجازت

وعلیٰ ذریتہ وصحبہ ابداً اللہ حمودکا

از مظہرِ اعلیٰ حضرت حضور شیر بیشۂ اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب الخلق والخلیقۃ ـ الذی قال انی جاعلٌ فی الارض خلیفۃ ـ وافضل الصلوٰۃ واکمل السلام علیٰ حبیبہ الاکرم ـ ومظہرہ الاتم ـ ونائبہ الافخم ـ وخلیفتہ الاعظم ـ سیدنا ونبینا ومولانا محمدٍ الذی قال ربہ تبارک وتعالیٰ فی حقہ العظیم ـ وعلمک مالم تکن تعلم ـ والہٖ وصحبہ والخلفاء ـ وابنہ الغوث الاعظم وحزبہ والعرفاء ـ وسراج امتہ الامام الاعظم وسائر الائمۃ المجتہدین والمقلدین لہم اہل الحب والوفاء ـ وامام اہل سنتہ المجدد الاعظم ـ وعلیٰ جمیع اہل السنۃ والجماعۃ ـ اصحاب الصدق والصفا ـ وعلینا وعلیٰ جمیع اخواننا واخواتنا بہم ولہم وفیہم ومعہم دائماً ابداً یا ارحم الراحمین ویامن کفیٰ وشفیٰ ـ امین ثم امین ـ

اما بعد :ـ فقیر حقیر ذوالقلب الکسیر والذنب الکثیر غفرلہ ربہ القدیر بحرمۃ حبیبہ البشیر النذیر علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ المغنیۃ والسلام المنیر نے برادرِ دینی ویقینی محبِ سنیت عدوِ لامذہبیت گلِ گلزارِ رضویت مولٰینا بدرالدین احمد صاحب گورکھپوری ادام اللہ فیضہ النوری کو مخلص ومتصلب فی الدین اور اسلام وسنیت کا ناصر اور بدمذہبوں لامذہبیوں بددینیوں بے دینیوں کا کاسر اور خلافت واجازت کا مستحق ولائق باذن اللہ الغافر پایا ـ فالحمد للہ ربّ البرایا ـ لہٰذا فقیر اپنے برادرِ موصوف سلمہٗ ربہٗ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ ضیائیہ وسلسلۂ مقدسہ قادریہ برکاتیہ رضویہ فتحیہ وسلسلۂ مبارکہ قادریہ برکاتیہ صادقیہ قاسمیہ کی اجازت وخلافت دیتا ہے ـ کہ جو مرد یا عورت ان کی خدمت میں توبہ کے لیے حاضر ہو اس سے توبہ لے کر اوسکو ان مبارک سلسلوں میں منسلک فرمائیں ـ حضور پرنور سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بندۂ سرکار اور حضور سراج النور مرشدنا المجدد الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دین ومذہب اسلام وسنیت کا متبع بنائیں ـ اور برادرِ موصوف سلمہٗ ربہٗ کو فقیر کی وصیت ہے کہ پیری مریدی کے سلسلۂ مقدسہ کو خالص تبلیغ اسلام واشاعتِ سنیت کا وسیلہ سمجھیں اور اس کو ذریعۂ معاش ہرگز نہ بنائیں بلکہ مطابق سنت سنیۂ نبویہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیۃ لا اذٗ ولا کد پر عمل فرمائیں ـ اور اپنی زندگی کے اوقات عزیزہ بقدر قدرت وحسب وسعت وبشرط استطاعت خدمتِ اسلام وحمایتِ سنیت ونکایتِ لامذہبیت واماتتِ بے دینی وضلالت میں صرف فرمائیں ـ شریعتِ مطہرۂ محمدیہ علیٰ صاحبہا

وآلہ الصلاۃ والتحیۃ کے اتباع کو اپنا دستور العمل اور الحب
فی اللہ والبغض فی اللہ کو اپنا نصب العین رکھیں اور
مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پیارے
گلّے کی بھولی بھیڑوں یعنی سنّی مسلمانوں کے دین و مذہب
کو بھیڑیوں یعنی وہابیوں دیوبندیوں غیر مقلدوں نجدیوں
لاہوری مرزائیوں قادیانی مرزائیوں چکڑالویوں نیچریوں
رافضیوں خارجیوں بابیوں بہائیوں آغاخانیوں خاکساریوں
احراریوں، گاندھیوں، مرتد حسن نظامی اور مرتد ابوالاعلیٰ
مودودی کے چیلوں اور بد سیرت کمیٹی والوں مسلم لیگیوں
صلحکلیوں سے اور مقدس صوفیہ صافیہ سے نفعنا اللہ تعالیٰ
فی الدین والدنیا والآخرۃ برکاتہم القدسیہ کو بدنام
کرنیوالے، جبر توحیدی ملحد و مبطل متصوفوں وغیرہم جملہ
نئے اور پرانے بدمذہبوں لامذہبوں بددینوں بے دینوں
مرتدوں دین کے ڈاکوؤں مذہب کے لیٹروں کے
حملوں سے بچانے کی بعونہٖ تعالیٰ وبعون حبیبہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم برابر سعی و کوشش کرتے رہیں
اور باعانۃ اللہ تعالیٰ وبعنایۃ حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وعلیٰ آلہ وسلم اور اسی اسلام وسنیت پر مضبوطی کے ساتھ
قائم رہنا جس کا حضور اعلیٰ حضرت قبلہ مرشد برحق
امام اہلسنت مجدد اعظم دین وملت مولانا الشاہ عبد المصطفیٰ
محمد احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قادری برکاتی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک کتابوں میں مفصل تبیان
اور کتاب مستطاب تجانب اھل السنۃ عن اھل
الفتنہ میں مختصر بیان ہے۔ ہر فرض سے بڑھ کر اہم
فرض مانیں اور اسی پر اپنے مریدین ومتوسلین ومحبین
کو بفضل اللہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ
آلہ وسلم ثابت ومستقیم کرنا اپنا فرض منصبی جانیں۔

برادر ممدوح سلمہ ربہ القدوس السبوح وایانا دائما
من کل شر مقبوح واعطاہ وایانا فی الدارین النصرۃ
والفتوح کو فقیر نے جملہ اوفاق واعمال واوراد و
اشغال خاندانِ قادریہ برکاتیہ رضویہ قاسمیہ
کی اجازت بھی دی اور دیتا ہے۔ خدا و رسول جل جلالہ
وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم برادر عزیز سلمہ ربہ
کو اور ان کے جملہ مریدین ومتوسلین ومحبین ومتعلقین
کو اور فقیر کو اور فقیر کے جملہ مریدین ومتوسلین ومحبین
ومتعلقین کو بھی سنیت وقادریت وبرکاتیت ورضویت
کے بے شمار برکات سے دارین میں مالامال فرمائیں۔
آمین۔ برادر موصوف سے فقیر کی استدعا ہے کہ مجھ کو
اپنے خلوات وجلوات میں اپنی صالح دعوات میں یاد رکھیں
وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ وقاسم رزقہ سیدنا ومالکنا
محمد وآلہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین وآخر دعوٰینا ان الحمد
للہ رب العٰلمین۔

دستخط فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں
عفر لہ ربہ۔ بروز سہ شنبہ تاریخ ششم
ماہ شوال المکرم ۱۳۷۳ھ

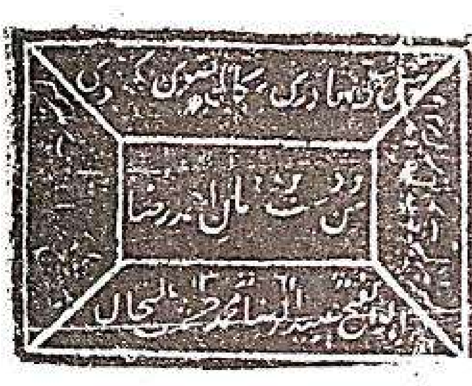

مزار شریف کا اندرونی حصّہ

مزار پاک حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ

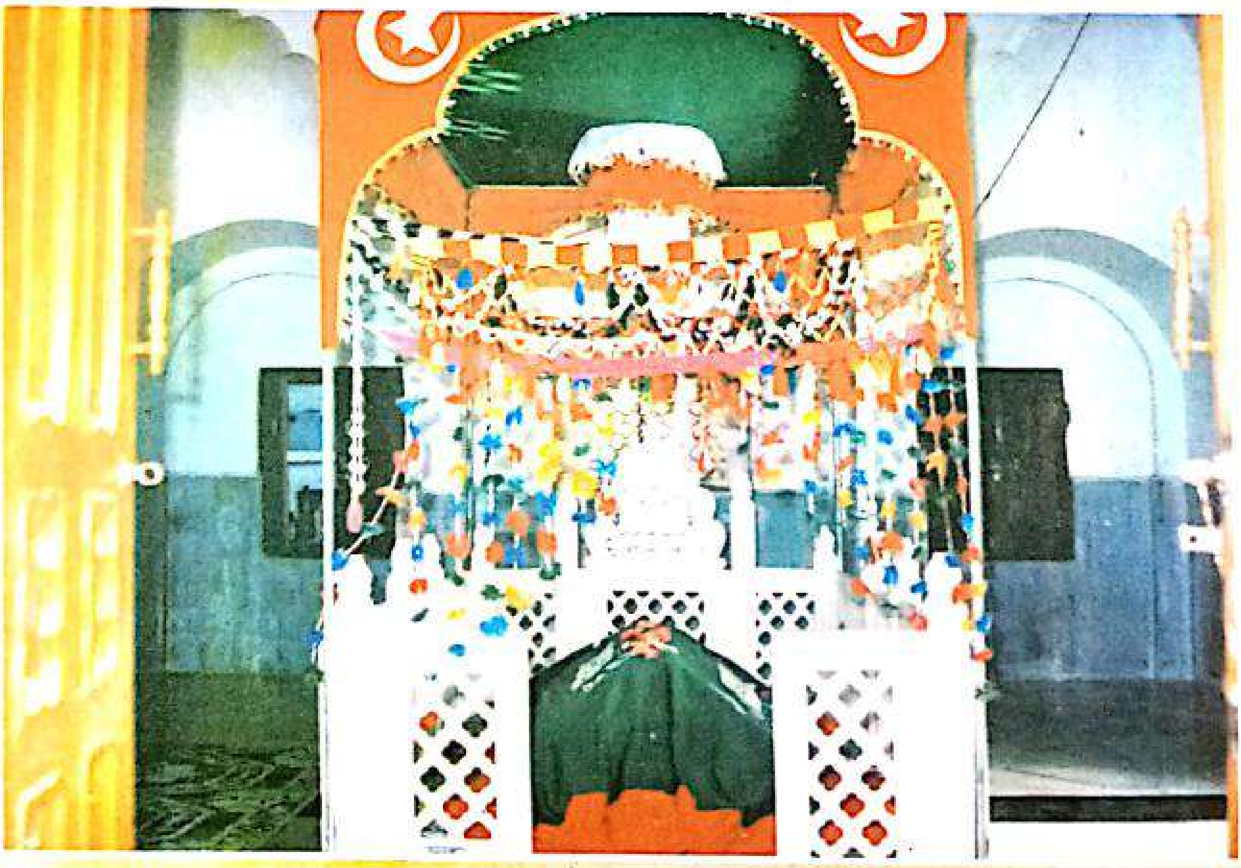

Scanned with CamScanner

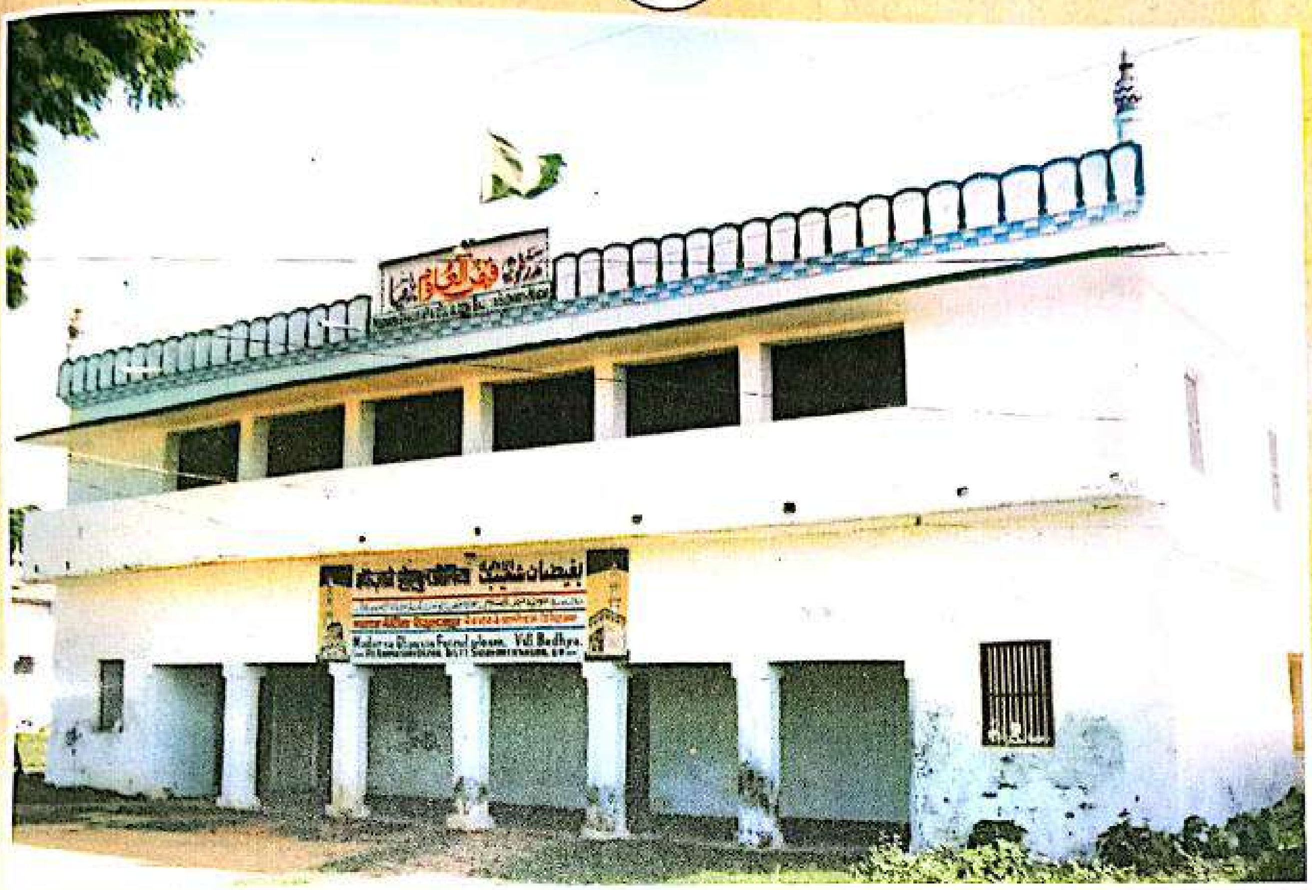

مسجد غوثیہ بڑھیا کا ایک منظر

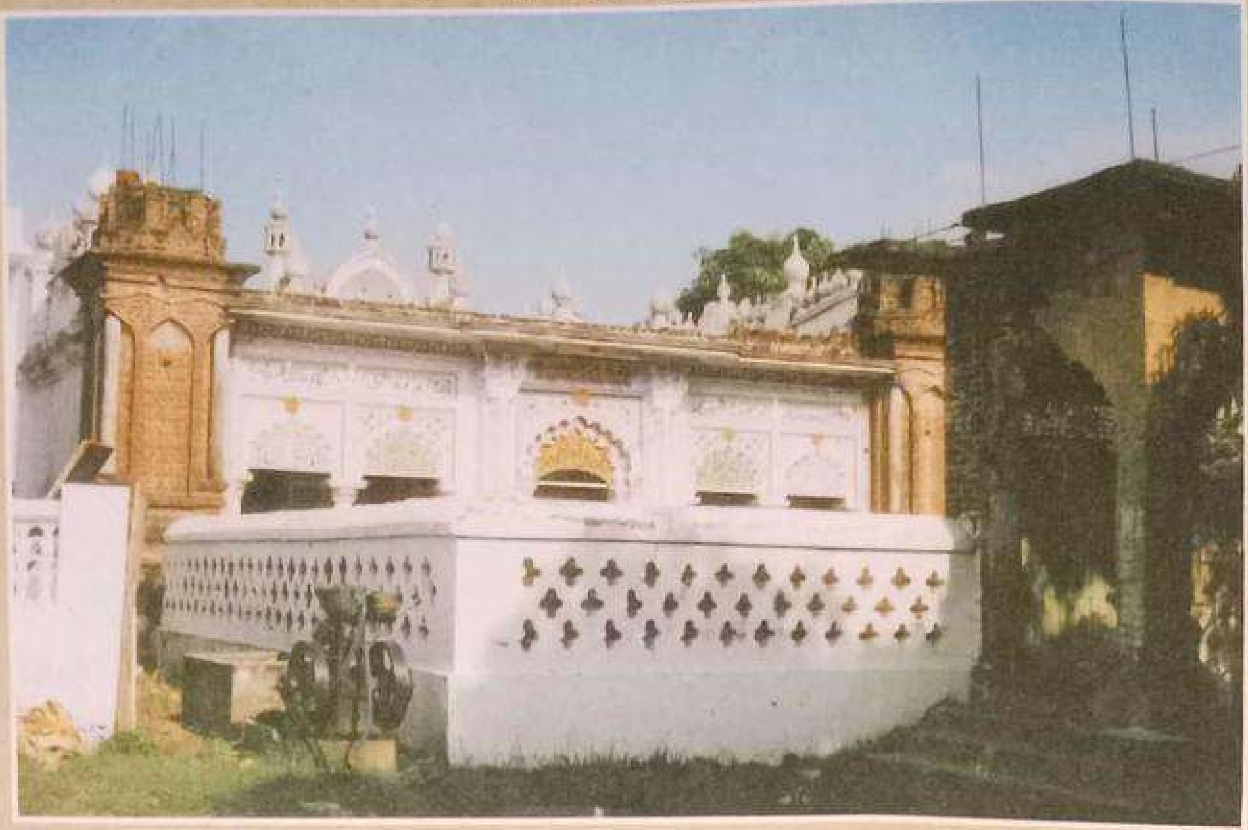

قدیم مرکزی عمارت دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف

Scanned with CamScanner

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کا حجرۂ خاص جہاں آرام فرماتے تھے

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کا مکان غوثیہ منزل کا ایک منظر۔

Scanned with CamScanner

از بڑھیا ۷۸۶/۹۲ ۱۹ ربیع الغوث ۱۳۶۹ھ

عزیزم مولوی سعید احمد خاں قادری رضوی

آج آپ کا دوسرا لفافہ وصول ہوا۔ اس سے پہلے جو لفافہ وصول ہوا تھا اس کا جواب بطور قرض مجھ پر باقی ہے۔

ظاہر کے ساتھ اپنے باطن کی نگرانی ضروری ہے طالب جاہ و طالب مال کا باطن قطعی بگڑا ہوا قابل علاج ہے۔

شریعت کی حق تلفی پر تاؤ آنا حق ہے اپنے ذاتی معاملہ میں ناگوار بات پر اکھڑ پڑنا اور جھنک اٹھنا شان علم کے خلاف ہے۔ جو شخص علم کی تعظیم نہ کرے گا اسے علم ذلیل کرے گا۔ ذکر اور درود شریف جو کچھ پڑھا جائے اسے مڑ کر دیکھنا نہیں اور جو مڑ کر دیکھے کہ ہم نے اتنا پڑھا ہے اس کا باطن بگڑ گیا ہے مولیٰ تعالیٰ اپنے نبی پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے طفیل آپ کو اور ہمیں صراط مستقیم پر چلائے آمین۔ فقط والسلام

بدر الدین احمد

حضور بدر ملت کی اصل تحریر کا عکس۔ مکتوب بنام مولوی سعید احمد خاں قادری رضوی بہرائچی

Scanned with CamScanner

از بڑھیا ۷۸۶/۹۲ ۱۹ محرم ۱۴۱۵ھ

عزیزم وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

ماہر المنطق کی کتابت شدہ کاپیوں کی اصلاح میں عرصۂ دراز صرف ہوا پھر سوانح اعلیحضرت کی کاپیوں کی تصحیح میں بھی خلاف توقع زیادہ وقت صرف ہوا۔ ان مصروفیات کے سبب بہتیرے خطوط تشنہ جواب ہیں۔

منجھار کے پتہ پر میں نے خط بھیجا شاید آپ تک نہیں پہونچا آپ کی شفا و صحت کے لیے نماز غوثیہ میں دعا کرتے ہوئے دو چلہ (۴۰ دن، ۴۰ دن) سے زیادہ ایام گزر چکے ہیں۔ حضرت رب العزۃ جل مجدہ قبول فرمائے

نورانی شاہ مع اپنی والدہ ننھیال گئے ہوئے ہیں۔

آپ کے بار بار لکھنے کے باعث عرس رضوی بریلی شریف میں حاضری دینے کے لیے اپنے کو تیار کر رہا ہوں

طیبہ خاتون بنت اشرف وغیرہ کے لیے شجرہ عرس رضوی کے موقع پر حاصل کر لیا جائیگا فقط والسلام

بدر الدین احمد

از بڑھیا ۷۸۶/۹۲ ۱۲ صفر چہارشنبہ بدھ

عزیزم وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

آپ کے دو خطوط مکتوبہ ۲۲ محرم و ۲۶ محرم موصول ہوئے۔ فضل ربانی کے بھروسہ پر امسال عرس رضوی میں شرکت کے لیے بریلی شریف حاضر ہونے کا قوی ارادہ ہے۔ انشاء المولیٰ تعالیٰ مدرسہ غوثیہ بڑھیا کی رسید بھی ساتھ میں لاؤں گا

یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ مدرسہ اور مسجد کے لیے زمین حاصل ہو گئی ہے۔ یہ خیال رہے کہ بورڈ کا مزاج رکھنے والے طلبہ، اساتذہ، اراکین ممبران کا تعلق مدرسہ سے نہ ہونا چاہیے ورنہ آئندہ محنت ضائع ہو جائے گی۔ مولانا!

کوثر حسن صاحب جھرا میں کام کر رہے ہیں اپنے مدرسہ میں انھیں لڑکوں کا داخلہ قبول کرتے ہیں جو بورڈ سے زندگی بھر الگ رہنے کا عہد کرتے ہیں

عزیزہ سہ پارہ اور ان کے والدین کو سلام فقط والسلام

بدر الدین احمد

بڑھیا

قطعی قطعی قطعی

To,

Abdus Samad Razvi
Vill. Dewan Bigha
P.O. DEW
Dist - Aurangabad
पिन PIN 824202

حضور بدر ملت کی اصل تحریر کا عکس۔ مکتوب بنام راقم عبد الصمد قادری اورنگ آبادی

Scanned with CamScanner

سرکار شیر بیشۂ اہلسنّت کا مختصر تعارف

از محقق دوراں حضرت علامہ مولانا مفتی بدرالدین احمد صاحب قبلہ گورکھپوری ثم بستوی
قدس سرہ العزیز

الحمد للہ الذی ارسل نبینا محمدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وجعلہ شاھدًا و ناظرًا ورحمۃ لجمیع خلقہٖ والصلوٰۃ والسّلام علیٰ اول خلق اللہ اعلم خلق اللہ اسمع خلق اللہ ابصر خلق اللہ سیدنا محمد رسول اللہ وعلی الہٖ وصحبہ وازواجہ واصولہٖ وفروعہٖ وابنہ الغوث الاعظم الجیلانی وشہید محبتہٖ الشیخ الامام احمد رضا البریلوی اجمعین ط

حضرت شیر بیشۂ سنت مظہر سرکار اعلیحضرت مولانا شاہ محمد حشمت علی خاں صاحب لکھنوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات مقدس اپنی نورانی ایمانی حقانی علمی خدمات کے باعث دنیائے سنّیت میں اس طرح تاباں ہے جس طرح وسط آسمان میں آفتاب درخشاں ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے اپنے محبوب سرکار مصطفےٰ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت وعظمت کی تبلیغ کے صلہ میں حضرت شیر بیشۂ سنت کو جتنے اوصاف جلیلہ ارزاں فرمائے تھے ان میں احقاق حق وازہاق باطل کا وصف جمیل آپ کی خدمات دینیہ میں بیش قیمت نگینہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی امتیازی وصف کے پیش نظر قوم آپ کو شیر بیشۂ سنت اور مظہر سرکار اعلیٰ حضرت کے لقب سے یاد کرتی ہے۔ احقاقِ حق کی خاطر سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ وربیع الاول ۱۳۲۴ھ میں قادیانیوں اور دیوبندیوں وہابیوں کے ارتداد پر حرمین طیبین کے علمائے اسلام ومشائخ اعلام سے تصدیقی فتاویٰ حاصل کر کے رسالہ مقدسہ حسام الحرمین مرتب فرمایا اور اسے شائع کر کے اعدائے دین کی گردنیں کاٹ کر رکھ دیں تو مظہر سرکار اعلیٰ حضرت نے ازہاق باطل کے لیے ۱۳۴۵ھ میں مذکورہ بالا مرتدین کے کفر پر ہند سندھ، پنجاب، بنگال، مدراس، دکن، کوکن، کاٹھیاواڑ گجرات وغیرہ کے دو سو اڑسٹھ مفتیان کرام وعلمائے اسلام سے تحریری شہادت حاصل کر کے رسالہ مبارکہ الصّوارم الھندیہ علیٰ مکر الشیاطین الدیوبندیہ مرتب فرمایا اور اسے شائع کر کے پرستاران وہابیت ودیوبندیت کی مٹی پلید کر دی۔ فرضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سرکار اعلیحضرت مجدد دین وملت شیخ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمانی پیغامات ونورانی تعلیمات کو جس نے ہندوستان کے شہر نگر، قصبات، دیہات اور دور افتادہ مقامات تک پہنچایا وہ آپ ہی کی مبارک ذات ہے۔ آپ قرآن کریم کے حافظ، تجوید قرآن کے ماہر، تفسیر قرآن

کے عارف، حدیث وفقہ کے عالم، علم کلام کے فاضل، مسائل شرعیہ کے مفتی، درس نظامیہ کے مدرس سلاسل طریقت کے شیخ تھے لیکن جس وصف میں آپ کو ہندوستان گیر شہرت حاصل ہوئی وہ آپ کا بے مثال مناظر ہونا ہے آپ بجا طور پر میدانِ مناظرہ کے شہسوار اور امام المناظرین تھے۔ آپ نے تائید مذہب اہلسنت وتردید عقائد باطلہ کی خاطر بے دین، مرتدین ملاؤں سے بے شمار مناظرے فرمائے یہاں تک کہ شہر فیض آباد یوپی کے کورٹ میں بھی برسر اجلاس فاضل وہابیت وپیشوائے دیوبندیت مولوی ابوالوفا شاہجہاں پوری سے سنیت کی حقانیت اور دیوبندیت کے بطلان پر کامیاب مناظرہ کر کے وہابیت کے اس گھاگ ملا کی بولتی بند کر دی۔ مہاویر پرشاد اگروال مجسٹریٹ درجۂ اول فیض آباد نے اپنے فیصلہ میں واقعہ کا اس طرح ذکر کیا ہے کہ اس مقدمہ میں ایک اکسپرٹ مولوی ابوالوفا (شاہجہاں پوری) پیش کیا گیا۔ ملزم (مولانا حشمت علی پیلی بھیتی) نے مذہبی امور میں خود بڑی لمبی جرح اس پر کی۔ مولوی ابوالوفا کی گواہی کو مقدمہ کی گواہی کے بجائے مذہبی مناظرہ کہنا زیادہ مناسب ہے

تقریر وخطابت کی طرح تحریر ونگارش میں بھی بفضلہ تعالیٰ ثم بعون رسولہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ امتیازی شان کے حامل تھے۔ آپ کی تصانیف فولادی دلائل سے مسلح ہوا کرتی تھیں۔ وہابی علمائے سر جوڑ کر حسام الحرمین کے دمکتے آفتاب پر دھول اڑانے کے لیے ایک کتاب بنام "المہند" تیار کی جس میں دجل وفریب کے سنگین حربوں کو کام میں لائے آپ نے المہند کی تردید میں رد المہند تصنیف فرما کر شائع کیا جس نے دیوبندی اکاذیب واباطیل کے دھوئیں اڑا دیئے۔ شیخ الوہابیہ

پیشوائے دیوبندیہ مولوی اشرف علی تھانوی نے تصنیف حفظ الایمان کی بگڑی بنانے کے لیے ایک کتاب بسط البنان لکھی جس کے جواب میں سرکار مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ مصطفےٰ رضا شاہزادہ اعلیحضرت نے رسالہ مبارکہ وقعات السنان لکھ کر بسط البنان کی کھوپڑی چکنا چور کر دی

فاضل تھانوی نے جواب سے عاجز ہو کر حفظ الایمان کی متنازع فیہ عبارت بدل کر ایک تیسری کتاب تغییر العنوان تحریر کی جس میں انہوں نے عوام مسلمین کو فریب دیتے ہوئے یہ ظاہر کیا کہ دیکھو ہم نے حفظ الایمان کی قابل اعتراض عبارت بدل دی ہے اب ہمیں کافر ومرتد نہ کہا جائے۔ فاضل تھانوی کے اس آخری فریب کے جواب میں حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے رسالہ "قہر واجد دیان برھمشیر بسط البنان" شائع کر کے تغییر العنوان کی پر فریب سون کا ایک ایک دھاگا ادھیڑ کر رکھ دیا اور ثابت فرما دیا کہ جب تھانوی صاحب نے حفظ الایمان کی کفری عبارت سے توبہ نہیں کی تو ان کا کفر وارتداد برقرار رہا۔ پھر تھانوی صاحب کو آپ کے شمشیر خارا شگاف قلم کا ایسا دھڑکا سمایا کہ سالہا سال زندہ رہنے کے باوجود کوئی نئی کروٹ نہ بدل سکے اور آنجہانی ہو گئے۔ الحاصل آپ نے تقریر تحریر مناظرہ کے ذریعے اسلام وسنیت کی بڑی ہی شاندار خدمت انجام دی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ افضل خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

بدر الدین احمد قادری رضوی
مدرسہ غوثیہ۔ بڑھیا۔ کھنڈسری ضلع بستی
۲۱ جمادی الآخرہ ۱۳۹۸ھ مطابق ۲۹ مئی ۱۹۷۸ء دوشنبہ مبارکہ

تاثر گرامی

شہزادۂ صدر الشریعۃ حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ قادری مہتمم بانی و شیخ الحدیث جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی ضلع مئو۔ (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت العلام مولانا بدر الدین احمد صاحب رضوی علیہ الرحمۃ اہل سنت کے عظیم عالم دین اور زہد و تقویٰ میں آپ اپنی مثال تھے۔ صاحب طرز مصنف بھی تھے۔ مدارس اسلامیہ کے ابتدائی درجات میں آپ کی کئی تصانیف داخل نصاب ہیں جن سے بچوں میں ترقی کی قوت پیدا ہوتی ہے اور ذوق تحصیل بھی۔

دین کی بنیادی عقائد میں آپ کا تصلب بے مثل تھا۔ بدمذہبوں کی گرفت اور ان کی رد میں آپ کو ملکہ حاصل تھا۔ درس و تدریس میں آپ منصب کمال پر فائز تھے۔

فیض الرسول براؤں شریف اور اس کی ترقی کے منصوبہ بندی سے لے کر اسے میدان عمل تک لانے میں آپ ہی خشت اول تھے۔

آپ کی سوانح حیات منصۂ شہود پر آنے والی ہے۔ میں اپنی بے بضاعتی اور عدیم الفرصتی کی بنا پر اس موضوع پر کوئی مضمون سپرد قلم نہ کر سکا جس کا افسوس بھی ہے۔

ربّ قدیر ان کے درجات بلند فرماتا ہے اور ان کے فیضان علم و عمل کو ہمیشہ جاری رکھے آمین۔

ضیاء المصطفیٰ قادری غفرلہ
۲۱ر محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

تاثر گرامی

فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی جلال الدین احمد صاحب قبلہ امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان
متوفی ۱۴۲۲ھ

بسمہٖ تعالیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الاعلیٰ

حضرت علامہ مولانا بدر الدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی گورکھپوری قدس سرہٗ اپنی جماعت کے ایک جلیل القدر عالم دین تھے۔ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ ان کا شعار زندگی تھا۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی کے شیدائی و فدائی تھے۔ اسی بنیاد پر انھوں نے بڑی عرق ریزی سے کتاب "سوانح اعلیٰحضرت"

Scanned with CamScanner

تصنیف فرمائی جو بہت زیادہ مقبول ہوئی۔ وہ
اسلام و سنیت اور مسلک اعلیٰحضرت کی تبلیغ
واشاعت میں ہر وقت سرگرم عمل رہے۔

طلبہ کی بنیادی تعلیم اچھی ہو اس کا بہت زیادہ
خیال رکھتے تھے اسی لیے فیض الرسول براؤں
شریف کے زمانۂ قیام میں میزان و منشعب
ہمیشہ خود پڑھاتے اور تسہیل المصادر فارسی
کی تعلیم ہمارے ذمہ کرتے۔

اہل سنت و جماعت کے چھوٹے بچوں
کی تعلیم کے لیے کوئی نصاب نہ تھا اسی لیے مدارس
اہلسنت میں صلح کلیوں اور بد مذہبوں کی گمراہ کن
کتابیں پڑھائی جارہی تھیں۔ تو انہوں نے اردو
زبان کی تعلیم کے لیے تعمیر ادب لکھا اور دینیات
کی تعلیم کے لیے مجھ سے نورانی تعلیم لکھوایا۔
جو بحمدہ تعالیٰ ہند و پاک کے علاوہ افریقہ، امریکہ
اور فرانس و برطانیہ وغیرہ میں داخل نصاب ہو چکے
ہیں پھر اس کے بعد آپ نے تعمیر قواعد بھی تصنیف
فرمایا جس کے پڑھنے سے فارسی اور عربی کی بنیادی
کتابوں کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

بہت سے طلبہ کو مضاف و مضاف الیہ
موصوف و صفت، فعل و فاعل اور مفعول وغیرہ
کی بھی تمیز نہیں ہوتی یہاں تک کہ کسی دار العلوم
سے انہیں عالم و فاضل ہونے کی دستار و سند
مل جاتی ہے حالاں کہ وہ عربی عبارت کی ایک سطر
کا بھی صحیح ترجمہ نہیں کر پاتے اس خرابی کو دور
کرنے کے لیے انہوں نے کئی ابتدائی درسی
کتابیں لکھیں جو بہت مفید ہیں اور ملک و بیرون
ملک کے مدارس عربیہ میں داخل درس ہیں۔

اور بے عمل عالم سے چوں کہ دین اسلام
کو بڑا نقصان پہنچا ہے اس لیے وہ طلبہ کو عالم
باعمل بنانے کی ہر ممکن کوشش کرتے اور ان
کے کردار و عمل پر بہت کڑی نگاہ رکھتے۔ اور
انہوں نے حصول زر کو اپنی زندگی کا مقصد
نہیں بنایا بلکہ اسلام و سنیت کی خدمت اور
مسلک اعلیٰحضرت کی تبلیغ و اشاعت کو اپنی
زندگی کا اصل مقصد قرار دیا۔

غرضیکہ وہ بے شمار خوبیوں کے مالک
تھے ان کی ہر خوبی پر ایک مفصل مضمون لکھا
جاسکتا ہے مگر ہم اپنی گوناگوں مصروفیات کے
سبب عزیز گرامی مولانا صوفی عبد الصمد صاحب
قادری مرتب مضامین بدر ملت کی خواہش پر
صرف یہ چند بے ربط جملے تحریر کر دیئے۔

دعا ہے کہ خدائے عز و جل حضرت مولانا
کے صاحبزادے محمد سلمہ عرف نورانی شاہ کو ان
کا صحیح جانشین بنائے اور ان کے فیوض و برکات
کو رہتی دنیا تک عام و تام فرمائے۔ اور مولانا
صوفی عبد الصمد صاحب قادری کو مضامین
بدر ملت کی ترتیب پر اور رضا اکیڈمی بمبئی کے
اراکین خصوصاً الحاج محمد سعید صاحب نوری
کو اس کی اشاعت پر اجر جزیل و جزائے جلیل
سے سرفراز فرمائے۔ آمین بحرمۃ سید
المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ
علیہ وعلیہم اجمعین ط۔

جلال الدین احمد امجدی۔
مرکز تربیت افتا دار العلوم امجدیہ ارشد العلوم
اوجھا گنج بستی۔ ۱۳ر ذی القعدہ ۱۴۱۹ھ
(ماخوذ از مضامین بدر ملت ص۱۴ تا ۱۶)

پیغام

از حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمن صاحب قبلہ رضوی ۔ بنام عبدالصمد قادری۔

مولانا المکرم ! سلام و رحمت

جس قوم کا رشتہ ماضی سے مربوط رہتا ہے وہ کبھی نہیں بھٹکتی۔ اور اس کے لئے اسلاف کے حالات، ان کے علمی کارنامے، دین کی خاطر ان کی مخلصانہ جد وجہد کو سینہ سے سفینہ تک میں محفوظ کر کے یاد کرتے رہنا نشانِ منزل کا کام دیتا ہے۔ "مدرسہ گلشن رضا نا ندیڑ" کے زیر اہتمام آپ، یادگارِ اسلاف حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کامیاب زندگی کے مختلف گوشوں پر مضامین اور مقالوں کے ساتھ ساتھ معاصرین واخلاف کے تاثرات کا مجموعہ کتابی شکل میں شائع کر کے نئی نسل کو اسی نشانِ منزل کی طرف نیک رہنمائی کا فریضہ انجام دینے جا رہے ہیں۔ خدا مبارک کرے۔ اور اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ کے مطابق بہتر جزا عطا فرمائے۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو میں ان کی تصنیفات کے توسط سے جانتا تھا۔ پہلی بار ملاقات کا شرف اس وقت حاصل ہوا جب ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۹۸۰ء میں "شرعی مجلس" مبارکپور کی شرکت کے بعد "براؤں شریف" حاضری کا اتفاق ہوا۔ میرا قیام استاذ گرامی امام علم وفن حضرت خواجہ صاحب مدظلہ کے کمرے میں تھا۔ رات کے تقریباً گیارہ بجے تھے کہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ اچانک تشریف لائے اور سلام و مصافحہ کے بعد مجھ سے فرمایا۔

میں ابھی تھوڑی دیر پہلے آیا ہوں۔ اور علی الصبح چلا جانا ہے۔ اس لئے ابھی وقت زحمت دینے چلا آیا۔ طلبا اور بعض علما کی زبانی آپ کا تذکرہ سنتا آیا ہوں۔ رسالوں میں چند ایک مضامین بھی پڑھے ہیں۔ آج یہ پہلی ملاقات ہے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے تک مختلف موضوعات پہ دینی وعلمی گفتگو فرما کر تشریف لے گئے۔

حضرت مولانا تو تشریف لے گئے اور میرے دل پر اپنے علم وفضل، اخلاق وانکسار اور بزرگی وخورد نوازی کے تابندہ نقوش ثبت کر گئے۔

دوسری ملاقات بھی براؤں شریف ہی میں ہوئی۔ میں "دارالعلوم "فیض الرسول کے سالانہ امتحان کے لئے بحیثیت ممتحن پہونچا تھا اور آپ خانقاہ کے سجادہ نشین حضرت خلیفہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال پر سجادگی کے معاملہ کا تصفیہ کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ حالاں کہ سخت بیمار تھے۔ چلنا

Scanned with CamScanner

پھرنا دشوار تھا۔ اور کئی لوگوں کے سہارے تشریف لاسکے تھے۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک مجھ سے بھی دین و سنیت کے تعلق سے گفتگو کی اور اپنی فکرمندیوں کا اظہار فرمایا۔ اس موقع پر بھی میں ان کے علم و فضل، انکسار اور بزرگانہ اخلاق سے خاص طور پر متأثر ہوا۔ ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۹۹۳ء میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تعلق سے لفظ "کملی" کے استعمال کا مسئلہ بین العلماء موضوع بحث بنا ہوا تھا۔ تو حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رسالہ "عطیۂ ربّانی در مقالۂ نورانی" بھی زیر تذکرہ آیا۔ جس میں آپ نے اس لفظ کے استعمال کو ممنوع قرار دیتے ہوئے پہلے کبھی اپنی کسی کتاب میں بطور نقل و تقریر اس لفظ کے آجانے پر توبہ کی ہے۔ کچھ لوگوں نے اسی کو بنیاد بنا کر آپ پر زبان طعن دراز کی تو محب گرامی جناب ڈاکٹر شکیل احمد اعظمی کے استفسار پر میں نے "تصغیر کی حقیقت اور کملی کا حکم" نامی کتاب لکھی اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے معنون کرتے ہوئے لکھا۔

خطا و لغزش انسان کی فطرت ہے۔ کوئی کتنا ہی بڑا عالم دین کیوں نہ ہو کبھی کسی مسئلہ میں فکر و نظر کی زلّت ان کے علم و فضل کے منافی نہیں۔ بالخصوص جب اس مسئلہ کا مدار بھی لسانیاتی تحقیق پر ہو۔ بارگاہ رسالت کے تعلق سے لفظ "کملی" کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ کا بھی مبنی لسانیاتی تحقیق ہی ہے حضرت مولانا بدرالدین احمد علیہ الرحمۃ اور ان کے علاوہ جن علماء نے اس کو ناجائز قرار دیا ہے انہوں نے اس کو تصغیر ہی سمجھا۔ اور تصغیر کی صورت میں ناجائز ہونا یقینی ہے۔ ہرچند کہ تحقیق و تدقیق کے نتیجہ میں اس کا تصغیر میں منحصر ہونا مرجوح ہے۔ مگر ان حضرات کا تصغیر میں منحصر سمجھنا بھی بے بنیاد نہیں ہے۔ ان کی اس سمجھ کی پشت پر بھی بعض مروّج اردو لغات کی قوتیں ہیں اس لئے ان حضرات کی تجہیل و تحمیق کسی طرح انصاف و دیانت کے تقاضے کے مطابق نہیں۔ جو لوگ ان کو گردن زدنی اور ناقابل معافی قرار دے رہے ہیں وہ ان کی اس ایمانی حرارت کی قدر نہیں کرتے کہ یہ زلت فکر و نظر دوسروں کی طرح اپنے باپ بھائی اور اہل خاندان کی پاسداری کے نتیجہ میں نہیں۔ بلکہ بارگاہ رسالت کے ناموس کی حفاظت و صیانت کے جذبہ میں ہوئی۔ ورنہ کیا وجہ تھی کہ اگر انہوں نے کبھی نادانستگی میں راز الہ آبادی کا وہ شعر اپنی کتاب میں درج کر دیا تھا جس میں کملی کا لفظ موجود ہے۔ تو یاد آجانے پر بارگاہ رسالت میں اپنی اس نادانستگی پہ گڑگڑا کر معافی چاہی اور دنیا دنیا اعلان کیا۔ اس راہ میں نہ تو ان کی حیثیت عرفی و وجاہت علمی آڑے آئی اور نہ ہی دنیا والوں کے لعن طعن کا اندیشہ نہ زیاں۔ ہزار ہزار سلام ہے اس ذات کو، جو ناموس رسالت کی حفاظت و صیانت کے جذبہ میں از خود رفتگی کا نتیجہ ہے۔ میں نے ہرچند اپنی اس تحقیق میں جابجا موصوف سے اختلاف بھی کیا ہے مگر پھر بھی اس علمی کاوش کو ان کے اسی جذبۂ درون کی نذر کر رہا ہوں۔

کاش! میری گوناگوں مصروفیات مجھے مہلت دیتیں اور میں کچھ تفصیل کے ساتھ حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات و خدمات پر لکھ سکتا۔

فقیر محمد مطیع الرحمن رضوی غفرلہ۔ قاضی القضاۃ ادارۂ شرعیہ
کرناٹک بنگلور۔ ۶؍ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

Scanned with CamScanner

تأثرِ گرامی

صدر المدرسین دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی
ضلع بستی۔ (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونستعینہ ونصلی ونسلم علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

عزیز گرامی جناب مولوی صوفی عبدالصمد صاحب قادری رضوی زید مجدہٗ نے مصلح قوم وملت بدرِ ملت حضرت علامہ شاہ بدرالدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے متفرق اور منتشر مضامین کو "مضامین بدرِ ملت" کی شکل میں یکجا کرکے گویا مختلف قسم کے خوب صورت اور خوش رنگ پھولوں کا ایک ایسا حسین وخوشنما گلدستہ بنا کر قوم کے سامنے پیش کردیا ہے جو اپنی دل آویز مہک سے اہل ایمان کی مشام جاں معطر کرکے ان کے قلوب واذہان کو روشن، روح کی بالیدگی اور ایمان کو تازگی بخشتا رہے گا۔

مضامین بدرِ ملت کیا ہے؟ یہ زبان وبیان کی سادگی کے باوجود اصلاح قوم وملت کے لیے وہ در ہائے نایاب ہیں جو دلوں کی تجوری میں محفوظ کئے جانے کے لائق اور ایسے گرانمایہ پند ونصائح ہیں جو آب زر سے لکھے جانے کے مستحق ہیں اور موثر اتنے کہ "از دل خیزد بر دل ریزد" کا جیتا جاگتا نمونہ ہیں۔

یہ مضامین اگر ایک طرف وہابیت ودیوبندیت اور ان جیسی دوسری بدعقیدگیوں نیز صلح کلیت کے لیے تیز نشتر ہیں تو دوسری جانب اہلسنت کے زخمی دلوں کے لیے بہترین مرہم اور ضعیف الایمان مسلمانوں کے ایمان کو قوت وتوانائی عطا کرنے والے موثر ٹانک ہیں۔

استاذ گرامی حضرت بدرملت علیہ الرحمۃ کی سادہ زندگی ایک کھلی ہوئی کتاب تھی ہر وقت اپنے قول وعمل اور کردار وگفتار سے اہلسنت کی تعمیر واصلاح ہی کی دھن میں مست رہتے تھے اور الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کا عملی نمونہ تھے۔ اپنے آنے والوں اور ملنے والوں میں عقیدہ وعمل کی جو بھی خامی اور کمزوری ملاحظہ فرماتے بلاخوف لومۃ لائم اس پر تنبیہ وتہدید فرماتے۔

آئندہ نسلوں کے عقائد واعمال کی اصلاح وحفاظت کے پیش نظر آپ نے اہل سنت کے نونہالوں کے لیے مختلف حصوں پر مشتمل "تعمیر ادب" نامی کتاب تصنیف فرمائی جس میں زبان وادب کی تعلیم کے ساتھ ساتھ بتدریج اصلاح عقائد واعمال اور درستگی معاملات کا بڑا ہی موثر اور دل نشیں پیرایہ اختیار فرمایا ہے اور کوشش یہ کی ہے کہ بچوں کے سادہ ذہن پر ابتدا ہی سے عقائد اہلسنت نقش ہوتے جائیں اور ایمان وعقیدہ کی پختگی کے ساتھ بتدریج اصلاح اعمال اور درستگی معاملات کا جذبہ پروان چڑھتا جائے اور شمع ایمان کی لو ایسی تیز سے تیز تر ہوتی جائے کہ بدعقیدگی و

گمراہی کی تند و تیز آندھیاں انہیں بھی بجھانے میں ناکام رہ جائیں۔

مسلک اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترویج واشاعت آپ کا مشن اور زندگی کا نصب العین تھا کیوں نہ ہو کہ اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے عشق ومحبت کی چاشنی عطا فرمانے والے امام اہلسنت سیدنا اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت آپ کی رگ وپے میں سرایت کیے ہوئی تھی جس پر آپ کی معرکۃ الآراء تصنیف "سوانح اعلیحضرت" شاہد عدل ہے۔

آپ ایک طرف تو سنیوں کو اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی محبت اور فرماں برداری کا درس دیتے رہتے تو دوسری جانب گستاخان بارگاہ صمدیت وشان رسالت دشمنان خدا ورسول اور جھوٹے مدعیان اسلام وسنیت وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلد نجدیوں نیز دوسرے باطل پرستوں کے مکروکید اور ان کی بدعقیدگیوں کو طشت ازبام کرتے ہوئے ان سے تنکا توڑ الگ رہنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔

"مضامین بدر ملت" میں جا بجا واضح اور نمایاں طور پر اس کے جلوے نظر آئیں گے اہل سنت پر سایۂ کرم بن کر یہ گھٹا صحن دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف سے اٹھی اور باران کرم برساتی مدرسہ غوثیہ اہل سنت فیض العلوم بڑھیا ضلع سدھارتھ نگر یوپی کے آسمان پر ٹھہری اور خوب خوب برسی اور پھر وہیں تحلیل ہو گئی۔

حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان اب ہم میں نہ رہے بلکہ اللہ کو پیارے ہو گئے لیکن آپ کی جملہ تصانیف خصوصًا "مضامین بدر ملت" اہل سنت کو لگاتار جھنجھوڑتے اور خواب غفلت سے بیدار کرکے دلوں میں حب خدا ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی شمع روشن اور جذبۂ اطاعت وفرماں برداری کو فزوں تر کرتے رہیں گے۔

مولائے کریم بطفیل نبی رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم عزیز موصوف کی اس خدمت کو قبول فرما کر انہیں دونوں جہان میں کامیابی وکامرانی عطا فرمائے اور ان سے زیادہ سے زیادہ دینی خدمتیں لے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ٥ (ماخوذ از مضامین بدر ملت ص ۲۱ تا ۲۴)

محمد قدرت اللہ رضوی غفرلہ المولی القوی
دار العلوم علیمیہ جمداشاہی بستی
۶ر ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ

ایمان افروز ارشاد

حضرت عبداللہ بن مبارک کو ان کی وفات کے بعد لوگوں نے خواب میں دیکھا اور حال پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ ارحم الراحمین نے میری صرف ایک بات پر عتاب فرمایا۔ اور تیس برس تک مجھ کو کھڑا رکھا۔ اور وہ بات یہ تھی کہ میں نے ایک مرتبہ ایک بدمذہب بدعتی کو محبت کی نظر سے دیکھ لیا تھا۔ تو میرے رب عزوجل نے اس سے مجھے عتاب فرمایا کہ تم نے میرے دشمن کو پیار کی نظر سے کیوں دیکھا؟ اور میرے دشمنوں سے دشمنی کیوں نہیں رکھی۔ (روح البیان ج ۳ ص ۱۲۶)

Scanned with CamScanner

تأثر گرامی

مفتیٔ دار العلوم اسحاقیہ جودھپور

مکتوب بنام عبد الصمد قادری

الاعز برادرم مولانا عبد الصمد صاحب
قادری رضوی زید مجدہ سلام مسنون۔

مزاج ہمایوں

یہ مژدۂ مسرت آگین سن کر بے حد خوشی ہے کہ آپ حضرت علامہ الشاہ مفتی بدر الدین احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کی حیات وخدمات جلیلہ وکارہائے نمایاں پر مشتمل ایک نمبر کا اجراء فرمانے جارہے ہیں اس کارہائے عظیم پر ھدیہ تبریک وتہنیت قبول فرمائیے۔ اپنے محقق اور مدبر علماء کی تابندہ زندگانی کی تقویم روشن کو عیاں کرکے عوام کو ان سے آگاہی بخشنا قابل صد تحسین کارنامہ ہے۔ فجزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدارین۔

حضرت بدر العلماء علیہ الرحمۃ کی بابرکت زندگانی اہلسنت وجماعت کے لیے قابل صد افتخار گنجینہ تھی۔ آپ نے سرکار اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی عبقری شخصیت اور آپ کے فقید المثال علمی کارناموں پر جو شرح وبسط کے ساتھ جس ادیبانہ وعالمانہ اسلوب میں قلم فرسائی فرمائی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اس کار صد افتخار پر ہم آپ پر جتنا فخر کریں کم ہے حضرت بدر العلماء علیہ الرحمۃ کی زندگانی کا پورا سفر سعید علم وآگاہی کے فروغ میں بسر ہوا۔ رب العزت حضرت کی ان علمی خدمات کو قبول فرما کر بہتر سے بہتر اجر عظیم عطا فرمائے اور ہم سب کو آپ کے نقوش حیات اور کارہائے نمایاں کو روبعمل لاکر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

فقط والسلام۔

شیر محمد خاں رضوی

یکم ربیع الاول شریف ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۲ اپریل ۲۰۰۴ء یوم پنجشنبہ۔

تأثر گرامی

شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہر العلوم گرسہائے گنج
ضلع قنوج (یوپی)

محترم گرامی حضرت مولانا صوفی عبد الصمد صاحب قادری
سلام مسنون

مزاج مبارک۔! مکتوب گرامی ملا۔ حالات معلوم ہوئے اور ساتھ ہی تعمیر ادب حصہ پنجم بھی موصول ہوئی۔ دیکھ کر بے پناہ مسرت ہوئی کہ آپ نے جس نہج پر کام کرنا شروع کیا ہے وہ ایک خوش آئند اقدام اور علمی پیش رفت ہے۔ اس

Scanned with CamScanner

طرح کا کام فروغ سنیت کے لیے یقیناً مؤثر و
کارآمد ہے۔ دیگر باتیں تو فون پر ہی ہو گئی تھیں۔
سردست تعمیر ادب کے بارے میں میرے دل
کی آواز یہ ہے کہ۔
"بدر العلماء حضرت علامہ مفتی بدر الدین احمد
صاحب رضوی قدس سرہ نے تصنیف و تالیف
کے میدان میں جو گراں بہا کارنامہ انجام دیا ہے
وہ آب زر سے لکھنے کے قابل اور ملت اسلامیہ
کے لیے عظیم سرمایہ ہے۔ خصوصاً نونہالان اہلسنت
کے لیے تعمیر ادب کے پانچ حصے لکھ کر انھوں نے
ایک نئی تمیز کی اور بچوں کے ذہن و فکر کو بچپن ہی
سے آراستہ و استوار کرنے کی کوشش فرمائی۔
تعمیر ادب میں جہاں پر بچوں کو اردو خطوط و املا وغیرہ
سکھانے اور مشق کرانے کی سعی کی گئی ہے وہیں پر
اسلام کے ارکان و اصول، رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم، وصحابہ کی سیرت و اخلاق، بزرگان
دین و اکابر اہلسنت کے حکایات و واقعات اسلاف
کی حیات و کارنامے کے خاص خاص گوشوں کو نہایت
سادہ و شستہ الفاظ و پیرائے میں بیان کیا گیا ہے
اور کچھ دینی و دنیاوی تاریخ و روایات کو بھی مختصر مگر
جامع انداز میں پیش کیا گیا ہے اور بچوں کے ذوق
و پسند کے مطابق جگہ جگہ نعت و منقبت کی بہار دو
بزم بھی موجود ہے۔ یہ لحاظ تعمیر ادب کے ہر حصے
میں رکھا گیا ہے اور حصہ اول سے حصہ پنجم تک
بچوں کی لیاقت و سمجھ کے اعتبار سے جملے اور زبان
و بیان کا استعمال ہوا ہے یہ ایسی خوبی ہے جس کو صرف
محسوس ہی نہیں کر سکتے بلکہ سر کی آنکھوں سے
دیکھ بھی سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کتاب کی
بہت سی خوبیاں وہ ہیں جن کے باعث اس کو

ہندوستان اور پاکستان کے اکثر مدارس و
مکاتب میں شامل درس و شریک نصاب کیا گیا ہے
اور وہ متعدد مکتبے سے طبع ہوئی اور مزید ہو رہی
ہے اللّٰھم زد فزد
آپ نے جو ضمیمہ لگا کر اس میں پیوندکاری
کی ہے وہ بھی یقیناً بالکلیہ حضرت بدر ملت ہی کے
انداز تحریر سے ملتا جلتا ہے بلکہ ایسا گمان ہوتا
ہے کہ وہ بھی حضرت بدر ملت ہی کی تحریر و کاوش
ہے۔ خدائے قدیر آپ کے قلم کو سلامت رکھے
اور بیش از بیش دین و سنت کی خدمت کرنے کی
توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین۔
ایک گزارش یہ ہے کہ بدر ملت کے تعلق سے
جو نمبر شائع ہوگا اس کا نام اگر "بدر العلماء نمبر"
ہو تو میرے مقالے عنوان "بدر ملت کی بجائے
بدر العلماء اور خدمت خلق و اصلاح معاشرہ"
کر دیں ورنہ اگر بدر ملت نمبر ہو تو تبدیلی کی حاجت
نہیں
اس بات سے بھی بے پناہ مسرت ہوئی کہ آپ
حدائق بخشش وغیرہ پاکٹ سائز میں چھپوا رہے ہیں
اور آپ کو قبالۂ بخشش کے لیے حضرت
جمیل الرحمٰن بریلوی کی حیات و خدمات کی ضرورت
ہے تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ مجھے بھی ان
کے بارے میں کچھ معلوم نہیں صرف اتنا جانتا ہوں۔
کہ وہ اعلیٰحضرت وغیرہ کے یہاں میلاد شریف عمدہ
انداز میں پڑھتے تھے۔ پہلے نعت خواں تھے پھر
میلاد خوانی کی برکت سے وہ ایک اچھے نعت گو اور
شاعر بن گئے۔ ہو سکے تو ان کے حالات کے لیے
"حیات اعلیٰحضرت جدید" دیکھیں میں نے ابھی
دیکھا نہیں ہے۔ یہ صرف اندازاً لکھ رہا ہوں۔

۸۶/۹۲

پیغام

از۔ مبلغ اسلام پیر طریقت حضرت علامہ سید محمد علیم الدین قادری اصدق مصباحی بانی
و مہتمم دار العلوم قادریہ غریب نواز لیڈی اسمتھ ساؤتھ افریقہ۔

مکرمی حضرت مولانا عبد الصمد صاحب قادری رضوی زید مجدکم سلام مسنون

یہ جان کر بڑی مسرت ہوئی کہ آپ بدر العلماء حضرت علامہ مفتی بدر الدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات پر اصحاب لوح و قلم کے مقالات کا مجموعہ بنام "معارف بدر ملت" نکال رہے ہیں۔ آپ کے اس حسین اقدام پر بصمیم قلب میری طرف سے مبارکباد پیش ہے۔

حضرت بدر العلماء مفتی بدر الدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمہ اپنی جماعت کے ایک باوقار اور قد آور عالم تھے۔ ان کی ذات پاک سے اسلام و سنیت کو جو فائدہ پہنچا ہے وہ فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ دینی صلابت ان کے رگ و ریشے میں سمائی ہوئی تھی۔ احقاق حق و ابطال باطل، عمل بالشریعہ میں اپنے اکابر اسلاف کے مظہر و نمونۂ کامل تھے۔

تدریس، تصنیف، افتاء، تبلیغ، خدمت خلق، اصلاح و ہدایت ہر میدان میں ان کے زریں کارنامے موجود ہیں۔ ان کی تصنیف "سوانح اعلیٰحضرت"، اعلیٰحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیگر سوانحی کتابوں میں منفرد اور یگانہ حیثیت رکھتی ہے۔ معرض وجود میں آنے کے بعد سے آج تک امام اہلسنت پر لکھنے والے اہل قلم کے یہاں مصدر و ماخذ کے درجہ پر قائم ہے۔ اسی طرح ان کی ساری تصنیفات قبول عام پا چکی ہیں ــــ بالخصوص فیض الادب ابتدائی عربی سیکھنے والے طلبہ کے لئے اپنی افادیت کے اعتبار سے بے مثال و بے نظیر ہے۔ آج یہ کتاب ہندوستان و پاکستان، ساؤتھ افریقہ نیز اور بہت سے ممالک کے مدارس میں نصاب تعلیم کا حصہ بن چکی ہے۔ حضرت بدر ملت کے اندر زہد و تقویٰ، جذبۂ خدمت ملت و ولولۂ احیائے سنت حوصلۂ اشاعت مسلک کا دریا رواں تھا۔ حمایت حق، رد بدعت، قمع ضلالت، ترویج سنت، ارشاد و ہدایت انکا مشغلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر اقدس پر رحمت و نور کی بارش فرمائے اور حضرت مولانا صوفی عبد الصمد صاحب دامت فیوضھم کی اس سعی جمیل کو قبول فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم الامین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔ فقط۔

سید محمد علیم الدین اصدق مصباحی اعظمی۔ ۲۵ جمادی الآخرہ ۱۴۲۶ھ مطابق یکم اگست ۲۰۰۵ء دوشنبہ مبارکہ۔

Scanned with CamScanner

حضور بدر العلماء

از حضرت علامہ مولانا مفتی عبد المنان صاحب قبلہ مبارکپوری مدظلہ العالی شیخ الحدیث دار العلوم شمس العلوم گھوسی مئو یوپی

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم ط

حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو میں اس وقت سے جانتا ہوں جب وہ مدرسہ انوار العلوم قصبہ جین پور ضلع اعظم گڈھ میں زیر تعلیم تھے اس وقت اس دار العلوم کے صدر مدرس حضرت مولانا محمد خلیل صاحب کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے جو دار العلوم اشرفیہ مبارک پور کے بالکل ابتدائی فارغین میں سے تھے ایک اچھے باعمل عالم دین اور بے حد نیک اور پارسا بزرگ تھے۔ انتہائی محتاط اور تقوی شعار بندۂ خدا تھے۔ فتاوی امجدیہ جلد چہارم صفحہ ۳ اور صفحہ ۳۸۹ پر کمیشن پر مدارس اسلامیہ کے چندہ وصولی کا سوال انہیں کا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ لاعلمی میں ایسی وصولی کرنے پر چھ سال کا کمیشن انھوں نے مدرسہ کو واپس کیا۔

دانتوں کی تکلیف کی وجہ سے وضو میں وہ زیادہ احتیاط فرماتے تھے جس کی وجہ سے زیادہ پانی وضو میں صرف ہوتا۔ میں نے مولانا بدر الدین احمد علیہ الرحمۃ کو اس حال میں ہی پہلی بار دیکھا تھا کہ وہ اپنے استاذ گرامی مولانا محمد خلیل صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو وضو کرا رہے تھے مٹی کے دو گھڑوں میں کوئیں سے پانی بھر کر لاتے اور لوٹے میں انڈیل انڈیل کر مولانا کو دیتے رہے۔ طالب علموں کے چہرے سے یہ پتہ چل جاتا ہے کہ کون اپنے استاذ کی خدمت خوش دلی اور حسن اعتقاد سے کرتا ہے اور کون مارے باندھے۔

مولانا بدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خدمت استاذ میں ذوق وخلوص دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا اور بے اختیار یہ خیال آیا کہ یہ بچہ ایک اچھا عالم دین ہوگا۔ چنانچہ مولانا مرحوم ہندوستان میں اہلسنت کے ایک عظیم عالم باعمل اور صاحب قلم اور صاحب لسان مشہور ہوئے۔ مسند تدریس کی زینت بنے اور سریر آرائے ارشاد و ہدایت ہوئے۔ گو بچپن سے ہی آپ کا یہ حال تھا کہ

بالائے سرش زہوش مندی
می تافت ستارۂ بلندی

بعد میں دار العلوم اشرفیہ میں داخل ہوئے اور اپنی سخت محنت اور خداداد سمجھ بوجھ پوری جدوجہد سلامت روی دینداری اور حسن عمل سے اشرفیہ کے طلباء میں اپنا ایک مقام بنا لیا

مولانا کے اشرفیہ میں آنے سے قبل ہی میں انوار العلوم تلسی پور ضلع گونڈہ (یوپی) میں ملازم ہو کر چلا آیا تھا۔ اس لیے میرا مبارک پور میں رہنا کم ہوتا تھا پھر بھی جب مبارکپور آتا تو ایک آدھ بات ایسی ضرور سنتا جس سے حضرت مولانا کی نیک نفسی اور دینداری کا نقش

Scanned with CamScanner

دل پر اجاگر ہو جاتا۔

ایک دفعہ لوگوں نے بتایا کہ جاڑے کے موسم میں مولوی بدرالدین احمد صاحب کی کسی دن نمازِ فجر قضا ہو گئی اسی دن سے آپ نے کمرے کے اندر بند ہو کر سونا چھوڑ دیا برآمدے میں سونے لگے کہ سردی لگے گی تو گہری نیند نہیں آئے گی اور جلد اٹھ جاؤں گا تو نماز قضا نہ ہو گی۔ گویا

بنا لیتا ہے اکثر خونِ دل سے ایک چمن اپنا
وہ پابندِ قفس جو فطرۃً آزاد ہوتا ہے

شرع مطہر کے بیشتر احکام میں رخصت اور عزیمت کے دونوں پہلو کا لحاظ رکھا گیا ہے مثلاً حالتِ سفر میں اس امر کی اجازت ہے کہ مسلمان اپنا روزہ چھوڑے اور پھر حالتِ حضر میں اسے ادا کرے۔ اور اسے اس بات کی بھی اجازت ہے کہ چاہے تو حالتِ سفر میں ہی روزہ رکھ کر اپنے اوپر سے اس فریضہ کا بوجھ اتار لے۔ پہلی صورت رخصت کی تھی اور دوسری صورت عزیمت کی ہے۔ افرادِ انسانی میں بعض طبائع عزیمت پسند ہوتی ہیں کہ خواہی نخواہی عزیت پر ہی عمل کرتے ہیں اور بعض طبیعتیں رخصت پر عمل درآمد کی طرف مائل ہوتی ہیں۔ مثلاً اسلام میں جب تک زکوٰۃ فرض نہ ہوئی تھی مال جمع کرنا ممنوع تھا اور جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو یہ حکم ہوا کہ جس مال کی زکوٰۃ دے دی گئی ہو اس کو جمع کرنا حرام نہیں عام اہلِ اسلام نے بڑی خوش دلی سے اس حکم پر لبیک کہا۔ لیکن حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد بھی مال جمع کرنے کو کنز کہتے تھے اور خود تو ان کا عمل اسی پر تھا ہی دوسروں کو بھی مال جمع کرنے سے روکتے تھے۔

عام حالات میں دونوں فریق میں سے کسی پر کوئی الزام نہیں۔ اپنی اپنی صواب دید کے مطابق دونوں ہی صحیح اور درست کرتے ہیں بخاری شریف کی حدیث ہے۔ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی سَفَرٍ فَمِنَّا صَائِمٌ وَمِنَّا مُفْطِرٌ وَلَا یُعَابُ اَحَدٌ مِّنَّا یعنی ہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں نکلے تو آپ کے ہمراہیوں میں سے بہت سے لوگوں نے روزہ رکھا اور بہت سے لوگوں نے افطار کیا۔ اور کوئی کسی کی عیب جوئی نہیں کرتا۔

لیکن ایک گرم موسم کے سفر میں یہ صورت حال ہوئی کہ کسی پڑاؤ کے موقع پر روزہ دار تو نڈھال ہو کر پڑ رہے لیکن روزہ نہ رکھنے والوں نے روزہ داروں کے سامان بھی اتارے اور خیمہ لگائے اور ان کا سارا کام کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ صورت دیکھی تو فرمایا سبق المفطرون ولیس من البر الصیام فی السفر یعنی آج تو افطار کرنے والے روزہ داروں سے بڑھ گئے اور سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے

یہاں یہ بحث میں نے اس لئے اٹھائی کہ حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زندگی کے ہر معاملہ میں وہی رخ اختیار کرتے جو عزیمت ہوتا مثلاً بابِ اخلاقیات کا یہ ایک معرکۃ الآراء مسئلہ ہے کہ دنیوی حکومتوں اور دنیادار بادشاہوں کی نذر و نیاز ان کے وظیفے اور تنخواہیں اور ایڈ قبول کرنا اور اپنے صرفہ میں لانا جائز ہے یا نہیں؟

اسلامی صوفیاء نے عام طور سے اس کی ممانعت کی ہے اور متعدد بزرگوں کے ایسے واقعات مروی ہیں جن سے ایسے مال سے بچنا ہر انسان کے لیے لازم ولابدی ہے۔ جیسے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Scanned with CamScanner

کے حالات میں تحریر ہے کہ عباسی خلفاء میں سے کسی نے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اشرفی کی تھیلیاں پیش کیں آپ نے لینے سے انکار کیا معذرت کی۔ اس نے اور شدت سے اصرار کیا تو آپ کو جلال آگیا اور آپ نے ان تھیلیوں کو لے کر نچوڑے تو ان سے خون ٹپکنے لگا۔ آپ نے فرمایا تم رعایا اور کمزوروں کا خون نچوڑ کر اشرفیوں کی صورت میں میری نذر لائے ہو اور اصرار کرتے ہو کہ میں قبول کرلوں۔ باللہ العظیم اگر تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس کی نسل سے نہ ہوتے تو میں ان تھیلیوں کو اتنا نچوڑتا کہ خون زمین پر بہنے لگتا اس میں موجیں اٹھتیں اور تمہارے شاہی ایوانوں کی دیواروں سے ٹکراتیں اور اسے خس وخاشاک کی طرح بہالے جاتیں۔ جاؤ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب اور رشتے کا خیال کرکے تم سے درگذر کرتا ہوں۔

اسی نوع کا ایک واقعہ محبوب الٰہی سے بھی منقول ہے کہ دہلی کے کسی شہنشاہ نے انہیں جاگر نذر کرنی چاہی آپ نے اپنے ہمراہیوں سے اس خیال سے مشورہ لیا کہ اگر میں انکار کروں تو جس تنگی میں یہ میرے ساتھ گذار رہے ہیں کہیں ان کو میرا انکار ناگوار نہ گذرے۔ آپ کے ساتھیوں نے عرض کی حضور محبوب الٰہی ہم آپ کے پاس اس لیے آتے جاتے ہیں کہ رزق کی طہارت و پاکیزگی کا آپ بڑا خیال رکھتے ہیں جس روز آپ نے بادشاہ کی جاگیر قبول کرلی تو ہم آپ کے گھڑے کا پانی نہیں پئیں گے آپ کو اس جواب سے بڑی مسرت ہوئی آپ نے خدا کا شکر ادا کیا اور جاگیر سے انکار کردیا۔

اور جب کہ بہت سے فقہاء اور بہت سے خانقاہ والوں نے دنیاوی حکمرانوں کی جاگیریں وظیفے اور نذرانے قبول کیے۔ بہتر گوئی یہ ہے کہ پہلے گروہ کے لوگوں نے جو کیا وہ ان کی تقویٰ شعاری اور بے پناہ عزیمت کا ثمرہ تھا اور دوسرے گروہ نے جو کیا وہ ان کی رخصت پسندی کا نتیجہ تھا۔

حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی میں بھی آپ کی اس عزیمت پسندی کے بہترین نمونے ملتے ہیں۔ انگریزوں نے اپنے عہد میں اسلامی تعلیم کے لیے ایڈ سسٹم جاری کیا۔ اور بھارتی حکومت نے بھی وہی صورت حال بحال رکھی اور ملحق مدرسوں کے مدرسین کی تنخواہیں دینا شروع کی۔ اس وقت آپ براؤں شریف میں صدر المدرسین تھے آپ نے بزرگان سلف صالحین کے تقویٰ کی یاد زندہ کی۔ توکل علی اللہ اور اعتماد علی الحق کی اعلیٰ مثال قائم فرمائی اور گورنمنٹی تنخواہ لینے سے انکار کردیا۔ گو آپ کے ساتھی مدرسین بلکہ پورے یوپی کے اہل مدارس نے آپ کا ساتھ نہ دیا۔ ہم گرانٹ لینے والوں کی مذمت نہیں کرتے کیوں کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اپنے فتاویٰ رضویہ حصہ ہشتم میں لکھتے ہیں۔

" اصل یہ ہے کہ بیت المال اسلامی ہو خواہ اسلامی نہ ہو جب انتظامات شرعیہ کا اتباع نہ کرے تو اہل استحقاق مثلاً طلبۂ علم دین وعلمائے دین کہ اپنا وقت خدمات دینیہ مثلاً درس وتدریس وعظ و افتاء وتصنیف میں صرف کر رہے ہوں اگرچہ لکھوکھا روپئے کے مالک اغنیاء کثیر المال ہوں اور بیوہ یتیم لنجے اندھے فقراء مساکین جو کچھ اس میں ہے برضائے سلطنت بے غدر و فتنہ وارتکاب جرائم پائیں ان کے لیے جائز ہے۔ ص ۱۸۴

تو گویا ہم اس سلسلے میں ایڈ لینے والوں کی

تنقیح نہ کرسکیں لیکن مولانا مرحوم کی تعریف کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتے

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پہ اسرار شہنشاہی

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے جس سے ان کی دین داری اور مذہبیت کا پتہ چلتا ہے آج کل عام طور سے مسلمانوں میں بھی عیسوی تاریخ کا رواج ہوگیا ہے جب کہ ایک مسلمان کے لیے جملہ تعینات میں اسلامی تاریخ و سنہ کا استعمال ہونا چاہیئے۔ دینی مدارس میں تعلیمی ایام اور تنخواہ کی ادائیگی عموماً قمری حساب سے ہوتی تھی لیکن ایڈ پانے والے مدارس گورنمنٹ سے معاملہ کی وجہ سے انگریزی تاریخ استعمال کرنے پر مجبور ہیں بتانے والے بتاتے ہیں کہ مولانا کے دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف سے الگ ہونے کی بڑی اہم وجہ یہی تھی کہ رجسٹر کارکنان کے اکثر کام سے اتفاق نہیں تھا۔

مولانا مرحوم ایک کامیاب مدرس تھے اور بچوں کے لیے نصابی کتابوں کے مصنف بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معیاری سوانح کے مؤرخ بھی تھے۔ صوفی باصفا اور مرشد طریقت بھی تھے۔ ضرورت ہے کہ مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ان سب علمی، عملی اور قلمی کارگزاریوں کی تفصیل لکھی جائے جس سے اکتساب فیض اور حصول کمال کی راہیں کھلیں گی۔

فقط
عبد المنان اعظمی
شمس العلوم گھوسی ۱۰ شعبان المعظم
۱۴۲۱ھ

ذکر جمیل

حضرت بدر الملۃ والدین

علیہ الرحمۃ

از پیر طریقت حضرت علامہ الحاج حامد القادری
المصباحی قبلہ مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ قادری
تھتیاں شریف۔ بلور۔ ضلع مظفر پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بعض اشخاص کی زندگی حق گوئی، حق کوشی بیباکی اور جرأت و حوصلہ کی بدولت ضرب المثل کی حیثیت اختیار کرلیتی ہے انہیں حق گو اور بے باک قدسی صفات بزرگوں میں ایک نام حضرت علامہ مفتی بدر الدین احمد علیہ الرحمہ سابق صدر مدرس دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی کا بھی ہے۔ جن دنوں فیض الرسول میں آپ کے علم و فضل اور تقویٰ و خشیت الٰہی کا فیضان موجیں مار رہا تھا اس مبارک دور کے فارغین علماء کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت بدر العلماء میں قدرت نے کردار سازی کی صلاحیت بھرپور ودیعت فرمائی تھی۔ آپ کی نظر کے سامنے خلاف

شرع کوئی حرکت ہو اور چشم پوشی یا خاموشی سے کام لیں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ تحریر ہو یا تقریر تدریس ہو یا نجی مجلسی گفتگو ہمیشہ آپ نے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے احساسِ ذمہ داری کو پیشِ نظر رکھا۔ آپ نے اتباعِ شریعت اور التزامِ سُنّت کی جس راہ کو اپنے لیے پسند کیا اسی راہ پر اپنے شاگردوں، احباب و متعلقین متوسلین و مریدین کو بھی چلانا چاہتے تھے۔ بدعقیدوں کی صحبت کو مسلمانوں کے لیے زہرِ قاتل قرار دیتے تھے ان کے ساتھ نشست و برخاست ان سے تعلیم حاصل کرنا ان کے جلسوں میں شرکت اور ان کی کتابوں کے مطالعہ سے سخت پرہیز و نفرت کرنے کی تاکید فرماتے تھے۔

حضرت بدر العلماء کی زندگی اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ اور رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ کی عملی تفسیر تھی۔

نماز جماعت کی پابندی، مسجد کی حاضری، اسلامی وضع قطع، قرآن پاک کی تلاوت، درود پاک کا ورد یہ اور اس جیسے بہتیرے عملِ خیر عوام و خواص کو متوجہ و متنبہ کرنا آپ کی زندگی کا وطیرہ تھا۔ کاش! آج ہمارے عوام و خواص اپنے مقتدایانِ ملت اور اکابر دین و شریعت کے چلے ہوئے اور بتائے ہوئے راستہ پر سختی سے گامزن ہوتے تو اس ملک کا اسلامی نقشہ کچھ اور ہی ہوتا۔ ہماری اسلاف بیزاری اور عملی بے راہ روی نے ہمارے معاشرہ کو اندر سے ایسا کھوکھلا کر دیا ہے کہ بدعقیدگی کی ہلکی سی آندھی میں بھی پورا معاشرہ زیر و زبر ہو جاتا ہے۔

کیا یہ سچ نہیں ہے؟ کہ بڑی تیزی سے ہماری مسجدیں، ہمارے مدرسے ہماری خانقاہیں اور ہماری آبادیاں بدعقیدگی کے دلدل میں گرفتار ہوتی جا رہی ہیں اور اس کے سدباب کے لیے کہیں سے کارگر قدم نہیں اٹھایا جا رہا ہے۔ اِلّا ماشاءاللہ

یہ وقت وہ آگیا ہے کہ ہر سنی مسلمان امام اہلسنت سیدنا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی روح مبارکہ کو آواز دے اور ان کی پاکیزہ روحانیت کو وسیلہ اور واسطہ بنا کر عرض کرے

کیوں رضا آج گلی سونی ہے
اٹھ مرے دھوم مچانے والے

خداوند قدوس اپنے پیارے محبوب اکرم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہماری آبادی کے ہر خاص و عام کو مسلک امام اہلسنت اور مذہب حق و صداقت پر سختی سے گامزن فرمائے اور حضرت بدر العلماء علیہ الرحمۃ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام مرحمت فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و صحبہ وسلم

عالی جناب محترم مولانا عبد الصمد صاحب قادری! زید مجدکم سلام و رحمت۔ مزاج ہمایوں

وجہ نگارش اینکہ ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور کے شمارہ ماہ اپریل ۲۰۰۲ء میں بدر ملت نمبر کے لیے مضامین و مقالات طلبی کا اعلان دیکھا نہایت مسرت ہوئی کہ اب اپنے لوگ اپنے اکابرین کی زندگیوں کو کتابوں میں محفوظ کرنے کی جانب قدم بڑھانے لگے ہیں آپ کا یہ قدم بہت بابرکت ہے خداوند قدوس مزید خدمت دینی و اشاعت مذہب کی توفیق اور صلاحیت ارزانی فرمائے۔ آمین۔ ایک مختصر سا مقالہ عنوان کی مناسبت سے حاضر خدمت ہے شریکِ اشاعت کر کے شکرگذار کریں۔ مخلص حامد القادری غفرلہ۔ ۱۱ صفر المظفر ۱۴۲۲ھ

جامعہ مدینۃ العلوم بھکولی شریف۔ پوسٹ کورول ضلع مظفر پور (بہار) ۸۴۳۱۱۸

ابدارِ بدر دین کے کمالات

از حضرت علامہ مولانا محمد عاشق الرحمٰن صاحب قبلہ قادری رضوی حبیبی مدظلہ العالی صدر المدرسین و شیخ الحدیث
جامعہ حبیبیہ ۱۴۰ اترسوئیا مسجد اعظم الہ آباد (یوپی)

حضرات اکابر قدست اسرارہم کے واصل بحق ہوجانے کے بعد جو فضلائے اہلسنت بھارت کے سرزمین پر رہے ان میں حضرت علامہ مولانا بدرالدین احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑی خصوصیت کے حامل تھے ان میں کچھ ایسی خوبیاں تھیں جو بہت کم علماء میں پائی جاتی ہیں۔ وہ علم رکھتے تھے اور اپنے علم کے مقتضا کے مطابق عمل کرتے تھے۔ مداہنت سے دور رہا کرتے تھے، خود پاسِ شریعت رکھتے تھے اور دوسرو کو خلافِ شریعت عمل کرتا ہوا دیکھ کر کبھی خاموش نہیں رہتے تھے۔ مذاہب اہلسنت اور مسالک حضرات اکابر سے ذرہ برابر انحراف کرنے والے شخص کے لیے کسی قسم کے احترام کو برداشت نہیں کرتے تھے دین و ملت کے سامنے اس قدر متخاضع و متواضع تھے کہ اس سے ہٹ کر اپنے لیے کسی دوسری شی کو باعث عزت تصور نہیں کرتے تھے اور کسی کے اندر فضیلت کا مشاہدہ کرنے کے بعد بہ بانگ دہل اس کا اعلان کرنے سے کبھی دریغ نہیں کرتے تھے ایسے موقع پر انا کی اسیری سے وہ پاک تھے۔

ربیع الآخر ۱۴۰۱ھ مطابق فروری ۱۹۸۱ء میں سیفی جبلی اسٹریٹ بمبئی کی کادوانی مسجد عرف ہانڈی والی مسجد میں ایک وقت پر حضور مجاہد ملت قدس سرہ حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب اور ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دنوں حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب علامہ یوسف ابن اسمٰعیل نبہانی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کسی تصنیف کا مطالعہ کر رہے تھے اور جیسا کہ آپ نے فرمایا اس میں ابن تیمیہ کے لیے کسی مقام پر لفظ "علامہ" کا استعمال ہوا تھا۔ آپ نے حضور مجاہد ملت اور میری موجودگی میں یہ اعتراض پیش کیا کہ علامہ یوسف ابن اسمٰعیل سنیوں کے مقتدا مانے جاتے ہیں انہوں نے ابن تیمیہ کے لیے "علامہ" کا لفظ کیسے استعمال کیا ہے؟ پہلے زمانہ میں علامہ کا لفظ صرف انہیں علمائے کرام کے لیے استعمال کیا جاتا تھا جو تمام علوم دینیہ تمام علوم عربیہ اور جمیع علوم عقلیہ کے ماہر ہوتے تھے چنانچہ شرح جامی میں حضرت علامہ جمال الدین ابن حاجب مالکی صاحب کافیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے "علامہ" لفظ کا استعمال کرنے پر مولانا عصام الدین کے حاشیے میں اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ علامہ قطب الدین شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کو علامہ کہا گیا تھا کہ وہ ان تمام

Scanned with CamScanner

علوم کے ماہر تھے، علامہ حاجب کو کیسے علامہ کہا گیا؟ علوم عقلیہ میں انہیں ایسی دسترس حاصل نہیں تھی ۔ اس اعتراض کا جواب بھی دیا گیا ہے لیکن بات یہ ہے کہ یہاں ابن تیمیہ کا معاملہ ہے جسے علمائے اہلسنت میں سے بعض حضرات نے مطعون فی الایمان فضلا عن العرفان فرمایا ہے۔ حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب کا اعتراض یہی تھا کہ ایسے شخص کو علامہ یوسف ابن اسمٰعیل نے "علامہ" کیوں کر لکھا۔ سرکار مجاہد ملت نے میری طرف اشارہ فرمایا تو میں نے یہ جواب دیا کہ ابن تیمیہ کو ان تمام علوم کا ماہر ہرگز نہیں مانا جاسکتا ہو سکتا ہے کہ علامہ یوسف ابن اسمٰعیل نبہانی نے محض فنونِ حدیث کے پیش نظر ایسا لکھا ہو۔ اس پر حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ فرمایا کہ یہ کیسی حدیث دانی تھی ابن تیمیہ کی کہ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ مقدسہ کی زیارت کے لیے سفر کو حرام قرار دیا۔

حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب کی یہ بات بالکل درست تھی شیخ محمد برلسی رشیدی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف "اتحاف اھل العرفان" میں یہ ذکر کیا ہے کہ ابن تیمیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مطہر کی زیارت کے لیے کئے جانے والے سفر کو حرام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ ایسے سفر کے دوران مصلی کو قصر کرنے کی اجازت نہیں ہے اس لیے کہ وہ مرتکب معصیت ہے ابن تیمیہ نے ایسے لوگوں کے لیے یہ بات حدیث لاتشدوا الرحال الا الی ثلثۃ مساجد کے پیش نظر کہی ہے۔

لہ اس حدیث پاک پر وہابیہ کے اعتراضات کا مسکت جواب اور اپنے مکتوب گرامی میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ کو مکہ معظمہ میں حضور شیر بیشۂ اہلسنت کا اعلان عن، پرسول حنفی مصلی کے پاس بیٹھا ہوا کعبہ معظمہ کا دیدار کر رہا تھا مولانا سید قاری محی الدین صاحب زید مجدہم بھی پاس ہی بیٹھے تھے اشراق کا وقت تھا کہ وہی جمعراتی بھوپالی وہابڑا جس کو برادرم صدیق صاحب قادری سلمہ الباری خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایک مصری سنی مسلمان سے جھگڑنے لگا۔ سنی مسلمان مصری کہہ رہا تھا کہ ہم تو دراصل صرف حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دربار اقدس کی حاضری کے لیے آئے ہیں کعبہ معظمہ اور اس کا حج تو حضور کے طفیل میں ہے۔ جمعراتی بھوپالی وہابی اس بے چارے مصری سے جھگڑا کرنے لگا کہ حدیث میں ہے لاتشدوا الرحال الا الی ثلثۃ مساجد۔ کجاوے نہ کسے جائیں مگر صرف تین مسجدوں کی طرف۔ مسجد حرام اور میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ۔ لہٰذا صرف مسجد نبوی کی حاضری اور اس میں نماز پڑھنے کی نیت سے مدینہ شریف جانا چاہئے کہ اس میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے ثواب کے برابر ہے۔ مسجد نبوی کی حاضری کے ضمن میں روضۂ مبارک کی زیارت ہو جائے گی۔ ورنہ قبر شریف کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا حدیث شریف کی رو سے جائز نہیں۔ وہ مصری سنی ناخواندہ کیا جواب دیتا۔ اس سگِ بارگاہِ رضوی سے رہا نہ گیا فوراً بول پڑا کہ اس حدیث شریف میں مستثنیٰ مفرغ کا مستثنیٰ منہ اگر مکان یا شئی رکھا جائے گا کہ لاتشدوا الرحال الی مکان او الی شئی الا الی ثلثۃ مساجد تو تجارت کے لیے بلکہ جہاد لاعلاء کلمۃ اللہ کے لیے بلکہ طلب علم دین کے لیے بلکہ بغرض حفاظت دین دارالحرب سے دارالاسلام کو ہجرت کے لیے سفر کرنا بھی حرام بلکہ نجدیوں کی

اس حدیث نبوی شریف کے صحیح مفہوم کو واضح کرتے ہوئے حضرت شیخ محمد طاہر فتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجمع بحار الانوار میں فرمایا ہے المستثنیٰ منہ خصوص المساجد فلا یمنع لزیارۃ صالح او میت او قریب او طلب علم او تجارۃ او نزھۃ اسی کے پیش نظر حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب نے یہ فرمایا کہ کیسی حدیث دانی ہے۔ اس کے جواب میں میں نے یہ کہا کہ آج کل کے لوگ جس کو اسمائے رجال سے ذرا تعلق رکھنے والا پاتے ہیں اسے حدیث داں سمجھ لیتے ہیں اور ایسے لوگوں کو بھی علامہ کہنے سے دریغ نہیں کرتے ہیں

یہ تھا مولانا بدرالدین احمد صاحب کا عالم کہ انہیں گوارہ نہ تھا کہ ابن تیمیہ جیسے شخص کو علامہ کہا جائے۔ حدیث شریف کے اس معنیٰ کے پیش نظر دیکھا جائے تو یہ پتہ چلے کہ یہ وہابیہ جو لاتشد والرحال پر عمل کرنے کے مدعی ہیں وہ جاہل ہونے کے علاوہ اپنے خودساختہ دیوبندیوں کے دھرم میں شرک ہوجائے گا۔ تو ثابت ہوگیا کہ اس حدیث شریف میں مستثنیٰ منہ ہرگز عام نہیں بلکہ مستثنیٰ کی جنس سے مسجد ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے۔ لاتشد والرحال الی مسجد الا الی ثلثۃ مساجد یعنی کسی مسجد کی خاص زیارت یا اس میں نماز پڑھنے کی نیت سے دور دور سے سفر نہ کرو سوا ان مسجدوں کے کہ مسجد ہونے کی حیثیت سے ہر مسجد برابر ہے۔ کسی مسجد میں کوئی خاص خصوصیت ثواب کم یا زیادہ ہونے کی حیثیت سے نہیں سوا ان تین مسجدوں کے کہ مسجد حرام میں ایک نماز کا لاکھ گنا مسجد نبوی شریف میں پچاس ہزار گنا اور مسجد اقصیٰ میں پچیس ہزار گنا ثواب ہے۔ باقی تمام دنیا کی سب مسجدیں ثواب کے لحاظ سے برابر ہیں۔ جب حدیث شریف کے صرف یہی معنیٰ ہیں اور یقیناً صرف یہی معنیٰ ہیں تو محبوبانِ خدا علیٰ سیدہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام والثناء کی قبور مقدسہ کی زیارت کے لیے سفر کرنا اس حدیث شریف سے کیوں کر ناجائز ہوسکتا ہے۔ تم خود کہتے ہو کہ مسجد نبوی کی کی حاضری کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے تو اس کو مسجد الٰہی نہیں کہا بلکہ مسجد نبوی کہا یعنی نبی والی مسجد تو جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کی وجہ سے مسجد نبوی شریف کے لیے سفر کرنا جائز و ثواب ہوگیا تو خود اس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا کتنی بڑی عبادت الٰہیہ ہوگی.

پھر ہم نے باآواز بلند کہا سنتے ہو جی! یہ کعبہ معظمہ جس پر نظر کرنا سنی مسلمان کے لیے عبادت الٰہیہ ہے ہاں ہاں! یہی کعبہ مقدسہ جس کا حج عمر میں ایک بار عاقل بالغ سنی مسلمان مستطیع پر فرض اعظم ہے اس کی حقیقت ایمان والوں کے نزدیک کیا ہے۔ میرے آقائے نعمت حضور اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل — روشن انہیں کے نور سے پتلی حجر کی ہے!
ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ! — لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ ابویہ ابراہیم الخلیل و اسمٰعیل الجلیل و علیٰ آلہ و آلہما وسلم۔ میری بلند آواز پر مجمع اکٹھا ہوگیا۔ وہ جعرانی بھوپالی مبہوت ولاجواب ہوکر بھاگ گیا۔ فلوجہ ربنا الکریم الحمد و علیٰ حبیبہ و آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ ماخوذ از سوانح شیر بیشہ سنت صد ١٧٤ تا ١٧٦ مصنفہ ضیغم ملت غازیٔ اہلسنت محبوب ملت حضرت علامہ الحاج مفتی حافظ و قاری محمد محبوب علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی قدس سرہٗ۔ سابق خطیب و امام سنی بڑی مسجد مدنپورہ بمبئی متوفی ١٣٨٥ھ۔

مفہوم کے مقتضا کے مطابق بھی عامل نہیں ہیں۔ جاہل اس لیے ہیں کہ یہاں مستثنیٰ منہ صرف مساجد ہیں جیسا کہ حضرت شیخ محمد طاہر نے فرمایا اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ مطلق اماکن کو مستثنیٰ منہ مانا جائے تو ان میں تین مسجدوں کو چھوڑ کر کسی بھی دوسرے مقام کی طرف کسی بھی مقصد کے تحت سفر کرنا حرام ہو جائے گا۔ یہ وہابیہ سیاسی ضرورتوں کے تحت امریکہ کیسے جاتے ہیں؟ گرمی کے ایام میں لندن کا سفر کیسے کرتے ہیں؟ یہ ہے ان وہابیہ کا حال۔ رہا آج کل کے ہر میزان و منشعب تک کے پڑھنے والے کا اپنے کو علامہ کہنا تو اس کے بارے میں مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر ذی علم شخص اس کی مطابقت یا عدم مطابقت کو سمجھ سکتا ہے۔

حضرت علامہ یوسف ابن اسمٰعیل نبہانی نے اوپر ذکر کی ہوئی جدید اصطلاحات کے پیش نظر اپنی کسی تصنیف میں ابن تیمیہ کو علامہ لکھ دیا ہوگا۔ ورنہ شواہد الحق وغیرہ میں انہوں نے ابن تیمیہ اور اس کے تلامذہ خصوصًا ابن عبد الهادی اور ابن قیم کا زبردست رد فرمایا ہے۔ عبد الحفیظ فارسی معجم الشیوخ میں اس بات کا ڈھنڈورا پیٹا ہے کہ شیخ یوسف ابن اسمٰعیل نے ابن تیمیہ اور ابن قیم وغیرہ پر زبردست حملے کئے ہیں۔ علامہ یوسف ابن اسمٰعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اگر کہیں ابن تیمیہ کے لیے ایسے الفاظ استعمال کر دیئے ہیں تو اس بات میں وہ منفرد نہیں ہیں بہت سے علماء کی تصانیف میں ایسا ہوا ہے اس لیے ہمارے اکابر حضرات کا یہ ارشاد ہے کہ کسی کتاب کے معتبر ہونے سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ اس کا ہر فقرہ معتبر ہو۔

اسی قسم کی ایک دوسری بات بھی حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب نے نہیں پسند فرمایا تھا۔ ترقی یافتہ زبانوں میں روز بروز معانی کا اضافہ ہوتا جاتا ہے اور ان پر دلالت کرنے والے الفاظ بڑھتے جاتے ہیں۔ کبھی ان کے لیے پرانے مواد کا سہارا لیا جاتا ہے کبھی از سر نو الفاظ گڑھ لیے جاتے ہیں مثال کے طور پر طیران لفظ عربی زبان کا پرانا لفظ ہے۔ اور مطار لفظ اسی سے بن جاتا ہے لیکن جب ہوائی جہاز کا وجود ہوا اور ہوائی اڈے وجود میں آئے تب ہی مطار لفظ کو ہوائی اڈے کے معنیٰ میں استعمال کیا جانے لگا۔ یہی حال سیارہ، طیارہ، باخرہ وغیرہ الفاظ کا ہے۔ لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ پرانے مواد سے دوسری زبانوں کے الفاظ خطاب کے مقابل نئے الفاظ گڑھ لیے جاتے ہیں "جلالت" لفظ عربی میں موجود تھا "ملک" لفظ بھی موجود تھا لیکن جب تک انگریزی زبان میں مستعمل بادشاہوں کے لیے گڑھے ہوئے الفاظ کا عربی میں ترجمہ نہیں کیا گیا تھا اس وقت تک جلالة الملك کو کوئی نہیں جانتا تھا یہ دراصل انگریزی کے His Majesty کا ترجمہ ہے۔ اب جدید عربی میں بادشاہ کو جَلَالَةُ المَلِك کہا جاتا ہے۔ غیبت کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے تو مثال کے طور پر قَالَ جَلَالَتُهُ کہا جاتا ہے۔ خطاب کا مقام ہوتا ہے تو جَلَالَةُ مَوْلَايَ کہا جاتا ہے لیکن جلالت کی اضافت ملک کی طرف نہیں کی جاتی بلکہ مَلِكْ کی طرف کی جاتی ہے۔ اسی طرح انگریزی کے His Highness کے مقام پر مثال کے طریقے پر سُمُوّ الأمِير کا استعمال کیا جاتا ہے پھر قال سُمُوُّهُ کہا جاتا ہے فضيلة الاستاذ فَضِيلَةُ الشَّيْخ، سَمَاحَةُ الأُسْتَاذ، سَعَادَةُ الشَّيْخ مَعَالِي الوُزَير وغیرہ اس قسم کے جدید استعمال میں آنے والے الفاظ ہیں ایسے استعمالات میں مَلِكْ شیخ، امیر، وزیر، رئیس الجمهوريه وغیرہ کی طرف

سے بالترتیب جلالت، سعادت، سُموّ معالی، فخامہ وغیرہ کی اضافت کی جاتی ہے لیکن مُلک، شیخوخت، امارت، وزارت ریاست وغیرہ کی طرف نہیں کی جاتی ہے۔ بہرحال بادشاہ کے لیے انگریزی میں مستعمل His. Majesty کے مقام پر آج جدید عربی میں جلالۃ الملک استعمال کیا جاتا ہے۔

اس حادثے سے بھارت کے اہلسنت میں سے کوئی باشعور شخص شاید ہی ناواقف ہوگا کہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۹۹ھ مطابق اکتوبر سنہ ۱۹۷۹ء میں حضور مجاہد ملت قدس سرہ کو حضرات انبیائے کرام علیہم السّلام سے توسل کرنے اور نجدی وہابی امام کے پیچھے نماز ادا نہ کرنے کی وجہ سے مدینہ منورہ میں ایذا پہونچائی گئی آپ کو مشرک قرار دیا گیا جیل میں رکھا گیا حج کرنے سے محروم کر دیا گیا اور حج سے پہلے بھارت کو واپس بھیج دیا گیا اور وطن واپس تشریف لانے کے بعد آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ مختلف مقامات پر ایک سوال کو بھیج کر جواب کو طلب کیا جائے اور وہ سوال یہ تھا کہ "کیا حضرات انبیائے کرام سے توسل کرنے والا مشرک ہے۔ حضور مجاہد ملت نے یہ بھی فرمایا تھا کہ بھارت کے علمائے اہلسنت کی خدمات میں یہ سوال بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے صرف ندویہ، دیوبندیہ اور غیر مقلدین کو یہ سوال بھیجا جائے۔ لیکن بیرونِ ہند کے علمائے اہلسنت کو یہ سوال بھیجنے کے ساتھ ساتھ وہابیہ کے پڑھے لکھے لوگوں کو بھی بھیجا جائے۔ اس طرح عبدالعزیز ابن عبداللہ بن باز رئیس عام ادارات بحوث علمیہ وافتاء ودعوت وارشاد مملکت عربیہ سعودیہ کو بھی یہ سوال روانہ کیا گیا تھا۔ ادھر حادثۂ مذکورہ سے متعلق جب تفتیش کی گئی تو بھارت کے وزارتِ خارجہ نے مجھے اس بات سے مطلع کیا کہ مولانا حبیب الرحمٰن قادری کو مدینہ شریف کے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنے اور سعودی عرب کے ارباب قضا وغیرہم سے اختلافِ دینی رکھنے کی وجہ سے گرفتار کیا گیا تھا اور شاہ خالد بن عبدالعزیز کے ایک مخصوص حکم پر انہیں رہا کیا گیا۔ جب میں نے حضور مجاہد ملت کو اس بات کی خبر دی تو آپ نے یہ فرمایا کہ اس کی تحقیق کے لیے سفیر سعودی کو خط لکھو۔ چنانچہ میں نے خط لکھا اور سفیر سعودی کا یہ جواب مجھے موصول ہوا کہ واقعی شاہ خالد بن عبدالعزیز کے حکم سے مولانا قادری کو رہا کیا گیا۔ اس سے مطلع ہونے کے بعد حضور مجاہد ملت نے فرمایا کہ قید کے حکم کے بغیر رہائی کے حکم کے چہ معنیٰ؟

مدینہ شریف کے نائب قاضی نے یہ حکم کیا تھا کہ اس شخص کو حج کرنے نہ دیا جائے اور اس کے وطن کو واپس بھیج دیا جائے اگرچہ مجھے جیل میں رکھا گیا تھا پھر بھی یہ واقعہ ہے کہ نائب قاضی نے جیل میں رکھنے کا حکم نہیں کیا تھا۔ پھر آپ نے مجھے حکم فرمایا کہ دوبارہ سفیر سعودی کو خط لکھو اور مجھ پر قائم ہوئے الزام میر بیان، نائب قاضی کے حکم اور شاہ خالد بن عبدالعزیز کے حکم کی نقول مصدقہ طلب کرو اور یہ بھی لکھو کہ اس کے لیے جو اجرت پڑے گی اسے ادا کیا جائے گا۔ چنانچہ میں نے اس سلسلے میں سفیر سعودی کو پھر خط لکھا لیکن سعودی سفارت خانے سے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔

سنہ ۱۴۰۰ھ میں حضور مجاہد ملت نے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت کے لیے بغداد شریف حاضری دی اور مجھے بھی ہمراہ لے گئے وہاں سے واپسی کے بعد ہم لوگ حج کے لیے عرب شریف روانہ ہوگئے۔ حج سے واپس آنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کا

جواب آیا ہے۔ سوال ۱۴۰۰ھ کا تھا اور اس سے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام سے توسل کرنے والے کے مشرک ہونے یا نہ ہونے سے متعلق دریافت کیا گیا تھا اس کا جواب نہ دے کر ۱۳۹۶ھ کے کسی دوسرے سوال پر صادر کردہ جواب کی نقل مجھے بھیج دی گئی۔ بھی اس میں یہ درج تھا کہ توسل کی چند نوعیتیں ہیں ان میں سے بعض جائز ہیں اور بعض ناجائز اس میں توسل کے شرک ہونے کے تعلق سے کچھ بھی نہ تھا جب حضور مجاہد ملت کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا کہ مدینہ شریف کے وہابی بڑے قاضی نے مجھے مشرک قرار دے کر حج سے محروم کر دیا ادھر سعودیہ عرب کے رئیس عام ادارات بحوث علمیہ و افتاء و دعوت و ارشاد عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز نے توسل کو شرک کہنے کی جرأت نہ کی۔ لہٰذا اب میرے معاملے کا فیصلہ ہونا چاہئے اور میں خط کے ذریعہ شاہ خالد بن عبد العزیز کے سامنے یہ مقدمہ رکھوں گا اور اس پر فیصلہ کرنے کے لیے درخواست کروں گا لیکن اس ارادے کے بعد حضور مجاہد ملت سخت علیل ہو گئے اور الٰہ آباد میں آپ کا علاج ہونے لگا تھوڑا سا افاقہ ہونے کے بعد آپ نے سفر شروع کر دیا۔ نیت یہ تھی کہ آپ کرناٹک تشریف لے جائیں گے لیکن آپ وہاں نہ جا سکے۔ ستنا، مادھو گڑھ وغیرہ ہوتے ہوئے آپ بمبئی پہونچے وہاں پہنچ کر آپ دوبارہ سخت علیل ہو گئے اور بمبئی ہی آپ کا علاج ہونے لگا۔ اسی زمانے میں میں بھی حاضر ہوا تھا اور جیسا کہ سطور متذکرہ بالا میں ذکر کیا گیا کہ حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب نے علامہ یوسف بن اسمٰعیل ابن تیمیہ کے لیے لفظ علامہ کا استعمال کرنے سے متعلق بات چھیڑی تھی جب میں نے یہ دیکھا کہ حضور مجاہد ملت بہت علیل ہو چکے ہیں اب وہ کس طرح شاہ خالد کو خط لکھیں گے تو اپنی طرف سے اس واقعہ کو بذریعہ خط شاہ خالد کے سامنے پیش کرنے کے لیے خط کا مسودہ تیار کر کے اپنے ساتھ لے گیا تھا جب میں نے اسے حضور مجاہد ملت کو دکھلایا آپ نے اسے ملاحظہ کرنے کے بعد یہ خواہش ظاہر کی کہ اس وقت ہانڈی والی مسجد میں مولانا بدر الدین احمد صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں ان کو بلاؤ وہ بھی اسے دیکھ لیں چنانچہ حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب کو بلوایا گیا اور آپ کو میرا تیار کردہ عربی مضمون کا وہ مسودہ دکھلایا گیا۔ اس کی ابتدا میں جدید محاورے کے مطابق جلالۃ الملک کے الفاظ استعمال کئے گئے تھے حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب نے اور کسی بات پر تو اعتراض نہیں فرمایا لیکن "جلالۃ الملک" کو ناپسند فرمایا۔ حالاں کہ اس زمانے کی جدید عربی میں کوئی بھی شخص بادشاہ کو اگر مخاطب کرتا تو جلالۃ الملک کے الفاظ استعمال کرتا۔ ان کے ناپسند کرنے کا سبب اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ وہ وہابی تھا اس پر حضور مجاہد ملت نے بندے کو یہ حکم فرمایا کہ جلالۃ الملک کی جگہ پر یا ایہا الملک کے الفاظ استعمال کئے جائیں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ یہ تھا حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب کا عالم کہ وہابیوں کا خواہ کتنا ہی مشہور پڑھا لکھا آدمی ہو اس کے لیے لفظ علامہ کے استعمال کو گوارا نہ کیا اور اسی طرح وہابی بادشاہ کے لیے "جلالۃ الملک" کے الفاظ کو بھی برداشت نہ کیا۔

عروس البلاد بمبئی کی سرزمین پر سالانہ منعقد ہونے والے ایک جلسے میں برسوں حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب کا اور میرا ساتھ رہا۔ شروع شروع میں جب میں نے یہ دیکھا کہ جلسے کے اشتہار میں میرے نام کے ساتھ لفظ علامہ لگا ہوا ہے اور یہ بھی دیکھا کہ اشتہار میں شرکائے

Scanned with CamScanner

جلسہ ہونے والے کچھ ایسے حضرات کے ناموں کے ساتھ بھی یہ لفظ لگا ہوا ہے جن سے متعلق میں یہ سمجھتا تھا کہ اگر ان میں سے بعض سے نحو میر کا ایک سوال کر دیا جاتا تو پسینہ آجاتا اور اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی ملاحظہ کیا کہ اس اشتہار میں حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب کے نام کے ساتھ لفظ علامہ نہیں ہے بلکہ صرف مولانا ہی پر اکتفا کیا گیا ہے۔ تو میں نے اشتہار کی ترتیب سے تعلق رکھنے والے شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ آخر ایسا کیوں ہے؟ کیا حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب اس کا استحقاق نہیں رکھتے ہیں کہ ان کے نام کے ساتھ علامہ لفظ لکھا جائے۔ مجھے یہ جواب ملا کہ ایسا نہیں ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ ان کو یہ پسند نہیں ہے کہ ان کے نام کے ساتھ یہ لفظ لکھا جائے۔ اس پر مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے اس ناپسندیدگی کا سبب دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ اس سلسلے میں حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب کا یہ طور اس لیے ہے کہ سرکار اعلیحضرت قدس سرہ العزیز کے عہد میں علمائے کرام کے ناموں کے ساتھ لفظ علامہ نہیں لکھا جاتا تھا۔ بلکہ مولانا لکھا جاتا تھا۔ اکابر کے اطوار کو انہوں نے اس طرح اختیار کیا تھا کہ جو لفظ ان حضرات کے زمانہ میں استعمال نہیں ہوتا تھا اپنے لیے اس کے استعمال کو ناپسند فرمایا جب کہ وہ لوگ جو ادھ جل گگری چھلکت جائے کی حد کو بھی نہیں پہنچتے ہیں وہ بھی اس بات کے خواہاں رہتے ہیں کہ ان کے ناموں کے ساتھ لفظ "علامہ" کو ضرور جوڑا جائے۔

حکومت سے امداد لے کر اسلامی اطوار کے خلاف چلنے والے مدارس سے آپ ناخوش رہا کرتے تھے۔ چنانچہ ہانڈی والی مسجد بمبئی میں آپ نے ایک بار مجھ سے فرمایا کہ میں نے مدارس عربیہ کے انسپکٹر کا نام "دیوتار المدارس" رکھا ہے۔ اسی سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایسے مدارس کے بارے میں اور ایسے انسپکٹر سے متعلق ان کے تصورات کیسے رہے ہوں گے چوں کہ بات ظرافت سے خالی نہ تھی اس لیے میں نے کہا کہ مدارس کا انسپکٹر ہمیشہ مرد ہی نہیں ہوا کرتا ہے کبھی کبھی عورت انسپکٹر بھی آجایا کرتی ہے جیسے "صالحہ رضوی" آپ نے جو دیوتار المدارس نام رکھا ہے وہ مرد کے لیے تو ٹھیک ہے لیکن جب عورت انسپکٹر آئے گی تو اسے کیا کہیں گے تو حضرت مولانا نے کہا کہ اسے بھی دیوتار المدارس کہا جائے گا۔ آپ دیکھئے جب جواہر لال نہرو تھا تو اسے بھی وزیر اعظم کہا جاتا تھا اور اب اندرا گاندھی ہے تو اسے بھی وزیر اعظم کہا جاتا ہے۔ وزیرہ عظمیٰ نہیں کہا جاتا ہے۔

ایک بار ہانڈی والی مسجد بمبئی میں ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ مولانا صاحب کے ایک شاگرد جو بمبئی کی کسی مسجد میں امامت کر رہے تھے۔ آپہنچے۔ ان کے ہاتھ میں چین والی گھڑی تھی۔ سلام کرتے ہوئے مصافحہ کے لیے انہوں نے اپنے ہاتھ بڑھائے۔ مولانا بدر الدین احمد صاحب نے ان کے ہاتھوں کو پکڑ لیا تمہارے اندر اتنی جرأت ہے کہ اپنے مقتدیوں سے یہ کہو۔ کہ بھائیو! آپ کا امام چین والی گھڑی پہن کر نماز پڑھاتا ہے جس سے اس کی بھی نماز مکروہ ہوتی ہے اور مقتدیوں کی بھی۔ آپ لوگ کہئے تو وہ نماز پڑھائے ورنہ نہ پڑھائے۔ بہت سے لوگ اپنے منظور نظر شاگردوں کی شرعی غلطیوں کو دیکھتے ہوئے خاموش رہتے ہیں۔ لیکن حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب کا انداز نرالا تھا۔ وہ ایسے مواقع پر کبھی خاموش نہیں رہا کرتے تھے۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے حضرت مولانا بدر الدین احمد

Scanned with CamScanner

صاحب شریعت کے پابند تھے اور علم کے مقتضا کے مطابق عامل تھے۔ انہیں یہ خوف رہتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا کوئی عمل خلاف شرع ہو جائے اور میں اس سے غافل رہوں۔ میں نے انہیں بارہا بمبئی میں اس حال میں دیکھا کہ مہینہ مہینہ بھر رہنے کا ان کا پروگرام ہوتا تھا۔ بیرون بمبئی کے معتقدین کی دعوتیں بھی آتی تھیں۔ پندرہ دن پورے ہونے سے پہلے میرے دیکھنے میں وہ اچانک پونا یا اور کسی مقام پر تشریف لے جاتے تھے۔ میں زیادہ دنوں تک بمبئی میں نہیں رہتا تھا لیکن ان کے اس اچانک سفر سے مجھے حیرانی ہوتی تھی۔ دریافت کرنے پر مجھے یہ اطلاع ملتی تھی کہ اس لیے بمبئی سے باہر تشریف لے گئے ہیں کہ یہاں مسلسل پندرہ روز کا قیام نہ ہو جائے اور وہ مقیم نہ ہو جائیں ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ رخصت پر عمل کرتے رہیں جب کہ وہ مقیم ہو چکے ہوں اور انہیں اس کا پتہ نہ چلے۔ یہ تھی حضرت مولانا کی احتیاط۔

حضور مجاہد ملت قدس سرہ نے چند کتابوں پر حاشیہ لکھنے کے لیے مجھ سے فرمایا تھا ان کتابوں میں سے شرح مرقاۃ خیرآبادی بھی تھی۔ حضرات علمائے خیرآباد کے طور پر آپ نے ملا حسن کو درس سے خارج کر دیا تھا اور اس کے مقام پر اپنے تلامذہ کو شرح مرقاۃ پڑھایا کرتے تھے۔ کسی وقت پر آپ نے خود اس کتاب پر حاشیہ نگاری کا ارادہ فرمایا تھا لیکن آپ کو اس کا موقع نہ مل سکا۔ میرے پڑھنے کے زمانے میں یہ کتاب مدارس میں نہیں پڑھائی جاتی تھی ادھر حضور مجاہد ملت کا یہ ارشاد تھا کہ جو شرح مرقاۃ خیرآبادی کو نہیں پڑھتا ہے وہ منطق کو صحیح طور پر نہیں جانتا ہے۔ اس لیے میں نے اپنے استاذ معقولات حضرت شمس العلماء، الہ آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ کتاب آپ کے مکان پر پڑھی تھی۔ جامعہ حبیبیہ میں بارہا میں نے یہ کتاب پڑھائی اور آج بھی پڑھا رہا ہوں لیکن ایک وقت ایسا تھا کہ جامعہ کے ایک مدرس یہاں تدریس کرنے کے ساتھ مجھ سے چند کتابیں پڑھتے تھے جن میں سے شرح مرقاۃ بھی تھی چونکہ وہ استاذ گرامی حضرت صدر العلماء میرٹھی قدس سرہ سے میر زاہد رسالہ وغیرہ پڑھ کر آئے تھے اس لیے ان کی سوجھ بوجھ بھی اچھی تھی۔ اس زمانے میں مجھے بہت گہرا مطالعہ کرنا پڑتا تھا اور یہی وقت تھا کہ میں نے شرح مرقاۃ خیرآبادی پر تعلیق کا کام کیا۔ چند صفحات پر مشتمل یہ تعلیق "ازھار الرباۃ لعروس الفیفاۃ علی شرح المرقاۃ" کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔ جس وقت مولانا محمد علی جناح صاحب حبیبی مکتبۃ الحبیب کے ناظم تھے برسوں اس مکتبے کی دوکان عرس رضوی کے موقع بریلی شریف میں لگاتے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب عرس رضوی کے موقع پر مجھ سے پوچھا کرتے تھے کہ کوئی نئی کتاب لائے ہیں اس سال میرے پاس ازھار الرباۃ کے سوا اور کوئی دوسری نئی کتاب نہ تھی حسب معمول جب انہوں نے سوال کیا تو میں نے ازھار الرباۃ کا ایک نسخہ پیش کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد بمبئی میں ایک دن ہانڈی والی مسجد میں حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب اور میں دونوں بیٹھے ہوئے تھے ایک صاحب نے سقراط، افلاطون اور ارسطا طالیس کے بارے میں چند سوالات کئے۔ آج کا زمانہ ایسا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ فوق کل ذی علم علیم کے باوجود لوگ ہم چنیں دیگرے نیست کا نعرہ بلند کرتے رہتے ہیں۔ لیکن میں نے یہ ملاحظہ کیا کہ اگرچہ اس شخص نے اپنے

Scanned with CamScanner

سوال کو حضرت مولانا کی طرف متوجہ کیا تھا پھر بھی انہوں نے اس سائل کو میری طرف متوجہ کر دیا اور یہ فرمایا کہ ان سے پوچھو یہ احق ہیں میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ مولانا محمد علی جناح حبیبی نے میری تعلیق اظہار الوباۃ کا نسخہ انہیں دیا ہے یہ اس کا مطالعہ کر چکے ہیں اور یہ اسی کا اثر ہے۔

اپنے اس مضمون کو ختم کرتے ہوئے میں اس بات کے تحریر کرنے کو انسب تصور کرتا ہوں کہ اسی سال یعنی ۱۴۲۲ھ کے ماہ رمضان مبارک کی ۲۱ ویں شب کو شہر الٰہ آباد کے محلہ رسول پور سید واڑہ کی مسجد میں تراویح میں ختم قرآن کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے میں نے حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس شریعت کا ذکر کیا اور یہ بتایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں مصغر لفظ کملی پر مشتمل جابر صاحب راز الٰہ آبادی کے کلام کو تعمیر ادب کے تیسرے حصے میں نقل کرنے کی وجہ سے انہوں نے عطیہ ربانی در مقالہ نورانی میں تحریری طور پر توبہ کی اور اس شعر کو نقل کرتے وقت اگر لفظ کملی کا مصغر ہونا حضرت مولانا کے ذہن میں ہوتا تو اسے نقل ہی نہ کرتے

بہر حال پاس شریعت سے اور کیا بہتر ہو سکتا ہے۔ آج کا زمانہ تو ایسا ہے کہ لوگوں کی زبان سے الفاظ کفریہ نکلتے ہیں جب انہیں توجہ دلائی جاتی ہے تو انکار کرتے ہیں کہ ہم نے ایسا نہیں کہا۔ اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ کیسٹ موجود ہے آپ سن لیجئے تو اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ کسی وقت میں سن لیں گے۔

جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ کو منظور ہو دین کے بدر نے ابدار فرما کر دین داروں کے قلوب کو منور کیا اب وہ ہم لوگوں سے رخصت ہو چکے ہیں مولیٰ تعالیٰ ان کی قبر مطہر پر رحمت کی بارش کا موصلہ فرمائے۔ آمین۔

الفقیر عاشق الرحمن غفرلہ
شب یکم ذی القعدہ ۱۴۲۲ھ

حضرت علامہ حضور عاشق الرحمن صاحب قبلہ قادری رضوی حبیبی دامت برکاتہم القدسیہ سے مندرجہ بالا مضمون لکھوانے کے لیے راقم الحروف ۲۷ رشوال ۱۴۲۲ھ کو جامعہ حبیبیہ الٰہ آباد حاضر ہوا اور تین روز وہاں قیام کیا۔ بعد نماز عشاء موصوف گرامی آدھا گھنٹہ وقت دیتے اور اسی میں املا کراتے اور فقیر لکھتا اس طرح شب یکم ذی القعدہ ۱۴۲۲ھ کو یہ مضمون مکمل کر کے صبح عرس امجدی میں حاضری کے لیے گھوسی شریف روانہ ہو گیا۔ کتبہ فقیر عبد الصمد قادری رضوی خادم مدرسہ گلشن رضا۔ رضا نگر روڈ کولبی۔ ضلع ناندیڑ۔ مہاراشٹر

بدر العلماء بدر سنیت بدر مسلک اعلیٰحضرت
بدر ملت علامہ بدر الدین احمد قادری

رضوی قدس سرہ

از علمبردار مسلک اعلیٰحضرت حضرت علامہ مولانا محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی میلسی صاحب قبلہ
پاکستان

میرے ہم دم و دمساز رفیق وشفیق ناصر و صدیق مولانا علامہ مفتی بدرالدین احمد قادری رضوی قدس سرہ الولی جامع الصفات جامع معقول ومنقول شخصیت کے حامل تھے ان کی ذات گرامی میں شہزادہ اعلیٰحضرت تاجدار اہلسنت شیخ الفقہاء سیدنا حضور مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا قادری خاں صاحب نوری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ اور اتباع سنت وشریعت حضور حافظ ملت علامہ حافظ عبد العزیز بانی جامعہ اشرفیہ کا علمی تدریسی جاہ و جلال عروج وکمال شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیٰحضرت علامہ ابو الفتح عبید الرضا مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی قدس سرہ العزیز کا جوش و ولولہ غیرت ایمانی جذبۂ دینی اور تصلب مسلکی بدرجۂ اتم موجود تھا۔

گو حضرت ممدوح کی ذات گرامی سے فقیر جب سے غائبانہ طور پر متعارف تھا جب موصوف کی شہرۂ آفاق ومعرکۃ الآراء تصنیف لطیف ”سوانح اعلیٰحضرت امام احمد رضا“ علیہ الرحمۃ ۱۹۶۳ء میں پہلی بار منظر عام پر آکر مقبولیت عامہ محبوبیت تامہ حاصل کر رہی تھی۔ ہند کے علاوہ پاکستان میں بھی اس کا عام شہرہ تھا۔ کئی اداروں نے یہاں بھی اپنے زیر اہتمام چھپوائی تھی۔ ان ایام میں نہ حضرت ممدوح قدس سرہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا نہ خط وکتابت کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ فقیر کے برادر خواجہ تاش حضرت علامہ محمد صابر القادری الرضوی نسیم بستوی ایڈیٹر ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف سے روابط تھے اور فقیر کے مضامین ماہنامہ ”فیض الرسول“ میں چھپا کرتے تھے۔ جن میں مسلک اعلیٰحضرت کے تحفظ و دفاع اور رد ارتداد کا عنصر ملاحظہ فرما کر حضرت ممدوح نے فقیر کو از خود مکتوب گرامی بھی تحریر فرمایا اور اپنی بعض درسی کتب (۱) تلخیص الاعراب (۲) عروس الادب (۳) جواہر المنطق وغیرہ بھی ارسال فرمائیں اور حکم دیا کہ پاکستان کے سنی مدارس میں ان کتابوں کو نصاب تعلیم میں شامل کرائیں۔ اس کے بعد فقیر نے بھی اپنی کچھ قدیم وجدید تصنیفات ان کی خدمت میں ارسال کیں۔ جو انہوں نے بہت پسند فرمائیں اور دل کھول

Scanned with CamScanner

جی بھر کر داد دی۔ نقیر نے ان کے نام پاسبان مسلک اعلیٰحضرت زعیم اہلسنت علامہ ابو داؤد، مولانا محمد صادق صاحب قبلہ سے کہہ کر ماہنامہ "رضائے مصطفےٰ گجرانوالہ" جاری کرایا جو انہوں نے بہت پسند فرمایا اہلسنت و مسلک اعلیٰحضرت کا یہ عظیم ترجمان نائب اعلیٰحضرت حضور محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب بانی جامعہ رضویہ مظہر اسلام یادگار رضا پاکستان کی سرپرستی میں نکلتا تھا۔ اس کے بعد سے تو باہمی ربط و ضبط اور روحانی تعلقات کا سلسلہ بہت بڑھ گیا۔ وہ از راہ شفقت اس فقیر کو مسلک اعلیٰحضرت کے ایک ادنیٰ جاں نثار خادم سمجھ کر فقیر کو اکثر مکتوب ارسال فرمایا کرتے اور بہت سے امور میں مشاورت فرماتے۔ حضرت علامہ بدرالدین احمد قدس سرہ کے کم و بیش پچاس سے زیادہ اہم خطوط فقیر کے پاس موجود ہیں۔ جو تلاش طلب ہیں۔ ان کا اسلوب تحریر انتہائی دل نشیں اور طرز تخاطب نہایت دل نواز تھا اور وہ اچھے بھلے خوشنویس وخطاط تھے۔ ایک بار نیپال کے تبلیغی دورہ پر گئے تو وہاں سے بھی دو خطوط ارسال کئے۔ ایک بار فقیر کو کچھ دیوبندی وہابی کتب کی ضرورت پیش آئی سوانح قاسمی، تذکرۃ الرشید، ارواح ثلثہ وغیرہ کے لیے انہوں نے دیوبند کے ایک وہابی کتب فروش غالباً سید احمد کو لکھا کہ فلاں فلاں کتابیں مولانا محمد حسن علی مدرسہ غوثیہ حنفیہ میلسی ضلع ملتان پاکستان کو بھیج دیں۔ مبلغ ۱۲۰؍ روپئے اپنے جیب خاص سے صرف کئے جو تا حال مجھ پر واجب الادا ہیں اور وہ اس لیے کہ یہاں سے منی آرڈر نہیں جاتا۔ انہوں نے رسائل رضویہ کی مختلف جلدیں طلب فرمائیں حسن اتفاق سے ان دنوں ان مولانا سے اچھے روابطہ تھے جنہوں نے یہ کتابیں شائع کی تھیں لہٰذا حاضر نہ کرسکا البتہ فقیر اپنی تمام کتب و رسائل ان کو ضرور حاضر کرتا رہتا تھا۔ وہ وصولی کی رسید ضرور ضرور بھیجا کرتے۔ ایک بار فقیر نے لکھا کہ مسئلہ رویت ہلال اور مسئلہ لاؤڈ اسپیکر پر میرے استفتا کی نقل فرما کر فلاں فلاں اکابر علماء کو بھیج کر فتاویٰ فقیر کو بھجوائیں۔ حضرت اقدس بدر ملت علیہ الرحمۃ نے اس عرض کی فوری تعمیل فرمائی اور فقیر کو واپسی اطلاع بھی دی۔ ایک بار پاکستان کے نامور سنی عالم مولانا علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہی علیہ الرحمۃ نے کسی اخبار غالباً روزنامہ کوہستان ملتان کو ایک انٹرویو میں یہ بیان دیا کہ "بریلوی دیوبندی مسلک وخیال کے مسلمانوں میں بعض فروعی اختلاف ہیں" ملخصاً۔ ....

ان الفاظ پر حضرت علامہ بدرالدین احمد صاحب قادری رضوی حشمتی عزیزی جاہ و جلال میں ایک زبردست علمی تحقیقی مقالہ تحریر فرما کر علامہ کاظمی صاحب سے چند سوالات کیے اور پاکستانی اخبارات میں چھپوانے کے لیے یہ مقالہ اور سوال نامہ فقیر کو ارسال فرمایا جو غالباً اس زمانہ میں مارشل لا سنسر کے باعث کسی اخبار میں نہ چھپ سکا تو حضرت علامہ نے ماہنامہ "اعلیٰحضرت" بریلی شریف میں یہ مقالہ شائع کرایا

عہ حضور مرشد اجازت علامہ میلسی صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے اس فقیر قادری کے نام متعدد کتابیں پاکستان سے بذریعہ ڈاک ارسال فرمائیں حضور والا نے صرف مناظرہ بریلی کا ہدیہ ۱۲۰/= روپئے شہزادہ بدر ملت حضرت مولانا نورانی میاں صاحب قبلہ قادری رضوی زید مجدہٗ استاذ فیض الرسول براؤں شریف کے نام روانہ فرمانے کا حکم فرمایا کہ واجب الادا رقم کی ادائیگی ہوجائے گی بفضلہ تعالیٰ فقیر قادری نے ماہ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ میں مخدوم زادے کے نام رقم روانہ کردیا۔ (فقط عبدالصمد قادری رضوی)

Scanned with CamScanner

ہیں انہوں نے فقیر کو تحریر کیا کہ میں نے اپنے مضمون کے حق میں استاد محترم حافظ ملت علامہ حافظ عبد العزیز صاحب مبارکپوری کی تائید و تصدیق بھی حاصل کر لی ہے۔ ایک دیوبندی وہابی کذاب علامہ جھوٹے فتین پروفیسر نام نہاد ڈاکٹر مولوی خالد محمود مانچسٹروی جو سیدنا امام اہلسنت حضور پر نور سرکار اعلیحضرت قدس سرہٗ کی عبارت میں خیانت و کتر بیونت کرکے عبارات کا حلیہ و مفہوم بگاڑنے میں جمین ہے اس نے سیدنا اعلیحضرت امام اہلسنت کے خلاف خیانتوں اور جعل سازیوں بھری ایک کتاب "دھماکہ" نامی لکھی اور مانچسٹر برطانیہ سے چھاپ کر شائع کی پاکستان کی بدحواس کھلی ہوئی دیوبندیت نے اس کذب و افترا کے مجموعہ کو آب حیات سمجھا اور یہاں پاکستان سے بھی یہ دھماکہ شائع ہو گیا جس سے عوام کو شدید مغالطہ ہوا علمائے اہلسنت نے فقیر راقم الحروف کو اس کی رد اور مدلل جواب کے لیے اصرار کرنا شروع کر دیا اور بالآخر ایک مسلکی ضرورت سمجھ کر فقیر نے اس کی رد شروع کر دی۔ کذاب و مفتری مصنف نے الملفوظ سیدنا اعلیحضرت علیہ الرحمۃ "مزاروں پر نوجوان لڑکیوں کے چڑھاوے" اور قبروں میں صرف ڈالتے نہیں اصل کھانے پہونچتے ہیں" کے عنوان افترا پردازیاں تھیں۔ سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ نے بطور حوالہ سیدی محمد بن عبد الباقی زرقانی اور علامہ امام شعرانی قدس سرھما کا نام نامی لیا تھا صفحہ اور سطر اور کتاب کا حوالہ نہ تھا۔ اس زمانہ میں فقیر کے پاس کتابیں کچھ زیادہ نہ تھیں فقیر نے ان عبارات کا ماخذ و حوالہ جات فراہم کرنے کی درخواست کی کہ آپ خود یہ حوالہ جات تلاش کر کے فراہم کریں یا پھر برادر خواجہ تاش علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی کو فقیر کا یہ عریضہ بھیج دیں۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ حضرت شارح بخاری بریلی شریف سے بلرامپور گونڈہ اور پھر غالباً جلال پور شیخ الحدیث و مفتی کے منصب پر تشریف لے گئے تھے حضرت علامہ بدرالدین احمد صاحب ان دنوں خود بہت زیادہ قلمی مصروفیات رکھتے تھے۔ فقیر کو جلد جواب درکار تھا۔ حضرت بدر سنیت بدر العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان ایک دینی ضرورت کی اہمیت کو محسوس فرماتے ہوئے فوراً فقیر کا عریضہ علامہ مفتی شریف الحق صاحب علیہ الرحمۃ کو بھیج کر فوراً فقیر کو اصل حوالہ و ماخذ فراہم فرمایا جو فقیر نے ان کے شکریہ کے ساتھ اپنی کتاب "قہر خداوندی بر دھماکۂ دیوبندی" میں یہ دونوں حوالے اصل کتابوں سے مطابقت کر کے نقل کئے۔ یہ ان کی دینی مسلسل تڑپ تھی کہ مجھ فقیر دور افتادہ کی فوری معاونت فرمائی اس میں ادنیٰ تردد اور مطلقاً شک و شبہ نہیں کہ علامہ بدر ملت بدر العلماء ایک ذی استعداد عبقری مدرس اور ماہر فن تدریس اور اعلیٰ درجہ کے مصنف کہنہ مشق اہل قلم تھے۔ تحریر میں دل آویزی چاشنی اور جاذبیت بھی بدرجۂ اتم موجود تھی۔ اپنے موقف اور موضوع زیر قلم زیر بحث پر وہ حوالجات کا تسلسل قائم فرما دیتے تھے اور حقیقت و واقعیت بہت حسین و دل نشین پیرایہ میں رقم کرتے تھے مگر ان کا یہ وصف سب سے نمایاں تھا اور اس میں تصلب دینی غیرت ایمانی جذبۂ مسلکی کی جھلک نمایاں نظر آتی تھی وہ ردِ ارتداد کا ملکۂ تام رکھتے تھے۔ مسلک اعلیحضرت کا تحفظ و دفاع ان کی روح کی غذا تھی۔ مسلک اعلیحضرت عظمتِ شانِ رسالت کے تحفظ اور مذہب حنفیت کا دوسرا نام ہے۔ آج کل علم و عمر و تجربہ کے اعتبار سے

Scanned with CamScanner

چھوٹے چھوٹے ننھے منے محققین کے نام پر اپنے اکابر مد مقابل آجاتے کہ ان کی یہ تحقیق تھی۔ اور یہ میری تحقیق ہے۔ اور مثال دیتے ہیں مجتہدین اکابر اسلام کی امام ابو یوسف نے بھی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اختلاف کیا فلاں امام نے فلاں سے اختلاف کیا مگر یہ نہیں دیکھتے کہ وہ مجتہد تھے۔ مجتہد کو خطاء اجتہادی پر بھی ثواب ملتا ہے اور پھر ان کا اختلاف جزوی، فروعی تحقیقی مسائل میں مہذب انداز میں ہوتا تھا۔ محاذ آرائی مخاصمت کا انداز نہ ہوتا تھا۔ آج کل کے یہ خود ساختہ محقق جنہیں لکھنے پڑھنے کا کچھ تھوڑا بہت سلیقہ آجاتا ہے وہ سید المحققین کے منصب کے نیچے دم ہی نہیں مارتے۔ یہاں پاکستان میں بھی عالم اہلسنت نے مسئلہ لاؤڈ اسپیکر میں اپنے اکابر اساتذہ اور مشائخ طریقت واجداد کرام کا خلاف کیا اور "مکبر الصوت" کے نام سے ایک کتابچہ چھپوادیا گیا جس کے تین چار جوابات یہاں سے شائع ہوئے وہ بزرگ تو خاموش ہو گئے ان کے تلامذہ نے لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھانے کے مسئلہ کو صرف جواز کی حد تک نہ رکھا بلکہ فرض وواجب سمجھ لیا اور ایک مہم کی صورت میں اس مسئلہ کی تبلیغ واشاعت کرنے لگے۔ ان بزرگ نے مجمع عظیم وکثیر ہونے کی صورت میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنے کی تحقیق کی تھی اب تلامذہ کی یہ حالت ہے کہ نماز تراویح میں دس پندرہ آدمی ہوں تو لاؤڈ اسپیکر استعمال کیا جارہا ہے۔ شبینہ میں چار پانچ آدمی ہوں تو لاؤڈ اسپیکر استعمال کیا جارہا ہے۔ اب یہ معاملہ شو بازی اور فیشن پرستی میں آگیا۔ ان لوگوں نے یہاں تک پرواز کی کہ جب مولانا سید افضل حسین صاحب مونگیری مرحوم کی مسئلہ لاؤڈ اسپیکر پر انفرادی تحقیق ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف میں چھپی اور پاک وہند کے سنی رسائل وجرائد واکابر اہلسنت اس تحقیق جدید کا علمی تحقیقی تعاقب کرنے لگے۔ تو پاکستانی مجوز صاحب چہیتے شاگرد اپنے ماہنامہ میں کھلم کھلا افترا کرتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا کہ۔ "اب تو مرکزی رضوی دارالافتاء بریلی شریف کے مفتیٔ اعظم نے لاؤڈ اسپیکر پر جواز نماز کا فتویٰ دے دیا ہے حالاں کہ وہ مرکزی رضوی دارالافتاء کا فتویٰ نہ تھا اور نہ ہی حضور سیدنا مفتیٔ اعظم شہزادۂ اعلیحضرت کا فتویٰ تھا بلکہ مولانا افضل حسین صاحب کا فتویٰ تھا اور پورے ہندوستان میں جس کی تائید وتصدیق صرف ان کے ایک شاگرد مولانا محمد احمد جہانگیری مرحوم نے فرمائی تھی جب کہ اس کا رد وابطال مسلمہ اکابر اہلسنت نے فرمایا نیز بعد میں یہ دونوں حضرات اپنے موقف سے رجوع کر چکے تھے۔ (قرآنی نماز اور مائیکرو فونی نماز)

اب مولانا نظام الدین صاحب مبارکپوری نے یہ منصب سنبھالا ہے اور رجوع کرنے والے ان علماء کو اپنے ہم نوا قائدین میں شمار کیا ہے جو خلاف واقع ہے۔ مولانا افضل حسین صاحب کا رجوع نامہ تو فقیر کو ذاتی اور تحقیقی طور پر معلوم ہے کہ وہ فقیر کے مادر علمی جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد میں مدرس ہو کر آئے تھے اور ان سے ملاقات رہتی تھی اور مولانا محمد احمد صاحب جہانگیر سیدنا مفتیٔ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس جہلم سے واپسی پر فقیر راقم الحروف کے ہمراہ ٹرین کے اسی ڈبہ میں میرے ساتھ آئے تھے جس میں فقیر سوار تھا اور علامہ مفتی محمد اعظم رضوی ٹانڈوی شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف فقیر کو سوار کرنے اسٹیشن

Scanned with CamScanner

جنکشن بریلی پر آئے تھے۔ وہ بھی لاؤڈ اسپیکر پر اظہار برأت کر چکے تھے۔ بہر حال یہ بات ضمناً زیر قلم آ گئی۔

بتانا یہ ہے کہ حضرت بدر ملت بدر العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک زبردست فاضل محقق اور عبقری مدرس تھے مگر انہوں نے اکابر اہلسنت کے مقابلہ میں علیحدہ پرواز تحقیق نہ فرمائی۔ ہمیشہ اکابر اہلسنت خلفاء و تلامذہ و شہزادگان سرکار اعلیحضرت کے مسلک حق اور تحقیق حق سے وابستہ رہے اور اپنی راہیں مسلک اعلیحضرت سے جدا نہ کیں۔ یہاں پاکستان میں ایک اور المیہ رونما ہوا کہ اکابر اہلسنت کے برعکس جمعیۃ العلماء پاکستان کے بعض علماء نے مسئلہ رویت ہلال میں جدت اختیار کی کہ اگر حکومت نے مرکزی رویت ہلال کمیٹی بنایا تو سنی صحیح العقیدہ قاضی القضاۃ شرعی شہادت لے کر ریڈیو پر اعلان کر دے تو عید منانا واجب ہے۔ اسی زمانہ میں سیدی امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد صاحب دادخاں صاحب شیخ الحدیث پیر گوٹھ سندھ علامہ عبد الحامد بدایونی نے اس موقف کو مسترد کر دیا۔ ادھر حضور سیدنا مفتی اعظم قدس سرہ کے دو اہم فتاویٰ فقیر کے پاس آئے جس میں چاہے سنی صحیح العقیدہ قاضی القضاۃ کا اعلان ریڈیو پر ہو ہرگز ہرگز شریعت میں معتبر نہیں ارقام فرمایا۔ بہت سے علماء تو تائب ہو کر رجوع کر گئے۔ ایک دو حضرات اس تحقیق جدید پر ہٹ دھرمی سے قائم رہے۔ اب اس کا نتیجہ اور بد انجام یہ سامنے آیا کہ ایک دو دفعہ تو حکومت نے مرکزی رویت ہلال کمیٹی کا مرکزی چیرمین سُنی کو بنا دیا۔ اور اب بدمذہب بدعقیدہ قاضی القضاۃ نازل ہوئے اور اعلان کرنے لگے۔ حالانکہ کسی بدمذہب بے دین قاضی کی شہادت ریڈیو پر تو کیا رو برو آمنے سامنے بھی معتبر نہیں۔

بتانا یہ ہے کہ خود ساختہ نو مولود محققین کی اس قسم کی لایعنی تحقیقات کا بد انجام اس طرح ظاہر ہوتا ہے

مگر ہمیں داد دینی پڑتی ہے حضرت بدر العلماء بدر ملت کو کہ وہ اکابر کے مسلک حق مسلک رضویت کے تابع رہے۔

حضرت بدر العلماء، حضور شیخ المشائخ شاہ محمد یار علی صاحب قدس سرہ العزیز کے شیدائی و فدائی اور جان نثار سپاہی تھے اور انہیں دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف سے والہانہ محبت تھی۔ مگر بدر العلماء کا مذہبی تصلب اور اتباع سنت ایسا تھا کہ فقیر کو ایک[1] بار تحریر فرمایا کہ دار العلوم فیض الرسول میں مدرسین و طلباء تنخواہ کے رجسٹروں میں انگریزی عیسوی ماہ و سال و تواریخ کا استعمال ہے اور اسلامی سن ہجری رائج کرانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اب میں مستعفی ہو جاؤں گا۔ غالباً اسی وجہ سے مستعفی ہو کر مدرسہ غوثیہ بڑھیا چلے گئے

---

[1] از مدرسہ غوثیہ بڑھیا ضلع بستی ۴۸۶/۹۲ تاریخ ۲ ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ
حضرت مولانا ذو المجد والکرم وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ
آپ کا گرامی نامہ ذریعہ نیپال ڈاک پچھمی نگر مرزا تبارک بیگ کے پاس پہونچا مرزا کے صاحبزادے نے ذریعہ

Scanned with CamScanner

اور وہاں جانے کے بعد حضرت ممدوح نے ایک عظیم الشان جامع مسجد بھی تعمیر کرائی مگر اپنی عزتِ ایمانی اور جذبۂ رضوی کے تحت کسی بدمذہب بدعقیدہ کا چندہ زیرِ تعاون اس میں شامل نہ فرمایا۔ یہ

ہندوستان ڈاک اپنے لفافہ میں رکھ کر میرے پاس براؤں شریف بھیجا جو مجھے شوال کے نصف آخر میں وصول ہوا۔ میں ادارہ فیض الرسول براؤں شریف میں درسی خدمات پر ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ میں مقرر ہوا۔ ایک ماہ آٹھ دن کم انیس سال تک ادارہ ہٰذا میں میرا قیام رہا۔ یہ ادارہ سرکارِ اعلیٰحضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے مسلک مقدس کا نقیب و داعی تھا۔ اس ادارہ میں رجسٹر اور دیگر کاغذات اسلامی تاریخ و سنہ کے مطابق رکھے جاتے تھے اور مشاہرے اسلامی ماہ کے مطابق ادا کیے جاتے تھے۔ قیام ادارہ کے تقریباً تین یا چار سال کے بعد کچھ لوگوں نے تحریک کر کے ادارہ ہٰذا کا الٰہ آباد بورڈ سے الحاق کرایا اور درس نظامیہ کے ساتھ گورنمنٹ کا منظور کردہ درس عالیہ بھی ادارہ کے تعلیمی نصاب میں شامل کرایا میں نے روز اول ہی الحاق کی شدید مخالفت کی لیکن ارباب حل و عقد نے اس پر توجہ نہ دی آج چار سال کا زمانہ ہو رہا ہے کہ الٰہ آباد بورڈ نے ادارہ کو ایڈ دینے کے ساتھ مدرسین کو بھی الگ سے امداد دینا جاری کیا سب مدرسین نے امداد لینا قبول کیا لیکن میں نے لینے سے انکار کیا۔ اس نئی امداد کے بعد بورڈ نے کچھ پابندیاں عائد کیں جس کے مطابق ادارہ کے سارے کاغذات انگریزی ماہ و سنہ کے مطابق کر دیئے گئے۔ امسال ربیع الآخر شریف ۱۳۹۴ھ میں جب رجسٹر حاضری مدرسین انگریزی ماہ کے مطابق کیا گیا تو میں نے اس میں دستخط کرنے سے انکار کر دیا پھر میں نے دیکھا کہ میں ان معاملات میں اکیلا ہو رہا ہوں اور یہ بھی محسوس کیا کہ ادارہ کے طلبہ میں اب دین و علم کے حصول کا جذبہ نہیں بلکہ بورڈ کے مولوی عالم کے درجات پاس کر لینے پر دھیان ہے تاکہ طلبہ کالج وغیرہ میں داخلہ کی سہولت ملے نیز یہ بھی محسوس کیا کہ ادارہ کے کرتا دھرتا مقصد حاصل کرنے میں جائز اور ناجائز کا امتیاز نہیں رکھتے اس لیے میں نے شعبان ۱۳۹۴ھ سے پہلے ہی یہ عزم کر لیا کہ مجھے ادارہ ہٰذا سے الگ ہو جانا ہے چنانچہ سالانہ تعطیل کے موقع پر، شعبان ۱۳۹۴ھ کو میں نے استعفا نامہ داخل کر دیا جس میں لکھا کہ ادارہ فیض الرسول کے حالات اب میرے لیے سازگار نہیں رہ گئے اس لیے ۲۱ شوال سے مجھے ادارہ کی درسی خدمت سے سبکدوش متصور کریں۔ پھر استعفار کے مطابق میں ۲۱ شوال کو براؤں شریف سے دوسری جگہ اپنے ملنے جلنے والوں کے یہاں چلا گیا۔ براؤں شریف سے چھ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں بڑھیا ہے جہاں مدرسہ غوثیہ فیض العلوم قائم ہے۔ مدرسہ غوثیہ مذکورہ ادارہ فیض الرسول براؤں شریف کی شاخ ہے لیکن یہ مدرسہ بورڈ سے الحاق شدہ نہیں ہے مدرسہ ہٰذا کے اراکین نے اصرار کر کے مجھے اپنے ادارہ میں مقرر کر دیا۔ میں اس وقت مدرسہ غوثیہ ہی میں درسی خدمات انجام دے رہا ہوں میں حالات سے اتنا مضمحل ہوں کہ خطوط کے جواب میں طویل تاخیر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ آپ کے گرامی نامہ کو آئے ایک ماہ سے زیادہ ہوا مگر اب تک اس کا جواب نہیں جا سکا۔ یہ جو کچھ لکھ رہا ہوں ۲ ذی الحجہ کو شروع کیا آج ۳ ذی الحجہ کو ختم کر رہا ہوں۔ چوں کہ اس وقت پاکستان اور ہندوستان کے درمیان ڈاک کا سلسلہ

Scanned with CamScanner

واقعہ حضرت بدر العلماء نے خود فقیر سے بیان فرمایا
فقیر حضور سیدنا اعلیحضرت امام اہلسنت کے عرس سراپا قدس اور سرکار سیدنا مفتئ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس چہلم میں دیار علم وعرفان شہر بریلی شریف میں حاضر تھا اور عرس چہلم میں بدر العلماء علیہ الرحمۃ بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ غالباً اسلامیہ کالج سے ملحق برآمدوں میں ان کا قیام تھا وہ فقیر کو اور فقیر ان کو تلاش کرتا رہا مگر افسوس حضرت مرحوم سے آخری ملاقات نہ ہوسکی جس کی حسرت وملال دل میں تاحال باقی ہے۔ ایک بار تحریر فرمایا کہ مجھے پاکستان کے علماء میں حضرت سیدی محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب قادری رضوی بانی جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور فیصل آباد سے حقیقی دلی محبت ہے۔ میں حضرت ممدوح کو سنیت اور مسلک اعلیحضرت کا ستون عظیم سمجھتا ہوں

یاد رہے کہ حضور سیدی محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ بدر العلماء بدر ملت کے استاذ محترم حافظ ملت علامہ حافظ عبدالعزیز محدث مبارکپوری قدس سرہ کے استاذ بھائی ہم سبق اور ہم درس تھے اور دونوں بزرگوں میں گہری قلبی محبت و موافقت تھی۔

فقیر نے بعجلت یہ چند اوراق حضرت بدر ملت کی محبتوں کی نذر کردیئے ان کی انتہائی محبتوں شفقتوں اور عنایتوں کا مجھ فقیر پر قرض تھا جس کا ادا کرنا مجھ پر لازم تھا۔ حضرت ممدوح مرحوم کے چند مکتوبات عالیہ کی فوٹو کاپیاں ارسال ہیں یہ بھی اس مضمون سے مربوط شامل اشاعت فرمادیں۔ دعائے خیر میں یاد رکھیں۔ جملہ احباب حضرات بدر ملت علیہ الرحمۃ کے اخوان وصاحبزادگان کی خدمت میں سلام ودعا

والسلام والدعاء الفقیر محمد حسن علی الرضوی غفرلہ خطیب جامع مسجد فریدیہ بلدیہ مدینہ ٹاؤن انوار رضا مقام رضا نگر میلسی
61200 پاکستان

جاری ہوچکا ہے اس لیے ذیل کے پتوں پر براہ راست استفتاء بھیج کر فتویٰ حاصل کریں۔ (۱) حضرت سرکار مفتئ اعظم ہند رضوی دارالافتاء محلہ سوداگران بریلی شریف (۲) حضرت مولانا قاضی عبدالرحیم صاحب مفتی منظر اسلام سوداگران بریلی شریف۔ (۳) حضرت حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ یوپی۔ (۴) حضرت مولانا رفاقت حسین صاحب مفتئ کانپور مدرسہ احسن المدارس قدیم نئی سڑک کانپور (۵) حضرت علامہ مولانا غلام جیلانی صاحب مدرسہ اسلامیہ اندر کوٹ شہر میرٹھ۔

یہ گذارش اس لیے ہے کہ میرے یہاں سے استفتاء جانے میں خود دارالافتاء کے ارباب اہمیت نہ دے کر قطعی تاخیر سے کام لیں گے جیسا کہ بارہا کا مشاہدہ ہے بلکہ کیا عجب ہے کہ بعض جگہ سے جواب ہی نہ آئے جیسا کہ یہ واقعہ بھی پیش آچکا ہے۔ دوسرے دن ان حضرات کے جوابات میرے پاس آئیں پھر میں آپ کے یہاں بھیجوں اس میں تاخیر در تاخیر ہوگی۔ ہاں اگر ہند وپاک کے درمیان ڈاک آنے جانے کا راستہ بند ہوتا تو مجبوراً میں ہی استفتاء بھیج کر اپنے یہاں منگواتا پھر نیپال بھیجتا وہاں سے ڈاک آپکی خدمت میں روانہ ہوتی لیکن جب راستہ کھل گیا ہے تو اتنے واسطوں کی کیا ضرورت ہے

ایک عرض ہے کہ آپ حضرت مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی خدمت میں اپنی طرف سے سفارش نامہ بھیج دیں کہ حضرت موصوف ماہنامہ رضائے مصطفےٰ گجرانوالہ میرے نام جاری کردیں۔ فقط والسلام

بدر الدین احمد قادری رضوی۔ ۳ ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ

Scanned with CamScanner

یادگارِ اسلاف حضور بدر العلماء

از: حضرت علامہ مولانا الحاج عبدالحکیم شرف قادری صاحب قبلہ مدظلہ العالی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، پاکستان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ امّا بعد

یادگار اسلاف، الراسخون فی العلم کا مصداق، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ بدرالدین احمد قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی راقم زیارت تو نہیں کر سکا لیکن قرائن وشواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا شمار ان علماء میں ہوتا ہے جو بڑی شدت کے ساتھ قدیم روش پر قائم رہتے ہیں حوادث اور مصلحتیں انہیں جادۂ مستقیم سے منحرف نہیں کر سکتیں۔

وہ ٹھوس قابلیت کے مالک اور اعلیٰ پائے کے مدرس تھے۔ ہندوستان میں سیکڑوں علماء اور فضلاء ان کی یادگار ہیں وہ رسمی مدرس نہیں تھے کہ شاگردوں کو کورس کی کتابیں پڑھایا اور چلتے بنے۔ بلکہ شدتِ احساس کی جس تپش میں وہ خود جلتے تھے اسے اپنے شاگردوں اور احباب میں بھی منتقل کر دیتے تھے۔

ایک دفعہ انہوں نے راقم کو تحریر کیا کہ دینی مدارس کے طلباء کو جہاں دیگر نصابی کتب پڑھائی جاتی ہیں وہاں الدولۃ المکیۃ اور سبحان السبوح جیسی امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصانیف بھی پڑھانی چاہئے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ طلبہ کو سُنّی جگر اور اعتقادی تصلب سے روشناس کرانا چاہتے تھے

درس وتدریس کے علاوہ انہوں نے تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی خوب کام کیا۔ علامہ ظفر الدین بہاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی تالیف حیات اعلیٰ حضرت کے بعد امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اولین کتابوں میں علامہ بدرالدین احمد قادری کی تصنیف "سوانح اعلیٰحضرت" کا نام آتا ہے۔ دو حصّوں میں فیض الادب لکھی جس کا مقصد طالب علم کو نحو کے قواعد کی تعلیم کے ساتھ ترکیب کی مشق کرانا بھی ہے۔

بچوں کو اردو سکھانے کے لیے تعمیر ادب کے پانچ حصے لکھے جن میں اردو کے ساتھ دینی تعلیم دینے کی بھی کوشش کی ہے۔ "جواہر المنطق" کے نام سے اردو میں ایک رسالہ لکھا جس میں نئی نئی مثالیں دے کر مسائل سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

جب ممکنہ عامہ اور ممکنہ خاصہ کی بحث آئی تو وہاں مسئلہ امکان کذب بھی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا اور اس ضمن میں دیوبندیوں کا رد بھی کیا۔

الٰہ آباد بورڈ والوں نے پیش کش کی کہ آپ اس بحث کو حذف کر دیں تو ہم آپ کی کتاب کو بورڈ کے نصاب میں شامل کر لیں گے۔ حضرت علامہ بدرالدین احمد صاحب رضوی کا دو ٹوک جواب تھا کہ آپ بھلے سے

Scanned with CamScanner

ہماری کتاب کو بورڈ کے نصاب میں شامل نہ کریں لیکن یہ بحث حذف نہیں ہوگی۔ اگر یہ کتاب الٰہ آباد بورڈ کے نصاب میں شامل ہو جاتی تو سیکڑوں مدارس میں پڑھائی جاتی اور ہر سال اس کتاب کے ہزاروں نسخے فروخت ہو جاتے لیکن حضرت علامہ بدر الدین احمد صاحب رضا قدس سرہ اپنے موقف میں ذرہ برابر لچک اختیار کرنے کے لیے تیار نہیں ہوئے۔

اللہ تعالیٰ انہیں خلد بریں میں بلند و بالا جگہ عطا فرمائے اور ان کا فیض صبح قیامت تک جاری و ساری رکھے۔ آمین۔ محمد عبد الحکیم شرف قادری۔ شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان

حضور بدر ملت کے مرشد اجازت حضور شیر بیشۂ سنت کی

عاداتِ مبارکہ

ہر بیان میں حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب بیان کرنا اور حضور سیدنا اعلیٰحضرت کی عظمت و رفعت سنیوں کو بتانا، قلوب اہلسنت میں حضور اعلیٰ حضرت کی محبت جمانا آپ کی عادت ہی نہیں بلکہ طبیعت ثانیہ تھی۔ کیوں کہ یہ محبت ذریعہ ہے اور زینہ ہے محبت محبوب رب العٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا۔ اور بعض بیانات میں دو دو ڈھائی ڈھائی گھنٹے حضور اعلیٰ حضرت کے فضائل و مناقب اور اعلیٰحضرت کی کسی ایک نعت پاک کے ایک ہی شعر کی تشریح میں گذر جاتے اور حاضرین پر کیف و مستی کا عالم طاری ہوتا۔

سنی بھائیوں سے محبت فرماتے وہ پھٹے ہوئے لباس میں ہو مگر جب اس کا سنی ہونا معلوم ہو جاتا۔ تو اس پر بہت مہربانی فرماتے تھے۔ اس کو سینہ سے لگاتے اور اگر وہ ضرورت مند ہوتا تو اس کی مالی خدمت بھی فرماتے

اپنی نجی مجلسوں میں بھی حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ کے فضائل و مناقب بیان فرماتے رہتے۔

بدمذہبوں بد دینوں خصوصاً وہابیوں، دیوبندیوں مودودیوں، تبلیغیوں، قادیانیوں، رافضیوں خارجیوں کے کفری عقیدوں سے سنیوں کو برابر واقف کراتے رہتے۔ اور ان سے دور رہنے کی تلقین فرماتے رہتے۔

مریدین کی برابر خبر گیری رکھتے۔ کسی کے ڈانواں ڈول ہونے کی خبر ملتی تو اسے بلا کر سمجھاتے اور بد دینوں سے میل جول سے توبہ کرواتے۔ توبہ کر لی تو خیر۔ اور اگر کوئی بدمذہبی پر اڑ گیا تو اسے بیعت سے خارج کر دیتے رجسٹر میں اس کے نام کے سامنے کیفیت کے خانہ میں تحریر فرما دیتے کہ یہ ایسا ہو گیا۔ لہٰذا خارج کیا گیا۔

حکم شرعی بیان کرنے میں کبھی کسی کی رعایت نہ فرماتے اور اس حکم شرعی کے ظاہر فرمانے میں کسی بڑے سے بڑے کے رعب سے مرعوب نہ ہوئے اور کسی کی شخصیت ان کی زبان و قلم کو روک نہ سکی۔ نہ کسی کا خزانہ آپ کو خرید سکا۔

نماز پنجوقتہ جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا خاص خیال فرماتے حتیٰ کہ سفر میں بھی اس کی پابندی لازمی طور پر ہوتی۔

وضو فرماتے وقت مسواک کا ضرور استعمال فرماتے۔ اور وضو میں فرائض تو اہم ہیں واجبات و سنن بھی پابندی سے ادا فرماتے۔

نماز فجر کے بعد اوراد و وظائف کے بعد قرآن عظیم کے تین پارے ضرور تلاوت فرماتے۔ ٹرین حدیہ کہ بیل گاڑی کے سفر میں بھی یہ تلاوت جاری رہتی۔

بقیہ صلا پر ملاحظہ کریں

۸۶/۹۲

حضرت بدر العلما اور استقامت فی الدین

از حضرت علامہ مولانا الحاج سید محمد حسینی اشرفی مصباحی چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز ہفت روزہ ایمان ٹائمز ناگپور۔ (مہاراشٹر)

خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند مظہر شیر بیشۂ اہلسنت پیکر رشد و ہدایت ماحیٔ کفر و بدعت حامیٔ سنت، قاطع کفر و ضلالت استاذ العلماء فخر المناظرین ماہر و وارث علوم اعلیٰحضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ بدر الدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظیم شخصیت دنیائے سنیت میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی شخصیت روز نصف النہار کی طرح آشکار ہے استقامت فی الدین میں آپ کا ممتاز مقام تھا۔ اس مقام ارفع پر بہت کم علماء فائز تھے۔ یقیناً وہ بدر شریعت تھے۔ دین ایسے ہی علماء کرام سے پہچانا جاتا ہے۔ ملت ایسے ہی شخصیت پر ناز کرتی ہے طریقت ایسے مرد کامل پر فخر کرتی ہے۔ حضرت بدر ملت صلابت دینی اور رشد و ہدایت، اخلاص عمل تقویٰ و طہارت، عمل بالشریعۃ سے ایسے معمور تھے کہ علماء مثال کے طور پر آپ کی ذات کو پیش کرتے تھے۔

حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور حیات کی ایک ایک ساعت رد فرق باطلہ اور مذہب حقہ کی تائید و حمایت، کفر و شرک و بدعت کے رد و ابطال میں گزری۔ آپ کی ذات جامع صفات، منبع فیوض و برکات اور تفقہ و تفکر کے اعلیٰ مقام پر فائز تھی جو اپنی خصوصیت میں علمی وقار اور تمکنت رکھتی تھی۔ آپ کے فکر و فن میں تبحر علمی اور تحفظ مسلک اعلیٰحضرت اور دین میں کامل بصیرت پائی جاتی تھی۔ آپ نے اپنے زمانے کے کامل علماء دین سے فیوض و برکات حاصل کیا تھا خاص طور پر شہزادۂ اعلیٰحضرت حضور مفتیٔ اعظم ہند اور مظہر اعلیٰحضرت شیر بیشۂ اہلسنت اور جلالۃ العلم استاذی حضرت حافظ ملت علیہم الرحمۃ سے بہت زیادہ علمی فیضان اور رشد و ہدایت، استقامت فی الدین حاصل فرمایا تھا اور زندگی بھر اس جوہر گراں مایہ کی حفاظت فرمائی اور اپنے زمانے میں انہیں خصوصیات کی وجہ سے ممتاز ہو گئے آپ نے اپنی ذات کو جس رنگ میں رنگ لیا تھا اپنے معتقدین تلامذہ کو بھی اسی رنگ میں رنگ دیا۔ یقیناً آپ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کے روحانی فرزند تھے۔ اپنوں کی محفل ہو یا غیروں کی بزم، نرغۂ اغیار ہو یا دشمنان دین و مذہب کی سازش جب بھی کسی نے شریعت مطہرہ کے خلاف بولا یا مسلک اعلیٰحضرت کے خلاف لکھا اسی وقت اس شیر سنیت کی للکار نے باطل کا کلیجہ پھاڑ دیا۔ ہر طرح سے آپ نے دین اور شریعت اور مسلک کی حفاظت کی

Scanned with CamScanner

آپ ایک آن اور ایک نگاہ کسی کو خلاف شریعت دیکھنا برداشت نہیں کرتے تھے۔

حضرت بدر العلماء کی پوری عمر شریف شریعت مطہرہ کی حفاظت اور اس کی اشاعت اور طریقت کی راہ بتانے اور ابطالِ باطل اور عمل بالشریعت کی انفرادیت، تقویٰ وطہارت کا التزام، دین وسنیت کے فروغ اور اس کی ارتقاء میں گزری۔ آپ کی ذات علمِ ظاہر کا فیض برساتی ہوئی بارانِ رحمت اور اہلِ باطل کے لیے کوہِ گراں تھے حضور مفتیٔ اعظم ہند اور حضرت شیر بیشۂ سنت اور حضرت حافظ ملت علیہم الرحمۃ والرضوان نے اپنی اس عظیم علمی یادگار کو واقفِ رموزِ شریعت شناسائے اسرارِ طریقت اور بحرِ معرفت وحقیقت کا شناور بنادیا۔

حضرت بدر ملت نے مسلک اعلیحضرت کی ترویج واشاعت میں جو خدمات دین متین انجام دی ہیں اور برصغیر پر جو فیوض وبرکات جاری ہیں انھیں زمانہ دیکھ رہا ہے۔ جن کی توجہ خاص نے نہ جانے کتنے جادۂ مستقیم سے بھٹکے ہوؤں کو راہِ حق دکھا کر استقامت فی الدین کی دولت لازوال عطا کیا جہاں آپ درس گاہ میں ایک رفیع الشان کامل مدرس نظر آتے ہیں اسی کے ساتھ مسند ارشاد پر ایک پیر گرامی قدر دکھائی دیتے ہیں وہیں آپ طریقت کی راہ میں ممتاز مقام پر نظر آتے ہیں غرضیکہ آپ اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ کے مظہرِ اتم تھے۔ آپ نے اپنی تمام زندگی درس وتدریس، افتاء، تصنیف وتالیف رشد وہدایت، احقاقِ حق وابطالِ باطل میں گزار دی۔ زندگی کا ہر لمحہ دشمنانِ رسول اور گستاخانِ بارگاہِ رسالت کی سرکوبی کے لیے وقف تھا۔

حضرت بدر ملت نے برصغیر کے نہ جانے کتنے اہم دینی مسائل جو الجھے ہوئے تھے ان مسائل کو اپنی خداداد تفقہ فی الدین کی صلاحیت اور تفکر وتدبر سے سلجھا دیا۔ یقیناً آپ کی ذات علماء کے لیے مطاع تھی۔ آپ کے پیغامات ملک کے گوشے گوشے میں آفتاب کی روشنی کی طرح منور ہیں جن کی تابانی سے ملک منور ہے۔ آپ کی حیات کا ہر لمحہ یادِ الٰہی اور شریعت مطہرہ کی حفاظت اور فروغ مسلک اہل سنت میں گزرا۔

حضرت بدر ملت مسلمانوں کے ماضی کے واقعات کو دیکھتے ہوئے دین وایمان کی حفاظت کے لیے تقاضائے وقت کو مدنظر رکھ کر اپنی قوم کے فرزندوں کو ایسی ٹھوس تعلیم دلوانے کے لیے بے چین رہتے تھے جو دین وسنیت کی حفاظت کے ساتھ دنیاوی تقاضوں کو پوری کرسکے۔ اسی لیے آپ نے عربی زبان وادب کو مضبوط کرنے کی خاطر بتدی طلباء کے لیے کتابیں مرتب فرمایا جو ہندوستان کے اکثر مدارس دینیہ سنیہ میں داخل نصاب ہیں۔ وہ کتابیں تقاضا وقت کے عین مطابق ہیں جس میں زبان وادب کی بھرپور رعایت کے ساتھ مسلک کی حفاظت اور شریعت کا التزام بھی ہے۔ آپ چاہتے تھے کہ ہماری قوم کے بچے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بغرض ضرورت دنیاوی تعلیم اس طرح حاصل کریں کہ وہ شریعت کے احکام کے تابع ہوں۔ یہ کس قدر پاکیزہ جذبہ ہے کہ قوم کے بچے دین کی تعلیم کے ساتھ دنیاوی تعلیم سے بھی محروم نہ رہیں وہ ہر تعلیم حاصل کریں مگر وہ دین اور شریعت کو ملحوظ رکھیں۔ اگر کوئی اس جذبہ کے ساتھ تعلیم حاصل کرے تو اعلیٰ سے اعلیٰ دنیاوی تعلیم حاصل کرنے کے بعد بھی پیکرِ اسلام ہی نظر آئے گا۔ یہی وہ پاکیزہ جذبہ تھا جو قوم کو دینا چاہتے تھے۔ آپ نے قوم کے کردار کی گرتی ہوئی دیوار کو اسلامی شرعی

Scanned with CamScanner

کردار و عمل سے مضبوط بنا کر استقامتِ دینی کے ساتھ
دنیاوی اعلیٰ تعلیم کے حصول کا حوصلہ عطا فرمایا۔

حضرت بدر ملت جماعت کے منتشر شیرازے کو جو کسی نہ کسی غرض کی وجہ سے منتشر ہو رہا تھا اس کو دین و شریعت اور مسلک کی خاطر انتشار سے بچانے کی حتی الامکان کوشش فرمائی۔ آپ نے ایسے موقع پر رُحَمَاءُ بَیْنَہُمْ کی عملی تفسیر بن کر جماعتی انتشار کو روکنے کی کوشش فرماتے رہے۔ اگر کسی وجہ سے جماعتی انتشار برپا ہو جائے اس کے لیے آپ فکر مند ہوتے۔ خدا اور رسول کی محبت اور شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں انتشار کو ختم فرمانے کی سعیٔ بلیغ فرماتے اور اس میں آپ کو خلوص کی وجہ سے خاطر خواہ کامیابی ملتی۔ آپ کی خوش خلقی، نرم گفتاری اور انکساری ضرب المثل تھی اور یہی ذاتِ معرکۂ حق و باطل میں اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ کی پیکر نظر آتی تھی۔ حضرت بدر ملت نے جو نقوش ہمارے لیے چھوڑا ہے وہی ہمارے دین و ایمان کی حفاظت کے لیے سرمایہ ہیں۔ فقط

سید محمد حسینی اشرفی مصباحی
۲۵ ربیع الآخر ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۶ جون ۲۰۰۳ء
یوم پنج شنبہ۔

ص۵۱ کے بقیہ حصہ

دلائل الخیرات شریف، حزب البحر شریف اور اعمال و وظائف آپ کے ہمیشہ کے معمولات میں داخل تھے۔

نمازِ مغرب و عشاء کے بعد کافی دیر تک اوراد و وظائف کا سلسلہ جاری رہتا۔ ہمیشہ تقریر میں خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ قرآن پاک کے بعد حضور سیدنا اعلیٰحضرت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعت شریف ضرور پڑھتے۔ اور بعض مرتبہ اسی نعت مبارک کے کسی شعر پر ڈھائی تین گھنٹے تقریر فرماتے۔

واقعاتِ شہادتِ اہلبیتِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس طرح بیان فرماتے کہ محسوس ہوتا آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور بیان فرما رہے ہیں سنی عوام تو آتے۔ صرف بیانِ شہادت سننے کی خاطر نہ جانے کتنے رافضی آتے۔ بیان فرماتے فرماتے خود حضرت پر رقت و زاری کا عالم ہوتا اور مجمع کا عالم ہی عجیب ہوتا۔ کہ دھاڑیں مار مار کر روتا۔

اسی طرح جب واقعۂ معراج جسمانی بیان فرماتے تو معلوم ہوتا کہ دیکھتے جاتے ہیں اور بیان فرما رہے ہیں۔ اکابر علماء کرام فرمائش کرتے کہ حضرت آج بیان میں واقعۂ معراج جسمانی بیان فرمائیں۔

دورانِ تقریر دلائل و براہین فرمانے پر آجاتے تو معلوم ہوتا کہ ایک طرف قرآن مقدس ہے تو دوسری طرف احادیث کریمہ ہیں۔ فقہی نکات ہیں اقوالِ ائمہ ہیں۔ اور حضرت شیر بیشۂ سنت ہیں کہ بیان فرما رہے ہیں۔ سننے والے عوام تو عوام منبر پر جلوہ فرما علمائے کرام اکابر و اصاغر حیران و ششدر رہیں۔

حضرت شیر بیشۂ سنت کا مقصد

حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مقصد ہمیشہ یہ رہا کہ عوام و خواص اہلسنت سب اسی دین و مذہب پر ثابت و مستقیم ہو جائیں جو حضور سیدنا اعلیٰحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک کتابوں سے ظاہر ہے۔ اور اس ظاہر کے خلاف وہ کوئی تاویل و توجیہ نہیں سنتے۔

حضرت نے پالیسی اور تملق و چاپلوسی سے ہمیشہ اجتناب فرمایا۔ وہ فرماتے کہ دین و مذہب کے سلسلے چاپلوسی ٹھکرانے کی چیز ہے۔ (ماخوذ از سوانح شیر سنت ص۱۲۰)

Scanned with CamScanner

بدرِ ملت

از- حضرت مولانا مفتی
محمد قدرت اللہ رضوی غفرلہ صاحب صدر المدرسین دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا کبیر نگر یوپی

شمع اخلاص، ممدوح آفاق، پیکر رشد و ہدایت، حضرت علامہ سیدی بدر الدین احمد (علیہ الرحمۃ والرضوان) ان پاکیزہ نفوس شخصیتوں میں سے ہیں جن کے بارے میں بلا جھجھک یہ کہا جاسکتا ہے کہ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

میں نے دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف میں تقریباً دس سال تک حضرت کی خدمت میں رہ کر بہت قریب سے آپ کو دیکھا ہے۔ خلوت وجلوت دیکھی ہے صبح وشام دیکھی ہے۔ سفر وحضر میں دیکھا ہے۔ اور اس نتیجے پر پہونچا ہوں کہ آپ خلوص وللہیت کے پیکر تھے اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ آپ کی رگ رگ میں سمایا ہوا تھا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جذبہ بیکراں رکھتے تھے۔ اور اصلاحِ عمل وعقیدہ میں ہر وقت مصروف رہتے تھے۔ خود اپنے اعمال وکردار، رفتار وگفتار اور اشغال واوراد میں استقامت فی الدین کا کوہ گراں تھے۔ وہی استقامت فی الدین جس کے بارے میں مشہور ہے کہ الاستقامۃ فوق الکرامۃ یعنی دینی امور میں پائیداری اور ثابت قدمی ظہورِ کرامت سے بھی عظیم تر ہے۔

طلبہ کی تعلیم وتربیت میں پختگی لانے کے لئے ہمیشہ جد وجہد کرتے رہتے۔ انہیں بدمذہبوں اور گمراہ فرقوں کے عقائد باطلہ سے آگاہ فرماتے ہوئے ان کی تردید کا طریقہ بتاتے۔ اور عقائد حقہ اہلسنت وجماعت کی حقانیت سے روشناس کراکے طلبہ کو احقاق حق وابطال باطل کا ذوق عطا فرماتے رہتے۔ اس سلسلے میں کئی مکالمے بھی تحریر فرماکر طلبہ کو یاد کرائے۔ جسے مجمع عام میں سنواتے جس سے مجمع محظوظ بھی ہوتا۔ اور ان پر اہلسنت وجماعت کی حقانیت اور اہل باطل کا بطلان روز روشن کی طرح واضح ہوجاتا۔ تلامذہ میں جو بھی خامی ملاحظہ فرماتے بڑے عمدہ طریقے سے اس پر تنبیہ فرماکر اصلاح کرتے۔ اسی طرح مریدین ومعتقدین میں بھی عقیدہ وعمل کی جو بھی خامی یا کمزوری ملاحظہ فرماتے بلا خوف لومۃ لائم اس پر تنبیہ وتہدید فرماتے۔ غرضیکہ ہر وقت اپنے قول وعمل اور گفتار وکردار سے اہلسنت کی تعمیر واصلاح ہی کی دھن میں مست رہتے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں اہلسنت کے نونہالوں کے لئے پانچ حصوں پر مشتمل

تعمیرِ ادب نامی کتاب تصنیف فرمائی جس میں اردو زبان وادب کی تعلیم کے ساتھ ہی ساتھ اصلاحِ عقائد و اعمال اور درستگیٔ معاملات کا بڑا ہی اثر آفریں اور دل نشیں پیرایہ اختیار فرمایا ہے اور کوشش یہ کی ہے کہ بچوں کے سادہ ذہن پر ابتدا ہی سے عقائدِ اہلسنت نقش ہوتے جائیں اور ایمان وعقیدہ کی پختگی کے ساتھ ہی بتدریج اصلاحِ اعمال اور درستگیٔ معاملات کا جذبہ پروان چڑھتا جائے۔ اور شمعِ ایمان کی لَو ایسی تیز سے تیز تر ہوتی جائے کہ الحاد وبے دینی کی تند و تیز آندھیاں بھی انھیں بجھانے میں ناکام رہ جائیں۔

تعمیرِ ادب کے بعد تعمیرِ قواعد تحریر فرماکر اردو اور فارسی کے ابتدائی طلبہ کو قواعدِ اردو اور قواعدِ فارسی سے روشناس کرانے کی بھرپور جدوجہد فرمائی ہے۔ اسی طرح شعبۂ عربی کے ابتدائی درجات کے لئے دو حصوں پر مشتمل "فیض الادب" نامی کتاب تصنیف فرماکر عربی ادب کا ایک سلسلہ شروع فرمایا۔ جس میں جا بجا قرآنی آیات اور احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ ذکر فرماکر ابتداء ہی سے طلبہ میں قرآنی آیات اور احادیث کو سمجھنے کا شعور عطا فرمایا۔ اسی کے ساتھ ہی عربی انشاء اور مضمون نگاری کی بھی راہ دکھائی۔ اور جب طلبہ میں قواعد نحو و صرف سے غفلت ملاحظہ فرمائی۔ تو فنِ صرف میں ایک عام فہم رسالہ عروس الادب تصنیف فرمایا۔ اور فنِ نحو میں ایک تحقیقی رسالہ تلخیص الاعراب تحریر فرماکر بڑی آسانی کے ساتھ طلبہ کے ذہن و دماغ میں قواعد نحو و صرف اتارنے کی کامیاب کوشش فرمائی ہے۔ اور فنِ منطق سے طلبہ کی بے رغبتی کو دیکھ کر منطق کے ابتدائی اور بنیادی اصول و ضوابط نیز اصطلاحات پر مشتمل جواہر المنطق نامی ایک کتاب تصنیف فرماکر منطقی قوانین و اصطلاحات کو بالکل عام فہم اور واضح لفظوں میں بیان فرماتے ہوئے دل نشیں مثالوں سے سمجھا کر مشکل سے مشکل مسئلہ کو ایسا آسان بنا دیا ہے کہ تھوڑی توجہ سے طالبِ علم کے ذہن میں اتر جائے۔

آپ نے دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف میں تعلیم کے ساتھ ہی ساتھ تربیت کا ایسا ماحول بنایا کہ اندرون ملک ہی نہیں بلکہ بیرون ملک میں بھی دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول کی تعلیم و تربیت کا شہرہ ہو گیا۔ اور حق تو یہ ہے کہ اگرچہ آپ میں حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیض صحبت کا اثر تھا لیکن دارالعلوم کے طلبہ میں تعلیم کے ساتھ تربیت کی روح پھونکنے والی آپ ہی کی ذات تھی۔

مسلک اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترویج واشاعت آپ کا مشن اور زندگی کا نصب العین تھا۔ اسلئے کہ عشق و محبت خدا و رسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا جام پلانے والے اور اللہ و رسول کے عشق و محبت کی چاشنی عطا فرمانے والے سرکار اعلیٰحضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کو سچا عشق تھا۔ جس پر آپ کی معرکۃ الآراء تحقیقی تصنیف "سوانح اعلیٰحضرت" شاہد عدل ہے۔

آپ اپنی تحریر و تقریر اور تعلیم و تدریس سے

Scanned with CamScanner

اہلسنت کو اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت واطاعت اور فرماں برداری کا درس دیتے رہتے تو دوسری جانب گستاخانِ بارگاہِ الوہیت وشانِ رسالت یعنی دشمنانِ خدا ورسول اور جھوٹے مدعیانِ اسلام وسنیت وہابیوں دیوبندیوں غیر مقلد نجدیوں نیز دوسرے مذاہبِ باطلہ کے مکرو کید اور ان کے عقائدِ باطلہ کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے عوام اہلسنت کو ان سے دور ونفور رہنے کی تاکید فرماتے رہتے۔

آپ ایک بلندپایہ مناظر بھی تھے۔ چنانچہ ایک غیر مقلد مولوی نے مناظرہ کا چیلنج دیا۔ تو آپ نے اس کا چیلنج منظور فرماتے ہوئے شرائطِ مناظرہ پر مشتمل ایک تحریر اس مولوی کے پاس بھجوادی اور اس میں یہ شرط سب سے اہم تھی کہ مناظرہ تحریری ہوگا تاکہ ہر سوال وجواب کا ثبوت رہے۔ اور کسی فریق کو اپنے بیان سے پھر جانے کی گنجائش نہ رہے۔ وہابی مولوی نے جب یہ دیکھا کہ مناظرہ تحریری ہونے پر اصرار ہے۔ تو اس نے دھونس جمانے کے لئے یہ قید بڑھادی کہ مناظرہ عربی میں ہوگا۔ وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ جب عربی کی قید لگ جائے گی تو وہ گھبرا کر مناظرہ سے انکار کردیں گے۔ کیوں کہ علمائے اہلسنت کو عربی بولنے اور لکھنے کی مہارت ہی نہیں ہوتی۔ لیکن حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس کا یہ چیلنج بھی قبول فرماتے ہوئے چند سوالات پر مشتمل عربی زبان میں ایک تحریر وہابی مولوی کے پاس بھیج کر مناظرہ کا افتتاح ہی فرمادیا۔ وہابی مولوی یہ تحریر دیکھ کر مبہوت ہوگیا۔ اور گرتے پڑتے کسی طرح ٹوٹی پھوٹی عربی میں اس تحریر کا جواب دینے کی ناکام کوشش کی۔ لیکن جواب کا حال ایسا ہی تھا کہ "سوال از آسمان وجواب از ریسمان" یعنی ایسا جواب جس کا سوال سے کوئی لگاؤ ہی نہیں تھا۔ اور پھر چند تحریروں کے آنے جانے کے بعد جب وہابی مولوی کے سر پہ سوالات کا انبار لدگیا۔ تو اس نے عاجز ولاچار ہوکر راہِ فرار اختیار کرلی۔ اس مناظرہ کی پوری رپورٹ "اظہارِ حق" نامی رسالہ کے ذریعہ اسی زمانہ میں شائع ہوچکی ہے۔ جس میں عربی عبارتوں کے ساتھ ہی ہر عبارت کا اردو میں ترجمہ بھی کردیا گیا ہے۔ تاکہ ہر ذی انصاف کو اہلسنت کی حقانیت اور وہابیت کا بطلان اچھی طرح سمجھ میں آجائے۔

اسی طرح ایک مناظرہ قصبہ ڈومریا گنج (ضلع سدھارتھ نگر جو پہلے ضلع بستی میں تھا) کے قریب ہی موضع چوکھڑا میں دیوبندی مولویوں سے ہوا۔ یہ مناظرہ موضع چوکھڑا کے پردھان اور دوسرے چند بااثر ٹھاکروں کی نگرانی میں ہوا تھا۔ وہ لوگ بھی سنی دیوبندی سنا کرتے تھے۔ لیکن اس مناظرہ کے موقع پر وہ یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ دونوں میں حق پر کون ہے۔ اسی لئے انتظام میں بڑی دلچسپی لے رہے تھے۔ کچھ دیر کی بحث کے بعد جب دیوبندی مولوی لاجواب ہوچکے تھے۔ تو انھوں نے اپنے مدعا کے ثبوت میں ایک غلط حوالہ پیش کرکے مناظرِ اہلسنت حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کو مبہوت کرنا چاہا۔ لیکن مناظرِ اہلسنت نے ان کی مکاری سمجھ لی اور فوراً ہی تصحیح نقل کا مطالبہ کردیا۔ اور فرمایا کہ دیوبندی مناظر

Scanned with CamScanner

جس کتاب کی عبارت پیش کر رہا ہے اگر وہ اپنے دعوے میں سچا ہے۔ تو فوراً وہ کتاب سامنے لائے اور جو عبارت اس نے پیش کی ہے اس کتاب میں دکھائے۔ بار بار کتاب سامنے لانے کا مطالبہ ہوتا رہا۔ اور دیوبندی مناظر یہی کہتا رہا کہ کتاب ہمارے پاس موجود ہے ہم ابھی دکھا رہے ہیں۔ لیکن یہ تو صرف ٹرخانے اور ٹائم پاس کرنے کے لیے تھا۔ وہ بار بار دوسری جانب رخ پھیرنا چاہتا تھا۔ لیکن حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جب تک آپ اپنی ذکر کردہ عبارت کتاب میں دکھا نہیں دیتے ہم آپ کی دوسری کوئی بات سنیں گے ہی نہیں۔ اور جب آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ کتاب موجود ہے ہم ابھی دکھا رہے ہیں تو پھر کتاب دکھانے میں دیر کیوں کر رہے ہیں۔ ؟ لیکن دیوبندی تو ٹال مٹول کرکے وقت گزاری کر رہے تھے۔ ان کی پیش کی ہوئی عبارت کتاب میں موجود ہو جب تو دکھائیں۔ آخر کار زیادہ تاخیر ہوتی دیکھ کر پردھان اور گاؤں کے دوسرے با اثر لوگ سامنے آئے اور ان لوگوں نے دیوبندی مولویوں سے کہا کہ بار بار کتاب دکھانے کا مطالبہ ہو رہا ہے اور آپ لوگ کہہ رہے ہیں کہ کتاب موجود ہے تو پھر کیوں وقت برباد کر رہے ہیں۔ لائیے کتاب دکھائیے۔ لیکن جب ان لوگوں کے مطالبہ پر بھی دیوبندی مولویوں نے کتاب نہیں دکھائی تو پردھان وغیرہ ذمہ داروں نے مجمع میں کھڑے ہو کر سنیوں کی فتح اور دیوبندیوں کی شکست کا اعلان کر دیا۔ سنیوں کی فتح کا اعلان ہوتے ہی اہلسنت کے نعروں سے میدان گونج گیا۔ اور دیوبندی مولوی اس طرح چپکے چپکے کھسک کر غائب ہوئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

غرضیکہ حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ ہمہ جہت خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان سے شرف بیعت رکھتے تھے۔ حضرت مرشد برحق نے اجازت و خلافت سے بھی نوازا تھا۔ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت علیہ الرحمۃ نے بھی آپ کو خلافت سے نوازا تھا۔

فیصلہ کا اردو ترجمہ

ہم کہ ٹھاکر بھولا سنگھ ولد شمبھو سنگھ و ٹھاکر رگھوراج ولد دیپ سنگھ موضع چوکھڑا تھانہ اٹوا ضلع بستی کے رہنے والے ہیں یہ کہ ہمارے گاؤں میں سنت جماعت اور وہابی دیوبندی گروہ میں مذہبی مناظرہ (بحث ومباحثہ) ہوا جس میں ہم دونوں کو وہابی دیوبندی نے مناظرہ میں حکم (حَکم) یعنی ہار جیت کا فیصلہ کرنیوالا قرار دیا۔ سنت جماعت والوں نے بھی منظور کیا۔ بیچ میں شری ٹھاکر پرشاد پردھان موضع چوکھڑا کو دنگا فساد روکنے کا ذمہ دار دونوں پارٹی نے بنایا۔ کل تاریخ ۱۳ جون ۱۹۷۴ء کو دس بجے رات سے دونوں جماعت کے درمیان مناظرہ شروع ہوا لیکن درمیان مناظرہ یہ شرط بھی رکھی گئی۔ کہ جو بھی پارٹی سوالوں کا جواب نہ دے سکے گی۔ اس کی ہار مانی جائے گی۔ نیز ہاری ہوئی پارٹی کو سو روپیہ جرمانہ بھی دینا پڑے گا۔ بہرحال ۱۳ جون ۱۹۷۴ء سے ۱۴ جون ۱۹۷۴ء کو گیارہ بج کر پچاس منٹ رات میں وہابی دیوبندی جماعت نے سنت جماعت کے علمائے کے سوال کا جواب نہ دے پانے کی وجہ سے میدان مناظرہ خالی کر دیا۔ سنت جماعت نے بار ہا للکارا کہ ہمارے سوال کا جواب دو۔ ابھی مت

بقیہ ص ۲۹۸ پر ملاحظہ کریں۔

ص ۱ بھاگو۔ لیکن وہابی دیوبندی لوگ سنت جماعت کے علماء کا بلا جواب دیئے چلے گئے۔ اس لیے سو روپیہ جرمانہ والا روپیہ پانے کے حق دار سنت جماعت کے لوگ ہیں۔ لہٰذا ہم دونوں فیصلہ کنندگان نے یہ فیصلہ دیا کہ سنت جماعت والی پارٹی کی فتح ہوئی۔ ساتھ ہی وہابی دیوبندی

بدرِ ملت شہرت ومقبولیت کے آئینے میں

از۔ حضرت علامہ مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری صاحب قبلہ مدظلہ العالی استاذ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضیلت علم و علماء میں رقم فرماتے ہیں۔ علم کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں اس کے مراتب و درجات عظیم ترین ہیں۔ علم ہی سرمایۂ افتخار اور منافع کا سرچشمہ ہے۔ علم معرفت خداوندی کا باعث نیز انبیاء و مرسلین علیہم الصلوات والتسلیمات کی تصدیق کا وسیلہ ہے اسی لیے علماء کرام اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے ہیں۔ اس ذات کریم نے اپنی توحید کی راہیں کھولنے کے لیے انہیں منتخب فرمایا اور اپنے خاص فضل و کرم سے ان کی رہنمائی فرمائی نیز علمائے حق کو دوسرے لوگوں پر خصوصی فضیلت سے بہرہ مند فرماکر مقبولِ بارگاہ بنایا۔ علماء کرام ہی کو انبیاء کا وارث و نائب اور خادم و محرم راز بنایا۔ نیز انہیں اپنی حقیقی معرفت سے سرفراز کیا۔ چنانچہ فرمایا ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد (پ ۲۲ الفاطر ع ۱۵) پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی میانہ چال پر ہے۔

سید عالم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں العلماء ورثۃ الانبیاء بالعلم ویحبھم اھل السماء ویستغفر لھم والحیتان فی البحار۔ علماء کرام انبیاء کے علم میں وارث ہیں آسمان والے اور سمندر کی مچھلیاں ان کے لیے دعائے مغفرت و بخشش کرتی رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء (الفاطر آیت ۲۸) بیشک خشیت الٰہیہ سے علماء موصوف ہیں۔ مخبر صادق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں یبعث اللہ الخلق یوم القیامۃ ثم یمیز العلماء۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جب اپنی مخلوق کو اٹھائے گا تو (میدان حشر میں) علماء کرام امتیازی شان سے اجاگر ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے گروہ علماء میں نے تمہیں اپنے علم سے اس لیے بہرہ مند فرمایا کہ تم ہی اس کی اہلیت رکھتے تھے میں نے تمہیں دولت علم سے نواز کر ضائع نہیں ہونے دیا اب تم بلاحساب و کتاب جنت میں جاؤ۔ میں نے تمہارے لیے مغفرت و بخشش کے دروازے کھول دیئے ہیں اور عذاب سے محفوظ کر دیا ہے۔ (رازکے راز ترجمہ سر الاسرار از تابش قصوری)

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علماء کرام کے جو اوصاف بیان فرمائے یقیناً انہی مقبولانِ بارگاہِ علماء کرام میں "بدرِ ملت حضرت علامہ مولانا بدرالدین احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ کا شمار ہوتا ہے جنہوں نے علوم و فنونِ اسلامیہ کو اللہ تعالیٰ اور محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کی رضا و خوشنودی کے لیے حاصل کیا اور پھر خدمت دین و مسلک کے لیے اپنے آپ کو تا دمِ واپسیں وقف رکھا۔ درس و تدریس، تعلیم و تعلم، وعظ و تقریر، پند و نصائح، تصنیف و تالیف سے آپ کا مطمحِ نظر شہرت و ناموری نہیں تھی بلکہ خالصۃً دین حنیف کی آبیاری، مسلک اعلیٰحضرت کی ترویج و ترقی اور عشق سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تبلیغ و ترغیب نیز اصلاح عقائد آپ کی مقدس زندگی کا مشن رہا۔ بیسویں صدی عیسوی کے نامور اکابر اہل سنت کا جہاں اور جب بھی نام آئے گا تو بدر ملت فلک اکابر پر یقیناً بدر (چودہویں کے چاند) بن کر چمکتے دکھائی دیں گے یہی بات ہے، علم ان پر نازاں اور عمل ان پر قربان تھا۔ آپ کو اگر علم و عمل کا ہمالہ یا مجمع البحرین بھی کہا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔

بدر ملت کی خورد نوازی اور طلباء پر شفقت کا کیا عالم ہوگا اس کے بارے میں تو تفصیلاً آپ سے براہ راست استفادہ علم کرنے والے ہی بیان کر سکتے ہیں تاہم یہاں راقم السطور اپنی آپ بیتی اشارۃً پیش کرنا چاہتا ہے اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمہ وقت حاضرین سے شفقت و مہربانی کی کیا کیفیت ہوگی۔

یہ چالیس سال قبل کی بات ہے جب میں مرکزی دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور پاکستان میں حصول علم کے لیے حاضر تھا۔ فارسی کلاس سے جب صرف و نحو میں پہونچا تو اللہ تعالیٰ جل وعلا کے کرم، نبی اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ رحمت اور اساتذہ کرام کی بے پایاں عنایت سے قلم کی حرکت برکت کے ساتھ شروع ہوئی پھر دیکھتے ہی دیکھتے پاک و ہند کے سنی رسائل و جرائد میں ایک مضمون نگار کی حیثیت سے میرا نام مقبول ہونے لگا۔ مضامین کی پسندیدگی، عمومی قارئین سے گزر کر اہل علم و قلم کے زمرہ میں پھیلنے لگی۔ مضامین نگار حضرات نے تحسین و آفریں کے خطوط سے نوازنا شروع کیا۔ میرے ان محبین میں حضرت مولانا علامہ الحاج صابر القادری نسیم البستوی مدظلہ العالی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

موصوف سے خطوط کے ساتھ ساتھ رسائل و جرائد اور کتب کے تحائف کا سلسلہ شروع ہوا، نئی نئی مطبوعات تبادلۃً آنے جانے لگیں۔ ایک دن مولانا موصوف کے ارسال فرمودہ علمی تحائف میں کتاب فیض الادب اور عروس الادب،، کی زیارت ہوئی۔ بدر ملت کی ان دونوں فنی کتابوں پر نظر ڈالی تو مجھے طلباء کرام کے لئے انتہائی مفید محسوس ہوئیں۔ رات بھر صنفا تصنیف بدر ملت علیہ الرحمۃ کی ان جاندار مختصر مگر جامع کتابوں کو بغور پڑھا اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے آپ کی خدمت عالیہ میں ایک عریضہ ارسال کر دیا۔ خیال رہے اس وقت پاک و ہند کی شرح ڈاک تقریباً دس پیسے پوسٹ کارڈ اور پچیس پیسے لفافہ کے ہوا کرتے تھے جبکہ آج کل تیس روپئے پاکستان لفافے پر خرچ ہوتے ہیں۔ رسائل و جرائد اور کتب کی ترسیل کا معاملہ تو نہایت نازک ہو چکا ہے ایک کیلو وزنی پارسل پر تقریباً ساڑھے سات سو روپئے صرف ہوتے ہیں یہ گراں قدر شرح ڈاک علمی تحائف کے تبادلہ میں سد سکندری بن چکی ہے۔ کیا کیا جائے منہگائی کی چکی میں کتابیں دلیہ بن رہی ہیں۔

نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن

الغرض مجھے عریضہ ارسال کئے ابھی ہفتہ عشرہ بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ بدر ملت کا نہایت شفقت بھرا والا نامہ فردوس نظر بنا۔ چونکہ میں انہی دنوں حضرت امام

Scanned with CamScanner

جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کی کتاب "الدر المنتثر"
سے یہ حدیث شریف پڑھ چکا تھا" ان جواب الکتاب
حقا کرد السلام" بیشک خط کا جواب دینا ایسے ہی
لازم ہے جیسے السلام علیکم کا جواب ضروری ہے۔ راقم
نے فوراً جواب لکھ دیا اور پھر یہ سلسلہ بدر ملت علیہ
الرحمۃ نے تاحیات جاری رکھا۔ آپ کے بکثرت خطوط موجود
ہیں جن میں سے چند ایک حضرت مولانا عبد الصمد صاحب
قادری رضوی زیدہ مجدہ کی طلب پر پیش کر چکا ہوں
چنانچہ "مکتوبات بدر ملت" میں وہ طبع ہو چکے ہیں۔
قارئین کرام نے ان کی روشنی میں اندازہ لگا لیا ہوگا
کہ حضرت کی اس ناچیز پر کیسی شفقت اور کتنی محبت
بھری نظر تھی۔

خط وکتابت سے تعلقات میں مسلسل اضافہ
ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ راقم نے آپ کی جملہ تصانیف
کو پاکستان میں طبع کرانے کا عزم ظاہر کیا۔ اس پر
آپ بے حد خوش ہوئے اور مکتوب دل نواز میں فرمایا
"فیض الادب اول، دوم، مولانا عبد المبین نعمانی صاحب
مولانا افتخار احمد صاحب اعظمی اور حضرت علامہ مولانا محمد احمد
مصباحی بھیروی صاحب (ناظم تعلیمات جامعۃ الاشرفیہ
مبارکپور) بعد از نظر ثانی آنجناب کی خدمت میں ارسال
کردیں گے چنانچہ نظر ثانی شدہ فیض الادب ہر دو حصے
پاکستان میں مکتبہ اشرفیہ سے شائع کر کے بدر ملت
علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بھیج دیئے۔ آپ نے کتابت
طباعت اور کاغذ کو پسند فرمایا۔ بہت بہت دعاؤں سے
شاد کام کیا۔ بعدہٗ جواہر المنطق شائع کر کے ارسال کی۔
تو کاپی پیسٹر کی مہربانی سے پیسٹنگ غلط ہوئی اور اسی طرح
چھپ گئی گو ہم نے ایک مہر لگوا کر ان صفحات کی نشاندہی کردی
تھی مگر آپ کی طبع نازک پر جو گزری اس کا اپنے خط میں
یوں اظہار فرمایا۔

از بڑھیا ۲ صفر ۱۴۰۵ھ

مولانا الحاج تابش! السلام علیکم

طالب الخیر بعونہ تعالیٰ ثم بعنایۃ رسولہ علیہ التحیۃ والثناء
بالعافیۃ۔ جواہر المنطق کا اصل مسودہ پھر مطبوعہ دس عدد
وصول ہوا۔ امروز فردا میں عدم یکسوئی کے باعث
کوئی خط نہیں بھیج سکا۔ مطبوعہ جواہر المنطق شاید آپ
نے ملاحظہ نہ فرمائی۔ کاتب نے اس کے مضامین کا قیمہ
بنا دیا ہے یا پھر پریس مین نے۔ کاپی جمانے میں دھاندلی
سے کام لیا۔

سوانح اعلیٰحضرت پانچویں بار زیر طبع ہے۔ طباعت
خامسہ میں تقریباً پچاس صفحہ کا اضافہ ہے جو اہم مضامین
پر مشتمل ہے اب کی اشاعت میں مجسٹریٹ اور سیشن جج کے
فیصلہ کا پورا اصل انگریزی متن بھی شامل کتاب کیا گیا ہے
تاکہ کالج کے ماسٹر یونیورسٹی کے پروفیسر، کورٹ کے بیرسٹر
حضرات براہ راست استفادہ کر سکیں

مجھے جواہر صافیہ شرح کافیہ مصنفہ حضرت مولانا
سید افضل حسین علیہ الرحمۃ کی سخت ضرورت ہے۔ بمبئی
میں بہت کوشش کرائی گئی کہ یہ کتاب حاصل ہو جائے
مگر ناکامی رہی اب مجبور ہو کر آپ کی طرف رجوع ہو رہا
ہوں پھر موصوف کی ہی دوسری کتاب عمدۃ الفرائض ہے
اس کی بھی ضرورت ہے ان دونوں کتابوں کو سید
محمد احمد منیجر مکتبہ قادریہ رضویہ محلہ مصطفیٰ آباد فیصل آباد
نے شائع کیا ہے۔ آپ توجہ فرما کر ان دونوں کتابوں
کو مہیا کر کے بھیج دیں ہم اس کے تبادلہ میں سوانح اعلیٰحضرت
طباعت خامسہ کے نسخے بھیج دیں گے۔ انشاء المولیٰ
تعالیٰ۔ طباعت خامسہ میں علامہ ارشد القادری صاحب
کا دلچسپ مقدمہ بھی شامل اشاعت ہے قوی امید
ہے کہ سوانح اعلیٰحضرت عرس رضوی کے موقع پر دہلی سے
چھپ کر آجائے۔ امسال بریلی شریف عرس رضوی میں

Scanned with CamScanner

حاضری دینے کا میرا بھی پختہ عزم ہے اگر آپ کا جانا پہچانا کوئی شخص لاہور سے عرس رضوی میں شرکت کے لیے آرہا ہو تو اس کے بدست جواہر صافیہ اور عمدۃ الفرائض بھیج دیں ورنہ ڈاک سے روانہ کر دیں ہاں یہ یاد رہے کہ حضرت مولانا سید محمد افضل حسین کی عربی تصنیف مرقاۃ الفرائض میرے پاس ہے عمدۃ الفرائض کی جگہ اسے نہ بھیجیں۔ حضرت مولانا اشرف صاحب قادری اور دیگر اساتذہ کرام کو سلام عرض ہے۔ فقط والسلام

بدرالدین احمد۔ مدرسہ غوثیہ بڑھیا پوسٹ کھنڈسری
ضلع بستی (یوپی)، انڈیا۔

اس مکتوب گرامی پر عمل کرتے ہوئے فوراً "جواہر صافیہ" وغیرہ کتب آپ کے لیے روانہ کر دی گئیں۔
اسی دوران میری والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تعالیٰ نے وصال فرمایا جن کی بے پایاں شفقتوں خصوصی عنایتوں اور مستجاب دعاؤں کے طفیل مجھے دینی علوم وفنون کے حصول کی بے نعمت عظمیٰ نصیب ہوئی ورنہ مجھے بھی اپنے دیگر بھائیوں اور رشتہ داروں کی طرح زمینداری میں زندگی بھر کاشتکاری سے واسطہ رہتا کیوں کہ میرے آباء واجداد نسلاً بعد نسلٍ اچھے خاصے زمیندار خاندان سے متعلق چلے آرہے ہیں۔
اب بھی ہمارا آبائی پیشہ زمینداری ہے۔ میرے بڑے بھائی الحاج چودھری محمد دین صاحب گاؤں کے معروف و مقبول زمیندار ہیں۔ میرے خاندان کے افراد مقامی سیاست میں بھی دلچسپی لیتے ہیں مگر راقم نے جب مسلک حق کی تبلیغ کے ارادہ سے والدہ ماجدہ مرحومہ سے اجازت طلب کی تو انھوں نے اپنی دعاؤں کے ساتھ قدم باہر رکھنے دیا دروازے پر والدہ کریمہ شفقۃً تشریف لائیں۔ میرا منہ، سر اور پیشانی چومی اپنی چشمانِ نور بار سے مبارک آنسوؤں کے ساتھ الوداع کیا۔ اور

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر!
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

اب یہ عالم ہے کہ میری حصولِ علوم دینیہ کی کامیابی نے خاندان کی تقدیر بدل کر رکھ دی ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ علی منہ وکرمہ اس وقت میرے خاندان میں علماء، حفاظ قرّاء خاصی تعداد میں پائے جاتے ہیں میرے حقیقی بھانجے مولانا علامہ الحاج ضیاء المصطفےٰ قصوری سلمہ ربہ تعالیٰ ایف سی کالج لاہور میں لیکچرار ہونے کے ساتھ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں مدرس بھی ہیں عربی زبان دانی اور گفتگو نیز ترجمانی میں ملکہ رکھتے ہیں۔ حالیہ سقوطِ بغداد سے ایک ماہ قبل صدام یونیورسٹی بغداد شریف سے درجۂ تخصص کا ڈپلومہ حاصل کر کے آئے ہیں اور حضرت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے مرید وخلیفہ ہیں میرے چھوٹے بیٹے حافظ محمد مسعود اشرف قصوری سلمہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے بہترین حافظ وقاری ہونے کے ساتھ ساتھ درس نظامی درجۂ سادسہ کے طالب علم اور علوم عصریہ میں B.A کر رہے ہیں۔ یہ سبھی نعمتیں والدہ ماجدہ مرحومہ کی دعاؤں کا ماحصل ہیں۔

حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں جب والدہ ماجدہ کے وصال کی اطلاع دی تو جن تاریخی جذبات اور عملی احسان سے احقر کو نوازا ہیں انہیں تاحیات نہیں بھول پاؤں گا۔ آپ نے جن گرانقدر اور سکون بخش کلمات سے درد و فرقت کے مارے تابش قصوری کے زخمی دل پر مرہم رکھا انہیں ایک نظر آپ بھی ملاحظہ فرمائیے اور تصور کیجئے کہ بدر ملت علیہ الرحمۃ نے اپنے یہاں مجھے کتنے قرب سے بہرہ مند رکھا۔

از بڑھیا۔ ٤٨٦/٩٢ ۲۴ ربیع النور ۱۴۰۵ھ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
مولانا المحترم وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

Scanned with CamScanner

میں بارھویں ربیع الاول شریف کی تقریب کے سلسلے میں باہر گیا ہوا تھا۔ ۱۴ ربیع النور کو مدرسہ پر واپسی ہوئی۔ ایک طالب علم نے آپ کا لفافہ پیش کیا۔ والدہ کریمہ غفر اللہ تعالیٰ لہا کے انتقال کی خبر پڑھی ۱۵ ربیع النور کو بعد نماز فجر مدرسہ غوثیہ کے طلبہ سے قرآن خوانی کرائی پھر اسی دن بعد نماز عصر دوبارہ قرآن خوانی کرائی بعدہٗ میلاد شریف کی محفل منعقد ہوئی جس میں سرکار مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ذکر پاک ہوا اور ضمناً آپ کا تذکرہ اور آپ کے والدین کریمین کی خوش نصیبی کا مختصر بیان ہوا آخر میں صلوٰۃ وسلام کے ختم شریف پڑھا گیا اور آپ کے والدین کریمین کی ارواح پاک کو ایصال ثواب کیا گیا پھر تبرک کی تقسیم پر محفل ختم ہوئی۔

میں نے ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۴۰۵ھ سے آپ کے والدین کریمین کے لیے روزانہ دعائے مغفرت وایصالِ ثواب کا بابرکت عمل شروع کر دیا ہے اور اسے ان شاء اللہ تعالیٰ چالیس دن تک جاری رکھوں گا۔ السعی منی والاتمام من اللہ جل شانہ۔

پرسوں ۲۲ ربیع النور کو براؤں شریف سے آپ کی مرسلہ کتاب "جواہر صافیہ" وصول ہوئی فجزاک اللہ ربنا الوہاب الکریم احسن الجزاء بجاہ رسولنا الرؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وعلیٰ آلہ الفخیم۔

مکتوب گرامی میں جواہر صافیہ کے ساتھ عمدۃ الفرائض بھی ارسال کرنے کا تذکرہ تھا لیکن ہو سکتا ہے کہ پیکٹ باندھنے کے وقت عمدۃ الفرائض کا رکھنا یاد نہ پڑا ہو۔ سوانح اعلیٰحضرت جدید تین عدد روانہ ہے۔ دو عدد آپ کے لیے اور ایک عدد مولانا اقبال احمد فاروقی مکتبہ نبویہ لاہور کے لیے ہے۔ مہربانی کر کے موصوف کے پاس بھجوادیں۔ دو عدد عروس الادب اور دو عدد نورانی فتویٰ بھی روانہ ہے۔ زیر نظر سوانح اعلیٰحضرت کی کتابت وطباعت دیکھ کر مجھے شدید صدمہ اور دکھ پہنچا ہے۔ گلشن رضا بکاروا سٹیل سٹی (بہار) کے مخلص ارکان نے ایک مشہور و معروف مولانا صاحب کی تجویز پر مدرسہ عالیہ رامپور کے پرنسپل مولانا نورالدین صاحب نظامی کے ذمہ سوانح اعلیٰحضرت کی کتابت و طباعت کا کام سپرد کیا۔ مولانا نظامی صاحب نے جاہل، الھڑ، اجڈ، نوآموز، بے لگام، خودسر کاتبوں سے کتابت کرائی جن کا املا صریح غلط اور کتابت بھدی بھونڈی بدصورت ہے۔ ان خودسر کاتبوں نے اصل مسودہ سے بھی رہنمائی حاصل نہیں کی اپنی طبیعت سے اعراب ڈیش، علامت، جزم بدشکل لگاتے گئے۔ نقل میں بعض جگہ عبارت بھی چھوڑ دی طباعت میں کہیں کہیں لفظ اڑ گئے ہیں اور کہیں کہیں روشنائی بھی پھیل گئی ہے اور تعجب کی بات یہ ہے کہ گلشن رضا والوں نے سوانح اعلیحضرت پر پانی کی طرح روپیہ بہایا ہے مگر کتاب طرح طرح کی غلطیوں سے پُر ہو کر سامنے آئی ہے۔ فالی اللہ تعالیٰ المشتکیٰ۔

معلوم یہ ہوا ہے کہ پاکستان کے دیوبندیوں نے تجانب اہل السنۃ کی بذریعہ فوٹو طباعت کرائی ہے اس کا ایک نسخہ حاصل کر کے بھیجنے کا خیال رکھیں نیز معین اللبیب فی حل شرح تہذیب اور ہدایۃ التقویم از تصنیفات بحر العلوم سید افضل حسین علیہ الرحمۃ کو بھی ارسال کرنے کی کوشش کریں۔ فقط والسلام

بدرالدین احمد قادری رضوی گڑھیا۔

عاشقان و محبان بدر ملت!

اگر راقم ایسے ہی مکتوبات عالیہ کے ذریعہ بدر ملت سے اپنے تعلقات کی تصویر کشی کرنے لگے تو اچھی خاصی کتاب تیار ہو جائے بلکہ آپ کے محض ان برکات و نکات سے بھرپور خطوط کو مرتب کیا جائے جو آپ نے صرف میرے

Scanned with CamScanner

نام ارسال فرمائے تو یقین مانئے ایک خوبصورت البم کی شکل اختیار کرلیں پس ان تمام مکتوبات گرانمایہ اور ملفوظات ثمینہ سے صرف نظر کرتے ہوئے بطور حوالہ ایک دو عبارتیں پیش کرتا ہوں جن سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت بدر ملت کے قلم نے طویل ترین کلام کو اختصار وایجاز سے رقم کرنے کا نہایت عمدہ ملکہ عطا فرما رکھا تھا۔ چنانچہ آپ سوانح اعلیٰحضرت کے مقدمہ میں ارقام پذیر ہیں۔

- وہ کون بے درد تھے؟ جنہوں نے اسلام کے ہرے بھرے چمن کو اجاڑ دینے کی کوشش کی
- وہ کون مجاہدین تھے؟ جنہوں نے تاجران فرنگ کی حمایت میں خود مسلمان کے خون سے سرحد کی زمین رنگین بنائی
- وہ کون لیڈر تھے؟ جنہوں نے مقدس اسلام کی مضبوط بنیادوں کو ہلا دینا چاہا۔
- وہ کون ڈاکو تھے؟ جو مسلمانوں کی متاع ایمان لوٹتے رہے۔
- وہ کون ملا تھے؟ جن کی پوری زندگی انگریزوں کی دلی خیر خواہی میں ختم ہوئی۔
- وہ کون مفتی تھے؟ جنہوں نے انگریزی نظام حکومت کو برضا ورغبت قبول کر کے انگریزوں پر جہاد کرنا حرام قرار دے رکھا تھا
- وہ کون آلۂ کار تھے؟ جو فرنگیوں کے اشارے پر مسلمانوں کا دینی شیرازہ بکھیرتے رہے۔
- وہ کون صیاد تھے؟ جو اسلامی بولی بول کر مسلمانوں کو گمراہی وبے دینی کے جال میں پھانستے رہے۔
- وہ کون ایجنٹ تھے؟ جو سوداگران انگلستان کے ایما پر مسلمانوں کے درمیان اختلافات کی آگ کو بھڑکاتے رہے اور انہیں آپس میں لڑاتے رہے۔
- اور وہ کون مرد مومن مؤید من اللہ تھا؟ جس نے انگریزوں کے خلاف اسلام ریشہ دوانیوں کو کاٹ کر پھینک دیا اور برٹش کے دلی خیر خواہوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ ان سب سوالوں کے متعلق جواب آئندہ اوراق میں نمبر وار عنوانوں کے ماتحت ملیں گے۔

قارئین کرام! دیکھا آپ نے حضرت بدر ملت نے سوالیہ انداز میں مکذبین ومنافقین کی پوری تاریخ کو چند جملوں میں سمیٹ کر رکھ دیا گویا کہ آپ نے ذیاب فی ثیاب کے حجابات میں چھپنے والوں کو اعلانیہ چیلنج کیا کہ ؎

تمہاری چال سے پہچانا ہم نے تم کو برقع میں
ہزاروں گو چھپایا تم نے خود کو سر سے پاؤں تک

اور اپنی جامع تحریرات سے ایسے لوگوں کو طشت ازبام کرتے ہوئے للکارا۔ ؎

کس کس سے چھپاؤ گے تحریک ریاکاری
محفوظ ہیں تحریریں مرقوم ہیں تقریریں

شاتمان رسول انام اور گستاخان اہل بیت وصحابہ کرام کی مکروہ سازشوں سے بھولے بھالے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں کو بچانے کے لیے ان کے چہروں سے نقاب نوچتے ہوئے واضح فرماتے ہیں ؎

نہ پہنچا ہے نہ پہنچے گا ستم کیسی تمہاری ہو
اگرچہ ہو چکے ہیں تم سے پہلے فتنہ گر لاکھوں

حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کا دل اہل حق کے لیے نہایت نرم اور رحم کے جذبات سے لبریز اور دشمنان اسلام وسنت کے لیے بے حد سخت تھا۔ جو حقیقت میں اس آیت کریمہ کا مصداق رہا۔ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ گو یہ آیت شان نزول

Scanned with CamScanner

کے لحاظ سے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اوصاف کی مظہر ہے لیکن ان کے تتبع میں ہر اس امتی کے حق پر بھی دال ہے جو کفار و مشرکین، منافقین اور بدعقیدہ لوگوں کے لیے عملاً اظہارِ شدت پر ڈٹ جاتا ہے اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ تو برملا ارشاد فرماتے ہیں۔ ؎

دشمن احمد پہ شدت کیجیے
ملحدوں کی کیا مروت کیجیے
غیض میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجیے

حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کی ہر کتاب ہر تصنیف ہر رسالہ، ہر تحریر، موضوع فنی ہو یا تحقیقی، تبلیغی ہو یا فقہی کوئی سا رنگ ہو مگر آپ نے عقائد حقہ صحیحہ کو اولیت دی۔ آپ نے نہ صرف مخالفین کو راہِ راست دکھانے کی کوشش کی بلکہ اپنوں میں بھی کہیں کوئی سقم یا کمی دیکھی تو خاموش رہنا خلافِ مصلحت جانا اور آگے بڑھ کر اسے ہر ممکن سمجھانے کی سعی بلیغ فرمائی اور اگر اس نے اپنی اصلاح سے اعراض برتا تو آپ نے اسے نظر انداز کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہ کی بعض معاملات میں تو آپ نے اپنی معاشی زندگی بھی داؤ پر لگا دی مگر عبد الدرہم والدینار بننے سے کوسوں دور رہے اور عارفانِ راز میرے ان اشاروں کو بخوبی جانتے ہیں دار العلوم فیض الرسول سے آپ نے استعفیٰ دے کر بتا دیا ہم گورنمنٹ کی گرانٹ پر پلنے والے نہیں ہمارا دین پارۂ نان نہیں۔ بقولِ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ

کروں مدح اہل دول رضاؔ پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

آپ ایک سچے عاشق رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) محب اولادِ نبی، مداح اولیائے امت اور غلام غوث الوریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے مشن کو آگے بڑھانے میں آپ نے شب و روز کام کیا۔ آپ اپنے پیر و مرشد حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ اور اساتذۂ کرام نیز وقت کے تمام سنی اکابر کی آنکھوں کے تارے بنے رہے آپ کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت خاص و عام سے نوازا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ پاک و ہند کے علاوہ دیگر ممالک میں بے شمار آپ کے مداح پائے جاتے ہیں آپ کے وصال نے دنیائے سنیت کو ہلا کر رکھ دیا جگہ جگہ آپ کی یاد میں ایصال ثواب کی محافل منعقد ہوئیں۔ رسائل و جرائد نے آپ کی خدمات جلیلہ کو خراج تحسین پیش کیا۔ آپ کے اساتذہ و تلامذہ پر غم کے بادل چھا گئے۔ سچی بات ہے کہ آپ کے جانے سے تبلیغ و اشاعت کے کئی شعبے ابھی تک غمزدہ، آپ کی راہیں دیکھ رہے ہیں مگر جو خلا پیدا ہوا اس کا پورا ہوتا نظر نہیں آتا۔ آپ کا وصال وطن سے دور بلاشبہ شہادت کا مظہر ہے۔ آپ شہیدِ محبت ہیں۔ آپ کے ذمہ جو کام، امور اور معاملات باقی رہتے تھے اس کی ذمہ داری کا اعلان قرآن فرما رہا ہے۔ ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الی اللہ و رسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ۔ یعنی جو ایمان والا گھر سے اللہ اور اللہ کے رسول کے لیے نکلے پھر اسے موت آپہنچے تو بیشک اس کی تمام تر ذمہ داری اللہ پر ہے

سبحان اللہ! خدائی انشورنس کا کتنا خوبصورت اعلان ہے۔ آپ نے تو اپنے رب کے یہاں زندگی کا بیمہ کرا لیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وطن سے دور بمبئی میں وصال فرمایا اور وہاں سے عاشق کا جنازہ کبھی ہوائی جہاز پر کبھی ایمبولینس پر کبھی گاڑی پر کبھی لاری پر اور پھر ہزاروں عقیدت مندوں، مداحوں، غمزدوں کے کندھوں پر

رہا گویا کہ اعلان ہو رہا تھا ع عاشق کا جنازہ ہے ذرا جھوم کے نکلے۔ فقط
محمد منشا تابش قصوری۔ ۱۷ صفر ماہ اعلیٰحضرت ۱۴۲۴ھ
مطابق ۲۰ اپریل ۲۰۰۳ء بروز یکشنبہ۔ [1]

ایمان افروز نصیحتیں

(۱) عوام میں مقبولیت عُجُب کا خطرناک سامان ہے

(۲) نفس و شیطان قوی دشمن ہیں اور ان دونوں کے فریب بہت باریک ہیں

(۳) رفتار و مزاج کی نرمی خوبی بھی ہے اور سخت عیب بھی۔

(۴) اس زمانہ میں قلب و رُوح کی تربیت کرنے والا نظر نہیں آتا

(۵) جن کو تربیت کا دعویٰ ہے ان کی باتیں ہم لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔

(۶) میرا مشورہ یہ ہے کہ درود پاک کو اپنا مُربی بنا لیجئے

(۷) حفظ دین کی خاطر اعتنا بالممنوع زیادہ حقدار ہے

(۸) جو خدائے پاک کے احسانوں کو مانے گا وہ کبھی مارپیٹ کا نام نہ لے گا۔

(۹) الحاق کی گنگا میں گھسنا وفاداریٔ شریعت کے خلاف ہے۔

(۱۰) الیکشن کی شفاعت میں حصہ لینا عظمتِ علم کی حق تلفی ہے۔

(۱۱) آج کل کے پرستاران دنیا کی رَوش اختیار کرنے سے بجائے خوشحالی کے دکھ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(۱۲) دورِ حاضرہ میں گھٹا ٹوپ تاریکی چھائی ہوئی ہے

(۱۳) زمانۂ حاضرہ میں مبالغۂ بے جا کا رواج خوب عام ہے۔

(۱۴) دینی ترقی کو سوچیے دنیوی تعلیمی ترقی کے لیے بہت سے اسکول ہیں۔

(۱۵) وہابیہ سُنیت کے ڈاکو ہیں۔ متاعِ ایمان کے چوٹے ہیں۔

(۱۶) ظاہر کے ساتھ باطن کی نگرانی ضروری ہے

(۱۷) طالب جاہ و طالب مال کا باطن قطعی بگڑا ہوا ہے قابل علاج ہے۔

ماخوذ از مکتوبات بدر ملت
پیش کردہ: عبد الصمد قادری

۹۲/۸۶ء

[1] برادر دینی حضرت مولانا عبد الصمد صاحب قادری زید مجدکم سلام و رحمت۔ مزاج گرامی
آپ کے بار بار تقاضے نے مجبور کیا اور یہ تحریر حاضر ہے گو یہ دونوں خطوط مکتوبات بدر ملت میں شائع ہو چکے ہیں تاہم اس مضمون کے ساتھ ان کی اہمیت بڑھ گئی ہے لہٰذا اسے قبول کریں میرا خیال تھا کم از کم ۸۰ صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ تیار کروں مگر عدیم الفرصتی آڑے آ رہی ہے اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو انشاء اللہ العزیز حضرت کے مکتوبات کی روشنی میں ایک رسالہ تیار کروں گا۔ بہرحال یہ مضمون جس کتاب میں شائع ہو تو عنایت فرمائیں۔ علامہ حسن علی رضوی مدظلہ کی طرف خط لکھیں تو آگاہ فرمائیں اور مضمون کی وصولی کی مجھے بھی اطلاع دیں۔ باقی حالات لائق حمد و شکر ہیں
والسلام مع الاکرام۔ تابش قصوری۔ لاہور پاکستان۔

Scanned with CamScanner

حضرت علامہ بدر العلماء علیہ الرحمۃ ثم بستوی گورکھپوری ایک عظیم دینی مذہبی اور روحانی پیشوا

از۔ ادیب شہیر حضرت علامہ الحاج محمد صابر القادری نسیم بستوی علیہ الرحمۃ سابق ایڈیٹر ماہنامہ فیض الرسول۔
براؤں شریف یوپی و بانی مدرسہ اہلسنت رضویہ یار علویہ سکندر پور۔ بستی۔ (یوپی) متوفی سنہ ۱۴۲۴ھ

نگہ بلند سخن دل نواز جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لیے

وہ صورتیں الٰہی کس دیس بس رہی ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترس رہی ہیں

صوفی باصفا مبلغ مسلک امام احمد رضا قدس سرہ العزیز خلیفہ وتلمیذ ارشد حضرت علامہ بدر الدین احمد صاحب صدیقی قادری رضوی نوری (علیہ الرحمۃ والرضوان) مولانا عبد الصمد قادری رضوی طویل مسافت سفر برداشت کر کے راقم السطور کے پاس فیض آباد کے ایک عقیدت مند خوش عقیدہ شخص کو اپنے ساتھ لے کر سکندر پور میرے غریب خانہ اور اپنے ادارہ مدرسہ اہلسنت رضویہ یار علویہ انوار الاسلام میں تشریف لائے اور مجھ سے اپنے آنے کا خاص مقصد بیان کیا۔ صوفی صاحب نے اس کے پہلے پچھلے سال اوجھاگنج مفتی جلال الدین احمد صاحب امجدی علیہ الرحمۃ کے عرس چہلم میں بھی اس کا تذکرہ کیا تھا جسے میں تقریباً فراموش کر چکا تھا اور ذہن ویادداشت میں نہیں رہ گئی تھی جس کی سب سے بڑی وجہ میری علالت وناسازی طبع تھی اس بار بھی جب صوفی صاحب نے اس بات کی یاد دلاتے ہوئے مجھے اس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اظہار تمنا کیا تو میں ان سے جواب میں یہی کہا کہ صوفی صاحب! آپ خود اپنی آنکھوں سے میری علالت اور جسمانی ضعف ونقاہت دیکھ رہے ہیں ابھی تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ میں بمبئی میں بسلسلۂ علاج مسلسل تین ماہ قیام کر کے وطن واپس آیا ہوں۔ آپ دیکھ لیجئے کہ اسی سفر میں داہنی آنکھ کا موتیا بند کا آپریشن بھی کرانا پڑا جس کا فائدہ بھی نمایاں طور پر ظاہر ہوا اور میں بفضلہ تعالیٰ وبکرم حبیبہ المصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کسی طرح پڑھنے لکھنے کے قابل ہو رہا ہوں۔ مجھے اس سے معذرت خواہ رکھئے پھر کسی دوسرے موقع پر بدر ملت کے لیے اپنا تاثراتی مقالہ سپرد قلم کر کے آپ کو بدر ملت کے بہت سے عقیدت کیش مریدین ومتوسلین کو پیش کر دوں گا۔ مگر وہ برابر مضمون کے لیے اصرار کرتے رہے۔ کوئی دوسرا کام ہوتا تو شاید میں اس سے اپنی جان بچا لیتا لیکن یہ ایک دینی تبلیغی مقصد کے پیش نظر ترتیب دیا جا رہا تھا اور اسی کے ساتھ اپنے شیخ طریقت کرامت وروحانیت اور ان کی نمایاں دینی خدمات کو خوش عقیدہ سنی مسلمانوں کو روشناس کرا کے ان کی اصلاح اور علماء وصلحاء کے فیضان صحبت کے اثرات وثمرات سے بہرہ اندوز کرنا تھا اسی لیے میں نے بسم اللہ کہہ کر ''بدر ملت'' کے

مذہبی نظریات و عقائد کو ظاہر کرتے ہوئے ان کے
علمی اور عملی زندگی کے اہم گوشوں پر روشنی ڈالنے
کا عزم مصمم کرلیا جن کا تعلق و ربط دین و مذہب کے
معاملات و مسائل سے ہے۔ اور قارئین و ناظرین کو
ان سے ذہن و فکر کو روشنی مل سکے۔

بدرملت۔ حضرت مولانا محمد بدرالدین احمد صدیقی
قادری رضوی گورکھپوری زمین دار گھرانے میں ضلع گورکھپور
اپنے نانی کے یہاں موضع حمید پور میں پیدا ہوئے۔
آپ کا نسب نامہ یوں ہے۔

حضرت مولانا بدرالدین احمد رضوی بن عاشق علی
بن احمد حسن بن غلام نبی بن محمد نادر صدیقی۔

بدرملت کے والد ماجد مولوی عاشق علی صدیقی
۲۲ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۷۶ء کو
رات کے اخیر حصے میں ۳ بجے رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ
وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط۔ آپ موضع راوت پار میں مدفون
ہیں۔

بدرالعلماء نے اس دور کے لحاظ سے وطن کے مدرسہ
قصبہ شاہ پور میں علم حاصل کیا اس کے بعد آپ کے والد
ماجد نے آپ کو مدرسہ انوار العلوم قصبہ جین پور ضلع
اعظم گڈھ میں داخلہ دلایا۔ کچھ دنوں فارسی کی ابتدائی
تعلیم کے عربی درسیات کی پہلی کتاب میزان الصرف
شروع ہوئی۔ چار سال تک مولانا محمد خلیل صاحب
کچھوچھوی (علیہ الرحمۃ) سے پڑھتے رہے پھر شوال المکرم
۱۳۶۷ھ مطابق ستمبر ۱۹۴۸ء کو مشہور عربی درسگاہ
دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ میں داخل ہوکر
کم وبیش چار سال تک شب و روز مسلسل محنت کی
توجہ اور لگن کے ساتھ حصول علم میں بلا ناغہ مشغول رہے
دیگر طلبہ کی طرح درسگاہوں سے غیر حاضر رہے اور
نہ تفریحات میں کبھی حصہ لیا۔

۱۰ ارشعبان المعظم ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۲ء کے سالانہ
اجلاس میں ملک کے اکابر علماء کرام و مشائخ عظام
کے نورانی و فیض بخش ہاتھوں آپ کو دستارِ فراغت
واعزاز سے نوازا گیا اور سند تکمیل دی گئی۔

جشن دستار بندی کے بعد وطن واپس ہوگئے
آپ کے اس اعزاز پر گھر والوں اور خاندان والوں
کا سر بلند ہوگیا اور سب نے مسرت و شادمانی کا
اظہار کیا اور اس بات پر دلی مسرت محسوس کی کہ مولیٰ
عزوجل نے خاندان کو ایک عالم دین سے مشرف
فرمایا۔

جن بزرگوں سے روحانی عقیدت تھی

حضرت بدرملت۔ شہزادۂ اعلیٰ حضرت
آقائے نعمت حضور علامہ مولانا الحاج المفتی الشاہ
محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب قادری رضوی
نوری مفتی اعظم ہند قدس سرہ سجادہ نشین خانقاہ
عالیہ قادریہ نوریہ رضویہ بریلی شریف آپ انکے
دست حق پرست پر داخل سلسلۂ رضویہ ہوئے

مرشد طریقت شہزادۂ اعلیٰ حضرت مخدوم اہلسنت
آقائے نعمت حضور مفتی اعظم ہند نوری بریلوی قدس سرہ
سے آپ بیعت تھے اور اس کے بعد

مرشد اجازت شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیحضرت امام المناظرین فخر الواعظین حضرت
علامہ الحاج مفتی محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی
برکاتی پیلی بھیتی علیہ الرحمۃ سے آپ کو اجازت وخلافت
حاصل ہوئی۔

مرکز عقیدت ان دونوں بزرگوں کے علاوہ آپ
کو تمام اکابر اہلسنت کے مشائخ عظام

Scanned with CamScanner

سے نیازمندانہ تعلق و ربط رہا اور بہت زیادہ تعظیم و تکریم کرتے اور ان کی خدمت میں ادب و احترام سے حاضر ہو کر ان کے روحانی فیوض و برکات سے بہرہ اندوز ہوتے۔ ان حضرات میں حضور شعیب الاولیاء شیخ المشائخ حضرت شاہ صوفی محمد یار علی صاحب قبلہ چشتی لطیفی علیہ الرحمۃ بانی خانقاہ عالیہ و دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی۔ حضور مجاہد ملت حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ رئیس اڑیسہ علیہ الرحمۃ۔ مظہر شعیب الاولیاء حضرت مولانا شاہ محمد صدیق احمد (عرف خلیفہ) صاحب سجادہ نشین و ناظم اعلیٰ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف، شیر بنارس قاطع نجدیت و دیوبندیت حضرت علامہ مولانا عبد الوحید صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ آستانہ حمیدیہ شکر تالاب بنارس (یوپی) وغیرہم کے اسمار گرامی نمایاں و درخشاں ہیں۔

اساتذہ کرام

آپ کی انتہائی خوش قسمتی و فیروز بختی سے آپ کے تمام اساتذہ کرام ذی استعداد، قابل، ماہر و تجربہ کار و شہرۂ آفاق تھے۔ بدر ملت کا نصیبہ بلند تھا کہ انہیں ان شفیق و ذمہ دار کی درس گاہوں میں حاضر ہونے کا شرف و فخر حاصل ہوا وہ نامور و بلند پایہ ہستیاں کے اسمار گرامی یہ ہیں۔

(۱) حافظ ملت حضرت علامہ شاہ عبد العزیز صاحب قبلہ مرادآبادی شیخ الحدیث و بانی الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی (مبارکپور)

(۲) شیخ العلماء حضرت علامہ و مولانا غلام جیلانی صاحب قبلہ اعظمی علیہ الرحمۃ۔

(۳) حضرت علامہ حافظ و قاری عبد الرؤف صاحب قبلہ نائب شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ۔

(۴) سلطان الواعظین فخر المدرسین حضرت علامہ عبد المصطفیٰ صاحب قبلہ اعظمی علیہ الرحمۃ

(۵) شیخ القراء حضرت مولانا قاری محمد یحییٰ صاحب مبارکپوری ناظم اعلیٰ دار العلوم اشرفیہ مبارکپور

(۶) حضرت مولانا مولوی محمد خلیل صاحب کچھوچھوی علیہ الرحمۃ

آپ کے قابل و مشہور تلامذہ

آپ کے قابل تلامذہ اور عقیدت کیشوں کی تعداد بھی کچھ کم نہیں۔ اس چشمۂ فیضان علمی سے طلبہ دور دور سے آپ کی درس گاہ میں آتے رہے اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق روشنی حاصل کرتے رہے ان میں سے بعض کے اسمار گرامی یہ ہیں۔

(۱) مولانا حکیم ابو البرکات محمد نعیم الدین صاحب صدیقی رضوی (برادر اصغر) علیہ الرحمۃ

(۲) مولانا الحاج مفتی قدرت اللہ صاحب قادری رضوی نوری استاذ تنویر الاسلام امرڈوبھا

(۳) مولانا صوفی صدیق احمد صاحب یار علوی صدر المدرسین مدرسہ غوثیہ رضویہ بھیرہوا (نیپال)

(۴) الحاج حضرت صاحبزادہ شعیب الاولیاء مولانا غلام عبد القادر صاحب علوی براؤں شریف۔

(۵) مولانا الحاج محمد سید انجم صاحب عثمانی صدر المدرسین دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف

(۶) مولانا محمد حنیف قادری براؤنی صدر المدرسین تنویر الاسلام امرڈوبھا بکھرا بستی۔

(۷) مولانا الحاج محمد شفیع صاحب یار علوی سابق صدر المدرسین مدرسہ اہلسنت انتھی رام پور ضلع بلرامپور

(۸) مولانا محمد حلیم قادری صدر المدرسین مدرسہ اہلسنت بھاؤپور سدھارتھ نگر۔

(۹) مولانا محمد محسن صاحب چشتی (مرحوم) استاذ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف۔

(۱۰) مولانا جمیل احمد شمیم بستوی یار علوی علیہ الرحمۃ استاذ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف۔ سدھارتھ نگر۔

آپ بدر ملت کے عزیز و مقرب تلامذہ میں تھے آپ کی علمی استعداد و قابلیت بہت اچھی طرح ملک کے متعدد بڑے اداروں میں تدریسی خدمات انجام دی اخیر وقت میں اپنے شیخ طریقت حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ کے ادارہ فیض الرسول میں آگئے اور اپنے وطن طبھر یا بستی میں دنیا سے رحلت فرمائی۔ جناب مولانا صوفی عبد الصمد صاحب قادری رضوی مولانا جمیل احمد شمیم بستوی کے ظاہری اخلاق و کردار اور عالمانہ خوبیوں سے بہت متاثر ہوئے۔ مرحوم آستانہ محبوبیہ ڈھلمئو شریف سے بھی روحانی طور پر وابستہ رہے اور آخری عمر تک حضرت شیخ طریقت پیر عبد المتین صاحب قبلہ قادری مدظلہ العالی اور ان کے جانشین صاحبزادہ مولانا تنویر احمد صاحب قبلہ قادری محبوبی زید مجدہم سے بھی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔

بدر ملت سے دیگر فیض یافتہ تلامذہ مولانا طیب صاحب (مرحوم) سابق شیخ الحدیث فیض العلوم جمشید پور (بہار) مولانا رحیم الدین صاحب یار علوی گورکھپوری، مولانا مفتی غلام محی الدین صاحب دارہ غوثیہ بدر العلوم بہرائچ شریف، مولانا محمد اسمٰعیل صاحب براؤنی دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف مولانا شہاب الدین صاحب نوری استاذ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف، مولانا حافظ قاری آل مصطفٰے صاحب قادری رضوی گونڈوی صدر المدرسین دار العلوم غوث اعظم پور بندر (گجرات) مولانا قاری خلق اللہ صاحب فیضی استاذ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف، مولانا قاسم علوی خطیب و امام لال مسجد مٹیا برج کلکتہ، مولانا مسیح الدین صاحب برا گل بستی، مولانا غلام حسین صاحب بیدولی بستی، مولانا محمد زماں صاحب یار علوی ہریا علاقہ بھانبھر ضلع بلرام پور، مولانا شمس الحق صاحب یار علوی ٹنڈوا۔ مولانا وارث جمال صاحب قادری بڑھیا کھنڈسری بازار سدھارتھ نگر، مولانا عبد القادر صاحب چشتی صاحبزادہ حضرت خلیفہ صاحب قبلہ (علیہ الرحمۃ) مولانا محمد مختار احمد رضا علوی صاحب قادری چشتی سجادہ نشین آستانہ عالیہ براؤں شریف، مولانا سید مہدی حسن صاحب چشتی اشرفی بیت انوار اجمیر شریف، مولانا الحاج محمد ثانی عرف جمال الدین نوری گورکھپوری، مولانا انوار احمد قادری رضوی بانی دار العلوم غوثیہ غریب نواز اندور مولانا غلام غوث صاحب ضیا یار علوی

بستوی مدرسہ اہلسنت مرزا پور (یوپی) حضرت مولانا صوفی امام بخش صاحب قادری تیغی بھوولیتا لی (بہار) مولانا محمد شمیم صاحب صدر المدرسین غوثیہ فیض العلوم بڑھیا سدھارتھ نگر۔ حضرت شہزادہ بدر ملت مولانا محمد رابع عرف نورانی شاہ قادری رضوی خانقاہ عالیہ رضویہ نوریہ نزد مدرسہ غوثیہ بڑھیا شریف سدھارتھ نگر، مولانا فیض احمد گورکھپوری آستانہ وارثیہ دیوہ شریف بارہ بنکی، مولانا حافظ قاری محمد شریف صاحب قادری رضوی نوری گورکھپوری، مولانا ابو الحسن بہرائچی مفتی دار العلوم امجدیہ رضویہ گھوسی، مولانا شبیر صاحب بہرائچی، مولانا ممتاز خاں صاحب رضوی اعظمی مدرسہ حنفیہ بحر العلوم مئو ناتھ بھنجن، مولانا عبد القیوم صاحب استاذ انجاح الغوثیہ

Scanned with CamScanner

اترولہ ضلع بلرام پور، مولانا کمال الدین گونڈوی استاذ مدرسہ اسلامیہ سعدی مدنپور باندہ، مولانا سید افروز صاحب رضوی صدر مدرس مدرسہ اہلسنت بدر العلوم مینی نگر سدھارتھ نگر، مولانا حافظ قاری محمد یونس صاحب قادری رضوی نوری امام وخطیب مسجد شیواجی نگر گونڈی ممبئی ۴۳

نوٹ :۔ ان خوش بخت اصحاب کے ساتھ اور حضرات بھی ہیں جو بدر ملت سے فیضیاب ہوکر اپنے علمی مقاصد میں کامیاب ہیں۔ جناب مولانا صوفی عبد الصمد صاحب قادری رضوی، حضرت علامہ رضوی صاحب کے عقیدت کیش نے اپنی کتاب مضامین بدر ملت میں فیض یافتہ تلامذہ کی تعداد ۵۳ ترپن تحریر کی ہے۔ باقی ناموں کی تفصیل ص۱۰۲ سے ص۱۰۹ تک اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔ بار بار ناموں کو دہرانے کی ضرورت نہیں محسوس کی گئی۔

تدریسی ملازمت و دینی تبلیغی و قلمی خدمات

بدر ملت اپنے دور طالب علمی ہی میں قوم کی اصلاح اور ان کے تنظیمی اور دین و مذہب کے لیے اس میں بیداری کا جذبہ پیدا کرنے کے مسائل و طریق کار پر غور کرنے لگے تھے ان کے سینے میں ایک درد مند دل دھڑک رہا تھا اسی لیے موقع ملنے پر اطراف و جوانب کی مسلم آبادیوں میں تبلیغ کے لیے جایا کرتے تھے اور دار العلوم میں رہ کر اپنے ہم خیال طلبہ کو بھی تبلیغ کے لیے اپنے ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ استاذ گرامی حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے حکم کے مطابق دار العلوم اشرفیہ میں طلبہ کو عربی کی تعلیم دیتے رہے پھر وہاں سے آپ کو موضع کوٹواری ضلع بلیا، یوپی، بھیجا گیا اس کے بعد حضرت حافظ ملت نے آپ کو درس نظامی کی تدریس کی غرض سے آپ کو شہر بستی کے انجمن معین الاسلام میں بھیجا اور آپ نے وہاں تقریباً ڈھائی برس تک قیام کیا اور پرانی بستی کے باشندگان کو اسلامی سانچے اور ایمانی اخلاق و کردار میں ڈھالنے کی دن رات جد و جہد کی مگر وہی بات سامنے آئی کہ ؎

زمین شورہ سنبل بر نیارد
درو تخم عمل ضائع مگرداں [1]

جہال وفساق کی کثرت یہاں تک کہ انتظامیہ کے ارکان ایسے لوگ بن گئے تھے جن کے کسی قول و عمل پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا۔ مولانا وہاں کے پراگندہ ماحول سے بالکل بددل ہوگئے اور آپ ہر ہر لمحہ اس صورت حال سے مضطرب و بیقرار رہتے۔

حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ بانی دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف جو صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے اپنے فراست باطنی سے مولانا کی کیفیت باطنی معلوم کرلی تھی۔ ابھی آپ کو انجمن معین الاسلام پرانی بستی استعفیٰ دیئے صرف چار مہینے کی مدت گزری تھی کہ حضرت نے آپ کو اپنے ادارہ میں مدعو کیا۔ آپ کی تمنا بر آئی، قسمت کا ستارہ اوج ثریا تک پہنچا کہ حضرت نے آپ کو بلاکر ادارہ فیض الرسول کی خدمات سپرد فرمادیں۔

آپ کی ذات میں جو علمی و عملی جوہر پوشیدہ تھا اس کو حضرت شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ نے پڑھ لیا تھا۔ ارکان ادارہ حضرت کا اشارہ سمجھ گئے

---

[1] بنجر زمین پر سنبل نہیں اگتا۔
اس میں عمل کا بیج ضائع مت کر

ا۔ن قادری غفرلہ

اور آپ کو مدرس اول کے عہدۂ منصب پر فائز کیا۔ براؤں شریف میں بدر ملت نے تقریباً ۱۴ روز کم انیس سال تک مسلسل دینی درسی اور تعلیمی خدمت انجام دی۔ آپ نے اس مدت میں دل وجان سے محنت کر کے دارالعلوم کو شاہراہِ عروج وارتقاء کی طرف بڑھایا اور اس کے تعلیمی تربیتی معیار کو بلند کرنے میں پیہم کوشش کی۔ اپنے تلامذہ ومحبین ومخلصین کو شریعت مطہرہ کا پابند اور صالحین بندوں کا پیرو کار بنانے میں شب وروز مصروف رہے

حضرت بدر ملت کے خلوص وللہیت کو دیکھ کر حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے تھے۔ حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب فیض الرسول کی روح ہیں۔ ساتھ ہی پیشوائے اہلسنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ ۱۳۸۵ھ میں جب براؤں شریف میں تشریف لائے تو واپس ہو کر بریلی شریف سے اپنا یہ تاثر نامہ حضرت شاہ صاحب قبلہ کے نام ارسال فرمایا۔

"محب سنت، مخلص مبلغ مذہب اہلسنت ناشر مسلک امام اہلسنت اعلیحضرت علیہ الرحمۃ جناب صوفی شاہ یار علی صاحب دام بالمواہب وحضرات مدرسین اساطین دین وجمیع اراکین خدام ان وطلبہ علوم شریعت سلمہم ربہم وصانہم عن الشر والفتنۃ وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

طالب خیر بحمدہ تعالیٰ مع الخیر حضرت شاہ صاحب قبلہ کرم فرمائیں کی انکے صاحبزادہ بلند اقبال کی عنایتوں مدرسین اراکین وطلبہ وخدام مدرسہ فیض الرسول کی محبتوں کی یاد کو دل کی گہرائیوں میں لئے ہوئے وطن واپس پہنچا۔ فیض الرسول کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ واقعی فیض الرسول ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مولائے کریم عزوجل اسے روز افزوں ترقیاں بخشے اور اس کے فیوض کو عام فرمائے۔ دل بہت مسرور ہوا۔ تعلیم اچھی تربیت بہتر سنت کی تبلیغ، رضویت کی اشاعت، سنت کی ترویج کا جذبہ جو فیض الرسول میں پایا کہیں نہ پایا۔ اس

فقیر بے توقیر کا اعزاز واکرام بنسبت اعلیٰحضرت کے سبب جو فرمایا اس کی حیثیت سے کہیں زیادہ تھا اور پھر یہ کہ بعض نے فرمایا کہ ہم کچھ خدمت نہ کر سکے۔ طلبہ سے جو عہد لے کر داخل کیا جاتا ہے بعد فراغ وہ عہد سند میں لکھا ہوتا ہے جو طالب علم پڑھ کر اہل جلسہ کو سنا کر اس پر گواہ کر لیتا ہے: ایسی بے مثال چیز ہے جو اور سنی مدارس تو درکنار خود مرکز بھی اس ضروری امر کی طرف توجہ نہ کر سکا اس سے فقیر بہت زیادہ متاثر ہوا جگہ جگہ اس کا فقیر نے ذکر کیا۔ شاہ صاحب اور مدرسین کو ہر جگہ دعا کے ساتھ یاد کیا۔ والسلام

فقیر مصطفیٰ رضا غفرلہ

۱۵ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ۔

ان مبارک مستند شہادتوں کے بعد اب میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ بانیٔ فیض الرسول نے صدر المدرسین ہی ایسا چھانٹ کر رکھا تھا جس نے دارالعلوم کو باغ وبہار نہایت شاداب چمن گلزار کر دکھایا تھا۔ غرض یہ کہ آپ نے حضرت شاہ صاحب کے روحانی فیوض وبرکات سے مستفیض ہوتے ہوئے ادارہ ہٰذا کو خوب پروان چڑھایا اور حضور شاہ صاحب قبلہ نے بھی آپ کو خوب نوازا۔

ایڈ والحاق سے نفرت وبیزاری اور براؤں شریف سے استعفیٰ

بعض جدید ذہن وفکر کے جدید علماء نے دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف کے ارکان وارباب حل وعقد کو الحاق کے بہت سے فائدے بتلا کر اور عروج وارتقاء کی منزلیں دکھلا کر اس بات پر راضی کر لیا کہ دارالعلوم فیض الرسول کا الحاق الٰہ آباد عربی وفارسی بورڈ سے کر لیا جائے۔ چنانچہ الحاق ہو گیا اس کے بعد مولانا

کو باوثوق ذریعہ سے معلوم ہوا کہ کاغذات غلط سلط بنا کر الٰہ آباد دفتر بھیجے جاتے ہیں اور سراسر جھوٹ کو سچ بنا کر پیش کیا جاتا ہے اس سے آپ کو بڑی تکلیف ہوئی۔ جب حضرت خلیفہ صاحب ناظم اعلیٰ ادارہ کو خبر پہنچی کہ علامہ بدرالدین احمد صاحب صدیقی (علیہ الرحمہ) دارالعلوم فیض الرسول جیسے محتاط ادارہ سے مستعفی ہونے والے ہیں۔ تو حضرت خلیفہ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ نے دیگر مدرسین کو تاکید کر دیا کہ حتی المقدور حضر علامہ بدرالدین احمد صاحب رضوی کو دارالعلوم فیض الرسول سے کنارہ کش نہ ہونے دیں اور جہاں تک ہوسکے ان کی ہر شرط مان کر ان کی خدمات بدستور حاصل کی جائیں۔ مگر کسی طرح بات نہ بن سکی۔ بہر کیف مولانا کے حق میں حالات ناموافق ہی رہے۔ اور ۲۱ شوال ۱۳۹۴ھ کو دارالعلوم کی درسی خدمات سے استعفیٰ پیش کر دیا۔

مدرسہ غوثیہ بڑھیا میں تشریف آوری

مدرسہ غوثیہ بڑھیا سدھارتھ نگر کے ارکان یعنی مجلس منتظمہ کو جوں ہی خبر ہوئی کہ حضرت علامہ بدرملت براؤں شریف کے ادارہ فیض الرسول سے مستعفی ہو چکے ہیں تو اراکین مدرسہ غوثیہ بڑھیا نے ادارہ کے عہدۂ صدر المدرسین کی دعوت پیش کی۔ آپ نے یہ دعوت منظور کر لی اور ۷ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۳/ مارچ ۱۹۹۲ء تک صدرالمدرسین کے عہدہ کی تمام تر ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی نبھاتے رہے۔

بیعت وخلافت

جب آپ دور طالب علمی دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور گزار رہے تھے ۷ ربیع الآخر ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۶/ جنوری ۱۹۵۱ء کو بعد نماز عشا شہزادہ سرکار اعلیحضرت حضرت علامہ مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب نوری بریلوی قدس سرہ کے نورانی وفیض بخش دست اقدس پر سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ رضویہ میں بیعت سے مشرف سرفراز ہوئے۔

زمانۂ قیام شہر بستی میں شیر بیشۂ اہلسنت مظہر اعلیحضرت سلطان المناظرین امام الواعظین علامہ مولانا شاہ محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری رضوی لکھنوی نے آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ اور سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ صادقیہ وغیرہا کی اجازت وخلافت سے بہرہ اندوز و سرفراز فرمایا اور براؤں شریف کے زمانۂ قیام جب آپ سرکار اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے عرس میں بریلی شریف حاضر ہوئے۔ تو مرشد بیعت نے آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ و دیگر سلاسل مبارکہ کا مجاز بنایا اور خلافت نامہ بھی بخش دی۔

بدرملت نے بڑھیا غریب و نادار بستی میں رہنا کیوں

لے پیر طریقت مجاہد سنیت حضرت مولانا صوفی شاہ محمد صدیق احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان متوفی ۱۴۱۲ھ سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول و ناظم اعلیٰ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی (یوپی) خلف اکبر شعیب الاولیاء حضرت شاہ یار علی صاحب قبلہ قدس سرہ بانی فیض الرسول براؤں شریف ۲؎ میری درخواست پر ادیب شہیر حضرت علامہ نسیم بستوی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے بستر علالت پر مندرجہ بالا مضمون اپنے صاحبزادے سے املا کروا کر سپرد قلم کروایا مضمون اختتام کے مرحلے سے گزرنے والا ہی تھا کہ اچانک آپ ۲۹ ربیع الاول شریف ۱۴۲۴ھ مطابق یکم جون ۲۰۰۳ء شب یکشنبہ کو داعی اجل کو لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون لہٰذا آپ کے شہزادہ گرامی حضرت مولانا طاہر القادری صاحب قبلہ بستوی کے حکم پر اگلے صفحہ کے درمیانی خط کشیدہ عبارت کا اضافہ کر کے فقیر قادری نے مضمون کو پورا کیا ہے۔ عبدالصمد قادری ۱۵ صفر ماہ اعلیحضرت ۱۴۲۵ھ

Scanned with CamScanner

پسند کیا جب کہ بڑے بڑے ادارہ والے آپ کے لیے کوشاں تھے اور بڑھیا سے کئی گنا تنخواہ بھی مقرر کرنے کے لیے تیار تھے۔ اس کی وجہ صرف یہ تھی۔ کہ آپ ایک خدا ترس اور حق گو عالم دین تھے۔ اور اینڈ و الحاق کی لعنت سے خود بھی بچتے تھے اور دوسروں کو بھی بچانا چاہتے تھے۔ مدرسہ غوثیہ اہلسنت فیض العلوم مقام بڑھیا اپنی شہرت اور نیک نامی کے باوجود اینڈ و الحاق کی خرابیوں سے پاک اور حکومت کی کسی طرح کی امداد سے بے نیاز تھا۔ اور اس کے ذمہ داران آپ کی حق گوئی قبول کرتے اور ہر معاملہ میں مسلک اعلیٰ حضرت کو فوقیت دیتے تھے۔

براؤں شریف میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ

بدر ملت علامہ بدرالدین احمد صاحب قبلہ صدیقی رضوی گورکھپوری نے براؤں شریف ہی میں تصنیف و تالیف کا آغاز فرمالیا تھا جو آخری عمر تک جاری رہا۔ دن کے اوقات تدریسی خدمات میں گزرتے اور رات کے لمحات ۱۲/۱ بجے آپ کا قلم حرکت میں آجاتا اور علوم و فنون کے لعل و گہر بکھیرنے لگتا اور مختلف موضوعات پر قرطاس کو نقش ونگار سے مزین و آراستہ کرتا رہتا۔ پہلے آپ کی نظر عربی کے بتدی طلبہ پر گئی کہ وہ عربی قواعد نحو و صرف سے گھبرا کر آگے بڑھ جاتے ہیں مگر بنیاد کمزور رہتی ہے اور یہ صورت اس لیے پیدا ہوتی ہے کہ معلمین واساتذہ کاہل الوجود اور غافل ہوتے ہیں۔

کتاب کے سخت اور مشکل مسائل سے پہلے سابقہ ہوتا ہے تو بجائے کہ اس کے وہیں محنت کرکے اور تھوڑا تھوڑا کرکے بنیاد مضبوط اور مستحکم کرتے چلیں آگے منزل آسان ہوتی جائے گی۔ وہ پریشان ہو کر اوپر کی کتابیں درس کے لیے اختیار کر لیتے ہیں جس کا افسوس ناک انجام دیکھنا پڑتا ہے

؎ خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج!!

اس کمزور بنیاد کو ثریا تک اونچی لے جائیں گے لیکن اس کا ٹیڑھا پن ختم نہیں ہوگا۔ اسی لیے حضرت علامہ ہمیشہ کسی فن کی بھی کتاب، ہو اس کی بنیادوں کو مضبوط کراتے تھے اور دوسرے مدرسین و اساتذہ کو برابر اس کی تاکید سے توجہ دلاتے رہتے تھے جس کا ثمرہ و نتیجہ بہتر شکل میں سامنے آتا تھا۔ اور طلبہ میں استعداد و قابلیت پیدا ہو جاتی تھی۔ اسی خیال کے پیش نظر نحو و صرف کی درسیات میں فیض الادب اول و دوم، عروس الادب، جواہر المنطق، تلخیص الاعراب، تعمیر قواعد حصہ اول و دوم اور مکاتب میں پڑھنے والے اردو دینیات میں تعمیر ادب وغیرہ تصنیف فرما کر آپ نے کارہائے گرانمایہ انجام دیا۔ آج آپ کی جملہ کتابوں کو بڑی مقبولیت حاصل ہے۔

ارشاد نوری

حضور بدر ملت کے دادا پیر نوری میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں "ہمارے خاندان میں یہ روایت مشہور ہے کہ حضرت مرشد المرشد اچھے میاں قدس سرہما نے میرے جد امجد کے علاتی بھائی جھا میاں صاحب کا تعزیہ جو انہوں نے خانقاہ علاقہ رنگا سے باہر رکھوا دیا تھا اور باوجود یکہ کبھی آپ نے فقیرو درویشی وغیرہ کسی بات کا دعوی نہ کیا تھا اس روز شدت غضب میں اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیر کر ارشاد فرمایا تھا کہ جھا میاں جس رافضی کی قبر چاہو کھود کر دیکھ لو اگر وہاں انسان کی جگہ خنزیر نہ ہو تو فقیر کو فقیر نہ کہنا۔ (ماخوذ از سراج العوارف ص۲۲)

Scanned with CamScanner

بدرِ ملت ایک عظیم رہنما

از حضرت مولانا محمد سید احمد انجم صاحب عثمانی مرحوم صدر المدرسین دار العلوم فیض الرسول!
براؤں شریف۔ ضلع سدھارتھ نگر۔ یوپی۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

رب کریم اپنے بندوں کی رشد و ہدایت کے لیے ہر ہر دور میں جہاں اس کی مشیت ہوئی۔ اپنے مخصوص برگزیدہ بندوں کو بھیجتا رہا۔ خصوصًا انبیاء کرام و رسلِ عظام علیہم الصلاۃ والسلام کی مقدس جماعت مبعوث فرماتا رہا جن کے ذریعے اقوامِ عالم کو ہدایت ملتی رہی۔ ان مقدس حضرات کے تعلیمات وصحبت پاک کے اثرات سے باطل اور گندے عقائد اعمال و افعال سے بچ کر قوم صراط مستقیم کو پالیتی تھی ان ہادیانِ دین کا سلسلہ تبلیغ وارشاد ابوالبشر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہوکر حضور خاتم المرسلین رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔ جیسا کہ خود حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ مقدس ہے لانبی بعدی یعنی میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آسکتا آپ خاتم المرسلین بن کر تشریف لائے اب قیامت تک آپ ہی کی نبوت و رسالت کا دور رہے گا اس لیے سرکار دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے حیات ظاہری ہی میں اپنے افعال مبارکہ اور کلماتِ ناصحہ کے ذریعے جن کو شرع شریف کی اصطلاح میں حدیث کہتے ہیں۔ قیامت تک کے لیے رہنما اصول و احکام فرامین امت کی ہدایت کے لیے حسب ضرورت صادر فرمایا۔ ساتھ ہی ساتھ کتاب اللہ شریف جیسی اہم کتاب عطا فرمایا۔ جو بموجب فرمانِ خداوندی وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔ ہے یعنی اس کتاب مبین میں ہر شئی کا روشن بیان ہے۔ اور قیامت تک کے لیے ہر قوم ہر جماعت ہر فرد کے لیے درپیش مسائل کا حل ہے۔ رب کریم نے قرآن کریم کی حفاظت اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے۔ ارشاد فرماتا ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ چونکہ قرآن کریم کے فصاحت و بلاغت اشارے و کنایات استعارات و تمثیلات احکام علل ناسخ و منسوخ کو ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ بڑے بڑے فصحاء و بلغاء حکماء و عقلاء آیات کریمہ کو جد و جہد

کے باوجود مکمل طور پر سمجھنے سے قاصر رہے مفہوم کچھ کا کچھ سمجھ بیٹھے۔ اس لیے اللہ کے پیارے رسول دانائے غیوب معلم کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے ترجمہ وتفسیر شانِ نزول احکام فرامین کو بیان کرنے کے لیے اپنے مخصوص مخاطبین علماء ربانیین کو اپنے نیابت کا درجہ عطا فرمایا۔ جیساکہ ارشادِ گرامی ہے۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کرام کے مانند ہیں۔ جو کام تبلیغ ورشد وہدایت کا انبیاءِ بنی اسرائیل فرماتے رہے۔ وہ رشد وہدایت کا کام رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانۂ پاک کے بعد علماء تابعین کرتے رہیں گے۔ جس کے ذریعے قوم رشد وہدایت صلاح وفلاح کے راستے پر چل سکے گی انھیں حضرات علماء کی تبلیغ واشاعت کے ذریعے قوم صراطِ مستقیم پر گامزن ہوسکے گی۔ علماء کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کو درجات کے اعتبار سے ایک دوسرے کو ایک دوسرے سے ممتاز فرمایا۔ کچھ ایسے علماء ہیں جو علمِ شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت سے مالا مال ہوکر اپنے اپنے دور کے امام ومقتدیٰ بنے۔ مثلاً سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اور انھیں ائمہ دین نائبین رسول کی صفوں میں کچھ ایسے لوگ بھی تشریف لائے جو کمالات ظاہری کے ساتھ ساتھ تصرفات وکرامات سے بھی نوازے گئے۔ جن کے ذریعے بہت سارے

گمراہ و باطل فرقے علوم ظاہری وباطنی تصرفات وکرامات کو دیکھ کر دامن اسلام میں آگئے۔ جن میں سرفہرست سلطان الاولیاء الشیخ الشاہ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی وسلطان الہند حضور خواجۂ خواجگان معین الدین حسن چشتی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان حضرات کے صحبت پاک میں جو لوگ بھی خالصًا لوجہ اللہ حاضرباش رہے۔ وہ لوگ ان اولیاء کرام کی صحبت پاک فیوض وبرکات تعلیم وتعلم کے سبب علومِ ظاہری وباطنی کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ قوم وملت کو اپنے علوم کے ذریعے رہنمائی فرماتے رہے۔ لاکھوں افراد ان کی صحبت پاک وتعلیم کے ذریعے دامنِ اسلام میں آئے۔ کچھ ایسے بھی علماء ربانیین تشریف لائے جو قوم وملت کو اپنے علوم شریعت کے ذریعے رہنمائی فرماکر مکرِ شیطان سے لوگوں کو محفوظ و مامون فرماتے رہے۔ اپنے اپنے دور میں دشمنانِ خدا ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سرکوبی دلائل واضحہ وحجج قاطعہ سے فرماتے رہے جن سے ایک عالم فیضیاب ہوتا رہا۔ یہ حضرات اپنے اپنے وقت میں قوم کو اندھیرے سے اجالے میں منتقل فرماتے رہے مثلاً مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عقائد باطلہ کی دھجیاں بکھیر دیں۔ شاہانِ وقت کے رعب ودبدبہ کے باوجود ان کی کبھی کسی خامی پر رعایت بھی نہیں فرمائی۔ اعلاءِ کلمۃ الحق کا علَم ہاتھ میں لے کر دین اسلام کی تبلیغ تحریر وتقریر سے فرماتے رہے۔ آج بھی ان کی تحریر وتقریر رہنما اصول ہیں۔ چودہویں صدی ہجری میں عالَم

Scanned with CamScanner

اسلام گمراہیت کے دل دل میں پھنسا ہوا تھا۔
سیدھے سادھے مسلمان پر شیطان اپنے مکرو
فریب کے ذریعے غالب ہونے کی کوشش کرتا رہا۔
ایسے وقت میں امام اہلسنت مظہر غوث اعظم
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے علمی جاہ و جلال تصرفات و کمالات
کا پرچم بلند ہوا۔ دشمنانِ اسلام کے عقائدِ
باطلہ و نظریات فاسدہ کے شمار کرنے کے لیے
آپ نے مختلف علوم و فنون جو حضور پیران پیر
غوثِ اعظم دستگیر کے سایۂ کرم سے ملی تھیں ان
کے ذریعے باطل عقائد رکھنے والوں کو دلائل قاہرہ
کے ذریعے لاجواب فرماکر پرچم اسلام کو بلند فرمایا
کم و بیش ہزار سے زائد کتب و رسائل مختلف علوم
و فنون میں تحریر فرماکر وہابی دیوبندی نیچری
و قادیانی جیسے بدمذہبوں کا ردِ بلیغ فرمایا۔ کفر و
شرک میں تہلکا مچا دیا۔ عشقِ رسول میں دشمنوں
کی کوئی ناپرواہ کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ ؎

کلک رضا ہے خنجر خوں خوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

آپ کی تحریریں قیامت تک آنے والے علماء
نائبینِ رسول کو ہتھیار کا کام دیتی رہیں گی۔ تعلیم و
تعلم کے لیے آپ نے ایک تبلیغی قلعہ یعنی دارالعلوم
منظر اسلام بریلی شریف کو قائم فرماکر اپنے درس
و تدریس سے علماءِ نائبین کی ایک جماعت تیار فرمائی
وہی جماعت علماءِ نائبین اپنے اپنے علاقے میں نیابتِ
رسول کا حق ادا کرتے رہے۔ جن میں کوئی اپنے
وقت کا فقیہ عصر حضرت علامہ امجد علی صدر الشریعہ
علیہ الرحمۃ تھے۔ تو کوئی صدر الافاضل جیسا علم کلام
علوم عقلیہ و نقلیہ کا ماہر تو کوئی حجۃ الاسلام جیسا
محققِ علمِ حدیث میں کامل درک رکھنے والا تو کوئی
امام المتقین علامہ الشاہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ
الرحمۃ جیسا باکمال مفتیٔ اعظم تھا۔ علم و شریعت
و طریقت کا سنگم، مسلک اعلیٰ حضرت کی تبلیغ و
اشاعت الگ الگ خطے میں انھیں نائبین رسول کی
صف میں ایک صاحب کمال بزرگ حضور شعیب
الاولیاء الحاج الشاہ محمد یار علی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ براؤں شریف ضلع بستی سدھارتھ نگر یوپی
جنھوں نے اپنے علومِ ظاہری و تصرفاتِ باطنی کے
ذریعے کتنے گمراہوں بدمذہبوں کو راہِ راست پر
لاکر نیابتِ رسول و اعلاءِ کلمۃ الحق کا فریضہ انجام
دیا اور اودھ کے سارے ضلع میں علماءِ کرام
کی ایک جماعت لے کر مذہب اہلسنت کے فروغ کے
لیے دورے فرماتے رہے۔ اور ایسے مقامات بھی
آئے جہاں اعلاءِ کلمۃ الحق میں کافی دقتیں پیش
آتی رہیں۔ کہیں کہیں گمراہ فرقوں سے مناظرے کی
بھی اشد ضرورت پیش آئی۔ علماءِ کرام کی مقدس
جماعت لے کر جن میں سرفہرست ممتاز عالم دین
مناظر اعظم حضور شیر بیشۂ اہلسنت علامہ الحاج
محمد حشمت علی قادری برکاتی رضوی لکھنوی علیہ
الرحمۃ والرضوان ہیں۔ مناظرے کے میدان میں
آگے بڑھے۔ ہر ہر جگہ پر وہابی دیوبندی مغلوب
خائب و خاسر ہوتے رہے۔ بھدرسہ فیض آباد
کے وہابیوں نے مناظرے میں شکست کی وجہ سے
حضور شیر بیشۂ اہلسنت پر مقدمہ دائر کر دیا۔ الحمد للہ!

اس میں فتح مبین حاصل ہوئی ابھی تبلیغ و اشاعت کا کام جاری ہی تھا۔ کہ ایک شب حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان نے خواب میں حضور امام اہلسنت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنے مرشد اجازت سرکار ستھنی حضور سیدنا الشاہ عبداللطیف ستھنوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی زیارت کی۔ عالم رویا میں حضور شاہ عبداللطیف ستھنوی کو دیکھا کہ آپ خانقاہ میں تشریف فرما ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ حضور امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند طلبہ کو درس دے رہے ہیں۔ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ نے اس خواب کی تعبیر یہی سمجھی کہ گویا امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دارالعلوم قائم کرنے کی تلقین فرما رہے ہیں۔ صبح ہی حضرت علیہ الرحمۃ اپنے صاحبزادے پیر طریقت مولانا الحاج محمد صدیق احمد صاحب علیہ الرحمۃ اور اپنے صاحبزادے مولوی محمد فاروق احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو حکم فرمایا کہ بہت جلد علماء کرام خدمات حاصل کرکے دینی تعلیم کا آغاز ہونا ضروری ہے۔ تاکہ دونوں مسلم الثبوت بزرگوں کی خواہش پوری کرکے ان حضرات کی روح کو خوش کر سکوں ایسے ہی ادارے کے ذریعے صحیح معنوں میں بنیادی طور پر تبلیغ دین و اعلاء کلمۃ الحق ہو سکے گا۔ آپ نے ادارہ مبارکہ کا نام دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول رکھا۔ آپ نے حضور سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک سے ادارے کو منسوب کرکے واضح فرما دیا کہ یہ ادارہ پاک خالصاً لوجہ اللہ والرسول ہے اس میں ریا و نام و نمود کا کسی زاویئے سے دخل نہیں ہے۔ آپ نے اس ادارہ پاک کے دستور اساسی میں جملہ اساتذہ کرام و ممبران ادارہ کو قانوناً پابند فرما دیا۔ کہ ادارۂ مبارکہ میں وہی ملازم مدرس و رکن ہوگا جو مسلک اعلیٰ حضرت امام اہلسنت پر سختی کے ساتھ قائم رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے رجسٹری کے دفعات میں اس کو نمبر (۱) شرط پر رکھا ہے جو مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم نہ رہے تو اس ادارے کا رکن بھی نہیں رہ سکتا۔ الحمدللہ ادارۂ مبارکہ جو امام اہل سنت مولانا الحاج الشاہ امام احمد رضا خاں اور پیر طریقت الشاہ مولانا عبداللطیف علیہ الرحمۃ والرضوان کے اشارۂ ابرو پر قائم ہوا اب اس ادارۂ مبارکہ میں جو مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان نے ایسے علماء کی تقرری فرمائی جو شریعت مطہرہ پر بھرپور عامل ہوں۔ عہدۂ صدر المدرسین کے لیے ایسا عظیم عالم دین تلاش فرما رہے تھے جو متصلب فی الدین و احقاق حق کا بھرپور جذبہ رکھتا ہو۔ ساتھ ہی ساتھ مسلک اعلیٰ حضرت کا عظیم مبلغ ہو جس سے اس ادارے کا مقصد اصلی حاصل ہو جائے۔

آپ کی نگاہ ولایت جماعت علماء میں جس ذات عالی پر مرکوز ہوئی وہ ذات حضور بدر دین وملت علامہ الشاہ محمد بدرالدین احمد صدیقی کی تھی۔ آپ کے اندر بہت ساری خوبیاں ایک ساتھ جمع تھیں خاکساری و خوش اخلاقی اپنوں کے لیے نہایت ہی شفیق و کریم تھے۔ رہا دینی مسائل تو اس میں آپ کسی کی بھی رعایت نہیں فرماتے تھے۔ خود بھی

Scanned with CamScanner

متصلب فی الدین تھے۔ اور اپنوں کو بھی متصلب فی الدین دیکھنا چاہتے تھے۔ ایسی مقتدر شخصیت کو دار العلوم اہلسنت فیض الرسول کے عہدۂ صدر المدرسین پر فائز فرمایا جس سے ادارہ کو کافی ترقی ملی اور اہلسنت وجماعت و مسلک اعلیٰحضرت کے نقیب و پاسبان کی حیثیت سے اس ادارہ کو جانا اور پہچانا گیا۔ آپ نے شب و روز کی محنت اور انتہائی ذمہ داری کے ساتھ تقریبًا بیس سال تک اپنے عہدے پر فائز ہوکر ادارے پاک کی تعلیمی حالات کو بہتر سے بہتر بنایا۔ پورے ملک ہندوستان و دیگر ممالک میں اس ادارۂ پاک تعلیم و تربیت کی شہرت خوشبو کی طرح پھیلی۔ علمی جاہ و جلال اس ادارے کا طرۂ امتیاز رہا۔ آپ کی تقرری یکم ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱ر جولائی ۱۹۵۶ء میں ہوئی۔ آپ ۱۲ر شوال ۱۳۹۴ھ مطابق ۶ر دسمبر ۱۹۷۵ء تک دار العلوم میں صدر المدرسین کے عہدے پر فائز رہے۔ اس دوران میں مختلف شعبہ جات دار الافتاء، دار المصنفین، دار المطالعہ تدریسی تربیت، شاندار لائبریری کا قیام ہوا — ماہنامہ فیض الرسول کا اجرا ہوا جس سے مسلک کا عظیم فائدہ ہوا۔ آپ نے طلبۂ فیض الرسول میں مذہبی اسپرٹ پیدا کرنے کی طرف کافی توجہ فرمائی۔ اسلاف کرام کے طرز پر طلبہ کے لباس و عملی زندگی گزارنے کی ترغیب فرماتے رہے۔ اختلافی مسائل پہ مکالمہ کراتے اور مناظرہ کا گر بتاتے دورۂ حدیث کے طلبہ کو احادیث کریمہ کے درس لینے کے وقت عمامہ لازم قرار دیا۔ دستار فضیلت کے موقع پر دستار سے پہلے مسلک امام احمد رضا پر قائم رہنے کا عہد و اقرار لیتے۔ نماز باجماعت کی پابندی فاسقوں کے وضع سے پرہیز کرنا فارغین کے لیے ضروری قرار دیا وہابیہ و مرتدین سے دور رہنے حسام الحرمین و تکفیر وہابیہ کے حق ہونے کے اقرار تحریری طور پر کرواتے رہے۔ الحمد للہ آج تک یہی طریقہ رائج ہے۔ یہ ایک ایسا عمل تھا جو مدارس اہلسنت کی دنیا میں کم ہی نظر آتا تھا۔ حضور شیخ طریقت مفتیٔ اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلسۂ دستار فضیلت کے موقع پر اپنی خوشی کا اظہار فرمایا اور معائنہ میں تحریر فرمایا کہ ایسا عہدہ و اقرار ضروری ہے مگر اپنے لوگ اس سے غافل نظر آئے۔ حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کو بہت بہت دعائیں دیں۔ حضور بدر ملت کا روحانی سلسلہ شیخ طریقت شہزادۂ اعلیٰحضرت حضرت علامہ الحاج الشاہ مصطفیٰ رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔ آپ نے انھیں اپنے کرم سے بیعت فرماکر سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کی اجازت و خلافت عطا فرمایا۔ اور بہت سارے اجازات و تبرکات سے مالامال فرمایا۔ آپ کے مشہور اساتذہ کرام کے چند اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ حضور استاذ العلماء حافظ ملت علیہ الرحمۃ، حضور شیخ العلماء علیہ الرحمۃ، حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ وغیرہم

حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کے تلامذہ کی تعداد بہت کثیر ہے۔ جو ملک و بیرون ملک میں اپنی اپنی درسگاہ کے ماہ و نجوم بن کر ایک عالم کو فیض یاب کر رہے ہیں۔ جن میں مقررین مصنفین و مفتیان کرام

Scanned with CamScanner

اور شیخ الحدیث کی بہت ساری تعداد ہے۔ کچھ مشہور تلامذہ کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔ حضرت مولانا محمد جمیل احمد شمیم قادری حضرت مولانا محمد محسن صاحب قبلہ سابق مدرس دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف۔ حضرت علامہ الحاج مولانا قدرت اللہ صاحب رضوی صدر المدرسین دارالعلوم تنویر الاسلام (امردوبھا)۔ حضرت علامہ الشاہ غلام عبد القادر علوی ناظم اعلیٰ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف۔ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب قبلہ علوی نائب صدر مدرس دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف۔ حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب یار علوی۔ حضرت مولانا محمد سمیع صاحب شیخ الحدیث مدرسہ اہلسنت ناسک۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب خلیل آبادی شیخ الحدیث مدرسہ لعل گنج۔ حضرت مولانا عارف اللہ صاحب شیخ الحدیث جام نگر۔ حضرت مولانا نورانی شاہ صاحب خلف اصغر حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ۔ حضرت مولانا الحاج محمد ثانی صاحب خلف اکبر بدر ملت علیہ الرحمۃ۔ حضرت مولانا صوفی محمد صدیق احمد صاحب یار علوی شیخ الحدیث دارالعلوم غوثیہ بھیرہواں نیپال۔ اس کے علاوہ بہت سارے تلامذہ جو اپنے اپنے درسگاہوں میں شیخ الحدیث اور صدر مدرس کی جگہ پر فائز ہیں۔ اور کچھ ایسے بھی علماء کرام کی جماعت نظر آتی ہے کہ جنھوں نے آپ کی صحبت پاک میں رہ کر اکتساب فیض کر کے علماء میں ممتاز و منفرد مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کرتے رہے۔ صورت اور سیرت میں اسلاف کے نمونہ نظر آتے تھے۔ مثلاً حضرت مولانا الحاج صوفی کوثر صاحب قبلہ مبلغ دین متین، نمونۂ اسلاف خلیفۂ حضور بدر العلماء حضرت مولانا عبد الصمد صاحب رضوی۔ اور حضرت مولانا انوار احمد صاحب قادری رضوی ناظم اعلیٰ دارالعلوم اندور۔ شہزادگان میں حضرت علامہ الحاج محمد ثانی صاحب نے کافی شہرت حاصل کی۔ آپ کا تبلیغی دورہ زیادہ تر مہاراشٹر، گجرات خصوصاً بمبئی میں بہت کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ سب سے چھوٹے صاحبزادے حضرت محمد رابع المعروف بہ نورانی شاہ۔ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ جو اپنے سارے بھائیوں میں علمی و عملی حیثیت سے منفرد الامثال ہیں۔ آپ نے دارالعلوم فیض الرسول سے فراغت حاصل کی۔ ان کی علمی صلاحیت دیکھ کر ادارہ فیض الرسول نے اور اس کے ارکان نے خصوصاً حضور شہزادۂ شعیب الاولیاء پیر طریقت علامہ الحاج غلام عبد القادر علوی نے ارکان کے مشورہ سے اپنے ادارہ مبارکہ ہی میں باضابطہ اعلیٰ مدرس بنایا۔ الحمد للہ! وہ ہم لوگوں کے اعتماد پر پورے اترے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ اپنے عالمانہ جاہ وجلال فضل و کمال کے باوجود بزرگان دین کی صحبت پاک سے فیض و برکات حاصل کرنا اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ آپ خود تحریر فرماتے ہیں

Scanned with CamScanner

"میں نے بفضلہ تعالیٰ گیارہ سال حضور شعیب الاولیاء کی حیات مبارکہ کا زمانہ پایا جس سے میری دینی تربیت میں بہت کچھ مدد ملی۔

آپ تدریس کے ساتھ ساتھ اہلسنت وجماعت کے لیے چاہے وہ طفلاں کے بچے ہوں یا ابتدائی عربی و فارسی کے ہوں یا فوقانیہ، یا عالیہ کے طلبہ ہوں۔ ہر ایک کی ضرورتوں کو دیکھتے ہوئے درسی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ الحمد للہ ان کی تصنیفات پوری دنیا میں قدر کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں۔ آپ کی تصنیفات درجنوں میں ہیں۔ مگر چند اسمائیہ ہیں۔ چھوٹے طلبہ کے لیے یکم سے پنجم تیسیر ادب، تیسیر قواعد، اور عربی و فارسی کے ابتدائی درجات کے لیے۔ فیض الادب حصہ اول، دوم، جواہر المنطق، عروس الادب تلخیص الاعراب عربی طلبہ کے لیے۔ تحریر فرماکر طلبہ پر احسان فرمایا۔ مسلکی اعتبار سے سوانح اعلیٰ حضرت کو اپنوں نے اور غیروں نے سراہا۔

الحاصل حضور بدر ملت پیر طریقت علامہ الشاہ محمد بدر الدین احمد رضوی نور اللہ مرقدہ اسلاف کے صحیح جانشین اور عمل تصویر تھے۔ اعلاء کلمۃ الحق کے لیے آپ نے اپنے آپ کو وقف فرمادیا تھا۔ ان کی صورت و سیرت دیکھ کر ہر آدمی متاثر ہو جاتا تھا۔ ہم جیسوں پر جو خصوصی کرم فرمایا اس کو تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے۔

فقط محمد سید احمد انجم عثمانی صدر المدرسین دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف۔ یوپی

۸۶/۹۲

عزیز گرامی مولانا حافظ و قاری امام بخش صاحب قادری تیغی فاضل دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی یوپی نے میرے مشورے کے مطابق مہوا ضلع ویشالی، صوبہ بہار میں ایک سنی دینی درسگاہ قائم کی۔ جس کی تعمیر کے سنگ بنیاد رکھنے اور تعلیم کا افتتاح کرنے کے لیے مجھے مدعو کیا۔ میں مہوا پہونچا۔ اور ۴ر شعبان ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۳ر مارچ ۱۹۸۹ء دوشنبہ مبارکہ کے دن شام کو میں دار العلوم اہلسنت تیغیہ فیض الرسول مہوا ضلع ویشالی بہار کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا اور دوسرے دن ۵ر شعبان ۱۴۰۹ھ کو درس کا افتتاح کیا۔ دعا ہے کہ مولائے قدیر جل شانہ ادارہ ہذا کو شمس الہدیٰ بورڈ پٹنہ کے چنگل سے بچائے رکھے۔ اور سنی مسلمانوں کو اس کی امداد و اعانت کا جذبۂ صادق عطا فرمائے۔ اور ادارہ ہذا کے اراکین و بانی و طلبہ و مدرسین کو مسلک سرکار اعلیحضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ پر قائم رکھے۔ اور وہابیوں دیوبندیوں نیز دیوبندیت نوازوں کی گمراہیوں سے ان سب کو محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ رسولہ خاتم النبیین سید المرسلین افضل العلمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

کتبہ بدر الدین احمد قادری رضوی نوری
خادم مدرسہ غوثیہ بڑھیا ضلع بستی یوپی۔

Scanned with CamScanner

حضور بدر ملت ترجمان اہلسنت

از حضرت مولانا مفتی
حامد القادری المصباحی صاحب قبلہ سجادہ نشین خانقاہ قادری تھنتیاں شریف مظفر پور۔ (بہار)

ولادت و تعلیم

پیکر زہد و اتقار، حامل لوائے عروج وارتقار، ماحی ظلمات اہلِ ہوا، حامل وعامل سُنن پاک مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنار حضرت علامہ بدر الملۃ والدین مفتی بدر الدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمۃ ۱۳۴۸؁ھ مطابق ۱۹۲۹؁ء میں موضع حمید پور ضلع گورکھپور اترپردیش میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم متفرق مقامات پر حاصل کرنے کے بعد ماہ شوال ۱۳۶۷؁ھ مطابق ستمبر ۱۹۴۸؁ء میں دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور ضلع اعظم گڈھ میں داخلہ لیا اور چار سال تک وہاں تعلیم وتربیت کے بافیض ماحول میں اکتساب ضیاء کرتے ہوئے ۱۰ر شعبان ۱۳۷۱؁ھ مطابق مئی ۱۹۵۲؁ء کو دستار فضیلت وسند فراغت سے نوازے گئے۔ ۶۳ر سال کی عمر میں رمضان المبارک ۱۴۱۲؁ھ مطابق ۱۳ر مارچ ۱۹۹۲؁ء شب شنبہ کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا ضلع بستی کے احاطۂ نورانی میں مدفون ہوئے۔

آپ نے جن یگانۂ روزگار اور فضلائے اعاظم اساتذہ سے کسب علم وفضل کیا ان میں حضور حافظ ملت استاذ الاساتذہ محدث مراد آبادی علیہ الرحمۃ بانیٔ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور۔ شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمۃ، شیخ المحدثین حضرت علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی علیہ الرحمۃ اور شیخ الخطباء حضرت علامہ عبد المصطفےٰ اعظمی علیہ الرحمۃ کے اسمار مقدسہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ علم وفضل کے مذکورہ بالا اساطین ملت اور اکابرین دین وشریعت نے جس ذرّے کو اپنی تجلیات کی آغوش تربیت میں لے لیا اسے بدر بننے میں کیا دیر ہوسکتی ہے؟ آپ بدر ملت بنے، بدر شریعت بنے، بدر طریقت بنے اور بدر سُنیت بن کر ایک عالم کو تصنیف وتالیف، تعلیم وتدریس اور فقہ وافتار کے انوار قلب وروح نواز سے چمکا دیا۔ فللّٰہ الحمد

تصانیف

حضرت بدر ملت نے درج ذیل کتابیں تصنیف فرمائیں۔

(۱) سوانح اعلیٰحضرت (۲) نورانی گلدستہ (۳) تحقیقی جواب (۴) تذکرہ سرکار غوث وخواجہ (۵) ردّ تقویۃ الایمان (۶) عطیۂ ربانی در مقالۂ نورانی (۷) دستور اساسی (۸) بدر الفتاویٰ۔ (زیر ترتیب) (۹) اظہار حق۔ (۱۰) مضامین بدر ملت (۱۱) الجواب المتین عن سوال محمد امین (۱۲) الجواب النورانی عن سوال الہمدانی (۱۳) تلخیص الاعراب (۱۴) عروس الاذ

Scanned with CamScanner

(۱۵) فیض الادب دو حصے۔ (۱۶) جواہر المنطق
(۱۷) تعمیر ادب پانچ حصے (۱۸) تعمیر قواعد دو حصے

مذکورہ بالا تصانیف ہر عمر و ہر طبقہ اور ہر فکر و نظر کے حامل افراد کو دینی و علمی شعور و آگہی عطا کرنے کے لیے بے حد مفید ہیں۔ میں نے سب سے پہلے حضرت بدر ملت کو ان کی گراں قدر تصنیف سوانح اعلیٰحضرت مطبوعہ ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء سے جانا اور امام اہلسنت حضور امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کو آیت رب العلمین اور معجزۂ رحمۃ للعلمین جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیثیت سے بہت حد تک سوانح اعلیٰحضرت ہی سے میں نے پہچانا۔

تدریسی خدمات

(۱) دار العلوم اشرفیہ مبارکپور میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے حکم پر شوال ۱۳۷۱ھ تا ۲۵ رجب ۱۳۷۲ھ تدریسی مشق کے طور پر طلبہ کو درجات عربی کی کتابیں پڑھائیں۔

(۲) ذوالقعدہ ۱۳۷۲ھ سے ڈھائی سال تک انجمن معین الاسلام پرانی بستی میں درس نظامی کی تعلیم دی۔

(۳) یکم ذوالقعدہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۵۶ء کو حضور سیدنا شعیب الاولیا حضرت شاہ مولانا محمد یار علی علیہ الرحمۃ کی دعوت وطلب پر دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی میں تشریف لائے اور مسلسل انیس سال تک صدر المدرسین کے فرائض بحسن وخوبی بہزار ترقی وعروج انجام دیتے رہے اور ۱۶ شوال ۱۳۹۴ھ کو ادارہ فیض الرسول سے مستعفی ہوگئے۔

(۴) ۹ ذوالقعدہ ۱۳۹۴ھ مطابق ۲۴ نومبر ۱۹۷۵ء تا یوم وصال یعنی ۸ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۳ مارچ ۱۹۹۲ء تک مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا میں بہ حیثیت صدر مدرس اپنے فرائض انجام دیئے۔

حضرت بدر ملت نے اکتالیس سالہ دور تعلیم وتدریس میں علوم اسلامیہ کی خدمت واشاعت کرکے ہزاروں طلبہ کو علم وعمل کے زیور زریں سے آراستہ فرمایا فالحمد للہ۔

سوز اصلاح قوم

عصر حاضر میں مذہب بیزاری عام ہو چکی ہے دینی شعائر کا احترام دلوں سے اٹھتا جا رہا ہے۔ فرائض وواجبات سے غفلت برتی جا رہی ہے۔ جس قوم مسلم کو خلافت الٰہیہ کا تاج زریں عطا ہوا تھا آج اس کے اکثر و بیشتر افراد نے خالی آفت والی حرکتوں پر اپنا تن من دھن قربان کر رکھا ہے۔ مسلمانوں کو ان کا فرض منصبی یاد دلانے اور ان میں احساس بیداری وذمہ داری پیدا کرنے کے لیے حضرت بدر العلمائ نے بڑے ہی سوز و درد اور قلق واضطراب کے ساتھ بہت سارے مضامین حساس عنوانات پر زیب قرطاس وقلم فرمائے۔ ان مضامین کے مطالعہ کے بعد دین پر سختی سے عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ہاں جس کی قسمت میں قسام ازل جل جلالہ نے ابتداہی میں محرومی لکھ دی ہے اسے اصلاح قبول نہ کرنے پر اپنے نصیبے پر ماتم کرنا چاہیے۔

ذیل میں حضرت بدر العلماء کے مضامین کی خاص خاص باتیں اس امید کے ساتھ سپرد قلم کر رہا ہوں کہ صاحب مضامین علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں خراج عقیدت کے ساتھ ساتھ ان کا پاک مشن عام سے عام تر ہو جائے وما توفیقی الا باللہ۔

Scanned with CamScanner

خلاصۂ تعلیمات و ارشادات

(۱) ایک مومن کا نماز پڑھتے رہنا غلامیٔ مصطفےٰ کی نشانی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۲) باپ کے ذمہ صرف یہی نہیں کہ وہ خود نمازی ہو بلکہ اپنی اولاد کو بھی نمازی بنائے۔

(۳) شوہر پر جہاں یہ لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کے شرعی حقوق ادا کرے وہیں یہ بھی لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کو نماز کی تاکید کرے۔

(۴) حضرات پیران کرام کے لیے جہاں اور باتیں ضروری ہیں وہیں یہ امر بھی لازم ہے کہ وہ اپنے مریدوں کو نماز کی تلقین کریں اور غفلت کی صورت میں ناراضگی کا اظہار کریں

(۵) مدارس عربیہ دینیہ کے حضرات اساتذہ پر جہاں یہ فرض ہے کہ وہ طلبہ کی چال چلن کی نگرانی اور اصلاح کرتے رہیں وہیں یہ بھی فرض ہے کہ وہ نماز باجماعت کے لیے طلبہ پر سختی رکھیں اور جو طالب علم نماز باجماعت کا پابند نہ ہو اس کو درسگاہ سے نکال باہر کریں

(۶) ایک دوست کے لیے جہاں دوستی کے حقوق ادا کرنے ضروری ہیں وہیں یہ بھی واجب ہے کہ وہ اپنے ساتھی پر اخلاقی دباؤ ڈال کر اسے نماز پڑھنے کے لیے مجبور کرے اور غفلت و سستی کی صورت میں اس سے اپنی بیزاری ظاہر کرتا رہے۔ (دین کا ستون از کتاب نورانی گلدستہ)

(۷) تبلیغی جلسوں میں مدعو کئے جانے والے علماء مسلمانوں کی رہنمائی کا فرض انجام دیں

(۸) واعظین وخطباء وقت کے بدترین مذہبی فتنوں سے مسلمانوں کو بچائیں۔

(۹) دین کے چھپے دشمن بارگاہِ رسالت کے بگلا بھگتوں سے مسلمانوں کو ہوشیار اور چوکنا رکھیں۔

(۱۰) خانقاہوں کے پیران کرام، درگاہوں کے سجادہ نشین تعلیم گاہوں کے علماء عظام، دارالعلوم وجامعہ کے ساحرالبیان واعظین، تبلیغی جلسوں میں مدعو کئے جانے والے مقررین عام مسلمانوں کو وہابیت کی گمراہی و بے دینی سے آگاہ کریں اور یہ حکم شرعی سنائیں کہ وہابیوں کے پیچھے نماز باطل ہے۔ وہابیوں سے شادی بیاہ کا رشتہ لگانا حرام ہے۔ وہابیوں سے اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا جائز نہیں۔ وہابی دیوبندی پیر سے مرید ہونا حرام اور باطل ہے۔ وہابی مولوی اگر میلاد شریف پڑھنے اور قیام تعظیمی کرنے پر تیار ہو جائے تب بھی اسے منبر پر جگہ دینا اس سے تقریر کروانا حرام وناجائز ہے۔

(۱۱) سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت وعظمت کے جاں نثار علماء اور وفادار خطباء کا اہم فریضہ ہے کہ موجودہ دور کی بدعقیدگی، آزاد خیالی، بے دینی بالخصوص وہابیت، دیوبندیت صلح کلیت کے فتنے سے مسلمانوں کو بچائیں۔

(اہم ترین فریضہ از مضامین بدر ملت)

(۱۲) قرآن مجید سے واضح ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل یعنی یہودی لوگ خودسری اور سرکشی میں بہت آگے تھے انہوں نے حلال وحرام کے امتیاز کو ختم کر دیا تھا ان کی گستاخانہ طبیعت کا عالم یہ تھا کہ انبیاء کرام

علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حق گوئی کی وجہ سے شہید
کر دیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس کفر وطغیان
والی قوم پر طرح طرح کا عذاب نازل فرمایا۔ ان
کے کثیر افراد سوّر اور بندر بن کر ہلاک ہوئے۔
افسوس موجودہ زمانہ میں اکثر مسلمانوں کی
زندگی پر یہودیوں کے مزاج اور ذہنیت کی
گہری چھاپ پڑ گئی ہے۔ دور حاضر کے مسلمان
احکام شرعیہ کے سامنے ڈھٹائی، شوخی
اور لاپروائی دکھا رہے ہیں۔

(۱۳) احکام دینیہ میں سب سے اہم حکم یہ تھا کہ مسلمان
سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا آقا
ومولیٰ وحاکم وفرماں روا سمجھیں سرکار کی تعظیم و محبت
کو اپنے تمام امور میں بالا رکھیں سرکار کی محبت و
تعظیم کی برکت سے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی پہچان
ملے گی۔ خدا کی عظمت وجلال پر ایمان نصیب
ہوگا آخرت کی سدھار کی فکر ہوگی۔

(۱۴) جب سرکار کی تعظیم کے لیے قرآن مجید نے
سرکار کے حق میں رَاعِنَا کا لفظ بولنے سے ممانعت
کی اور اس جگہ اُنْظُرْنَا کہنے کی تعلیم دی۔ آج
یہودی مزاج مسلمان کہلانے والے قرآنی تعلیمات
کی مخالفت کرتے ہوئے اسی سرکار کو گالیاں
دیتے ہیں بلکہ کتابوں میں لکھ کر چھاپتے اور شائع
کرتے ہیں۔

(۱۵) اسلامی تعلیم یہ تھی کہ مسلمان اپنا بدن پاک وطاہر
رکھیں نماز و تلاوتِ قرآن پاک کی پابندی کریں۔
روزہ رکھیں۔ زکوٰۃ کے لیے عربی سال کے
مہینے کی کوئی تاریخ مقرر کر لیں۔ زمین کی پیداوار
کا دسواں بیسواں ادا کریں۔ سچ بولیں، جھوٹ
اور فحش الفاظ زبان سے نہ نکالیں۔ اسلامی
لباس پہنیں، فاسقوں کافروں کی وضع قطع
سے بچیں۔ شرع کے مطابق ایک مشت داڑھی
رکھیں۔ نکاح کے موقع پر ناچ، گانے بجانے اور
لڑکے کو رشوت دے کر اور تلک چڑھا کر رشتہ
طے کرنے سے بچیں۔ سینما نہ دیکھیں۔ غیر مردوں سے
عورتوں کو پردہ کرائیں۔ جو شخص شریعت کے مسئلہ
میں دھاندلی کرتا ہو سب مل کر اس کا بائیکاٹ
کریں۔ پنچائتی شکل میں اس پر اتنی سختی کریں جس سے
مجبور ہو کر وہ شریعت کے دائرہ میں آجائے۔

یہ تھے اسلامی معاشرہ کو برپا رکھنے کے شرعی
احکام لیکن یہودی مزاج مسلمان عتاب و عذاب
خدا سے بے خوف ہو کر بری طرح احکام شرعیہ
کی کھلے عام مخالفت کر رہے ہیں۔ کافرانہ طرز زندگی
اختیار کرنے والے مسلمان پیشاب کے بعد نہ تو پانی
سے طہارت کرتے ہیں نہ ڈھیلے یا پتھر سے، ان
کا کپڑا اور جسم ناپاک رہتا ہے۔ مسجدیں نمازی کو
ترستی ہیں لیکن ظالم فاسق مسلمانوں کو ان پر رحم نہیں
آتا۔ پڑھے لکھے ستم گر یہودی صفت مسلمانوں کو
قرآن مجید تلاوت کرنے کا موقع نہیں ملتا لیکن
جاسوسی رومانی تاریخی ناول، افسانہ، ماہنامہ
ہفت روزہ اخبار پڑھے بغیر ان کا دانہ ہضم ہی
نہیں ہوتا۔ رمضان شریف کے دنوں میں یہودی
مزاج مسلمان کھلے عام پان بیڑی سگریٹ استعمال
کرکے ماہ مبارک کا مذاق اڑاتے اور روزہ دار
مسلمان کو چڑھاتے ہیں۔ مالدار دھاندلی باز
مسلمان تاؤ میں آکر خلافِ شرع کاموں میں
تو پانی کی طرح روپیہ بہاتے ہیں لیکن دین و
مذہب کے معاملہ میں اگر روپیہ خرچ کرنا پڑے
تو ان کو بخار آجائے گا۔ آج مسلمان کہلانے والوں

Scanned with CamScanner

میں فی ہزار پانچ نفر مشکل سے ملیں گے جو سچ بولنے کی عادت رکھتے ہوں باقی نو سو پچانوے وہ ہیں جن کے لیے جھوٹ دال روٹی کی طرح غذا ہے مسلمان کہلانے والا وکیل اپنے مؤکل کو علی الاعلان جھوٹ بولنے کی تعلیم دیتا ہے اور خود جھوٹ کی رسی بٹنے کی روٹی کھاتا ہے اور پھر صاف ستھرا مہذب انسان بنتا ہے۔ ننانوے فی صد مردوں عورتوں کا شیوہ فحش الفاظ بولنا اور آپس میں گالی گلوج کرنا ہے بہت بہت سے بے حیا دیوث اپنی بیٹی، بہن ماں کے سامنے عورتوں کی شرمگاہ کا بھونڈا نام لے کر بے دریغ گالیاں بکتے ہیں۔ کفار و مشرکین کی نقالی کرتے ہوئے آج کا یہودی مزاج ظالم مسلمان اسلامی لباس کے بجائے فاسقوں کا لباس پہنتا ہے۔ جوان لڑکیاں ننگا لباس پہن کر سینہ تانے ہوئے اسکول جاتی ہیں۔ مجوسی مسلمان کہلانے والے ظالم داڑھیاں منڈاتے اور کافروں کی صورت بنائے رہتے ہیں اور بعض تو داڑھی کا مذاق اڑاتے ہیں۔ کچھ بے حیا دیوث باپ اپنی منکوحہ لڑکی کو اس کے شوہر سے طلاق لئے بغیر دوسرے مرد کو زناکاری کے لیے دینے لگے۔ پہلے چوری چھپے زناکاری ہوتی تھی۔ اب کھلے عام باطل نکاح کی آڑ میں صریح زناکاریاں ہو رہی ہیں لیکن محلہ ٹولہ اور پاس پڑوس کے مسلمان ان زناکاروں کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھاتے نہ زنا کرنے والوں کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔

انہیں بیہودیانہ گستاخیوں، شوخیوں اور فاسقانہ غداریوں، دھاندلیوں کے انتقام میں اللہ تعالیٰ نے یورپ کے سکھائے ہوئے کتوں، بھیڑیوں اور بچھوؤں کو اپنا قہر و عذاب بنا کر مسلمان کہلانے والوں پر مسلط کر دیا ہے۔ بھلا لیڈروں ایڈیٹروں میں دم ہے کہ اسلام و سنیت پر ظلم کرنے والے مسلمانوں کو قہر الٰہی سے بچالیں۔ حکومت کو گالیاں دینے اور حکومت کے خلاف چیخنے چلانے سے نہ تو قہر الٰہی ٹلے گا نہ مسلمانوں کے مسائل حل ہوں گے۔ قہر الٰہی تو اسی صورت میں ٹلے گا کہ مسلمان بارگاہ الٰہی میں توبہ کریں اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر استغفار کریں معافی مانگیں صحیح عقائد دینیہ سیکھ کر اللہ و رسول پر ایمان رکھیں۔ بارگاہ رسالت کے وفادار بن کر سرکار کی غلامی و اطاعت اختیار کریں۔ کرسی کی لالچ میں دشمنان اسلام سے دوستی نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے اس کھرے ایمان اور سچی غلامی مصطفےٰ کی برکت سے غلبہ عطا فرمائے گا جس سے ان کے مسائل آپ سے آپ حل ہو جائیں گے۔ حکومت وقت ان پر مہربان ہو گی لیڈروں کی لیڈری کی قطعی ضرورت نہ رہے گی۔ بفضلہ تعالیٰ امن و امان اور سکون و اطمینان نصیب ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ موجودہ دور کے مسلمان یا تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلام بن کر عزت والی زندگی بسر کریں اور دنیا سے سرکار کا غلام بن کر سفر کریں۔ یا اللہ و رسول سے سرکشی کر کے قہر الٰہی کا کوڑا کھائیں۔ اپنی مسجدوں اور قرآن پاک کی بے حرمتی کرائیں۔ دنیا میں کتوں جیسی ذلیل زندگی گذاریں۔ پھر فاسق و فاجر بن کر مریں العیاذ باللہ۔ مسلمانوں کی عملی زندگی کا سدھار خوف الٰہی پر موقوف اور ان کے عقائد دینیہ کی حفاظت کھرے عقیدے اور پاکیزہ کردار والے سنی علماء و مشائخ کی صحبت سے وابستہ ہے اس لئے قرآن نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور کھرے عقیدہ اور پاکیزہ کردار والے سنی عالموں اور پیروں

Scanned with CamScanner

کے ساتھ رہو (قہرالٰہی سے نجات کا راستہ از مضامین بدرملت)

(۱۶) مذہب اہلسنت وجماعت پر مضبوطی سے قائم رہیں اہلسنت کے جتنے مخالف مثلاً رافضی، قادیانی نیچری، وہابی، دیوبندی، غیر مقلد، تبلیغی، مودودی ندوی صلح کلی وغیرہ ہیں سب سے اپنا ایمان بچانے کے لیے جدا رہیں اور سب کو اپنا مذہبی دشمن اور مخالف جانیں ان کی بات نہ سنیں ان سے میل جول نہ رکھیں ان کی کوئی کتاب نہ دیکھیں۔

(۱۷) نماز پنجگانہ کی پابندی نہایت ضروری ہے مردوں کو مسجد میں حاضر ہونا اور جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے۔ کسی کی نوکری، ملازمت خواہ تجارت وغیرہ کسی حاجت کے سبب نماز قضا کر دینا سخت ناشکری، پرلے سرے کی نادانی ہے۔ کوئی وسیلۂ رزق نماز کھو کر برکت نہیں لا سکتا۔

(۱۸) جتنی نمازیں قضا ہو گئی ہیں سب کا ایسا حساب لگائیں کہ تخمینے میں باقی نہ رہ جائیں زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں۔

(۱۹) جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے لہٰذا صحیح وضو کرنے کی عادت ڈالنا نہایت ضروری ہے اس تاریک دور میں وضو میں بڑی لاپرواہی برتی جا رہی ہے وضو کی سنتوں کا لحاظ رکھنا تو دور کی بات ہے خود فرض وضو کے لالے پڑے ہیں۔

(۲۰) جتنے روزے کبھی قضا ہوئے ہوں دوسرا رمضان آنے سے پہلے ادا کر لیے جائیں کہ حدیث شریف میں ہے جب تک پچھلے رمضان کے روزوں کی قضا نہ کر لی جائے اگلے روزے قبول نہیں ہوتے

(۲۱) جو صاحب مال ہیں زکوٰۃ بھی دیں اور جتنے برسوں کی نہ دی ہو فوراً حساب کر کے ادا کر دیں

(۲۲) مالک نصاب پر ہر سال قربانی کرنا اور فطرہ دینا ضروری ہے کھیتی والے پر اپنے کھیت کی پیداوار کا عشر ادا کرنا لازم ہے۔

(۲۳) صاحب استطاعت پر حج فرض اعظم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تارک حج کو فرمایا کہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر

(۲۴) عورتیں پردہ کو فرض جانیں۔ ہر نامحرم سے پردہ فرض ہے نہ بے پردہ پھریں نہ بے پردہ گھر میں رہیں۔ مردوں پر فرض ہے کہ اپنی بیویوں، بیٹیوں بہنوں وغیرہ کو بے پردگی سے بچائیں۔ پردے کی تاکید کریں۔ جنھیں سزا دے سکتے ہیں انھیں سزا دیں۔

(۲۵) مرد داڑھی کو لازم جانیں۔ داڑھی شعار اسلام ہے۔ داڑھی منڈانا کتروانا حرام ہے۔ داڑھی کی شرعی حد ایک مشت ہے جو اس سے کم کرادے وہ فاسق ہے۔ بعض درگاہوں کے سجادہ نشین حضرات اپنی داڑھی کتروا کر حد شرع سے کم رکھتے ہیں ان پر جب خواہش نفسانی کا اتنا غلبہ ہے کہ اپنے چہرے پر چار انگلی کی داڑھی نہیں بڑھا سکتے تو کسی ولی کے مزار کی سجادگی قبول کرنے کا ان کو کیا حق ہے؟

(۲۶) جھوٹ گالی، بدزبانی، چغلی، غیبت، بدکاری ظلم، خیانت، نام ونمود، غرور وتکبر وغیرہ افعال قبیحہ غلامی مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رشتہ کو کمزور کرتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کو ان اعمال سیئہ سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

(۲۷) سینما بینی کی وبا اسلامی معاشرہ کی دشمن ہے اور اب تو اس تاریک دور میں ٹیلی ویژن کا ظالم بت باپ بھائی، بیٹا، بیوی، بہو بیٹی، بہن اور داماد سب کی عزت وحیا شرم ولحاظ کو بُری

Scanned with CamScanner

طرح لوٹ رہا ہے۔ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان اپنے گھروں کو اس ظالم بت کی نجاست سے پاک کریں (خوش عقیدہ مسلمانوں کے لیے ضروری ہدایات)

(۲۸) مسلمانوں کے اعمالِ بد کی شامت اور نحوست نے متعصب حکمرانوں، اسلام دشمن لیڈروں، فساد پسند ہندوؤں کو اس قدر جری بنا دیا کہ انہوں نے انصاف، قانون اور دستورِ ہند سب کا گلا گھونٹ کر اجودھیا کی چار سو ستاون (۴۵۷) برس کی قدیم تاریخی بابری مسجد کو مندر میں تبدیل کر دیا۔

(۲۹) چار سو ستاون برس کی طویل مدت میں کسی ہندو نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ رام چندر مندر توڑ کر بابری مسجد تعمیر ہوئی ہے۔

(۳۰) ۲۲ دسمبر ۱۹۴۹ء کو ۲ بجے رات میں ہندوستان دشمن بلوائیوں نے دسٹرکٹ مجسٹریٹ نائر اور دیگر حکام ضلع فیض آباد سے سہارا پا کر بابری مسجد کے ممبر پر مورتی نصب کر دی اور کمال تعجب تو یہ ہے کہ مسجد کی حفاظت پر مقرر پولیس کی موجودگی میں مورتی نصب کرنے کا کام انجام دیا گیا۔

(۳۱) مسلمانوں نے بابری مسجد پر اس سنگین ظلم کے خلاف ہائی کورٹ میں مقدمہ دائر کیا۔ ابھی ہائی کورٹ سے کوئی فیصلہ صادر بھی نہ ہوا تھا کہ یکم فروری ۱۹۸۶ء کو صوبائی اور ضلعی حکمرانوں نیز فیض آباد کورٹ کے جج نے بابری مسجد کا تالا تڑوا کر اسے ہندوؤں کے حوالے کر دیا اور ظلم پسند ہندوؤں نے ایک قدیم شاہی خدا خانہ کو بت خانہ بنا دیا

(۳۲) اے سرکار خواجہ! ہم نہتوں، بے دست و پا مسلمانوں پر اربابِ اقتدار کی چیرہ دستی بہت بڑھ گئی ہے پہلے تو جان و مال، عزت و آبرو، گھر دوکان پر مسلسل حملے ہوتے رہے اب مسلمانوں کے دین و ایمان، حدیث و قرآن، مسجد و معبد پر حملے شروع ہو گئے ہیں۔ یا سرکار اجمیر المدد۔ یا سرکار خواجہ الغیاث۔

یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہیٰ
اولیا کو حکم نصرت کیجئے

(تاریخی بابری مسجد اجودھیا)

(۳۳) نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ممنوع ہے کیوں کہ ایک صورت میں وہ رافع سنت ہے اور دوسری صورت میں اسراف ہے۔ نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مکبرین کی تقرری کی جائے۔ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہو تو وہ رافع سنت ہوگا اور نمازیوں کی کمی ہے پھر بھی محض فیشن اور رواج کے پیش نظر لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہو تو اسراف ہے۔

(نماز اور لاؤڈ اسپیکر)

(۳۴) آج کل مشرکین و مرتدین کی دیکھا دیکھی سنی مسلمانوں میں بھی دستی چین دار گھڑی کا استعمال روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ یہ چین شکل و صورت میں بالکل عورتوں کے کنگن جیسا ہوتا ہے تو گویا گھڑی باندھنے کے بہانے کلائی میں کنگن استعمال ہو رہا ہے۔

(۳۵) شرعی اعتبار سے چین دار گھڑی کا استعمال ناجائز و ممنوع ہے اور چین دار گھڑی باندھے ہوئے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(۳۶) اب بہت سے فیشن ایبل مولانا حضرات بھی چین دار گھڑی کی شکل میں کنگن پہننے کے عادی ہوتے جا رہے ہیں۔ مولانا صاحبان کا یہ خلاف شرع عمل جواز کی سند اور دلیل نہیں بن سکتا

(مولانا کی بھی کلائی میں کنگن)

Scanned with CamScanner

(۳۷) قرآن مجید کے محاورہ اور بولی میں کفری عقیدہ
رکھنے والے لوگ ظالم ہیں۔ والکفرون ھم
الظلمون ۰ (پ۳ ع۲) یعنی کفری عقیدہ رکھنے والے
لوگ خود ہی ظالم ہیں۔

(۳۸) کفری عقیدہ رکھنے والے جو شرعًا ظالم
ہیں مسلمان ان سے میل جول، دوستی اور محبت
نہیں کرسکتے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا
فتمسکم النار (پ۱۲ ع۱۰) کفری عقیدہ والے
ظالموں کی طرف مت جھکو ورنہ تمہیں جہنم کی آگ
بھون ڈالے گی۔

(۳۹) کھلے کفار و مشرکین اور کلمہ گو منافقین
و مرتدین جو شرعًا ظالم ہیں مسلمانوں کا ان کے
ساتھ میل جول، اٹھنا بیٹھنا جائز نہیں وامّا
ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری
مع القوم الظلمین (پ۷ ع۱۴) اور اگر شیطان
تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کے
پاس نہ بیٹھ۔

(۴۰) جو سنی مسلمان قادیانیوں سے محبت کرے
وہ سنی نہیں رہ گیا منھم ہوکر قادیانی ہوگیا۔

(۴۱) جو سنی مسلمان رافضیوں سے محبت کرے
وہ سنی نہیں رہ گیا منھم ہوکر رافضی ہوگیا۔

(۴۲) جو مسلمان نیچریوں سے محبت کرے وہ سنی
نہیں رہ گیا منھم ہوکر نیچری ہوگیا۔

(۴۳) جو سنی مسلمان دہریوں سے محبت
کرے وہ سنی نہیں رہ گیا منھم ہوکر زندیق
ہوگیا۔

(۴۴) جو سنی مسلمان محفل میلاد شریف قائم
کرے، نیاز و فاتحہ کرے سرکار خواجہ
غریب نواز، سرکار محبوب الٰہی نظام الدین اولیا،
سرکار مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی وغیرہم کی
بارگاہ میں حاضری کی خاطر اجمیر شریف، دہلی
کچھوچھہ مقدسہ وغیرہ جائے مگر بایں ہمہ
دیوبندیوں وہابیوں سے قلبی محبت کرے میل
جول رکھے تو وہ سنی نہیں رہ گیا منھم ہوکر
وہابی دیوبندی ہوگیا جیسا کہ وہ حلوا جو پاک
اور ستھرا ہو خوب لذت دار ہو اونچے دام کا
ہو، مفرح قلب و دماغ ہو خوشبودار ہو لیکن
بایں ہمہ گوبر سے دوستی کرکے گوبر سے مل
جائے تو وہ حلوا نہیں رہ گیا گوبر ہوگیا۔

(۴۵) یہود و نصاریٰ کافرانِ بد ہیں اور ان سے
بدتر مشرکین ہیں اور ان سے بدتر کلمہ گو منافقین
و مرتدین اور ان میں سب سے بدتر بارگاہ رسالت
علیہ التحیۃ والثناء کے گستاخ اور باغی وہابی دیوبندی
ہیں۔ تو جب قرآن حکیم نے فتویٰ دیا کہ یہود و نصاریٰ
سے قلبی محبت و وداد کفر و ارتداد ہے تو اسی
قرآن مجید کا بدلالۃ النص فتویٰ ہے کہ وہابی
دیوبندی سے دلی محبت اور قلبی موافقت شدید
کفر و ارتداد ہے۔

(۴۶) فان اللہ عدو للکفرین ۰ (پ۱ ع۱۲)
اللہ تعالیٰ جو رب العٰلمین اور ارحم الراحمین
ہے وہ کافروں کا ہرگز دوست نہیں بلکہ دشمن
ہے اور جب اللہ کافروں کا دشمن ہے تو دشمنان
خدا سے قلبی محبت رکھنا ضرور کفر ہے۔

(چند قرآنی فتاویٰ)

(۴۷) دہریہ اور ملحدین کے سوا باقی کلمہ گو فرقوں
میں کوئی ایسا نہیں جو عقیدہ کی اہمیت کا منکر ہو
عقیدہ جڑ اور عمل شاخ۔ اگر عقیدہ حق ہے تو عمل
خیر کارآمد و نفع بخش ہے اور اگر عقیدہ باطل اور

Scanned with CamScanner

کفری ہے تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ، قربانی تلاوت قرآن مجید، تبلیغ اسلام وغیرہ سب اکارت اوجبط ہیں (عقائد دینیہ اسلامیہ)

(۴۸) جو چیز دینِ اسلام کا نشان ہو اس کو مٹانا بحکم قرآن مجید ناجائز و حرام ہے۔ مثلاً ختنہ اسلام کا شعار ہے اس کو باقی رکھنا مسلمانوں پر فرض ہے یونہی داڑھی جو ختنہ سے بھی بڑھ کر نشانی اسلام و شعار دین ہے اسے باقی رکھنا مسلمانوں کے لیے بے حد ضروری اور ختم کر دینا حرام ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ دین کے اس شعار عظیم کو ختم کرنے اور بالکل مٹا دینے پر خود مسلمان ہی تلے ہوئے ہیں مسلمان کہلانے والوں میں جو حکمراں طبقہ ہے وہ تو گویا اس شعار مقدس کو نیست و نابود کر کے دفن کر چکا ہے چنانچہ دورِ حاضر میں مسلم ممالک کے وزراء سفراء اور صدر مملکت کو آپ داڑھی منڈا ہی پائیں گے کیوں کہ ان کے نزدیک وزارت سفارت اور صدارت کا اہل ہونے کے لیے داڑھی منڈا یا داڑھی کترا ہونا اہم شرط ہے یوں ہی غیر مسلم ممالک میں جن مسلمانوں کا تعلق سیاست و حکومت سے ہے وہ بھی اسلام کے اس وقیع شعار کے عملاً مخالف ہیں

(۴۹) قرآن و حدیث اور اسلامی فقہ کی نگاہ میں داڑھی اسلامی زندگی کا جز و لاینفک اور مسلمان کے لیے ایک لازمی مذہبی عمل ہے داڑھی منڈانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ جس ملازمت میں داڑھی رکھنے کی اجازت نہ ہو وہ ملازمت مسلمان کے لیے حرام ہے۔

(۵۰) داڑھی رکھنا مذہباً فرض اور ایک مشت تک بڑھانا شرعاً واجب ہے یہاں تک کہ اگر داڑھی منڈا مسلمان نماز کے لیے اذان پڑھے تو دوسرا غیر فاسق مسلمان دوبارہ اذان پڑھے

(۵۱) اگر داڑھی منڈا مسلمان نماز پڑھا دے تو مقتدی اس نماز کو دوبارہ ادا کرے

(۵۲) اگر داڑھی منڈا مسلمان عید وغیرہ کے چاند دیکھنے کی گواہی دے تو اس کی گواہی پر عید منانا جائز نہیں۔ کیوں کہ داڑھی منڈا کی گواہی شرعاً مردود اور غیر معتبر ہے۔

(۵۳) مسلمانوں کے لیے داڑھی لازم نہیں۔ کیرل ہائی کورٹ کا فیصلہ۔ کیرل ہائی کورٹ کے جج نے مذکورہ فیصلہ سناتے ہوئے ایک غریب کانسٹبل کو داڑھی رکھنے سے روک دیا۔ سنو خود مسلمانوں کے فاسق پیروں، بے عمل مولویوں نے، شرع سے آزاد لیڈروں، ممبروں، منسٹروں نے، کالج یونیورسٹی کے پروفیسران، بیرسٹروں اور ماسٹروں نے، اسپتال کے کمپونڈروں اور ڈاکٹروں نے کچہری، کورٹ کے وکیلوں اور ججوں نے، لکھ پتی اور بیتی سیٹھوں نے، بے شرع عام فاجروں نے کیرل ہائی کورٹ کو ایسا خلافِ دین و مذہب فیصلہ کرنے کی ہمت دلائی ہے۔ آج داڑھی پر پابندی عائد کی گئی کل کو یہ دلیل دے کر کہ فلاں وزیر نماز نہیں پڑھتا، فلاں صدر رمضان شریف میں روزہ نہیں رکھتا، روزہ اور نماز پر بھی پابندی لگائی جا سکتی ہے

(۵۴) مسلمانوں کے دین کا منبع سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ مسلمانوں کا اعتقاد و ایمان قرآن و حدیث سے وابستہ ہے۔ مسلمانوں کا مذہبی عمل علمائے شریعت کے بتائے ہوئے فتویٰ پر ہے۔ دینی مذہبی امور میں

Scanned with CamScanner

سیاسی لیڈروں کی حیثیت گھاس کے ایک تنکے کے برابر بھی نہیں

(داڑھی اور کیرلا ہائی کورٹ)

(۵۵) سیدھے سادے عوام جن کی نظر میں دیوبندی وہابی علماء کا صرف ظاہری کردار ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ دیوبندی علماء مسلم پرسنل لاء کی حمایت، تحفظ شریعت کی تائید میں جو کچھ دوڑ دھوپ کر رہے ہیں وہ سب دین کی خاطر تقاضائے ایمان پورا کرنے کے لیے ہے لیکن جو شخص دیوبندی علماء کے عقائد اور ان کے اندرون اعمال سے آگاہ ہے وہ خوب سمجھتا ہے کہ یہ ساری دوڑ دھوپ ذاتی منفعت اور قومی مصلحت کے لیے ہے۔

(۵۶) جس قوم کے پیشواؤں نے خدا کو بالامکان جھوٹا قرار دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو شیطان کے علم سے کمتر ٹھہرایا۔ زمین کے علم محیط کو شیطان کے حق میں قرآن و حدیث سے ثابت مانا۔ اور اسی علم کو سرکار کے لیے ثابت ماننا شرک قرار دیا۔ سرکار کے بعد نئے نبی پیدا ہونے کو جائز قرار دیا۔ سرکار کو بڑا بھائی اور مر کر مٹی میں مل جانے والا ٹھہرایا۔ تو ایسی قوم کو مسلم پرسنل لاء اور تحفظِ شریعت سے حقیقت میں کیا تعلق ہو سکتا ہے۔

(۵۷) جو قوم بارگاہِ رسالت علیہ التحیۃ والثناء کی باغی ہے وہ شریعتِ مصطفےٰ کی وفادار کب ہو سکتی ہے۔

(۵۸) وفاداریٔ سرکار مصطفےٰ کی پہلی منزل یہ ہے کہ پیارے مصطفےٰ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والے نجدی، وہابی، دیوبندی افراد اور تعظیم مصطفےٰ کے دشمن نیچریوں، ملحدوں، دہریوں سے بیزاری کا اعلان ہو۔ تعظیم مصطفےٰ کی خاطر ان سب سے سلام و مصافحہ کا مقاطعہ ہو ان کے ساتھ محبتانہ نشست و برخاست سے پرہیز ہو۔

(۵۹) مسلم پرسنل لاء کی جڑ سرکار کی ذاتِ اقدس ہے۔ جڑ کاٹ کر شاخ کو ہرا بھرا نہیں رکھا جا سکتا تعظیم مصطفےٰ کا حق ادا کرنے والا بندۂ مومن مثل حلوہ شیریں و پاک ہے۔ توہین مصطفےٰ کا حامی مثل گوبر تلخ و ناپاک ہے۔ دونوں میں اتحاد کیسا

(مسلم پرسنل لاء اور دیوبندی وہابی کی قیادت)

(۶۰) جس مسلمان کے ذمہ قضا نمازیں باقی ہیں اس پر جہاں یہ فرض ہے کہ وہ اپنی وقتی نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرتا رہے۔ وہیں یہ بھی فرض ہے کہ بالغ ہونے کے وقت سے نمازی ہونے تک اس بیچ میں جتنی نمازیں قضا ہو چکی ہیں انہیں بھی حسب موقع پڑھتا رہے۔ ہر روز کی قضا بیس رکعت ہوتی ہے۔ قضا نمازوں کو جلد از جلد ادا کرنے اور بارِ شرع سے سبکدوش ہونے کے لیے تخفیف کی چار صورتیں ہیں۔

اوّل:۔ رکوع میں صرف ایک بار سبحان ربی العظیم پڑھے لیکن اس کا پورا خیال رہے کہ رکوع میں پہنچ جائے تب سبحان کا سین شروع کرے اور عظیم کا میم پڑھ لے تو رکوع سے سر اٹھائے اسی طرح سجدہ میں ایک بار سبحان ربی الاعلیٰ اس طرح پڑھے کہ سجدہ میں ناک اور پیشانی جمنے کے بعد سین ادا کرے اور الاعلیٰ پڑھ لے تو سجدہ سے سر اٹھائے۔

دوم:۔ فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ تین بار سبحان اللہ پڑھے اور رکوع کر لے مگر وتر کی تینوں رکعتوں میں الحمد شریف پڑھنا اور اس کے ساتھ سورۃ ملانا ضروری ہے۔

Scanned with CamScanner

سوم :- نمازِ فجر میں التحیات کے بعد اور ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور وتر میں پچھلی التحیات کے بعد درود شریف اور دعاء ماثورہ کے بدلے صرف یہ درود شریف پڑھے۔ اللھم صل علی سیدنا محمد و اٰلہٖ پھر سلام پھیر دے۔

چہارم :- وتر کی تیسری رکعت میں اللہ اکبر کہہ کر دعائے قنوت کی جگہ صرف ربّ اغفرلی ایک بار یا تین بار پڑھے۔

(۶۱) بہت سے نمازی جن کے ذمہ قضا نمازیں باقی ہیں وہ وقتی نمازوں کے ساتھ نفل نماز تو بڑی خوشی سے پڑھتے ہیں لیکن اپنی قضا نمازوں کی ادائیگی سے بالکل غافل ہیں یہ ان کی سخت بھول ہے کیوں کہ جس کے ذمہ فرض باقی ہو اس کی نفل قبول نہیں۔
(قضائے عمری از نورانی گلدستہ)

(۶۲) جاندار شئی کی تصویر بنانا جائز نہیں۔ ہمارے علمائے شوافع اور دیگر علمائے اسلام فرماتے ہیں کہ جاندار کی تصویر بنانا حرام سخت حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ اسلامی تعلیم تو یہ ہے کہ جاندار کی تصویر اور فوٹو بنانا، بنوانا جائز نہیں بلکہ سخت حرام ہے لیکن اس شرعی حکم کے خلاف آستانہ دہلی کا عمل یہ ہے کہ وہ اپنے اوائل صفحات میں پرچہ کو رنگین اور جاذب نظر بنانے کے لیے دنیا کے مشہور و معروف مردوں و عورتوں کی تصویریں چھاپتا ہے حد تو یہ ہے کہ دواؤں کے اشتہار کے سلسلہ میں فرضی عورتوں کی نیم عریاں تصویریں چھاپنے سے بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا۔ حیرت ہوتی ہے کہ جب اسلامی شرع کے نزدیک جانداروں کی تصویروں کا چھاپنا چھپوانا حرام ہے تو اسلامی تعلیمات کی اشاعت کا ٹھیکیدار آستانہ تصویروں کے جواز کی عملی تبلیغ کیسے گوارا کر رہا ہے۔

(۶۳) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک پر اشارۃً درود و سلام لکھنا اس طرح کہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مختصر کر کے عم یا اس کے مثل ع، صل لکھنا ناجائز و ممنوع ہے جیسے کہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صلعم لکھنا ناجائز ہے لیکن اس حکم شرعی کے خلاف ماہنامہ آستانہ دہلی حضور پرنور سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک ناموں پر صلعم، صل، ع، لکھنے کی آزادانہ اشاعت کر رہا ہے۔

(۶۴) تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اہل خیر و صلاح اور عادل ہیں۔ ان کا تذکرہ جب کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ کیا جائے کیوں کہ شرعاً فرض یہی ہے۔ کسی صحابی کے ساتھ سوء عقیدت گمراہی و بدمذہبی اور استحقاق جہنم کا باعث ہے۔ لیکن نام نہاد روحانی جریدہ آستانہ دہلی اسلامی تعلیم کے خلاف ایک جلیل الشان عظیم المرتبت صحابی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بے لگام ہو کر لکھ رہا ہے کہ وہ اقتدار پسند تھے۔ ہوس اقتدار میں وہ حضرت علی سے مخالفت کی پروا نہ کی۔ معاہدہ کی پابندی نہ کی۔ خلافت راشدہ کے خلاف ریشہ دوانی اور سازش کی۔ (آستانہ اکتوبر ۱۹۵۳ء)

(۶۵) الحاصل خود مدیر آستانہ جس عقیدہ و مسلک کے ہوں لیکن ان کا یہ روحانی، اسلامی، اخلاقی، اصلاحی ماہنامہ تو کئی متضاد اوصاف کا حامل دکھائی دے رہا ہے۔ عام مسلمانوں کی خیر خواہی کے لیے ہم نے یہ چند ضروری امور پیش کر دیئے تاکہ عقائد اسلامیہ و مسائل شرعیہ کے ناواقف مسلمان آستانہ کی آزاد رفتار سے دھوکہ نہ کھائیں۔ (آستانہ دہلی کی عجیب رفتار)

Scanned with CamScanner

(۶۶) حدیث شریف کی کتابوں میں حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ قیامت کی نشانیاں آج
بھی محفوظ ہیں۔ بہار شریعت اول کی بیان کردہ دو
نشانیوں پر ہم کچھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں

(۱) زنا کی زیادتی ہوگی۔ اور اس بے حیائی
کے ساتھ جیسے گدھے جفتی کرتے ہیں۔ زنا کرتے
وقت بڑے چھوٹے کسی کا لحاظ و پاس نہ ہوگا۔

(۲) گانے باجے کی کثرت ہوگی۔

(۶۷) آزادی اور روشن خیالی کے اس تاریک دور نے
جب زنا جیسی بے حیائی کو جائز و حلال قرار دیا ہے
تو اس کی کثرت سے کون انکار کرسکتا ہے۔ رہا گدھوں
کی جفتی کی طرح کھلے عام زنا کرنا تو اس پر ابھی تھوڑی
سی پابندی ہے لیکن ریڈیو اور سینما اور مخلوط درسگاہوں
کی مسلسل کوشش سے قوی امید ہے کہ یہ برائے نام
پابندی بھی ختم ہوجانے والی ہے۔

(۶۸) رہی گانے بجانے کی بات تو اس کی کثرت تو
ہر کس و ناکس پر ظاہر ہے۔ شہر کی ہر مہذب و غیر
مہذب گلی، ہر بڑا چھوٹا ہوٹل، بس اور ریلوے
اسٹیشن، دیہات کی سڑک، پگڈنڈی، راستے
سب کے سب ریڈیو کی بدولت گانے بجانے کی
آواز سے ہر دم گونجتے رہتے ہیں۔ گویا حدیث
شریف نے بہت پہلے بتا دیا کہ جب سینما گھر قائم
ہوجائیں اور ریڈیو رات دن چاروں طرف شور
مچاتا رہے تو مسلمان چونکنے ہوجائیں اور سمجھ لیں
کہ اب بوڑھی مکار دنیا کی رنگین چہل پہل ختم ہونے
اور قیامت کے سنگین واقعات رونما ہونے کا
دن قریب تر آتا جارہا ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ
مسلمان زیادہ سے زیادہ توبہ و استغفار میں
لگ جائیں اور شیطان کے بچھائے ہوئے جال
میں پھنسنے سے اپنے آپ کو بچائیں۔

(۶۹) دورِ حاضر کا ریڈیو ننگے اور فحش گانے کے
ذریعہ انسان کے جنسی جذبات کو برانگیختہ کرکے
اس کے قلب میں زنا کی خواہش کا بیج بوتا رہتا ہے۔
اور سینما گھر میں پردۂ فلم کے ننگے اور حیاسوز مناظر
اس بیج کو اگاتے اور پروان چڑھاتے ہیں اور حیاباختہ
مرد و عورت شہوت سے بے قابو ہوکر زنا جیسے ملعون
فعل کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔ عورتوں کا اغوا کیا جانا
لونڈوں کا چوری اور جیب تراشی کے لیے نئے نئے
داؤں اختیار کرنا، کتنی کنواری لڑکیوں کا ماں بننا،
عورتوں کو نیم عریاں لباس پہنا کر، عورتوں کی ننگی
تصویر کو چھاپ کر ان کی چادرِ عفت کو تار تار کرنا یہ
سینما ہی کی برکت ہے۔

(۷۰) عورت تو پیدائشی طور پر ناقص العقل ہے
اگر عورت کی عقل و دانش میں نقصان کا مادّہ نہ
ہوتا تو وہ ضرور اپنی قیمت کو سمجھتی۔ اپنی ہم جنس کی
اس کھلے عام آبرو ریزی پر صدائے احتجاج بلند
کرتی۔ عورتوں کی ننگی تصاویر تیار کرانے والی فلم کمپنی
پر مقدمہ دائر کرتی۔ لیکن ایک طرف عقلِ سلیم کی کمی۔
دوسری طرف غلط آزادی، دونوں نے مل کر عورت
کی مٹی پلید کر رکھی ہے۔

(۷۱) یہ عجیب فلسفہ ہے کہ مردم شماری کی کثرت کو دیکھتے
ہوئے لیڈر اور ریفارمر حضرات گھبرا گھبرا کر "برتھ
کنٹرول"، پر بڑا زور دار وعظ کہتے ہیں اور مادۂ
حمل کی قاتل گولیوں اور انجکشنوں کے استعمال کا فوری
مشورہ دیتے ہیں۔ لیکن جن سوراخوں سے ناجائز طور
پر بے شمار انسانی کیڑے مکوڑے، رینگ رینگ کر
نکل رہے ہیں ان کو بند کر دینے کی نہ کوئی اسکیم ہے
نہ تجویز اور نہ اس کے لیے کچھ کوشش ہے نہ جدوجہد

Scanned with CamScanner

کیا یہ مخلوط اسکول، سینما، ریڈیو، ہوٹل، غیر ملکی ضیافت گاہیں، عورتوں کی بے حجابی اور آزادی اور دیگر اسباب ناجائز طریقے سے مردم شماری کے بڑھنے کا ذریعہ نہیں۔؟

(۲) مسلمانو! تمہیں اتنا کرنا اور ضرور کرنا ہے کہ سینما بینی بند کردو۔ اپنی عورتوں اور بچوں کو سینما دیکھنے سے قطعی طور پر روک دو۔ اپنے دوستوں اور عزیزوں کو سینما بینی سے بچاؤ اور ریڈیو جو چلتا پھرتا آلۂ شیطان ہے اسے اپنے گھر سے نکال باہر کردو (سینما اور ریڈیو دو ناگ)

(۳) اللہ تعالیٰ نے وضو میں دو اثر رکھا ہے ایک ظاہری جو آنکھ سے دیکھا جاتا ہے۔ دوسرا باطنی جو غیب ہے۔ وضو کا ظاہری اثر یہ ہے کہ بدن کے میل کچیل اور گھن والی چیزیں اس کے ذریعہ دھل جاتی ہیں اور جسم کا اتنا حصہ صاف ستھرا ہو جاتا ہے اور وضو کا باطنی اثر یہ ہے کہ اس کے پانی سے ہاتھ، منہ، ناک، چہرہ، کان، سر، آنکھ ناخن کے گناہ بھی دھل جاتے ہیں۔ وضو کا پانی جہاں بدن کے میل، گرد و غبار کو زائل کرتا ہے وہیں وہ گناہوں کی نجاست اور گندگی بھی دور کرتا ہے

(۴) اہل مشاہدہ اولیائے کرام نے اپنی آنکھوں سے وضو کرنے والوں کے گناہوں کی نجاست کو دھل دھل کر گرتے دیکھا ہے ان کی باطنی بینائی کا عالم یہ ہے کہ ان کے سامنے کوئی چور وضو کرے تو اس کے پانی کو دیکھ کر بتا دیں گے کہ اس دھوون میں چوری کی نجاست ہے۔ یوں ہی کوئی زناکار وضو کر رہا ہو تو اس کے پانی کو بھی دیکھ کر آگاہ کر دیں گے کہ اس میں زنا کی گندگی ہے۔

(۵) کوئی چور یا شرابی یا زناکار وضو کرے تو پانی کے ساتھ چوری کی خباثت، شراب نوشی کی نجاست زنا کی گندگی ضرور گرے گی لیکن ہے کوئی وہابی دیوبندی، نیچری، ندوی، تبلیغی، مودودی جو کہہ دے کہ میں ان گناہوں کی نجاست کو گرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور میں غسالۂ وضو دیکھ کر بتا سکتا ہوں کہ مثلاً یہ دھوون وضو کا ہے اور وہ دھوون شراب نوشی کا ہے۔ تمام گناہوں کی باطنی نجاست و قذارت قطعاً امور غیب میں سے ہے جن کا دیکھ پانا بدعقیدوں کے بس سے باہر ہے۔ مگر قربان جائیے سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و عزت پر کہ آنحضور نے امت کو اس غیب سے آگاہ فرمایا کہ گناہوں کی نجاست وضو کے پانی کے ساتھ گرتی ہے۔ اور نثار ہو جائیے دین مصطفےٰ کے خادم اور مسلمانوں کے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مقدس پر جو اپنی نگاہ پاک سے غیب کی چیزوں کا اس طرح مشاہدہ کرتے تھے جس طرح ہم اپنی آنکھوں سے زمین و آسمان، چاند اور سورج کو دیکھا کرتے ہیں۔ (نماز کی کنجی کیا ہے؟)

مذکورہ بالا تفصیلی اقتباسات سے جہاں حضرت بدرالعلماء کے سوچنے، سمجھنے، نتیجہ اخذ کرنے، اظہار مدعا کے لیے مناسب اور برمحل الفاظ کے استعمال کرنے اور مذہب اسلام سے تعلق رکھنے والے عرفی یا حقیقی مسلمانوں کے لیے جذبۂ ہمدردی و غمگساری کا بخوبی علم ہوتا ہے وہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بدرالعلماء باطل اور اہل باطل سے کسی سطح پر سمجھوتہ کے لیے تیار نہ تھے۔ الا یہ کہ اہل باطل اپنے عقائد باطلہ اور افعال قبیحہ سے توبہ کرکے سنت و شریعت کی راہ پر لگ جائیں۔ اور اس سلسلہ میں بلا خوف لومۃ لائم وہ اپنی سیدھی روش اور سچی راہ پر تادم آخر

Scanned with CamScanner

گامزن رہے۔

ایمان وعقائد اور اعمال صالحہ کی تشریح و وضاحت اور اس سمت حکمت اور موعظت حسنہ سے قوم کو دعوتِ انقیاد و اطالتِ دنیا اور کفریات و فواحش سے باحسن وجوہ نفرت و توحش پیدا کرنا اور اپنے عمل و کردار سے پوری زندگی اس کا مظاہرہ کرنا یہ ایسا کارنامہ ہے جو حضرت بدر ملت کو اپنے ہم عصر علماء و مشائخ میں ایک امتیازی شان اور گرامی قدر نشان حامل بناتا ہے۔

جمالِ یار کی رعنائیاں ادا نہ ہوئیں۔ ہزار کام لیا میں نے خوش بیانی سے۔

وصلے اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ الہٖ وصحبہ وبارک وسلم ولاحول ولاقوۃ الا باللہِ العلی العظیم

خلوص کیش

حامد القادری المصباحی غفرلہ۔ سرپرست اعلیٰ

جامعہ مدینۃ العلوم بھکولی شریف گورول ضلع مظفرپور

۲۷ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ

ضروری حکمِ شرعی

مسلمانو! اس زمانے میں خدا و رسول (جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے سب سے بڑے دشمن وہابی دیوبندی تبلیغی وغیرہم ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ خداوند قدوس کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ (رسالہ یکروزی ص۱۷) اللہ تعالیٰ کو غیب کا علم نہیں۔ البتہ وہ اگر چاہے تو دریافت کر سکتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۱۸) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم شیطان لعین کو ہے۔ اور رسول خدا کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں (براہین قاطعہ ص۵۵) حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ (تحذیر الناس ص۳) جیسا علم غیب حضور کو ہے ویسا علم غیب تو بچوں پاگلوں، جانوروں اور دیگر رذائل کو بھی حاصل ہے (حفظ الایمان ص۱۵) وغیرہ وغیرہ۔ وہابیوں دیوبندیوں کے انہیں عقائد باطلہ کے سبب علمائے عرب و عجم، ہند و سندھ نے متفقہ طور پر ان کے کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا ہے۔ اور صاف صاف حکم صادر فرمایا ہے کہ مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ یعنی جو ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کے کافر اور مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے — اس لیے بحکم شریعت مطہرہ خوش عقیدہ سُنی مسلمانوں پر ایسے لوگوں سے میل جول کھانا پینا، شادی بیاہ، رشتہ ناتہ حرام، ان کی اقتدا میں نماز حرام بلکہ ان کے عقائد کفریہ پر اطلاع کے بعد ہو تو مُبطل اسلام۔ وہ راستہ گلی میں مل جائیں تو ان کو سلام کرنا حرام وہ بیمار پڑیں تو دیکھنے جانا حرام۔ وہ مر جائیں تو ان کو غسل دینا حرام کفن دینا حرام، جنازہ اٹھانا حرام جنازہ کے ساتھ چلنا حرام، نمازِ جنازہ پڑھنا حرام، اور مسلمان کے قبرستان میں دفن کرنا حرام، ان کو چندہ دینا حرام۔ ان کا ذبیحہ کھانا حرام۔ ان کے جلسے میں جانا حرام۔ ان کی تقریر سننا حرام۔ عوام کو ان کی تحریر دیکھنا حرام

بدرِملت اور خدمتِ خلق واصلاحِ معاشرہ

از حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عیسیٰ صاحب قبلہ قادری رضوی نوری شیخ الحدیث الجامعۃ الرضویہ مظہر العلوم گرسہائے گنج ضلع قنوج (یوپی) ہند۔

اس کارگاہ ہستی میں خالق کائنات نے بے شمار انسانوں کو پیدا فرمایا اور انھیں نوع بنوع فضائل و کمالات عطا کئے ان میں انبیاء و اولیاء اور بہت سارے نامور ذی وجاہت انسان بھی پیدا ہوئے ان میں بعض اپنے کارناموں اور صلاحیتوں کی بنیاد پر متعارف و مشہور ہوئے اور معاشرت انسانی میں اپنے مخصوص خصائل وصفات کے سبب سے پہچانے گئے اور بعض اپنے علم و فضل اور کردار و عادات کے باعث انسانی دنیا میں مشہور و معروف ہوئے قدسی صفات انسانوں میں انبیاء و اولیاء کی عظمت و تقدیس ہر زمانے اور ہر عہد میں مسلم رہی اور یہ خلق خدا کی ہدایت و رہبری کے لیے وقف رہے ان کا ہر کام رضائے الٰہی کی خاطر ہوا انھوں نے دنیاوی حرص و طمع سے آزاد ہو کر پیغام ربانی پہنچانے کا خوش گوار فریضہ انجام دیا۔

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ جو ہستیاں اولو العزم و باوقار ہوئیں وہ بھی ان گنت و بے شمار ہیں۔ بعض عطائے ربانی اور خداداد صلاحیتوں کی بنیاد پر تاریخ کی زینت بنیں اور ان کے کارنامے آنے والی نسلوں کے لیے ہدایت و عمل کے انمٹ نقوش چھوڑ گئے اور بعض وہ ہیں جو تاریخ کے پردوں میں ایسے گم ہو گئے کہ اس فرش گیتی پر ان کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہا۔ یہاں تک کہ عہد رفتہ کی داستان و حکایات میں بھی ان کو جگہ نہ ملی۔

انھیں قدسی صفات انسانوں میں بعض نامور و جلیل القدر ہستیاں وہ ہیں جو علم و فضل، عادات و اخلاق اور دینی و ملی خدمات و کارناموں کی بنیاد پر تاریخ کا حصہ اور قوم کے ہادی و رہبر بن گئیں انھیں مقتدر و نامور شخصیتوں میں حضور بدر ملت حضرت علامہ بدرالدین احمد رضوی علیہ الرحمۃ خلیفۂ تاجدار اہلسنت شہزادہ اعلیحضرت مولانا الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی بھی جلی اور سنہرے حرفوں میں لکھا گیا اور ان کے تقدس و عظمت کا خطبہ چار دانگ عالم میں پڑھا جانے لگا۔

حضرت بدر ملت نے خدمت خلق اور تعلیم و تدریس کے نام پر جو کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ فرزندان ملت کے لیے ایک بے مثل ذخیرہ اور عظیم سرمایہ ہے۔ ان کی زندگی کی صبح و شام خلق خدا کی خدمت کے لیے وقف تھی ان کا اٹھنا بیٹھنا، ان کی نشست و برخاست، ان کا سونا جاگنا، چلنا پھرنا ان کا شب و روز غرضیکہ ان کا ایک ایک لمحۂ زندگی

خدمت خلق سے عبارت ہے۔ انھوں نے ہر گام
و ہر قدم پر خدمت خلق ہی کو ملحوظ و مدنظر رکھا اور اسی
کی خاطر اپنی زندگی کا قیمتی سرمایہ خرچ کیا۔ اسی راہ
میں انھوں نے تن من دھن کی بازی لگائی۔ اور
نادر الوجود قربانیاں پیش کیں

انسانی معاشرہ میں جب کوئی مقتدر و جلیل
القدر ہستی جنم لیتی ہے تو اس کی زندگی معاشرے کی
اصلاح و تعلیم کے لیے وقف ہوتی ہے اور اس
کا وجود مسعود معاشرے کے لیے سراپا انتخاب و
رحمت ہوتا ہے کیوں کہ چند افراد ملت کے آپس میں
مل جل کر رہنے اور خوشگوار ماحول میں اجتماعیت
و وحدت کا مظاہرہ کرنے کو معاشرہ کہتے ہیں۔

معاشرہ کسی فرد واحد یا تنہا کسی انجمن کا نام
نہیں بلکہ انسانی آبادی کی بقا باہمی کی خاطر آپس میں
میل محبت سے رہنے اور زندگی گزارنے سے ہی
معاشرہ تشکیل پاتا ہے اچھا اور صالح معاشرہ وہ
ہے جس میں انسانی فلاح و بہبود کے سامان مہیا
و موجود ہوں۔ ہر انسان آپس میں ایک دوسرے
کے کام آنے کا عادی و قائل ہو۔ اس میں کسی قسم کا
کوئی افتراق و انتشار نہ ہو اور نہ لوگ آپس میں
بغض حسد اور عداوت و عناد کے شکار ہوں۔

انسان کو ایسا پاک و مہذب معاشرہ صرف اور
اسلام کے دامن رحمت سے ملتا ہے اسلام ہی
صالح و نیک معاشرہ کا ضامن و محافظ ہے۔ اسلام
ہی نے انسانوں کو انسانیت و آدمیت کا درس
محبت و پیغام اخلاق دیا اس کی تعلیم و تہذیب
سراسر رحمت و مغفرت ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے
مراسم اسلامیہ اور مسائل شرعیہ کی پابندی صالح
اور نیک معاشرہ کی علامت و پہچان ہے اسی میں
انسان کی فوز و فلاح اور کامیابی مضمر و پنہاں ہے
بے حیائی اور بداعمالیوں کی موجودگی میں معاشرہ
مہذب و نیک نہیں کہلا سکتا۔ جس معاشرے میں
معصیت و گناہ کا رواج عام ہو اور خیر و شر کا
فرق و امتیاز مٹ جائے وہ اسلامی آداب و اصول
سے ناآشنا اور اخلاقی زندگی سے انجان ہوتا ہے
معاشرتی اصلاح و فلاح کے لیے لازم و ضروری
ہے کہ اسلامی اقدار کو بلند کیا جائے اور ہر فرد
بشر کو اسلامی احکام و قوانین کا پابند عامل بنایا جائے
انسانی دنیا کو اس کے بغیر آبرومندانہ زندگی نصیب
نہ ہوگی نہ اسے تہذیب و تمدن کا اجالا مل سکتا ہے

اگر کوئی انسان ہدایت و ارشاد کا علمبردار ہو
اور وہ خدمت خلق و فروغ دین و سنت کے نام پر
انسانی دنیا اور معاشرہ کی اصلاح و تعلیم کا فریضہ
انجام دینا چاہتا ہو تو اس کے لیے ایثار و قربانی خلوص
وللہیت علم و عمل، تعلیم و تعلم، درس و تدریس،
تصنیف و تالیف، افتاء و قضاء صورت و سیرت،
درد و محبت، محنت و لگن، بیعت و ارشاد، عبادت
و ریاضت، طاعت و بندگی، طہارت و پاکیزگی،
تقویٰ و پرہیزگاری، زہد و بزرگی، امانت و دیانت
صداقت و راست بازی، تہذیب و ثقافت،
غیرت و حمیت، عفو و درگذر، اخوت بھائی
چارگی، مساوات و برابری، اخلاق و کردار،
نیک عادات و اطوار، عزم و حوصلہ، جوش و جذبہ
جرأت و ہمت، شجاعت و بہادری، وقار و
تمکنت، صبر و قناعت، رضا و خوشنودی، توکل
و استغناء، جود و سخا، انعام و عطا، کرم و بخشش،
حق گوئی و بے باکی، یقین و اعتماد، شعور و آگہی،
فکر و تدبر، عقل و دانائی، خوف و خشیت، توفیق

Scanned with CamScanner

وتدبیر وغیرہ اوصاف حمیدہ وکمالات مختلفہ کا ہونا لازمی وضروری ہے ان کے بغیر نہ وہ رہبر کامل بن سکتا ہے نہ اس کی زندگی کسی کے لیے نمونہ ولائق تقلید بن سکتی ہے۔

اس نقطۂ نگاہ سے جب ہم حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کی زندگی کا حقائق وشواہد کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر اعتبار اور ہر زاویئے سے ان کی حیات اقدس میں یہ تمام اوصاف وکمالات بدرجۂ اتم موجود تھے۔ ان کی زندگی ان تمام خوبیوں کی مرقع ومجموعہ تھی انھوں نے حرص و طمع سے بے نیاز ہو کر بے لوث خدمت خلق کا خوشگوار فریضہ انجام دیا دین وسنت کے فروغ واستحکام میں سعی بلیغ فرمائی جس کی خاطر وہ زندگی بھر فی سبیل اللہ کام کرتے رہے اور انھوں نے بندگان خدا کو خدا کی بارگاہِ عظمت میں جھکا دیا یہی ان کی حیات وخدمات کا ماحصل اور نچوڑ ہے۔

تعلیم وتعلم

حضرت بدر ملت نے ہوش سنبھالنے کے بعد اپنے گاؤں کے مدرسہ میں اردو فارسی اور ابتدائی عربی کی تعلیم حاصل کی۔ بعدہٗ اعظم گڑھ کی ایک درسگاہ میں چند سال علم حاصل کرنے کے بعد اشرفیہ مبارکپور تشریف لائے وہیں پر آپ نے اپنا علمی سفر پورا کیا اور ۱۹۵۲ء میں دستار فضیلت وسند فراغت سے نوازے گئے حضرت بدر ملت کے لیے یہی وہ مبارک سال تھا جس سے آپ کی خدمت خلق اور معاشرتی اصلاح وتعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس میدان میں قدم رکھتے ہی آپ نے اپنے اندر نمایاں تبدیلی محسوس کی اور خدمت دین وسنت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا۔

درس وتدریس

یہاں تک کہ جب آپ نے تدریسی سفر کا آغاز کیا تو دنیا کی نگاہوں نے دیکھا کہ آپ کے اندر علم وفن اور فضل وکمال کا وہ حسن دلبانکپن موجود ہے جس کے باعث آپ بڑا سے بڑا کارنامہ انجام دے سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ زمانہ تدریس کا تھوڑا ہی عرصہ گزرنے کے بعد آپ فیض الرسول براؤں شریف مایۂ ناز استاذ کی حیثیت سے مدعو کیے گئے۔

یہ آپ کے علمی وعملی وقار ودبدبہ کی بات تھی کہ فیض الرسول میں جب تک آپ کا قیام رہا یہ مدرسہ تشنگان علوم نبویہ کا مرجع ومنبع رہا۔ اور آپ نے انھیں بحسن وخوبی سیراب وشاد کام کیا اور ان کی علمی پیاس بجھائی۔ غرضیکہ ایک طویل مدت تک آپ نے اس مدرسہ میں دین وشریعت کی بے لوث وگراں قدر خدمت انجام دی۔ پھر کچھ نامساعد و ناموافق حالات کی بنیاد پر آپ فیض الرسول سے "مدرسہ غوثیہ بڑھیا" تشریف لے گئے۔ یہاں پر بھی آپ نے خدمات علمیہ ودینیہ کا سفر جاری رکھا اور آخری دم تک اسی مدرسہ غوثیہ کو خدمت خلق کا ذریعہ وواسطہ قرار دیا۔ بعض مدرس وہ ہوتے ہیں جو مرکزی اور معیاری درسگاہ کے سبب سے نامور ومشہور ہوتے ہیں وہ درسگاہ ہی ان کی شہرت وعظمت کا سبب وعلت ہوتی ہے مگر آپ کسی عظیم درسگاہ یا مرکزی ادارے کے سبب سے مشہور وشہرت یافتہ نہ ہوئے بلکہ درسگاہ اور ادارہ آپ کے دم قدم سے مشہور ومرکز توجہ ہوا جس ادارے میں آپ کا قدم پہنچا وہ زمانے بھر میں ممتاز ومنفرد اور شہرتوں کا آسمان ہو گیا۔

Scanned with CamScanner

حضرت بدر ملت ایک فیض رساں
مایۂ ناز استاذ تھے ان کے درس و تعلیم میں فیض و
برکت تھی ۔ طلبہ سر کی آنکھوں سے آپ کی فیض بخشی
کا نظارا کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ اطراف و جوانب
اور دور دراز سے تشنگان علوم نبویہ آپ کی نگرانی
و سرپرستی میں تحصیل علم کو فخر و مباہات تصور کرتے
تھے اور آپ ایسے شفیق و ہمدرد استاذ تھے کہ
طلبہ کو آپ نے کبھی اپنی نفسانیت و ذاتیات کی
خاطر نہ ڈانٹا نہ کبھی انھیں مارا ، ہاں اگر انھوں نے
کوئی شرعی غلطی یا خلاف اصول کوئی کام کیا تو ان
پر فاروقی جلال کا عتاب نازل ہو جاتا ۔ اور سیف
حیدری نیام سے باہر آجاتی لیکن اپنے ذاتی معاملات
میں وہ موم کی طرح نرم و نازک تھے ۔ آپ کی درس گاہ
فیض میں طلبہ کا ہجوم و ازدہام رہتا ۔ طلبہ کی استعداد
و لیاقت کے اعتبار سے آپ طریقۂ تدریس اپناتے
اور طلبہ کے حسب حال دوران درس گفتگو کرتے
اور عام بول چال میں بھی اس بات کا لحاظ رکھا جاتا
کہ اگر طالب علم عربی سمجھنے کے قابل نہ ہوتا تو اس سے
اردو میں کلام کرتے اور اگر اس کے اندر عربی
سمجھنے کی لیاقت و صلاحیت ہوتی تو افہام و تفہیم
عربی میں کرتے اور عربی ہی کو ذریعۂ تعلیم قرار دیتے
ایک باکمال و ذی علم استاذ کا یہی دستور و طریقہ ہے
کہ وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ
و سلوک کرے جس کے وہ لائق و مستحق ہیں ۔ اس
بات کے ثبوت میں یہ واقعہ شاہد ہے جو میری
یادداشت و حافظے میں محفوظ ہے ۔

مجھ (راقم السطور) کو اچھی طرح یاد ہے
کہ میں جب منظر اسلام بریلی شریف میں اپنی تعلیم کا
اختتامی سال پورا کر رہا تھا تو سری لنکا کے دو طالب علم
منظر اسلام بغرض تعلیم آئے لیکن وہ اردو نہیں
بول سکتے تھے بلکہ فصیح عربی میں تکلم اور بات چیت
کرتے تھے ہم اور ہمارے ہم سبق ساتھی ان سے
عربی میں اچھی طرح بات کرتے تھے ان سے استفسار
پر معلوم ہوا کہ وہ دونوں طالب علم حضرت بدر ملت
کے پاس سے دو سال پڑھ کر آئے ہیں ۔ ہوا یہ تھا
کہ جب یہ لوگ سری لنکا سے حصول علم کے لیے ہندستان
آئے تو یہ لوگ نہ اردو جانتے تھے نہ عربی کیوں کہ
وہاں کی زبان ہندوستانی زبانوں سے الگ تھلگ
اور مختلف ہے پھر حضرت بدر ملت کی تعلیمی شہرت
سن کر جب یہ دونوں طالب علم ان کے سایۂ کرم
میں پہنچے تو حضرت بدر ملت کو ان سے ایک گونہ
فرحت و خوشی یہ سوچ کر ہوئی کہ ان کے ذریعہ سے
مسلکی ، دینی ، علمی انوار و برکات سری لنکا بھی پہنچیں
گے اس لیے بدر ملت نے بخوشی انھیں اپنے
قدموں میں جگہ دی اور تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع
ہو گیا مگر ہوا یہ کہ حضرت بدر ملت نے انہیں اردو
نہیں سکھائی کہ یہ بغیر محنت و مشقت کے بھی آجائے
گی بلکہ عربی سکھائی اور عربی ہی میں بات چیت کرنی
شروع کی اور ذریعہ تعلیم بھی عربی ہی رہی اور دوسرے
طلبہ کو بھی ان سے اردو میں بات چیت کرنے سے
روک دیا اس طرح ان دونوں طالب علم کو عربی
زبان پر مہارت و قدرت حاصل ہو گئی ۔

یہ تو بدر ملت کی ادنیٰ سی کاوش و کرامت ہے
ورنہ اس طرح کی محنت و کوشش تو انھوں نے ہر
ایک طالب علم کے ساتھ کی ہے ۔ جس نے بھی ان
کی بارگاہ علم و دانش میں زانوئے ادب تہ کیا اور
شرف تلمذ حاصل کیا وہ اس بات کا شاہد و قائل ہوگا
کہ حضرت بدر ملت ہر طالب علم کی خصوصی رعایت

Scanned with CamScanner

فرماتے اور ہر ایک کی فہم و فراست کے مطابق گفتگو کرتے اور اگر کوئی نیا طالب علم خدمتِ اقدس میں پہنچتا تو اس کی ہر ممکنہ دل جوئی فرماتے۔ ایک مشفق و محترم استاذ کی زندگی انھیں چیزوں سے عبارت ہے۔

آپ کے جذبۂ خدمات نے آپ کو چین و سکون سے بیٹھنے نہ دیا ہمیشہ آپ خلقِ خدا کی ہدایت و رہنمائی کے لیے مضطرب و بے قرار رہا کرتے تھے اپنے طلبہ کو تعلیم و تربیت کے ساتھ عمل کی تلقین و تاکید کرتے رہے اور پند و نصائح تو آپ کے مذاق زندگی میں شامل تھے۔ صرف اپنے طلبہ ہی کو ہدایت و ارشاد کی منزل سے آشنا و آگاہ نہیں کرتے تھے بلکہ عوام الناس اور اپنے معتقدین و متوسلین کو بھی عمل کی تاکید فرماتے اور اوراد و وظائف متعین کر کے پڑھنے کا اصرار کرتے یہاں تک کہ اگر کوئی ان کے بتائے ہوئے اوراد و وظائف میں کمی کرتا یا بالکلیہ پڑھنا ترک کر دیتا تو آپ بہت ناراض ہوتے اور اظہار ناراضگی میں قطع تعلق فرمانے کی بھی دھمکی دیتے۔ آپ اپنے طلبہ کو علم کے ساتھ عمل سے مرصع و مزین بھی دیکھنا چاہتے تھے کیوں کہ آج کا طالب علم کل کا عالم دین و قوم کا قائد و رہبر ہوگا اگر یہی شریعت و سنت کا عامل و پابند نہ ہوگا تو وہ قوم جو اس کی پیروی و تقلید کرے گی اس کا کیا حال ہوگا۔

اس لیے بدر ملت طلبہ کی تربیت و تعلیم میں کسی طرح کی کوئی کمی یا کوتاہی نہیں کرتے۔ جب کہ آج زبوں حالی کے اس دور بلاخیز میں حال یہ ہے کہ طلبہ کو مشکل سبق پڑھا دیا جاتا ہے ان کی تربیت و تہذیب کا کوئی خیال رکھا نہیں جاتا اس لیے دینی ماحول میں آوارگی و آزادی پروان چڑھ رہی ہے۔ دینداری کے لبادے میں بے دینی کا زور و ترقی ہے۔ علما موجود ہیں مگر معاشرہ بگڑ رہا ہے جلسے جلوس ہو رہے ہیں لیکن فسق و فجور کا بازار گرم ہے۔ وعظ و تقریر اور پند و نصائح کی محفلیں سجتی ہیں اس کے باوجود بدعملی و بے حیائی کا دور دورہ ہے۔ آخر ایسا کیوں؟

بات یہ ہے کہ سب کچھ جو بھی ہو رہا ہے وہ خانہ پری اور دستور زمانہ کی تکمیل و تعمیل کے لیے ہو رہا ہے اس میں خلوص و للہیت نام کی چیز نہیں ہے بارگاہ ذوالجلال میں اخلاص عمل کی قدر ہے نہ کہ ریاکاری اور دکھاوے کی وہ تو نیت و ارادے کو دیکھتا جانتا ہے اگر نیت صادق و درست ہوگی تو اس کام کا جو ثمرہ مرتب ہوگا وہ دیرپا و پائدار ہوگا۔ یہ کوئی قصۂ پارینہ اور داستان الف لیلہ نہیں بلکہ اس کی ایک حقیقت اور بہت بڑی سچائی ہے۔

بخلاف اس کے کہ حضرت بدر ملت نے جس اخلاص عمل سے عوام و خواص کی اصلاح فرمائی ان کی تربیت و تہذیب کا خیال رکھا اور معاشرت کی صلاح و فلاح میں کوشاں و مصروف رہے اس سے ان کے خلوص و للہیت اور دینی و ملی درد و جذبہ کا پتہ چلتا ہے اور یہ کہ اس راہ میں انھوں نے دولت و ثروت کی بھی پرواہ نہ کی۔ دینی و شرعی مقتضیات کے پیش نظر انھوں نے دولت دنیا اور منصب و عہدہ کو ٹھوکر مار دی۔ دنیا کی کوئی طاقت ان کے عزم و حوصلے کی راہ میں حائل و مخل نہ ہو سکی۔ اس بات کے ثبوت کے لیے فیض الرسول سے استعفاء اور اس کی زندہ تاریخ شاہد و گواہ ہے۔ جب کہ آپ نے فیض الرسول کو خون جگر سے سینچ کر سرسبز و شاداب اور سرابھارا کیا تھا اس کے باوجود مدرسہ کے ایڈ و الحاق کے ضمن میں جب

Scanned with CamScanner

شریعت و تقویٰ کی بات آئی تو آپ نے اسے بے
خوف و خطر خیر آباد کہہ دیا اور وہاں سے مستعفی
ہو گئے مگر تقویٰ کے خلاف ایک قدم اٹھانا بھی
گوارہ نہ ہوا۔ جو انسان دنیادار اور دولت و
مرتبے کا پرستار و پجاری ہوتا ہے وہ دنیا
اور دولت و منصب کے پیچھے بھاگتا ہے اور
دنیا ہی کو وہ سب کچھ سمجھتا ہے۔ حضرت بدر ملت
خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند کی زندگی ان آلائشوں
اور آلودگیوں سے پاک و منزہ ہے انھوں نے
دنیا کو نہیں دین کو دیکھا اور اسی کے تقاضوں
کو ہر حال میں تادم زیست اور زندگی کی آخری سانس
تک پورا کیا۔ وہ تو پورے معاشرۂ انسانی میں دینی
و شرعی رنگ بھر دینا چاہتے تھے ہر انسان کو وہ
دیندار و پاکباز دیکھنا چاہتے تھے بلکہ انھوں نے
خود دنیا کو ایسا کر کے دکھایا کہ جو غلام مصطفےٰ ہوتا
ہے وہ دنیا کا نہیں بلکہ دنیا اس کی ہوتی ہے وہ دنیا
کے پیچھے نہیں بھاگتا بلکہ دنیا اس کے پیچھے بھاگتی
ہے وہ صرف گفتار کے غازی نہیں بلکہ کردار کے
قائل و عادی تھے۔ کہنے کے ساتھ ساتھ انھوں
نے کام کر کے بھی دکھایا انھوں نے جو کیا وہی کہا
اور جو کہا وہی کیا ان کے قول و فعل میں تضاد اور
اختلاف نہیں تھا وہ اقوال و افعال میں یکسانیت
و اتحاد کے قائل تھے وہ سچ جھوٹ اور حق و
باطل میں فرق و امتیاز کرنا جانتے تھے۔ ماضی قریب
کی تاریخ میں شاید ہی کوئی ایسا با اصول و با ذوق
رہنما گزرا ہے۔ ہماری تاریخ کے صفحات ایسے
ہی خدا ترس و باوقار لوگوں کے وجود و برکت
سے روشن و فروزاں ہیں۔
حضرت بدر ملت کو طلبہ کی حالت و صلاحیت

ایک ہلکی سی نظر میں جاننے اور سمجھ لینے کی ایسی
مہارت و قدرت تھی کہ دو چار لفظوں میں طلبہ کی
استعداد و لیاقت کا بخوبی اندازہ لگا لیتے تھے۔ ایک
مرتبہ عرس رضوی کے مبارک و مسعود موقع پر بریلی
شریف میں ایک شخص کے یہاں آپ قیام پذیر تھے۔
اس شخص کا لڑکا بغرض تعلیم حضرت بدر ملت کی
خدمت میں جانے والا تھا میں بھی اس وقت وہاں
موجود تھا انھوں نے برجستہ اس طالب علم سے دو
چار باتیں عربی میں کیں۔ جن سے انھیں اندازہ ہو گیا
کہ طالب علم کی علمی استعداد کیا ہے۔ پھر مجھ سے بھی
بدر ملت نے آخر میں فرمایا کہ آپ کیا پڑھتے ہیں صرف
تین کتابوں کے نام بتائیے؟ میں نے فوری طور پر تین
کتابوں کے نام تو بتا دیئے لیکن میں حیرت و استعجاب
میں ڈوب گیا کہ انھوں نے آخر تین ہی کتابوں کے نام
کیوں پوچھے پھر سمجھ میں آیا کہ اس میں راز یہ ہے کہ
آدمی اس چیز کا نام بعجلت و فوری لیتا ہے جس سے
اس کو دلچسپی اور محبت زیادہ ہوتی ہے یعنی حضرت
بدر ملت نے اس سے یہ اندازہ لگا لیا کہ مجھے
کس فن سے زیادہ لگاؤ اور دلچسپی ہے۔ قربان
جائیے حضرت کی فراست و ذکاوت پر۔ وہ تو فہم و
دانائی کے مالک تھے۔ شعور و ادراک ان کی زندگی
کا عظیم سرمایہ تھا یہی وہ چیزیں تھیں جن کے باعث
طلبہ جوق در جوق اور ذوق و شوق سے ہند و بیرون
ہند سے ان کی خدمت عالیہ میں آتے اور ان سے
شرف تلمذ حاصل کرنے کو اپنی زندگی کی معراج کمال
سمجھتے تھے اور حقیقت بھی یہی تھی کہ ایسے محسن و
مشفق استاذ کا جواب نہیں جس کی زندگی کا ایک
ایک لمحہ درس و تدریس اور تعلیم و تعلم کے لیے وقف
تھا۔

Scanned with CamScanner

تصنیف و تالیف

درس و تدریس کے ساتھ اگر کسی عالم دین کو تصنیف و تالیف کا شوق و مواقع میسر ہوں تو اس کے سبب سے عالم دین اپنے فرض منصبی سے سبکدوش و بری الذمہ ہو کر اپنا قرار واقعی مقام و مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔ اسی خدمات علیہ کے باعث وہ تاریخ کی زینت اور اس کا حصہ بن جاتا ہے کیوں کہ تصنیف ایک ایسا ذریعہ و واسطہ ہے جس سے پیغام و عمل کا درس صرف موجودہ لوگوں تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ بعد میں آنے والی نسلوں تک بھی اس کا اثر و نفوذ ہوتا ہے اور جس طرح اس سے موجودہ و معاصر لوگ استفادہ کرتے ہیں اسی طرح بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ آنے والی نسلیں اس کی نکہت و نور سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ تصنیف و تالیف کی اہمیت و عظمت ہر زمانے میں مسلم رہی ہمیشہ اسے وقار و عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا عالم دین کا یہی وہ تمغۂ کمال ہے جس سے لوگ اسے عرصۂ دراز تک یادوں کا خراج پیش کرتے ہیں اور یہی وہ ممتاز وصف ہے جس سے عالم دین کو معاشرتِ انسانی میں شہرت و تمکنت حاصل ہوتی ہے۔

انسانی معاشرہ کی اصلاح کے لیے زبانی پیغام و درس سے زیادہ مؤثر و کارآمد شئی تصنیف و تحریر ہے زبانی درس کا اثر وقتی اور عارضی ہوتا ہے لیکن تحریر کی آواز دیرپا اور مستقل ہوتی ہے زبانی درس کی آواز صدا بصحرا و بازگشت تو ہو سکتی ہے مگر تحریر کی آواز سرمدی و ابدی ہو سکتی ہے۔ اس کی گونج عصر حاضر سے لے کر عہد آئندہ تک محسوس کی جاتی ہے۔ اس لیے اس کی افادیت و اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا تصنیف و تحریر ایسی خدمت خلق ہے جس کی عظمت و اہمیت اہل علم و فن ہی سمجھ سکتے ہیں ہمارے اسلاف و اکابر علما و فضلا، اور ائمۂ دین نے تحریر و تصنیف ہی کو خدمت خلق کا عظیم و جلیل ذریعہ و واسطہ قرار دیا اسی تحریر و قلم کا صدقہ ہے کہ آج ہمارے اسلامی تاریخ و روایات کا پورا سرمایہ محفوظ و موجود ہے ورنہ اگر صرف زبانی افہام و تفہیم پر اکتفا کیا جاتا تو عہد ماضی کے آثار و باقیات ہمیں دیکھنے کو نہ ملتے اور ہم ان سے استفادہ کرنے سے یکسر محروم رہتے

اس اعتبار سے جب ہم حضرت بدر ملت کی حیات مقدسہ کو دیکھتے ہیں تو ان کی زندگی تصنیف و تالیف کا نمونہ و مرقع نظر آتی ہے اور اس میدان میں وہ کسی سے پیچھے دکھائی نہیں دیتے بلکہ اپنے معاصرین پر اس معاملے میں سبقت و بازی لے گئے انھوں نے قوم کی ضرورت و اقتضاء کو مدنظر و ملحوظ رکھا اسی احساس و عواطف کے باعث ہر وقت قوم کی میز پر وہ نادر و عظیم سوغات سجائی جسے آنکھوں کا سرمہ اور سروں کا تاج کرامت بنایا گیا انھوں نے ایسے وقت میں وہ نادر و باوقار کتابیں علماء و طلباء کے حوالے کیں جب کہ درسگاہیں اور کتب خانے علماء اہلسنت کی ان جیسی کتابوں سے خالی تھے جب وہ کتابیں شائع ہو کر منظر عام پر آئیں تو علماء و فضلا نے انھیں ہاتھوں ہاتھ لیں اور داخل نصاب و شریک درس کر دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نحو و صرف اور منطق کے ابتدائی مسائل سمجھنے کے لیے طلبہ کو غیروں کے دروازے پر دستک دینی پڑتی تھی لیکن حضرت بدر ملت نے تلخیص الاعراب و جواہر المنطق لکھ کر اس مشکل کو آسان فرما دیا۔ اسی طرح عربی ادب کے ابتدائی اسباق کے لیے طلبہ اغیار کے دست نگر و محتاج تھے۔ تو

Scanned with CamScanner

آپ نے عروس الادب وفیض الادب لکھ کر ذہنی انتشار و پریشانیوں سے نجات دی اور آسانیوں کا سامان فراہم کیا۔ مسلمانان اہلسنت کے اطفال و نونہالوں کے لیے تعمیر ادب کے پانچ حصے اور تعمیر قواعد تصنیف فرمائی جبکہ بچوں کو بھی غیروں ہی کی ابتدائی اردو کی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں۔ آپ نے اس کوتاہی کمی سے بھی معاشرۂ اہلسنت کو پاک وصاف کردیا یہ آپ کا دردِ اضطراب تھا ورنہ بچوں کی کتاب لکھنے کی آپ کو کیا ضرورت تھی آپ تو مکمل مستند عالم دین اور اچھے افاضل میں شمار ہوتے تھے اس جہت سے آپ کوئی علمی و ادبی کتاب لکھ سکتے مگر ملت کا درد، سنیت کے فروغ و استحکام کا احساس کروٹ، کروٹ آپ کو بے چین و مضطرب کئے رکھتا یہ بات مشہور ہے کہ بچوں کی ذہن سازی ان کی نوعمری اور بچپن ہی سے کی جائے کیوں کہ بچوں کا ذہن و دماغ کورے کاغذ کی طرح سادہ وصاف ہوتا ہے اس میں جو نقش کیا جائے وہی ابھرے گا اس لیے آپ نے بچوں کے لیے ایسی کتابیں تصنیف کیں جن کے پڑھنے سے ان پر غیروں کا اثر و نفوذ نہیں ہوگا۔ اصلاح معاشرہ کے لیے آپ چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی نظر انداز نہیں کرتے تھے۔ آپ کی دینی و ملی خدمات کا ایسا نرالا و انوکھا انداز تھا جس کی مثال بمشکل ملے گی۔

آپ نے دو درجن سے زائد تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک باوقار وباوزن اور علم و معلومات کا خزانہ و ذخیرہ ہے۔ آپ کی تمام تر تصانیف شہرت و مقبولیت کے آسمان ہفتم پر پہنچی ہوئی ہیں۔ درسی کتابوں کو جو مقبولیت حاصل ہوئی وہ تو مسلم ہے ہی ان میں سے "سوانح اعلیحضرت" کو جو عزت و پذیرائی ملی اس کی مثال امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی سوانحی کتابوں میں نہیں ملتی جس کا بین و واضح ثبوت یہ ہے کہ دنیا بھر کے بیشتر ممالک اور اکثر بلاد اسلامیہ میں اس کے پچیس سے زائد ایڈیشن شائع ہوئے اور دنیا بھر کے علماء و افاضل اور محققین و مفکرین نے اسے قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھا اور بدر ملت کو خراج داد و تحسین پیش کیا۔

آج تک تو اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی کی حیات و خدمات پر میری معلومات اور ایک اندازے کے مطابق سات سو سے زائد کتابیں لکھی گئیں یہ ایک حیرت انگیز و تعجب خیز بات ہے کہ امام اہلسنت کی بارگاہ محبت میں عقیدت مندی و نیاز مندی کا ثبوت دیتے ہوئے علماء و مفکرین اور دانشوران ملت نے اپنے اپنے انداز میں اتنی ڈھیر ساری کتابوں کا خراج و نذرانہ پیش کیا جس کی مثال صدیوں میں نہیں ملے گی۔ اسلامی تاریخ میں رسول گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد شاید ہی کسی ایک شخص پر اتنی کتابیں لکھی گئیں۔ لیکن عرض یہ کرنی ہے کہ جب ہماری انجمن و لائبریریاں کتابوں کے اس ذخیرہ وانبار سے خالی تھیں اس وقت حضرت بدر ملت نے اپنے امام کی بارگاہ عقیدت و احترام میں ایسے انوکھے اور اچھوتے انداز میں "سوانح اعلیحضرت" لکھ کر پیش کی جو حالات و مقتضیات کے عین مطابق تھی۔ زمانے کو اس کی شدید ضرورت تھی اس میں جو کچھ بھی لکھا گیا ہے وہ تحقیق و تدقیق کے اجالے میں لکھا گیا اس لیے اس کے حسن ترتیب و تحقیق کی دل کشی پر زمانہ جھوم اٹھا اور اہل علم و عقیدت کو وجد و سرور

Scanned with CamScanner

آگیا۔ سوانح اعلیحضرت ہی بدر ملت کی ایک ایسی تصنیف ہے جس سے دنیا بھر میں ان کی شہرت ہوگئی اور وہ آفاقی مقبولیت کے حامل ہوئے۔

اس کے علاوہ ان کی دیگر تصانیف ہندوستان و پاکستان کے اکثر مدارس و مکاتیب میں پڑھائی جاتی ہیں حالاں کہ کسی بھی نئی کتاب کو داخل درس کرنے کے لیے کتنی دقت و صعوبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ کچھ ارباب حل و عقد ہی جانتے ہیں اس کے باوجود بدر ملت کی تصنیف کردہ درسی کتابیں بہ آسانی داخل نصاب و شریک درس ہوگئیں جن سے علماء و طلبہ استفادۂ علمیہ کر رہے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ بدر ملت کی خداداد صلاحیت و استعداد علمیہ اور ان کے خلوص و للہیت کا ثمرہ و نتیجہ ہے ورنہ کئی آج علماء و افاضل کی تصنیف کردہ درسی کتابیں مطبوعہ موجود ہیں مگر وہ شامل درس ہونے سے محروم ہیں۔

تصنیف و تالیف صرف خدمت خلق ہی نہیں بلکہ وہ صدقۂ جاریہ اور دائمی ثواب کا ذریعہ بھی ہے۔ جب تک دنیا کی انجمن میں کوئی دینی و شرعی کتاب موجود باقی رہے گی مصنف کو اسکا ثواب جاری ملتا رہے گا۔ یا وہ کوئی دینی و ملی کام کرے تو اس کے عوض بھی وہ مرنے کے بعد اجر و ثواب کا مستحق ہوگا۔ حدیث پاک میں ہے حضور سرکار کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الامن ثلثة الامن صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعوله۔

جب انسان مرجاتا ہے اس کے سارے عمل منقطع و ختم ہوجاتے ہیں مگر تین چیزوں کا ثواب اسے ملتا رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ، دوسری چیز علم نافع اور تیسری چیز نیک اولاد جو اس کے لیے دعائے مغفرت کریں۔ (مشکوۃ شریف)

صدقہ جاریہ سے مراد مسجد، مدرسہ بنوانا۔ یا جہاں پانی نہ ہو وہاں پانی کے لیے کنواں کھدوانا یا سبیل لگوانا۔ یا ایسی چیز صدقہ کرنا جو دیرپا ہو اور باقی رہے۔ علم نافع سے مراد یہ ہے کہ آدمی کوئی دینی علمی کتاب تصنیف کرے جس سے لوگ اس کے مرنے کے بعد بھی استفادہ و انتفاع کریں اور انسانی معاشرہ کو اس سے علم و ہدایت کا اجالا ملتا رہے یا ایسے شاگرد و تلامذہ چھوڑے جو اس کے علمی انوار و تابانی کو دنیا جہاں میں پھیلاتے رہیں اور وہ کبھی جادۂ مستقیم سے سر مو تجاوز و انحراف نہ کریں۔ اور نیک اولاد سے مراد یہی ہے کہ وہ باپ کے مرنے کے بعد اس کے لیے استغفار و مغفرت کی دعا اور ایصال ثواب کرتے رہیں۔ اور باپ نے جو وصیت و نصیحت کی ہو اس پر سختی سے کاربند و عمل پیرا رہیں اور کسی طرح باپ کی ایذا و تکلیف کا سبب نہ بنیں۔

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں اگر بدر ملت کی حیات و خدمات کو دیکھا جائے تو ان کی زندگی اس ارشاد مبارک کے عین مطابق و موافق معلوم ہوتی ہے اور وہ اس کے سچے مصداق ہیں۔ آپ نے دینی و ملی خدمات کے ساتھ تصنیف و تالیف کا ذخیرہ بھی چھوڑا ہے جس سے لوگ فیضیاب و مستفیض ہو رہے ہیں اور رہتی دنیا تک اس سے استفادہ و نفع حاصل کریں گے۔ آپ کے شاگردوں کی بھی ایک بڑی تعداد ہے

جن کے ذریعہ سے آپ کے علمی انوار و جلال کی تابانیاں ہند و بیرون ہند میں روز افزوں ترقی پذیر ہیں۔ ظاہر ہے کہ آپ کے شاگردوں اور تلامذہ کے جو شاگرد و تلمیذ ہوں گے وہ بھی واسطہ در واسطہ در حقیقت آپ ہی کی بارگاہ علم و فضل کے خوشہ چیں و فیضیاب ہوں گے۔ اس طرح تعلیم و تعلم کا یہ سلسلہ آپ کی ذات سے متعلق بالواسطہ صبح قیامت تک جاری و باقی رہے گا اور آپ ان سب کے برابر اجر و ثواب کے مستحق و حقدار ہوں گے۔ اسی طرح بدر ملت کی دیگر دینی خدمات و کارناموں کا حال ہے کہ جب تک یہ سب باقی و قائم رہیں گے ان کے ثواب و رحمت کا سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔

فتاویٰ نویسی

تعلیم و تعلم، درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے ساتھ فتاویٰ نویسی ایسی عظیم ذمہ داری ہے جسے ہر شخص بہ آسانی نباہ نہیں سکتا اور یہ ایسی خوبی و صفت ہے جو ہر ایک کا حصہ نہیں مگر حضرت بدر ملت نے افتاء کی اس وسیع و گرانقدر ذمہ داری کو جس شان سے حزم و احتیاط کے ساتھ انجام دیا اس پر زمانے کو ناز ہے اور اس کے ذریعہ سے آپ نے جن شرعی تقاضوں کو پورا کیا وہ ارباب فضل و کمال کی نگاہ بصیرت میں ایک عظیم ملی خدمت ہے آپ کی بارگاہ علم و دانش میں صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ بیرون ممالک سے بھی استفتاء و سوالات آتے اور آپ نہایت دلجمعی و اطمینان کے ساتھ ان کا تحقیقی و شرعی جواب ارقام فرماتے۔ اس طرح آپ کے علمی انوار و جمال ملک کی حدود دائرہ سے نکل کر بیرونی ممالک کے بلاد و امصار اور ان کے گوشے گوشے میں پہنچے اور دنیائے سنیت میں آپ کے علم و عرفان کی وہ نکہت و خوشبو پھیلی جس سے مشام جان و دل معطر و منور ہو گئے۔

آپ کے چند فتاوے میری نظر سے گزرے ہیں جو تحقیقی اور معلومات افزا ہیں انھیں دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ آپ سائل کی مراد و معنیٰ کو ہلکی سی نظر میں سمجھ لیتے پھر اسی کے مطابق اس کا شرعی حل تحریر فرماتے۔ ایک متبحر و لائق، فائق مفتی کے لیے یہ لازم و ضروری چیز ہے کہ وہ سوال کی گہرائی کے ساتھ سائل کا ذہنی انتشار و خلجان بھی سمجھ لے ورنہ اس کے بغیر اگر جواب لکھا جائے تو وہ جواب ناقص و نا تمام ہوگا۔ اور سائل اس سے مطمئن نہیں ہوگا اور نہ اس کی ذہنی پریشانی اس سے حل ہوگی۔ ایک کامیاب و لائق مفتی وہی ہے جو ان باتوں کو مد نظر و سامنے رکھتے ہوئے اپنی تحقیق و شرعی نقطۂ نظر پیش کرے۔ بدر ملت کے فتاوے میں یہ تمام گیرائی و گہرائی موجود ہے۔ آپ ایک نکتہ سنج و دوررس باوقار مفتی تھے۔ آپ نے ژولیدہ و پیچیدہ مسائل کو بھی مختصر و آسان لفظوں میں سنجیدگی کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کی۔ اور اہم سے اہم مسائل کو ہلکی سی توجہ و التفات سے چند منٹوں میں حل کر دیا۔ اس راہ میں آپ کو کسی قسم کی کوئی دقت و صعوبت کا سامنا کرنا نہیں پڑا۔ آپ کے علمی کارنامے ہماری جماعت کے لیے طرۂ امتیاز و سرمایۂ افتخار ہیں۔

حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ نے جہاں پر دیگر ذرائع و وسائل سے دینی و ملی خدمات کا فریضہ انجام دیا وہیں پر آپ نے افتاء و فتاویٰ

Scanned with CamScanner

وفتاویٰ نویسی کے ذریعہ سے معاشرہ کی اصلاح وتعلیم کا خاص خیال رکھا اور اس کے لیے اپنی پوری طاقت وتوانائی صرف کی۔ بعض لوگ صرف یہ کرتے ہیں کہ استفتا میں جو باتیں جواب طلب وقابل توجہ ہوتی ہیں ان کا جواب لکھ دیتے ہیں۔ اپنی طرف سے مزید کچھ نہیں لکھتے ویسے یہ طریقہ بھی درست وصحیح ہے۔ اور یہ کوئی معیوب بات نہیں۔ مگر بدر ملت کا طریقۂ افتا یہ تھا کہ نفسِ سوال کا جواب تو اسلامی قوانین وضابطے کے آئینے میں لکھتے ہی تھے جس سے اس کا کوئی گوشہ تشنۂ تکمیل نہیں رہتا۔ ہر طرح کی تسکین وتسلی ہو جاتی۔ مزید اس کے ساتھ ایسی باتیں اور نصیحتیں رقم فرماتے جن سے سائل اور امت مسلمہ کی اصلاح بھی ہو اور وہ راہ عمل متعین کر سکے کیونکہ آپ ایک عظیم وجلیل داعی تھے آپ نے داعیانہ اصولوں پر زندگی بھر عمل کیا۔ سنی مسلمانوں کو انھیں اصولوں پر عمل کرنے کی ترغیب دی۔

معلوم ہوا ہے کہ آپ کے فتووں کی ترتیب وتہذیب جاری ہے جن کا مجموعہ "بدر الفتاویٰ" کے نام سے شائع ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اگر بدر ملت کے فتووں کا مجموعہ شائع ہو جائے تو وہ مراسیم اسلامیہ کا عظیم سرمایہ اور مسائل شرعیہ وتحقیقات علمیہ کا بے مثل ذخیرہ ہوگا۔ پھر دنیا اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ لے گی کہ آپ نے اصلاح معاشرہ کے لیے جس درد وکرب کا اظہار کیا ہے وہ آپ کی سطر سطر سے عیاں وظاہر ہے۔

بیعت وخلافت دستار فضیلت

وسند فراغت ملنے سے ایک سال پہلے ۱۹۵۱ء میں شہزادۂ اعلیٰحضرت تاجدار اہلسنت ابوالبرکات مولانا الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے حضرت بدر ملت نے شرف بیعت وکرامت حاصل کیا جس سے ان کی زندگی کی دہلیز پر ایک نئی صبح کی روشنی پھیلی جس کی ہر ایک درخشندہ کرن نے انھیں مسرت وشادمانی کا مژدہ جانفزا دیا۔

یہ انتہائی فرحت وخوشی کی بات ہے کہ آپ جیسے متدین وباشرع عالم دین کو یگانۂ روزگار پیر کی صحبت وبیعت نصیب ہوئی۔ یہ قدرت ہی کا کرشمہ ہے کہ جس سے دین حق کی خدمت وبقا مقصود ہوتی ہے اس کے لیے اسباب وعلل بھی ویسے مہیا وموجود ہو جاتے ہیں۔ حضرت بدر ملت سے قدرت کو عظیم وجلیل دینی وملی خدمت لینی منظور تھی جس کے لیے آغاز سے انجام تک ویسے ہی وسائل وسامان فراہم ہوتے رہے۔ جو ایک مصلح وقائد کے لیے جزو لاینفک ہیں۔ انھیں حضور مفتیٔ اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شرف بیعت تو حاصل ہوا ہی، یہی کوئی کم فضیلت وبرتری کی بات نہیں اس پر جتنا بھی ناز کیا جائے وہ کم ہے مگر حضور مفتیٔ اعظم ہند کی نظر عنایت مزید حضرت بدر ملت پر ملتفت ومتوجہ ہوئی۔ تو آپ نے بعد میں انھیں خلافت واجازت سے بھی نوازا۔ یہ وہ تاج کرامت ومقام عظمت ہے جس کی قدر وقیمت کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ یہ تو اہل نظر اور ارباب بصیرت سمجھ سکتے ہیں۔ کہ خلافت کوئی معمولی اور آسان وسہل الحصول چیز نہیں اس کے لیے ریاضت ومجاہدہ کی دشوار وکٹھن منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے پھر کسی پیر کامل کی توجہ وچشمِ التفات ونگاہِ عنایت سے یہ نعمت

Scanned with CamScanner

و فضیلت ملتی ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ سلاسل اربعہ خصوصاً سلسلۂ قادریہ رضویہ کی اجازت خلافت کسی عام انسان کو نہیں ملتی اس کے لیے اہلیت و علم دین کا ہونا لازم و ضروری ہے اس کے بغیر نہ اسے خلافت کا تمغہ مل سکتا ہے نہ وہ شرعی پیر بننے کا لائق و مستحق ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند نے بدر ملت کی ذات ستودہ صفات میں وہ چیزیں نگاہ ولایت سے دیکھ لیں جن کی بنیاد پر انھیں آغوش عظمت میں جگہ دی گئی۔ بدر ملت کا یہی وہ ممتاز و منفرد وصف و تمغۂ کمال ہے جس کے سبب سے وہ اہلسنت کی آنکھوں کے تارے اور ان کے سروں کا تاج رفعت بن کر اوج ثریا پر چمکے اور عطائے ربانی و انعام رحمانی سے وہ عظمت و تقدیس کے بام عروج و ترقی پر فائز و متمکن ہوئے۔ ہدایت و ارشاد کی یہی وہ منزل علیا ہے جس پر انسان بہت کچھ کرنے کے بعد فائز و گامزن ہوتا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ کے دانش و بینش علمی جاہ و جلال اور علمی استقامت و تقویٰ کو دیکھ کر حضور شیر بیشۂ سنت مناظر اعظم ہند حضرت علامہ حشمت علی خاں صاحب رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی آپ کو خلافت و اجازت مرحمت فرمائی آپ تادم زیست سلسلہ قادریہ رضویہ میں فرزندان اسلام کو داخل و فیضیاب کرتے رہے۔ آپ کے مریدین و متوسلین کی تعداد بھی خاصی ہے۔

بعض پیر محض اس لیے سلسلۂ بیعت و خلافت کو فروغ و ترقی دیتے ہیں کہ انھیں نذرانے ملتے رہیں اور جیب کی گرم بازاری ہوتی رہے مگر آپ نے حضور مفتی اعظم ہند کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمیشہ اس بات کا لحاظ و خیال رکھا کہ نذرانے کو کبھی نہیں دیکھا اور نہ اسے کسی قیمت پر ترجیح دی۔ نہ آپ نے کسی مالدار و صاحب ثروت کی بات حضوری کی نہ ان کے محلوں کو مسکن و ماویٰ قرار دیا بلکہ ہمیشہ اپنے مریدین و معتقدین کی اصلاح تربیت کا خیال رکھا۔ اس میں کسی کی کوئی رعایت نہیں فرماتے خواہ وہ مالدار و تونگر ہو تایا غریب و مفلس۔ سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک و برتاؤ کرتے۔ اتباع سنت کے پیش نظر آپ کی سادگی و خلوص کا عالم یہ تھا کہ اگر کوئی غریب سنی مسلمان دعوت پیش کرتا تو اسے حسن خلوص قلب کے ساتھ قبول فرماتے وہ بات مالداروں کی دعوت میں نظر نہ آتی۔ غریب سنی جو بھی پیش کرتا اسے دل کی گہرائیوں سے پسند کرتے اور اسے دعاؤں سے نوازتے۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ آپ غریب کی دعوت و اصرار پر تشریف لے گئے اور اس کے یہاں کی ٹوٹی ہوئی چارپائی پر فروکش ہوئے۔ ایسے میں اگر کوئی مالدار اپنی کوٹھی میں جانے کی گزارش کرتا تو اسے ٹھکرا دیتے اور فرماتے کہ مجھے اسی غریب نے دعوت دے کر بلایا ہے میں اسی کا مہمان ہوں یہاں کی تکلیف بھی میرے لیے سامان عیش و راحت ہے

ایک عاشق رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی یہی پہچان و علامت ہے کہ وہ ایک ایک ادا اور ہر گام و ہر قدم پر اپنے محبوب کا مطیع و فرماں بردار ہو کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مالداری پر غریبی کو ہمیشہ ترجیح دی اور غریب و مسکین رہنے کی ہی آرزو دعا فرمائی اور غربت ہی کو حضور نے آسودگی و راحت کا سامان قرار دیا۔ بدر ملت ایک عاشق پاکباز تھے عشق رسالت ان کے رگ و ریشے میں بسا

بسا ہوا تھا۔ عشقِ رسالت ہی کی حرارت و توانائی
میں انھوں نے اپنی حیاتِ مستعار کا نصب العین
مقرر و متعین کیا اسی کی روشنی میں لمحاتِ زندگی بسر
کیے کسی بھی عاشقِ صادق کا دستور یہی ہے کہ وہ اپنے
محبوب کے نقشِ قدم سے سرمو تجاوز و انحراف نہ
کرے اپنے رشد برحق سے حضرت بدر ملت کو بے
پناہ عشق و لگاؤ تھا وہ عاشقِ رسول انام صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عاشقِ اعلیحضرت امام احمد رضا
بریلوی بھی تھے۔ گویا کہ ان کی گھٹی میں عشق و احترام
بٹھا دیا گیا تھا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ
سے ان کے عشق و عقیدت کا عالم یہ تھا کہ لوگ
نامِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن کر انگوٹھے چوم کر
آنکھوں سے لگاتے ہیں مگر آپ امام احمد رضا کا نام
نامی سن کر انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگاتے
تھے۔ میرے سر کی آنکھوں نے بدر ملت کو ایسا کرتے
دیکھا ہے۔ دنیا ایسے عشق و محبت کی مثال پیش
کرنے سے عاجز و قاصر ہے ــــ اس سے بڑھ کر
اعلیحضرت امام احمد رضا سے ان کے عشق و لگاؤ کی
مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔

تقویٰ و پرہیزگاری

اگر کوئی شخص ہدایت وارشاد کی منزل پر
فائز ہو تو اسے اپنے آپ کو دینِ مستقیم اور احکام الٰہیہ کا
تابع و فرمانبردار اور عملی استقامت سے استوار و مزین
کرنا پڑے گا ورنہ خود عمل نہ کر کے اگر دوسرے کو عمل
کی ترغیب و دعوت دی جائے تو وہ دعوت و تلقین
مؤثر و کارآمد ثابت نہیں ہوگی۔ اس لیے ہمارے اسلاف
واکابر اور دینی و ملی رہنماؤں نے دوسروں کو دعوت
عمل دینے سے پہلے اس پر خود عمل کیا اور اس پر گامزن
رہے بعینہٖ یہی حال حضرت بدر ملت کا ہے کہ انھوں
نے خوف و خشیتِ الٰہی کا مظاہرہ کیا۔ تقویٰ و پرہیزگاری
کو اپنا شعارِ زندگی بنایا۔ طہارت و پاکیزگی کو دستورِ
حیات سمجھا۔ احکامِ الٰہیہ و قوانینِ فطرت اسلام پر عمل
کرنے کو اپنا نصب العین قرار دیا یعنی پہلے خود عمل
کیا پھر دنیا کو عمل کی دعوت دی یہی وجہ ہے کہ بدر ملت
کی دعوت و ہدایت مؤثر و مفید ثابت ہوئی اور ان
کی داعیانہ زندگی ابھر کر سامنے آئی۔

قوم کو حرکت و عمل کی ضرورت ہے حرکت و
عمل ہی زندہ قوم ہونے کی زندہ دلیل ہے۔ جس
قوم میں حرکت و عمل کا جذبہ بیدار رہتا ہے وہ کبھی
ذلیل و رسوا نہیں ہوتی۔ جس قوم کا داعی و رہبر طہارت
و تقویٰ کا نمونہ ہوتا ہے وہ کبھی قعرِ مذلت و رسوائی
میں نہیں گرتی بلکہ اس کی قسمت کا ستارا آسمان ہفتم
پر جگمگاتا اور مسکراتا ہے جس کے انوار و برکات سے
زندگی کے نشیمن روشن و تابناک ہو جاتے ہیں اور وہ
اس کی چمک و روشنی میں راہِ عمل متعین و مقرر کر لیتی
ہے۔ بدر ملت نے قوم کو خواب غفلت سے جگایا۔
اور اس کے اندر حرکت و عمل کا دینی جذبہ پیدا کیا
بدر ملت ایک ایسے مصلح و داعی تھے جس نے قوم
کو عملی زندگی کی لذتوں سے آشنا و آگاہ کر دیا۔

حضرت بدر ملت کی پاکیزہ زندگی میں تقویٰ
و طہارت کا جو عنصر تھا وہ قوم مسلم اور معاشرہ
کے بگڑے ہوئے افراد کے لیے ایک سنگ میل کی
حیثیت رکھتا ہے۔ ان کا چلنا پھرنا، سونا جاگنا
اٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا سب کچھ شریعت اسلامیہ
کے دائرہ میں ہوتا۔ کسی بھی چیز میں وہ شریعت
مطہرہ کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے تھے۔ ہر
بات اور ہر عمل میں شرعی نقطۂ نظر کا لحاظ و پاس
رکھتے۔ سفر ہو یا حضر فرائض و واجبات اور سنن و

Scanned with CamScanner

مستحبات کی پابندی کا خاص خیال رکھتے گویا کہ بدرِ ملت
کی ذات حمیدہ شریعت مقدسہ کے سانچے میں
ڈھلی ہوئی تھی۔ کوئی قدم خلاف شرع نہیں
اٹھتا۔ ہر کام پر عملی تشدد و استقامت کا مظاہرہ فرماتے
نشست و برخاست اور چلنے پھرنے وغیرہ ہر بات
میں شرعی قوانین اور سنت نبویہ علی صاحبہا التحیۃ
والثناء پر اہتمام کے ساتھ عمل کرتے۔

آپ کی دینی غیرت وحمیت کا عالم یہ تھا کہ
اگر کسی کو خلاف شرع کوئی کام یا کوئی بات کرتے
دیکھتے تو آپ غضبناک ہوجاتے اور برملا اسے
ڈانٹ دیتے اس میں کسی کی ہرگز کوئی رعایت
نہیں کرتے خواہ وہ مالدار ہو یا غریب، بوڑھا ہو یا
جوان، شاگرد ہو یا ساتھی۔ جان پہچان ہو یا انجان
واجنبی کسی قسم کی کوئی چشم پوشی نہیں کرتے نہ کسی
طرح کی تساہلی وسستی برتتے فوراً اس کی اصلاح
ودرستگی کے درپے ہوجاتے۔ یہاں تک کہ جب
تبلیغی دورے میں تشریف لے جاتے تو کوئی شخص
اگر شرعی مسئلہ دریافت کرتا تو اسے شرح وبسط کے
ساتھ بیان فرماتے اگر سائل کے سمجھنے میں کوئی
دشواری یا دقت محسوس ہوتی تو اسے عملی اعتبار سے
تربیت دیتے جب تک وہ مطمئن نہ ہوجاتا اسے
افہام وتفہیم کرتے رہتے کبھی کبھی ایک مسئلے پر گفتگو
کرتے کرتے رات کا اکثر حصہ گزر جاتا مگر آپ سراپا
اطمینان وسکون کے ساتھ تشریف فرما رہتے۔ کسی
قسم کی کوئی اکتاہٹ وبے چینی یا ناگواری کا اظہار نہ
نہ فرماتے۔ آپ کے انداز و ادا سے واما السائل
فلا تنھر کا عملی مظاہرہ ہوتا ایسی صورت میں بھی
رات کے آخری حصے میں آرام فرما ہوتے مگر نماز
فجر باجماعت ادا کرتے۔ اوراد ووظائف کی پابندی
تو نماز پنجگانہ کے بعد کرتے ہی تھے صرف خود ہی اس
کے عامل و پابند نہیں تھے۔ بلکہ اگر کسی کو کوئی
کوئی وظیفہ وعمل یا کوئی ورد بتاتے تو اس کی خبرگیری
بھی کرتے کہ وہ پڑھتا بھی ہے یا نہیں اگر یہ معلوم
ہوجاتا کہ وہ وظیفہ وغیرہ نہیں پڑھتا ہے تو اگر وہ
قریب کا رہنے والا ہوتا تو زبانی طور پر تنبیہ و
تاکید فرماتے اور اگر وہ دور کا رہنے والا ہوتا
تو خط وغیرہ کے ذریعہ سے اس کو متنبہ وآگاہ
کرتے کہ تم نے وظیفہ وورد کو کیوں چھوڑ دیا ہے
اور اس سے سختی کے ساتھ بازپرس کرتے۔

وہ ایسے جذبات صادقہ کے مالک تھے کہ ہر فرد
بشر کو وہ صراط مستقیم ودین متین پر عملی طور پر گامزن
دیکھنا چاہتے تھے وہ خوب اچھی طرح جانتے تھے
کہ انسان معاشرہ میں اسی وقت سرخرو اور کامیاب
ہوسکتا ہے جبکہ وہ شرعی حقوق کی پابندی کرے۔
اور شریعت مطہرہ کے مقتضیات ومبادیات پر عمل
کرے اس کے بغیر وہ نہ دنیا میں کامیاب وظفریاب
ہوسکتا ہے نہ عقبیٰ وآخرت میں اس کی نجات ہوسکتی
ہے۔ ایک تقویٰ شعار وطاعت گزار انسان کی دلی
آرزو وخواہش یہی ہوتی ہے۔ ملت کا درد رکھنے
والا آدمی یہی سوچتا اور یہی چاہتا ہے کہ خواص کے
ساتھ عام لوگ بھی شریعت وسنت کے عامل وپابند
ہوجائیں تجربات ومشاہدات بتاتے ہیں کہ بدرِ ملت
نے بھی ہمیشہ یہی چاہا اور اسی فکر کو سرمایۂ آخرت سمجھا
حال یہ تھا کہ وہ معاشرے کی ادنیٰ سی خامی وغلطی پر
بے چین ومضطرب ہوجاتے جب تک اس کی اصلاح
نہ کرلیتے ان کے اضطراب وبے قراری کو سکون نہ
ملتا۔ ماضی قریب میں ایسا دردمند مصلح وقائد دیکھا
نہیں گیا۔ تقویٰ وطہارت میں وہ یکتائے روزگار

Scanned with CamScanner

فقید المثال شخص تھے ان کی ایک ایک ادا پر قربان ہوجانے کو جی چاہتا ہے۔ اہلسنت وجماعت کے کے لیے ان کی ذات مطہرہ سراپا برکت و رحمت تھی انسانی دنیا میں ایسی ہستیاں کبھی کبھی جنم لیتی ہیں

دینی تصلب و استقامت

ایمان و عقیدے کی پختگی اور اس پر مرتے دم تک کاربند رہنا ہر انسان کا اولین فرض ہے۔ ایمان ہی عمل کی اصل پونجی و سرمایہ ہے۔ اگر ایمان و یقین درست نہیں تو سارے اعمال کارت و برباد ہوجائیں گے۔ حضرت بدر ملت نے جہاں عمل صالح پر کاربند رہ کر خلق خدا کو ہمیشہ اس کی تلقین و تاکید کی وہیں پر آپ نے ایمان و عقیدے کی درستگی و پختگی پر زور دیا اور لوگوں کو بدعقیدگیوں و بدمذہبوں کے پنجہ استبداد سے نکالنے کی سعی و کوشش فرمائی۔

آج کے اس عہد خستہ حال میں جہاں پر بداعمالیوں کا دور دورہ اور فسق و فجور کی حکمرانی ہے وہیں پر فرقہائے باطلہ مثلاً نجدی، وہابی، دیوبندی تبلیغی، مودودی، نیچری، چکڑالوی، قادیانی، رافضی، شیعہ وغیرہ کا زور ہے۔ آپ نے اسلامی معاشرہ کو بداعمالیوں سے بچانے کی کوششوں کے ساتھ ساتھ تقریر و تحریر، وعظ و تذکیر میں ان گمراہ و بے دین فرقوں کا بھی رد بلیغ فرمایا ہے اور فرزندان ملت کو ان کے دام تزویر سے بچانے کی بھرپور جدوجہد فرمائی ہے۔ فرقہائے باطلہ کے رد و ابطال کو آپ نے اپنی حیات اقدس کا اولین فریضہ سمجھا تھا۔ جس کے نتیجے میں آپ نے گستاخان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کئی مناظرے کئے۔ ہر مناظرہ میں کامیابیوں نے آپ کے قدم چومے اور فریق مخالف کو آپ نے دنداں شکن جواب دے کر لاجواب و خاموش کیا۔ ان میں بعض مناظرہ تحریری بھی تھا۔ جس کی روداد "اظہار حق مع تحقیقی جواب" کے نام سے چھپ کر دعوت مطالعہ دے رہی ہے۔ آپ غور کیجئے کہ مخالفین نے تقریری مناظرے میں بارہا راہ فرار اختیار کی تو بھلا تحریری مناظرہ میں بدر ملت کے جاہ و جلال کے سامنے کس طرح ٹھہر سکتے تھے اس مطبوعہ روداد مناظرہ سے آپ کو اس سچائی کا یقین ہوجائے گا۔ آپ کے قلم و زبان میں قدرت نے وہ طاقت و جولانی عطا فرمائی تھی کہ چند ہی لفظوں میں باطل طاقت سرنگوں ہوجاتی۔ اور فتح مبین کا سہرا آپ کے سر پر سجا دیا جاتا۔ آپ کی تحریر میں قوت استدلال اور اسلوب تحقیق انتہائی نرالا اور عمدہ ہے۔

آپ کی چھوٹی بڑی کوئی تصنیف ہو تقریباً ہر ایک میں آپ نے گستاخان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پردہ دری کی اور ان کے مکر و کید کو طشت از بام و آشکار کیا خواہ وہ کتاب بڑی یا چھوٹی بچوں کی ہو یا ذی شعور طلبہ کی۔ مطالعہ کی ہو یا درس کی ہر کتاب میں آپ نے کسی نہ کسی جہت سے ضرور بے دینوں کا رد فرمایا ہے۔ "سوانح اعلیحضرت"، اگرچہ اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی حیات و سیرت پر لکھی گئی ہے مگر وہ بھی رد و ابطال کی تاریخ سے بھری ہوئی ہے اس سے ان کے ایمانی جذبے اور عقیدۂ راسخہ کا پتہ چلتا ہے کہ تصنیف کسی فن کی ہو یا کسی فن سے متعلق ہو ہر ایک میں فرق باطلہ کے رد و ابطال کا عنصر و مواد موجود ہے۔ بدر ملت کے تصلب فی الدین کی اس سے بڑھ کر مثال اور کیا

Scanned with CamScanner

ہوسکتی ہے وہ اپنے عقیدہ وایمان پر صلابت وسختی میں کوہ استقامت بنے ہوئے تھے

حضرت بدر ملت کی زندگی کا اگر حقائق وتاریخ کے اجالے میں جائزہ لیا جائے تو وہ ایک عظیم المرتبت شخصیت کی حیثیت سے ہماری تاریخ کا اٹوٹ حصہ ہوں گے۔ ان کے کارہائے نمایاں اور جلیل القدر خدمات دینیہ کو دیکھ کر اسلاف واکابر کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ آپ کے علمی جاہ وجلال اور علمی مداومت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہمارے بزرگوں کی یادگار تھے۔ آپ کے اندر داعیانہ اوصاف وصلاحیت اور قائدانہ فہم وفراست موجود تھی آپ نے جس محنت ولگن سے دینی وملی خدمات انجام دی ہیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے فرزندان توحید کے دلوں میں آپ نے عشق رسول کی شمع روشن کی ایمان وعمل کا اجالا بخشا۔ یقین واعتماد کی حرارت وتوانائی عطا کی۔ بدعقیدوں اور بے دینوں سے بچے رہنے کی تدابیر بتائیں اور وہ نسخہائے کیمیا اثر بتائے جن کے استعمال سے نسل نسل ضلالت وگمراہی کے فتنہ و لاعلاج مرض سے محفوظ ومامون رہ سکتی ہے اپنے متعلقین ومتوسلین اور شاگرد در شاگرد کو وصیت ونصیحت کے نام پر آپ نے ایسی ہدایتیں فرمائیں جن پر کاربند وعمل پیرا رہنے سے دنیا میں بھی سرخروئی حاصل ہوگی اور عاقبت میں بھی نجات وشفاعت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نصیب ہوگی۔

خدمت خلق واصلاح معاشرہ کے نام پر آپ نے جو معلومات افزا قیمتی جواہر پارے بکھیرے ہیں انہیں اگر یکجا ومجتمع کر دیا جائے تو وہ مراسم اسلامیہ و احکام شرعیہ اور رشد وہدایت کا ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا تیار ہوگا۔ آپ کے آثار وباقیات میں یہی وہ چیزیں ہیں جن کے باعث آپ دنیائے سنیت میں ایک عظیم مصلح ورہبر اور بے مثل قائد ورہنما کی حیثیت سے مشہور ومعروف ہوئے۔

محمد عیسیٰ رضوی قادری۔ شیخ الحدیث الجامعۃ الرضویہ
منظر العلوم گرسہائے گنج ضلع قنوج (یوپی)
۱۶ر شوال المکرم ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۱ر دسمبر ۲۰۰۳ء
بروز جمعرات

۷۸۶

۹۲

محترم گرامی حضرت علامہ صوفی عبد الصمد صاحب قادری سلام مسنون۔ مزاج مبارک

آپ کے پیہم اصرار وتقاضے پر حضرت بدر ملت کے تعلق سے یہ چند سطریں "بدر ملت اور خدمت خلق واصلاح معاشرہ" کے عنوان سے بھیج رہا ہوں ملتے ہی جواب سے نوازیں۔

آپ نے جس کام کا بیڑا اٹھایا ہے وہ ملت کے لیے خوش آئند اقدام اور وقت کی ضرورت ہے خصوصاً "بدر ملت نمبر" کی تیاری اور اس کا پروگرام سن کر دنیائے سنیت میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ آج بدر ملت کے کارناموں کو منظر عام پر لانے کی بے حد ضرورت ہے۔ یہ تو ہمارے اکابر علماء میں ہیں ان کا تو جواب ہی نہیں ویسے یہ کام اور پہلے ہونے کی بات تھی مگر دیر آید درست آید کے پیش نظر اس میں جامعیت وافادیت زیادہ ہوگی۔ جیسا کہ ہمارے

بقیہ حاشیہ کالم ۲ ۳۷ صفحہ نمبر

حضور بدر ملت اور پابندی شریعت

از حضرت علامہ مولانا مفتی عابد حسین صاحب قبلہ قادری رضوی نوری مصباحی مدظلہ العالی
شیخ الحدیث جامعہ فیض العلوم جمشید پور (جھارکھنڈ)

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و الہ الطیبین و اصحابہ الطاہرین

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملئکۃ ۔ الآیۃ ۔ بیشک وہ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں (یہ پیغام لے کر) کہ نہ ڈرو اور غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا ۔ ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ۔ [۲]

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے بشارت عظمیٰ دی ہے کہ اللہ و رسول پر ایمان لانا اس پر استقامت و دوام برتنا اور احکام شریعت کی پابندی کرنا ہی دنیا و آخرت کو سنوارنے، خوف و غم کو دور کرنے اور جنت کے حصول کا ضامن ہے بغیر ایمان لائے ہوئے اور بغیر اس پر استقامت برتے ہوئے ان نعمتوں کا حصول ممکن نہیں ۔ لہٰذا ہر فرد کو چاہیے کہ ایمان و اعمال پر استقامت و پابندی برتے ۔ استقامت کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہے

اب دیکھنا یہ ہے کہ استقامت کہتے کس کو ہیں ۔ تو اس سلسلہ میں کئی تفسیریں وارد ہیں ۔ ایک یہ کہ ظاہر و باطن ہر لحاظ سے توحید و رسالت پر اس طرح قائم و ثابت رہے کہ اللہ کے اوامر کو پابندی کے ساتھ بجا لائے ۔ نواہی سے بچتا رہے اور اسی پر آدمی آخری دم تک ثابت قدم رہے ۔ [۳]

سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ۔ " الاستقامۃ ان تستقیم علی الامر و النہی ولا تروغ روغان

---

[۱] حضور بدر ملت یعنی حضرت علامہ مولانا بدر الدین احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مصنف فیض الادب، سوانح اعلیٰحضرت و جواہر المنطق وغیرہا ۔ [۲] پ ۲۴ ع ۱۸ ۔ [۳] حاشیہ جلالین ص ۳۹۹ متعلقہ آیت مذکورہ [۴] تفسیر صاوی ۔

الثعلب۔ (استقامت یہ ہے کہ تو اللہ و رسول کے امر و نہی پر ثابت قدم رہے اور لومڑی کی طرح مکر و فریب میں دوسری طرف مائل نہ ہو۔ ۳ ؎

اور سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ "فرائض کے ادا کرنے کا نام استقامت فی الدین ہے۔ ؎

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کئی تفسیروں کو جمع کرتے ہوئے مفسر قرآن صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ مذکورہ آیت کے تحت رقمطراز ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا استقامت یہ ہے کہ امر و نہی پر قائم رہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ استقامت یہ ہے کہ عمل میں اخلاص پیدا کرے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ استقامت یہ ہے کہ فرائض ادا کرے اور استقامت کے معنی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے امر کو بجالائے اور معاصی سے بچے۔"

فیروز اللغات میں استقامت کا معنی یہ لکھا ہے استقلال (مضبوطی)، راست کرداری کسی امر پر مضبوط رہنا، سیدھا ہونا۔

ان سب کا حاصل یہ نکلا کہ اتباع رسول میں فرائض و واجبات و سنن کی پابندی کی جائے۔ اور احکام خدا اور رسول کو اس طرح بجالایا جائے کہ گناہوں سے اپنے دامن کو داغدار نہ ہونے دیا جائے۔ اخلاص وللہیت اور راست کرداری کے ساتھ شریعت مطہرہ کو مضبوطی سے تھام لے اور تادمِ اخیر اسی پر قائم و برقرار رہے۔ لہذا اگر کوئی شخص زندگی بھر کفر و شرک سے بچتا رہا اور شرائطِ ایمان کے ساتھ متصف رہا شریعت مطہرہ کے احکام کا بخوبی پابند رہا مگر بعد میں اس کا حال بگڑ گیا تو مذکورہ خوشخبری کا متحمل نہ رہا چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ انما العبرۃ بالخواتیم۔ (جزیں نیست کہ اعتبار خاتمے کا ہے)

اگر کوئی شخص نماز روزے اور دیگر احکام شریعت کی پابندی کرتا رہا مگر منہیات سے احتراز و اجتناب نہ کیا بے خوف ہو کر گناہ کرتا رہا، غیبت، چغلی، کبر و نخوت، حرام خوری کرتا رہا وہ استقامت کے حدود کو پار کر گیا۔ بلفظ دیگر شریعت کے نزدیک صرف چند دن یا چند سال احکام شرع کی پیروی کر لینا مطلوب نہیں بلکہ اس پر دوام و ثبات مطلوب ہے اسی لیے بخاری شریف میں وارد ہوا احب الاعمال الی اللہ ادومھا۔ اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہو۔

اگر کوئی اوامر و نواہی پر کاربند ہے عبادت وریاضت میں لگا رہتا ہے مگر اس کی نیت میں اخلاص نہیں ہے۔ ریا و سمعہ ہے۔ عجب نفسانیت ہے وہ شرک اصغر کا مرتکب ہے۔ اس کی عبادتیں اکارت و برباد ہیں۔ اس پر بخاری کی سب سے پہلی حدیث متواتر دال ہے انما الاعمال بالنیات (اعمال کے ثواب کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

خود کو ولی اللہ میں شمار کراتا رہا، پیر مغاں بن کر نگر نگر گھومتا رہا، طریقت کا امام یا پیر و کار

ؔ حاشیہ جلالین صـ ۳۹۹

Scanned with CamScanner

کہلواتا رہا مگر اس کی طریقت، شریعت اور اتباع رسول سے ہٹ کر ہے۔ اس کے اندر نماز روزے اور دیگر فرائض و سنن کی پابندی نہیں ہے تو وہ طریقت کا پیروکار نہیں شیطان کا مسخرہ ہے۔ وہ کھلونا ہے جس سے ابلیس دل بہلاتا ہے۔

ان تمہیدی کلمات کے بعد آیئے تھوڑی دیر ہم یکسو ہو کر ایک پیکر استقامت اور بدر شریعت کے یادگار نقوش کے جلوؤں میں گم ہو جائیں پھر ان جلوؤں سے سرشار ہو کر جب عملی دنیا میں آئیں تو اخلاص وللہیت اتباع شریعت رضائے مولیٰ کی تڑپ سے ہم خود کو مزین پائیں۔

ہاں یہ دلنشیں رہے کہ عالم وہ ہے جس کی صحبت سے آخرت یاد آئے خدا و رسول جل و علا و صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت دل میں راسخ ہو رسول اکرم کی اتباع اور احکام شریعت کی پیروی کی اہمیت کا سکہ دل پہ بیٹھے۔ عالم وہ نہیں جس کی صحبت میں بیٹھنے سے آدمی آخرت سے غافل ہو جائے۔ اللہ و رسول کی محبت بڑھنے کے بجائے پہلے سے بھی کم ہو جائے۔ اتباع رسول اور احکام شریعت دل میں جاگزیں نہ ہوں، وہاں جب جائیں تو نہ کوئی اتباع رسول کا سبق ملے نہ احترام شریعت کی کوئی مثال۔ نہ کوئی حدیث سننے کو ملے نہ بزرگوں کے سبق آموز واقعات۔ صرف اور صرف ہنسی مذاق یا مزاج کے موافق دنیاوی بات۔ مگر میں تو کسی دل لگی کی بات کرنے والے کا ذکر نہیں کر رہا ہوں بلکہ اس پیکر شریعت کا ساز بجانے جا رہا ہوں جس کی زندگی شریعت مطہرہ کے سانچے میں ڈھلی تھی۔ جس کی زندگی گناہوں سے بچنے میں کٹی تھی جس کے لیل و نہار فرائض تو فرائض سنن و مستحبات کی ادائیگی میں گزرے تھے جس کا لمحہ لمحہ احکام خدا و رسول کے پھیلانے میں گزرا تھا جس کا زاویۂ حیات امت مرحومہ کے درد و کسک اور مسلک اہلسنت وجماعت کی ترویج واشاعت میں گزرا تھا اور جو عشق رسالت کا مست الست تھا۔

ہاں ہاں وہی قدسی صفات شخصیت جس کے حسن کارکردگی کو تاجدار اہلسنت مفتی اعظم مصطفےٰ رضا خاں سراہیں وہی پیکر استقامت و متصلب فی الدین جس کی مدح سرائی علامہ عبد المبین نعمانی کریں۔ وہی ستودہ صفات جس کی دینی مذہبی زندگی کا تعارف آستانہ عالیہ حضرت شعیب الاولیاء براؤں شریف کے سجادہ نشین مولانا غلام عبد القادر علوی ان الفاظ میں کریں۔

"فقیر علوی کو اس اعتراف میں کوئی جھجک نہیں بلکہ اس سعادت پر نازاں ہے کہ اس کی دینی و مذہبی حیثیت سے شخصیت سازی اور کردار سازی میں حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کا نمایاں کلیدی کردار رہا ہے"۔

آج ہم اسی ذات کی حیات کے انمٹ نقوش کا گلدستہ لے کر دین و شریعت کے متلاشیوں کے سامنے حاضر ہیں مگر یاد رہے کہ اس شخصیت کی زندگی تاریخ ساز اور متنوع تھی اس لیے ہم مختلف خانوں میں اسے بیان کریں گے

تصلب فی الدین

تصلب فی الدین کا مطلب ہے کہ مسلمان دین میں پختہ اور سخت ہو اپنے مذہب میں متعصب اس کا حمایتی اور پکا سنی ہو اپنے دین و مسلک سے محبت والفت رکھے دوسرے سے نفرت اور بیزاری

Scanned with CamScanner

میر عبد الواحد بلگرامی علیہ الرحمۃ والرضوان سبع سنابل شریف میں پیر کے شرائط کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

پیر کی تیسری شرط یہ ہے کہ پیر کے عقیدے درست ہوں مذہب اہلسنت وجماعت کے موافق اور متعصب پکا سنی ہو اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تہتر فرقوں میں سے ایک کو ناجی فرمایا ہے اور بہتر فرقوں سے دوری اور بیزاری کا حکم فرمایا ہے۔ [۱]

یہاں فارسی کے نسخہ میں یہ الفاظ ہیں "سنی متعصب باشد"

بخاری شریف کتاب الایمان میں یہ حدیث مرقوم ہے الحب فی اللہ والبغض فی اللہ من الایمان۔ (اللہ کی خوشنودی کے لیے کسی سے محبت کرنا اور اللہ کی خوشنودی کے لیے اللہ کے دشمنوں سے بغض و نفرت کرنا ایمان سے ہے)

ظاہر ہے کہ ناجی فرقہ (جہنم سے نجات پانے والا جنتی فرقہ) سے اللہ کی محبت کرنے کا اور اس کے علاوہ بہتر جہنمی فرقے سے دشمنی اور بغض کرنے کا ہم کو شرعاً حکم ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی سے محبت کا اظہار اس وقت تک کمال کو نہ پہونچے گا جب تک کہ اس کے مخالف کی خامی نہ بیان کی جائے۔ تقابلی جائزہ اسی کا نام ہے لہٰذا وہابیوں دیوبندیوں اہل خبیث (اہل حدیث) اور قادیانی سے نفرت کا اظہار بار بار کرنا ہوگا۔ ان سے تال میل اور مداہنت نہیں کرنی ہوگی اس لیے کہ اللہ و رسول کی محبت بغیر ان کے دشمنوں سے نفرت و بغض کے اظہار کے ممکن نہیں۔ جو تمہارے خدا و رسول کا نہیں وہ تمہارا دوست کیوں کر ہوگا۔

یہیں سے بعض صلح کلی کا اعتراض ساقط ہوگا جو یہ کہتے ہیں کہ وہابیوں اور دوسرے مذہبوں کی تردید کی کیا ضرورت ہے؟ سنی لوگ اس کا تذکرہ کیوں کرتے ہیں۔ اسے صاف طور سے سمجھ لینا چاہئے کہ دن کی تعریف کرنے میں رات کا ذکر لامحالہ آئے گا اجالے کی خوبی اس وقت منقح ہو کر سامنے آئے گی جب اندھیرے کی خوبی ظاہر کی جائے گی۔ حسن و جمال کی تعریف اس وقت تک مکمل نہ ہوگی جب تک کہ بدصورتی کو سامنے نہ لایا جائے۔ حق کو اجاگر کرنے کے لیے باطل کی خرابیوں کو ضرور واضح کرنا ہوگا۔ مشہور اصول ہے۔ تعرف الاشیاء باضدادھا (چیزیں اپنے ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں۔)

چنانچہ حضور بدر ملت اپنے ایک مضمون میں رقمطراز ہیں۔

"وفاداری سرکار مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی پہلی منزل یہ ہے کہ پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے نجدی وہابی، دیوبندی افراد اور تعظیم مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے دشمن نیچریوں، ملحدوں، دہریوں سے بیزاری کا اعلان ہو۔ تعظیم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر ان سب سے سلام و مصافحہ کا مقاطعہ ہو، ان کے ساتھ محبتانہ نشست و برخاست سے پرہیز ہو"

اس طرح کی عمل و تحریر آپ کے تصلب فی الدین کے لیے شواہد ہیں۔

اسی لیے رضا اکیڈمی کے مدح خواں اور

[۱] سبع سنابل مترجم ص ۱۱۵

اور ہمارے پیر بھائی جناب سعید نوری صاحب جنرل سکریٹری رضا اکیڈمی ممبئی لکھتے ہیں

"حضرت کی تحریر پڑھنے کے بعد خوف خدا، تصلب فی الدین، اتباع شریعت اور بزرگوں سے عقیدت واحترام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

اور فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ اپنے ایک تاثر میں رقمطراز ہیں۔

"الحب فی اللہ والبغض فی اللہ" ان کا شعار زندگی تھا۔

اور صوفی باصفا پیر طریقت حضرت مولٰینا عبد الصمد قادری نوری کا حقیقت نگار قلم یوں جنبش میں آتا ہے۔

عقیدہ ومسلک کے اعتبار سے بہت ہی متصلب سنی اور سنی گر تھے۔ سرکار اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ سے غایت درجہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔[۱]

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

سوال یہ ہے کہ اتباع رسول اور تصلب فی الدین جیسی عظیم نعمت آپ کو ملی کہاں سے؟ تو اس کا مختصر جواب یہ کہ شخصیت سازی اور کردار سازی میں استاذ مرشد اور سرپرستوں کی تربیت ونگہداشت کا زبردست دخل ہوتا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ حضور بدر ملت نے اپنی تعلیم وتربیت کے انتخاب ہی ایسی شخصیتوں کا کیا تھا جو اپنے وقت کے علم وعمل کے آفتاب وماہتاب اور فکر وفن کے نابغۂ روزگار تھے اندازہ کیجیئے جس کے استاذ حضور حافظ ملت جیسے جلالۃ العلم، جس کے مرشد حضور مفتی اعظم ہند جیسے پیکر استقامت وکرامت اور جس کے مربی ومرشد اجازت شعیب الاولیاء حضرت یار علی چشتی اور شیر بیشۂ سنت مفتی حشمت علی خاں جیسی متصلب شخصیتیں ہوں پھر ان کی تعلیم وتربیت، اتباع شریعت اور تصلب فی الدین میں کیا کسر رہ جائے گی یہی وجہ ہے کہ اس نابغۂ روزگار ہستی کے انگ انگ سے اتباع رسول اور تصلب فی الدین کا سوتا چھوٹتا تھا اور ذخائر تحریر کے لفظ لفظ میں الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کے جلوے نظر آتے ہیں۔

تصلب فی الدین کی جلوہ ریزی تو دیکھئے کہ اہلسنت وجماعت کے مدارس میں عربی ادب سے متعلق بدمذہبوں کی بعض کتابیں زیر درس تھیں کسی سبب سے وہ کتابیں رکھ دی گئی تھیں۔ مگر حضرت بدر ملت کو گوارہ نہ ہوا کہ بدمذہبوں کی کتابیں اہلسنت کے نونہال بچے پڑھیں اور ان کے ذہن میں کسی قسم کی چھاپ پڑے۔ آپ نے محسوس کیا کہ جب بدمذہبوں سے دوری کا حکم ہے تو پھر ان کی کتابیں ہم کیوں پڑھیں پڑھائیں؟ اس لیے آپ نے دو حصے پر مشتمل فیض الادب نامی کتاب لکھ دی جو آج بھی داخل درس ہے۔

کتاب مذکورہ اور تعمیر ادب میں آپ نے جا بجا ایمان وعقیدہ کی پختگی اور تصلب فی الدین کی جھلکیاں پیش کی ہیں جن سے کم سنی ہی میں طلبہ کا شعور بیدار ہو جاتا ہے اور ان کے عقائد پختہ ہونے لگتے ہیں۔

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں!
فیضان محبت عام سہی عرفان محبت عام نہیں

---

[۱] مضامین بدر ملت ص۲۷

استقامت علی الصلوٰۃ

نماز پر استقامت اور اسے وقتوں پر پابندی سے پڑھنا عظیم مجاہدہ اور خاصانِ خدا کی علامت ہے۔ تاجدار اہلسنت مرشدی حضور مفتیٔ اعظمِ ہند بریلوی قدس سرہٗ نے اپنے شجرہ شریف میں لکھا ہے۔

"ہر کام اخلاص سے خدا کی رضا کے لیے باتباع شریعت کرنا بڑی سعادت عظیم مجاہدہ در ریاضت ہے۔ ہمارے بعض مشائخ کا ارشاد ہے لوگ ریاضتوں کا ہوس کرتے ہیں، کوئی ریاضت و مجاہدہ ارکان وآداب نماز کی رعایت کرنے کے برابر نہیں۔ خصوصًا پانچوں وقت مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنا"

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان اس خصوص میں بھی بہتیرے پر فائق اور ممتاز نظر آتے ہیں۔ آپ پانچوں وقت کی نمازیں ان کے ارکان وآداب کے ساتھ وقتوں پر ادا فرماتے اور باجماعت ادا فرماتے تھے۔ کوئی واقعہ ایسا نہیں ملتا کہ آپ نے اپنے ذمہ قضا رکھی ہو۔ وہ کیوں کر فرائض وواجبات سے غافل رہتے۔ جب کہ نماز چاشت پر اس طرح دوام برتتے کہ سفر وحضر میں ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔

آپ کی زندگی کے بعض واقعات ایسے بھی ملتے ہیں کہ ٹرین سے سفر کر رہے ہیں چاشت کا وقت آگیا چلتی ٹرین ہی میں مصلیٰ بچھا دیا اور طمانیت کے ساتھ چار رکعت صلوٰۃ الضحیٰ ادا کرلی۔ تو جو نماز چاشت جیسی سُنّت غیر مؤکدہ پر استقامت اس قدر برتتا ہو اس کا اندازہ کون کرسکتا ہے اسی لیے تو حضرت علامہ نعمانی صاحب قبلہ کا حقیقت نگار قلم صفحہ قرطاس پر یوں جوہر آبدار بکھیرتا ہے۔

"پیکر شریعت بدر طریقت حضرت علامہ بدر الدین احمد رضوی علیہ الرحمۃ دنیائے اہلسنت کے مقتدر اور باوقار علماء میں شمار کیے جاتے ہیں اتباع شریعت اور تقویٰ جیسے آپ کی گھٹی میں پلا دیا گیا تھا۔

ہاں وہ قضائے حاجت اور حل مشکلات کے لیے صلوٰۃ الاسرار (نماز غوثیہ) کے بھی عامل تھے جس کے ضمن میں اپنے پاک پروردگار کی بارگاہ میں اپنے رسول کے دیار میں اور حضرت بڑے پیر کی درگاہ میں رو رو کر التجائیں اور اپنے لیے اور اپنے مریدین ومتوسلین اور عامۃ المسلمین کی صحت و عافیت اور رحمت ومغفرت کی دعائیں کرتے رہے

آج طلبہ اور بہت سے مولویوں کے بارے میں عام لوگوں کے تاثرات یہ ہیں کہ یہ سنن غیر مؤکدہ اور نوافل نہیں پڑھتے فرائض وواجبات اور سنن مؤکدہ پڑھتے ہیں اور بڑی تیزی سے اپنے مسکن کی طرف بھاگتے ہیں مگر وہ جو معنوی حیثیت سے واقعی بدر العلماء اور لقب کے اعتبار سے بدر ملت ہے اپنے کردار وعمل سے ثابت کر دکھایا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر سنت پر عمل پیرا ہونا اور ہزار مصروفیات کے باوجود رعایت ارکان وآداب کے ساتھ بہر صورت اسے ادا کرنا علماء راسخین کا خاص وطیرہ وطرۂ امتیاز رہا ہے۔

چلتی ٹرین پر مذکورہ نماز پڑھ کر آپ نے ہمیں سبق دیا ہے کہ فرائض وواجبات اور سُنّت

Scanned with CamScanner

فجر کے علاوہ سنن و نوافل کو پڑھنا جائز ہے، ادا ہو جائے گی البتہ فرائض و واجبات اور سنت فجر پڑھنا درست نہیں اگر عذر کے سبب پڑھی گئی تو بعد میں اس کا اعادہ ضروری ہے

نیز ان لوگوں کے لیے تازیانۂ عبرت ہے جو حضر میں تو نماز کسی طرح ادا کر لیتے ہیں مگر سفر میں نماز ادا کرنے کے لیے طرح طرح کے حیلے وبہانے نکالتے ہیں بلاشبہ یہی وہ عالم دین ہیں جن کا عمل ہی فقہی مسائل کی عقدہ کشائی کا زریں باب ہے۔

سچا مرید وہ ہے کہ اپنے پیر و مرشد کے رنگ میں رنگ جائے۔ آپ کو مرشد ہی ایسے ملے تھے جو ایک طرف مفتیٔ اعظم تھے تو دوسری طرف زبردست صاحب معرفت اور پیکر استقامت و کرامت، تو کیا وجہ ہے کہ مرید صادق بھی پیکر شریعت نہ بنے اور اتباع شریعت و تقویٰ گھٹی میں پلا نہ دیا جائے۔ وہ تو مرید صادق تھے پیر و مرشد سے حظّ وافر پایا اور ان کے رنگ میں رنگ گئے۔

حضور بدر ملت اور پابندیٔ سنت

حدیث شریف میں ہے علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین تم اپنے اوپر میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔ اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جس نے میری مردہ سنتوں کو زندہ کیا اس نے سو شہیدوں کا ثواب پایا۔ آئیے دیکھیے کہ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ اپنے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں سے کس طرح محبت فرماتے تھے اور کیسے اسے لازم پکڑتے تھے۔

جواہر البحار میں ہے کہ نبی کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ سفر میں آپ آئینہ، سرمہ، کنگھا، سوئی، دھاگا اور قینچی ساتھ رکھتے تھے [۱]

چنانچہ حضور بدر ملت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں سفر و حضر میں آئینہ، سرمہ، کنگھی، سوئی، دھاگہ، عطر، مسواک وغیرہ ساتھ رکھتے تھے۔

سنت سے محبت کی دوسری مثال

دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علی صاحبہ میں سنت بلکہ واجب یہ ہے کہ خرید و فروخت، قرضوں کی مدت مقرر کرنے، زکاۃ کا سال متعین کرنے اور اپنے سارے معاملات میں چاند کے حساب سے عربی یعنی ہجری سال کا لحاظ کیا جائے نہ کہ انگریزی سال کا کیوں کہ یہی وہ اسلامی سال ہے جس کو حضور کے مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کی تاریخ سے مناسبت حاصل ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت سے یہ سنت شائع و ذائع ہے۔ چنانچہ تفسیر کبیر میں ہے۔

وقد ذکرنا ایات تدل علی ان السنة المعتبرة فی دین محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھی السنة القمریة نیز اسی میں ص۲۸۵ پر ہے۔

---

[۱] فیضانِ سنت ص۵۰۶

قال اهل العلم الواجب على المسلمين بحكم هذه الآية ان يعتبروا في بيوعهم ومدد ديونهم واحوال زكواتهم وسائر احكامهم السنة العربية بالاهلة ولا يجوز لهم اعتبار السنة العجمية والرومية[1]

یعنی بہت سی آیتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جو سال معتبر ہے وہ قمری عربی سال ہے جو سنہ ہجری کہلاتا ہے۔

علمائے اسلام نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنی خرید وفروخت میں اور اپنے قرضوں کی مدت مقرر کرنے میں زکوٰۃ کے سال متعین کرنے میں اور اپنے سارے معاملات میں چاند کے حساب سے عربی سنہ کا اعتبار ولحاظ کریں اور ان کے لیے یہ جائز نہیں کہ عجمی سال (مثلاً انگریزی) اور رومی سال کو استعمال کریں۔

اس ہجری سنہ کو آج عام مسلمان بالائے طاق رکھے ہوئے ہیں اور اپنے رجسٹروں اور خطوں میں ہر جگہ دشمنان اسلام انگریزوں کا سنہ لکھا کرتے ہیں مگر بدر ملت ہمیشہ ہجری سنہ کو استعمال کرتے رہے مدرسہ فیض الرسول براؤں شریف کے دوران قیام میں ایک وقت آیا کہ وہ مدرسہ بورڈ سے ملحق کر دیا گیا اور بورڈ کے قانون کے مطابق تمام رجسٹر انگریزی تاریخ کے موافق کر دیئے گئے مگر انگریزی حساب والے رجسٹر پر دستخط فرمانے کے لیے آپ آمادہ نہ ہوئے تا آنکہ آپ نے مدرسہ سے ہی استعفاء دے دیا۔

[1] تفسیر کبیر ج ۴ ص ۴۴۳

سنتوں پر عمل کی تیسری مثال

کھلے سر رہنا اور برابر تلاوت کلام اللہ کرتے رہنا سنت رسول ہے اسی طرح درود شریف کثرت سے پڑھنا فرمان رسول ہے۔ حضور بدر ملت کھلے سر نہ رہتے کبھی سر پہ عمامہ ہوتا کبھی ٹوپی ہوتی۔ کھانا کھاتے وقت اور نماز پڑھتے وقت استنجا خانہ جاتے وقت سر ڈھک کر ہی جاتے درود شریف کا ورد کثرت سے کرتے خصوصاً درود غوثیہ کے عامل تھے روزانہ قرآن مقدس کی تلاوت ضرور کرتے اور نہ صرف ان سنتوں کو تنہا اپنا کر جنت میں جانے پر حریص تھے بلکہ اپنے خویش واقارب ومتوسلین کو بھی سنتوں کا پابند بنا کر مستحق جنت بنانے کے لیے کوشاں رہتے۔ آپ ایک شاگرد کے نام بھیجے ہوئے پیغام میں لکھتے ہیں۔

"دوسری شدید تکلیف مجھے یہ پہونچی کہ میں نے جو نماز تلاوت قرآن شریف، قرأت درود شریف کی تعلیم دی تھی اس کو آپ نے پس پشت ڈال دیا۔ مشرکین کی تعلیم کا اثر یہ ہوا کہ آپ نے ننگے سر رہنا عادت بنا لیا۔ پابندئ نماز سے الگ ہو گئے قرآن پاک کا پڑھنا بند کر دیا۔ درود شریف کا ورد چھوڑ دیا۔ سوچئے آپ کے دین ایمان کا کتنا بڑا نقصان ہوا۔ رب العزت جل جلالہ کی بندگی سے الگ ہو جانا اس سے بھی بڑا نقصان ہو سکتا ہے"

سنتوں پر استقامت کی صدہا مثالیں آپ کی زندگی کے اوراق میں ملتی ہیں جو آپ کے پیکر خلوص واستقامت پر شاہد وعدل ہیں۔ یہاں تو

Scanned with CamScanner

"مشتے از خروارے" کے تحت چند جھلکیاں پیش کر دینا مقصود رہے۔

انسانی ہمدردی و خدمت خلق

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے خیر الناس من ینفع الناس (لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہونچائے) حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ تبلیغ دین اور اصلاح فکر و نظر فرما کر مسلمانوں کو نفع پہونچاتے ہی تھے مگر دنیوی اعتبار سے بھی آپ رہنمائی اور امداد فرماتے رہے۔ اور خبر گیری کرتے رہے۔ آپ کے ایک عقیدت کیش کی شہزادی کی طبیعت ناساز تھی آپ نے ان کی صحت کے لیے کافی دعائیں بھی کیں اور برابر خبر گیری بھی کرتے رہے۔

آپ مولانا صوفی عبد الصمد صاحب کے نام لکھے گئے ایک مکتوب میں رقمطراز ہیں۔

"میں نے مہ پارہ عزیزہ کے لیے مسلسل دعائیں کیں لیکن پریشانی یہ کہ خیریت کا کوئی خط نہیں آرہا تھا۔ اب بحمدہ تعالیٰ آپ کے خط سے خیر و عافیت کا حال معلوم ہوا۔"[1]

خود صوفی صاحب موصوف ایک مرتبہ سخت علیل ہوئے۔ آپ نے دو طرح سے ان کی دستگیری فرمائی۔ ایک طرف قضائے حاجت کی نماز اور شفائے امراض کے تعلق سے ایک مؤثر ترکیب لکھ کر بھیجی۔ صرف اسی پر اکتفا نہ کیا۔ ہر مقصد میں کامیابی بہم پہونچانے والی عدیم النظیر نماز جس کی تعلیم خود سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دی ہے اور جس پر ہر دور کے علماء و مشائخ عمل کر کے بامراد ہوئے جس کی ادائیگی میں اگرچہ کچھ وقت لگتا ہے مگر پابندی سے اس نماز غوثیہ کو بعد مغرب پڑھ کر صوفی صاحب موصوف کی صحت کے لیے دعا کرتے رہے آپ ایک خط میں لکھتے ہیں

آپ کی شفاء و صحت کے لیے نماز غوثیہ میں دعا کرتے ہوئے دو چلہ سے زیادہ ایام گزر چکے ہیں حضرت رب العزت تعالیٰ مجدہ قبول فرمائے۔

صلوٰۃ غوثیہ کا پڑھنا اور اس کے توسل سے دعائیں کرتے رہنا جہاں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے غایت درجہ محبت اور لگاؤ کا پتہ دیتا ہے وہیں امت مرحومہ کے ساتھ خیر خواہی، اخوت و محبت کا بھی ثبوت فراہم کرتا ہے جو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بہترین سنت ہے۔ حدیث بخاری ہے "الدین النصح لکل مسلم" دین مسلمانوں کے لیے خیر خواہی کرنے کا نام ہے۔

یوں تو ہزار ہا افراد کو وظائف و عملیات کی اجازت دے کے ان کا پابند بنایا مگر بہتیرے کو تعویذات دے کر بھی معاونت فرمائی ہے۔ اور کبھی خود عمل و دعا کی ترکیب اختیار فرما کر حاجت روائی کی ہے۔

معشوق علی کی شادی کو عرصہ گزر گیا گھر میں قلبی سرور اور آسائش کی ساری چیزیں مہیا تھیں۔ مگر گھر میں کوئی چراغ جلانے والا نہیں تھا۔ کمی تھی تو صرف ایک نور چشم کی۔ حاضر بارگاہ ہوتا ہے اور ولد صالح کی عرضی لگاتا ہے۔ ادھر سے صدا لگی، ادھر سے شرف قبول حاصل ہوا۔

وعدہ کرو یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم! تو نے

---

[1] مکتوبات بدر ملت ص ۱۸۰

اپنے محبوب سرکار مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا، کے صدقے اور طفیل اگر مجھے ولد صالح عطا فرمایا تو میں حضور پر نور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نامی اسم گرامی پر خدمت دین کے لیے وقف کر دوں گا۔ بچہ ابھی کبھی سوچا بھی نہ ہوگا کہ محض اتنا اقرار کر لینے سے میری کی کلی کھل اٹھے گی مگر سوچئے تو سہی کہ بدر ملت نے اپنے رب کی بارگاہ میں کس قدر خلوص سے لبریز دعائیں کیں۔ ادھر نو مہینے پورے ہوئے اور ادھر چاندسے پورا گھر جگمگا اٹھا

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کو عقیدت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں!

حضور بدر ملت اوراذکار و معمولات

کامل مسلمان وہ ہے جس کا عمل اس کے قول کے مطابق ہو۔ جو کہتا ہو وہی کرتا ہو۔ قول و عمل میں تضاد تو اغیار کا طریقہ رہا ہے۔ ایک مسلمان کی غیرت ایمانی اسے کیوں کر برداشت کرے۔ قرآن نے جھوٹے اہل کتاب کا پردہ فاش کرتے فرمایا۔ لِمَ تقولون مالا تفعلون ۰ تم وہ کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے۔

آج بہتیرے نام کے مولوی اور خطیب ایسے ہی ملیں گے جو کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں نفس پرستی اور دنیاداری نے انہیں ایسا مخمور و بے بصیرت کر دیا ہے کہ کبھی انھیں یہ خیال بھی نہیں آتا ہے کہ ہم یہود و نصاریٰ کا طریقہ نہ اپنائیں اپنے عمل کو سدھاریں کتنے افسوس کا مقام ہوگا کہ ایک بیٹا ماں کے قدم کو چوم کر ماں کے قدموں کے نیچے کی جنت حاصل کرے مگر ماں خود اپنی بدعملی کے سبب جہنم میں چلی جائے۔

ویسے ہی ایک پیشہ ور فنکار مقرر کی اچھے دار تقریر سن کر اور اس پر عمل پیرا ہو کر عوام جنت میں جائیں اور خود وہ جہنم کا ایندھن بنے تو کیسی حسرت و ندامت ہوگی۔ لیکن ہمارا ممدوح گفتار کا غازی نہ تھا، کردار کا غازی تھا۔ زندگی بھر وہی کہا جو کیا اور وہی کیا جو کہا۔ ہمیشہ سنتوں کا پیغام دیا اور خود سنتوں پر عمل پیرا رہا۔ وہ اپنی تقریروں میں ذکر اللہ کی فضیلتیں بیان کرتا رہا اور اپنی زبان و دل کو بھی ذکر اللہ سے آباد کرتا رہا وہ اپنی تحریروں میں عبادت و ذکر کا پیغام دیتا رہا اور خود بھی زندگی بھر رطب اللسان رہا۔ قول و عمل کے درمیان ہم آہنگی دیکھنی ہو تو کوئی یہاں آکر دیکھے۔ ہاں وہی ممدوح جو اپنے بگڑے حال شاگرد کو تلقین کرتا ہے تو یوں الفاظ تلقین کرتا ہے۔

ایک مسلمان مرد پر جو بوجھ پڑتا ہے وہی بوجھ اب آپ کو اٹھانا ہے لہٰذا آپ بارگاہ الٰہی میں سچے دل سے توبہ کر کے تین باتوں کی پابندی کا عہد کیجئے

۱۔ ہر حال میں نماز پنجگانہ ادا کرنے کا عہد۔
۲۔ چوبیس گھنٹے میں کم از کم ایک بار تلاوت قرآن پاک کا عہد۔
۳۔ روزانہ کم از کم سو بار درود غوثیہ پڑھنے کا عہد

اور خود کردار کے شیشے پر آتا ہے تو یوں کہ روزانہ معمول کے مطابق نماز سے فراغت کے بعد ذکر و فکر میں مشغول ہو جاتا ہے۔ تلاوت قرآن، کلمہ طیبہ، درود غوثیہ اور قصیدہ غوثیہ کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیتا ہے۔ دخول مسجد اور خروج مسجد کی دعائیں، سوتے وقت اور سو کر اٹھنے کے بعد کی دعائیں جو احادیث میں مروی ہیں انہیں بلا ناغہ پڑھتا ہے۔ استنجا خانہ میں داخل ہوتے وقت پھر اس سے نکلتے وقت کی دعائیں۔ کھانا

Scanned with CamScanner

کھاتے وقت! اور اس سے فراغت کے بعد کی دعائیں
بالالتزام پڑھتا ہے اس طرح اپنی زندگی اپنے
پیارے مصطفےٰ کی اداؤں میں گم کر دیتا ہے۔

اسی لیے تو وقت کے فقیہ اعظم تاج شریعت
حضرت ازہری میاں جیسے مقتدیٰ نے بھی آپ کی
شان میں بایں الفاظ خطبہ پڑھا۔

"حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب قادری
رضوی متقی، پرہیزگار اور منکسر المزاج شخصیت
تھے۔ علماء کا بے حد احترام کرتے تھے۔ خلوص
وایثار درس و تدریس، نماز و روزہ اور اوراد و
وظائف اور عبادات میں انہماک وغیرہ تمام
خوبیاں ان میں موجود تھیں جو دیگر حضرات سے
آپ کو ممتاز کرتی ہیں"

غور کیجیے کہ جس کو اپنے جان جاناں اور
مہر فروزاں سے اس قدر والہانہ عشق و محبت
ہو کہ روزانہ درود غوثیہ کو اور ہر جمعہ سو مرتبہ درود
جمعہ پڑھنے کو اپنے اوپر لازم کر لیتا ہو اور کبھی
ناغہ نہ ہونے دیتا ہو پھر اپنے شاگردوں اور خواجہ
تاشوں کو بھی نہ صرف اس کی تاکید بلکہ اس کا عادی
بنا دیتا ہو اس کے اندر اس کے محبوب صاحب
لولاک کی سنتوں کی ادائیگی کی جلوہ ریزی اور پھر
آقا کی مہر بخشش کی کارفرمائی نہیں تو اور کیا ہے

اسی لیے وہ قوم مسلم کو دعا و درود اور
وظائف و معمولات کے لیے بار بار جھنجھوڑتے ہیں
وہ نماز استغاثہ کا طریقہ تلقین فرمانے کے بعد
لکھتے ہیں:

سلام پھیرنے کے بعد حمد الٰہی کی نیت سے
گیارہ بار یہ کلمات کہے۔ سُبحان اللّٰہ، الحمد للّٰہ
اللّٰہ اکبر۔ پھر بارگاہ رسالت صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ
وسلم میں تین یا سات یا گیارہ بار درود شریف پیش
کرے۔ الخ [1]

سیدنا اعلیحضرت قدس سرہ نے فتاویٰ
رضویہ میں ایک مقام پر ایک سوال کے جواب میں لکھا
ہے کہ جس زمانے میں ایسا پیر و مربی نہ مل سکے جو
ایصال الی المطلوب اور معرفت الٰہی کرا سکے تو وہ
اتنی کثرت سے درود شریف پڑھے کہ درود ہی
کے رنگ میں رنگ جائے (کہ جب کثرت سے
درود پڑھنے کے سبب عشق رسول حاصل ہوگا
تو خود رسول اکرم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی عنایات
سے اس کی تربیت فرمائیں گے۔)

یہ راز علم و عمل کے بدر منیر کے سینے میں
اتر گیا اور آپ نے بایں الفاظ پیغام دیا۔ اس
زمانے میں قلب و روح کی تربیت کرنے والا
نظر نہیں آتا پھر اس مخمصہ کے عالم میں کس کو
مربی بنایا جائے جو راہِ خدا کے لیے مرشد کا کام
کرے۔

میرا مشورہ یہ ہے کہ درود پاک کو اپنا
مربی بنا لیجیے خود درود پاک پڑھئے اور اپنے
شاگردوں کو حکم دیں کہ وہ لوگ متفرق اوقات
میں یا جلسۂ واحدہ میں روزانہ سو مرتبہ درود
شریف کی گنتی ضرور پوری کر لیں۔ جمعہ کے دن
مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر ہاتھ باندھے
ہوئے درود جمعہ اپنے شاگردوں سے پڑھوائیں
حدیث شریف کی دعائیں ان کو یاد کرا دیں اور ان
کے مقررہ وقت پر پڑھنے کی تاکید کریں۔ مثلاً

[1] مضامین بدر ملت ص ۳۰۱

Scanned with CamScanner

سونے وقت کی دعا "اللھم باسمک اموت واحی"، سوکر اٹھنے کی دعا، استنجا جاتے وقت کی دعا، فارغ ہونے کے بعد کی دعا، مسجد میں جانے کے وقت کی دعا مسجد سے نکلتے وقت کی دعا، کھانے سے فارغ ہونے کے وقت کی دعا، الخ

آپ کے مضامین میں یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم کا وظیفہ کثرت سے ملتا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس مؤثر وظیفہ کو اپنا کر اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں بار بار فریاد کرتے ہیں اور ہر معاملہ میں اپنے رب کو ہی پکار کر اپنا کام بنانا چاہتے ہیں

غالباً آپ نے اس وظیفہ کو اس لیے اپنایا کہ یہ بسم اللہ شریف کے اسماء اس میں شامل ہیں اسی نسبت سے اہل کشف مشائخ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک اس کے بہت سے خواص وفضائل ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری اور سب سے مہتم بالشان کتاب قرآن مقدس کو اسی بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کیا ہے۔ یہی وظیفہ ہے جس کی تعلیم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ بھی بہتوں کو دیتے رہے ہے کہ ہر وقت اس کو پڑھا کرو ہر کام بنے گا۔

حضور بدر ملت اور صالح تربیت

فی زمانہ تعلیم میں تو گراوٹ آہی گئی ہے تربیت کا بھی فقدان نظر آتا ہے۔ آج مدارس تربیت سے بالکل عاری وخالی ہیں۔ خانقاہیں کی خصوصیات کے ساتھ ساتھ تربیت دینے کی راہ پر تھیں مگر آج تو ڈھی عموماً خواہ مخواہیں ہو گئی ہیں۔ آج مدارس تو گلی گلی ملیں گے اساتذہ کی تو کمی نہیں مگر آپ نظر دوڑائیں کتنے مدارس ہیں جن میں دینی ومذہبی تربیت پر زور دیا جاتا ہے یہ وقت کا عظیم المیہ ہے جس کا تدارک بہت مشکل ہے ایسا نہیں کہ ان سارے اساتذہ میں تربیت کی صلاحیت نہیں ہے اکثر تو ضرور ایسے ملیں گے مگر کچھ تو ہیں جو اس خوبی کے حامل ضرور ہیں۔ لیکن یہاں مدارس کے عہد یداران کی کوتاہی یا ان کی کاہلی ضرور ہے وہ یا تو تربیت یافتہ اساتذہ بحال کرنے سے قاصر ہیں یا انہیں مالی وذہنی اعتبار سے مطمئن کرنے میں نا کام ہیں۔ تربیت کے لیے تین امر ضروری ہیں۔ (۱) خود اساتذہ تربیت سے لیس ہوں۔ (۲) خلوص وایثار کا جذبہ ہو۔ (۳) وہ اساتذہ مالی اور ذہنی اعتبار سے مطمئن ہوں۔

حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے لیے اگر مؤخر الذکر سہولت نہ بھی فراہم ہو تو آپ صبر واستغناء اور توکل علی اللہ کی خوبیوں سے مالا مال تھے اور بقیہ مذکورۃ الصدر دو خوبیاں تو آپ کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھیں اس لیے آپ نے اپنے شاگردوں اور معتقدوں کی خوب خوب تربیت کی وہ چند ماہ میں دینی مزاج میں ڈھال دیتے تھے۔ آج ٹوکنے والا کون ہے مگر حضور بدر ملت تھے کہ عقیدہ وعمل کی جو بھی خلا دیکھتے اس پر فوراً تنبیہ فرماتے وہ اپنے قول وفعل اور کردار وگفتار سے بگڑوں میں نئی روح ڈال دیتے

مکتوبات بدر ملت ص ۱۳۸

Scanned with CamScanner

تھے۔ آپ عقیدہ وایمان کی پختگی اور کردار وعمل سے آراستگی پر کافی توجہ دیتے تھے حتیٰ کہ آپ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف میں ۱۸ سال تک صدر المدرسین کے عہدے پر فائز رہے۔ اپنی صدارت کے دوران اس دارالعلوم کا تعلیمی معیار بھی بلند کردیا اور تربیت کے لحاظ سے بھی اسے فائق وممتاز کردیا یہاں تک کہ تاجدار اہلسنت سیدنا حضور مفتی اعظم کا فیض رساں قلم بھی موجیں مارنے لگا۔ آپ اس ادارے اور اس کے طلبہ کی تعلیم وتربیت سے مسرور ومطمئن ہوکر یوں رقم فرماتے ہیں۔

فیض الرسول کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ واقعی یہ فیض الرسول ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ وصحبہٖ وسلم) مولائے کریم عزوجل اسے روزافزوں ترقیاں بخشے اور اس کے فیوض کو عام تر فرمائے۔ دل بہت مسرور ہوا، تعلیم بہت اچھی، تربیت بہت بہتر، سنیت کی تبلیغ، رضویت کی اشاعت، سنت کی ترویج کا جذبہ جو فیض الرسول میں پایا کہیں نہ پایا۔ [۱]

اللہ اللہ کس قدر اس مرد قلندر کے اندر مذہب وملت کا درد تھا عشق مصطفےٰ کے نشہ نے اسے کیسا مخمور کردیا تھا اس کے دل میں تربیت کا کیسا جذبہ موجزن تھا محبت رسول میں ڈھالنے کی کیسی تڑپ تھی تربیت سے کیسا حظ وافر پایا تھا کہ سارے طلبہ ومریدین کو فرائض کی ادائیگی کے ساتھ نوافل کا بھی پابند بنادیتے ہیں عشق رسول میں سرشار ہونے کے لیے تلاوت قرآن کے ساتھ ساتھ درود جمعہ پڑھنے کا بھی عادی بنادیتے ہیں البتہ ایک طالب علم وہ نکلا جس نے نماز جمعہ کے بعد پڑھی جانے والی درود جمعہ نہیں پڑھی غیرت عشق نے مہمیز لگائی باورچی کو بلاکر کھانا بند کروادیا لیکن دوسرے لمحہ غیرت عشق نے بایں طور بھی جھنجھوڑا کہ اپنے آقا کی بارگاہ میں مجرا وسلامی بجالانے میں تمہارے مرید وشاگرد نے کوتاہی ضرور کی ہے مگر بس کرو، سزا ہوگئی۔ اب اخلاق کی ضرب اس نہاں خانے پہ لگاؤ اس کا سویا ہوا جذبۂ دروں جاگ اٹھے گا اور پھر سے اس کا سینہ گنجینۂ محبت بن جائے گا۔ رات کی تاریکی چھاجاتی ہے کہ وہ سوجاتے ہیں اکبر علی رضوی محو خواب ہوجاتا ہے آپ خود اپنے حصہ کا کھانا اٹھاتے ہیں اور اکبر علی رضوی کے سرہانے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ ہولے ہولے جگاتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ تمہارا کھانا ہے کھالو۔ آپ ہی بتائیے کہ جراح جراحی سے درد بھی پیدا کردیتا ہے اور پھر فاسد مواد نکال کر مرہم رکھ کر ہمیشہ کا درد کافور بھی کر دیتا ہے تو اس کی جراحیت کامیاب نہ ہوگی تو پھر کس کی؟ ہمہ وشما اس کو اپنا مسیحا ومربی نہ سمجھیں گے تو پھر کس کو۔ اس کی تربیت کا خود کو صالح نہ بنائیں گے تو کس کی۔ اسی لیے آپ کے مریدین ومتوسلین بھی اور طلبہ ومعتقدین بھی آپ کو اپنا بہترین مسیحا مربی اور عظیم خیر خواہ سمجھتے رہے اور آپ کے اخلاق کے اکسیر بن کر آپ سے چپکے رہے حتیٰ کہ آپ سے جو ایک مرتبہ مل لیتا محبت کی زنجیر میں بندھ جاتا۔ جو آپ سے قریب ہوا تو قریب تر ہوتا چلا گیا آج ایسا مخلص کہاں ملے گا۔ اتنا وقت اور دماغ خرچ کرنے والا کون ملے گا۔ چراغ لے کر ڈھونڈا کیجیے

[۱] مضامین بدر ملت ص ۳۵

یہ سعادت بغیر رب تعالیٰ کی توفیق خاص کے نہیں ملتی۔ یہ پاک پروردگار کی خاص عنایتوں سے ان کے حصے میں آئی تو آتی چلی گئی۔ واسطہ بہت مضبوط تھا۔ رحمت رسول اکرم، کرم غوث اعظم لطف مجدد اعظم اور فیضان مفتی اعظم کی بارشیں ہوتی چلی گئیں۔ وہ سیراب ہوتے چلے گئے اور دوسروں کی تشنہ لبی بجھاتے گئے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

عشق رسول کی جلوہ سامانیاں

ایک مومن کے لیے عشق رسالت عظیم سرمایہ حیات ہے اس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا۔ اس لیے عقلمندوں نے اپنی متاع حیات کو متاع عشق کے لیے بارہا لٹایا ہے اور وہ اس لیے کہ کونین کے دولھا ساری کائنات کے مولیٰ محبوب کردگار نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ میرا عاشق نہ ہو جائے۔ اور میں اس کے نزدیک سارے جہاں سے محبوب تر نہ ہو جاؤں۔ اپنے محبوب کی ہر ہر ادا اور فرمان پر قربان ہونے والے بدرملت پھر کیوں کر محبوب کے اس فرمان پر عمل پیرا نہ ہوتے لہٰذا آپ ایک سچے عاشق رسول ہو کر رہے۔ آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، سونا جاگنا، رفتار و گفتار ہر ہر ادا سے عشق رسالت کے جلوے نظر آتے تھے۔ آپ کی زبان و قلم سب قربان تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے دین کے تحفظ کے لیے آپ کے اندر عشق رسول کس قدر موجیں مارتا تھا اس کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے لگائیے چوں کہ واقعہ کے اصل راوی سرچشمہ علم و حکمت حضرت مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب ہیں اس لیے انداز بیان کی چاشنی سے محظوظ ہونے کے لیے انہیں کے الفاظ میں ملاحظہ کیجیے۔ آپ لکھتے ہیں۔

"حضرت بدرملت علیہ الرحمۃ کے تقویٰ کا یہ واقعہ کبھی نہیں بھول سکتا۔ مبارکپور سرکار حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے عرس چہلم کی بات ہے جب کہ میں دارالعلوم اشرفیہ قصبہ مبارکپور کی عمارت درس گاہ حافظ ملت میں علماء کرام کی ملاقات اور زیارت کا شرف حاصل کر رہا تھا بستی ہی کے ایک بڑے عالم دین تشریف فرما تھے۔ اتنے میں حضرت بدرملت تشریف لے آئے۔ سب تعظیم بجا لائے۔ سلام و مصافحہ کے بعد جب حضرت تشریف فرما ہوئے تو دیکھا کہ بچوں کے نصاب کی کوئی کتاب تیسرا ادب یا نورانی تعلیم فرش پر رکھی ہوئی ہے جہاں سب بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت بدرملت نے فوراً اس کتاب کو اٹھایا اور فرمایا آپ علماء حضرات ہی ادب نہ کریں گے تو کون کرے گا؟ پھر بغل سے تکیہ لیا اور اس پر رکھ دی۔ حضرت کی یہ بے باکی اور رعایت ادب نے میرے دل پر بڑا اثر ڈالا۔ مزید فرمایا یہی وجہ ہے کہ میں بچوں کی کتابوں پر گنبد خضریٰ شریف کے نقش کو چھپوانا مناسب نہیں سمجھتا کہ جیسے تیسے کتابیں رکھ دی جاتی ہیں ادب کا کما حقہ لحاظ نہیں کیا جاتا۔ ٹائیٹل پر اگر گنبد خضریٰ کا نقشہ ہوگا تو اور زیادہ بے ادبی ہوگی۔ انتہیٰ" (مکتوبات بدرملت)

کیا سمجھا آپ نے؟ وقت کے ایک عاشق رسول نے اپنے بیٹے کو محض اسی بنیاد پر ہی تو قتل کر دیا تھا کہ اس نے اس کے محبوب کی محبوب چیز کو د

Scanned with CamScanner

کو ناپسند کرنے کی بات کہی تھی۔ پھر بدر ملت کی غیرتِ عشق کیوں کر برداشت کر سکتی تھی کہ اس کے محبوب کونین کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس روضۂ اقدس میں آرام فرما ہوں اس کا نقشہ کہاں آج جیسا تیسا پڑا رہے جہاں لوگوں کے پاؤں پڑتے ہوں۔ ہاں عشق سے عاری وہ کوئی مسجد کا کم پڑھا لکھا امام ہی ہوگا جو اس مصلے پر اپنے قدم یا گھٹنے کو بے باکی کے ساتھ رکھے گا جس پر کعبہ یا گنبدِ خضری کا نقشہ ہو۔ بدر ملت اس سے بالاتر عشق سے سرشار ان بلند قامت عاشقین میں سے تھے جو اپنے نبی کے نعلین مبارک کے نقشوں کو بھی اپنی آنکھوں سے لگاتے اور ہونٹوں سے چوما کرتے تھے۔ تو پھر وہ کس طرح گوارہ کر سکتے تھے کہ میرے محبوب کی تعلیمات پر مشتمل کتاب یا میرے دولہا کے گنبد خضری کے نقشہ کی کسی اعتبار سے بے ادبی ہو

محبت کے لیے کچھ دل مخصوص ہوتے ہیں
یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پہ گایا نہیں جاتا!

ذہن پر بار نہ ہو تو عشق و محبت سے لبریز دو پیراگراف خود انہیں کے الفاظ میں دل کی گہرائیوں سے پڑھ لیجئے۔

"احکام دینیہ میں سب سے اہم حکم یہ تھا اور ہے کہ مسلمان سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا آقا و مولی حاکم فرماں روا سمجھیں اور مانیں اور سرکار کی تعظیم و محبت کی برکت سے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی پہچان ملے گی۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال پر ایمان نصیب ہوگا۔ دین کا نور حاصل ہوگا۔ دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوگا۔ آخرت کی سدھار کی فکر ہوگی۔" (روداد مدرسہ غوثیہ بڑھیا ضلع بستی جمادی الاخرہ ۱۳۹۸ھ)

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم یا نبی اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام) یہ خطاوار غلام عظمت سرکار دو عالم کے سامنے اپنا سر خم کر کے حاضر ہے۔ اس غلام سے نعت شریف میں کلمۂ تصغیر برقرار رکھنے کا جرم ہوا ہے۔ یہ غلام حضور کی بارگاہِ عزت میں اس جرم سے توبہ کرتا اور معافی مانگتا ہے حضور اپنے بے پایاں کرم کو دیکھتے ہوئے اس غلام کے جرم و خطا کو بخشش دیں۔ یا رسول اللہ!

گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو و غفور
بخش دو جرم و خطا تم پہ کروروں درود [1]

یہ واقعہ ہے کہ جو جتنا بڑا عاشق رسول ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت سے محبت کرے گا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنتوں کی پیروی کرے گا۔ نبی کونین کے شہزادوں اور عاشقوں سے عشق کی حد تک محبت کرے گا۔

اس خصوص میں حضور بدر ملت بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔ آپ جب بھی کوئی کتاب یا رسالہ یا مضمون لکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، نبی پاک آل اطہار و صحابۂ کرام پر درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد سیدنا غوث اعظم اور مجدد اعظم امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اوپر بھی درود و سلام بالتبع ضرور بھیجتے ہیں۔ اسی طرح مضمون کے اخیر میں بھی عموماً ایسا ہی کرتے ہیں۔ بسا اوقات حضور مفتی اعظم ہند کا ذکر چھیڑتے ہیں۔ ایک اصول ہے من احب شیئا اکثر ذکرہ (جو جس سے محبت

[1] رسالہ مقالہ نورانی مشمولہ رسائل بدر ملت ص ۳۷

Scanned with CamScanner

کرتا ہے اس کا ذکر زیادہ کرتا ہے) یہ اس لیے کہ محب اپنے محبوب کے ذکر میں لذت وچاشنی پاتا ہے۔ حضرت بدر ملت بھی اس سے کچھ مختلف نہ تھے وہ اپنے آقاؤں کے ذکر میں کیف وسرور اور لذت وحلاوت پاتے ہیں۔

آپ عشقِ مصطفےٰ سے ایسا سرشار ہوئے کہ نہ صرف مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نغمہ اپنی زبان ودل کے ساز پہ گاتے ہیں بلکہ آپ کے شہزادوں اور عاشقوں کا ذکر بھی بارہا کرتے ہیں ان کی مدح سرائی کرتے اور ان کے احسانات کا اعتراف کرتے ہیں۔ انہیں توشۂ آخرت کے طور پر وسیلہ بناتے اور اس میں نیا لطف، قلب کا سرور اور روح کی بالیدگی پاتے ہیں۔

آپ کی زندگی اور آپ کے کتب ورسائل پڑھنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ حضور بدر ملت مولانا بدرالدین احمد قادری اپنی گفتگو، اپنی تقاریر اور کتب ورسائل میں جہاں مسائل دینیہ اور رسول اکرم کی سیرت واخلاق پر خاصی روشنی ڈالتے ہیں وہیں جابجا دشمنانِ رسول اور دشمنان غوث ورضا کا رد کرتے ہیں۔ ان کی طرف سے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیے گئے اعتراضوں کا جواب بھی خوب دیتے ہیں۔ اس سے یہ پہلو واضح ہو کر سامنے آتا ہے کہ آپ رسول اکرم، غوث اعظم، اور رضا ومصطفےٰ کے دین ومسلک کے سچے عاشق زار تھے بلکہ پہریدار بھی تھے۔ اس لیے جب ان کے آقاؤں کے دین ومسلک پر دشمنوں نے حملے کیے تو ایک عاشق زار اور پہریدار ہونے کی حیثیت سے سینہ سپر ہو کر میدان میں کود پڑے۔ قلمی نیزوں سے دشمنوں کے دلوں کو چھلنی چھلنی کر دیا اس بدمذہبیت اور صلح کلیت کے دور میں آپ کے سوانحی خاکے اور مضامین ورسائل عشق رسول کی جوت جگانے، عقائد میں تصلب اور اعمال کی اصلاح کے لیے بہترین شاہکار وتریاق ہیں جو ہدایت کا راستہ چاہے انہیں آنکھوں کا سرمہ بنائے۔

آپ تو مسلک اعلیحضرت کے شیدائی تھے زندگی کی آخری سانس تک اسلام کی تبلیغ اور مسلک اعلیحضرت کی ترویج واشاعت کے لیے کمربستہ رہے مگر ذات اعلیحضرت سیدنا امام احمد رضا قدس سرہٗ سے عشق کی حد تک محبت فرماتے تھے وہ سیدنا اعلیحضرت کے ایسے عاشق تھے کہ مودب انداز میں بارہا فریاد کرتے ہیں، کبھی کتابوں میں، تقریروں میں کبھی نجی مجلسوں میں اور کبھی استغاثہ نامہ بھیج کر

۱۳۹۹ھ میں سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ کی بارگاہ میں آپ نے ایک استغاثہ نامہ اپنے شاگرد رشید مولانا صوفی عبدالصمد صاحب نوری قادری کے ذریعہ بھیجوایا تھا اس کا مضمون ملاحظہ کیجئے۔

"یا مرشدی یا سیدی السلام علیکم وعلی من لدیک۔

بارگاہ رضویت کا نام لیوا بدرالدین احمد بے کس وبے نوا ہے اس کے حق میں تجلی جلال کا ظہور رہے سرکار کرم فرمائیں کہ تجلی جمال کے ظہور کی ٹھنڈک بدرالدین احمد کو نصیب ہو یا سیدی الغیاث الغیاث الغیاث [1]

فریاد کا تیور تو ملاحظہ کیجئے۔ ایک خادم اپنے آقا سے کس انداز سے مانگ رہا ہے اور کیا مانگ رہا ہے؟ دنیا کی دولت نہیں، صحت وتندرستی نہیں بلکہ جمال الٰہی کی تجلی کی بھیک مانگ رہا ہے کہ بڑی سرکار

[1] مکتوبات بدر ملت ص ۱۹۳

سب سے بڑی دولت ہی مانگنا موزوں ہے۔
اور اپنے صاحبزادے کے پاس ایک مکتوب میں یوں رقم طراز ہیں۔

تم مولائے کریم جل شانہ کی بارگاہ قدس میں رجوع کرو سرکار مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں استغاثہ کرو۔ سرکار غوث اعظم جیلانی و سرکار اعلیٰحضرت بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہما کے دربار میں گڑگڑا کر ہاتھ پھیلاؤ۔ تاکہ عنایت ربانی دستگیری فرمائے۔

یہ مبنی بر حقائق واقعات وشواہد ہیں جنہیں ملاحظہ کر لینے کے بعد حقائق کے راہیوں کے لیے نشان راہ متعین کرنا اور مطلوب تک پہنچنا آسان ہوجاتا ہے۔ خلاصہ کے طور پر اتنا سن لیجئے کہ اخلاص و للہیت، علم و عمل، جہد مسلسل نور و ہدایت اور عشق و عرفان کا ایک ابر رحمت حمید پور ضلع گورکھپور یوپی سے اٹھا اور براؤں شریف اور بڑھیا ضلع بستی پر جاکر برسا پھر وہ باران رحمت اکناف عالم کو سیراب کر گئی۔

ابر رحمت تیری مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

آغاز میں واضح کیا جاچکا کہ اقرار توحید و رسالت اور سارے اعمال صالحہ میں استقامت و دوام ملحوظ نظر ہے اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ حدیث میں ہے مَنْ کَانَ آخِرُ کَلَامِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ (جس شخص کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہو) یعنی ایمان کے ساتھ مرا وہ جنت میں داخل ہوگیا۔

حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کو فضل الٰہی سے ان کے مشائخ عظام کے طفیل ایمان واعمال پر وہ ثبات استقامت ملی کہ آخری سانس تک دین حنیف اور مسلک اعلیٰحضرت پر ثابت قدم رہے اور حسن خاتمہ جو ایک بندۂ مومن کے لیے سب سے فزوں تر سرمایہ ہے اس دولت لازوال سے سرفراز ہو کر رہے۔ دنیا میں کتنے افراد آپ کو ملیں گے جو اپنی حیات میں بہت کچھ ذکر و فکر اور نیکیاں کرتے رہے مگر آخر وقت میں ان کا انجام مثبت پہلو کے اعتبار سے واضح نہ رہا۔ کتنے وہ گزرے کہ مرتے وقت بھی دنیا ہی کی فکر رہی۔ اولاد کو وصیت کرتے نظر آئے کہ یہ مال تمہارے لیے ہے یہ جائداد تمہارے لیے ہے اتنے میں پیک اجل نے گلا تھام لیا مگر بدر ملت ہیں کہ آپ کو اپنے مولیٰ کے فضل واحسان سے محبت خدا و عشق مصطفےٰ کے طفیل وہ حسن خاتمہ ملا کہ آرزوئیں کیا کیجئے۔

رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ کا مہینہ ہے جس میں مرنے والوں کے لیے خاص فضیلتیں وارد ہیں ۸ رویں تاریخ ہے جمعہ مبارکہ کا دن ہے دن بھر روزے سے گزرا۔ سورج غروب ہوا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظیم سنت ادا کی۔ کھجور سے افطار کیا۔ نماز مغرب پڑھی پھر قضائے حاجت سے فراغت پاکر تیمم فرمایا مصلےٰ پر آئے اور اوراد و وظائف میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ اور ذکر الٰہی کرتے ہوئے مراقبے میں جاتے ہیں پھر کریم کا کرم زندگی بھر یا اللہ، یا رحمٰن، یا رحیم کی رٹ لگانے والے اپنے پیارے کو اپنا داعی بھیج کر ہمیشہ کے لیے اپنے جوار رحمت میں بلا لیتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ اللہ! استقامت علی الدین کیسی عطا ہوئی تھی۔ وہ وقت آچکا جس کے تصور سے دل کانپ اٹھتا ہے اور کلیجہ منہ کو آتا ہے مگر وہ محب خدا

Scanned with CamScanner

ورسول ایک دولھا کی طرح تیاری کر رہا ہے اہتمام کے
ساتھ طہارت و پاکیزگی اختیار کرتا ہے اور خالی ہاتھ
نہیں روزہ، نماز، اتباع سنت اور ذکر و فکر کے
قیمتی تحائف لے کر رخت سفر باندھ رہا ہے۔ عشق
و محبت کا سرمایہ لے کر حاضر ہو رہا ہے۔ عظمت
والے میزبان کے پاس عظمت ہی والا تحفہ لے کر
حاضر ہو رہا ہے۔ ہزار جانیں اس مہمان پر قربان
جو اپنے میزبان کے پاس میزبان ہی کی مرضی کا تحفہ
لے کر پہونچا۔ دو جہان قربان اس دولھا کی سعادت
وارجمندی پر جو کسی حال میں خالی ہاتھ سفر کرنا گوارہ نہ کیا

عرش پر دھومیں مچیں کہ مومن صالح ملا
فرش پر ماتم اٹھا وہ طیب و طاہر گیا

محمد عابد حسین مصباحی قادری رضوی نوری
۲۲ر ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

(۱) مکتوب بنام مولانا نظام الدین صاحب نوری گورکھپوری دار العلوم مسکینیہ دھوراجی گجرات۔

از بڑھیا ۸۶/۹۲ ۱۰ر ربیع الغوث ۱۴۰۸ھ

برادر نوری وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ پڑھ کر خوشی ہوئی۔ نہیں۔ بڑی خوشی ہوئی۔ بارک ربنا سبحانہ فی دینک وایمانک وضیاء تصلبک وحیاتک ودنیاک وعقباک بجاہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

عرصہ دراز گذرا۔ مرقاۃ کی شرح تیار کرنے کا بار میں نے مولانا علوی صاحب مہتمم فیض الرسول براؤں شریف کی جانب موڑا۔ جب موصوف کی توجہ موقع نہ پا سکی اور متعدد سال گزرے تو پھر مولانا قدرت اللہ صاحب پر بوجھ رکھا۔ وہ بھی ہجوم مصروفیات کے نرغہ میں گھرا رہنے کے باعث عہدہ برآنہ ہو سکے اب یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ توفیق ربانی نے اس کام کے لیے آپ کا انتخاب کیا۔ فالحمد لربنا جل مجدہ والصلوۃ والسلام علی رسولنا وآلہ الکرام۔

میں چاہتا ہوں کہ جس طرح حضرت علامہ میرٹھی نے شرح مأتہ عامل اور نحو میر کی شرح مرتب کی اور اول الذکر میں دیوبندی ملّوں کی نحوی ترکیبوں کے اغلاط اور آخر الذکر میں مسائل نحو میں علمائے وہابیہ کی دھاندھلیوں کو طشت از بام کیا۔ یونہی آپ کو دیوبندی کی مرتب کردہ شرح مرقاۃ المسمی بہ مصفاۃ کی منطقی اغلاط کی تردید لکھنی ہے۔ اور علمائے مناطقہ کو اس کی دھاندھلی سے آگاہ کرنا ہے۔ اور یہ مضمون کتاب کے ابتدائی میں رکھنا ہے۔ دیوبند سے مصفاۃ منگوا کر اس کو مطالعہ میں رکھنا ہے۔ شرح لکھنے کے ساتھ مرقاۃ کے عربی متن کا اردو میں ترجمہ بھی تحریر کرنا ہے۔ حضرت مولانا عبد الحق صاحب مرحوم نے عربی میں مرقاۃ کی شرح تحریر فرمائی ہے۔ اس اردو شرح میں اس کا چربہ نہیں اتارنا ہے۔

صدر مدرس صاحب کو سلام
فقط
بدر الدین احمد بڑھیا۔

Scanned with CamScanner

حضور بدرملت کا اندازِ تبلیغ

از حضرت علامہ مولانا مفتی محمود اختر قادری رضوی امجدی دار الافتاء قاضی اسٹریٹ، بمبئی ۳

کسی انسان کی عظمت و بزرگی اس کے کردار و عمل کے آئینہ میں دیکھا جاتا ہے۔ اور اس کی برتری کو پرکھنے کے لئے کردار ہی کو آلہ بنایا جاتا ہے۔ یوں تو دنیا میں نہ جانے کتنے انسان آئے اور راہیٔ ملک عدم ہو گئے۔ آج صفحۂ ہستی پر ان کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہا۔ مگر جو لوگ کردار و عمل کے دھنی ہوتے ہیں ان کی فوقیت و برتری کو لوگ تسلیم کرتے ہیں۔ ان کے نام انسانوں کی بستی میں سکۂ رائج الوقت کی طرح ہمیشہ چلتے رہتے ہیں۔ یہ بالکل ظاہر ہے کہ ایسی شخصیتیں بہت ہی نادر و کمیاب ہوتی ہیں۔ اور انہیں شہرت و نام و نمود کی خواہش و ہوس نہیں ہوتی بلکہ وہ لوگ بے لوث ہو کر محض اللہ و رسول کی رضا و خوشنودی کی خاطر خدمات دین و مسلک میں مشغول رہتے ہیں۔

جن لوگوں نے دنیاوی شہرت و مقبولیت کو پس پشت ڈال کر مرضیٔ مولیٰ کے لئے زندگی کا ہر لمحہ بسر کیا ان میں حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی بھی ہے۔ آپ کے کردار و عمل کا جب جائزہ لیا جاتا ہے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ نے دنیاوی دولت و شہرت سے بے پرواہ ہو کر بلا خوف لومت لائم اپنی تدریس و تبلیغ، تصنیف و تالیف اور تحریر و تقریر کے ذریعہ مسلک اعلیٰ حضرت کی عظیم و جلیل خدمات انجام دی ہیں۔

آپ کا انداز تعلیم و تبلیغ بڑا ہی مؤثر اور ٹھوس تھا۔ آپ نے طلبہ کو صرف کتابیں پڑھانے، اسباق یاد کرانے اور مافی الضمیر سمجھانے پر ہی توجہ نہیں دی بلکہ ان کے ظاہر و باطن کی اصلاح اور انھیں اسوۂ حسنہ و سنن صحابۂ کرام کا خوگر بنانے کی سعی بلیغ بھی فرمائی۔ آپ کے طرز تبلیغ کی یہ امتیازی شان تھی کہ جس موضوع پر بھی آپ نے خامہ فرسائی کی ہے اس میں اپنے مسلک و عقیدہ کی باتیں ضرور ذکر کی ہیں۔ مثلاً بچوں کے لئے اردو کے قاعدے بہت سارے لکھے گئے جن میں بچوں کے ذوق اور طبیعت کا لحاظ کرتے ہوئے کھیل پھول، پہاڑ، دریا وغیرہ کے تذکرے جانوروں اور پریوں وغیرہ کی کہانیاں لکھی گئیں تاکہ بچے کہانیوں قصوں کا لطف اٹھاتے ہوئے اردو زبان سیکھ لیں۔ مگر اس سلسلے میں حضرت بدر ملت

نے مسلمان بچوں کے لیے ایسا قاعدہ تصنیف فرمایا کہ بچے اردو زبان سیکھنے کے ساتھ ہی ساتھ دین و مسلک کی ابتدائی باتیں بھی سیکھتے جائیں۔ کیوں کہ بچپن میں جو باتیں ذہن نشین ہو جاتی ہیں وہ اخیر عمر تک ذہن سے محو نہیں ہوتا۔ اس سلسلے میں تعمیر ادب حصہ اول کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

خدا کا حکم مانو۔ حق پر جم جاؤ۔ دین کی بات پر چل۔ لید اور گوبر ناپاک ہے۔ گانا بجانا جائز نہیں۔ قرآن کا ادب فرض ہے۔ صرف خدا کو سجدہ کر۔ اور کسی کو سجدہ کرنا سخت گناہ ہے۔ پیارے نبی کا حکم مان۔ رسول پاک پر درود پڑھ اذان سن کر فوراً نماز کو چلو۔ جو قصداً نماز نہ پڑھے وہ فاسق ہے۔ داڑھی منڈانا شرعاً حرام ہے جب اللہ تعالیٰ کا نام لینا ہو تو اللہ پاک یا اللہ تعالیٰ یا خدائے پاک کہا کرو۔ خبردار اللہ میاں ہرگز نہ کہو۔ صرف سنی مذہب کے مطابق اپنا عقیدہ رکھو۔ یا نبی سلام علیک پڑھو۔ یا رسول اللہ المدد۔ ہمارے نبی کو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کا سارے جہان کا حاکم بنایا۔ چاند اور سورج پر ہمارے نبی سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قبضہ ہے۔ دنیا میں ہزاروں نبی تشریف لائے۔ لیکن سب سے بلند و بالا مرتبہ سرکار مصطفیٰ کا ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب پیارے نبی کا نام لو یا سنو تو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا کرو۔ رحمٰن، منان، خالق، رازق قیوم، قدوس، غفار، جبار، ستار، یہ سب خاص اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ ان سب ناموں کا ادب ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ان میں کا کوئی نام کسی انسان کے لیے بولنا حلال نہیں۔ اگر کسی شخص کا نام عبد الرحمٰن ہو تو خبردار! کبھی اس کو رحمٰن نہ کہنا بلکہ ہمیشہ عبد الرحمٰن ہی کہنا۔ اللہ تعالیٰ کو بھگوان، پرماتما، پربھو کہنا جائز نہیں۔ پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اور محبت ایمان کی جڑ ہے۔ بیٹھتے اٹھتے یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہا کرو۔

پیارے حبیب کو پکار - پیارے نبی کا نام لے
دامن مصطفیٰ میں آ - پائے رسول تھام لے

ناظرین غور فرمائیں کہ نونہالان قوم کو تعلیم و تربیت کے بالکل ابتدائی مرحلے میں مختصر اور آسان جملوں کے ذریعہ مسلک و مذہب کی کس قدر بنیادی باتیں ذہن نشین کرا دی گئیں۔ اور یہ تعلیم و تربیت اور تبلیغ کا کتنا مؤثر طریقہ ہے کہ جس بچے کے دماغ میں یہ باتیں بٹھا دی گئی ہوں کہ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت ایمان کی جڑ ہے۔ انھیں خدائے تعالیٰ نے زمین و آسمان سارے جہان کا حاکم بنایا۔ بیٹھتے اٹھتے یا رسول اللہ! یا نبی اللہ! پکاریں۔ تو اس بچے کو کوئی بد مذہب بدعقیدہ کس طرح بہکا سکتا ہے؟

اسلامی روایات پر آپ خود بھی بہت ہی مضبوطی سے کاربند تھے۔ اور دوسروں کو بھی ان کا پابند دیکھنا چاہتے تھے۔ آج کل عموماً انگریزی تاریخ و مہینے اور عیسوی سنہ بولنے اور لکھنے کا رواج ہے۔ یہاں تک کہ بہت سارے مسلمان ایسے ہیں جنھیں اسلامی تاریخ و مہینے اور سنہ کا پتہ ہی نہیں رہتا۔ حضرت بدر ملت اس سلسلہ میں بہت سخت تھے۔ آپ اپنے ہر معاملہ میں اسلامی تاریخ

Scanned with CamScanner

وسنہ لکھتے اور لکھواتے۔ اور دوسروں کو بھی اس کی تنبیہ وتاکید فرماتے۔ یہاں تک کہ جب الٰہ آباد بورڈ سے الحاق کی وجہ سے عربی مدارس میں انگریزی تاریخ کا رواج ہوا۔ اور رجسٹر حاضری مدرسین بھی انگریزی تاریخ وسنہ کے مطابق بننے لگے۔ تو آپ نے دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف میں اصرار کر کے حاضری مدرسین کے دو طرح کے رجسٹر بنوائے ایک اسلامی تاریخ کے مطابق اور دوسرا انگریزی تاریخ کے موافق۔ اور آپ صرف اسلامی تاریخ والے رجسٹر پر دستخط کرتے۔ جبکہ دیگر حضرات دونوں طرح کے رجسٹر پر دستخط کرتے۔ آپ سے مطالبہ ہوا۔ کہ انگریزی تاریخ والے رجسٹر پر بھی دستخط کریں مگر آپ نے اس سے صاف انکار کر دیا۔

آپ دوسروں کو بھی اسلامی تاریخ لکھنے کی تاکید کرتے اور مؤثر انداز میں اس کی ترغیب دلاتے قوم کے نونہالوں کو اسلامی تاریخ اور ہجری سنہ لکھنے اور بولنے کی ترغیب کس دلنشیں انداز میں دیتے تھے۔ اس کا اندازہ تعمیر ادب حصہ سوم کے مندرجہ ذیل اقتباس سے لگا سکتے ہیں۔

حضور کا مکہ چھوڑ کر مدینہ چلا جانا ہجرت، کہلاتا ہے۔ یہ ایک عام بات ہے کہ انسان کو اپنے وطن سے اپنے گھر سے بہت محبت ہوا کرتی ہے۔ لیکن حضور نے محض اللہ تعالیٰ کے پیارے دین کی خاطر اپنے وطن کو چھوڑ دیا۔ اور مکہ سے ہجرت کر گئے۔ آج ماہ ربیع الاول شریف کی آٹھ تاریخ اور ہجری ۱۳۹۱ سنہ تیرہ سو اکیانوے ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت ہمارے سرکار کو مکہ سے ہجرت کئے ہوئے تیرہ سو اکیانوے برس ہو رہے ہیں۔

حضور کا مکہ سے ہجرت کرنا یہ مسلمانوں کے لئے ایک بہت بڑا سبق ہے۔ جب سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسلام کو زندہ رکھنے اور اسلام پھیلانے کی خاطر اپنے پیارے وطن مکہ کو چھوڑ دیا۔ تو مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ وہ اسلام پر اپنا تن من دھن قربان کرنے کے لئے تیار رہیں۔ اور اگر اسلام کو بچانے کے لئے اپنا گھر بار بھی چھوڑنا پڑ جائے تو گھر بار کو بھی خیر آباد کہہ دیں۔

چونکہ حضور کی ہجرت یہ ایک ایسا سراپا ہدایت واقعہ ہے جسے ہمیشہ مسلمانوں کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے حضرات صحابہ نے اسلامی سال کو ہجری سنہ کے نام سے جاری کیا۔ تاکہ دنیا کے مسلمان جب بھی اپنے حساب وکتاب اور دوسرے کاموں میں ہجری تاریخ اور سنہ لکھیں۔ تو ان کو سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت کا واقعہ یاد پڑتا رہے۔

بچو! ایک بہت بڑے صدمے کی بات ہے کہ آج کل نام کے مسلمان بہت زیادہ ہو گئے ہیں لیکن کام کے مسلمان بہت کم ہیں۔ چنانچہ اس زمانے کے بہتیر مسلمانوں نے اسلامی مہینہ اور ہجری سنہ کا لکھنا اور یاد رکھنا ہی چھوڑ رکھا ہے۔ یہ لوگ انگریزی مہینے اور سال طوطوں کی طرح خوب رٹے رہتے ہیں اور جب تاریخ وسنہ لکھنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ تو انگریزی مہینہ اور سال لکھا کرتے ہیں لیکن اسلامی مہینہ اور ہجری سنہ تو یاد ہی نہیں۔ تو پھر لکھیں کیا خاک؟ بھلا سوچو تو سہی کہ جب

Scanned with CamScanner

آج کل کے مسلمانوں کو اپنے کاغذات، تحریروں اور
رجسٹروں میں اسلامی تاریخ و سنہ لکھنا گوارا نہیں
تو وہ پیارے اسلام کی زندگی کے لئے اور کیا کچھ کرسکتے
ہیں۔؟

عزیز نونہالو! تمہیں سخت تاکید کی جاتی ہے
کہ تم اپنے پیارے دین، اپنے چہیتے اسلام سے ہمیشہ
محبت رکھنا۔ اور تم اپنی تحریروں میں اپنے حساب وکتاب
کے رجسٹروں میں ضرور اسلامی تاریخ اور سنہ
لکھتے رہنا۔ ہاں اگر ضرورت سمجھو تو ہجری تاریخ اور
سنہ کے بعد انگریزی تاریخ و سنہ بھی لکھ دینا۔
(تعلیم ادب حصہ سوم ص۶،۷، مطبوعہ مدرسہ گلشن رضا
کولمبی ضلع ناندیڑ)

حضرت بدر ملت کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی
تھی کہ آپ نے جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا اس میں
عقائد اہلسنت و مسلک اعلیٰ حضرت کی باتیں ضرور پیش
فرمائیں۔ منطق ایک بہت ہی جدا مضمون ہے۔ اور
اس کے قواعد منطقیوں کے طرز و اسلوب کے مطابق
پیش کئے جاتے ہیں لیکن آپ نے طلبہ کو منطق کے
قواعد و ضوابط سے روشناس کرانے کے لئے "جواہر
المنطق"، تصنیف فرمائی تو اس میں کہیں مثالوں کے
ذریعہ کسی عقیدہ کو پیش فرمایا۔ تو کہیں منطقی قاعدہ
کی روشنی میں احقاق حق اور ابطال باطل کیا۔
نیز کسی منطقی مسئلہ کو سمجھاتے ہوئے رد وہابیہ بھی
فرمادیا۔

صناعات خمس کے بیان میں قیاس برہانی کی
مثال دیتے ہوئے اہلسنت کا مسلم و مشہور عقیدہ
کہ باری تعالیٰ کے لئے کذب محال ہے۔ اسے اس
طرح ثابت کرتے ہیں

جھوٹ بولنا عیب ہے۔ اور ہر عیب اللہ تعالیٰ
پر محال بالذات ہے۔ لہذا جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ
پر محال بالذات ہے۔ اس مثال میں مقدمۂ اولیٰ یعنی
صغریٰ عقلی بدیہی ہے۔ اور مقدمۂ ثانیہ یعنی کبریٰ عقلی
نظری ہے۔

اسی قیاس برہانی کی مثال پیش کرتے ہوئے حضور
اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب کا اثبات
یوں فرماتے ہیں۔

سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ وَکُلُّ رَسُوْلٍ
مِنَ اللّٰہِ مُظْہِرٌ عَلَی الْغَیْبِ فَسَیِّدُنَا
مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
مُظْہِرٌ عَلَی الْغَیْبِ۔

اس قیاس برہانی کے دونوں مقدمے نقلی
ہیں۔ پھر حاشیہ میں فرماتے ہیں۔

قیاس مذکور کے صغریٰ کا نقلی ہونا اجلی بدیہیات
سے ہے۔ اور رہا کبریٰ تو وہ قرآن مجید کی اس آیت
کریمہ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا
اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ط سے ثابت ہے
آیت کریمہ میں کلمۂ مَن بالفتح ایجاب کلی کا
سور ہے۔ اور مِن بالکسر بیانیہ ہے۔ (جواہر
المنطق)

وہابیوں کا مشہور عقیدہ ہے کہ نبی ہمارے بھائی
ہیں۔ بس فرق یہ ہے کہ وہ بڑے بھائی ہیں اور ہم
چھوٹے بھائی۔ ان کے اس باطل عقیدہ کو قیاس
جدل کی مثال دیتے ہوئے انھیں کبرائے وہابیہ پر

Scanned with CamScanner

پلٹتے ہیں۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی، مولوی اشرف علی تھانوی ابوجہل، ابولہب انسان ہیں۔ اور تمام انسان آپس میں بھائی ہیں لہٰذا مولوی اسمٰعیل دہلوی، مولوی اشرف علی تھانوی ابوجہل، ابولہب آپس میں بھائی ہیں۔ اس قیاس کا مقدمۂ ثانیہ یعنی کبریٰ مسلّم بین الوہابیہ ہے۔ چنانچہ وہابیوں کی مستند کتاب تقویۃ الایمان ص۸۰ میں امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ " انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ (جواہر المنطق ص۱۱۱)

قضایائے موجہات کے بیان میں نفس الامری کیفیت وجوب کی مثال اس طرح پیش کرتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ صَادِقٌ بِالْوُجُوبِ۔ پھر اس بیان کے اخیر میں امکان کذب باری تعالیٰ کو بڑے نفیس انداز میں باطل فرماتے ہیں۔

واضح ہو کہ تمام علمائے حق کا یہ عقیدۂ قطعیہ ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ صَادِقٌ بِالْوُجُوبِ جس کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے صفتِ صدق کا ثبوت واجب اور ضروری ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس سے صفتِ صدق کا الگ ہونا محال اور ممتنع ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے لئے صدق کا ثبوت ضروری ہے تو اس کے حق میں یہ قضیہ کہ اَللّٰہُ کَاذِبٌ بِالْاِمْکَانِ کسی طرح کسی صورت سے کسی حالت میں درست اور صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ قضیۂ مذکورہ میں امکان سے مراد اگر امکانِ عام ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ " اللہ تعالیٰ کا صادق ہونا ضروری نہیں۔ اور اگر امکان سے مراد امکانِ خاص ہے تو اس وقت قضیۂ مذکورہ کا معنیٰ یہ ہوگا کہ " اللہ تعالیٰ کا کاذب ہونا اور صادق ہونا کچھ بھی ضروری نہیں۔ الحاصل قضیۂ مذکورہ بالا کا معنیٰ دونوں صورت میں یہی نکلا کہ " اللہ تعالیٰ کا صادق ہونا ضروری نہیں۔ اور چوں کہ یہ معنیٰ باطل اور فاسد ہے اس لئے قضیۂ مذکورہ یعنی " اللہ کاذب بالامکان " بھی باطل و عاطل، فاسد و کاسد ہے۔

جاننا چاہئے کہ دیوبندی حضرات کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب نے اپنی کتاب براہین قاطعہ صفحہ ۲ پر اللہ رب العزت کے حق میں مسئلہ امکان کذب کو تسلیم کیا ہے۔ یعنی بالفاظ دیگر انھوں نے اَللّٰہُ کَاذِبٌ بِالْاِمْکَانِ کو حق و صحیح بتایا ہے۔ لیکن چوں کہ امکان کذب الٰہی کا مسئلہ باطل ہے۔ جیسا کہ اس کے بطلان پر اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ صَادِقٌ بِالْوُجُوبِ دلیل قاطع و برہان ساطع ہے۔ اس لئے ہم نے قضیۂ ممکنہ عامہ و ممکنہ خاصہ کی منطقی بحث پیش کر دینے کے بعد مناسب سمجھا کہ طلبہ کو امکان کذب الٰہی کے بطلان پر متنبہ کر دیا جائے۔ (مؤلف)

اسی طرح وہابیوں کا ایک دھوکہ یہ بھی ہے کہ وہ امکانِ کذبِ الٰہی کے ثبوت میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قرآن حکیم میں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور جھوٹ بولنا بھی ایک شئی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر بھی قادر ہے۔ (معاذ اللہ) وہابیوں کے اس مشہور مغالطہ کا جواب بڑے ہی

Scanned with CamScanner

مدلل انداز میں دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔
اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا محال ہے۔ جیسا کہ برہان قطعی سے ثابت ہو چکا ہے۔ اور کوئی محال زیر قدرت نہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا زیر قدرت نہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا زیر قدرت نہیں تو اس کا جھوٹ بولنا ممکن نہیں۔ اور جب ممکن نہیں تو ثابت ہو گیا کہ مسئلہ امکان کذب الٰہی باطل محض ہے۔ شرح عقائد جلالی میں ہے۔ اَلْکِذْبُ نَقْصٌ وَالنَّقْصُ عَلَیْہِ مُحَالٌ فَلَا یَکُوْنُ مِنَ الْمُمْکِنَاتِ وَلَا تَشْمِلُہُ الْقُدْرَۃُ یعنی جھوٹ بولنا عیب ہے۔ اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ لہٰذا جھوٹ بولنا ممکن نہیں اور نہ وہ زیر قدرت

اس کے بعد واجب، ممکن اور محال کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ شرح مقاصد میں ہے۔
لا شئ من الواجب والممتنع بمقدور
یعنی کوئی واجب اور کوئی محال زیر قدرت نہیں۔ کیوں کہ اگر واجب زیر قدرت ہوگا تو واجب نہ رہ جائے گا۔ اور رہا محال کا زیر قدرت نہ ہونا تو اس لئے کہ محال اس کو کہتے ہیں جو موجود نہ ہو سکے اور جب کوئی محال زیر قدرت ہوگا تو وہ موجود ہو سکتا ہے تو پھر محال نہ رہا۔ اس کو یوں سمجھو کہ دوسرا خدا محال ہے یعنی نہیں ہو سکتا تو اگر دوسرا خدا زیر قدرت ہو تو موجود ہو سکے گا۔ تو دوسرا خدا محال نہ رہا۔ اور دوسرا خدا محال نہ ماننا وحدانیت کا انکار ہے ___
اور یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ محالات پر قادر نہ ہوگا۔ تو اس کی قدرت ناقص ہو جائے گی۔ سراسر باطل ہے۔ کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان۔ نقصان تو اس محال کا ہے کہ تعلق قدرت کی اس میں صلاحیت نہیں ___ پھر شرح مواقف کی عبارت پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

"علم الٰہی ممکن، واجب، محال سب کو شامل ہے تو وہ قدرت الٰہیہ سے عام ہے۔ کیوں کہ قدرت الٰہیہ صرف ممکنات سے متعلق ہے۔ واجبات اور محالات سے نہیں اور جب ثابت ہو گیا کہ زیر قدرت صرف ممکنات ہیں۔ تو آیۂ کریمہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ میں کل شئ سے مراد کل ممکن ہے۔ جس کا معنی یہ ہوا کہ ہر ممکن زیر قدرت الٰہی ہے۔ اور چوں کہ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن نہیں اس لئے وہ اس کل شئ میں داخل نہیں۔ اور رہا آیت مقدسہ وھو بکل شئ علیم کا ارشاد اس میں کل شی سے کل مفہوم مراد ہے۔ لہٰذا اس کل شی میں واجب ممکن، محال، قدیم، حادث، کلی، جزئی، موجود معدوم، مفروض، موہوم، سب داخل ہیں۔"
(جواہر المنطق ص ۱۱۹/۱۲۰)

آپ عقائد و ایمان کی اصلاح و درستگی کے لئے اپنی تحریر و تقریر کے ذریعہ حتی المقدور جد و جہد فرماتے ہی تھے۔ اور بدعقیدوں، بدمذہبوں اور بے دینوں، گستاخوں کا بھرپور انداز میں رد و ابطال تو کرتے ہی تھے۔ اپنوں کی بے عملی و بدعملی اور فسق و فجور پر بھی سخت برہمی کا اظہار فرماتے۔ اعمال کی اصلاح پر تنبیہ شدید فرماتے۔ اور عمل صالح کی ترغیب دلاتے۔
آج کل داڑھی منڈانے اور کتروانے کی عام وبا

Scanned with CamScanner

مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس گناہ کبیرہ سے مسلمانوں کو دور رکھنے اور شعار اسلام کی تعظیم و احترام کرنے سنت انبیاء علیہم السلام کی پابندی کرنے کی تلقین فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

مسلمانو! سنو اور کان لگا کر سنو۔ داڑھی رکھنا یہ وہ نورانی مقدس عمل ہے جس کی پابندی حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام نے کی۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کرو کہ اولین و آخرین کے نبی ساری مخلوقات کے رسول، اللہ تعالیٰ کی سلطنت کے دولھا، سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود بھی رکھی اور رکھنے کا حکم دیا۔ حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت مولیٰ علی وغیرہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے مقدس چہروں پر داڑھی رکھی۔ حضرت امام حسن حضرت امام حسین وغیرہ اہلبیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے نورانی چہروں پر داڑھی بڑھائی۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ حضرت امام شافعی وغیرہ ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین داڑھی کے پابند رہے۔ حضرت سرکار غوث اعظم، حضرت خواجہ غریب نواز، حضرت سرکار خواجہ بہاء الدین نقشبندی، حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی وغیرہ اولیائے فخام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے داڑھی رکھی۔ شاہان اسلام نے اپنے چہروں کو داڑھی سے مزین رکھا۔ دور صحابہ سے لے کر آج تک مسلمانوں میں داڑھی رکھنے کا سلسلہ چلا آرہا ہے۔ تو آج مصری، ترکی، عراقی، شامی، نجدی، افغانی، پاکستانی، وغیرہ صدر، وزیر، زعیم و سفیر جو دین سے جاہل، قید شرع سے آزاد ہیں۔ وہ اگر داڑھی منڈا کر نشان اسلام و شعار دین کو مٹائیں تو وہ خود مجرم و فاسق ہیں۔ پھر مجرم اس قابل کہاں ہے کہ وہ دینی مذہبی مسئلہ میں بطور سند پیش کیا جائے۔

تازیانۂ عبرت

مسلمانو! انصاف کے دماغ سے سوچو اور غور کرو۔ کیرل ہائی کورٹ کو یہ حوصلہ کہاں سے ملا کہ اس نے اسلامی داڑھی کے خلاف فیصلہ کرتے ہوئے ایک غریب کانسٹبل کو داڑھی رکھنے سے روک دیا گیا۔ سنو! خود مسلمانوں کے فاسق پیروں، بے عمل مولویوں نے شرع سے آزاد لیڈروں نے، اسپتال کے کمپونڈروں اور ڈاکٹروں نے، کچہری کورٹ کے وکیلوں اور ججوں نے، لکھ پتی، ارب پتی، سیٹھوں نے، بے شرع عام فاجروں نے کیرل ہائی کورٹ کو ایسا خلاف دین و مذہب فیصلہ کرنے کی ہمت دلائی ہے۔ اب سے آنکھیں کھولو ہوش میں آؤ۔ آج داڑھی پر پابندی عائد کی گئی، کل کو یہ دلیل دے کر کہ فلاں وزیر نماز نہیں پڑھتا۔ فلاں صدر رمضان میں روزہ نہیں رکھتا، روزہ و نماز پر بھی پابندی لگائی جا سکتی ہے۔ لہٰذا اللہ قہار و جبار سے ڈرو، داڑھی منڈانے کتروانے سے توبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رو رو کر معافی مانگو۔ اپنے دین اور شعار دین کی حفاظت کرو۔ (مضامین بدر ملت ص ۲۲۲)

یہ ہے حضرت بدر ملت کا انداز تبلیغ و تربیت کی چند جھلکیاں جن سے ان کے تصلب فی الدین اور مسلک اعلیٰحضرت پر استحکام کا اندازہ ہوتا ہے۔ رب قدیر اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہمیں تصلب فی الدین اور مسلک اعلیٰحضرت پر استحکام عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین)

Scanned with CamScanner

تصنیفات بدر ملت: ایک تعارف

از حضرت علامہ مولانا محمد عبد المبین نعمانی صاحب قادری رضوی مہتمم دار العلوم قادریہ چریاکوٹ ضلع مئو یوپی

نورانی گلدستہ: حضرت علامہ مولانا بدر الدین احمد قادری علیہ الرحمۃ جب ماہنامہ فیض الرسول براؤں شریف کے مدیر تھے۔ اس وقت جو اصلاحی مضامین حضرت نے سپرد قلم کئے تھے انھیں مضامین کا نورانی مجموعہ "نورانی گلدستہ" کے نام سے حضرت بدر ملت نے خود اپنی حیات میں شائع کرایا تھا جس کے اب تک تقریباً دس ایڈیشن مکمل چکے ہیں۔ اس کا ساتواں ایڈیشن سامنے ہے جسے مولانا عبد الصمد صاحب رضوی نے اپنے اہتمام سے شائع کرایا ہے۔ اشاعت کا بار رضا اکیڈمی بمبئی نے برداشت کیا ہے۔ کتاب کا سائز متوسط ہے اور صفحات ۱۲۸ ہیں۔ عنوانات یہ ہیں۔ "دین کا ستون" اس کے ضمن میں نماز اور زکوٰۃ کے بعض ضروری مسائل۔ اور فضائل کا نہایت دلنشیں بیان ہے۔ ترک نماز کی وعیدیں بھی شامل عنوان ہیں۔ "اسلام کا شعار عظیم" دوسرا مضمون ہے۔ جس میں داڑھی کے مسائل کا بیان ہے۔ داڑھی منڈانے والوں کی بھی خوب خوب خبر لی ہے۔ "قضائے عمری" اس عنوان کے تحت قضائے عمری کے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ قضا نمازوں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اس بات کو خوب واضح کیا ہے کہ جب تک فرض ذمہ میں باقی رہتا ہے نوافل قبول نہیں ہوتے۔

"آستانہ دہلی کی عجیب رفتار" اس عنوان کے تحت حضرت مولانا نے ماہنامہ آستانہ دہلی کا حلیہ پیش کیا ہے۔ جو دعویٰ تو یہ کرتا ہے کہ وہ نقیب اولیا ہے۔ بزرگوں کے مشن کا ترجمان ہے۔ مگر اس کے اندر آزاد خیالی کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ مسلک اہلسنت وجماعت کا تو جیسے اس رسالہ کو پاس و لحاظ ہی نہیں۔ اس مضمون میں خاص طور سے گھروں میں تصاویر، درود شریف میں اختصار، فضائل صحابہ وامیر معاویہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور ان مسائل میں آستانہ کی بے احتیاطیاں اجاگر کی گئی ہیں۔

"صالح معاشرہ کو ڈسنے والے دو ناگ" سینما اور ریڈیو اس عنوان کے تحت سینما اور ریڈیو سے پیدا ہونے والی برائیوں اور بے حیائیوں، ناچ گانے اور عریانیت کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ اور بڑے دلنشیں انداز میں اصلاح وتربیت کے باغ کھلائے ہیں۔

"نماز کی کنجی کیا ہے" اس عنوان کے تحت نماز کی

Scanned with CamScanner

کنجی طہارت پر روشنی ڈالی ہے۔ وضو اور غسل میں عوام الناس جو بے احتیاطیاں کرتے ہیں ان کو اجاگر کیا ہے۔ اور آخر میں وضو کرنے کا طریقۂ مسنونہ بھی بیان کر دیا ہے غرض کہ پوری کتاب بیش قیمت اصلاحی جواہر پاروں سے بھری ہوئی ہے۔ آخر میں ضمیمہ کے طور پر مرتب کتاب " مولانا صوفی عبدالصمد صاحب نے کچھ فتاوے اور مضامین کا بھی اضافہ کر دیا ہے۔

حضرت بدر العلما علیہ الرحمۃ ایک منجھے بجھائے مصنف اور زبردست مبلغ و مصلح تھے۔ آپ جہاں صاف ستھرے عام فہم مضامین تحریر فرماتے مشکل الفاظ پر اعراب بھی دیتے۔ اور عربی الفاظ کو بالخصوص عربی خط ہی میں کتابت کراتے۔ وہاں صاف ستھری کتابت کا بھی اہتمام فرماتے۔ اور کتاب کے ظاہری حسن و زیبائش پر بھی بطور خاص توجہ دیتے۔ نورانی گلدستہ کی نئی اشاعت کے ضمن میں جناب حافظ قمرالدین صاحب مالک رضوی کتاب گھر دہلی کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔

" نورانی گلدستہ اوّل کا مطبوعہ مسودہ آپ کے پاس روانہ ہے۔ کتاب کی کتابت صحیح املا والے خوش خط کاتب سے کرانا ہے۔ کتاب کا سائز موجودہ سائز نہیں رہے گا بلکہ سوانح اعلیٰ حضرت کا سائز رہے گا۔ کتابت شدہ کاپیاں چھپنے سے پہلے تصحیح نقل کے لئے میرے پاس بھیجنا ہے۔ میری اس کتاب کے آخر میں اگر آپ چاہیں گے تو صرف سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر علمائے اہلسنت کی تصانیف کا اعلان دے سکتے ہیں۔ بازاری کتابوں کا اعلان نہیں دے سکتے کاتب کو ہدایت کر دیں کہ درود شریف کے بدلے ص، ع، صلعم ہرگز ہرگز نہ لکھے۔ یوں ہی کلمات ترضی و ترحم کے عوض " رض، رح " کا اشارہ نہ لکھے۔ اور لیے کو لئے، کے یے، کو کیلئے نہ لکھے۔ اور ہر صفحہ کے اوپر حاشیہ کے کنارے نورانی گلدستہ باریک قلم سے لکھا جائے۔ داہنے صفحہ کے دائیں کنارے اور بائیں صفحے کے بائیں کنارے نام لکھا جائے۔ فقط والسلام

بدرالدین احمد قادری رضوی نوری بڑھیا۔

(مورخہ ۲۷ر جمادی الآخرہ سنہ ۱۴۱۱ھ)

(عرض مرتب نورانی گلدستہ ص۳)

اس خط سے یہ اندازہ لگانا آسان ہے کہ حضرت بدر ملت حسن کتابت اور صحت املا کا کس درجہ خیال فرماتے تھے۔ چنانچہ دیگر کتابوں میں بھی حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ نے صحت املا کا خوب خوب خیال فرمایا ہے۔

رسائل بدر ملت

یہ چھوٹے سائز کے ۱۲۸ صفحات کی کتاب ہے جس میں حضرت بدر ملت کے مندرجہ ذیل چار رسائل شامل ہیں۔

۱۔ الجواب المتین۔

۲۔ رد تقویۃ الایمان سے متعلق اہم دستاویز۔

۳۔ نورانی فتویٰ (دیابنہ و گستاخان رسول کا شرعی حکم)

۴۔ مقالۂ نورانی (کلمات تصغیر کے احکام)

۵۔ الجواب النورانی عن سوال الہمدانی۔

اول اور آخر کے دو مقالوں پر علیحدہ سے تبصرہ کیا جائے گا۔ دوسرے تیسرے پر مختصر تبصرہ ملاحظہ ہو۔

رد تقویۃ الایمان سے متعلق اہم تاریخی دستاویز میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جب تقویۃ الایمان چھپی تو پورے علاقہ دہلی میں آگ لگ گئی۔ ہر طرف سے علمائے اس کی مخالفت

کی۔ اور سخت و شدید رَد کیا۔ لہٰذا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ صرف اعلیٰ حضرت نے اسماعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان کا رَد کیا ہے صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ مصنفہ حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمۃ سے ظاہر ہے۔ تقویۃ الایمان کی بعض گستاخانہ عبارتوں کے بارے میں آپ سے سوال ہوا تو اس کے جواب میں تحقیق الفتویٰ تصنیف فرمائی۔ ۱۸ رمضان المبارک سنہ ۱۲۴۰ھ / ۵ مئی سنہ ۱۸۲۵ء کو اس سے فارغ ہوئے۔ پھر یہ فتویٰ اس وقت کے جید علماء کرام کی خدمت میں پیش ہوا تو دہلی کے سترہ علماء کرام نے مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ ان علماء کے نام گنا کر تبصرہ کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

" اس فتویٰ کی تصدیق کرنے والوں میں استاذ المحدثین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے مشاہیر تلامذہ حضرت مفتی صدر الدین دہلوی، حضرت مولانا رشید الدین خاں، حضرت مولانا محبوب علی وغیرہ کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مبارک نسبی خاندان کے چشم و چراغ۔ درویشوں فقیروں کے مرجع حضرت مولانا شاہ احمد سعید نقشبندی مجددی اور خود ملا اسماعیل دہلوی کے دو چچا زاد بھائی حضرت مولانا شاہ مخصوص اللہ اور حضرت مولانا شاہ محمد موسیٰ جلوہ نما ہیں۔

آگے چل کر لکھتے ہیں

انھیں علماء دہلی میں ایک چاک و چوبند عالم حضرت مولانا منور الدین علیہ الرحمۃ ہیں۔ جو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے تلمیذ (شاگرد) اور مسٹر ابوالکلام آزاد کے والد مولانا خیر الدین علیہ الرحمۃ کے نانا ہیں۔

(اہم تاریخی دستاویز ص ۹)

اس سلسلے میں مصنف نے مسٹر ابوالکلام آزاد ہی کی ایک تحریر سے یہ ثابت کیا ہے کہ مولانا منور الدین صاحب دہلوی اور دیگر علمائے دہلی اسماعیل دہلوی کے سخت مخالف تھے۔ جسے آج چھپانے کی کوشش کی جارہی ہے اور سارا سہرا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے سر رکھ دیا جاتا ہے کہ انھوں نے ہی اسماعیل دہلوی کی تردید و تکفیر کی۔ دہلی میں آزاد صاحب کا بیان ملاحظہ ہو۔

" مولانا اسماعیل شہید مولانا منور الدین کے ہم درس تھے۔ شاہ عبدالعزیز کے انتقال کے بعد جب مولانا اسماعیل نے تقویۃ الایمان اور جلاء العینین لکھی اور ان کے اس مسلک کا ملک میں چرچا ہوا تو تمام علماء میں ہلچل پڑ گئی۔ ان کی رد میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منور الدین نے دکھائی۔ متعدد کتابیں لکھیں اور سنہ ۱۲۴۰ ہجری (بلکہ سنہ ۱۲۴۰ھ) والا مشہور مباحثہ جامع مسجد میں کیا۔ تمام علمائے ہند سے فتویٰ مرتب کرایا پھر حرمین سے فتویٰ منگوایا۔

مولانا منور الدین کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ابتداءً مولانا اسمٰعیل اور ان کے رفیق شاہ صاحب کے داماد مولانا عبدالحئی کو بہت کچھ فہمائش کی اور ہر طرح سمجھایا۔ لیکن جب ناکامی ہوئی۔ تو بحث ورد میں سرگرم ہوئے اور جامع مسجد (دہلی) کا شہرۂ آفاق مناظرہ

Scanned with CamScanner

ترتیب دیا۔ جس میں ایک طرف مولانا اسماعیل اور مولانا عبدالحئی تھے۔ اور دوسری طرف مولانا منور الدین اور تمام علمائے دہلی۔

آزادی کی کہانی خود آزادی کی زبانی مرتبہ عبدالرزاق ملیح آبادی ص۵۶ بحوالہ تاریخ دستاویز ص۱۰/۱۱

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت بدر ملت رقم طراز ہیں۔

"ان پوشیدہ برکندہ تاریخی حقائق سے دن دوپہر کے سورج کی طرح واضح ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ متولد دہم ۱۰ ر شوال ۱۲۷۲ھ کی ولادت باسعادت سے بتیس (۳۲) برس ۲۲ دن قبل حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے علمی خاندان کے روشن چراغ علمائے دہلی رمضان المبارک ۱۲۴۰ ہجری مطابق ۱۸۲۵ء میں غیر مقلدوں، دیوبندیوں مودودیوں کے پیر و مرشد ملا اسماعیل دہلوی کے کافر و مرتد ہونے کا تحریری باضابطہ فتویٰ دے چکے ہیں۔"

(اہم تاریخی دستاویز ص۱۲)

اس رسالہ میں ایک "اہم تاریخی دستاویز" کے ساتھ "نورانی فتویٰ" کے عنوان سے ایک فتویٰ شائع کیا گیا ہے جو دیوبندیوں سے متعلق تین سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔ دیوبندی کے پیچھے نماز پڑھنے سنی کی اپنی الگ جماعت قائم کرنے اور دیوبندی عقیدے والے کے ذبیحے کا کیا حکم ہے، انھیں سوالوں کے جوابات سنی مسلک کے مطابق دیئے گئے ہیں۔ جواب دینے والے شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ ہیں۔ اس کی تصدیق حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان سے بھی کرائی گئی ہے۔ ساتھ ہی مزید بہتر (۷۲) علمائے اہلسنت نے بھی اس فتوے کی تصدیق فرمائی ہے۔ یہ فتویٰ علیحدہ سے کتابی شکل میں بھی شائع ہوا ہے۔ فتویٰ چونکہ مجمل ہے صرف دیوبندیوں کے حکم کو ظاہر کرتا ہے۔ دیوبندیوں کے عقیدے کو اس میں بیان نہیں کیا گیا ہے۔ اس لیے اس کو شائع کرنے سے پہلے ناشر کو چاہیئے تھا کہ علمائے دیوبند کی وہ گستاخانہ عبارات شروع میں یا فتوے کے آخر میں مکمل حوالوں کے ساتھ دے دینا چاہیئے تھا۔ تاکہ فتویٰ پڑھنے والے کو معلوم ہو جاتا کہ اتنا سخت حکم دیوبندیوں پر کیوں ہے۔ اس قسم کے مجمل فتووں کا کہیں کہیں الٹا اثر بھی ہو جاتا ہے۔ اس لیے دعوت و تبلیغ اور مسلک حق کی اشاعت کی فکر رکھنے والے حضرات سے گزارش ہے کہ ہمیشہ رد باطل کے سلسلے میں تفصیل سے کام لیا کریں اس سلسلے میں مفتی حضرات سے بھی گزارش ہے کہ اس قسم کے فتاوے میں عبارات کی نقل کی زحمت ضرور گوارہ کیا کریں۔ یا مطبوعہ کوئی پرچہ رکھ لیں اور حسب ضرورت فتاوے میں منسلک کر دیا کریں۔ تصدیقات لینے میں جتنے اوقات اور صفحات صرف ہوئے ہیں اس سے کم وقت میں گستاخانہ عبارات کو نقل اور شائع کیا جا سکتا تھا۔ یہ ذمہ داری اصلاً ناشر کی تھی۔ مفتی حضرات بالعموم بہت مصروف رہا کرتے ہیں۔ نفس مسئلہ بتانے پر ہی اکتفاء کرتے ہیں اور یہ بھی سوچتے ہیں کہ سائل کو مفتی پر اعتماد ہے۔ صرف مسئلہ اور حکم جاننا چاہتا ہے۔ اس لیے بھی عام طور سے مفتی حضرات اجمال سے کام لیتے ہیں لیکن جب کسی فتوے کو عام کرنا ہو تو پھر حالات کی نزاکت کا اندازہ لگانا ضروری ہے۔ صرف حکم بیان کرنے سے بہت ایسا ہوا ہے کہ فتنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور عام

Scanned with CamScanner

جاہل مستفتی اس وقت کنٹرول نہیں کرپاتا۔ اور جب گستاخانہ عبارات فتوے میں شامل ہوتی ہیں تو مخالف کو غوغا کرنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ اپنے علماء کی گستاخانہ عبارات دیکھ کر ہی چپ سادھ لیتا ہے۔ اور خاموش ہو کر بیٹھ جاتا ہے کیوں کہ وہ سمجھ جاتا ہے اگر شور کیا گیا تو گستاخانہ عبارات کا ڈنڈا ہمارے ہی سر پر پڑے گا۔ اس لیے امید ہے کہ ناچیز راقم الحروف کی ان گزارشات پر عمل کیا جائے گا کہ اس کے فوائد تجربے میں آچکے ہیں۔ اور یہی کچھ گزارش مقررین اور خطباء حضرات سے بھی ہے۔ جو اسٹیجوں پر بے دھڑک وہابیوں دیوبندیوں کا حکم بیان کر دیتے ہیں اور اس پر سخت سے سخت جملے کہنے میں بھی تکلف نہیں، مضحکہ خیز اندازِ تقریر بھی اختیار کرتے ہیں لیکن وہابیوں دیوبندیوں کے عقائد حوالوں کے ساتھ بیان نہیں کرتے۔ اس کے بھی نقصانات دیکھنے میں آتے ہیں۔ اس لیے رد باطل کرنے اور اسے خطباء کو بہت چاک و چوبند ہو کر حوالوں کی روشنی میں بیان کرنا چاہئے۔ انداز بیان بھی مضحکانہ کے بجائے داعیانہ اور مصلحانہ ہو تو پھر فوائد ضرور مرتب ہوتے ہیں۔ اور فتنوں ہنگاموں سے بچت بھی ہو جاتی ہے

عطیۂ ربانی در مقالۂ نورانی

یہ مقالہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس وارفع میں کلماتِ تصغیر کے استعمال کو ناجائز بتانے کے لئے حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ نے مرتب فرمایا۔ اس کے کل صفحات ۴۷ سینتالیس ہیں۔ شروع میں کلماتِ تصغیر کے استعمال کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ پھر لفظ کملی وغیرہ الفاظ پر مشتمل نعتوں پر روشنی ڈالی ہے۔ بہت سے شعراء کے اشعار بھی نقل کیے ہیں۔ پھر ان شعراء سے گزارش کی ہے کہ اس طرز کو نظر انداز کریں۔ پھر اسی مقالے کے آخر میں مصنف مقالہ بدر ملت حضرت مولانا بدر الدین احمد رضوی علیہ الرحمۃ نے اپنا "توبہ نامہ" شائع کیا ہے۔ وہ اس لیے کہ تعمیر ادب حصہ سوم میں حضرت راز الہ آبادی مرحوم کی ایک نعت شریف شائع کی ہے جس کا ایک شعر اس طرح ہے۔

نارِ دوزخ سے بچنا ہو جس کو
تھام لے کملی والے کا دامن!

دوسرے مصرع کو بدل کر یوں پڑھنے اور ناشرین کو چھاپنے کی تاکید کی ہے۔ ع

تھام لے میرے آقا کا دامن

تو حضرت بدر ملت نے محض اس وجہ سے لکھ کر اور چھاپ کر توبہ کی ہے کہ ان سے عدم توجہ کی وجہ سے یہ شعر نقل ہو گیا۔ اور چھپ بھی گیا۔ اس سے حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کے انتہائی خلوص اور غایت للّٰہیت کا پتہ چلتا ہے۔ جب آدمی کے دل میں خدا کا خوف ہوتا ہے تو اس کو توبہ کرنے اور اعلان کرنے میں بھی جھجک نہیں ہوتی۔ ورنہ کتنے بے باک نڈر اور دنیا دار مقررین وخطباء کو دیکھا گیا ہے کہ صریح کفریات بک جاتے ہیں۔ اور تنبیہ کرنے پر آنکھیں دکھاتے گردن چڑھاتے ہیں۔ انہیں اپنی ناک کی بڑی فکر ہوتی ہے۔ عاقبت برباد ہونے کا کوئی غم نہیں ہوتا۔ جب کہ توبہ اور تواضع سے شان بڑھتی ہے نہ کہ گھٹتی ہے۔

لفظ کملی پر چند سال پیشتر علمائے کرام نے

بہت کچھ لکھا مضامین بھی اور کتابیں بھی۔ فقیہ النفس مفتی محمد مطیع الرحمن صاحب رضوی پورنوی مولانا مفتی محمد معراج القادری استاذ جامعہ اشرفیہ مولینا صدر الوریٰ صاحب استاذ جامعہ اشرفیہ کی کتابیں تو یاد ہیں۔ ہو سکتا ہے اور دیگر حضرات نے بھی کوئی کتاب لکھی ہو اس سلسلے میں قول فیصل یہ ہے کہ تصغیر کا کوئی کلمہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں استعمال کرنا جائز نہیں اس قدر پر تو اتفاق ہے، البتہ بعض مفتیانِ کرام کی رائے ہے کہ اگر کوئی کلمۂ تصغیر عرفاً تصغیر کے معنی میں نہ استعمال ہوتا ہو نہ ہی اس کے بولنے سے تبادر ذہنی تصغیر کا ہوتا ہو۔ گویا اس کا معنیٰ تصغیر نسیاً منسیاً ہو گیا ہو تو اس کے استعمال میں چنداں قباحت نہیں۔ اگرچہ ترک اولیٰ ہے۔

الجوابُ المتین عن سُوال محمدؐ امین

یہ ۲۷ صفحات کی ایک مختصر کتاب ہے۔ جو محمد امین نامی ایک شخص کے سوال کے جواب میں حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمائی۔ اور مکتبۂ دائرۃ المصنفین (شعبۂ اشاعت وتصنیف دار العلوم فیض الرسول) براؤں شریف سے شائع ہوئی۔ کتابت نہایت عمدہ ہے اور طباعت سرفراز قومی پریس لکھنؤ کی ہے۔ دوبارہ رسائل بدر ملت میں بھی اس کو شامل کیا گیا۔ جو رضا اکیڈمی ممبئی سے اشاعت پذیر ہوئے۔ آج سے سرسٹھ سال پہلے ۱۹۵۵ء کی بات ہے ضلع گونڈہ کے ایک گاؤں سمہنیاں کلاں میں حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ محفل میلاد شریف کے لئے تشریف لے گئے۔ بعد نماز جمعہ مسجد میں محراب کے پاس کرسی لگائی گئی اس پر بیٹھ کر حضرت بدر ملت نے ذکر رسول فرمایا۔ اور وعظ و نصیحت سے سامعین کو محظوظ کیا۔ یہ حضرت کی جوانی کا واقعہ ہے۔ اسے دیکھ کر وہاں کے ایک صاحب محمد امین نامی نے حضرت بدر ملت کو ایک خط لکھا جس میں اس بات پر سخت تنقید کرنے کی کوشش کی کہ آپ نے منبر و محراب کے پاس کرسی بچھا کر کیوں وعظ کہا۔ اس میں منبر و محراب کی بے ادبی ہے۔ حالاں کہ بات ایسی تھی نہیں ــــ اس خط کے جواب میں حضرت بدر ملت نے رسالہ ”الجواب المتین“ قلم بند فرمایا۔ اور اس کو شائع بھی کر دیا ــــ اس جواب میں حضرت بدر ملت نے محمد امین صاحب کی ایک ایک سطر کا ایسا دنداں شکن جواب دیا ہے کہ پڑھنے کے بعد سائل کے دانت ضرور کھٹے ہو گئے ہوں گے۔ ایک ایک جملے پر ایسا مناظرانہ گرفت فرمائی ہے کہ پڑھنے کے بعد بے ساختہ داد دینے اور قلم چوم لینے کو جی چاہتا ہے۔ سائل شروع میں یہ لکھ مارا کہ۔ ”دنیا مجھے جو کچھ کہے لیکن میں اپنے کو سنی حنفی مسلمان تصور کرتا ہوں“ اس پر گرفت کرتے ہوئے حضرت نے ارقام فرمایا کہ۔

”اس عبارت میں آپ نے ”لیکن“ کہنے کے بعد سنی ظاہر کیا ہے جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ لوگ آپ کی سنیت کے بارے میں چہ می گوئیاں کرتے ہیں۔ الخ

اس کے بعد حضرت نے علماء دیوبند کی گستاخانہ عبارات پیش کر کے ان کو بتانے کی کوشش کی ہے کہ سنی و دیوبندی میں کیا فرق ہے۔ پھر آگے چل کر حدیث سے مسجد نبوی میں منبر لگا کر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نعت پڑھنے کے واقعے سے

استدلال فرمایا کہ مسجد میں کرسی یا منبر رکھنا خلافِ ادب نہیں۔ سائل نے اپنے نام کے ساتھ "محمد امین" پڑھ بنا دیا تھا۔ اس پر بھی سخت تنبیہ فرمائی۔ اور حکم شرع بیان فرمایا کہ یہ جائز نہیں۔ سرکار کے نام کے ساتھ جائز نہیں تو آپ کے اپنے نام کے ساتھ تو بدرجۂ اولیٰ ناجائز ہے۔ پھر آخری گذارش کے تحت جو فرمایا ہے اسے میں بعینہٖ نقل کرتا ہوں۔

حسب فرمائش میں نے آپ کی تحریر از اول تا آخر ٹھنڈے دل سے پڑھ کر معقول جواب پیش کیا ہے نرمی سنجیدگی اور متانت کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ لیکن جس طرح ایک حکیم مریض کی غلط روی پر اس کو زجر و توبیخ کر سکتا ہے، ایک افسر اپنے ماتحت کو اس کی خامیوں پر ٹوک سکتا ہے۔ ایک استاد اپنے شاگرد کو اس کی خطاؤں پر متنبہ کر سکتا ہے یونہی دین کا پیشوا ایک مسلمان کو غلطیوں پر اس کی اصلاح کر سکتا ہے۔ رفتار کی بے ڈھنگی پر کنٹرول کر سکتا ہے سیدھے راستے سے ہٹ جانے پر باز پرس کر سکتا ہے۔ اگر ہمارے اندازِ تحریر میں آپ کو کہیں شدت محسوس ہو تو اس کو اپنے حق میں ایسا ہی تصور فرمائیے کہ ایک نفع بخش دوا ہے۔ جو پینے میں تو کڑوی ہے لیکن فائدہ کے اعتبار سے شیریں ہے۔ الخ

بدر الدین احمد رضوی ۴ / دسمبر ۱۹۵۹ء

(الجواب المتین ص۳)

حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کے یہ ناصحانہ کلمات چونکہ دل سے نکلتے تھے بڑا اثر ہوا اور معلوم ہوا کہ محمد امین نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور حضرت بدر ملت کی عظمت کے قائل ہو گئے۔

یہ رسالہ پہلے دائرۃ المصنفین دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف سے شائع ہوا تھا۔ دوبارہ اس کی اشاعت رضا اکیڈمی ممبئی کی طرف سے رسائل بدر ملت میں بھی ہوئی ہے۔

تذکرۂ سرکار غوث و خواجہ

یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس میں حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر محی الدین جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۵۶۱ھ) کا چند صفحات میں تذکرۂ جمیل ہے۔ اس کے بعد سرکار خواجہ غریب نواز معین الدین حسن سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۶۳۳ھ) کا ذکر جمیل ہے۔ یہ بھی چند ہی صفحات میں ہے۔ گویا مذکور دونوں بزرگوں کی شان میں لکھے ہوئے دو مختصر مضامین کے مجموعے کا نام ہے۔ تذکرۂ سرکار غوث و خواجہ ہر دو تذکرے نہایت ہی والہانہ انداز میں تحریر کئے گئے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے سرکارانِ غوث و خواجہ کی محبت و عقیدت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ رسالہ پیش لفظ کے ساتھ ۱۶/ سولہ صفحات پر مشتمل ہے۔

الجوابُ النورانی عن سوال الہمدانی

حضرت مولانا عبد الستار ہمدانی (پوربندر گجرات) نے حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ سے سترہ سوالات بطور استفتاء کئے تھے۔ حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ نے انھیں سوالوں کے جوابات کو تحریر کر کے ان کو رسالہ کی شکل دے دی۔ اور الجواب النورانی عن سوال الہمدانی اس کا نام رکھا۔

یہ سوالات عقائد وہابیہ اور رد و کتابوں

معیار السلوک و فتوح الحرمین کے بارے میں ہیں۔ ہر سوال کا حضرت بدر ملت نے نہایت مدلل جواب مرحمت فرمایا ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ رسالہ اٹھارہ صفحات پر مشتمل ہے۔

مضامین بدر ملت

یہ حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کے مضامین اور مقالات کا مجموعہ ہے جس کے مرتب ہیں مولانا عبد الصمد قادری رضوی اورنگ آبادی۔ اس کے کل صفحات ۲۷۸ ہیں۔ لیکن مضامین کا سلسلہ صفحہ ۸ سے شروع ہوتا ہے۔ اس کے پہلے کے صفحات حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کی سوانح حیات اور دینی خدمات کے لئے مرتب نے مصروف رکھے ہیں۔ اب ذرا اہم عنوانات ایک نظر میں ملاحظہ کریں۔ جس سے اس مجموعے کی اہمیت کا کچھ اندازہ لگ سکتا ہے۔

سب سے پہلا عنوان ہے۔ "علمائے دین خطبائے اسلام و مشائخ کرام کا اہم ترین فریضہ"

اس عنوان کے تحت حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ نے درد و سوز میں ڈوب کر مذکورہ بالا حضرات کو نصیحت فرمائی ہے۔ کہ یہ فتنوں کا وقت ہے خاص کر وہابیت کے فتنے سے برملا قوم کو آگاہ کریں۔ اور لٹیروں سے بچنے کی تلقین کریں۔ کہ علماء و مشائخ پر سب سے بڑا فریضہ یہی ہے کہ وقت کے فتنوں سے قوم کو آگاہ کریں۔

دوسرا عنوان ہے "قہر الٰہی سے نجات کا راستہ"
اس مضمون میں نہایت پر درد انداز سے عقائد حقہ پر کاربند رہنے اور باطل عقیدوں سے پرہیز کرنے کی تلقین کی ہے۔ وقت کے گمراہ فرقوں کے بعض عقائد بھی حوالوں کے ساتھ پیش کر دیئے گئے ہیں۔ تاکہ مسلمان ان کو جانیں اور ان سے بچیں۔ پھر عقائد کی اصلاح کے بعد معاشرے میں پھیلی ہوئی اکثر برائیوں کے خلاف نہایت سخت و شدید مضمون قلم بند فرمایا ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس قدر کھل کر لکھنا اور بولنا عام علماء کے بس کی بات نہیں۔ یہ پورا مضمون ۱۶/ سولہ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور اس لائق ہے کہ اس کو علیحدہ سے چھپوا کر گھر گھر پہنچایا جائے۔

اس مضمون میں مختلف برائیوں کے بیان اور ان سے اجتناب کی تلقین کے بعد خلاصے کے طور پر حضرت بدر ملت نے جو ارشاد فرمایا ہے اس ٹکڑے کو یہاں نمونے کے طور پر نقل کیا جا رہا ہے۔

ان ساری بحثوں کا خلاصہ یہ ہے کہ موجودہ دور کے مسلمان یا تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلام بن کر عزت والی زندگی بسر کریں اور دنیا سے سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلام بن کر سفر کریں۔ یا اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سرکشی کر کے قہر الٰہی کا کوڑا کھائیں۔ یوں کہ لیڈروں کی غلامی کرتے ہوئے اپنا دین و ایمان بگاڑ دیں۔ اپنی عاقبت تباہ اپنی آخرت برباد کریں۔ یورپ کے یا لوٹ پرست کتوں کے ہاتھوں سے ڈنڈا کھائیں۔ ذلت و رسوائی کے ساتھ اپنا قتل عام کرائیں۔ اپنی پاک دامن عورتوں کی آبروریزی کرائیں۔ اپنے ننھے ننھے بچوں کو اپنے سامنے ذبح کرائیں۔ اپنے گھروں میں آگ لگوائیں اپنی دکانوں کو لٹوائیں۔ اپنی آبادیوں کو ویران بنوائیں اپنی مسجدوں اور قرآن پاک کی بے حرمتی کرائیں دنیا

Scanned with CamScanner

میں کتوں جیسی ذلیل زندگی گزاریں۔ پھر فاسق و فاجر
بن کر مریں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے۔
یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا
مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ط (پ۱۱ رکوع ۴ آیت ۱)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے
ساتھ ہو جاؤ۔

یہ آیت کریمہ پوری تعلیمات اسلامیہ کا نچوڑ ہے
چوں کہ مسلمانوں کی عملی زندگی کا سدھار خوف الٰہی پر
موقوف ہے۔ اور ان کے عقائد دینیہ کی حفاظت
کھرے عقیدے اور پاکیزہ کردار والے سنی علماء و مشائخ
کی صحبت سے وابستہ ہیں اس لئے قرآن نے مسلمانوں
کو حکم دیا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور کھرے عقیدہ
اور پاکیزہ کردار والے سنی عالموں اور پیروں کے ساتھ
رہو۔ (ص ۹۰/۹۱ مضامین بدر ملت رضا اکیڈمی ببمبئی)

تیسرا مضمون ہے۔ خبیث العقائد نمازیوں کا
مسجد نبوی سے اخراج۔

اس مضمون میں ان منافقین کا ذکر ہے
جن کو سرکار نے مسجد نبوی سے نام لے لے کر نکالا تھا
جس سے سبق ملتا ہے کہ طاقت ہو تو آج بھی بدعقیدوں
کو مساجد سے نکال کر اس سنت نبوی پر عمل کرنا چاہیئے
عہد رسالت میں تو صحابہ کرام کو خطرہ نہیں تھا لیکن
آج کل سنیوں کو تو ان بدعقیدوں سے بہت خطرہ ہے
لہٰذا ان کو مساجد سے ضرور نکالنے پر کوشش کرنی
چاہئے۔

چوتھا مضمون ہے خوش عقیدہ مسلمانوں کے
لئے ضروری ہدایات۔

اس عنوان کے تحت ۱۲/ (بارہ) ہدایات ہیں
زیادہ تر وہی مضمون ہے۔ جو شجرۂ رضویہ میں ہدایات
کے تحت مرقوم ہے۔

پانچواں مضمون ہے چند قرآنی فتاویٰ
اس کے تحت سوال و جواب کے طرز پر قرآنی
آیات سے بعض احکام بیان کئے گئے ہیں۔ یہ مضمون
بہت مختصر ہے۔ اس سلسلے کو دراز کیا جا سکتا ہے۔
کوئی فاضل اس کی طرف توجہ دیں تو ایک اچھا اور
مؤثر مضمون بلکہ کتاب منظر عام پر آسکتی ہے۔

اس کے بعد موضع چوکھڑا ڈومریاگنج بستی میں
ہونے والے ایک مناظرے کی روداد ہے۔ جو ۱۳/۱۴/
جون ۱۹۷۴ء کو منعقد ہوا تھا جس میں وہابی مولوی
جواب نہ دے سکے تھے۔ حکم غیر مسلم تھا اس نے فیصلہ
دیا۔ فیصلے میں اس نے ظاہر کیا کہ وہابی مولوی جواب نہ
دے سکے۔

ساتواں مضمون ہے۔ "تبرکات اشرفیہ
اس مضمون میں تاجدار مسند اشرفیت عارف
باللہ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں اشرفی جیلانی
کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کے دو مکتوبات نقل ہیں۔

پہلے میں تحریر فرماتے ہیں "مولانا احمد رضا
خاں صاحب عالم اہلسنت کے فتووں پر عمل کرنا واجب
ہے۔ کافروں کا ساتھ دینا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔

دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں۔ "اس فقیر
کو مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ سے ایک خاص رابطہ خصوصیت ہے۔ یعنی حضرت
مولانا سید آل رسول احمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
مولانا کے پیر نے مجھ کو اپنی طرف سے خلافت عطا فرمائی ہے

Scanned with CamScanner

مولانا بریلوی اور اس فقیر کا مسلک ایک ہے۔ ان کے فتوے پر میں اور میرے مریدین عمل کرتے ہیں۔ بڑی نادانی کی بات ہے کہ ایک خاندان اور ایک سلسلہ کے لوگوں میں صورتِ نفاق پیدا ہو۔

اس کے بعد وہابیہ دیابنہ کے بارے میں ایک فتویٰ ہے اور اس پر تصدیقات۔ یہ فتویٰ دارالافتاء جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ سے جاری ہوا ہے۔ مفتی فضل الدین بہاری کا فتویٰ ہے۔ اور حضرت محدث اعظم ہند، مولانا معین الدین صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مولانا سید محی الدین اشرفی جیلانی، مولانا سید حبیب اشرف، مولانا محمد سلیمان اگرپوری اور حضرت مولانا سید احمد اشرف (صاحبزادہ حضور اشرفی میاں) علیہم الرحمۃ والرضوان کی تصدیقات ہیں۔

آٹھواں مضمون ہے۔ ”امکانِ کذب کا فتنہ“

اس مضمون میں وہابیوں کے عقیدۂ امکان کذبِ باری تعالیٰ، یعنی خدا کے جھوٹ بول سکنے کے عقیدے کا رد ہے۔ اور سرکار اعلیٰ حضرت کی کتاب ”سُبحٰن السبوح“ کی تلخیص و تسہیل پر مبنی ہے۔ بڑا عمدہ مضمون ہے۔ اس مسئلہ کو بڑے عمدہ اور سہل انداز میں ذہن نشین کیا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس مضمون کو چھپوا کر زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے۔ تاکہ وہابیوں کے عقیدے کا بطلان لوگوں پر خوب ظاہر ہو۔ اور اہلِ سنت کی حقانیت خوب واضح ہو۔

اس کے بعد نورانی فتویٰ مع تصدیقات نقل ہے۔ ساتھ ہی فتوے کا پس منظر بھی بیان کردیا گیا ہے اور آخر میں علمائے وہابیہ کی کتابوں کے حوالے سے ان کے عقائد باطلہ بھی درج کردیئے گئے ہیں۔ جو ضروری تھا۔

دسواں مضمون ہے۔ ”داڑھی اور کیرالا ہائی کورٹ“

کیرالا ہائی کورٹ نے کچھ سال پیشتر ایک ہیڈ کانسٹبل مسلمان کو داڑھی رکھنے سے روک دیا تھا۔ اس کے خلاف احتجاج کے طور پر یہ مضمون قلم بند کیا گیا۔ خاص طور سے عام مسلمانوں کو تلقین کی گئی کہ وہ داڑھی رکھیں اور داڑھی منڈانے سے توبہ کریں۔ مسلمانوں کی عام بدعملی ہی کی وجہ سے کافر حکام ہمارے شعار مٹانے پر جسارت کرتے ہیں۔ ہم خود سنت و شریعت پر عمل پیرا ہو جائیں تو پھر گورنمنٹ کی کیا مجال کہ ہمارے شعائر اسلامی کے خلاف کوئی کارروائی کرے۔

گیارہواں مضمون ہے۔ مسلم پرسنل لا پر بھرپور حملہ۔

۱۹۸۵ء میں اندور کی شاہ بانو کے کیس سے متعلق ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے فیصلہ کے خلاف ملک گیر پیمانے پر جو احتجاجات ہوئے تھے۔ اس سے مسلمانانِ ہند واقف ہیں۔ اس مضمون میں اسی حادثے کی تفصیلات ہیں۔

بارہواں مضمون ”تاریخی بابری مسجد اجودھیا“ یہ بابری مسجد کے انہدام سے قبل اس کے خلاف جو ہنگامے ہوئے تھے ان کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔

اس کے بعد ”شہر برہان پور کا استفتاء“ کے عنوان سے رویت ہلال کے بارے میں ایک فتویٰ ہے جس میں تار، ریڈیو، ٹیلی ویژن، کے تعلق سے سوالات کے جوابات ہیں۔

Scanned with CamScanner

اس کے بعد نماز اور لاؤڈ اسپیکر سے متعلق ایک استفتے کا جواب ہے۔ پھر اسی کے بعد نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کا رنگین وسنگین فتنہ کے عنوان سے ایک طویل مضمون ہے۔ جس میں نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو ناجائز بتایا گیا ہے۔ اور یہ کہ اس پر اقتدار سنت نہیں۔ اور اس کے خلاف جواز کے فتوے کی سخت تردید فرمائی ہے۔

اس کے بعد دو مضامین حضرت مجاہد ملت علامہ شاہ محمد حبیب الرحمن علیہ الرحمۃ رئیس اعظم اڑیسہ وصدر تبلیغ سیرت، کے دوران حج گرفتاری اور سعودی نجدی کتوں کی حضور مجاہد ملت کے ساتھ بدسلوکی کو بیان کیا گیا ہے۔ پھر سرکار مجاہد ملت علیہ الرحمۃ کی فتح مبین کہ دوسرے ہی سال آپ کو حج وزیارت کی سعودی گورنمنٹ نے اجازت دے دی۔ کا تفصیلی بیان ہے اور اس کے بعد حضرت کے وصال پر ملال کی رپورٹ ہے۔

اس کے بعد گنبد خضریٰ کے انہدام کی سعودی تجویز پر احتجاج مضمون ہے۔ جس میں وہابیہ نجدیہ کے منحوس ناپاک عزائم کا سخت وشدید رد کیا گیا ہے اور نماز استغاثہ کی تلقین کی گئی ہے۔

اس کے بعد پھر مسلم پرسنل لا کے تعلق سے ایک مختصر مضمون ہے۔ جس میں حکومت کی اس رائے پر گرفت کی گئی ہے کہ "حکومت تبدیلی کا ارادہ نہیں رکھتی ہاں مسلمان خود پرسنل لا میں تبدیلی کرنا چاہیں تو الگ بات ہے۔

یہ پہلو بڑا خطرناک ہے۔ یعنی چند نام کے مسلمان اگر تبدیلی کا مطالبہ کر دیں تو پھر حکومت فوراً مسلم پرسنل لا میں من مانی کرنا شروع کر دے گی۔ جب کہ خدائی قانون "مسلم پرسنل لا" میں تبدیلی کا مطالبہ خود اسلام سے خارج ہونا ہے۔

اس کے بعد کے مضمون کا عنوان ہے۔ "مولانا کی بھی کلائی میں کنگن"

اس عنوان کے تحت چین والی گھڑی (جو آج کل تیزی سے نوجوان عوام تو عوام طلبہ وعلماء بھی استعمال کرنے لگے ہیں۔) کا شدید رد ہے۔ اس میں سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کا اور ازہری میاں صاحب قبلہ کا بھی فتویٰ شامل ہے۔ جس میں گھڑی کے چین کے استعمال کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

اس کے بعد کا عنوان ہے سعود یہود اور نصاریٰ کا اتحاد و اتفاق۔

اس مضمون میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ سعودی، یہودی اور نصاریٰ سب ملے جلے اور سب سنی مسلمانوں کے دشمن ہیں۔

اس کے بعد دو مدارس اہلسنت مدرسہ معین العلوم دھن گڑھوا، بستی اور مدرسہ بحر العلوم خلیل آباد، بستی کے لئے حضرت نے جو دستور العمل مرتب فرمایا ہے وہ درج ہے۔ جو دیگر مدارس کے رہنما کا درجہ رکھتے ہیں۔

یہ ہے اجمالی خاکہ "مضامین بدر ملت"، کا اس کا پہلا ایڈیشن سنہ ۱۴۱۹ھ / سنہ ۱۹۹۸ء میں رضا اکیڈمی بمبئی سے شائع ہوا۔ جس کے صفحات ۲۸۰ (دو سو اسی) ہیں۔ اور دوسرا ایڈیشن وہیں سے سنہ ۱۴۲۰ھ / سنہ ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا جس کے صفحات ۳۶۸ (تین سو اڑسٹھ) ہیں۔ یعنی یہ ایڈیشن بعض مضامین کے اضافے کے

Scanned with CamScanner

ساتھ منظرِ عام پر آیا ہے۔ جس میں حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کے غالباً تمام ہی مضامین آگئے ہیں۔ یہ مجموعۂ مضامین قابلِ مطالعہ تو ہے ہی ضرورت اس کی بھی ہے کہ ان کو علیحدہ علیحدہ کتابچوں اور پوسٹروں کی شکل میں شائع کر کے تقسیم کیا جائے۔ تاکہ اس کی افادیت اور عام ہو جائے۔

مکتوباتِ بدرِ ملّت

"مکتوبات بدر ملت،، ان مکاتیب کا مجموعہ ہے جنھیں حضرت بدر ملت نے اپنے تلامذہ، احباب، اور بزرگوں کے نام لکھا۔ اس کے مرتب بھی مولانا عبد الصمد صاحب قادری رضوی اورنگ آبادی ہیں جو حضرت بدر ملت کے خاص تلامذہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اس کے کل صفحات ۲۲۸ ہیں۔ سائز متوسط ہے۔ اور ناشر کی حیثیت سے جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب کی رضا اکیڈمی بھی کا نام نامی نمایاں ہے۔ عرض مرتب کے بعد تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کے دعائیہ کلمات ایک صفحے میں دیئے گئے ہیں۔ حضرت ازہری صاحب قبلہ نے ان مکتوبات اور حضرت بدر ملت کی دیگر کتب کی اشاعت پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے مرتب کتب مولانا عبد الصمد صاحب کو دعاؤں سے نوازا ہے۔ اور رضا اکیڈمی کے ارکان و معاونین کو بھی دعائیں دی ہیں۔ پھر مفتی مہاراشٹر حضرت مولانا مفتی غلام محمد خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے اور بعدہٗ ناصر و ناشر مسلک حق و صداقت جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب کے بھی تاثرات ہیں۔ پھر راقم الحروف نعمانی قادری نے حضرت بدر ملت کے تعلق سے جو لکھا تھا اسے چار صفحات میں پھیلا کر دے دیا گیا ہے۔

اس کے بعد ایک صفحہ انتساب کا ہے۔ جس میں مرشد اعلیٰ حضرت، سرکار آل رسول احمدی و حضرت ابو الحسین احمد نوری مارہروی، اعلیحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی، تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند نوری بریلوی اور بدر ملت حضرت مولانا بدر الدین احمد رضوی علیہم الرضوان کے اسماء مبارکہ ہیں۔ پھر بعض نعت و مناقب کے بعد حضرت بدر ملت کی سوانح حیات کے صفحات ہیں۔ جو ایک سو چھ ۱۰۶ صفحات تک جاتے ہیں۔ ۲۲۸ صفحات کی کتاب پر اس قدر متعلقات کی کیا سوانح حیات کے صفحات کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن مولانا عبد الصمد صاحب کی عقیدت ہے کہ اچھی خاصی سوانح حیات شامل کتاب کر دی۔ جس سے مکتوبات پڑھنے والے بدر ملت کی ذات و شخصیت سے بھی بخوبی واقف ہوتے جائیں گے۔

اس مجموعۂ مکتوبات میں جن اہم شخصیات کے نام خطوط لکھے گئے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔ حضرت شیر بیشۂ اہلسنت مولانا حشمت علی خان پیلی بھیتی علیہ الرحمۃ (۲) علامہ ارشد القادری صاحب

لہ حاشیہ صفحہ گزشتہ :۔ مضامین بدر ملت کا تیسرا ایڈیشن بفضلہٖ تعالیٰ مدرسہ گلشن رضا کولمبی ضلع ناندیڑ مہاراشٹر سے ماہ محرم الحرام ۱۴۲۷ھ مطابق فروری ۲۰۰۶ء میں عمدہ انداز میں شائع ہوا۔ (قادری غفرلہ)

(۳) مولانا محمد منشا تابش قصوری، (۴) مولانا امام بخش صاحب (۵) مولانا غلام محی الدین گونڈوی۔ (۶) مولانا محمد کوثر خان نعیمی۔ (۷) ڈاکٹر مختار الدین احمد (۸) مولانا عبد الهادی جیبی (۹) صوفی علاء الدین صاحب بکارو۔ (۱۰) مرتب مکتوبات مولانا عبد القمد صاحب قادری (۱۱) مولانا محمد ثانی عرف جمال الدین۔ صاحبزادہ بدر ملت (۱۲) راقم الحروف نعمان قادری کے نام بھی چند مکتوبات شامل مجموعہ ہیں۔

حضرت بدر ملت کی تمام تر مکتوبات نگاری دینی و قومی معاملات تک ہی محدود ہے۔ انداز بیان نہایت شستہ اور زبان نہایت پاکیزہ۔ اور صاف ستھری استعمال فرمائی ہے۔ زبان و بیان کی غلطیاں ڈھونڈنے سے ملنا مشکل ہے۔ حضرت مولانا خطوط نہایت صاف اور خوش خط لکھا کرتے تھے۔ کہ پڑھنے والے کو ذرا بھی تکلیف نہ ہو۔ خط کا ایک ایک لفظ موتیوں سے جڑا ہوا معلوم ہوتا۔ خطوط کا جواب دینے میں بھی عجلت کیا کرتے تھے۔ القاب و آداب بھی بہت نپے تلے ہوتے۔ بلا وجہ کے بھاری بھرکم الفاظ سے آپ اپنے خطوط کو بوجھل نہیں کرتے تھے۔ نہ تو کسی جملے سے چاپلوسی کا شائبہ ہوتا تھا۔ زیادہ تر پوسٹ کارڈ ہی استعمال فرماتے۔ سخت ضرورت پر انتر دیسی یا لفافے کا استعمال کرتے۔ پوسٹ کارڈ پر اسم جلالت "اللہ" تحریر فرمانے کے بجائے ۶۶ کا عدد استعمال کرتے تاکہ اسم جلالت کا ادب ملحوظ رہے۔

اس مجموعے میں بہت کم تعداد میں مکاتیب شائع ہوئے ہیں۔ ضرورت ہے کہ حضرت بدر ملت کے اور مکتوبات حاصل کیے جائیں۔ اور انہیں دوسری جلد میں مرتب کر کے شائع کیے جائیں۔ ہر مکتوب سے پہلے مکتوب الیہ کا مختصر تعارف اور حسب ضرورت کے تعلقات کی نوعیت پر چند کلمات بھی دے دیے جاتے تو اچھا تھا۔ یوں ہی مضمون مکتوب پر بھی جگہ جگہ حاشیہ کی ضرورت ہے۔ تاکہ قاری پوری طرح استفادہ کرے۔

اظہار حق

یہ ایک مناظرے کی روداد ہے

یہ مناظرہ ۲۸ ربیع الاول شریف ۱۳۷۶ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۵۶ء میں موضع کرہی ضلع بستی کے غیر مقلد وہابی مولوی علیم الدین اور مولوی امر اللہ عارف سراجی سے بمقام براؤں شریف ضلع بستی یوپی میں منعقد ہوا۔ پورا مناظرہ تحریری ہوا۔ اور یہ روداد اسی مناظرے کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ اس میں اہلسنت کی طرف سے بعض جوابات عربی میں بھی دیے گئے ہیں۔ اہلسنت کی طرف سے بھیجی گئی چوتھی تحریر کے بعد وہابی مناظر نے راہ فرار اختیار کی اور کوئی جواب نہیں دیا۔ لاجواب ہو کر شکست خوردہ ہو گیا۔ یہ روداد ستر صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد ۸۶، لکھنے کے جواز پر ایک فتویٰ بھی شامل کتاب ہے۔ جسے شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے۔ بظاہر روداد مناظرہ سے اس کا کوئی جوڑ نہیں۔ لیکن عام افادے کی غرض سے مولانا مرتب نے اسے شامل کر لیا ہے۔

تحقیقی جواب

اسی مذکورہ بالا روداد مناظرہ کے ساتھ تحقیقی جواب نامی کتاب بھی شامل ہے۔ یہ مولوی طاہر سلفی غیر مقلد کے

پانچ سوالوں کا جواب ہے۔ اور پھر آخر میں حضرت بدر ملت نے ۱۱۰ ایک سو دس سوالات وہابیوں پر قائم کیے ہیں۔ جن کا وہ آج تک جواب نہ دے سکے۔ اہلسنت کے عوام وخواص کو چاہیے کہ ان سوالوں کو از بر کریں تاکہ جہاں ضرورت ہو ان سے کام لیں۔ چند سوالات کے بعد ہی وہابیوں کو بھاگتا دیکھیں گے۔

سوانح اعلیحضرت امام احمد رضا

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا صاحب بریلوی قدس سرہ نے چودھویں صدی ہجری میں دین اسلام کی حفاظت اور باطل نظریات کے رد میں جو نمایاں کارنامہ انجام دیا ہے اس کی مثال پوری صدی میں نہیں ملتی۔ آپ نے صرف باطل فرقوں کا رد ہی نہیں کیا۔ علم وفضل کے ایسے پہاڑ بھی تھے کہ دنیا نے آپ کو امام ومجدد تسلیم کیا۔ ایسے امام جلیل کی سوانح حیات پر کوئی جامع کتاب نہ تھی۔ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری کی حیات اعلیٰ حضرت کا صرف حصہ اول چھپا تھا۔ وہ بھی سرکار اعلیٰ حضرت کے انتقال کے کئی سال کے بعد۔ وہ کتاب چار جلدوں میں مکمل ہوئی تھی۔ اس لئے صرف ایک جلد میں سارے واقعات وحالات نہیں آسکتے تھے۔ اس لیے ایک جامع سوانح حیات کی ضرورت تھی جس میں اختصار کے ساتھ اعلیٰ حضرت کی پوری زندگی آجاتی۔ اس ضرورت کو دیکھتے ہوئے بدر ملت حضرت مولانا بدر الدین احمد رضوی علیہ الرحمۃ نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے ایک کتاب لکھی اس کا نام ہے وہ سوانح اعلیحضرت امام احمد رضا جو چھپتے اور منظر عام پر آتے ہی ہاتھوں ہاتھ لی گئی۔ سچ پوچھا جائے تو یہ سب سے پہلی سوانح حیات ہے جو اعلیحضرت پر لکھی گئی اور منظر عام پر لائی گئی۔ پھر اس کے بعد تو کتابوں کا تانتا بندھ گیا۔ اور اب تو بحمدہ تعالیٰ ملک العلماء کی حیات اعلیحضرت بھی مکمل چھپ کر منظر عام پر آگئی ہے

سوانح اعلیحضرت کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں اعلیحضرت کی سوانح حیات کے ساتھ ساتھ بدعقیدہ اور گمراہ فرقوں اور ان کے مولویوں کا تعارف بھی ہے۔ تاکہ پڑھنے والے کو معلوم ہو جائے کہ اعلیحضرت نے کن حالات میں دین کی حفاظت کا کام کیا اور کیسے کیسے گندے عقیدے پھیلائے جارہے تھے۔ جب کہ اعلیٰ حضرت نے سب کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ پوری کتاب متوسط سائز کے چار سو (۴۰۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلے کتاب کچھ مختصر تھی۔ بعد میں مصنف علیہ الرحمۃ نے اس میں اضافہ کر کے عمدہ کتابت کے ساتھ چھپوایا ہے۔ آج کل وہی نسخہ عکس در عکس مختلف کتب خانوں سے شائع ہو رہا ہے۔ ابھی چند سال پیشتر اس کتاب کو رضا اکیڈمی بمبئی والوں نے دس ہزار سے زیادہ تعداد میں چھپوا کر انعام کی شکل میں پورے ہندوستان میں پھیلایا۔

موجودہ ایڈیشن میں پیش لفظ کے تحت رئیس القلم مناظر اہلسنت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کا ایک شاندار مقدمہ بھی شامل ہے۔ جو پورے ۱۶ سولہ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ علامہ نے اس مقدمہ میں بڑی قیمتی باتیں سپرد قلم فرمادی ہیں۔

Scanned with CamScanner

اس پیش لفظ کا ابتدائیہ کچھ اس طرح ہے۔

"حضرت علامہ مولانا بدر الدین احمد صاحب قادری رضوی گورکھپوری زید مجدہم اپنی جماعت کے متدین علماء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ موصوف کا قلم اس درجہ محتاط ہے کہ شریعت کے آداب کی نزاکتوں سے ایک لمحہ کے لیے بھی وہ غافل نہیں ہوتا۔ اعلیحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ پر "سوانح اعلیحضرت" کے نام سے حضرت ممدوح کی یہ پہلی کتاب ہے جو قبولِ عام کی عزت سے سرفراز ہوئی۔ اور ملک ہی میں نہیں بیرونِ ملک بھی دنیا کے کروڑوں افراد کو اعلیٰ حضرت کے دینی اور علمی کارناموں اور ان کے عظیم مقام مجددیت سے نہایت مؤثر طریقے پر روشناس کرایا۔ فجزاھُمُ اللہُ تعالیٰ عنّا وعن سائرِ المسلمین بجاہِ حبیبہٖ سیّدِ المرسلین علیہِ صلاۃُ المسلمین وسلامُ الاکرمین۔

اس کتاب مستطاب کی ثقاہت اور مقام اعتبار کا اندازہ لگانے کے لیے یہ واقعہ بہت کافی ہے کہ اعلیٰ حضرت پر لکھنے والے سارے اہلِ قلم نے اسے پورے اعتماد کے ساتھ ماخذ کی حیثیت سے استعمال کیا۔ اور آئندہ بھی جب کوئی اعلیٰ حضرت پر قلم اٹھائے گا تو اس کتاب سے استفادہ کئے بغیر وہ اپنے موضوع کا حق کامل طور پر نہیں ادا کر سکے گا۔ (ص ۲-۳ سوانح اعلیٰ حضرت مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی)

حضرت رئیس القلم کے اتنا لکھ دینے کے بعد کتاب کے تعارف کے لیے اب کوئی خاص بات باقی نہیں رہ جاتی۔ ہاں یہ اطلاع دینے میں مسرت محسوس کرتا ہوں کہ "سوانح اعلیٰ حضرت" کا ہندی ایڈیشن بھی بریلی شریف قادری کتاب گھر سے شائع ہو گیا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس کا انگلش ترجمہ بھی منظر عام پر لایا جائے۔ تاکہ انگریزی داں طبقہ بھی اس عظیم اور اہم کتاب سے استفادہ کر سکے۔

تاثر گرامی کے عنوان سے کتاب کے صفحہ ۲۴ پر تاجدار اہلِ سنت مرشدی مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے یہ کلمات بھی کتاب کی ثقاہت کے لیے کافی اہمیت کے حامل ہیں۔ حضرت ارشاد فرماتے ہیں۔ "مجھے یہ سوانح بہت پسند آئی۔ مولائے کریم آپ کی یہ خدمتِ دینی قبول فرمائے۔ اور مزید توفیق بیش از بیش دے۔

فقیر مصطفےٰ رضا قادری غفرلہ

اس عظیم وجلیل کتاب کے تبصرہ کے لیے اب مزید کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں کہ عطر بعد العروس

فیض الادب (اول، ثانی)

فیض الادب یہ عربی ادب کی تعلیم کے لیے نہایت مفید کتاب ہے جس کے دونوں حصے پڑھ لینے کے بعد طلبہ کے اندر عربی کی اچھی خاصی استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔ جو اس وقت ہندوستان اور پاکستان کے اکثر مدارس عربیہ میں داخلِ نصاب ہے۔ بلکہ یورپ کے بعض مدارس میں بھی داخل ہے۔ اس کتاب کی تصنیف کو اس وقت پورے پچاس ہو گئے۔ اب تک اس کی اشاعت ایک اندازے کے مطابق ایک لاکھ ہو چکی ہے۔ کتاب پر استاذ العلماء حضرت حافظ

Scanned with CamScanner

محدث مرادآبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور نے بطورِ تقریظ جو ارشاد فرمایا ہے اس سے کتاب کی اہمیت وثقاہت اور دوبالا ہو جاتی ہے۔ جو اس طرح ہے۔

"کتاب فیض الادب اول مولانا بدرالدین احمد سلمہ ربہ کی پہلی تصنیف ہے۔ مبتدی طلبہ کے لیے بہت ہی مفید اور طلبہ کی ادبی استعداد میں معین ہے۔ اس کا پڑھنے والا اردو سے عربی اور عربی سے اردو ترجمہ پر جلد قابو پا سکتا ہے۔" الخ

عبدالعزیز عفی عنہ ۲۳ ربیع الآخر ۱۳۷۲ھ

(ص۳ فیض الادب حصہ اول مکتبۃ الحبیب الہ آباد)

اس وقت ملک کے کئی کتب خانے فیض الادب کو شائع کر رہے ہیں۔ جو اس کی مقبولیت کی بین دلیل ہے ۱۳۹۷ھ/۵، یا ۶، ۷، کی بات ہے جب راقم الحروف الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کی خدمت پر مامور تھا اور رفیق گرامی مولانا افتخار احمد صاحب قادری مصباحی عربی ادب کے استاذ تھے۔ میری فرمائش پر مولانا افتخار احمد صاحب نے فیض الادب پر نظر ثانی فرمائی۔ اور حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ پر عربی میں ایک مقالے کا اضافہ کیا۔ پھر حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کی اجازت سے اسے پاکستان بھیجا۔ جسے حضرت علامہ شرف قادری صاحب نے اپنے مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور سے سب سے پہلے نہایت عمدہ کتابت کے ساتھ متوسط سائز میں شائع کیا۔ پھر اس نسخے کا عکس یہاں ہندوستان میں سب سے پہلے مکتبۃ الحبیب جامعہ حبیبیہ مسجد اعظم الہ آباد نے شائع کیا۔ اب پورے ہندوستان میں متعدد ناشرین کتب اسی ایڈیشن کا عکس چھاپ رہے ہیں۔

مولانا افتخار احمد صاحب کی نظر ثانی اور ان کی بعض ترمیمات اور اضافے کو مصنف علامہ نے پسند فرمایا تھا۔ اور دعاؤں سے بھی نوازا تھا۔

حصہ اول میں پہلے نحوی بعض اہم اصطلاحات کی تعریفات بھی دی گئی ہیں۔ پھر مرفوعات اور منصوبات کے جملوں کی مشق کرائی گئی ہے۔ تدریج کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ حصہ دوم میں لائے نفی جنس، بدل، مبدل منہ، مؤکد، تاکید، اسم تفضیل، اور اقسامِ اضافت کی نشانی پر زور دیا گیا ہے۔ پھر اسمائے موصولات اور عدد و معدود سے متعلق جملوں کی مشق کرائی گئی۔ اس کے بعد مکتبۃ البرید، السیارہ، القطار، کے عنوانات سے عربی میں مضامین ہیں۔ اور کچھ نحوی پہیلیوں پر مشتمل بھی ایک سبق ہے۔ یوں ہی تاج محل، المدرسۃ والساعۃ، المناظرۃ، السید سالار مسعود غازی، سیدنا الغوث الاعظم الجیلانی الامام احمد رضا۔ اور حافظ الملۃ والدین کے عنوانات پر عربی میں مضامین دیئے گئے ہیں۔ گویا یہ کتاب علم و ادب کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اکابرِ دین کے حالات اور ان کی دینی و ملی خدمات سے بھی بچوں کو روشناس کراتی ہے۔

عروس الادب

یہ کتاب صرفی، نحوی قواعد کو نہایت آسان زبان میں بچوں کو سمجھانے کے لیے لکھی گئی ہے۔ اس لیے مصنف نے جگہ جگہ پیارے بچو! عزیز نونہالو! کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ تقریباً ہر سبق میں مشقی سوالات بھی دیئے گئے ہیں اور کہیں کہیں پورے سبق کو سوال و جواب کی شکل

Scanned with CamScanner

میں تحریر فرما دیا ہے۔ تاکہ بچوں کو سوالوں کے جوابات دینے کا طریقہ معلوم ہو جائے۔ ہر ہر سبق کو بالکل آسان لب و لہجہ میں ہندی کی چندی کر کے سمجھایا ہے۔ اپنے طرز کی یہ بالکل منفرد کتاب ہے۔

پوری کتاب متوسط سائز کے ایک سو صفحات پر مشتمل ہے۔ نحو میر اور میزان پڑھنے والے طلبہ کے لیے نہایت مفید اور معاون کتاب ہے۔ نحو کے ساتھ صرف کے ضروری مسائل خاص طور سے صیغوں کی پہچان کرانے میں بھی یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔ چھوٹے چھوٹے عربی جملوں اور صرفی صیغوں کی ترکیبیں بھی اس میں بیان کی گئی ہیں۔ اندازِ بیان ایسا ہے کہ غبی سے غبی طالب علم بھی سمجھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بڑے سائز پر بانوے صفحات پر مشتمل یہ کتاب مکتبہ امجدی پچپیڑوا گونڈہ سے سب سے پہلے شائع ہوئی۔ کتابت طباعت نہایت عمدہ ہے۔ بعد میں آستانہ دہلی نے وسیم بکڈپو دہلی کے نام سے قائم کئے۔ اپنے کتب خانے کی جانب سے اس کو متوسط سائز پر شائع کیا ہے جس کی کتابت معمولی ہے۔

واضح رہے کہ دروس الادب کا پہلا ایڈیشن ١٣٨٠ھ/١٩٦٩ء میں شائع ہوا اور کتاب کے تیسرے ایڈیشن کے پیش لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے اس آخری ایڈیشن میں ترمیم و اضافے کا کام بھی انجام دیا ہے۔ جس کی وجہ سے کتاب اور زیادہ مفید ہو گئی ہے یہ طبع سوم کا پیش لفظ ١٣٩٣ھ/١٩٧۴ء کا تحریر کردہ ہے۔ گویا اس وقت تک اس کتاب کے تین ایڈیشن نکل چکے تھے۔ اس کے بعد اس کی طباعت کتنی بار ہوئی اس کا پتہ دشوار ہے۔

جو اردو داں حضرات عربی زبان کا علم حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ بطور خود بھی اس کتاب کے مطالعے سے بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اگر کسی عربی داں کی ذرا سی رہنمائی حاصل ہو جائے تو استفادہ مزید آسان ہو جائے گا

تلخیص الاعراب

تلخیص الاعراب وجوہِ اعراب پر مشتمل اپنے انداز کا ایک اچھوتا رسالہ ہے۔ عربی مدارس کے طلبہ کافیہ بلکہ اس سے بھی اوپر کی کتابیں پڑھ لینے کے بعد بھی اعراب کی صحیح شناخت نہیں کر پاتے ہیں اس مشکل کو آسان کرنے کے لیے حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ نے اس مختصر اور مفید رسالے کو ترتیب دیا ہے جس میں وجوہِ اعراب پر نہایت آسان انداز میں بحث کی گئی ہے۔ جس کے مطالعہ سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اسم متمکن کیا ہے۔ اور اس کی سولہ قسمیں کیوں قرار دی گئی ہیں۔ ضمہ اور رفع، فتحہ اور نصب، کسرہ اور جر میں کیا فرق ہے۔ درجۂ اولیٰ کے طلبہ کو اگر یہ رسالہ توجہ سے پڑھا دیا جائے یا طلبہ خود اس کو پڑھ ڈالیں تو فیض الادب پڑھنا آسان ہو جائے۔ اور نحو میر میں اعراب کی جو بحث ہے وہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔ کیوں کہ کتاب میں صرف قواعد کے بیان پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا ہے بلکہ بار بار اور مختلف طریقوں سے ان قواعد کی مشق کرائی گئی ہے۔ اس میں نحو کے دیگر مسائل سے کم ہی بحث ہے۔ وجوہِ اعراب پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ پوری کتاب سوال و جواب کے دلچسپ انداز میں لکھی گئی ہے۔ تاکہ طلبہ بہ آسانی اس کو پڑھ سکیں۔ یہ کتاب غالباً ١٣٨٦ھ/١٩٦٦ء میں پہلی بار مکتبہ امجدی پچپیڑوا گونڈہ سے منظر عام پر آئی۔ اور آج تک چھپ رہی ہے۔ اور خوب مقبول ہے۔

Scanned with CamScanner

جواہر المنطق (فیض المنطق)

فن منطق طلبۂ مدارس اسلامیہ کے لئے ایک خشک موضوع ہے۔ مگر بے حد ضروری، کہ اس سے ذہن میں جودت و ذکاوت پیدا ہوتی ہے۔ اور فکری خطا سے بالعموم حفاظت ہو جاتی ہے۔ درسِ نظامیہ میں سب سے پہلے منطق کی کتاب کبریٰ (فارسی) اور پھر مرقات (عربی) پڑھائی جاتی ہے۔ دونوں کتابیں یہاں کے طلبہ کے لیے اجنبی زبان فارسی و عربی میں ہونے کی وجہ سے مشکل پڑتی ہیں۔ لہٰذا ضرورت تھی ان کے مسائل منطقیہ کو آسان اردو میں سمجھایا جائے۔ تاکہ طلبہ کے اندر کا بوجھ کم ہو۔ اور ان کو دلچسپی بھی پیدا ہو۔ اسی غرض سے حضرت بدر ملت علیہ الرحمہ نے جواہر المنطق عرف فیض المنطق کو تحریر کا لباس پہنایا۔ آپ کی دوسری کتابوں کی طرح یہ کتاب بھی خوب خوب مقبول ہوئی حتی کہ بعض مدارس میں داخل نصاب بھی کر لی گئی۔ بعض مضامین سوال و جواب کی شکل میں بھی بیان کیے گئے ہیں۔ اور بعض اسباق کے آخر میں مشقی سوالات بھی درج ہیں تاکہ ان کے ذریعہ طلبہ کا جائزہ لینا آسان ہو۔

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۳۷۸ھ میں شائع ہوا۔ اور پانچواں ۱۴۰۵ھ میں پھر اس کے ایڈیشن پر ایڈیشن نکلتے رہے۔ اس کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا ہے کہ اب تک اس کے کتنے ایڈیشن نکلے۔

استاذ العلماء جلالۃ العلم حضرت حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی اس کتاب پر بھی تقریظ ثبت ہے۔ جو کتاب کی ثقاہت پر دلالت کرتی ہے

تعمیرِ قواعد اول و دوم

حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ نے جب تعمیر ادب تصنیف فرمائی۔ تو خیال پیدا ہوا کہ اردو قواعد بھی تحریر کر دیئے جائیں۔ تاکہ اردو پڑھنے کے بجائے قواعد کی روشنی میں یہ کام کریں کیوں کہ عام بول چال میں بھی بہت سے جملے خلافِ قواعد مروج ہیں۔ اور خود ماسٹر صاحبان جو پرائمری درجات میں تعلیم اطفال کا کام انجام دیتے ہیں وہ بھی بے خیالی میں اردو قواعد سے ناواقفیت کی وجہ غلط بولنے لگتے ہیں لہٰذا حضرت بدر ملت نے یہ بہت بڑا احسان کیا کہ تعمیر قواعد کے نام سے اردو کے قواعد نہایت عام فہم اور دلچسپ انداز میں مرتب فرما دیئے ہیں۔ پہلے حصے میں زمانہ، فعل، مصدر، فاعل، مفعول، ضمیر، جار، مجرور، معروف و مجہول، واحد، جمع، لازم و متعدی، اور مادۂ مصدر کا بیان ہے۔ اور دوسرے حصے میں جملہ اسمیہ، مسند و مسند الیہ، مرکب اضافی، اشارئ مؤکد و تاکید، مرکب وصفی، استفہام، حال ذوالحال عطف، جملہ شرطیہ، ندا، فعل ناقص، اسم موصول، اسم شرط وغیرہ کا بیان ہے۔ اردو جملوں کی ترکیبوں کی بھی مشق کرائی ہے۔ اس کتاب کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس کو سمجھ کر جو طالب علم پڑھے گا۔ اس کو عربی و فارسی قواعد کی تعلیم میں بڑی مدد ملے گی۔ عربی و فارسی میں قواعد کی جتنی کتابیں، وہ اس وقت کے لحاظ سے طلبہ پر بہت بھاری اور بہت مشکل ہیں اگر تعمیر قواعد پڑھ کر بچے عربی و فارسی کے قواعد پڑھیں گے تو ان کو بہت آسانی ہوگی۔ لہٰذا جو مدرس تعمیر ادب یا اس جیسی اردو ادب کی کتابیں بچوں کو پڑھاتے ہیں ان کو

Scanned with CamScanner

چاہیے کہ ساتھ ہی میں تعمیر قواعد بھی ضرور پڑھائیں۔ اس کا درس اگر ہفتے میں ایک یا دو دن ہو جب بھی سال بھر میں پوری کتاب بآسانی ختم ہو سکتی ہے۔ حصہ اول کے صفحات چھوٹے سائز کے ۴۸ اڑتالیس ہیں۔ اور دوم کے ترسٹھ۔ ۶۳۔

حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ تدریسی صلاحیت میں ایک ممتاز مقام کے مالک تھے۔ اور تفہیم کے تو بادشاہ تھے۔ اور آپ کی یہ صفت آپ کی جملہ تصانیف میں بھی نمایاں ہے۔ تعمیر قواعد بھی اس خوبی کی منہ بولتی تصویر ہے۔

اور ,, مضمون نگاری میں آج کل بہت غلطیاں پائی جاتی ہیں اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ مضمون نگار اردو قواعد سے ناواقف ہوتا ہے۔ پورے عالم ہونے کے باوجود اکثر لوگ غلط اردو لکھتے بولتے ہیں۔ قواعد ہر زبان میں زیادہ تر مشترک ہیں۔ لیکن بعض بعض قواعد ہر زبان میں اپنی الگ معنویت بھی رکھتے ہیں۔ پھر اصطلاحات کا جاننا الگ بات ہے۔ اور ان کا اجرا علیحدہ اور اہم اردو ماحول میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے آسانی سے اردو بولتے ہیں۔ پھر کچھ پڑھ لکھ کر لکھنے پڑھنے بھی لگتے ہیں۔ قواعد کی باریکیوں سے اکثر لوگ نابلد رہتے ہیں۔ بس یہی وجہ ہے کہ ہم میں اکثریت صحیح اردو لکھنے بولنے سے قاصر رہتی ہے۔ تعمیر قواعد ایک ایسی مفید اور اہم کتاب ہے کہ اس کے درس اور مطالعہ سے اردو کی خامیاں دور کی جا سکتی ہیں میں عربی فارسی پڑھنے والے طلبہ سے بھی گزارش کروں گا کہ اس کتاب کو ایک نظر ضرور دیکھ لیں۔ انشاء اللہ اس کا فائدہ وہ پڑھنے کے بعد ہی محسوس کریں گے۔ عربی فارسی کے طلبہ کو اصطلاحات تو سب یاد رہتی ہیں ان کے مفہوم سے بھی واقف ہوتے ہیں صرف اردو بول چال میں ان کے اجرا کی جو کمی رہ جاتی ہے وہ اسی کتاب سے پوری ہو جائے گی۔

تعمیر ادب قاعدہ اول تا پنجم

بدر ملت حضرت علامہ بدر الدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمۃ کی جن کتابوں نے بہت زیادہ مقبولیت حاصل کی ان میں تعمیر ادب بھی ہے۔ جو پرائمری درجات میں پڑھنے والے نونہالوں کے لیے لکھی گئی ہے۔

مصنف نے درجۂ اطفال کے لیے تعمیر ادب قاعدہ لکھا جو الف سے انگوٹھی ب سے بوتل کے طرز پر تصویروں کی مدد سے مرتب کیا ہے تاکہ طلبہ کو حروف شناسی میں آسانی ہو اور چونکہ مارکیٹ میں اس قسم کے کئی ایک قاعدے مروج تھے اس لیے بھی اس طرز کو اپنانا ضروری تھا۔ البتہ مصنف نے اس کا التزام کیا ہے کہ الف سے ی تک کوئی تصویر جاندار کی نہ آنے پائے۔ یہ قاعدہ صرف سولہ ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد درجہ اول تا پنجم کی مناسبت سے حصہ اول تا حصہ پنجم پانچ حصے کتاب کے ہیں۔ اور تدریجاً صفحات بھی بڑھتے گئے ہیں۔ اور معیار کتاب بھی۔ چونکہ اردو ادب کی کتاب ہے۔ اس لیے اس میں ہر طرح کے مضامین شامل ہیں۔ مذہبی اور اعتقادی مضامین بھی تاکہ مسلمان بچوں بچیوں کے عقائد بھی پختہ ہو جائیں اور ان کے اندر مذہبی بیداری بھی پیدا ہو۔ ساتھ ہی تاریخی مضامین بھی ہیں۔ اور بعض شخصیات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ جستہ جستہ اردو قواعد سے بھی بحث ہے۔ ہر سبق کے آخر میں سوالات بھی دیے

Scanned with CamScanner

گئے ہیں تاکہ سبق کے مضامین کا استاذ جائزہ لے سکے کہ وہ طلبہ کو ازبر ہیں یا نہیں

حصہ اول سے سوم تک میں چند اسباق عربی خوانی کے لیے بھی مختص ہیں تاکہ اس اردو کتاب سے طلبہ کے اندر عباراتِ عربی پڑھنے کی بھی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ تعمیر ادب کی اولین اشاعت کا سہرا جناب حافظ رفیق القادری صاحب مالک مکتبۂ امجدی بچپڑوا گونڈہ کے سر ہے۔ سالوں وہ اس کتاب کو چھاپتے رہے اور مدرسہ مدرسہ گھوم کر اس کو نصاب میں داخل کراتے۔ اس سلسلے میں انھوں نے کافی دوڑ دھوپ کی۔ اپنے پیسے بھی خرچ کیے۔ وقت بھی لگایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزائے خیر دے۔ آمین۔

جس وقت تعمیر ادب لکھی گئی اس وقت آفسٹ کی طباعت عام نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے لیتھو پر اس کی کتابت وطباعت ہوتی رہی۔ سب سے پہلے راقم الحروف (نعمانی) کو اس کا خیال پیدا ہوا کہ تعمیر ادب عمدہ کتابت کے ساتھ آفسٹ سے چھپائی جائے۔ تاکہ بچوں کو پڑھنے میں بھی دلچسپی ہو اور کتاب دیکھنے میں اچھی لگے۔ چنانچہ مصنف علامہ سے اجازت لے کر اس کی کتابت ایک اچھے کاتب سے شروع کرادی۔ لیکن یہ کام اتنا کٹھن ثابت ہوا کہ سوچا نہیں جا سکتا تھا دو سال میں صرف قاعدہ تعمیر ادب کی کتابت ہوئی اور مکتبہ قادریہ جریا کوٹ سے دو رنگوں میں اس کی اشاعت ہو گئی۔ کاغذ بھی عمدہ لگایا گیا۔ لیکن سستی اور گھٹیا کتاب بیچنے والے کتب فروش اس کو پسند نہ کر سکے۔ بہرحال کام شروع ہو چکا تھا۔ تقریباً ایک سال میں حصہ اول کی کتابت ہو کر ملی۔ پھر دوسرے دو کاتبوں سے رابطہ کر کے پورے پانچوں حصے کی کتابت ہوئی۔ پھر تصحیح خود ناچیز نے کی۔ اور پھر قاعدہ سمیت اول تا پنجم تمام حصے نہایت عمدہ کتابت کے ساتھ آفسٹ سے پہلی بار منظرِ عام پر آئے۔ جب المجمع الاسلامی مبارکپور سے کتاب چھپ کر مارکیٹ میں آئی تو پھر اس کی پذیرائی تو کم ہوئی البتہ کئی دیگر کتب خانوں نے اس کی نقل اتارنی شروع کر دی۔ بعض نے اپنے طور پر بھی عمدہ کتابت کرائی۔ پھر ایک لہر دوڑ گئی۔ اور اب تو تعمیر ادب کے اتنے زیادہ ناشرین کتب چھاپ رہے ہیں کہ ان کا شمار کرنا بھی مشکل ہے۔ بعض بدعقیدہ ناشرین نے اس میں تحریف بھی کر ڈالی ہے۔ بعض نے باریک کتابت کرا کے صفحات کم کرا دیے ہیں تاکہ کتاب سستی پڑے اور نفع زیادہ ہو۔ بچوں کو پڑھنے میں چاہے دشواری ہو۔ حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کے صاحبزادگان و تلامذہ و مریدین و خلفاء سے گزارش ہے کہ از سرِ نو تعمیر ادب کو عمدہ کتابت کے ساتھ اچھے کاغذ پر مکمل تصحیح کے ساتھ شائع کریں۔ اور خوب خوب اس کا اشتہار کریں کہ صحیح نسخہ ہی ضرورت مند حضرات خریدیں۔ اور اپنے بچوں کو پڑھوائیں۔ ساتھ ہی اس کا بھی خیال رکھا جائے کہ کتاب کا سائز چھوٹا نہ ہو۔ جو چل رہا ہے۔ بلکہ آج کل متوسط سائز پر کتابوں کا جو رواج ہو گیا ہے اس سائز پر تعمیر ادب[1] جلی اور خوش خط حروف کے ساتھ شائع کی جائے۔ سائز کے بارے میں یہ گزارش حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کے ارشاد کے مطابق کر رہا ہوں کیوں کہ جب المجمع الاسلامی سے کتاب چھپ کر آئی تو حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ میں سمجھ رہا تھا

[1] حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں

Scanned with CamScanner

کہ بڑے سائز پر کتاب چھپے گی مگر یہ تو وہی پرانا والا چھوٹا سائز ہے۔ میں نے عرض کیا کہ فی الحال تو کتاب اسی سائز پر چھپ کر آچکی ہے یہی چلے گی۔ پھر کچھ دنوں کے بعد از سر نو اس کا نیگیٹو بنا کر بڑے سائز پر چھاپی جائے گی لیکن اس پر عمل درآمد کی نوبت ہی نہیں آئی اور بہت سے کتب خانوں میں چھپنے کی وجہ سے اب المجمع الاسلامی نے اس کی اشاعت پر توجہ کم کر دی ہے۔ کیوں کہ کمیشن اور مقابلے کے اس دور میں مبارک پور سے یہ کام ہونا اور مقابلہ کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ دوسری ضروری بات یہ بھی عرض کرنی ہے کہ تعمیر ادب حصہ اول کے آخر میں حضرت مصنف نے کچھ مفید اضافے کیے تھے جو صرف المجمع الاسلامی کے نسخے میں ہے۔ باقی تمام ناشرین نے اسے نظر انداز کر دیا ہے۔ لہٰذا اب جو تعمیر ادب اول شائع کی جا‎ئے اس میں وہ اضافہ ضرور شامل کیا جائے۔ محمد عبد المبین نعمانی قادری

۱۰ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۷ اگست ۲۰۰۵ء

علہ حاشیہ صفحہ گذشتہ کا۔ بفضلہ تعالیٰ وبعون سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء، راقم الحروف نے بماہ ربیع النور شریف ۱۴۱۹ھ تعمیر ادب مکمل حصص مطبوعہ فاروقیہ بکڈپو ۴۲۲ مٹیا محل دہلی ۶ کے نسخوں کو کئی پرانے نسخوں سے ملا کر انتہائی عرق ریزی سے تصحیح کیا۔ اور حصہ دوم، چہارم اور پنجم میں کچھ مفید مضامین کے اضافے کے ساتھ مدرسہ گلشن رضا۔ کولمبی، ضلع ناندیڑ (مہاراشٹر) کی جانب سے پہلی مرتبہ ۱۴۲۳ھ اور دوسری مرتبہ ۱۴۲۵ھ میں شائع کروایا۔ پھر تیسری مرتبہ مدرسہ قادریہ رضویہ سید العلوم مقام چمن شاہ ٹھوری ڈاکخانہ صفدر گنج ضلع بارہ بنکی (یوپی) کے پتے پر ۱۴۲۶ھ میں طبع کروایا۔ اور اس کے پشت پر ،، ایک ضروری اعلان،، کے عنوان سے یہ مضمون شامل کتاب کیا۔ ،،تعمیر ادب مکمل سیٹ آج کئی سالوں سے ناشرین کی لاپرواہی کی وجہ سے کتابت کی غلطیوں سے پٹا ہوا چھپ رہا تھا۔ فقیر قادری نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود مولیٰ تبارک و تعالیٰ کے فضل اور سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے پرانے نسخوں سے ملا کر تصحیح کرنے کے بعد کہنہ مشق کاتب سے اپنی نگرانی میں کتابت کروانے کے بعد ادارہ ہذا سے طبع کروایا۔ جو بحمدہ تعالیٰ موجودہ تمام نسخوں کے مقابلے میں صحیح ترین اور اضافہ شدہ نسخہ ہے۔ لہٰذا تعمیر ادب خریدتے وقت تصحیح شدہ نسخے خریدیں۔ المعلن فقیر عبد الصمد قادری خادم مدرسہ گلشن رضا کولمبی۔ ضلع ناندیڑ۔ (مہاراشٹر)

نوٹ:۔ ہندو پاک کے جملہ ناشرین تعمیر ادب سے میری عاجزانہ گزارش ہے کہ غلطیوں سے پٹے ہوئے نسخوں کو چھاپ کر تعمیر ادب کتاب کی اہمیت کو مجروح نہ کریں بلکہ ہماری تصحیح شدہ نسخہ سے فوٹو لے کر شائع کریں۔ فقط عبد الصمد قادری

خادم مدرسہ گلشن رضا کولمبی ناندیڑ مہاراشٹر

۶ رجمادی الآخرہ ۱۴۲۷ھ یوم وہابیت کش مبارکہ۔

اپنی عقلوں کو ناقص سمجھتے رہو کہ عقل پر بھروسہ کرنے سے ضرور غلطی ہوتی ہے۔ (حضور سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پانچ لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرنا چاہیے جھوٹا، بیوقوف، کنجوس، بزدل، اور فاسق۔

Scanned with CamScanner

بدرِ ملت کا توکل و استغنا

از حضرت مولانا مفتی محمد عنایت احمد صاحب نعیمی صدر المدرسین الجامعۃ الغوثیہ اترولہ ضلع بلرام پور یوپی

یہ حقیقت ہے کہ خوش عقیدہ اور باعمل علما ہی صحیح معنوں میں وارثین انبیا ہیں۔ انھیں علماءِ حق کے سروں پر وراثتِ نبوت کا زریں تاج رکھا گیا ہے۔ اگرچہ بظاہر یہ گدائے بوریا نشین ہوں۔ مگر اس شکستہ حالی میں دنیائے قناعت کے تاجدار ہوتے ہیں۔ حقیقت کی تہہ تک پہونچنے والی نگاہیں تو ان کی مخفی لعل و گہر کو دیکھتی ہیں۔ مگر ظاہر بیں نگاہیں ان کے علوم و عرفان فکر و آگہی شعور و ادراک کی گہرائی تک پہونچنے میں قاصر و عاجز۔ ان علماءِ ربانیین کی صفات، صفات محبوب کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔ عالم وہ ہے جو عامل شریعت ہو جس کی بلند ادائیں محبوب پروردگار کی ترجمان ہوں۔ عالم وہ ہوتا ہے جو صرف قول کا ظاہری لبادہ پوش نہ ہو بلکہ عمل صالح اور اتباعِ شریعت کا حسین لباس زیب تن کئے ہو۔ ظاہر کے ساتھ ساتھ جس کا باطن بھی خشیت ربانی، توکل و استغنا کی دولت سے مالا مال ہو۔ اگر کوئی عالم ان صفات عالیہ سے خالی ہو تو اسے "شجر بلا ثمر یا صدف بلا گہر" کہیں گے۔ وجہ یہ ہے کہ توکل و استغنا کی کمی انسان کے اندر طمع و لالچ کی مذموم صفتیں پیدا کر دیتی ہیں۔ جس کی بنیاد پر انسان معیارِ شرافت گر جاتا ہے کہ وہ اہلِ دُوَل، صاحبانِ ثروت، مادی ٹیپ ٹاپ رکھنے والے دروازوں تک پہنچ جاتا ہے جہاں اسے مادی منفعت کے حصول کے لیے حق کا گلا گھونٹنا پڑتا ہے۔ اہلِ دنیا کی رضا و خوشنودی کی چاہت وہ کہنے یا وہ کام کرنے پر مجبور کر دیتی ہے جو مقصدِ شریعت کے خلاف ہو۔ اسی لیے اسلافِ کرام و علماءِ راسخین نے اربابِ دولت کے قرب و صحبت کو حیاتِ دین کے لیے سمِ قاتل قرار دیا ان سے اجتناب و دوری کی تاکید شدید فرماتے رہے ہاں وہ صورت مستثنیٰ ہے جس کے لیے ضرورتِ شرعی داعی ہو۔ مگر ایسی صورت میں بھی مداہنت، حق پوشی، خوشامد چاپلوسی کو حد درجہ قابلِ اجتناب قرار دیا۔ فی زمانہ لہٰذا آپ کو ایسے برائے نام علماء کی کمی نہیں ملے گی۔ جو محض دنیوی منافع کی خاطر شاطر لیڈروں، ملت فروش رئیسوں کے یہاں بھی جانے سے دریغ نہیں کرتے۔ بلکہ انھیں خوش کرنے کی غرض سے ان کے سامنے پاپوش بن کر بچھ جانے میں نہ علم دین کی توہین سمجھتے ہیں۔ نہ ہی اپنی حقارت تصور کرتے ہیں۔ ایسے انجام فروش لوگوں کے لیے ہادیٔ کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک حدیث پاک سپرد قلم کرنا

ان کی عبرت کے لیے ضروری ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی ہدایت کا سبب بن جائے۔ عَنْ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُنَاسًا مِّنْ اُمَّتِیْ سَیَتَفَقَّھُوْنَ فِی الدِّیْنِ وَیَقْرَؤُنَ الْقُرْاٰنَ یَقُوْلُوْنَ نَاْتِی الْاُمَرَاءَ فَنُصِیْبُ مِنْ دُنْیَاھُمْ وَنَعْتَزِلُھُمْ بِدِیْنِنَا وَلَا یَکُوْنُ ذٰلِكَ کَمَا لَا یُجْتَنٰی مِنَ الْقَتَادِ اِلَّا الشَّوْكُ کَذٰلِكَ لَا یُجْتَنٰی مِنْ قُرْبِھِمْ اِلَّا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ کَاَنَّہٗ یَعْنِی الْخَطَایَا۔ مراۃ المناجیح جلد اول ص ۲۲۳ رواہ ابن ماجہ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ دین کا علم حاصل کریں گے اور قرآن پڑھیں گے وہ کہیں گے کہ ہم امیروں کے پاس جاتے ہیں تاکہ ان کی دنیا حاصل کریں مگر اپنا دین ہم ان سے بچائیں گے لیکن ایسا نہیں ہو سکے گا جیسے کہ ببول کے درخت سے کانٹے ہی چنے جاتے ہیں ایسے ہی امیروں کے قرب سے کچھ نہیں حاصل ہوگا۔ مگر (ابن صباح نے فرمایا) خطائیں ہی حاصل ہوں گی۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۷)

اسی لیے ایک عالم دین پر لازم ہے کہ وہ اپنی ذات میں توکل، استغنا، ترک طمع کی اعلیٰ صفات پیدا کرے۔ خدا کی ذات پاک اور اس کی رزاقیت پر اسے یقین کامل ہو تاکہ وہ مخلوق سے بے نیازی کی دولت پر فائز ہو جائے۔ اس تناظر میں ہم جب غور کرتے ہیں تو ”بدر ملت“ علیہ الرحمۃ کی ذات منفرد و بے مثال نظر آتی ہے۔ وہ اس طرح کہ انھوں نے اپنے طویل دورِ ملازمت میں بھی خدائے پاک کی ذات برحق پہ توکل و بھروسہ برقرار رکھا انہیں اس حقیقت پر یقین محکم تھا کہ نہ کوئی مدرسہ رزاق ہے نہ ہی کوئی کمیٹی بلکہ بندہ جہاں کہیں رہے گا رزاق مطلق جل مجدہٗ اسے وہیں اپنی رحمت و رزق سے نوازے گا۔ بشرطیکہ بندہ معبود برحق کی بندگی کا پابند رہے

بدر ملت علیہ الرحمۃ کے ملنے والے اور انہیں قریب سے دیکھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ انھوں نے دین و شریعت کے مقابل کبھی بھی اپنی کسی منفعت کی خاطر دین و شریعت کو ثانوی درجہ نہیں دیا۔ بلکہ اپنی زندگی کے ہر موڑ پر دین و شریعت کو ہی اولیت دی۔ اسی لیے کچھ حضرات کے نزدیک وہ بہت متشدد، زاہد خشک، مصالح وقتی پر نظر نہ رکھنے والے کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے تھے۔ مگر راقم الحروف کے خیال میں ہوش و خرد کے دعویدار اس دیوانہ کا حال کیا سمجھ سکتے ہیں جو لذت دیوانگی سے آشنا ہو کر نہ صرف عقل و خرد بلکہ اپنے پورے وجود کو ادائے مطلوب پر قربان کر چکا ہو۔ پھر عشق و محبت نے اسے اس مقام رفیع پر فائز کر دیا ہو۔ جس کی ترجمانی حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

گدائے میکدہ ام، لیک وقت مستی بیں ؏
کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم!

؏ میکدہ کا فقیر ہوں میں لیکن مستی کے وقت تو دیکھ کہ کبھی میرا ناز ہے آسمان پر اور کبھی میرا حکم ستارے پر

افسوس صد افسوس کہ حضرت بدر الملّت
علیہ الرحمہ سے اس فقیر راقم الحروف کی ملاقات زیادہ نہ
رہی۔ بلکہ گاہے، ماہے ہی ملاقات کا شرف حاصل
ہوا۔ مگر فقیر کا قلب جو اعزاز و اکرام ان کے لیے محسوس
کرتا ہے وہ انہیں کا حصہ ہے۔ فقیر اسے اپنی سعادت
جانتا ہے کہ خود تو کچھ نہ بن سکا مگر ایسے کو دیکھنے اور
ملنے کا موقع پایا۔ جو بہت کچھ تھا۔ المختصر یہ کہ "بدر ملت"
عالم باعمل، متقی اجل، فقیہ اکمل، ہادیٔ شریعت، رہبر
طریقت، عاشق رسول، تاج الفحول، تھے جن کے
چھوڑے ہوئے نقوش بعد والوں کی بہترین رہنمائی
کرتے رہیں گے۔ خدائے قدیر ان کے مرقد انور پر رحمت
وغفران کی بارش فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی
المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم۔

برادر مخلص محب اسعد مولانا عبد الصمد القادری
خلیفہ حضرت بدر ملت کے اصرار پیہم پر یہ چند سطور معرض
تحریر میں آگئے۔ حق یہ ہے کہ مولانا صاحب کو یہ خوبی بھی
حضرت بدر ملت سے بطور وراثت ملی ہے۔ کہ وہ
بھی علماء کو کام کے لیے ابھارتے کچھ نہ کچھ کرنے کو کہتے
رہتے۔ جس کی طرف کچھ اشارہ خادم نے نو بہار
نوازش ترجمہ حدائق بخشش کے عرض حال میں
کیا ہے۔ بالکل حضرت بدر ملت کے انداز پر مولانا
صاحب نے خطوط کے ذریعہ اور بالمشافہہ بھی بار بار
کچھ لکھنے کا تقاضہ کیا۔ جس کے نتیجہ میں یہ چند سطور
سپرد قلم ہوئے۔ یہاں اختصاراً بدر ملت سے
صرف ایک ملاقات کا ذکر اس لیے کرنا ضروری
سمجھتا ہوں کہ ہمارے علماء کرام خصوصاً نو فارغین
علماء میں یہ خوبی کم سے کم تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔
جس کی بنا پر جو عزت و احترام ایک عالم دین کی
عوام کی نظر میں ہونا چاہیئے اس میں دن بدن
گراوٹ آتی جا رہی ہے۔ اپنی یادداشت کے
مطابق واقعہ کچھ اس طرح ہے۔

ایک مذہبی جلسہ کے موقع پر حضرت بدر ملت
کی جانب سے وعظ و تقریر کے لیے راقم الحروف
بھی مدعو کیا گیا تھا۔ جب ملاقات کے لیے آپ کی
نشست گاہ پر حاضری ہوئی تو چند دیگر علماء
پہلے سے حاضر تھے۔ جو غالباً حضرت ہی کے تلامذہ
میں تھے۔ انھیں حاضر باش علماء میں کسی سے
آپ محو تکلم تھے۔ ان مولانا صاحب سے آپ پوچھ رہے
تھے کہ بمبئی کے فلاں سیٹھ صاحب سے آپ کے گہرے
تعلقات اور مضبوط روابط ہیں۔ کبھی آپ نے
ان کی شرعی خامیوں پر انہیں متنبہ اور خبردار
کیا۔ مولانا نے بطور معذرت عرض کیا کہ حضرت
ایسا تو میں نے کبھی نہیں کیا۔ کیوں کہ ان کی جانب
سے ایک لمبی اور خطیر رقم بطور تعاون مدرسہ کو ملا
کرتی ہے۔ حضرت بدر ملت کا جلال اس دن دیکھنے
میں آیا۔ آپ نے اپنے کڑک دار آواز میں فرمایا
کہ مولانا! آپ کے کہنے کا مطلب صرف یہی تو ہوا
کہ آپ کے مدرسہ کا تعاون کوئی کرتا رہے پھر چاہیے
وہ دین کی بنیاد ہی ڈھا رہا ہے۔ تو آپ خاموشی
سے اسے برداشت کرتے رہیں گے۔ کیا اس کا کھلا
ہوا مطلب یہ نہیں ہوا کہ آپ کے نزدیک مدرسہ کا
خیال دین کے خیال پر غالب ہے۔ آپ نے یہ
کیوں نہیں سوچا کہ مدرسہ دین کی نشر و اشاعت
ہی کے لیے چلایا جاتا ہے۔ اگر دین ہی نہ رہ جائے

Scanned with CamScanner

تو ایسا مدرسہ چلانے سے کیا فائدہ! اس وقت
آپ کے دہن مبارک سے جو جواہر پارے بکھر رہے
تھے وہ موتیوں سے تولنے کے لائق تھے۔ وہ جملہ علماء
کے لیے تعویذ جان بنانے کے قابل تھے۔ اسی موقع پر
آپ نے ۱۶ ارواں پارہ سورۂ طٰہٰ شریف کی ایک
آیت تلاوت فرمائی۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ
مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ
خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ۔ یعنی اور اے سننے والے اپنی
آنکھیں نہ پھیلا۔ اس کی طرف جو ہم نے کافروں کے
جوڑوں کو برتنے کے لیے دی ہے جیتی دنیا کی تازگی
کہ ہم انہیں اس کے سبب فتنہ میں ڈالیں۔ اور
تیرے رب کا رزق سب سے اچھا اور سب
سے دیرپا ہے۔

سبحان اللہ کاش آج ہمارے علماء قرآن
عظیم کی اس نصیحت پر کان دھرتے جو محض دنیوی
نفع کے لیے کفار و مشرکین اور شرالاشرار مرتدین
سے اس لیے چپکتے ہیں کہ ان سے کچھ منفعت حاصل
ہو سکے۔ چنانچہ بعض دنیا طلب مولویوں کو خود
راقم الحروف نے دیکھا ہے کہ ان کفار و مشرکین
سے بھی بغل گیر ہوتے نظر آئے جن ناپاک گردنوں پر
خانۂ خدا کے انہدام کا الزام ہے۔ معاذ اللہ ان
ناپاکوں سے گلے ملتے انہیں کسی شرم و حیا کا احساس
تک انہیں نہیں ہے۔ بلکہ ان کی بغل گیری کو اپنی معراج
تصور کرتے ہیں۔ اس طرح کا کام کر کے دنیا طلب
مولوی دین و ایمان کی بنیاد گرانے میں مدد کر رہے
ہیں لیکن اس غلط فہمی میں شیطان نے انہیں
مبتلا کر دیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے فلاح و بہبودی
کا کام انجام دے رہے ہیں۔ اب ان سے کون
پوچھے کہ جب دین اور اس کے تقاضے ہی باقی نہ
رہیں گے تو مسلمان باقی رہ کر کیا کرے گا۔ شاید
انہیں محسن کائنات سرکار علیہ الصلاۃ والسلام
کا فرمان یاد نہ رہا کہ فرماتے ہیں۔ مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ
بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْإِسْلَامِ
یعنی جس نے کسی بدمذہب کی تعظیم و توقیر کی تو اس
نے دین اسلام کے ڈھانے میں قطعی مدد کی۔ آہ!
افسوس صد افسوس کہ جن کی گردنوں پر اسلام و
ایمان کی حمایت و نصرت کا گراں قدر بار امانت
رکھا گیا ہے وہی وقت کے دھارے پر بہتے چلے
جا رہے ہیں۔ کاش انہیں کوئی بتاتا کہ دنیا ضروری
تو ہے مگر ایسی دنیا لعنت کا طوق ہے جو دین کا
سودا کر کے حاصل کی جائے۔ دنیا ضروری تو ہے
مگر۔ مصرع۔ جدا ہو جو دنیا تو ہو جاتی ہے قارونی
اے کھونے والو! کاش تمہیں احساس ہو جاتا
کہ تم کیا کھو بیٹھے کیا پایا۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ مولیٰ عزوجل
حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کے امثال ہم میں پیدا
فرمائے۔ اور ایسے ہی لوگوں کے نقش قدم کی اتباع
و پیروی ہمیں نصیب فرمائے۔ آمین یا ربنا آمین۔
وَبِكَ نَسْتَعِينُ عَلَى الِارْتِقَاءِ إِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ
صِرَاطِ الَّذِينَ أَنْعَمَ رَبُّنَا عَلَيْهِمْ مِنَ
النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ

Scanned with CamScanner

حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ

اور ان کی دینی تربیت

از: حضرت مولانا مفتی محمد مستقیم صاحب قبلہ مصطفوی استاذ دار العلوم فیض الرسول
براؤں شریف سدھارتھ نگر۔

باسمہ وحمدہ تعالیٰ

بدر العلماء حضرت علامہ بدر الدین احمد قادری رضوی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ ان قابل قدر اور محترم شخصیات میں سے تھے جو اپنے اکابر کے معتمد اور اصاغر کے مرجع تھے۔ ان کی زندگی کا بیشتر حصہ خدمت دین متین اور حفاظت و اشاعت سنیت میں بسر ہوا ان کے اقوال و افعال میزان شریعت کے موافق ہوا کرتے تھے۔ ان کے اندر شریعت مطہرہ پہ خود عمل کرنے اور دوسروں کو عمل کرانے کا جذبہ اس قدر بلند تھا۔ کہ دوسروں کو بھی خلاف شرع عمل کرتے دیکھنا حد درجہ ناگوار تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اگر کسی کو خلاف شرع عمل کرتے دیکھتے یا خلاف شرع بات کہتے سنتے تو اسے تنبیہ ضرور فرماتے۔

ذاتی طور پر کسی شخص کا عابد و زاہد اور نیکوکار ہونا بھی یقیناً ایک اہم خوبی ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر خوبی یہ ہے کہ آدمی اپنے نیک ہونے کے ساتھ دوسروں کو بھی نیک اور صالح بنانے کی کوشش کرے۔ چنانچہ اسی داعیانہ اور مجاہدانہ عمل کی بنا پر قرآن کریم نے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو خیر امت قرار دیا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ یعنی تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی۔ تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔ (آل عمران آیت ۱۱۰)

معلوم ہوا کہ اس امت کے خیر امت ہونے کا دار و مدار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ہے۔ تو جس کے اندر یہ وصف جتنا ہی زیادہ ہوگا وہ اتنا ہی بہتر قرار پائے گا۔ پھر چوں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے بڑھ کر تربیت کا فریضہ ہے۔ اس لیے ایک مربی کا درجہ محض امر و ناہی سے بڑھ کر ہوگا۔ کیوں کہ تربیت

Scanned with CamScanner

عمومًا علمی تعلیم کا نام ہے۔ اور ظاہر ہے کہ تربیت اسی وقت پورے طور پہ مؤثر اور کامیاب ہوگی جب مربی خود عامل ہوگا۔ اسی نکتہ کی طرف رہنمائی فرماتے ہوئے مولیٰ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ہ یعنی ایسی بات کیوں کہتے ہو جسے خود نہیں کرتے۔ (الصف آیت ۲)

نیز حضرت سفیان ثوری سے مروی ہے کہ ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لکعب من ارباب العلم قال الذین یعملون بما یعلمون۔ یعنی حضرت عمر بن خطاب نے حضرت کعب سے فرمایا کہ ارباب علم کون لوگ ہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ ارباب علم وہ لوگ ہیں جو اپنے علم پہ عمل کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۷)

سچ کہا ہے کسی کہنے والے نے

لَوْكَانَ فِي الْعِلْمِ مِنْ دُوْنِ التُّقٰى شَرَفٌ
لَكَانَ اَشْرَفُ خَلْقِ اللّٰهِ اِبْلِيْسُ

یعنی تقویٰ کے بغیر اگر علم میں کوئی بزرگی ہوتی تو اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ شرف والا ابلیس ہوتا۔

الحاصل امر و نہی اور تربیت کے تناظر میں جب ہم حضرت بدر ملت علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ کا جائزہ لیتے ہیں تو ان کی زندگی کے زیادہ تر حصے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ضوفشانیاں تو جلوہ بار نظر آتی ہی ہیں اس کے ساتھ تربیت دینے کا عنصر بھی نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔

حضرت علیہ الرحمۃ کا زیادہ تر تعلق چونکہ درسگاہ سے تھا۔ اس لیے آپ کا دائرۂ عمل عمومًا طلبہ تک محدود رہتا لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ عامۂ مسلمین سے آپ کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ بلکہ موقع بموقع آپ عوام الناس کے درمیان بھی تشریف رکھتے اور ایمان وعمل کے لحاظ سے ان کو سنوارنے نکھارنے کی پوری کوشش فرماتے۔ انداز اتنا پیارا اور اثر آفریں ہوتا کہ عمومًا لوگ آپ کی باتیں سماعِ قبول سے سنتے اور اپنی اصلاح کر لیتے۔

حضرت بدر ملت علیہ الرحمہ جب دارالعلوم فیض الرسول کے صدر المدرسین تھے تو نئے تعلیمی سال کے آغاز میں یعنی شوال میں نئے طلبہ کو شرعی طریقے سے وضو کرنے کا طریقہ بتاکر اپنے یا پرانے معتمد طلبہ کے سامنے ان سے وضو کراتے۔ تاکہ وضو کرنے کی ان کی عملی تربیت بھی ہوجائے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ دوران گفتگو میں نے ایک مشہور سیاسی لیڈر کو جو بدمذہب تھا جان بوجھ کر اسے میں نے قائد اعظم کے بجائے کائد اعظم کہا۔ لیکن حضرت علیہ الرحمہ نے یہ سمجھا کہ میں نے اسے قائد اعظم کہا ہے۔ فورًا میری جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ کیا کہا! میں نے عرض کیا کہ میں نے اسے قائد اعظم نہیں بلکہ کائد اعظم کہا ہے۔ تو آپ مسکرا پڑے۔

مختصر یہ کہ شرعی اعتبار سے آپ کسی سے کوئی نازیبا اور غیر مناسب لفظ سنتے۔ تو قائل کو ضرور تنبیہ فرماتے۔

موجودہ دور میں دوسری قوموں کی طرح مسلمانوں کے ماحول میں حتی کہ عربی مدارس میں بھی انگریزی تاریخ کا لحاظ واہتمام ہوتا جارہا ہے۔ اور عربی اسلامی تاریخ کا لحاظ واہتمام تقریبًا متروک

Scanned with CamScanner

ہوتا جا رہا ہے۔ جبکہ مسلمانوں کو اپنے تمام کاموں خصوصًا مذہبی امور میں اسلامی تاریخ کا اعتبار و لحاظ شرعًا واجب و لازم ہے۔ اس خلافِ شرع ماحول کی اصلاح کے پیشِ نظر کبھی کبھی آپ دینی مدارس کے طلبہ سے پوچھتے کہ آج کون سی تاریخ ہے؟ تو جو طالبِ علم حضرت علیہ الرحمۃ کے مزاج سے ناواقف ہوتا یا مقصودِ سوال نہیں جانتا۔ وہ ماحول کے مطابق جواب میں انگریزی تاریخ بتا دیتا۔ پھر آپ فرماتے ارے بھائی آج اپنی کون سی تاریخ ہے! میں انگریزی تاریخ نہیں پوچھ رہا ہوں۔ اس پر بسا اوقات طلبہ خاموش رہتے۔ یا اپنی لاعلمی کا اظہار کرتے تو حضرت اقدس علیہ الرحمۃ ان کو غیرت دلاتے کہ آپ لوگ دینی مدرسہ کے طالبِ علم ہیں اور اسلامی تاریخ نہیں جانتے۔ یہ بہت دکھ اور بہت افسوس کی بات ہے۔ آپ کے اس غیرت دلانے کا نتیجہ یہ ہوتا کہ اس وقت طلبہ اپنے دل میں ٹھان لیتے کہ آئندہ عربی تاریخ کا اہتمام و لحاظ ضرور رکھیں گے۔

راقم الحروف جن دنوں مدرسہ حشمتیہ معراج العلوم بھدوکھر بازار ضلع سِدھارتھ نگر میں تدریسی فرائض انجام دیتا تھا۔ ایک ملاقات کے وقت حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ آپ بڑھیا آنا جانا رکھیے۔ چنانچہ حسب الحکم ایک مرتبہ جب میں بڑھیا حاضر ہوا تو آپ نے مجھے عارف باللہ حضرت سیّدی عبد العزیز دبّاغ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مجموعۂ ملفوظات "ابریز" کا اردو ترجمہ "تبریزیہ" عطا فرمایا۔ اور فرمایا کہ اس کتاب کا بغور مطالعہ کیجئے۔ کل مطالعہ کیے ہوئے حصّے کے بارے میں آپ سے سوال ہوگا۔ بہرحال کتاب میں نے لے لی۔ اور مطالعہ میں لگ گیا۔ لیکن اگلے دن اپنی کسی مصروفیت کی بنا پر مطالعہ کیے ہوئے حصّے کے بارے میں آپ مجھ سے سوالات نہ کر سکے۔

ظاہر ہے کہ مجھے بڑھیا طلب فرمانا اور اس تاکید کے ساتھ مجھے مطالعہ کے لیے کتاب دینا کہ کل اس کے بارے میں سوال ہوگا۔ ان تمام باتوں کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں تھا کہ میری دینی تربیت ہو۔

آپ کے تربیت دینے کا دائرۂ کار صرف زبان تک ہی محدود نہیں تھا۔ بلکہ آپ کا یہ جذبہ آپ کی تصانیف حتیٰ کہ خالص علمی و فنی تصانیف میں بھی نمایاں طور پہ نظر آتا ہے۔ اگر ان تمام تربیتی مضامین کو جمع کیا جائے تو مفصل ایک طویل مضمون تیار ہو جائے یہاں بطورِ نمونہ و شہادت آپ کی بعض تصانیف کے چند اقتباسات پیش کیے جا رہے ہیں۔

آپ نے عربی درجات کے مبتدی طلبہ کے لیے عروس الادب نام کی ایک انتہائی مفید کتاب لکھی ہے اس کے صفحہ ۸ پر "ضروری ہدایت" کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

"عزیز نونہالو! موضوع لفظ کے ساتھ مہمل لفظ ملا کر بولنا کوئی عیب کی بات نہیں۔ مثلاً پانی اونی ٹوپی اوپی۔ لیکن جب عظمت والی چیزوں کا نام لیا جائے تو اس کے ساتھ مہمل لفظ جوڑ کر ہرگز بولنا نہیں چاہیئے۔ مثلاً نماز ایک اسلامی عبادت کا نام ہے تو اسے یوں نہ بولو۔ "نماز ماز"

،، آج کل بہت سے لوگوں لوگوں نے یہ عادت بنالی ہے کہ جب وہ احترام والی چیزوں کا نام لیتے ہیں تو اس کے بغل میں مہمل لفظ ملا کر بولتے ہیں۔ جیسے روزہ اوزہ، سنت انت، میلاد اولاد، مسجد اسجد، حج اُج، فاتحہ اوتحہ، نعت اوت، زکات اکات، لیکن چونکہ اس طرح بولنا ٹھیک نہیں اس لیے تم لوگوں کو سخت تاکید کی جاتی ہے کہ جب تم لوگ کسی ادب والی چیز کا نام لو تو اس کے ساتھ مہمل لفظ ملا کر بولنے سے پرہیز کرو۔ اور جب دوسرے لوگوں کو اس طرح بولتے پاؤ تو انھیں نرمی کے ساتھ سمجھاؤ۔ اور منع کرو۔

ناظرین کرام! غور فرمائیں کہ زبان وبیان کے باب میں ننھے طلبہ کو کتنی اچھی بات کی تربیت دی گئی ہے اور تربیت کا انداز کتنا پیارا اور انوکھا ہے۔

علم منطق میں جواھر المنطق آپ کی ایک اہم تصنیف ہے۔ لیکن اس فنی و درسی کتاب میں بھی آپ نے دینی تربیت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے۔ کتاب مذکور میں آپ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

،، جس قضیہ میں موضوع کی جگہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا مقدس نام ذکر کیا جائے اسے قضیہ شخصیہ ہرگز نہ کہنا چاہئے بلکہ قضیہ قدسیہ کہا جائے۔ جیسے اَللّٰہُ اَحَدٌ، اَللّٰہُ رَبُّنَا، اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ، اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ۔

اسی طرح کتاب مذکور کے صفحہ ۹، پر مسئلہ امکان کذب الٰہی کا بطلان،، کے نام سے ایک عنوان قائم کر کے پہلے تو آپ نے امکان کذب الٰہی کو منطقی انداز میں باطل قرار دیا ہے۔ پھر امکان کذب الٰہی کے قائل کا نام (مولوی رشید احمد گنگوہی) اور ان کی اس کتاب کا نام و صفحہ تحریر فرمایا ہے۔ جس میں انھوں نے اس مسئلے کو لکھا ہے۔

لیکن یہاں ایک سوال ہوتا ہے کہ آخر منطق کی کتاب میں یہ عقیدے کی بحث کیوں لائی گئی۔ تو اس کا جواب خود حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

،، عزیز بچو! درمیان درس میں بظاہر یہ گفتگو تمہیں اجنبی سی محسوس ہوتی ہوگی لیکن حقیقت کی نگاہ میں یہ گفتگو بے موقع نہیں ہے کیوں کہ جب اس زمانہ میں امکان کذب الٰہی کے قائل پیدا ہو چکے ہیں اور تم نے موجہات میں قضیہ ضروریہ مطلقہ ممکنہ عامہ، ممکنہ خاصہ کی بحث ابھی تازہ پڑھی ہے۔ تو ضرورت تھی کہ ان قضایا کی روشنی میں مسئلۂ امکان کذب کا فساد ظاہر کر دیا جائے۔

ملاحظہ فرمائیں کہ منطق کی کتاب میں موقع کی مناسبت سے عقائد کے ایک مسئلے کی طلبہ کو کس طرح تربیت دی گئی ہے۔

یہاں ایک بات کا ذکر فائدے سے خالی نہیں وہ یہ کہ حضرت بدر ملت علیہ الرحمہ جب دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف میں تھے تو ایک مرتبہ عربی و فارسی بورڈ الہ آباد کے رجسٹرار جناب ابو درمانی صاحب دار العلوم کے معائنہ کی غرض سے براؤں شریف

آئے اس وقت انھیں حضرت بدر ملت علیہ الرحمہ کی کتابیں دیکھنے کا موقع ملا۔ جواہر المنطق کے بارے میں انھوں نے کہا کہ تردید وہابیہ والے مضامین (امکان کذب الٰہی کا بطلان وغیرہ) اگر اس کتاب سے حذف کر دیئے جائیں تو اسے بورڈ کے نصاب میں داخل کر لیا جائے۔ لیکن حضرت بدر ملت علیہ الرحمہ ان مضامین کے حذف کرنے پر راضی نہ ہوئے اس واقعہ سے حضرت علیہ الرحمہ کا تصلب فی الدین اور اللہ و رسول جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا جوئی کا جذبہ اچھی طرح واضح ہو کر سامنے آجاتا ہے۔

آپ کی دینی تربیت کے یہ چند نمونے ہیں۔ اگر غور وفکر اور تلاش و تتبع سے کام لیا جائے تو اس موضوع پر ایک وقیع وطویل مقالہ تیار ہو سکتا ہے۔

اخیر میں حضرت بدر ملت علیہ الرحمہ کی روحانیت کی بارگاہ میں مندرجہ ذیل شعر بطور مدعا عرض کر کے اپنی تحریر ختم کر رہا ہوں۔

جس نے بے توقیر ذروں کو بنایا آفتاب
کاش میری سمت بھی اٹھے وہ نگہ انتخاب

ایک واقعہ میرا بھی

از۔ مولانا غلام معین الدین صاحب بڑھیا دی۔

بلا کسی تمہید کے پڑھئے۔ عاشق رسول اکرم میرے استاذ معظم حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کی صحبت اور تربیت جس کو بھی ملی اس کی زندگی سنور گئی۔ گویا کہ آپ کی ذات اس پھول کے مصداق تھی جس کا ذکر شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے گلستان میں فرمایا ہے۔

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دل آویز تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم !!
ولیکن مدتے با گل نشستم
جمال ہمنشیں در من اثر کرد !
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

آپ کا صحبت یافتہ جس طرح آپ کی صحبت میں رہ کر فرائض و واجبات سنن و نوافل کو پابندی کے ساتھ ادا کرتے تھے وہ آج بھی ان معمولات پر اسی طرح سے پابند ہیں۔ آج اگر کسی چھوٹے بچے کو معمولات اسلامیہ کی رغبت دلائی جاتی ہے۔ تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو ابھی بچہ ہے غیر مکلف ہے۔ بڑا ہو گا تو پابند ہو جائے گا۔ لیکن حضور بدر ملت کی زندگی کا مطالعہ فرمائیں کہ آپ کا مزاج اس معاملہ میں کیا تھا۔ میرے بچپن کا زمانہ ہے غالباً آٹھ سال کی عمر ہے حضور بدر ملت نے جس طرح بڑے طلبہ کو نماز وغیرہ کے ساتھ وظائف کی پابندی عائد فرمائی تھی اسی طرح آپ نے فرمایا ابو غلام معین الدین آپ کو بھی پانچوں وقت جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنی ہو گی۔ حکم کے مطابق مسجد میں حاضر ہونے لگا ایک مرتبہ عشاء کے وقت مسجد میں نہیں آیا صبح آپ نے یاد فرمائی۔ حاضر خدمت ہوا۔ فرمایا کہ عشاء میں کیوں نہیں آئے تھے میں نے عرض کیا حضور جن بڑے لڑکوں کے ساتھ میں آتا ہوں وہ راستے میں ڈراتے ہیں اس لیے گھر ہی پر ادا کر لیا تھا۔ آپ نے ان لوگوں کو بلایا اور اس طرح تنبیہ فرمائی کہ پھر وہ لوگ صحیح ہو گئے۔ تحدیث نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اس صحبت اور تربیت کی خوشبو آج بھی محسوس کرتا ہوں۔

Scanned with CamScanner

حضور بدر ملت میری نظر میں!!

از: حضرت مولانا محمد عبدالمبین صاحب نعمانی قادری رضوی مدظلہ العالی
مہتمم دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ ضلع مئو۔ یو۔پی۔ الہند۔

پیکر شریعت بدر ملت حضرت علامہ بدرالدین احمد رضوی علیہ الرحمۃ دنیائے اہل سنت کے مقتدر اور باوقار علما میں شمار کیے جاتے ہیں۔ اتباع شریعت اور تقویٰ جیسے آپ کی گھٹی میں پلادیا گیا تھا۔ مسلک اہل سنت وجماعت کے ایسے پختہ مبلغ اور امام اہلسنت سیدنا اعلیحضرت قدس سرہ العزیز کے ایسے سچے عاشق تھے کہ ان کی مثال ڈھونڈھا کیجئے۔ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف کو شعیب الاولیا حضرت بابرکت شاہ محمد یار علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قائم توضرور کیا مگر اس کو شہرت ومقبولیت حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ ہی کے دم قدم سے ملی۔ تصلب فی الدین میں براؤں شریف کو جو خصوصی شہرت حاصل ہوئی اس میں کافی سے زیادہ حصہ حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ ہی کا ہے۔ ہمارے بچپن میں پختہ سنی کو حشمتی یا براؤنی کہا جاتا تھا کیوں کہ مسلک اور شریعت کے معاملے میں حضرت بدر ملت بہت سخت گیر واقع ہوئے تھے۔ جب براؤں شریف میں حضرت بدر ملت صدر المدرسین کے عہدے پر فائز ہوئے تھے سارا نظام آپ ہی کی ذات پر موقوف تھا۔ دارالعلوم فیض الرسول ہو یا ماہنامہ فیض الرسول ہر ایک پر آپ کی گرفت بہت مضبوط تھی۔ مسلک و مذہب کے بارے میں آپ کسی قسم کے سمجھوتے کے قائل ہی نہ تھے۔ آپ جو فیصلہ فرماتے۔ زمین و آسمان ٹل جائے مگر آپ اس سے نہیں ہٹتے۔ یقیناً آپ کی ذات گرامی عہد ساز تھی آپ نے اپنے طرز عمل کے حامیوں کی ایک لمبی قطار چھوڑی ہے۔ جو تصلب فی الدین میں آپ کا آئینہ اور نمونہ ہے۔ حضرت شاہ یار علی صاحب آپ پر اعتماد رکھتے تھے اور آپ شاہ صاحب سے عقیدت رکھتے تھے۔

آپ کی تصانیف نے دنیائے سنیت میں بڑا انقلاب پیدا کیا ہے۔ خصوصاً "سوانح اعلیحضرت" نے کہ جب کتب خانے سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی سوانح حیات سے خالی تھے۔ ملک العلماء کی "حیات اعلیٰ حضرت اول" چھپ کر مارکیٹ سے غائب ہو چکی تھی ایسی دور میں آپ نے ایک نرالے انداز سے اس سوانح کو لکھ کر اعلیٰ حضرت امام

Scanned with CamScanner

احمد رضا قدس سرہٗ کا سچا تعارف کرایا اور بد عقیدہ وگمراہ جماعتوں اور ان کے پیشواؤں کے فاسد عقائد سے بھی قوم کو آگاہ کیا جس سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی شانِ مجددیت نکھر کر سامنے آگئی۔

آپ نے تصانیف میں فیض الادب (اول دوم) کو اللہ تعالیٰ نے جو مقبولیت عطا فرمائی کم کسی کتاب کو ملی ہوگی۔ اسی کتاب سے طلبۂ مدارس اہلسنت میں عربی ادب کا سچا ذوق پیدا ہوا۔ اور مسلک اہل سنت کو نقصان پہنچانے والی کتابوں سے طلبہ کو نجات ملی۔ آپ نے ایک خاص ترتیب سے کتاب کو مرتب فرمایا ہے کہ اس کے پڑھنے کے بعد طلبہ کے اندر عربی عبارت پڑھنے کی استعداد پیدا ہوجاتی ہے۔ اعراب کی بھی پہچان اور مشاقی ہوجاتی ہے اور میزان، پنج گنج، نحو میر کے قواعد کا بہ آسانی اجرا بھی ہوجاتا ہے۔

تعمیر ادب (پنجم) تک لکھ کر آپ نے سنی دینی مکاتیب پر اردو زبان و ادب کی تعلیم کے ساتھ ساتھ عقائد کی پختگی کا جو درس دیا ہے وہ اس کتاب کا حصّہ ہے۔ شروع میں کتاب کو چھاپنا اور اس کو مدارس تک پہنچانا اور داخل نصاب کرانا بہت دشوار کام تھا جس کا اولین سہرا عالی جناب حافظ رفیق القادری صاحب مالک مکتبہ امجدی پچپڑوا گونڈہ کے سر جاتا ہے کہ سب سے پہلے آپ ہی نے اس کو چھپوا کر مدارس میں پھیلایا۔ اس کے لیے دولے کے کافی کتابیں نمونے کے طور پر مدارس کو روانہ کیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے آمین۔

اور اب تو اس کتاب کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ بیس پچیس ناشرین اس کتاب کو چھاپ کر شائع کر رہے ہیں مگر اب بھی مارکیٹ میں کمی رہتی ہے حتیٰ کہ عربی، فارسی بورڈ لکھنؤ نے پرائمری کا جو نصاب ترتیب دیا ہے اس میں بھی تعمیر ادب کو شامل نصاب مانا ہے۔ یقیناً یہ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کے خلوص کی ہی برکت ہے۔

حضرت بدر ملت سے میری پہلی ملاقات مدرسہ اہلسنت بحرالعلوم خلیل آباد میں ہوئی۔

جب میں وہاں تدریسی خدمات انجام دے رہا تھا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ آپ نے وضو کرنے میں جو احتیاطیں برتیں، سنتوں کا جو خاص خیال فرمایا اس نے میرے دل میں بہت اثر کیا غالباً یہ ١٣٩١ھ مطابق ١٩٧١ء کی بات ہے اسی وقت سے میں حضرت بدر ملت کا دل سے معتقد ہوگیا۔

حضرت مولانا کہیں تشریف لے جا رہے تھے راستے میں خلیل آباد سے گذر ہوا۔ مدرسہ میں تشریف لائے وہاں کے احباب کو پوچھا اور ان سے ملاقاتیں کیں اسی دوران کسی نے دریافت کیا حضرت کیسے تشریف لانا ہوا؟ تو برجستہ فرمایا اپنے پیر بھائی محمد عزیز خاں رضوی سے ملنے چلا آیا جو اس وقت مدرسہ کے ناظم اعلیٰ تھے۔

اللہ اللہ اس جواب میں شریعت و طریقت کے رموز پنہاں ہیں وہ کچھ اہل نظر ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اس سے مولانا کے حسن اخلاق اور پیر سے گہری عقیدت کا بھی بخوبی پتہ چلتا ہے۔

حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کے تقویٰ کا یہ

Scanned with CamScanner

واقعہ کبھی نہیں بھول سکتا۔ کہ استاذ العلماء جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے عرس چہلم میں دار العلوم اشرفیہ مقصبہ مبارکپور کی عمارت کے اندر درس گاہ حافظ ملت میں علماء کرام کی ملاقات اور زیارت کا شرف حاصل کر رہا تھا کہ بستی ہی کے ایک بڑے عالم دین تشریف فرما تھے اچانک اتنے میں حضرت بدر ملت تشریف لے آئے۔ سب نے تعظیم کی۔ اسلام و مصافحہ کے بعد جب حضرت تشریف فرما ہوئے تو دیکھا کہ بچوں کے نصاب کی کوئی کتاب تعمیر ادب یا نورانی تعلیم اسی فرش پر رکھی ہوئی ہے۔ جہاں سب بیٹھے ہوئے تھے حضرت بدر ملت نے فوراً اس کتاب کو اٹھایا اور فرمایا آپ حضرات علماء ہی ادب نہ کریں گے تو کون کرے گا پھر بغل سے تکیہ لیا اور اسی پر رکھ دیا۔ آپ کی یہ بے باکی اور غایت ادب نے بھی میرے دل پر بڑا اثر ڈالا۔ مزید فرمایا یہی وجہ ہے کہ میں بچوں کی کتابوں پر گنبد خضری شریف کے نقشہ کو چھپوانا مناسب نہیں سمجھتا کہ جیسے تیسے کتابیں رکھ دی جاتی ہیں۔ ادب کا کماحقہ لحاظ نہیں کیا جاتا ٹائیٹل پر اگر گنبد خضریٰ کا نقشہ ہوگا تو اور زیادہ بے ادبی ہوگی۔ کیوں کہ دینی کتابوں کا کم ہی لوگ ادب کرتے ہیں۔

معلوم نہیں کیوں حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ مجھ ناچیز پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ خطوط کا جواب بھی جلد دیتے۔ کچھ نہ کچھ نصیحت فرماتے اور ایسے خطابات سے نوازتے کہ میں جن کا قطعاً اہل نہ تھا حضرت کے بہت سارے خطوط میرے نام آئے لیکن غفلت سے وہ سب محفوظ نہ رہ سکے۔ جو محفوظ رہ گئے وہ میں نے "مکتوبات بدر ملت" میں اشاعت کی غرض سے حاضر کر دیئے۔ آپ کے مکتوبات کو پڑھنے سے آپ کی زندگی کے بہت سے گوشے کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔ آپ کے اکثر مکتوبات ناصحانہ کلمات اور تصلب فی الدین کی تاکیدات سے مملو ہیں۔ مکتوبات بدر ملت کے حوالے سے یہ بات بھی ذہن میں آئی کہ آپ نہایت درجہ خوش خط تھے اور خطوط بھی بڑے اہتمام سے خوشخطی کی پوری رعایت کے ساتھ تحریر فرماتے۔ شوشے گوشے کا بھی خوب خیال کرتے۔ کتابوں کی کتابت کے سلسلے میں بھی آپ بڑے خوش ذوق تھے۔ عمدہ کاتب ڈھونڈ کر کتاب کی اچھی کتابت کراتے اور تصحیح کتابت کا کا بھی خوب خیال فرماتے۔ ناشرین کتب کو بھی اچھی کتابت وطباعت کی تاکید فرماتے تاکہ دینی کتابیں ظاہری طور پر بھی کسی طرح کمتر نہ ہوں۔

ایک مرتبہ بریلی شریف میں ۲۵ صفر کو خاص عرس اعلیٰ حضرت کے روز آپ نے متعدد حضرات سے میرے بارے میں پوچھا اور جب میرے آنے کا علم ہوا تو کئی علماء حضرات سے فرمایا کہ "ان کو کہیں دیکھو تو میری قیام گاہ بتادو تاکہ ملاقات ہو جائے۔ چنانچہ متعدد علماء نے مجھ سے اس کا ذکر کیا۔ پھر میں نے حضرت سے ملاقات کی تو بڑی مسرت کا اظہار فرمایا اور مجھے بھی مسرت اور یک گونہ حیرت ہوئی۔ کہ ع

میں اس کرم کے کہاں تھا قابل حضور کی بندہ پروری ہے

تواضع وانکساری اور سادگی کے بھی آپ ایسے پیکر تھے کہ حیرت ہوتی ہے باوجودیکہ آپ ایک زبردست عالم تھے۔ لیکن تکبر و نخوت نام کی کوئی چیز آپ کے قریب بھی نہیں پھٹکتی تھی۔ ہر

Scanned with CamScanner

ایک سے یکساں حسن سلوک آپ کی عادت تھی البتہ شریعت و مسلک کے معاملے میں ہر کسی کو ٹوکنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ اس میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے میلاد شریف کی محافل میں اہتمام اور شوق سے شریک ہوتے اس کے لیے میلوں پیدل چلنا پڑتا۔ جب بھی تشریف لے جاتے اور خود بھی محفل میلاد کا اہتمام فرماتے آپ کی زندگی کو مختصراً یوں سمیٹا جا سکتا ہے۔

۱۔ آپ یقیناً عالم باعمل اور پابند شریعت شخصیت کے مالک تھے۔

۲۔ ظاہر و باطن یکساں رکھتے، چھل کپٹ اور منافقت و بغض کا ان کے وہاں گذر ہی نہ تھا جو کرتے پورے خلوص و للہیت کے ساتھ کرتے

۳۔ الحب فی اللہ والبغض للہ کی سچی تصویر تھے (یعنی آپ کی دوستی و دشمنی سب اللہ کے واسطے ہوا کرتی تھی

۴۔ دین کا سچا درد رکھتے تھے۔ دین کے لیے قربانیاں دینے کا جذبہ بھی آپ کے اندر تھا۔

۵۔ گورنمنٹ سے مدارس دینیہ کے الحاق کے سخت و شدید مخالف تھے اور الحاق کے بھیانک انجام سے ڈراتے تھے اور ایسے مدارس سے دور رہنے کی تاکید فرماتے تھے

۶۔ اسلامی عربی تاریخوں کا پورا اہتمام کرتے حتی کہ مدرسین و ملازمین کی تنخواہ بھی عربی مہینوں ہی کے حساب سے دینے کے قائل تھے۔

۷۔ فوٹو اور تصویر کشی کے بہت سخت خلاف تھے

۸۔ قلیل تنخواہوں پر گزارہ کرتے لیکن عزت و وقار اور دین کو بیچ کر پیسہ کمانے کا دھندہ کبھی نہیں کیا۔

۹۔ علماء و صالحین کے بہت قدر داں تھے۔ اپنوں سے حسن سلوک اور انکساری ہی سے پیش آتے۔

۱۰۔ تکبر، ریا، عجب وغیرہ کی خصلتوں سے کوسوں دور تھے۔

۱۱۔ تصنیف و تالیف کے ذریعہ دین پاک کی زیادہ سے زیادہ خدمت کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی جملہ تصانیف کو مقبولیت بھی عطا کی۔

۱۲۔ اپنے مرشد تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔ حتی کہ حضرت مرشد گرامی کے مرید ہونے والے اپنے پیر بھائیوں سے بھی محبت و سلوک سے پیش آتے۔

۱۳۔ اپنی کسی کوتاہی یا غلطی کا علم ہو جاتا تو بلا تکلف اس سے رجوع اور توبہ فرماتے۔ اس راہ میں شرم و حیا اور اپنے مقام و مرتبے کو آڑے نہیں آنے دیتے

۱۴۔ برائیوں کے سد باب کے لیے حتی المقدور سعی فرماتے۔

۱۵۔ کوئی مسئلہ تحقیق طلب ہوتا تو فوراً دیگر اکابر اہلسنت سے رجوع کا مشورہ دیتے یا خود رجوع کرتے۔ اس میں اپنی بے عزتی نہیں محسوس کرتے۔

۱۶۔ تحریر ہو یا تقریر حتی الامکان آسان اور عام فہم زبان استعمال کرتے تاکہ قاری یا سامع کو سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔ خواہ مخواہ اپنی قابلیت کی دھاک نہیں جماتے

۱۷۔ آپ کی مجالس، آپ کا بیان، آپ کی تحریر سب

Scanned with CamScanner

میں تحفظ عقائد کی بات سب پر بالا ہوتی۔ اور آپ کی کوئی مجلس و بیان اس سے خالی نہیں ہوتا۔ گویا رد باطل اور تحفظ عقائد حقہ آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔

۱۸۔ پورے خلوص اور محنت سے طلبہ کو درس دیتے اور اس کی بھرپور کوشش کرتے کہ طلبہ کی ابتدائی تعلیم ٹھوس ہو کیوں کہ یہی آگے بڑھنے اور کامیابی کی بنیاد ہے۔ ٹال مٹول اور بے توجہی سے گریز فرماتے۔ زیادہ سے زیادہ وقت درس دینے پر صرف کرتے۔ اونچی کتابیں پڑھانے کی فکر میں نہیں رہتے بلکہ ابتدائی کتابوں ہی کو دلچسپی اور محنت سے پڑھاتے تاکہ طلبہ کی استعداد پختہ ہو جائے۔

۱۹ معاصرانہ چشمک سے دور رہتے ہاں اصلاح کی بات ہوتی تو ہر کسی کو ٹوک دیتے چاہے وہ چھوٹا ہو یا معاصر یا بڑا ہی کیوں نہ ہو۔ ہاں مگر انداز بیان ناصحانہ ہوتا۔ جارحانہ نہیں ہوتا۔

۲۰۔ سادات کرام کا خوب خوب احترام فرماتے۔

۲۱۔ سرکار غوث اعظم محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑی سچی عقیدت و محبت تھی کہ اکثر محافل میں آپ کا ذکر کرتے، وعظ اور کتابوں کے خطبوں میں بھی غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لاتے۔

۲۲۔ بے نفسی اور تواضع کا یہ عالم تھا کہ جب سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے لفظ کملی کے استعمال کو ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا تو اپنی کتاب "تعمیر ادب" میں ایک جگہ راز الہ آبادی مرحوم کی نعت میں لفظ "کملی" چھپ گیا تھا تو آپ نے اس سے رجوع اور توبہ کیا اور اپنی روداد میں اسے چھاپا اور ناشرین کو ہدایت کی کہ "کملی" کا لفظ نکال کر دوسرا لفظ چھاپیں۔ اس زمانے میں یہ بہت بڑی بات ہے کہ کتنے لوگ بلکہ بعض اہل علم بھی کفریات تک بک جاتے ہیں اور ٹوکنے پر توبہ، رجوع کے بجائے لڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں یا جھوٹی تاویلات کا سہارا لیتے ہیں۔

۲۳۔ تلامذہ سے خوب محبت کرتے، بیٹوں کی طرح انھیں مانتے ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتے اور ان کی اصلاح کی بھی بھرپور کوشش کرتے یہی وجہ ہے کہ آپ کے شاگرد بھی آپ سے خوب عقیدت رکھتے ہیں۔

۲۴۔ نمازوں کے خود بھی بہت پابند تھے اور طلبہ سے پابندی کراتے تھے اور غفلت کرنے والوں کو سزا دیتے۔ کوئی اس سے بھی پابند نہ ہوتا تو اسے خارج کر دیتے کہ دوسرے طلبہ نہ بگڑنے پائیں۔

۲۵۔ تصانیف اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے مطالعہ پر بڑی تاکید فرماتے

۲۶۔ آپ طلبہ کو تاکید فرماتے کہ خادم دین اور نائب رسول بننا۔ مسجد اور مدرسہ کے ملازم ہونے کی نیت سے علم نہ سیکھنا۔

۲۷۔ مکر و فریب اور جھوٹ سے گورنمنٹ کا پیسہ لینا بھی گوارہ نہ کرتے بلکہ دوسروں کو بھی منع فرماتے اور کہتے کہ غدر و بدعہدی سے کسی کا پیسہ لینا جائز نہیں۔

۲۸ - ۲۸ - حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کی ایک بڑی خصوصیت یہ تھی کہ آپ کی کتابوں کی زبان بہت صحیح اور معروف۔ اردو کی غلطیوں سے پاک ہے جب بالعموم علماء کی کتابوں میں اردو زبان کی

Scanned with CamScanner

خامیاں پائی جاتی ہیں

۲۹۔ آپ درس نظامی کے باصلاحیت اور بہترین مدرس تھے۔ آپ کو یقیناً سبھی کتابوں پر دسترس حاصل تھی۔

۳۰۔ آپ اپنے مریدین و معتقدین کی بھی سخت تربیت کرتے اور ان کو شریعت کا پابند بناتے تھے۔

یقیناً آپ اسلاف کرام کی سچی یادگار اور حق و حقانیت نیز خلوص و للہیت کا ایک روشن مینار تھے۔ مولیٰ عز و جل آپ کے درجات بلند فرمائے آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ والہ التحیۃ والتسلیم ط

مکتوب بدر ملت

ازبڑھیا۔ ۸۶/۹۲ ۱۱ ربیع الغوث ۱۴۰۰ھ

عزیزم و علیکم السلام ثم السلام علیکم۔

آپ کا جوابی ملفوف وصول ہوا۔ آپ بڑے نازک موڑ پر پہونچ گئے۔ عوام میں مقبولیت عجب کا خطرناک سامان ہے۔ مولیٰ عز و جل پناہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین علیہ و علی الہ الصلوٰۃ والسلام۔ اپنے اعمال حسنہ پر نگاہ رکھنا، پھولنا اور اترانا، اس کو عُجُب کہتے ہیں۔ عجب کے ساتھ ایک دوسرا خطرناک مرض یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال خیر کو عوام کی نگاہ میں سنوارنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ میری طرف لوگوں کی رغبت بڑھے میری مقبولیت میں اضافہ ہو اور نفس امارہ یہ سوجھاؤ دے کر مطمئن کرتا ہے کہ لوگوں میں مقبولیت نہ ہوگی تو سنیت کی تبلیغ، مسائل شرعیہ کی ترویج کیسے انجام دی جائے گی۔ ان خطرناک حالات میں بارگاہ احدیت جل جلالہ میں، تضرع و زاری بہت ضروری ہے کہ نفس و شیطان قوی دشمن ہیں اور ان دونوں کے فریب اور دھوکے بہت باریک ہیں العیاذ بربنا سبحانہٗ۔

سلف کے نزدیک امامت نماز پر اجرت جائز نہیں۔ خلف کے نزدیک مباح و جائز ہے۔ جو نماز پڑھانے کی تنخواہ لیتا ہو اس کی گرفت نہیں کی جا سکتی اور جو بلا تنخواہ امامت کرتا ہو وہ ثواب کا حقدار ہے۔ امامت کی تنخواہ نہ لینا نعمت کا ٹھکرانا نہیں ہے۔

عزیز مکرم مولانا عبد الصمد صاحب قادری ۸۶/۹۲ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کے متعدد خطوط آئے اچھا ہوا کہ آپ یاد دہانی کراتے رہے میں نے مضمون لکھ لیا ہے صاف کرنے کے لیے ایک صاحب کو دیا ہے۔ کل یا پرسوں مبارک پور جاؤں گا تو ارسال کردوں گا ان شاء المولیٰ تعالیٰ۔ کتابوں پر نہ لکھ سکا اس کی وجہ یہ ہے کہ سب کتابیں یکجا نہیں۔ کتاب مکتوبات بدر ملت میں جو میرا مضمون چھپا ہے اس پر نظر ثانی اور اضافہ کردیا ہے اب وہ مضمون تقریباً پہلے سے دوگنا ہوگیا ہے گویا اب وہ نیا ہی ہوگیا۔ ملنے پر اطلاع دیں گے۔ حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کے مکاتیب اور تلاش کئے جائیں۔ متعلقہ حضرات سے رابطہ کیا جائے۔ اور مکاتیب بدر ملت کا دوسرا حصہ لایا جائے کہ حضرت علیہ الرحمۃ کے مکتوبات میں جو بات ہے وہ اس عصر کے دیگر حضرات کے مکتوبات میں نہیں۔ ہر ہر خط نصائح اور عبرت کا آئینہ ہوتا ہے والسلام محمد عبد المبین نعمانی قادری دار العلوم قادریہ چریا کوٹ مئو

Scanned with CamScanner

بدر العلماء اسلاف کے سچے وارث

حضرت مولانا مفتی غلام محی الدین صاحب صدیقی رضوی مدظلہ العالی صدر المدرسین

مدرسہ غوثیہ بدر العلوم ڈونڈا کہ بہرائچ شریف. یوپی. ہند

۸۶/۹۲

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ
الکریم وعلی آلہ الفخیم ط

حضرات میں کوئی ادیب نہیں کہ حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کے شایان شان کوئی مقالہ آپ کے سامنے پیش کرسکوں بس اپنے آقائے نعمت مشفق استاذ اور بے مثال محسن کی حق غلامی ادا کرنے کے شوق میں چند ٹوٹی پھوٹی سطریں لے کر ان کے مدح خوانوں میں نام لکھانے کے لیے ہم بھی شامل ہو گئے ہیں۔

عاشق اعلیحضرت فدائے سرکار مفتی اعظم ہند، مظہر شیر بیشۂ اہلسنت، محبوب شعیب الاولیاء، ممدوح العلماء والفقراء، حضور بدر العلماء جلیل القدر عالم دین، باصلاحیت عالم دین، باعمل عالم دین، متقی عالم دین حضرت علامہ شاہ بدر الدین احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا اس مضمون میں آپ کے چند اوصاف حمیدہ پر روشنی ڈالنے کی ہم کوشش کرتے ہیں۔

پہلی خصوصیت اتباع سلف صالحین

ارشاد ربانی ہے وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ (پ ۲۱ لقمٰن ۳۱/۱۵) اس کی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا۔ (ترجمۂ رضویہ)

بدر العلماء علامہ شاہ بدر الدین احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کی مقدس زندگی اس آیت کریمہ کی روشنی میں ڈھلی ہوئی تھی۔ اکابرین اہلسنت سلف صالحین ملت بالخصوص شہزادۂ اعلیحضرت تاجدار اہلسنت سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے نقش قدم پر آپ اس طرح قائم رہے کہ وقت کا بڑا سے بڑا طوفان یا مال وزر کی کثرت یا عظیم عہدہ وشہرت بھی آپ کے مبارک قدم کو نہ ڈگمگا سکیں اور آپ کو بزرگوں کے راہ حق سے نہ پھیر سکیں اس سلسلے میں آپ کو بدنام کرنے کی کوشش بھی

کی گئی الزام تراشیاں کی گئیں حدیہ کہ شرف تلمذ رکھنے والے بعض احسان فراموش اصحاب بھی آپ کی پاکیزہ ذات پر تنقید وتبصرے کرتے رہے مگر آپ نے کبھی کسی کی پرواہ نہ کی ۔ اور لایخافون لومۃ لائم کا مصداق بن کر اسلاف کرام کے نقش قدم پر مضبوطی سے گامزن رہے اور اپنے مرشدان کرام کی طرف متوجہ ہو کر زبان حال سے یہی کہتے رہے ۔

ہر جفا ہر ستم گوارا ہے
صرف کہہ دو کہ تو ہمارا ہے

یاحسان الہند سرکار اعلیحضرت امام بریلوی کی نورانی زبان میں یوں کہتے ۔

ع۱ نہ مرا نوش زتحسین نہ مرا نیش زطعن
نہ مرا گوش بمدحے نہ مرا ہوش ذمے
منم و کنج خمولی کہ نگنجد دروے
جز من و چند کتابے و دواتے و قلمے

لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء

سرکار مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مصطفے رضا علیہ الرحمۃ جو اپنے دور میں مفتی اعظم ہند ہی نہیں تھے بلکہ مفتی اعظم عالم تھے یعنی دنیائے اسلام کے سب سے بڑے مفتی تھے ان کا فتویٰ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء کرنے والوں کی نماز نہیں ہوتی ہے (القول الازہر۔ التفصیل الانور وغیرہ) بدر العلماء قبلہ علیہ الرحمۃ بھی اسی مسلک کی بھر پور موافقت کرتے تھے ۔ آپ نے کبھی بھی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی تحقیق حق کے خلاف اپنی تحقیق نہیں پیش کی آپ نے اپنے ایک تفصیلی فتوی میں سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے مسلک حق کی کئی صفحات میں تائید کی ہے ۔ حیدرآباد آندھرا پردیش سے آئے ہوئے ایک استفتار کے جواب میں آپ نے لکھا کہ جس کا مفہوم یہ تھا ۔

"اگر بالفرض مان لیا جائے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدا جائز ہے اور اس کی اجازت دے دی جائے تو پھر مکبرین کی کوئی ضرورت نہیں رہے گی ۔ حالاں کہ مکبرین کے ذریعہ آواز پہنچانا سنت ہے ۔ تو بھلا ایک جائز بات پر عمل کرنے کے لیے ترک سنت کی اجازت کیوں کر دی جا سکتی ہے ۔

چین دار گھڑی کا مسئلہ

سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کا فتویٰ ہے ۔ چین دار گھڑی نماز کے باہر بھی نماز کے اندر بھی استعمال کرنا ناجائز نہیں ہے ۔ (ماہنامہ استقامت کانپور، اولیاء نمبر حصہ دوم جنوری ۱۹۷۸ء ص۲۵) بحوالہ مضامین بدر ملت ص۲۳۱) قائم مقام مفتی اعظم ہند تاج الاسلام علامہ اختر رضا خاں

ع۱ ترجمہ :۔ نہ تو مجھے اپنی تعریف خوش گوار لگتی ہے ۔ نہ مجھے اپنی ملامت سے تکلیف ہوتی ہے نہ تو میرے پاس اپنی تعریف سننے والا کان ہے نہ مجھے اپنی برائی سننے کا ہوش ہے میں ہوں اور گوشہ گمنامی ہے کہ اس میں میرے اور چند کتابوں اور ایک دوات ایک قلم کے سوا گنجائش نہیں ہے ۔

Scanned with CamScanner

ازہری صاحب قبلہ فرماتے ہیں چین باندھنے کا عادی فاسق معلن ہے تو نماز کے وقت اتار لینا اس کے فسق کو زائل نہیں کرے گا اس کی اقتدا مکروہ تحریمی اور نماز واجب الاعادہ ہے۔ (مضامین بدر ملت طبع اول صد ۲۳۱) ہمارے ممدوح زندگی بھر سرکار مفتیٔ اعظم ہند کے نورانی فتویٰ پر کاربند رہے آپ نے کبھی بھی اس کی کوئی تاویل نہیں کی سرکار مفتیٔ اعظم ہند کے فتویٰ کے مقابل دیگر فتویٰ کو آپ نے اہمیت نہ دی۔ آپ نے چین کے متعلق ایک پر مغز مضمون بھی لکھا تھا جس کا عنوان تھا ,, مولانا کی بھی کلائی ہیں کنگن،، اس میں تحریر فرماتے ہیں۔

,, آج کل مشرکین و مرتدین کی دیکھا دیکھی سنی مسلمانوں میں بھی دستی چین دار گھڑی کا استعمال روز بروز بڑھتا جارہا ہے۔ شرعی اعتبار سے چین دار گھڑی کا استعمال ناجائز وممنوع ہے۔ اب بہت سے فیشن ایبل مولانا حضرات بھی اس کے عادی ہوتے جارہے ہیں،،

مولیٰ تعالیٰ حضرت بدر العلماء کے اہل محبت کو توفیق بخشے کہ وہ اسی مسلک حق پر قائم رہیں۔

تصویر کشی کا مسئلہ

ہمارے مذہب اسلام میں بغیر ضرورت شرعی، صرف شو بازی کے لیے کل بھی تصویر کشی حرام تھی اور آج بھی تصویر کشی حرام ہے۔ جب حج کے لیے بھی فوٹو لازم قرار دیا گیا تو اس دور کے علماء مختلف الرائے ہو گئے۔ بعض حضرات نے جائز ہونے کا فتویٰ دیا لیکن سرکار مفتیٔ اعظم ہند قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے ناجائز ہونے کا فتویٰ جاری فرمایا اور ارشاد فرمایا تصویر کسی قسم کی ہو خواہ قلمی یا عکسی وغیرہ حرام ہے۔ اس پر بعض لوگوں نے شبہ پیش کیا کہ اگر سب لوگ اس کی پابندی کریں اور حرام سے بچیں تو حج موقوف ہو جائے گا۔ تو سرکار مفتیٔ اعظم ہند نے جواباً ارشاد فرمایا اگر سب لوگ متفق ہو کر اس وجہ سے حج کرنے سے رک جائیں تو حکومتیں یہ پابندی ختم کرنے پر مجبور ہو جائیں گی۔ (میرے مفتی اعظم مصدقہ علامہ تحسین رضا قبلہ بریلوی بحوالہ مضامین بدر ملت صد ۲۰۵) یہی وجہ تھی کہ جب بمبئی کے بعض احباب نے حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ کو حج کرنے کی پیش کش کی تو حضرت نے سرکار مفتیٔ اعظم ہند کے مسلک اسلم پر عمل کرتے ہوئے اسے قبول نہ فرمایا اور حج کرنے کے لیے بھی فوٹو کھنچوانے پر راضی نہ ہوئے۔

وصول یابی میں حق المحنت

عربی مدارس کے لیے چندہ کی جو رقم فراہم کی جاتی ہے وصول یابی کرنے والے کو بطور حق المحنت ان کی حوصلہ افزائی کے لیے کچھ رقم اس موقع پر دی جاتی ہے بعض جگہ اسے کمیشن بھی کہتے ہیں۔ چوں کہ سرکار مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ اسے ناپسند فرماتے تھے اسی لیے ہمارے ممدوح حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ بھی اسے ناپسند کرتے تھے۔ آپ کثیر رقم کی وصول یابی کرتے تھے مگر کبھی بھی ایک روپیہ نہیں لیا اور اپنے

مرشد برحق سرکار مفتئ اعظم ہند قبلہ علیہ الرحمۃ کے مبارک اور پاکیزہ نقش قدم پر عمل کرتے ہوئے ہزار روپیوں کو قبول نہیں فرمایا۔ کہاں ہیں مفتئ اعظم ہند کی فدائیت کا دعویٰ کرنے والے بار بار مفتئ اعظم ہند کا نام لینے والے اور ان کے عمل کی مخالفت کرنے والے آئیں اور دیکھیں کہ سرکار مفتئ اعظم ہند کے ایک سچے مرید نے اپنے سچے پیر کی سچی باتوں کو کس طرح نبھایا ہے۔ مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا شریف ضلع بستی جہاں آپ کا مزار مبارک ہے اور جہاں آپ نے تقریباً اٹھارہ سال دینی خدمت فرمائی ہے وہاں کے بانی مدرسہ اور منیجر الحاج ملا منیف صاحب نے بیان فرمایا کہ ایک بار ہم ارکان مدرسہ نے حضرت قبلہ کے گھریلو اخراجات کو دیکھتے ہوئے بضد ہو کر حق المحنت کی کچھ رقم حضرت کی جیب میں ڈال دیا حضرت علیہ الرحمۃ نے ہم لوگوں کی دلجوئی کے لیے فرمایا اچھا ہم نے قبول کیا۔ اور پھر فوراً اپنے چھوٹے صاحبزادے نورانی شاہ کے نام اس رقم کی رسید بنا دی اور مدرسہ میں داخل کر دیا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت قبلہ عام لوگوں کی طرح مدرسہ کی رقم اکٹھا نہیں کرتے تھے بلکہ جہاں تشریف لے گئے وہیں تشریف فرما ہوتے لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی۔ مسائل شرعیہ کا ذکر ہوتا رہتا۔ دینی شرعی فیصلے ہوتے وہیں حضرت خود یا حضرت کی طرف سے کوئی دوسرا مدرسہ کے لیے کہتا اور لوگ اپنی اپنی رقم یا غلہ لا کر اکٹھا کرتے حضرت علیہ الرحمۃ رسید بناتے رہتے۔

مدارس عربیہ کا الحاق

تاجدار اہل سنت سرکار مفتئ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان الہ آباد بورڈ سے مدارس کا الحاق، سخت ناپسند فرماتے تھے۔ بعض لوگوں کی خواہش کے باوجود آپ نے اپنے مدرسہ (مدرسہ مظہر اسلام بی بی جی بریلی شریف) کا الحاق نہیں کرایا۔ جن دنوں میں (غلام محی الدین) مدرسہ سراج العلوم برگدہی بیالیس گاواں گورکھپور (اب مہراج گنج) میں تعلیمی خدمت کرتا تھا اس وقت مشہور عالم دین حضرت مولانا سلطان احمد ادروی سابق شیخ الحدیث جہانگیر گنج فیض آباد وہیں قریب میں چھپیا نزد دیرتاول بازار گورکھپور، خطیب شہیر مولانا محمد حنیف صاحب کے مدرسہ میں تعلیمی خدمت فرمارہے تھے میں حضرت مولانا صاحب سے ملاقات کرنے گیا اور الحاق کی گفتگو چل پڑی تو حضرت مولانا سلطان احمد صاحب قبلہ نے اپنے دور طالب علمی کا ایک واقعہ سنایا۔ فرمایا کہ ہم لوگ ادری ضلع اعظم گڈھ کے چند طلبہ مظہر اسلام بریلی شریف میں پڑھتے تھے اور ادری ہی کے چند طلبہ منظر اسلام بریلی شریف میں پڑھتے تھے جب گھر جانا ہوتا تو منظر اسلام کے طلبہ کا آدھا کرایہ ٹرین کا لگتا کیوں کہ منظر اسلام ملحق تھا کنسیشن بن جاتا اور مظہر اسلام ملحق نہ تھا اس لیے ہم لوگوں کا پورا کرایہ لگتا۔ اس وقت کے رجسٹرار الہ آباد بورڈ جناب علامہ غوری صاحب مرحوم تھے۔ ہم لوگ ان کی خدمت میں بریلی شریف حاضر ہوئے تو ہم طلبہ نے کہا کہ ہمارے مدرسہ کو بھی الحاق کرا دیجئے تاکہ کنسیشن سے ہم لوگوں کو بھی کرایہ دینا پڑے۔ غوری صاحب نے مسکرا کر کہا اس میں کون سی بڑی بات ہے صرف سرکار مفتئ اعظم ہند سے اجازت لے لو۔ چوں کہ سرکار مفتئ اعظم

ہند قبلہ ہم لوگوں پر بڑی نوازش فرماتے تھے
اس لیے ہم لوگ فوراً حاضر خدمت ہو گئے۔
اور عرض مدعا کر دیا حضرت مولانا سلطان احمد
صاحب قبلہ کا بیان ہے کہ ہماری عرض سنتے ہی
سرکار مفتئ اعظم ہند علیہ الرحمۃ سخت غضبناک
ہو گئے اور حالت غضب میں اپنی عادت کے
مطابق بار بار فرمانے لگے استغفر اللہ،
استغفر اللہ، لاحول ولا قوۃ الا باللہ
دینی مدارس کا الحاق، دینی مدارس کا الحاق۔
جب ہم لوگوں نے جلال کا یہ عالم دیکھا تو وہاں
سے بھاگنے ہی میں اپنی عافیت سمجھی۔ اور
خاموشی سے لوٹ آئے۔

یہ سرکار مفتئ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی
سیرت طیبہ کا ایک پاکیزہ ورق تھا۔ اب ان
کے سچے عاشق اور سچے مرید اور سچے خلیفہ
حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ کا حال سنیئے

دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف
۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۰ء سے قبل ہی ملحق ہوا حضرت
بدر العلماء علیہ الرحمۃ شروع ہی سے اس کے
مخالف تھے الحاق کے وقت بھی آپ مانع ہوئے
مگر آپ کی بات ارکان مدرسہ نے تسلیم نہیں کی۔
فیض الرسول کے بانی کو حاشیہ برداروں نے
سمجھا کر شیشہ میں اتار لیا تھا اور ان کے ذہن میں
یہ بات ڈال دی تھی کہ اگر الحاق نہیں کرائیں گے
تو گورنمنٹ مدرسہ کو اپنے قبضہ میں کر لے گی۔
اس وقت الحاق کے امور آسان تھے اور بظاہر
کوئی کام اسلاف کرام کے عادت کے خلاف نہیں
کرنا پڑتا تھا اگر دورِ حاضرہ کے حالات ہوتے
تو مجھے یقین ہے کہ بانئ فیض الرسول الحاق پر
ہرگز راضی نہیں ہوتے۔ ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۴ء
سے بورڈ کا یہ قانون جاری ہوا کہ سارے رجسٹر
انگریزی تاریخ سے بنائے جائیں عربی تاریخ نہ
لکھی جائے تو حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ نے اپنے
خون و پسینہ سے سینچے ہوئے ادارہ کو اور وہاں
کے عہدۂ صدارت مدرسین کو چھوڑنا گوارہ کیا مگر
اسلامی عربی تاریخ کو چھوڑ کر شمسی انگریزی تاریخ کو
استعمال کرنا گوارہ نہ کیا۔ اور ۱۳۹۴ھ مطابق
۱۹۷۵ء میں آپ فیض الرسول سے مستعفی ہو گئے
جماعت اہلسنت کے مشہور بزرگ سلطان المناظرین
حضور مجاہد ملت علامہ شاہ حبیب الرحمٰن صاحب
قبلہ رئیس اڑیسہ علیہ الرحمۃ نے بھی اسی عربی
تاریخ کی وجہ سے اپنے جامعہ حبیبیہ الہ آباد کا الحاق
توڑ دیا تھا۔ ؎

؎ خدا رحمت کند ایں بزرگان پاک طینت را

حضرات! حضور بدر ملت بدر العلماء
علیہ الرحمۃ نے اپنے قول و عمل سے دنیا والوں
کو یہ سبق دیا کہ بندۂ مصطفیٰ کبھی بندۂ مال وزر
نہیں ہو سکتا جس کے دل میں عاشق رسول
بلکہ مجسم عشق رسول حضرت امام بریلوی قدس سرہ
القوی کی محبت کا سودا سمایا ہو جس نے اپنے
آپ کو سرکار مفتئ اعظم ہند علیہ الرحمۃ جیسے مرشد
کامل کے ہاتھوں پر بیچ دیا ہو اسے نہ مال وزر
خرید سکتا ہے نہ اسے اہل دولت و ثروت جھکا
سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور بدر العلماء نے
کبھی بھی مال و دولت کی بنیاد پر کسی کی تعریف
نہیں کی۔ ہمیشہ سرکار امام بریلوی کی زبان میں
آپ کا کردار و عمل یگانہ تارہا اور آج بھی ان کی
پاکیزہ زندگی کے پاکیزہ نقوش اپنے شاگردوں

Scanned with CamScanner

مریدوں اور اہل محبت کو امامِ اہلسنت کا یہ نورانی شعر سناتے ہیں۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارۂ ناں نہیں!

ایک بار آپ علیہ الرحمۃ ہمارے علاقہ بھابھر ضلع گونڈہ یوپی کے موضع رنوڈیہہ تشریف لے گئے۔ میلاد شریف کا پروگرام تھا حضرت علیہ الرحمۃ سے قبل ہم نے تقریر کی اور مدرسہ غوثیہ کڑھیا ضلع بستی (جس مدرسہ میں حضرت خدمت کر رہے تھے) کا تعارف کراتے ہوئے لوگوں سے کہا کہ بھائیو مدرسہ غوثیہ ایک غریب سی ادارہ ہے اس کے محدود وسائل ہیں۔ گورنمنٹ سے بھی کوئی امداد نہیں ملتی ہے لہٰذا آپ لوگ زیادہ سے زیادہ اس مدرسہ کا تعاون کریں۔ پھر میرے بعد حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور اپنے مخصوص گرجدار آواز میں فرمایا۔ بھائیو! مولانا نے کہا کہ مدرسہ کو گورنمنٹ سے امداد نہیں ملتی ہے، تو نہ ملنے کی بات نہیں ہے بلکہ اگر خود گورنمنٹ روپیہ دینا چاہے تو ہم اسے جوتوں کی ٹھوکر سے اڑا دیں گے۔ سبحٰن اللّٰہ سبحٰن اللّٰہ! یہ تھے حضور بدر العلماء، اسلاف کے سچے وارث، سرکار مفتیٔ اعظم ہند کے جاں نثار عاشق۔ اگر حضور بدر العلماء کی حیات مبارکہ کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو قدم قدم پر سرکار مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ کی مبارک زندگی کی جھلکیاں نظر آئیں گی۔

دوسری خصوصیت ارشاد و تبلیغ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لان یھدی اللّٰہ علٰی یدک رجلاً واحداً خیر مما طلعت علیہ الشمس یعنی اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت نصیب فرما دے تو یقیناً وہ روئے زمین کی حکومت سے بہتر ہے۔ (جواہر البحار شریف جلد ثالث ص۱۹۳ مطبوعہ مصر) اس حدیث پاک کی روشنی میں حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ کی پاکیزہ زندگی کا جائزہ لیجئے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تبلیغ و ارشاد سے ایک دو نہیں دس بیس نہیں بلکہ بلا مبالغہ ہزاروں افراد کو ہدایت نصیب فرمائی۔ آپ کی تبلیغ سے سیکڑوں مسلمانوں کے چہرے پر داڑھی ہو گئی سیکڑوں مسلمان نمازی بن گئے۔ بہت سے لوگ غلہ میں عشر اور روپیوں میں زکوٰۃ نکالنے لگے اور سب سے عظیم تبلیغ یہ کہ ہزاروں لوگ کھرے پختہ سنی ہو گئے اور سرکار اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی سے محبت کرنے لگے کتنے نیم مولوی اور نام کے مولوی پختہ مولوی اور کام کے مولوی بن کر اسلام و سنیت کی تبلیغ میں مصروف ہو گئے کتنے وہ لوگ جو اپنی عورتوں کو، بہن بیٹیوں کو رسمی خلاف شرع لباس پہناتے تھے۔ لڑکیوں کے بال کٹواتے تھے۔ حضرت علیہ الرحمۃ کی تبلیغ و ہدایت پر شرعی لباس پہنوانے لگے۔ اور لڑکیوں کا انگریزی نما بال کٹوانا بند کر دیا۔

ایک مرتبہ میں حاضر تھا ملک نیپال کے شہر تولہوا سے کچھ پریشان حال دکھی لوگ حاضر ہوئے تھے۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے تعویذ و پانی وغیرہ دینے کے بعد عورتوں کے لباس کے متعلق دریافت فرمایا۔ ان لوگوں نے حقیقت حال ظاہر کر دیا تو حضرت نے سخت تاکید فرمائی کہ لباس

اسلامی ہونا چاہیئے۔ عورت کا گلا آگے یا پیچھے ہرگز کھلا نہ رہے۔ بہتر ہے کہ چاک مونڈھوں پر ہو جس سے پردہ بھی رہے اور قمیص اتارنے میں کوئی دقت بھی نہ ہو۔ پوری آستین ہو کہ صرف پنجہ کھلا رہے باقی ہاتھ کا حصہ بند رہے۔ حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ نے اپنے مرشد برحق شہزادۂ اعلیحضرت سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی عادت کریمہ کے مطابق آخری عمر میں تعویذ نویسی کا سلسلہ بھی شروع کر دیا تھا اور تعویذ نویسی کو حصولِ مال و زر کا ذریعہ آپ نے ہرگز نہیں بنایا بلکہ اسے بھی آپ نے تبلیغ و ہدایت کا عمدہ ذریعہ بنایا تھا تعویذ نویسی کے ذریعہ بھی آپ نے اسلام و سنیت کی بہت خدمتیں فرمائیں۔ کوئی صاحب آتے کہ حضور فلاں مقدمہ میں بہت پریشان ہوں دعا کر دیں، تعویذ دے دیں۔ فرماتے انشاء اللہ آپ کا کام کر دوں گا آپ داڑھی رکھ لیں وہ اپنے مقصد میں کامیابی کے لیے داڑھی رکھ لیتا اور بحمدہٖ تعالیٰ اس کا کام بھی ہو جاتا۔ کوئی صاحب آتے حضور فلاں دشمن بہت پریشان کیے ہوئے ہے تعویذ دے دیں۔ فرماتے ٹھیک انشاء اللہ آپ کی جائز مراد پوری ہو گی۔ آپ نماز کی پابندی شروع کر دیں وہ مصیبت کا مارا نمازی بن جاتا اور اس کی برکت سے وہ کامیاب بھی ہو جاتا۔

ایک بڑے کسان نے عرض کیا حضور بیٹا بات نہیں مانتا۔ بہت ستاتا ہے۔ فرماتے آپ غلہ میں عشر نکالتے ہیں وہ لاجواب ہوئے۔ فرماتے کہ آپ تول کر غلہ میں حکم شریعت کے مطابق عشر نکالیے انشاء المولیٰ تعالیٰ بیٹا آپ کی نافرمانی نہیں کرے گا ایسا بھی موقع آیا کہ جب حضرت نے پوچھا کہ عشر نکالتے ہو جواب دیا ہاں حضرت نکالتا ہوں۔ دریافت کیا آپ کھیت کے مالک کب سے ہوئے جواب ملا ۲۵ ر سال سے اور عشر کب سے نکالتے ہو عرض کیا حضور دس سال سے تو فرماتے ۱۵ ر سال کا عشر آپ کے سر پر لدا ہوا ہے اسے جوڑیئے اور حیلۂ شرعی کے ذریعہ نکال دیجئے اس طرح وہ صاحب پرانے بوجھ سے چھٹکارا حاصل کر لیتے۔

آپ کی ایک خاص ہدایت

آپ اپنے شاگردوں اور متعلقین کو درود شریف پابندی کے ساتھ پڑھنے کی خاص ہدایت فرماتے اور آخر عمر میں درود غوثیہ کی تاکید فرماتے حدیث شریف میں فرمایا گیا احب الاعمال الی اللہ ادومھا وان قل بارگاہِ الٰہی میں سب سے محبوب عمل ہمیشہ کیا جانے والا ہے وہ اگرچہ تھوڑا ہو۔ اس فرمان رسالت کے مطابق آپ فرماتے درود شریف کی تعداد مقرر کر لی جائے اور روزانہ وہی مقررہ تعداد پڑھی جائے۔ عام طور سے طلبہ و متعلقین کو ایک سو بار یومیہ درود شریف کی ہدایت فرماتے۔

قرآن کے حروف کا ادب

عربی مدارس میں طلبہ کی غفلت سے اکثر کتابوں کے ٹکڑے ادھر ادھر گر جاتے ہیں اور بے توجہی کے سبب پڑے رہتے ہیں۔ کئی جگہ

Scanned with CamScanner

دیکھنے کا اتفاق بھی ہوا مگر حضرت علیہ الرحمۃ اپنے مدرسہ میں ایک بورا ٹنگوائے رہتے تھے اور مدرسین طلبہ کو تاکید کرتے رہتے تھے کہ اگر کہیں کوئی ٹکڑا عربی یا اردو کا نظر آئے تو فوراً اسے اٹھا کر بورے میں ڈال دیا جائے الحمد للہ ربی حضرت علیہ الرحمۃ کے بہت سے شاگرد اس کا خیال رکھتے ہیں اور اپنے مدرسوں میں اسی طرح کرتے ہیں تاکہ دھوکے میں بھی عربی یا اردو حروف پر قدم نہ پڑنے پائے حضرت علیہ الرحمۃ کے سامنے اگر کوئی طالب علم بستر پر یا چٹائی پر کتاب رکھ دیتا تو سخت ناراض ہوتے اور حکم دیتے کہ تکیہ یا چادر یا رومال بچھا کر کتاب رکھا کرو یا تپائی پر رکھو۔ بعض مولویوں کو میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ کتاب رکھی جانے والی تپائیوں پر طلبہ کو بٹھاتے اور پڑھاتے مگر حضرت علیہ الرحمۃ کی مقدس بارگاہ میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ جن دنوں میں دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف میں فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھتا تھا اور میں نابالغ تھا اپنے تکیہ پر روشنائی سے ایک شعر لکھے ہوا تھا۔ ؎

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صل علیٰ کہتے کہتے

حضرت علیہ الرحمۃ اس وقت براؤں شریف میں صدر المدرسین تھے ۔ اتفاقاً کہیں سے آپ کی نگاہ اس تکیہ پر پڑ گئی نماز ظہر کی اذان ہو چکی تھی طلبہ و مدرسین مسجد میں پہونچ رہے تھے وہیں مسجد میں میری طلبی ہوئی ۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے تکیہ منگایا اور اس پر مندرج شعر کے ایک ایک حرف پر انگلی رکھ کر سوال کرنے لگے کہ یہ حرف قرآن شریف میں ہے کہ نہیں؟ یہ حرف قرآن شریف میں ہے کہ نہیں؟ میں نے جواب دیا کہ جی ہے جی! ہے پھر آپ نے زور سے ڈانٹ کر فرمایا کہ تم قرآن کے حروف کی بے ادبی کرتے ہو اور اس میں میل کچیل لگاتے ہو۔ توبہ کرو اور کان پکڑ کر اٹھو بیٹھو۔ میں نے مسجد ہی میں فوراً تعمیل حکم کی۔ جس کا فائدہ یہ ہوا کہ یہ مسئلہ مجھے ہمیشہ یاد رہتا ہے اور دوسروں کو بھی بتاتا رہتا ہوں۔

قارئین اندازہ کریں کہ جب اردو اشعار کا یہ احترام تھا تو پھر قرآن شریف کے حروف کا کتنا احترام کرتے تھے حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ کو ایک بار میں نے دیکھا کہ طلبہ مسجد میں قرآن شریف کی تلاوت کر رہے تھے جب حضرت علیہ الرحمۃ مسجد سے باہر نکلے تو الٹے قدم نکلے تاکہ قرآن شریف کی طرف پشت نہ پڑے حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ نے مجھ ناچیز کو کئی بار اپنا خط بھیج کر مشرف فرمایا ہے۔ ایک بار جب میں ضلع گورکھپور میں دینی خدمت کر رہا تھا حضرت نے خط بھیجا اس خط میں آیت کریمہ کا اندراج تھا حضرت نے اس خط کو پہلے سادہ لفافہ میں رکھا اور پھر اس لفافہ کو ڈاک خانہ کے لفافہ میں رکھ کر روانہ فرمایا۔ جب خط آیا تو میں کچھ بیمار تھا اور لیٹا ہوا تھا جب میں نے ڈاک کا لفافہ کھولا تو سادہ لفافہ پر تحریر تھا۔ "اندر کا ورق سنبھال کر نکالیں اس میں آیت کریمہ کا اندراج ہے" میں فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا اور سنبھال کر اندر کا ورق نکالا تو پشت پر تحریر تھا۔ اس

Scanned with CamScanner

کاغذ میں آیتِ کریمہ کا اندراج ہے جتنے حصے کا
کاغذ پر آیتِ کریمہ کا اندراج ہے اس حصے پر اور
اس کے پشت والے حصے پر بے وضو ہاتھ نہ
لگے۔ خط پڑھنے کے بعد یا تو اس کو دریا میں
ڈلوادیں یا محفوظ جگہ رکھ دیں۔

حضرات! چراغ لے کر ڈھونڈیئے۔ آج
کے ماحول میں قرآن عظیم کا ایسا ادب سکھانے
والا عالم دین قانونِ اسلام کی ایسی تربیت دینے
والا اسلامی استاذ مشکل سے نظر آئے گا۔
اب انھیں ڈھونڈھو چراغ رخِ زیبا لے کر۔
حقیقت یہ ہے کہ حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ
شریعت وطریقت کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ آپ
ان علماء کرام اور تابعین اولیائے عظام میں سے
تھے جن کے اقوال وافعال کو دیکھ کر احکام شرعیہ
معلوم ہو جاتے ہیں اور جن کے مقدس افعال و
کردار سے بے راہوں کو راہِ ہدایت نصیب
ہو جاتی ہے۔ افسوس کہ ایسی مبارک ہستی ہم سے
جدا ہو گئی ہے۔

تجھ سا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

قانونِ شرع کے مطابق وضو اور نماز

دور حاضرہ میں ایک عام بیماری یہ ہے کہ اکثر
لوگ وضو صحیح نہیں کرتے بعض مولوی کہلوانے
والے صاحبان بھی توجہ نہیں کرتے اور عوام کی طرح
ہاتھ پاؤں پہ پانی چھڑ لیتے ہیں۔ حضرت علیہ الرحمۃ
وضو کے متعلق اپنے شاگردوں اور اہل محبت کو
خصوصی تنبیہ فرماتے اور بار بار تاکید کرتے۔ ایک
بار بریلی شریف میں عرس رضوی کے موقع پر ملاقات
ہوئی ہم نے اپنے ایک عزیز کا تعارف کرایا تو حضرت
نے فرمایا کہ ان کا وضو دیکھ لیا ہے آپ نے۔ میں
نے عرض کیا جی ہاں وہ صاحب بہت خوش ہوئے
کہ حضرت علیہ الرحمۃ نے ہماری خیریت کے بجائے
ہمارے لیے آخرت کی خیریت کا خیال رکھا۔ اکثر
لوگوں کا وضو حضرت خود دیکھتے اور پانی ڈال ڈال کر
انھیں سکھاتے۔ وضو کے متعلق آپ نے ایک
تفصیلی اور بہت مفید مضمون بھی لکھا ہے جس کا
عنوان ہے۔ "نماز کی کنجی"، آپ کی کتاب "نورانی
گلدستہ" میں یہ مضمون شامل ہے۔ اس کا
مطالعہ کرنا چاہیے اور اپنے وضو کو مکمل بنانا
چاہیے۔ اس مضمون میں حضرت علیہ الرحمۃ نے
شرعی دلیلوں سے ثابت فرمایا ہے کہ وضو میں
اعضاءِ وضو پر سے پانی کا بہ جانا ضروری ہے
صرف اعضاء کو بھگونے سے ہرگز وضو نہ ہوگا۔
اسی طرح اپنے متعلقین کے رکوع وسجود کا بھی
خیال رکھتے اور شریعت کے مطابق انھیں
رکوع کرنے، سجدہ کرنے کا مسئلہ بتاتے۔
آپ کی تبلیغ وارشاد سے ہزاروں لوگوں کے
وضو صحیح ہو گئے اور شریعت کے مطابق وہ نماز
کی ادائیگی کرنے لگے فجزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء
عنا وعن سائر المسلمین

بعض جلسوں میں غیر ذمہ دار مقررین اور
بارگاہِ نبوت کے آداب سے ناآشنا شعراء
شریک ہوتے ہیں اور اپنی کم علمی ونادانی کی بنا
پر خلافِ شرع باتیں بیان کرتے ہیں اور اشعار
سناتے ہیں۔ اس لیے حضرت علیہ الرحمۃ عام
جلسوں میں بہت کم شریک ہوتے تھے اور دورِ
حاضرہ کے مروجہ مزاج کے مطابق آپ تقریر بھی

Scanned with CamScanner

نہیں کرتے تھے مگر دنیا جانتی ہے آپ نے اپنی نجی محفلوں اور سیدھی سادھی گفتگو سے تبلیغ وہدایت کا وہ فریضہ انجام دیا ہے جو بڑے بڑے جلسوں اور کانفرنسوں سے نہیں ہوتا ہے ضلع گونڈہ کے مشہور عالم دین علامہ الحاج حفیظ اللہ خاں صاحب نعیمی شیخ الحدیث دارالعلوم فضل رحمانیہ بچپڑوا بازار نے ایک بار مجھ سے فرمایا ہم لوگ مسلسل تقریریں کرتے ہیں مگر کوئی اثر نہیں ہوتا اور حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب (علیہ الرحمۃ) تقریر بھی نہیں کرتے مگر ان کی زبان میں اتنا اثر ہے کہ جہاں جاتے ہیں کچھ لوگ ضرور راہ راست پر آجاتے ہیں۔ سچ ہے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ!

ذٰلك فضل اللّٰه یوتیه من یشآءُ
یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

شریعت طاہرہ کی روشنی میں مسلمان مرد کے لیے صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے اس شرط کے ساتھ کہ ساڑھے چار ماشہ سے کچھ کم ہو۔ چاندی کے علاوہ دیگر دھاتوں کی انگوٹھیاں مردوں کو حرام ہیں۔ حضرت علیہ الرحمۃ اس کا بھی بڑا خیال رکھتے تھے اگر کوئی صاحب ناجائز انگوٹھی پہنے ہوئے ملاقات کرنے آتے تو حضرت انہیں فوراً حکم شرع سے آگاہ کرتے اور ناجائز انگوٹھی اتروانے کے بعد ہی مطمئن ہوتے۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ حضرت علیہ الرحمۃ خود انگوٹھی نہیں پہنتے تھے اس لیے کہ چاندی کی ایک متعین انگوٹھی پہننا صرف جائز ہے مگر مسنون نہیں ہے شرعی شرطوں کے ساتھ انگوٹھی پہننا صرف اسے مسنون ہے جو انگوٹھی سے مہر لگاتا ہو جیسے۔ قاضیٔ شریعت یا مفتیٔ اسلام یا سلطان اسلام (بہار شریعت) اور حضرت بدرالعلماء کا مزاج یہ تھا۔ آپ وہ کام اختیار کرتے تھے جو مسنون و مستحب ہو یا مسنون و مستحب کے لیے معاون ہو۔ درس نظامی سے فراغت کے ڈیڑھ دو سال بعد ہم نے فاضل دینیات کا فارم بھرا تھا۔ حضرت علیہ الرحمۃ ہمارے علاقہ بچپڑوا بازار گونڈہ میں تشریف لائے تھے میں ملاقات کے لیے حاضر ہوا مجھے اطلاع ملی کہ حضرت کو معلوم ہو چکا ہے کہ میں نے فاضل کا فارم بھرا ہے میں نے سوچا کہیں حضرت دریافت نہ کریں تو کیا جواب دوں گا۔ غور کر لوں میں نے غور کیا کہ اگر حضرت نے سوال کیا تو عرض کردوں گا حضور! اس امتحان میں فوٹو نہیں لگتا ہے اور نہ ہی کوئی کام خلاف شرع لازم ہے (یہ ۱۹۸۴ء کی بات ہے اس وقت فاضل دینیات وغیرہ کے لیے فوٹو لازم نہیں تھا) پھر میں حاضر ہوا۔ سلام و دست بوسی کے بعد جیسے میں بیٹھا حضرت نے یہی پہلا سوال کر دیا کہ ”میں نے سنا ہے کہ آپ نے فاضل کا فارم بھرا ہے“ میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور آہستہ سے کھکارتے ہوئے جواب دینا چاہا کہ حضرت نے فوراً دوسرا سوال کر دیا۔ ”تو آپ نے یہ کام رضائے الٰہی کے لیے کیا ہے؟“ میرے استاذ گرامی میرے مربی میرے عظیم محسن حضور بدرالعلماء علیہ الرحمۃ کے دوسرے سوال پر میرا پہلے سے تیار کردہ جواب دھرا کا دھرا رہ گیا اور میں لاجواب ہو گیا۔ یعنی حضرت نے اشارہ فرمایا کہ نادان اگرچہ وہ کام جائز ہے خلاف شرع کوئی کام نہیں کرنا ہے

Scanned with CamScanner

مگر مومن بلکہ عالمِ دین کی شان تو یہ ہونی چاہیئے کہ وہ ہر کام رضائے الٰہیہ کے لیے کرے ۔

فراق[1] و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد از و غیر او تمنائے!

مسائل شرعیہ میں آپ بڑی گہری نظر رکھتے تھے اور اس پر عمل بھی فرماتے تھے۔ چوں کہ نابالغ بچوں کی تملیک صحیح نہیں ہے۔ اس لیے نابالغ بچوں سے وضو غسل کھانے پینے وغیرہ ضرورتوں کے لیے پانی لینا جائز نہیں ہے۔ بہارِ شریعت میں دو جگہ اس مسئلے کی وضاحت ہے (حالاں کہ اس حکم شرع کے خلاف بعض جگہوں پر عام عمل ہے)

ہمارے ممدوح علامہ بدر الدین احمد علیہ الرحمۃ والرضوان بڑی مضبوطی کے ساتھ اس حکم شرع پر عامل تھے اور اپنے متعلقین و تلامذہ کو اس پر عمل کی تاکید فرماتے رہتے تھے یہاں تک کہ جب کبھی مدرسہ کے مدرسین و طلبہ کی جانب سے رقم اکٹھا کی جاتی اور کسی بزرگ کے فاتحہ کا انتظام کیا جاتا تو حضرت کی تنبیہ کے مطابق اس میں بھی نابالغ طلبہ کی رقم نہیں لی جاتی تھی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ طلبہ پر بہت شفقت فرماتے تھے اور ہمیشہ طلبہ کی اصلاح کا خیال رکھتے تھے۔ غریب و نادار طلبہ کو اکثر خاموشی کے ساتھ پیسے بھی دیا کرتے تھے آپ ان پیروں اور استاذوں میں سے نہ تھے جن کی نگاہیں مریدوں اور شاگردوں کی جیبوں پر مرکوز رہتی تھیں۔ بلکہ آپ خود مریدوں اور شاگردوں کی اعانت کے لیے تیار رہتے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے ایک صاحب صوبہ بہار سے ملاقات کے لیے آئے ہوئے تھے۔ حضرت علیہ الرحمۃ اصرار کے ساتھ ان کے جاتے وقت انھیں رقم دے رہے تھے۔ اتفاقاً بڑھیا شریف میں کبھی حاضر تھا۔ اور براؤں شریف کا ایک واقعہ میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ ایک طالب علم سخت بیمار تھا۔ جلوس غوثیہ کا زمانہ تھا۔ سارے بڑے طلبہ جلوس کے ساتھ گئے ہوئے تھے۔ حضرت علیہ الرحمۃ اس بیمار طالب علم کی عیادت کو گئے۔ اس کو استنجا کی شدید حاجت تھی وہ باہر جانا چاہتا تھا مگر پریشان تھا حضرت علیہ الرحمۃ باہر گئے اور اینٹیں اٹھا کر لائے اور کمرے میں ایک کنارے اینٹوں کو رکھ کر اس طالب علم کو استنجا کے لیے بٹھایا۔ میں اس وقت ابتدائی کتابیں پڑھتا تھا۔ یہ واقعہ دیکھ کر حضرت علیہ الرحمۃ کے لطف و کرم سے بہت متاثر ہوا یہ تھا طلبہ پر آپ کی شفقت و محبت کا حال۔

حضرات! حدیث پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے حصّنوا اموالکم بالزکاۃ و داؤا مرضاکم بالصّدقات۔ اپنے مالوں کو

---

[1] جدائی اور وصل جو کچھ ہو دوست کی خوشی کو ڈھونڈو
کیوں کہ اس کے علاوہ کی آرزو و تمنا قابلِ افسوس ہے

قلعہ میں محفوظ کرلو زکوٰۃ سے اور اپنے بیماروں کا علاج کرو صدقات سے۔ ہمارے ممدوح علیہ الرحمۃ کے پاس جب بیمار لوگ دعا کرانے کے لیے آتے تو حضرت علیہ الرحمۃ اسی حدیث پاک کے فرمان کے مطابق حکم دیتے تھے کہ بکرے یا مرغا کا صدقہ کرو۔ چنانچہ بے شمار لوگ آپ کے ذریعہ صدقہ کی برکت سے شفایاب ہوئے۔ اور مرض سے چھٹکارا پاکر توانا و تندرست ہو گئے۔ خود حضرت علیہ الرحمۃ نے بمبئی میں اپنے وصال سے چند یوم قبل اپنی صحت کے لیے بکرے کا صدقہ کیا تھا۔ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

تیسری خصوصیت عربی تاریخ وسنہ کا استعمال:

حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ اپنے ہم عصروں میں اس وصف خاص میں بھی ممتاز ہیں کہ آپ عربی تاریخ وسنہ ہی کا استعمال فرماتے تھے۔ مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا بستی جہاں آپ نے اٹھارہ سال دینی خدمت فرمائی وہاں کا سارا حساب وکتاب مدرسین کے مشاہرے وغیرہ عربی تاریخ وسنہ ہی کے اعتبار سے ادا کیے جاتے تھے۔ اسلامی طریقہ یہی ہے کہ عربی تاریخ وسنہ کا استعمال کیا جائے ضرورت سمجھیں تو مطابق کرکے انگریزی تاریخ بھی لکھیں مگر اولیت عربی تاریخ ہی کو رہے۔ ہاں جہاں مجبوری ہے مثلاً کچہری ڈاک خانہ وغیرہ وہاں صرف انگریزی استعمال کرسکتے ہیں مگر بغیر کسی مجبوری کے صرف انگریزی تاریخ استعمال کرنا اور عربی کو چھوڑ دینا اسلامی طریقہ کے خلاف ہے۔ ایک مکتوب میں حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے کسی عزیز کو لکھا ہے اور تفسیر کبیر کا حوالہ بھی دیا ہے۔ حضرت کی تحریر یوں ہے۔

"تفسیر کبیر یہاں دار العلوم میں موجود ہے ہجری سنہ و تاریخ کا استعمال کرنا شرعاً واجب ہے۔ ثبوت کے لیے تفسیر کبیر کی عبارت لکھوا کر بھیج رہا ہوں، اسلامی سنہ و تاریخ کے استعمال کے بارے میں جو مولوی حافظ قاری مولانا بغاوت کرتا ہو اس کو یہ عبارت دکھلا دیجئے اور اگر دھاندھلی کرے تو اس کے فاسق ہونے کا اعلان کر دیجئے جمعہ کے دن عام مسلمانوں کو بھی اس وجوب شرعی سے آگاہ کر دیجئے۔ (قلمی تحریر)

تفسیر کبیر کی اصل عبارت یہ ہے۔ زیر آیت کریمہ ان عدۃ الشهور عند اللہ اثنا عشر شهرًا فی کتاب اللہ (توبہ ۹/۳۶)، قال بعضهم المراد من الکتاب القرآن وقد ذکرنا آیات تدل علی ان السنۃ المعتبرۃ فی دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هی السنۃ القمریۃ۔

بعض اہل علم نے فرمایا کہ (آیت کریمہ میں کتاب سے مراد قرآن عظیم ہے اور ہم نے چند آیتیں ذکر کی ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ دین اسلامی میں قمری سال معتبر ہے (عربی سال) جلد رابع (ص ۴۴۳) وصفحہ کے آگے یوں تحریر ہے۔

قال اهل العلم الواجب علی المسلمین بحکم هذه الآیة ان یعتبروا فی بیوعهم وفی مدد دیونهم واحوال زکاتهم وسائر احکامهم السنۃ العربیۃ بالاهلۃ ولا یجوز لهم اعتبار السنۃ العجمیۃ والرومیۃ علماء اسلام نے فرمایا ہے کہ

آیت کریمہ مذکورہ کے ارشاد کے مطابق مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنے خرید و فروخت میں اور اپنے قرضوں کی مدت مقرر کرنے میں نیز اپنے زکوتوں کے سال متعین کرنے میں اور اپنے سارے معاملات میں چاند کے لحاظ سے عربی سن کا لحاظ کریں اور ان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ عجمی سن یا رومی سن کو استعمال کریں۔ (تفسیر کبیر جلد رابع ص۴۲۵)

بڑے افسوس کی بات ہے کہ بعض لوگوں نے عربی تاریخ و سنہ کا استعمال ہی بند کر دیا ذاتی خطوط میں نجی معاملات میں شادی بیاہ کی تاریخوں میں صرف انگریزی تاریخ ہی استعمال کرتے ہیں اور اس بیماری میں پڑھے لکھے لوگ بھی مبتلا ہیں۔ افسوس جو کام اسلام کے دشمنوں کا ہے وہ کام بعض مسلمان کرنے لگے ہیں۔ ہمارے ممدوح حضرت علامہ بدرالدین احمد علیہ الرحمۃ نے عربی تاریخ کو چھوڑ کر صرف انگریزی تاریخ استعمال کرنے اور اس جیسے دیگر وجوہات کی بناپر دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف کے عہدۂ صدارت مدرسین سے مستعفی ہو گئے تھے مگر عربی تاریخ کا استعمال نہیں چھوڑا تھا

حضرات یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے حضور مجاہد ملت علامہ شاہ حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ رئیس اڑیسہ علیہ الرحمۃ نے اپنے جامعہ حبیبیہ الٰہ آباد کا الحاق صرف اس لیے توڑ دیا تھا کہ حکومت کا مطالبہ تھا کہ تمام کاغذات انگریزی تاریخ و سنہ کے اعتبار سے تیار کیے جائیں۔ حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ نے مدرسہ کا الحاق ختم کرنا گوارہ کیا مگر مبارک تاریخ عربی اور مقدس سنہ ہجری کو چھوڑنا گوارہ و برداشت نہیں کیا۔ صوبہ اڑیسہ ہند کا وہ مرد مجاہد جس نے ہند سے لے کر نجد تک صف باطل میں ہلچل مچا رکھی تھی جس نے اپنی پوری زندگی مذہب و ملت کی خدمت کے لیے وقف کر دی تھی جس کے جذبۂ ایمانی و غیرت اسلامی کو دبانے کے لیے بڑی بڑی آندھیاں آئیں۔ حوصلہ شکن طوفان اٹھے قید و بند کی صعوبتیں بھی آپ کو برداشت کرنی پڑیں۔ آپ کو پابند سلاسل کیا گیا مگر وہ ہمت و جرأت کا پہاڑ بن کر ثابت قدم رہے اور باطل طاقتوں کو ہمیشہ ان الفاظ میں للکارتے رہے

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا!!

مولیٰ قدیر انہیں بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائے اور حضور بدرالعلماء، حضور مجاہد ملت کے نقش قدم پر چلنے کی ہمیں توفیق بخشے۔

چوتھی خصوصیت

اولیاء کرام کی بارگاہوں سے گہرا رابطہ

حضور بدرالعلماء (علیہ الرحمۃ) سے جب کوئی اہم مصیبت کا تذکرہ کیا جاتا تو فرماتے کہ روحانی سرکاروں سے عرض کیا جائے۔ آپ ہر ماہ کی

ے اس موضوع پر اسی کتاب میں مضمون ملاحظہ کریں۔

۶ تاریخ کو چھٹو پارہ تلاوت کرتے اور شیرینی
منگا کر سلطان الہند سرکار خواجہ غریب نواز رضی
المولیٰ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں نذر پیش کرتے اور
ہر ماہ کی ۱۱ر تاریخ کو سلطان الاولیا سرکار
غوث اعظم بڑے پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کی بارگاہ میں نذر عقیدت پیش کرتے اور ۱۴ر
تاریخ کو سرکار مفتیٔ اعظم ہند بریلی شریف اور سرکار
سیدنا سالار مسعود غازی بہرائچ شریف (رضی
المولیٰ تعالیٰ عنہما) کا فاتحہ کرتے آپ جلدی کسی کو
مرید نہیں کرتے تھے بڑے اصرار کے بعد کئی بار
عرض کرنے کے بعد شاید مرید کرتے لیکن ہر سال
۱۴ر رجب کو سرکار غازی بہرائچ شریف کا عرس
دھوم دھام سے کرتے دیر تک محفل چلتی اور محفل
کے اختتام پر جو مرید ہونا چاہتے اسے مرید فرماتے
اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سیدنا سالار مسعود
غازی علیہ الرحمۃ سے حضرت کا خصوصی تعلق تھا۔
ایک بار بڑھیا شریف گاؤں میں ایک مریض پر
وہابی آسیب حاضر تھا جو عرصہ سے مکاری کرکے
سنی بنا ہوا تھا جب وہابی آسیب گرفتار ہوا اور
اس کی مکاری ظاہر ہوئی اور اس کے قتل کا وقت
قریب آیا تو حضرت علیہ الرحمۃ اور دیگر کئی لوگ
موجود تھے۔ بہرائچ شریف کے سرکار غازی علیہ
الرحمۃ کا خصوصی جھنڈا لگا ہوا تھا اور انھیں کے
فیضان کرم سے معاملات چل رہے تھے حضرت
علیہ الرحمۃ نے اس آسیب سے فرمایا کہ توبہ کرلو۔
قتل سے بچ جاؤ اس نے کہا اگر توبہ کرلوں جب
بھی نہیں بچوں گا قتل کر دیا جاؤں گا یہ سن کر حضرت
علیہ الرحمۃ جوش عقیدت میں کھڑے ہوگئے اور
نعرہ بلند کیا۔ نعرۂ تکبیر، نعرۂ رسالت، مسلک
اعلیحضرت اور بلند آواز سے عرض کیا۔ اے
سرکار اعلیحضرت، سرکار غازی آپ کے فتویٰ کی
تصدیق کر رہے ہیں (سرکار اعلیحضرت کا فتویٰ
ہے کہ گستاخ رسول اگر توبہ کرے جب بھی اسے
معافی نہ دی جائے گی اور اس کا توبہ قبول نہ کیا
جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سادس ص۴۸) ۵
اور ہر ماہ کی ۲۵ر تاریخ کو سرکار اعلیحضرت
امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ
کا فاتحہ کرتے فاتحہ نہایت اہتمام سے کرتے۔
ایک سنی دوکان دار کی دوکان مخصوص تھی وہیں
سے شیرینی منگاتے اور فاتحہ سے قبل مختصر محفل
اور پیدائش شریف پڑھتے۔ کھڑے ہوکر سلام
پڑھا جاتا پھر نذر پیش کرتے۔ مضمون طویل ہوگیا
ابھی بہت سی باتیں باقی ہیں اس لیے اب ختم
کیا جاتا ہے۔ پھر کسی دوسرے موقع پر انشاء المولیٰ
تعالیٰ باتیں پیش کی جائیں گی۔ مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو
حضور بدر العلما علیہ الرحمۃ کے نقش قدم پر چلنے
کی توفیق عطا فرمائے۔ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم
علیٰ خیر خلقہ سیدنا وحبیبنا مولانا محمد وآلہ
وصحبہ اجمعین وابنہ الغوث الاعظم الجیلانی
وشہید محبتہ الامام احمد رضا البریلوی۔

---

۵ فقہ حنفی کی مشہور و مستند کتاب درمختار شرح
تنویر الابصار میں ہے وکل مسلم ارتد فتوبتہ
مقبولۃ الا الکافر بسب النبی من الانبیاء
فانہ یقتل حدا ولا تقبل توبتہ فتاویٰ شامی
جلد ثالث ص۲۹ وفیہ اختلاف فان بعض الائمۃ
یقول تقبل توبتہ وفی الشامی تفصیل

بدر العلماء — کاروانِ حیات

از۔ حضرت مولانا مفتی ابوالحسن صاحب صدر شعبہ افتاء دار العلوم قادریہ غریب نواز لیڈی اسمتھ ۲۳۷۰ ساؤتھ افریقہ۔

بدر العلماء زبدۃ الفضلاء استاذ الاساتذہ عاشقِ اولیاء مرشدنا و ملاذنا حضرت علامہ شاہ مفتی بدر الدین احمد قادری رضوی نوری علیہ الرحمۃ والرضوان پندرہویں صدی ہجری کی ایک عبقری اور فلک پیما شخصیت تھے۔ تحریر و تدریس، افتاء و تدبیر، علم و عمل، تقویٰ و طہارت، فکر و فن، فضل و کمال، جود و نوال، خوفِ خدا و عشقِ مصطفٰے، محبت صحابہ و اولیاء جیسے اوصافِ حمیدہ کے پیکر اور اشعار ذیل کے مصداق کامل تھے۔

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی
قرنہا باشد کہ تا یک مردِ حق پیدا شود
بوسعید اندر خراساں اور اویس اندر قرن
سالہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

سراپا

قد مبارک ______ متوسط

رنگ ______ گندم گوں۔

سرِ اقدس ___ بڑا، گول، اس پر اکثر ٹوپی کے ساتھ عمامہ کی بہار۔

چہرہ ___ نورانی جسے دیکھ کر خدا کی یاد آئے، مناسب گول۔

پیشانی ___ کشادہ، روشن، آثارِ تقدس لیے ہوئے۔

بھنویں ___ ملی ہوئیں، گنجان، بلند ہلالنما۔

آنکھیں ___ بڑی بڑی، سیاہ، چمک دار جلال و جمال۔

رخسار ___ بھرے، نرم و گداز

ناک ___ متوسط، قدرے بلند۔

مونچھ ___ پست، تراشیدہ، موافقِ شرع

ہونٹ ___ تبسم ریز، سرخی مائل

دانت ___ چھوٹے، ہموار، مضبوط

کان ___ مناسب، درازی لیے ہوئے

داڑھی ___ مناسب گھنی، موافقِ سنتِ مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء

گردن ___ معتدل و مناسب۔

Scanned with CamScanner

سینہ ــــــ کشادہ و فراخ

ہاتھ ــــــ دراز۔ جود و نوال آثار

پاؤں ــــــ مناسب طویل

بدن ــــــ سڈول، معتدل، صحت مند مضبوط

لباس

کرتا ــــــ کلی دار، دراز، اس پر صدری، شیروانی، جبہ حسب موقع

ٹوپی ــــــ دو پلی، کڑھی ہوئی

عمامہ ــــــ بڑے عرض کا، مختلف رنگ کا

پائجامہ ــــــ چوڑی مہری والا، ٹخنوں سے اوپر، موافق شرع

یہ شیخ الاسلام مفتیٔ اعظم شہزادۂ امام اہلسنت حضور مفتیٔ اعظم مصطفےٰ رضا خاں قادری کے خلیفۂ اجل بدر ملت علامہ شاہ مفتی بدر الدین احمد صدیقی قادری رضوی نوری برکاتی علیہما الرحمۃ کا سراپا ہے۔ جن کی پوری زندگی خدا و رسول کے ارشادات کی پابندی، اپنے مذہب و مسلک کی خدمت و اشاعت حق گوئی و بے باکی، احقاقِ حق و ابطالِ باطل، تصلب فی الدین، وہابیوں، دیوبندیوں، صلح کلیوں سے نفرت و بیزاری ان سے دوری کی ترغیب و تاکید، مداہنت سے اجتناب، حق پسندی، تقویٰ شعاری، صلح جوئی، ارشاد و ہدایت، اصلاح و تبلیغ سے معنون رہی۔

جلوہ نمائی

آسمانِ صلاح و تقویٰ کا یہ بدرِ کامل ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۲۹ء کو ضلع گورکھپور کے موضع حمید پور میں رونما ہوا جس کے علمی ضوبار کرنوں سے ایک عالم مستنیر ہوگیا۔

والد گرامی

آپ کے والد گرامی کا نام نامی اسم گرامی عاشق علی صدیقی (علیہ الرحمۃ) ہے۔ وہ بڑے نیک، دین دار، تقویٰ شعار، منکسر المزاج، خوش اخلاق، علم دوست تھے۔ اپنے مذہب و مسلک سے سچی محبت سے سرشار تھے۔

آپ کے تین صاحبزادے تھے۔ (۱) محمد امین الدین[۱] صدیقی، (۲) محمد بدر الدین احمد صدیقی (۳) محمد نعیم الدین[۲] صدیقی۔ آپ کی تمنا اور خواہش تھی کہ میرے فرزندان عالمِ دین بنیں اور دین حق یعنی مسلک اعلیٰحضرت کی اشاعت کریں۔ ربّ کریم نے آپ کی دلی آرزو کو اس طرح پورا فرمایا کہ بڑے صاحبزادے تو ضروری حصولِ علم دین کے بعد گھریلو ذمہ داری سنبھالنے میں مصروف ہو گئے اور بحمدہٖ تعالیٰ اخیر عمر تک دین پر قائم رہے۔ مگر مؤخر الذکر دونوں صاحبزادے کو دین اسلام کا محافظ بنانے کی سچی تڑپ باقی رہی۔ اور الحمد للہ رب العٰلمین آپ کی نیت خیر بار

[۱] آپ حضور بدر ملت کے بڑے بھائی تھے آپکا انتقال دونوں بھائیوں کے بعد یعنی ۱۴۲۵ھ میں ہوا۔ اور وطن مالوف ہما میں مدفون ہوئے مولائے کریم مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ رحمت فرمائے۔ آمین

[۲] حضرت شمس الحکماء، فقیہ الاسلام حضرت علامہ ابو البرکات محمد نعیم الدین صاحب قادری صدیقی رضوی حضور بدر ملت کے برادر اصغر تھے آپکا وصال ۲ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۲ء شب شنبہ میں ہوا آپکا مزار پاک وطن مالوف راؤت پار بزرگ گورکھپور یوپی میں ہے مولیٰ تعالیٰ ان کی مرقد پر رحمتوں کی بارش فرمائے آمین ۱۲

Scanned with CamScanner

ہوئی۔ اور دونوں آسمانِ علم و فضل کے درخشاں آفتاب
بن کر طلوع ہوئے۔ اور دونوں نے متاعِ حیات محض
خدمتِ اسلام مذہب و مسلک کی حمایت، اعدائے
سنیت کی نکایت، مسلک رضا کی اشاعت و نقابت
میں صرف کر کے تاریخ عالم کے زریں ورق بن گئے۔
اول الذکر کو لوگ فقیہ اسلام، بدر العلماء
علامہ شاہ مفتی بدر الدین احمد رضوی اور ثانی الذکر
کو فقیہ فقید المثال حکیم ابو البرکات علامہ نعیم الدین احمد
شیخ الحدیث دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف
سے جانتے ہیں۔

تعلیم و تربیت

حضرت بدر العلماء علیہ الرحمۃ نے مکتب کی تعلیم اپنے علاقائی
مدرسہ شاہ پور میں حاصل کی اور ابتدائی عربی فارسی
متبحر استاذ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب صدر المدرسین
مدرسہ انوار العلوم جین پور ضلع اعظم گڈھ سے
پڑھی۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے اہلِ سنت و جماعت کی
مرکزی درسگاہ دار العلوم اہلسنت مدرسہ اشرفیہ
مصباح العلوم مبارکپور کا رخ کیا۔ اور شوال ۱۳۶۷ھ
مطابق ستمبر ۱۹۴۸ء کو مبارکپور تاج العرفاء، استاذ
العلماء، جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ عبد العزیز
محدث مرادآبادی کی خدمت پاک میں پہونچ گئے وہاں آپ
نے مصدرِ علم و فضل حافظ ملت کی عنایات بے کراں اور دار العلوم
کے دیگر اساتذہ کرام کی مشفقانہ توجہات کی چھاؤں میں چار سال بڑی محنت
و جاں سوزی و جگر کاوی جاں فشانی کے ساتھ علمی سیرابی حاصل کی
صلابتِ ذہنی، ذکاوت و فطانت، عمدہ عبارت
خوانی، جودتِ طبع، ندرتِ فکر، حسنِ مطالعہ، علمی
طلب و جستجو، سعادت شعاری، اساتذہ سے حسن
نیاز مندی کے سبب چند ہی مہینوں میں حافظ ملت اور
اساتذہ کی نگاہوں میں مقبول اور مرکز توجہ ہو گئے اور
دار العلوم کے ممتاز طلبہ میں شمار ہونے لگے۔ اس کا
نتیجہ یہ ہوا کہ عہد تعلیم سے لے کر عصر تدریس تک حافظ
ملت علیہ الرحمۃ آپ پر اپنے خصوصی الطاف و عنایات
فرماتے رہے۔

فراغت

دار العلوم اہلسنت اشرفیہ مصباح
العلوم مبارکپور کے سالانہ اجلاس
منعقدہ ۱۰ شعبان المعظم ۱۳۷۱ھ مطابق مئی ۱۹۵۲ء
میں آپ اکابر علمائے اسلام و مشائخ عظام کے مقدس
ہاتھوں دستار و سند فراغت سے سرفراز ہوئے۔

اساتذہ کرام

متعلم کی شخصیت سازی میں
اساتذہ کرام کا کلیدی رول
ہوتا ہے۔ پھر اگر اس کی محنت و لگن اور جہد مسلسل ہو تو
اس کی زندگی کے اوراق کچھ اور ہی روشن و تابناک
بنتے ہیں۔ حضرت بدر العلماء پر جن اساتذہ اور مربیان
کرام کا سحابِ کرم اور فیضان موسلا دھار بارش
بن کر برسا ان کے اسماء یہ ہیں۔

(۱) جلالۃ العلم استاذ العلماء حضور حافظ ملت علامہ
شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی بانی جامعہ اشرفیہ
مبارکپور۔ (۲) شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی
قادری اعظمی۔ (۳) حضرت علامہ حافظ و قاری شاہ
عبد الرؤف قادری مصباحی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ
مبارک پور (۴) شیخ الخطباء حضرت علامہ عبد المصطفیٰ
اعظمی گھوسی۔ (۵) شیخ القراء حضرت علامہ قاری محمد یحییٰ
اعظمی ناظم اعلیٰ دار العلوم اشرفیہ مبارکپور۔ (۶) حضرت
مولانا خلیل احمد قادری رضوی کچھوچھوی صدر المدرسین

Scanned with CamScanner

مدرسہ انوار العلوم جین پور، اعظم گڑھ۔ یہ وہ اصحاب فضل و کمال ہیں جن پر خود علم نازاں تھا۔ آج ملک اور بیرون ملک میں جو علمائے اہلسنت اور فضلائے ملت دینی خدمات کا زریں کارنامہ انجام دے رہے ہیں۔ اکثر انھیں کے رہین منت ہیں۔ حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ بلاشبہ قابل فخر ہیں کہ انھیں ان ستودہ صفات شخصیتوں سے براہ راست تلمذ کا شرف حاصل ہے

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہرباری کرے حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

ازدواجی زندگی:۔ آپ کی دو شادیاں ہوئیں پہلی بیوی سے چار اولادیں ہوئیں۔ تین صاحبزادے (۱) محمد اول عرف جلال الدین قادری (۲) مولانا محمد ثانی عرف جمال الدین رضوی (۳) محمد ثالث عرف سلیم الدین اور ایک صاحبزادی کنیز فاطمہ۔ پھر ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۹ء میں دوسری شادی کی۔ دوسری زوجۂ مکرمہ کا نام سیدہ شمیم خاتون صاحبہ ہے۔ ان کے ساتھ اپنے پہلے شوہر سے ایک صاحبزادی بنام نسیم اختر آپ کی کفالت میں آئی۔ ان کے بطن سے دو اولادیں ہوئیں (۱) مولانا محمد رابع عرف نورانی شاہ صدیقی قادری (۲) فارحہ خاتون رضویہ۔

آپ کی زندگی اپنی شریک حیات اور اولاد کے ساتھ مکمل اسلامی زندگی سے عبارت رہی اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کو جب دوسری شادی کی حاجت درپیش ہوئی تو آپ نے قاضی اطہر الحق صاحب عثمانی قادری رضوی گونڈوی کے نام ایک مکتوب لکھا جس کا اہم حصہ یہ ہے۔ میں مسلک رضویت کا حامی ہوں اور اسی مقدس مسلک پر چلنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مسلک رضویت جہاں ایک طرف سنیت میں تصلب اور فرق باطلہ وہابی، دیوبندی، رافضی، ندوی، مودودی، وغیرہ سے دور و نفور رہنے کی سخت تاکید کرتا ہے وہیں دوسری طرف عمل و کردار کو صاف ستھرا رکھنے کا بھی مطالبہ کرتا ہے میں ایسے ماں باپ کی لڑکی سے رشتہ کا طالب ہوں جو دنیوی ٹیپ ٹاپ سے بے پرواہ ہوں۔ دنیا داری پر ان کی دینداری غالب ہو۔ شریعت کا جو حکم ان کے سامنے لایا جائے اسکو بے چون و چرا مانیں اور عمل کرنے کی کوشش کریں۔ لڑکی حسب ذیل اوصاف رکھتی ہو۔ لڑکی تندرست ہو۔ آسیب زدہ یا مریضہ نہ ہو۔ پردہ کی پوری پابندی کر سکتی ہو۔ شوخ اور بے باک نہ ہو۔ اس کے اندر دین داری کا مادہ ہو۔ مزاج سادگی پسند ہو۔ شوہر کی اطاعت و خدمت کرنے کا جذبہ رکھتی ہو۔ اپنی دین داری کی وجہ سے شرعی پابندیوں کو بخوشی گوارا کرے۔ قرآن مجید کی تلاوت کر سکتی ہو اور اردو کی چھوٹی چھوٹی کتابیں پڑھ لیتی ہو۔ حسن سیرت اور مقبول صورت والی ہو۔ نسب صاف ستھرا اور بے داغ ہو۔ فیشن پرستی کا دلدادہ نہ ہو۔ (مکتوبات بدر ملت ص۱۵۳، ص۱۵۴)

اوصاف مذکورہ کی حامل خاتون سے رشتہ کی خواہش روشن دلیل ہے کہ آپ نے دنیا والوں کی عام روش سے ہٹ کر محض خدا اور رسول کے ارشادات و ہدایات کے مطابق اپنی ازدواجی زندگی گزاری

اجازت وخلافت

بحمدہ تعالیٰ شبیہ غوث اعظم مفتی عالم ابوالبرکات محی الدین آل الرحمن محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری المعروف بہ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے دست حق پرست پر آپ کو شرف بیعت ملا۔ پھر جملہ سلاسل کی سند اجازت و خلافت سے بھی سرفراز ہوئے اور ضیغم اہلسنت قاطع کفر و ضلالت شیر بیشۂ اہلسنت حضرت علامہ حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی جمیع سلاسل کی اجازت و خلافت سے آپ کو بہرہ ور فرمایا۔ گویا بحر طریقت کے ان دونوں شناوروں نے حضرت بدر العلماء کو طریقت کی اجازت عطا فرماکر روحانی فیوض و برکات کا مصدر و منبع بنادیا۔

Scanned with CamScanner

قوّتِ حافظہ اور استحضارِ علمی

آپ بعطائے الٰہی زبردست قوتِ حافظہ کے مالک تھے۔ ابتدائی کتابوں سے لیکر درس نظامی کی منتہی کتابوں تک کے اکثر مسائل ہمہ وقت آپ کے پیشِ نظر رہتے۔ بے شمار فقہی جزئیات، احادیث، آیات اس طرح ازبر تھیں کہ سائل کو فورًا اپنی یادداشت دلائل و شواہد سے مطمئن کر دیتے۔

۱۱ر شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ کو جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں تعطیل کلاں ہوئی۔ تو راقم السطور مرشد طریقت و استاذ کریم حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ سے شرف نیاز و ملاقات کے لیے ۱۲ر شعبان کو بڑھیا شریف پہونچا۔ بندۂ ناچیز نے حضرت سے ملاقات اور دست بوسی و قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔ حضرت والا نے اپنے معمول کے مطابق بڑی نوازش کی۔ دوسرے دن چاشت کی نماز مسجد غوثیہ میں ادا کی۔ بعدہٗ اس کے باہر دھوپ میں ایک تخت پر تشریف فرما ہوئے اور اپنے حالات و کوائف بیان فرمانے لگے۔ اسی دوران مجھ سے فرمایا۔ تقریبًا دو سال ہو رہے ہیں آپ کے بھائی قاری امیر الحسن صاحب کا استفتار آیا تھا۔ لیکن ادھر طبیعت کی ناسازی اور کثرتِ مصروفیت کے سبب جواب نہ لکھ سکا۔ لہٰذا آپ گھر جاتے وقت جوابی لفافہ لے لیجئے گا۔

اپنے وصال سے صرف ۲۵ر روز پہلے حضرت کا یہ ارشاد صادر ہوا۔ جب کہ اس وقت سر درد میں مبتلا تھے۔ اسی لیے سر پر عمامہ نما کپڑا کس کر باندھے ہوئے تھے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حافظہ کتنا قوی تھا کہ اس حال میں بھی یاد ہے کہ کس کا استفتار آیا ہے۔ اور کب آیا ہے۔ پھر جوابی لفافہ کے ساتھ ہے یا نہیں۔ دوسرے اس سے آپ کے تقویٰ و پرہیزگاری پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

تبحرِ علمی

حضرت بدر العلماء علیہ الرحمۃ نے جن اربابِ علم و کمال سے اکتسابِ علم و فضل کیا تھا جن اساتذہ کی فیاض بارگاہوں سے حکمت و معرفت کا باڑا لیا تھا۔ ان میں کا ہر ایک بجائے خود علم و آگہی فکر و دانش، استعداد و صلاحیت کا تلاطم خیز سمندر تھا۔ انھوں نے آپ کو اپنے دریائے عرفان سے کامل و وافر حصّہ دے کر علمِ ظاہری کا جامع پیکر بنا کر روانہ کیا تھا۔ اسی لیے بدر العلماء درس نظامی کی جملہ کتب کی تدریس پر دستگاہِ کامل رکھتے تھے۔ اصول و فروع، منقولات، معقولات کے جامع تھے۔ علمِ قرآن و حدیث، اصولِ فقہ، اور فقہ، نحو، صرف، منطق سے آپ کا زیادہ لگاؤ تھا۔ ان کی درسگاہ سے فیض یافتہ علمار اور ان کے فتاوے نیز ان کے تحقیقی قلمی شہ پارے مثلاً عروس الادب، تلخیص الاعراب جواہر المنطق، فیض الادب منہ بولتے ثبوت ہیں۔

اردو اور عربی ادب میں آپ کی مہارت اپنوں اور بیگانوں کے یہاں بھی مسلّم تھی۔ خود فیض الادب عربی تصنیف اور سوانح اعلیٰحضرت، تذکرۂ غوث و خواجہ، اردو جرائد و رسائل میں مطبوع تحقیقی ادبی مضامین شاہد و دلیل ہیں۔

حاصل یہ کہ متعدد علوم و فنون میں آپ کو تبحر حاصل تھا۔ اسی تبحر علمی کے سبب دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف جب مکتب سے دار العلوم

Scanned with CamScanner

کی شکل میں منتقل ہوا۔ اور اس میں ہندوستان
کے چار ماہر تدریس اساتذہ کا انتخاب عمل میں آیا
تو آپ کو منصب صدارت تفویض ہوا۔ اور الحمد
للہ اپنی فکری، علمی، تدریسی قوت و استعداد سے
سب پر وہاں اپنے عہد تدریس تک فائق و غالب
رہے۔ ان کے زمانے کے سبھی اصحاب علم و دانش
ان کے تبحر علمی کا لوہا مانتے رہے۔

تواضع وانکساری

حضرت علیہ الرحمۃ اپنے وقت کے جید
بے مثال عالم تھے۔ دارالعلوم فیض الرسول براؤں
شریف جیسے مرکزی ادارہ کے صدر المدرسین
رہ چکے تھے۔ سیکڑوں علماء و دانشوران اسلام
کے استاذ و مربی، متعدد اداروں کے سرپرست
درجنوں فنون کے ماہر تھے۔ مگر ترفع و تعلی، کبر و نخوت
خودستائی، زعم ہمہ دانی سے کوسوں دور تھے
عوام ہوں یا خواص سب کے ساتھ حسن سلوک،
خندہ پیشانی، تواضع وانکساری سے پیش آتے۔ اپنے
کو دوسروں سے فروتر اور دوسرے کو خود سے بالاتر
سمجھتے۔ اگر کوئی شاگرد یا عقیدت مند خط وغیرہ
میں آپ کو استاذ العلماء یا سند المدرسین جیسا
اونچا لقب لکھ دیتا تو سختی سے منع فرماتے۔ اور آئندہ
اس طرح اپنے لیے لکھنے بولنے سے بچنے کا حکم دیتے۔
چنانچہ گونڈہ ضلع کے باشندہ مولانا کمال الدین صاحب
نے آپ کے پاس القاب حسنہ کے ساتھ خط لکھا۔ تو آپ
نے جواب میں لکھا۔ میرے حق میں فرید عصر، وحید دہر،
استاذ العلماء سند المدرسین، عمدۃ المحققین کے کلمات
ہرگز ہرگز نہ لکھیں۔ یہ تسلیم ہے کہ زمانۂ حاضرہ میں مبالغہ
بے جا کا رواج خوب عام ہے۔ آپ اس مبالغۂ ضالّہ
سے پرہیز کریں (مکتوبات بدر ملت ص۱۶۵ مکتوب ۱۲ بنام
مولانا کمال الدین گونڈوی۔

اسی طرح ایک خط بنام مولانا صوفی عبد الصمد صاحب
قادری نوری دام ظلہ کے اندر اس سے احتراز کا حکم
فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"خط کے شروع میں آپ نے جو القاب مجھے
عنایت کیے ہیں وہ مبالغہ کی حد سے باہر ہے (مکتوبات
بدر ملت ص۱۸۳)

یوں ہی ایک مکتوب بنام شاہد نوری بلرام پوری
میں تحریر فرماتے ہیں۔

" منیر احمد مسناوائے آئے اور آپ کا خط پیش
کیا۔ آپ اور مولوی محمد اخلاق نے منیر احمد صاحب
سے میرا تذکرہ اس انداز میں کیا کہ انہیں مجھ سے ملنے
کا شوق پیدا ہوا۔ اور انھوں نے غربت کے باوجود
اتنا لمبا سفر کیا۔ یہ آپ دونوں کی بھول ہے۔ میں نہ
بابا ہوں نہ شاہ صاحب ہوں۔ تو پھر بڑھا کر تعریف
کرنے سے فائدہ کیا ہے۔ دوسروں کو پریشان نہیں
کرنا چاہیے۔ (مکتوبات بدر ملت ص۲۰۱)

غور فرمائیں جس کی درسگاہ فیض بخش سے
ہزاروں تشنگان علوم نبوت حکمت و معرفت حاصل
کر چکے ہوں اور جس کے زیر اقتدار متعدد اکابر علماء
درس و تدریس کا کام انجام دیتے رہے جو اپنے ہم عصر
علماء میں امتیازی مقام کا حامل ہو جس نے متعدد
تحقیقی و تدقیقی قلمی شہ پارے چھوڑے ہوں۔ وہ
بلا شبہ استاذ العلماء بھی ہے، عمدۃ المحققین بھی۔
سند المدرسین بھی ہے فرید عصر و وحید دہر بھی۔ بھاری

بھر کم القاب کے لائق ہے۔ قابل ستائش بھی مگر حضور والا کی یہ شان تواضع ہے اور کبر و عجب سے نفرت و بیزاری کی زندۂ جاوید حقیقت، پھر حضرت والا جس طرح اپنے لیے مبالغہ آمیز القاب، کبر و عجب آور الفاظ استعمال کرنے سے نفرت و بیزاری ظاہر کرتے اسی طرح اپنے مریدین، معتقدین، تلامذہ کو بھی کبر، غرور فخر و عُجب اور اس کے اسباب سے بچنے کی تاکید فرماتے۔ ذیل میں ایک مکتوب بنام مولوی سعید خاں نوری بہرائچی کا ایک حصہ پیش کیا جاتا ہے جو قارئین کے لیے بے حد نفع بخش ہے۔

آپ کے اور میرے شیخ حضور سرکار مفتی اعظم شہزادۂ اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ شامت اعمال کی نحوست سے خود مجھے نعمت تصور شیخ حاصل نہیں۔ ایسا بہت ہوتا ہے۔ کہ شاگرد کے اخلاص کی برکت سے استاذ کو بھی حصہ مل جاتا ہے۔ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ تصور سرکار مفتیٔ اعظم کی ابتدائی مشق شجرۂ رضویہ کی تلقین کے مطابق شروع کریں۔

انسان بنیادی حقیقت کو کبھی نہ بھولے۔ آپ کی نگاہ کے سامنے نجس ناپاک پیشاب کا دو قطرہ رکھا گیا۔ آپ نے دیکھا کہ وہی دو قطرے جما ہوا خون بنا۔ پھر لوتھڑا ہو گیا۔ بعدہٗ اس لوتھڑے میں کچھ ہڈی کچھ گوشت، کچھ رگ کچھ پٹھے بنتے گئے۔ یہاں تک کہ سب مجموعۂ احسن تقویم یعنی انسان کی صورت بن گیا۔ کچھ مدت گزرنے کے بعد وہی انسان خانقاہ کا گدی نشین، علمی درس گاہ کا جلیل القدر استاذ، میدانِ خطابت کا ساحرا بیان مقرر، مسجد کا گراں قدر امام دکھائی دینے لگا۔ اوصاف سجادگی، استاذی خطابت، امامت، کو نگاہ میں لا کر وہ انسان اپنی ذات کو طاہر و طیب مزکّٰی شمار کرنے لگا اور پھول کر کے دوسرے آدمی کو جو اوصافِ مذکورۂ بالا سے خالی تھے نگاہِ تحقیر سے دیکھنے لگا۔ اور اپنی اصل کو بھول گیا کہ میں وہی ناپاک پیشاب کا دو قطرہ ہوں۔ اسی قطرۂ نجس کو حضرت رب العزت جل شانہٗ نے طاہر و مزکّٰی بنایا ہے۔ لہذا مجھے اپنی اصل کو ہرگز بھولنا نہیں ہے۔ اپنے اوصافِ موجودہ پر پھولنا نہیں ہے۔ بلکہ یہ یاد رکھنا ہے کہ مجھے جو انسانی ڈھانچہ ملا، دین ملا، سنیت ملی، سجادگی ملی، خطابت ملی اور استاذی نیز امامت ملی سب کا سب صرف حضرت رب العزت تعالیٰ مجدہٗ کے فضل ہی سے ہے ورنہ "من ہماں خاکم کہ ہستم"

بزرگوں کا مشہور مقولہ ہے "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ" یعنی جس نے اپنی ذات کو پہچانا کہ میری اصل پیشاب کا دو قطرہ ہے تو ضرور اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ کہ اسی رب تعالیٰ نے اس دو قطرہ کو سجادگی، امامت، خطابت، مدرسی اور دیگر اوصاف عطا فرمائے۔ تو اس پہچان سے اس کو اذعان ملے گا۔ کہ میں ہر حال میں بندۂ ناچیز ہوں اور میرا خالق رب العزت ہے۔ جل شانہ۔ پھر جیسے اذعان حاصل ہوگا۔ وہ عُجب، غرور، گھمنڈ، وغیرہ سے محفوظ رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ (مکتوبات بدر ملت ص ۲۰۱ تا ۲۰۲)

خط کا مذکورہ حصہ دلکش پیرایۂ بیان میں

Scanned with CamScanner

فخر و عجب سے بچنے کا زریں درس ہے۔ تواضع و انکساری اپنائے رکھنے کی ترغیب و تاکید بھی، انسانی حقیقت کی حسین تصویر کشی ہے۔ خالقِ عالم کے حسنِ تخلیق کا روشن بیان بھی۔ اپنے خالق کی احسان مندی و کرم شناسی کی تحریض ہے۔ بابِ تصوف کا عظیم شہ پارہ بھی۔ درسِ تواضع و حقیقت شناسی کا رواں دواں چشمہ ہے۔ اردو ادب کا چھلکتا جام بھی

تصلّب دینی :- مسلک اعلیحضرت امام احمد رضا رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ

خوفِ خدا، عشقِ رسالت، علیہ التحیۃ والثناء کا نام ہے اور اس کا تقاضہ یہ ہے کہ صرف اللہ و رسول کے چاہنے والوں سے محبت و دوستی رکھی جائے اور دشمنوں سے عداوت و دشمنی رکھی جائے۔ خدا و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاندین و مخالفین سے حد درجہ نفرت و بیزاری رکھی جائے۔ کسی طرح ان کے ساتھ مداہنت اور نرم پالیسی نہ اختیار کی جائے۔ قرآن کریم میں اللہ عز وجل فرماتا ہے۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ (مجادلہ ۲۲) تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی۔

حدیث شریف میں ہے۔ لَا تَأْكُلُوْا هُمْ وَلَا تُشَارِبُوْا هُمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ وَاِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْا هُمْ اَوْ كَمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (عقیلی و ابن حبان) کہ دشمنانِ اسلام کے ساتھ نہ کھاؤ۔ نہ پیو، نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو، نہ ان کی نمازِ جنازہ پڑھو۔ اور بیمار پڑیں تو ان کی عیادت کو نہ جاؤ۔ اور ایک حدیث میں ہے وَاِنْ رَاَيْتُمُوْهُمْ فَاكْفَهِرُّوْا وُجُوْهَكُمْ کہ انھیں دیکھو تو چہرہ موڑ لو۔ گویا مومن کے لیے ایمانی تقاضا ہے کہ اپنے مسلک و مذہب پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے اعدائے دین سے نفرت و دشمنی رکھے۔ اپنے دین میں کھرا اور پختہ رہے۔ الحمد للہ! حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ تصلب فی الدین کے شہسوار تھے۔ گویا ایمان و عقیدے کی پختگی مذہب و مسلک میں کھراپن ان کی گھٹی میں پلا دیا گیا تھا۔ سفر و حضر ہو یا رزم و بزم کہیں بھی آپ تصلب سے ایک بال برابر نہ ہٹتے آپ کے کمالِ تصلب کا عالم یہ تھا کہ جس نے بھی تھوڑا سا وقت آپ کی بارگاہ میں گزارنے کا موقع پالیا وہ بھی تصلب فی الدین کا وافر حصہ پا گیا۔ درس گاہ ہو یا کرسیٔ خطابت مجمعِ عوام ہو یا محفلِ خواص، ہر جگہ اور ہر موقع پر دینی تصلب کی اہمیت اجاگر فرماتے۔ اور لوگوں کو اسلامی دشمنوں مثلاً وہابیوں، دیوبندیوں، قادیانیوں ہندوؤں، نیچریوں، صلح کلیوں، دہریوں، ندویوں غیر مقلدوں کے فاسد عقائد و افکار سے روشناس کراتے اور ان سے بچنے کی ہدایت کرتے۔ تحریراً تقریراً ہر طرح ان کی تردید کرتے۔ اس پر ان کی ساری کتابیں مثلاً سوانح اعلیحضرت، فیض الادب، تعمیر ادب، فتاوے بیّن ثبوت ہیں۔ جناب قاضی الطیعوا الحق عثمانی کے نام ایک خط میں فرماتے ہیں۔

میں مسلک رضویت کا حامی ہوں اور اسی

مقدس مسلک پر چلنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مسلک رضویت جہاں ایک طرف سنیت میں تصلب اور فرقہائے باطلہ وہابی، دیوبندی، رافضی، ندوی، مودودی وغیرہ سے دور و نفور رہنے کی سخت تاکید کرتا ہے۔ وہیں دوسری طرف عمل و کردار کو صاف ستھرا رکھنے کا بھی مطالبہ کرتا ہے۔ (مکتوبات ص۱۵۳)

اگر اپنے متوسلین یا کسی بھی مسلمان کے بارے میں جان لیتے کہ اس کا ایمان و عقیدہ کچھ متزلزل ہو گیا ہے یا وہ صلح کلیت کی طرف مائل ہو رہا ہے تو آپ سخت بے چین ہو جاتے۔ اور اس کی اصلاح اور کوشش میں لگ جاتے۔ اول فرصت میں خط لکھتے۔ چنانچہ آپ کے ایک شاگرد غلام محمد قادری کا واقعہ ہے کہ جب وہ دینی تعلیم سے دور ہونے لگے تو حضرت بدر العلما سخت مضطرب ہوئے اور ایک طویل، نہایت پُر تاثیر رقعہ ارسال کیا۔ اس کا اہم حصہ یہ ہے۔

میں نہ تو آپ کی والدہ کا استاذ ہوں نہ آپ کے والد کا۔ ہاں دنیا میں بھگوت پور سے موضع پھلپھلی تک آپ کا استاذ کہلاتا ہوں لیکن چوں کہ مذہب میں آپ علانیہ پلپلے ہو گئے ہیں۔ اس لیے آپ کے پلپلاپن سے بہت صدمہ ہے۔ اور جب مجھے صدمہ ہے تو سرکار اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کو صدمہ رہے گا۔ کیوں کہ سرکار اعلیٰ حضرت آپ کے پیروں میں ہوتے ہیں۔ اور جب سرکار اعلیٰ حضرت کو صدمہ ہو گا تو ضرور سرکار غوث اعظم محی الدین جیلانی بغدادی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کو ناراضگی ہو گی۔ بھلا کیا آپ کسی بھی قیمت پر یہ گوارا کر سکتے ہیں کہ قطب الاقطاب شیخ الملائکہ والجن والناس حضور پر نور سیدنا سرکار غوث اعظم شیخ عبد القادر محی الدین جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے ناراض رہیں۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں سرکار غوث پاک ہی کے مقدس نام کی نسبت سے آپ کا نام قادری پڑا۔ (مکتوبات بدر ملت ص۶)

یوں ہی اگر معلوم ہو جاتا کہ کسی سنی صحیح العقیدہ کا رشتۂ نکاح کسی بدمذہب وہابی، دیوبندی لڑکی سے ہونے جا رہا ہے تو اول فرصت میں خط لکھتے۔ اور مسئلہ شرعی سے آگاہ فرماتے۔ اور سختی سے اس رشتہ کو ختم کرنے کی تاکید فرماتے۔ چنانچہ رمنگرہ ضلع گونڈہ کے علاء الدین نام کے ایک صاحب کی شادی ایک وہابی کے یہاں ہونے والی تھی۔ آپ نے ان کے یہاں ان کی ماں کے پاس خط لکھا۔

"مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ کے لڑکے علاء الدین کا رشتۂ نکاح کسی وہابی مسلک کی لڑکی سے قائم کیا جا رہا ہے۔ سنی مذہب کے علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہابی مذہب والے کے یہاں رشتہ قائم کرنا حرام سخت حرام ہے۔ آپ براؤں شریف کی خانقاہ سے مرید ہیں۔ علاء الدین کے والد جناب کمال الدین صاحب حضرت خلیفہ صاحب سے مرید ہیں۔ سنی پیر سے مرید ہوتے ہوئے سرکار مدینہ رسول پاک علیہ الصلاۃ والسلام کے دشمن وہابیوں سے نکاح کا رشتہ قائم کرنا یہ کیسے گوارا ہو سکتا ہے۔ ماں ہونے کی حیثیت سے آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنے لڑکے علاء الدین کو اپنا فیصلہ سنادیں کہ بیٹا! وہابی

Scanned with CamScanner

کے یہاں رشتہ نہیں کرنا ہے۔ اگر تو نہیں مانے گا تو میں تجھ سے الگ ہو جاؤں گی۔ میں تجھے چھوڑ دوں گی۔ مگر پیارے مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا دامن نہیں چھوڑوں گی۔ ضد میں آکر اپنا ایمان برباد نہیں کرنا ہے (مکتوبات ص۲۱۳)

اپنے پاس پڑھنے والے کسی بچے کے بارے میں معلوم ہو جاتا کہ اس کے والد کسی دیوبندی سے مرید یا معتقد ہیں یا وہابیوں کو مسلمان مانتے ہیں تو اس بچے کو اپنی کفالت میں لے لیتے اور اس کو گھر اس وقت تک جانے سے روک دیتے جب تک اس کا باپ دیوبندیوں سے برأت و بیزاری کر کے اپنے سنی مسلمان ہونے کا اعلان نہ کر دیتا۔ جب سنی ہو جاتا تو اس کو اس کے گھر بھیجتے۔ ورنہ اس درمیان صرف ماں سے ملنے کی شرط پر جانے دیتے۔ بشرطیکہ ماں سنیہ مسلمان ہوتی۔ جیسا کہ آپ کے ایک شاگرد بنام طیب علی تھے۔ ان کے باپ کا یہی حال تھا۔ آپ نے ان کو گھر جانے مکمل روک دیا۔ ڈھائی سال کے بعد ماں کے اصرار اور اضطراب پر بھیجا۔ کچھ زمانے کے بعد جناب طیب علی صاحب کے والد سنی ہو گئے تو خوش ہو کر حضرت نے ان کے نام درج ذیل الفاظ میں مکتوب روانہ فرمایا۔

جناب غلام نبی صاحب! سلام مسنون
میں آپ کے لڑکے طیب علی کا استاذ ہوں۔
آپ کے بارے میں معلوم ہوا تھا کہ آپ کسی دیوبندی پیر کے مرید ہیں۔ اور دیوبندی مذہب کو ٹھیک مانتے ہیں اس لیے میں نے طیب علی کو روک دیا تھا کہ اپنے گھر نہ جائیں۔ اور اپنا دین و ایمان بچائیں۔

چنانچہ ڈھائی سال تک طیب علی اپنے مکان نہیں گئے۔ امسال چیت کے مہینے میں طیب علی کی والدہ کا خط آیا جس میں بے چینی کا بہت اظہار تھا۔ تو میں نے طیب علی کو ماں سے ملاقات کرنے کے لیے بھیج دیا جب طیب علی مکان پہنچے اس وقت آپ مکان پر موجود نہیں تھے۔ صرف ماں اور بھائی سے ملاقات ہوئی۔ کچھ دن بعد طیب پھر مدرسہ چلے آئے۔ امسال عید کے مہینے میں مولوی کوثر حسن بڑھیا آئے اور بتایا کہ طیب علی کے والد نے سنی کتابوں کا مطالعہ کیا اور اس کو سمجھا اور دیوبندیت سے متنفر ہوئے۔ یہ بات سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ خدائے پاک نے کرم فرمایا اور دیوبندیت کے پر فریب جال سے نکال کر سنیت کی دولت سے آپ کو نوازا۔ اب آپ کا فرض ہے کہ لوگوں کے سامنے دیوبندی پیر کی بیعت توڑنے کا اعلان کر دیجئے تاکہ دوسرے لوگوں کی بھی آنکھ کھل جائے۔ (مکتوبات بدر ملت ص۲۱۲)

روشن طور پر معلوم ہوا کہ حضرت بدر العلماء کھرے پختہ مرد مومن، متصلب سنی تھے۔ اور ارشادات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا و مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا علیہما الرحمۃ پر مضبوطی کے ساتھ کاربند تھے۔ ساتھ ہی ہر سنی مسلمان کے بڑے ہمدرد و بہی خواہ تھے۔ ہر ایک کو اعدائے دین سے دور رکھنے اور ان کے مکر و فریب سے بچانے کی فکر و تدبیریں رہتے۔ بعض لوگ حضرت کے اس تصلب فی الدین کو تشدد سے تعبیر کرتے ہیں۔ جب کہ یہ ان کی نافہمی یا مداہنت پسندی ہے۔ یہ درحقیقت عشق رسالت سے ناآشنا ہیں۔ اور آیت قرآنیہ محمد رسول

اللہ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَہُمْ اور لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ الخ اور اس مفہوم کی احادیث سے قطعاً نابلد ہیں یا اس کے مفہوم سے چشم پوشی کر کے نفسانی جال کے شکار ہیں۔ کیوں کہ یہی طریقہ مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا، مفتی اعظم علامہ مصطفےٰ رضا، صدر الشریعہ حضرت علامہ شاہ محمد امجد علی اعظمی، شیر بیشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی خاں مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تھا جن سے سنی مسلمانوں کو اسلام کا صحیح طریقہ و راستہ ملا۔

صلاح وتقویٰ

تقویٰ کے کئی معنی آتے ہیں۔ نفس کو خوف کی چیز سے بچانا۔ اور عرفِ شرع میں ممنوعات چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ متقی وہ ہے جو شرک وکبائر و فواحش سے بچے۔ بعضوں نے کہا متقی وہ ہے۔ جو اپنے آپ کو دوسرے سے بہتر نہ سمجھے۔ بعض کا قول ہے تقویٰ حرام چیزوں کا ترک اور فرائض کا ادا کرنا ہے۔ بعض کے نزدیک معصیت پر اصرار اور اطاعت پر غرور کا ترک تقویٰ ہے۔ بعض نے کہا تقویٰ یہ ہے کہ تیرا مولیٰ تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع فرمایا ایک قول یہ ہے کہ تقویٰ حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی کا نام ہے۔ (خازن) یہ تمام معنی باہم مناسبت رکھتے ہیں اور مآل کے اعتبار سے ان میں کچھ مخالفت نہیں۔ تقویٰ کے مراتب بہت ہیں۔ عوام کا تقویٰ ایمان لا کر کفر سے بچنا۔ متوسلین کا اوامر (احکام) ونواہی (جن چیزوں سے منع کیا گیا) کی اطاعت۔ خواص کا ہر ایسی چیز کو چھوڑنا جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرے۔ حضرت مترجم (اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا تقویٰ کی سات قسم ہے۔

(۱) کفر سے بچنا۔ یہ بفضلہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حاصل ہے
(۲) بد مذہبی سے بچنا یہ ہر سنی کو نصیب ہے۔
(۳) ہر کبیرہ سے بچنا۔ (۴) صغائر سے بھی بچنا۔
(۵) شبہات سے احتراز۔ (۶) شہوات سے بچنا۔ (۷) غیر کی طرف التفات سے بچنا۔ یہ اخص الخواص کا منصب ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان ص۴)

حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کے کردار واطوار افعال واشغال، رفتار وگفتار، اعمال وافکار، نشست وبرخاست، اقوال وارشادین تقویٰ کے مطابق ہوتے۔ جنھوں نے حضرت والا کی ذات کریمہ کا مشاہدہ کیا ہے۔ وہ زبان وقلب سے اس کے معترف ہیں کہ بدر العلماء تقویٰ، حزم واحتیاط کے پیکر مجسم تھے۔ فقیر راقم السطور نے الحمد للہ حضور والا کی خدمت بابرکت میں چار سال گزارا ہے بہت قریب سے دیکھا ان کی جلوت وخلوت، رزم وبزم کا مطالعہ کیا۔ ہمیشہ ہر عمل مطابق سنت کرتے پایا۔

آپ کے احتیاط وتقویٰ کے چند اعمال

(۱) دینی کتابوں کا احترام۔

آپ دینی کتابوں کا بے حد احترام کرتے۔ کبھی بھی زمین یا فرش پر نہ رکھتے۔ اگر کبھی کسی کو زمین پر کتاب رکھے ہوئے دیکھ لیتے۔ فوراً اٹھانے کا حکم دیتے۔ ورنہ خود اٹھاتے اور احترام کے

Scanned with CamScanner

ساتھ اونچی جگہ پر یا کوئی ستھرا کپڑا بچھا کر اس پہ رکھتے۔ اس تعلق سے اہلِ سُنّت و جماعت کے معتمد اور متبحر عالم حضرت علامہ عبدالمبین نعمانی کا مشاہدہ اور واقعہ انھیں کے قلم سے ملاحظہ ہو۔ وہ لکھتے ہیں۔

حضرت بدرِ ملت علیہ الرحمۃ کے تقویٰ کا یہ واقعہ کبھی نہیں بھول سکتا۔ مبارکپور سرکار حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے عرس چہلم کی بات ہے۔ جب کہ میں دارالعلوم اشرفیہ قصبہ مبارک پور کی عمارت درسگاہ حافظ ملت میں علمائے کرام کی ملاقات اور زیارت کا شرف حاصل کر رہا تھا بستی ہی کے ایک عالم دین تشریف فرما تھے۔ اچانک اتنے میں حضرت بدرملت تشریف فرما ہوئے تو دیکھا کہ بچوں کے نصاب کی کوئی کتاب تعمیر ادب یا نورانی تعلیم فرش پر رکھی ہوئی ہے۔ جہاں سب بیٹھے ہیں۔ حضرت بدرملت نے فوراً اس کتاب کو اٹھایا اور فرمایا۔ آپ حضرات علماء ہی ادب نہ کریں گے تو کون کرے گا! پھر بغل سے تکیہ لیا اور اس پر رکھ دی۔ حضرت کی یہ بے باکی اور غایتِ ادب نے میرے دل پر بڑا اثر ڈالا (مکتوبات بدرملت صـ۳)

(۲) کاغذ کے ٹکڑوں کا احترام

سادہ یا اردو وغیرہ لکھے ہوئے کاغذ کے ٹکڑوں کا بھی احترام کرتے۔ مدرسے میں کئی جھولے بنوا کے رکھ دا دیا تھا۔ جب بھی کوئی ٹکڑا پاتے انھیں جھولوں میں ڈالتے۔ اور مدرسہ کے تمام طلبہ کو بھی ہدایت فرماتے۔ چناں چہ وہ بھی حضرت کے نقشِ قدم اور حکم پہ عمل کرتے۔

(۳) استنجا کے بعد پانی کے ساتھ کلوخ کا استعمال

عام طور پر لوگ استنجا کے بعد طہارت کے لیے صرف پانی استعمال کرتے ہیں۔ مگر آپ بالالتزام پانی استعمال کرتے اور اس سے پہلے ڈھیلے بھی۔ سرکار کے زمانۂ اقدس میں کلوخ کے ساتھ پانی بھی استعمال کرنے والوں کے بارے میں آیت کریمہ اتری تھی۔ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ۝ (سورۂ توبہ ۱۰۷) کہ اس میں وہ لوگ ہیں جو خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں۔ اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔ آپ نے اس کا التزام کر کے ان صحابہ کی جہاں سنت قائم کر دی وہیں عند اللہ اپنے محبوب ہونے کی سند پیش فرما دی۔

(۴) آپ نے اپنی توجہ خاص سے دو مسجدیں تعمیر کرائیں۔ (۱) مسجد غوثیہ بڑھیا شریف (۲) مسجد غوثیہ جنگل روڈ پچپڑوا۔ دونوں مسجدوں کی تعمیر مشکوک فرد کے بھی تعاون سے پاک رکھا۔ یعنی کسی وہابی، دیوبندی، رافضی، مرتد، یا جس کے ایمان کے حق میں شک تھا اس سے چندہ نہ لیا۔ صرف اور صرف کھرے، پختہ، صحیح العقیدہ مسلمان کا تعاون قبول فرمایا۔ اس پر ذیل کی وہ تحریر ثبوت ہے جو حضرت والا کے قلم سے ضروری اعلان کے نام سے رو داد مدرسہ غوثیہ بڑھیا بابت ۱۳۹۹ھ تا ۱۴۰۰ھ میں شائع ہوئی۔

(۱) مسجد غوثیہ بڑھیا، خالص سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے۔ جو سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا دینی پیشوا مانتے ہیں اس مسجد کی تعمیر میں کسی بے دین، بد مذہب، بدعقیدہ کا پیسہ لگانے

سے سخت اجتناب کیا گیا ہے۔" (مکتوبات بدر ملت ص۹۰)
(۵) یکم ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۰ر جولائی ۱۹۵۶ء میں آپ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف میں صدر المدرسین کے عہدے پر فائز ہوئے اور آپ نے اپنے جہد مسلسل، عمل پیہم کے ذریعہ دار العلوم فیض الرسول کا تعلیمی معیار بلند سے بلند تر کیا۔ ارباب حل و عقد سے لے کر اساتذۂ دار العلوم اور متعلقین کے نزدیک آپ کی تدریسی، تنظیمی، معاملاتی صلاحیت مسلم ہو چکی تھی۔ ۲۲ر محرم ۱۳۸۷ھ کو دار العلوم کے روح رواں، سرپرست اعلیٰ شعیب الاولیا حضرت یار علی شاہ علیہ الرحمۃ کا وصال ہو گیا۔ اس کے چند سال بعد ارکانِ ادارہ نے دار العلوم کو گورنمنٹ سے ایڈ کرا دیا۔ حضرت بدر العلما دینی مدرسہ کے ایڈ کرانے یا گورنمنٹ سے ایڈ لینے کی تحریم کے قائل نہ تھے۔ مگر چوں کہ اس میں بہت سے مضرات و نقصانات اور خطرات ہیں اس لیے احتیاط و تقویٰ پر عمل کرتے ہوئے ۱۶ر شوال ۱۳۹۴ھ کو محض توکلاً علی اللہ استعفاً دے دیا۔ اور ایک بالکل غیر معروف ادارہ مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا کی تدریسی ملازمت اختیار فرمائی۔

نماز کی پابندی

نماز اہم الفرائض ہے۔ اس کی پابندی بحکم خدا و رسول ہر مکلف مسلمان پر فرض ہے۔ اس کا تارک فاسق مردود الشہادۃ ہے۔ اور مرد مکلف کو پانچوں وقت کی نماز باجماعت ادا کرنا واجب ہے حضرت بدر العلما علیہ الرحمۃ نمازوں کے بڑے پابند تھے۔ سفر ہو یا حضر، نماز کو اس کے وقت میں تمام حقوق کے ساتھ ادا کرتے۔ ٹرین یا بس سے سفر کا ارادہ کرتے تو ایسا وقت اس کے لیے اختیار فرماتے کہ کوئی نماز قضا نہ ہونے پائے۔ طلبہ، معتقدین و متوسلین کو نماز کی اہمیت بتاتے اور وقت میں ادا کرنے کی تاکید فرماتے۔ نماز چھوڑنے والے پر سخت برہم ہوتے۔ اور فوراً قضا پڑھنے کا حکم دیتے۔ کوئی طالب علم اگر کوئی جرم کرتا تو مناسب سزا دے کر معاف فرما دیتے۔ مگر قصداً بلا عذر نماز نہ پڑھنے والے کا اخراج کر دیتے۔ راقم السطور کے ایک ہم سبق طالب علم کا واقعہ ہے۔ کہ اس نے اپنے ایک مہمان کے ساتھ سیر و تفریح کرتے ہوئے قصداً بے کسی عذر کے مغرب کی نماز ادا نہ کی۔ یہاں تک کہ وقت مغرب نکل گیا۔ دوسرے دن آپ کے یہاں شکایت پہنچی۔ آپ نے فوراً اس کو بلایا اور تحقیق حال کی۔ اس نے اقرار کیا۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ ہمارا مدرسہ نماز نہ پڑھنے والے کے لیے نہیں۔ آپ پڑھنے کے لیے کسی اور مدرسہ کا انتخاب کریں۔ پھر وہ گھر گیا اور واپس نہ آیا۔

آپ کے ایک معتقد شاہد نوری بلرام پوری ہیں۔ انھوں نے آپ کے پاس ایک خط لکھا۔ اس میں تحریر کیا کہ جب سے لستی لگانے لگا ہوں روزانہ فجر کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ حضرت والا نے جب یہ پڑھا۔ سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ان کے پاس جواباً لکھا۔

"آپ نے لکھا ہے کہ جب سے لستی لگانے لگا ہوں روزانہ فجر کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ معاذ اللہ! معاذ اللہ! معاذ اللہ! خدائے پاک کی پناہ

Scanned with CamScanner

خدائے تعالیٰ کی پناہ، خدائے رب العزۃ کی پناہ،
اس طرح دوکان چلاناکر فرضِ الٰہی قضا ہو جاتا ہو۔
حرام، حرام، اشد حرام ہے۔ بے برکت ہے۔ نحوست
ہے۔ توبہ کیجئے۔ صدق دل سے توبہ کیجئے۔ سچی اور ٹھوس
توبہ کیجئے۔ فرضِ الٰہی کی جم کر پابندی کیجئے۔ اگر نماز کی
پابندی سے آمدنی میں کمی ہو جائے تو حرج نہیں۔
تھوڑی آمدنی جو حلال و پاک ہو اس سے اتنا کام
بنے گا۔ جتنا زیادہ آمدنی سے کام نہیں بنے گا۔ جو
حرام و نجس ہو۔ نماز ترک کر کے جو آمدنی ہوگی
اس سے دسیوں بوال کھڑے ہوں گے۔ آپ نوری
ہیں تو کیا نوری کا کام فرضِ الٰہی کو کاروبار کی لالچ میں
ترک کرنا ہے۔ پتہ چلتا ہے کہ دولت کی فراوانی اور کثرت
آپ کے دین کے لیے زہر قاتل ہے۔ (مکتوبات ص۲۰۵)

اپنی ایک مریدہ کے بارے میں اس کے شوہر سے
واقف ہوئے کہ اس نے نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔
مضطرب و بے چین ہو کر اس کے پاس یوں تحریر
فرماتے ہیں۔

تم میرے ہاتھ پر سرکار غوث اعظم رضی المولیٰ
تعالیٰ عنہ اور سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے
سلسلۂ عالیہ میں مرید ہوئی ہو۔ پھر فرضِ الٰہی نماز
پڑھنا تم نے کیسے چھوڑ دیا۔ تمہیں یہ خیال نہ آیا کہ تم
مرید ہو چکی ہو۔ بہر کیف تم اپنی مریدی برباد مت کرو۔
میں عام طور سے مرید نہیں کرتا ہوں۔ بہت دبا ڈپڑنے
پر میں نے تم کو مرید کیا تھا۔ تم نے بیعت کی بے قدری
کی۔ خدائے پاک تمہیں معاف فرمائے۔ اب تم نماز
پابندی سے پڑھو۔ اور شوہر کو اپنی ساس کو اپنے
خسر کو راضی کرو۔ اور ان کو راضی رکھو۔ (آخر میں لکھا)

اپنے پیدا کرنے والے رب سے ڈرو، ڈرو، ڈرو۔
اپنی روش رفتار ایسی بناؤ کہ سن کر مجھے خوشی ہو۔
اس میں تمہارا بھلا ہے۔ (مکتوبات بدر ملت ص۲۱۱)

مذکورہ بالا بیان سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے
کہ حضرت بدر العلماء علیہ الرحمۃ نماز کے کتنے بڑے شیدائی
اور فرضِ الٰہی کے ادا کرنے میں چاق و چوبند تھے۔ ساتھ
ہی یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ آپ اور پیروں کی طرح
نہیں کہ اپنے مریدوں کی منشا اور رضا کے خواہاں
ہوں بلکہ آپ اپنے مریدوں کو خدائے پاک کے
طاعت گزار بندہ بنانے والے پیر تھے۔ امر بالمعروف
نہی عن المنکر کرنے والے مرشد تھے۔ راہِ حق کے
رہنما اور راہِ بد سے بچانے والے شیخ تھے۔

عشقِ رسالت علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام

عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ایک
مومن کی ایک متاعِ حیات و سرمایۂ زندگی ہے۔ عشق
کی جتنی دولت کسی مومن کو ملتی ہے اسی درجہ کا
وہ مومن ہوتا ہے۔ اور اس کو خدا اور رسول کے
یہاں اسی حیثیت سے رفعت و سرفرازی ملتی ہے
بدر العلماء علامہ بدر الدین احمد قادری برکاتی
رضوی نوری عشقِ رسالت کے درجۂ کمال پر فائز
تھے۔ وہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
سچے عاشق زار تھے۔ انھوں نے اپنی پوری زندگی
محبت رسول میں گزاری۔ اور جس طرف نکلے
عشقِ نبی کی تحریک لے کر چلے۔ بزمِ تشنگانِ علومِ
نبویہ سے بلکہ عام سنی مسلمانوں کے اجلاس اور علماء
کرام کی مخصوص محفلوں تک ہر جگہ محبت رسول

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چراغ روشن کیا۔ آپ
کی زبان گویا ہوتی تو اپنے محبوب اور آقا کے ذکر
میں قلم چلتا۔ تو ناموس و عظمت مصطفیٰ کی پاسداری
میں۔ قدم اٹھتے تو الفت سرکار کی تحریک میں۔ ہر سال
شب معراج رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اپنی
طرف سے مٹھائی کا اہتمام کرتے۔ پوری رات بیدار
رہتے۔ اور رات کے آخری حصہ میں طلبہ و اساتذہ
کے سامنے معراج کے عنوان پر پُرمغز، سحر انگیز تقریر
فرماتے۔ اور یوم ولادت کے موقع پر آپ نے جلوس
محمدی نکالنے کی تحریک شروع کی اور الحمد للہ عمل
پیہم، جہد مسلسل کے ذریعہ بڑھیا کے اطراف و جوانب
کے ہزاروں ہزار آبادیوں کے مسلمانوں کو آمادہ کرلیا
جلوس میں شرکت کرنے والوں کے اجتماع کے لیے
اٹوا بازار کا انتخاب کیا۔ چند ہی سال میں دیکھا
گیا اٹوا بازار میں ہر طرف سے تقریباً ۵۰،۵۰ کلو
میٹر کی دوری سے مسلمان اپنی مختلف گاڑیوں، بس،
ٹرک، ٹرالی، موٹر سائیکل سے دیوانہ وار جمع ہونے
لگے اور آج تک وہ جلوس اپنی اسی شان آن
کے ساتھ نکلتا ہے۔ بارہ ربیع الاول شریف کو
اٹوا بازار میں ہزاروں ہزار گاڑیاں موجود ہوتی ہیں
عاشقان مصطفیٰ کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجزن ہوتا
ہے۔ اس وقت محسوس ہوتا ہے کہ حضرت بدر ملت
ایسے عاشق نبی تھے کہ انھوں نے دیوانگان
مصطفیٰ کی عظیم فوج تیار کر دی ہے۔ ان کی تصنیف
تعمیر ادب مکتب کے بچوں کے لیے ہے۔ ظاہراً یہ
لگتا ہے کہ معمولی کتاب ہے مگر اس میں تعظیم مصطفیٰ،
محبت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلت و اہمیت
ایسے اچھوتے اسلوب میں بیان فرمائی ہے کہ بچے پڑھتے
جاتے ہیں اپنے نبی کے خدوخال، سیرت اسوہ، تاریخ
ہجرت وغیرہ سے واقف ہوتے ہوئے بادۂ حب نبی
سے مخمور ہوتے جاتے ہیں۔ اور ابتدائی عمر میں جو محبت
بیٹھ جاتی ہے وہ بآسانی زائل نہیں ہوتی۔ گویا بدر
ملت کی کوشش رہی کہ بوڑھے جوان بچے مرد عورت
سب کو اپنے نبی کا وفادار غلام اور عاشق بنا دیا جائے۔
فارغ اوقات میں درود شریف پڑھتے رہتے اور
ہر طالب علم کو روزانہ سو بار درود غوثیہ پڑھنے اور
اس کی عادت بنانے کا حکم دیتے۔ ہفتہ، دو ہفتہ
میں ہر ایک سے استفسار فرماتے کہ درود غوثیہ
شریف روزانہ پڑھنے کا عمل جاری ہے یا نہیں؟
اگر کسی کے بارے میں معلوم ہو جاتا کہ وہ نہیں
پڑھتا ہے تو برہم ہوتے اور اسے سمجھاتے۔ آئندہ
پابندی سے پڑھنے کا حکم دیتے۔ اور فرماتے درود
شریف پڑھنے سے اپنے آقا کے ساتھ محبت پیدا
ہوتی ہے۔ ابھی سے عادت ڈالو۔ ہر جمعہ کو درود
جمعہ سو بار پڑھتے اور تمامی طلبہ سے اس کا التزام
کراتے۔

اپنے مریدوں ارباب تعلق کو درود شریف
پڑھنے اور حرز جان بنانے کی ترغیب و تشویق کرتے
چنانچہ اپنے ایک مکتوب بنام حافظ امام بخش تیغی
مظفرپوری ہیں۔ ان کو لکھتے ہیں۔

"میرا مشورہ ہے کہ درود پاک کو اپنا مربی
بنالیجئے۔ خود درود پاک پڑھئے اور اپنے شاگردوں
کو حکم دیں کہ وہ لوگ یا متفرق اوقات میں یا جلسہ
واحدہ میں روزانہ سو مرتبہ درود شریف کی گنتی

Scanned with CamScanner

ضرور پوری کرلیں۔ جمعہ کے دن مدینہ طیبہ کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوکر ہاتھ باندھے ہوئے درود جمعہ اپنے شاگردوں سے پڑھوائیں (مکتوبات ص۱۳۵)

اور یہ ظاہر ہے کہ جو جس کا دیوانہ ہوتا ہے اسی کی یاد میں مست رہتا ہے۔ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ۔ حضرت بدر ملت اپنے نبی کے عاشق تھے۔ حبیب رب العٰلمین کے دیوانہ تھے۔ اسی لیے صبح ہو یا شام، دن ہو یا رات، سفر ہو یا حضر رزم ہو یا بزم، خلوت ہو یا جلوت، ہر وقت ہر جگہ اپنے آقا کے ذکر یا ان کی عظمت کی بجاآوری، ان کی حمایت یا ان کی عزت وناموس کی حفاظت ان کے دشمنوں کے رد وابطال، یا ان کی سنتوں کو عام کرنے، ان کی شریعت کی ترویج، یا ان کے احکام پر عمل کی تاکید و ترغیب میں مشغول رہتے۔

اولیائے کرام سے محبت

اولیائے کرام خداوند قدوس کے برگزیدہ بندے ہوتے ہیں۔ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیارے ہوتے ہیں۔ ان سے الفت و محبت سعادت دنیا و آخرت کی موجب ہے۔ ان سے دشمنی خدا سے اعلان جنگ ہے۔

حضرت بدر العلما علیہ الرحمۃ اولیائے کرام سے غایت درجہ کی محبت رکھتے تھے۔ خاص طور پر پیر پیراں، دستگیر دستگیراں غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی، عطائے رسول خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، سلطان الشہدا حضرت سیدنا سالار مسعود غازی بہرائچ شریف اعظم المشائخ سیدنا مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھہ شریف، امام عاشقان مصطفیٰ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی، ان کے شہزادہ مفتی اعظم شبیہ غوث اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خاں قادری خلیفۂ اعلیٰ حضرت فقیہ اعظم صدر الشریعہ علامہ شاہ محمد امجد علی اعظمی شیر بیشۂ اہل سنت علامہ شاہ حشمت علی خاں قادری رضوی، مشائخ مارہرہ مقدسہ، جلالۃ العلم استاذ العلما حضور حافظ ملت علامہ عبد العزیز مبارکپوری، مجاہد سنیت علامہ حبیب الرحمٰن اڑیسوی، شعیب الاولیا حضرت شاہ یار علی براؤں شریف علیہم الرحمۃ والرضوان سے بڑی الفت رکھتے۔ اکثر آپ کی زبان ان کی تعریف وثنا میں محو رہتی اور بڑی عقیدت و نیازمندی کے ساتھ ان کا چرچا کرتے اپنی محفل میں جب ان کا ذکر کرتے تو ایسا لگتا کہ ہر بن مو سے ادب واحترام، شیفتگی و وارفتگی کے قطرات ٹپک رہے ہیں۔ دل عقیدتوں کا چشمۂ سیال بنا ہوا ہے۔ سرکار غوث اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ سے عقیدت و محبت کی روشن دلیل یہ ہے کہ اکثر تصلیہ میں سرکار غوث پاک کا نام شامل کرتے مثلاً یہ پڑھتے۔ یا لکھتے "وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُوْرِ عَرْشِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَعِتْرَتِہٖ وَابْنِہٖ السَّیِّدِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیْ اِلَی الْاَبَدِ اٰدِیِّ اَجْمَعِیْنَ"

خطبۂ مضمون یا خطبۂ تقریر میں کبھی یوں فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَالَ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ

Scanned with CamScanner

الیٰ صِراطٍ مُّستقیمٍ والصَّلاۃُ والسَّلامُ الاَکملانِ علیٰ رسولِ الانسِ والجانِّ الذی قالَ مَن وقّرَ صاحبَ بدعۃٍ فقد اعانَ علیٰ ھدمِ الاسلامِ وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ وازواجہٖ وابنہٖ الغوثِ الاعظمِ وعلیٰ شہیدِ محبتہٖ الشیخ احمد رضا قدوۃِ اھلِ الشریعۃِ والعرفانِ۔

اور جب کسی طرح دنیاوی پریشانی کا شکار ہوجاتے تو کسی صاحب ثروت یا با اثر انسان سے استمداد کے بجائے اپنے انھیں محبوبوں کی طرف لو لگاتے۔ انھیں کی بارگاہوں میں استغاثہ کرتے۔ انھیں کی روحانی توجہ طلب کرتے۔ چنانچہ ایک بار عطائے رسول خواجۂ خواجگاں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں یوں استغاثہ پیش کیا۔

یا سیدی السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم

بارگاہِ غوثیت کا نام لیوا بدرالدین احمد بے نوا، سرکار کی سلطنت ہند کی رعیت ہے۔ سرکار کو رب العزۃ جل شانہ نے غریب نواز بنایا ہے۔ یہ بے نوا اپنے کندھے پر قرض کا بوجھ رکھتا ہے۔ یا سرکار غریب نواز الغیاث، الغیاث، الغیاث، یا سیدی سگانِ دنیا کی طرف جھکنے سے بچائیے۔ المدد المدد المدد۔ فقط بدرالدین احمد

(مکتوبات ص۱۹۴)

اسی طرح سلطان الشہداء حضرت سیدنا سالار مسعود غازی بہرائچ کی بارگاہ میں استغاثہ تحریر کیا۔

از بدرالدین احمد خادم مدرسہ غوثیہ بڑھیا بستی

یا سیدی! السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم میں دینی، دنیوی حیثیت سے پریشان حال ہوں۔ سرکار کے نگاہ کرم کا محتاج ہوں۔

فقط بدرالدین احمد۔

اور مجدد اعظم اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں بھی استغاثہ ذیل کے الفاظ میں پیش کیا

استغاثہ بدرگاہ سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

از بدرالدین احمد، یا مرشدی یا سیدی السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم۔

بارگاہ رضویت کا نام لیوا بدرالدین احمد بیکس و بے نوا ہے۔ اس کے حق میں تجلی جلال کا ظہور ہے۔ سرکار کرم فرمائیں کہ تجلی جمال کے ظہور کی ٹھنڈک بدرالدین احمد کو نصیب ہو۔ یا سیدی الغیاث الغیاث الغیاث

فقط بدرالدین احمد

(مکتوبات بدر ملت ص۱۹۳)

ان استغاثات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ انہیں اپنا مرجع و مآل سمجھتے تھے۔ کشادہ حالی و تنگ حالی دونوں میں ان سے ہی لو لگاتے۔ کسی دنیا دار سے اپنی پریشان حالی بیان نہ فرماتے۔ عرض یوں کرتے۔

تیرے ٹکڑوں پہ پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

عرس خواجہ غریب نواز، عرس اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم، عرس مارہرہ مقدسہ، عرس حافظ ملت،

عرس صدر الشریعہ، عرس سید سالار مسعود غازی عرس مخدوم اشرف کچھوچھہ کی تقریب مدرسے میں کرتے حسب وسعت ان بزرگوں کے آستانوں پر حاضر ہوتے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کی عقیدت کا یہ واقعہ افادہ سے خالی نہ ہوگا

آپ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبد الصمد صاحب قادری نوری رضوی ایک بار سخت بیمار ہوئے تو آپ کے پاس خط لکھا اور دعائے شفایابی کی گزارش کی۔ آپ نے جواباً درج ذیل نسخہ شفا تحریر فرمایا۔ کنز الایمان ترجمہ قرآن مجید مختلف مطابع سے چھپ کر شائع ہوا مگر کتابت کی غلطی سے کوئی بھی نسخہ محفوظ نہیں۔ آپ غسل کر کے دو رکعت نماز پڑھیں اور بارگاہِ احدیت جل جلالہٗ میں یوں عرض کریں۔

یا اللہ یا رحمٰن، یا رحیم! جب تو مجھے شفایاب فرمادے گا تو میں بعونہ تعالیٰ اعلیٰ حضرت کے ترجمۂ قرآن کی اصل نسخہ سے تصحیح نقل کا فریضہ انجام دوں گا۔ (مکتوبات بدر ملت ص۱۸۱)

اس سے اندازہ لگائیں کہ آپ کو اعلیحضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ سے کتنی محبت تھی۔ مریض کے لیے شفا کا نسخہ بھی یہ تجویز کرتے کہ ان کے محبوب کی کتاب د ترجمہ کی تصحیح و اصلاح کی منت مانی جائے۔ یقیناً ایک عاشق زار کی یہی حالت و کیفیت ہوتی ہے۔

امر بالمعروف نہی عن المنکر

بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں آپ شہزادۂ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مفتی اعظم علامہ شاہ مصطفےٰ رضا خاں قادری رضوی نوری علیہ الرحمۃ کے مظہر اتم تھے۔ جن لوگوں نے انھیں دیکھا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں۔ بطور ثبوت چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔ (۱) اپنے ایک معتقد محمد اسلام بمبی کے نام لکھا۔

”اگر آپ بیوی والے ہیں تو بیوی کو پردہ میں رکھیے۔ غیر مرد کے سامنے ہرگز ہرگز نہ ہوں۔ اور اپنے بچوں کو خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام سکھائیے۔ ان کو بچپن ہی میں نماز کی تعلیم دیں اور نہ تاکید رکھیں۔ آپ کی بیوی نماز پڑھے۔ حیا باختہ بے پردہ عورت کو اپنی بیوی کے پاس نہ آنے دیں۔ بمبئی کی دنیا میں عورتوں، لڑکیوں کا حال بہت برا ہے۔ دین کا تقاضا ہے کہ اپنے بال بچوں کو جہنم سے بچاؤ۔ ان کو اسلامی راستے پر چلاؤ۔ ان کو خلاف شرع لباس پہننے سے روکو (مکتوبات ص۱۷۱)

(۲) حضرت علامہ منشا تابش قصوری پاکستان نے آپ کے پاس مکتوب بھیجا۔ اس کے اوپری سرے پر لکھا تھا ”انجمن رضائے حبیب“ اور حبیب کے اوپر ۳ تحریر تھا۔ اس پر حکم شرع بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”مرسلہ پیڈ کے ماتھے پر انجمن رضائے حبیب میں حبیب پر ص لکھا ہوا ہے۔ تعجب ہے کہ ایسا کیوں ہے۔؟ جب کہ شرعاً صلعم، ص، ع، ر، کا لکھنا حرام ہے۔ (مکتوبات ص۱۱۹)

(۳) ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے سید مختار الدین صاحب اپنے پوسٹ کارڈ میں ملک العلماء کے سامنے ”رح“

Scanned with CamScanner

اور کلمۂ جلالت لکھا اس سے انھیں منع فرماتے ہوئے ان کے پاس لکھا۔

" اپنے مرسلہ کارڈ میں آپ نے ملک العلماء کے لفظ کے سامنے " رح " کا اشارہ لکھا ہے اور اسی پوسٹ کارڈ میں دو جگہ کلمۂ جلالت لکھا ہے حالاں کہ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے پوسٹ کارڈ میں کلمۂ جلالت لکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اور یہ تعلیم دی ہے کہ اس کی جگہ مولیٰ تعالیٰ لکھا جائے۔ اور فقہائے کرام نے جس طرح درود شریف کے بدلے " صلعم، ع، صلعم" لکھنے سے منع فرمایا ہے یوں ہی کلمۂ ترضی، کلمۂ ترحم، " رض، رح" لکھنا منع فرمایا ہے۔

(مکتوبات بدر ملت ص۱۵۱)

(۴) ایک صاحب نے آپ کے پاس لکھا کہ میں مسٹر شبلی نعمانی اور ندوہ کی کتابیں پڑھ چکا ہوں۔ اور پڑھ رہا ہوں مگر میں شیر بیشۂ اہل سنت اور مفتیٔ اعظم کا غلام ہوں اس لیے میرا عقیدہ نہ بگڑے گا۔ آپ انھیں بد مذہبوں کی کتابیں پڑھنے سے باز رہنے کا حکم دیتے ہوئے نہایت دلکش اسلوب میں فرماتے ہیں۔

جب آپ سرکار شیر بیشۂ اہلسنت کے نام لیوا اور سرکار مفتیٔ اعظم ہند کے مرید اور غلام ہیں تو دشمن دین شبلی نعمانی اور مودودی کے تصنیفات کے مطالعہ کا حق آپ کو کہاں سے ملا۔ پیر و مرشد کی تحریری ہدایت کے خلاف چلنے سے کامیابی مل سکتی ہے۔؟ ایمان و عقیدہ کی حفاظت و بقا کے معاملہ میں اپنی ذات پر بھروسہ ایک سنگین دھوکہ ہے۔ (چند سطور کے بعد) دشمنان سنیت کی کتابوں کا مطالعہ کرنے والا مطالعہ کرتا جا رہا ہے ابلیس تاک اور گھات میں ہے اگر اس نے سنیت کے خلاف کسی عقیدہ کو جما دیا تو مطالعہ کرنے والا کیا کر سکتا ہے۔ آپ کہیں گے کہ پیران کرام کی نگاہ عنایت شیطان کے وسوسے سے بچائے گی۔ لیکن جب پیران کرام کی ہدایت کے خلاف چل رہا ہے تو ان کی نگاہ عنایت کا مستحق ہی کہاں رہ گیا۔ اب وہ نگاہ قہر کا حقدار بن گیا۔

(۵) کسی مرد کو تانبہ، پیتل، سونے، لوہے، کے انگوٹھی یا چاندی کی دو انگوٹھیاں یا چند نگوں والی ایک یا کئی انگوٹھیاں پہنتے دیکھتے تو فوراً اتروا تے سخت ناراضگی کا اظہار کرتے۔

(۶) حضور مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ اور اکابر علماء کا فتویٰ یہی ہے کہ چین دار گھڑی پہننا جائز نہیں۔ آپ اپنے پیر و مرشد کے فتوے اور ارشاد کے بڑے پابند تھے۔ طلبہ و متعلقین کو چین دار گھڑی پہننے سے منع فرماتے۔ اور چین دار گھڑی پہننے والے کے پیچھے نماز نہ پڑھتے۔

(۷) داڑھی منڈانے سے بتاکید شدید منع فرماتے اگر آپ کی خدمت میں کوئی داڑھی منڈا آجاتا۔ تو اسے زجر فرماتے۔ اور آئندہ داڑھی موافق شرع رکھنے کا عہد لیتے۔

حاصل یہ کہ آپ برملا لوگوں کی اصلاح فرماتے امر بالمعروف نہی عن المنکر میں ذرہ برابر تامل نہ کرتے۔ گویا اس حدیث ذیل کے مصداق کامل تھے

مَنْ رَأَىٰ مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ

Scanned with CamScanner

وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ (مسلم شریف)

خدمات اسلام

حضرت بدر العلماء علامہ شاہ مفتی بدر الدین احمد صدیقی رضوی علیہ الرحمۃ کی حیات طیبہ خدمتِ اسلام کے لیے وقف تھی۔ پوری زندگی خدمت مذہب، اشاعت مسلک میں صرف کی

تدریس

استحکامِ ایمان وعقائد، نشرِ سُنت وشریعت، تبلیغ احکامِ اسلام کا زریں طریقہ تدریس ہے۔ اس لیے آپ نے اپنی زندگی کا اہم محور تدریس کو بنایا۔ اور دمِ واپسیں تک تدریسی شغل رکھا۔

آغازِ تدریس

آپ نے تدریسی خدمت کا آغاز اپنے مادرِ علمی دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور سے کیا۔ وجہ یہ ہوئی کہ ۱۰ شعبان المعظم سنہ ۱۳۷۱ھ مطابق سنہ ۱۹۵۲ء کو جب آپ فارغ ہوگئے اور تعطیل کلاں کے لیے گھر روانہ ہونے لگے تو تاج العلماء استاذ الاساتذہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ نے عنایت خسروانہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تعطیل کلاں گزار کر آپ دار العلوم آجائیے حضرت اپنے شیخ کے حکم کے مطابق شوال سنہ ۱۳۷۱ھ کو دار العلوم اشرفیہ حاضر ہوگئے۔ اور آپ کو معین المدرسین کی حیثیت سے اپنے مادرِ علمی میں خدمتِ تدریس تفویض ہوئی۔ ۲۵ رجب المرجب سنہ ۱۳۷۲ھ تک اپنے کریم اساتذہ کی چھاؤں میں رہ کر اپنی استعداد وصلاحیت میں نکھار پیدا کرتے رہے اور طلبہ کو محنت وجانفشانی کے ساتھ پڑھاتے رہے۔ پھر موضع کوٹواری ضلع بلیا اور اس کے قرب وجوار میں بڑھتی ہوئی بدمذہبیت، لادینیت صلح کلیت، دہریت کے سدباب کے لیے ایک داعیٔ فکر وعمل، مجاہدانہ کردار واطوار، مصلحانہ اخلاق وگفتار کے حامل عالم کی ضرورت حضور حافظ ملت کی خدمت میں پیش کی گئی۔ تو فوری طور پر آپکو حافظ ملت نے وہاں بھیج دیا۔ ۲۸ رجب سنہ ۱۳۷۲ھ کو آپ موضع کوٹواری پہنچے اور اپنے حسن تدبیر، اخلاق آثار، بلند اقدار دل نشیں وعظ وبیان، شیریں کلامی کے ذریعہ اصلاحِ احوال، تطہیرِ معاشرہ، تصحیح عقائد وایمان کا ایسا انقلاب آفریں کارنامہ انجام دیا کہ بدمذہبیت وہابیت کا امنڈتا سیلاب تھم گیا۔ باطل کے مزاعم خاک آلود ہوگئے۔

چوں کہ بدر ملت تدریسی صلاحیت کے تاجور تھے اس لیے حضور حافظ نے ۲۲ ذی قعدہ سنہ ۱۳۷۲ھ ۳ اگست سنہ ۱۹۵۳ء کو درسِ نظامی کی تدریس کے لیے انجمن معین الاسلام شہرِ بستی جانے کا آپ کو حکم فرمایا۔ آپ تاریخ مذکور میں مدرسہ معین الاسلام پرانی بستی کے مدرس ہوگئے اور ڈھائی سال تک اپنے علم وعرفان کا جوہر لٹاتے رہے۔ اس مدت میں آپ نے عمدہ تدریس وتعلیم، طلبہ کی حسین تربیت اور ان کے ظاہر وباطن کی اصلاح، انجمن کے نظام تعلیم کو سدھارنے کا اہم کارنامہ انجام دیا۔ جس کی بنیاد پر آپ بڑی مقبولیت کے حامل ہوگئے۔ اپنے صلاح وتقویٰ، زہد وورع حسن رفتار وگفتار، خوبیٔ افعال وکردار، پختگیٔ علم وعمل کے سبب طلبہ عوام وخواص سب کے مرکز توجہ ہوگئے۔ بستی اور

Scanned with CamScanner

اس کے اطراف و جوانب میں آپ کی شہرت عامہ ہوگئی۔ آپ کے ابدانِ علم و فضل سے سیرابی لینے کے لیے ہر طرف سے طالبانِ اسلام کشاں کشاں آنے لگے۔ مگر کچھ نامساعد حالات کے پیش نظر آپ نے استعفاء دیدیا

دار العلوم فیض الرسول میں

حسن اتفاق یہ کہ انجمن معین الاسلام پرانی بستی سے علاحدہ ہوئے آپ کو چند ماہ ہوئے تھے کہ پیشوائے اصفیا حضرت شعیب الاولیا صوفی شاہ محمد یار علی علیہ رحمۃ اللہ العلی نے مکتب فیض الرسول براؤں کو دار العلوم کی شکل دے دی۔ اور یکم ذی الحجہ ١٣٧٥ھ مطابق ١٠ جولائی ١٩٥٦ء کو اپنے دار العلوم میں تدریس کی دعوت پیش کی۔ آپ وہاں پہنچے۔ اس موقع پر کئی اور جید اساتذہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ انہیں میں فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ بھی ہیں۔ البتہ علمی جاہ و جلال نیز فضل و کمال میں بدرِ ملت علیہ الرحمۃ سب پر فائق تھے۔ اسی لیے حضرت شعیب الاولیاء نے آپ کو عہدۂ صدارت پر فائز فرما کر اپنے دار العلوم کی تابناکی اور بلند اقبالی کا دروازہ کھول دیا۔ پھر آپ نے تقریباً اٹھارہ سال تک دار العلوم فیض الرسول میں صدر مدرس کی حیثیت سے بڑی جانفشانی، دماغ سوزی و جگر کاوی، خلوص و لگن، جہد مسلسل، عمل پیہم کے ساتھ دین کی زریں علمی عملی خدمات انجام دے کر دار العلوم اور اس کی ارض و فضا اور نظام تعلیم و تربیت کے لیے ناقابل فراموش یادگار بن گئے۔

اس دار العلوم میں آپ کی تقرری جہاں اس کی بلند اقبالی کے لیے نیک فال ثابت ہوئی وہیں خود صاحب تذکرہ کے لیے بھی بڑی نتیجہ خیز اور بار آور ہوئی دار العلوم کے حق میں تو یوں کہ آپ نے طلبہ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ، اساتذہ و اراکین سے حسنِ معاملگی کے ساتھ دار العلوم کا معیارِ تعلیم ایسا بلند و بالا کر دیا کہ مدت قلیل میں ایک مثالی اور ممتاز دانش کدہ بن کر بین الاقوامی شہرت کا حامل ہوگیا۔ ہر سو علم کی بہار، فکر و دانائی کی بھینی بھینی خوشبو سے فضائیں مشکبار ہوگئیں۔

دار العلوم کی ہر آنے والی گھڑی میں عروج و ترقی کے آثار نمایاں محسوس ہونے لگے۔ اس لیے کہ ایک طرف تشنگانِ علم کی ہر روز بڑھتی قطار تھی۔ تو دوسری طرف ماہر تدریس اساتذہ کا اضافہ اور ان کا انتخاب رو بہ عمل، تیسری طرف دار العلوم کی فلک پیما درسگاہی عمارات کی شاہ کار تعمیری سرگرمی۔ غرض حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کے وجود مسعود کی برکتیں لوگوں نے بچشم سر ملاحظہ کیا۔ کہ بڑے بڑے علماء و فضلاء، حفاظ و قراء کی لمبی فوج تیار ہوگئی۔ ان میں بعض میدان تدریس کے شہسوار ہوئے اور بہت سے فقہ و افتاء کے تاجور بعض میدانِ وعظ و تقریر کے یگانۂ عصر ہوئے۔ بعض تبلیغ و ارشاد کے سرچشمہ۔

اور دار العلوم فیض الرسول میں تقرری صاحب تذکرہ کے حق میں اس لیے فال نیک ثابت ہوئی کہ آپ علم و عمل کے موجزن سمندر تھے۔ تدریس و افتا کے فنکار اور بحر شریعت و طریقت کے شناور تھے۔ اس لیے ضرورت تھی کہ کسی ایسے دار العلوم میں علم و عرفان کا جام چھلکانے

علمی تشنہ کاموں کو آسودہ کام کرنے کا موقع میسر ہو۔ جہاں عوام کی بالادستی نہ ہو۔ تاکہ اپنے تلاطم خیز علمی موجوں سے زیادہ سے زیادہ طالبانِ اسلام کو سیراب کرسکیں۔ چنانچہ آپ نے دارالعلوم فیض الرسول کو درحقیقت فیض الرسول بنا دیا۔ اور کھل کر فکر و آگہی، علم و دانش، فہم و بصیرت، استعداد و صلاحیت حسنِ تربیت کا باڑا تقسیم کیا۔

آپ کی روشن خدمات کے اعتراف میں خود سربراہ اعلیٰ شعیبِ الاولیاء فرماتے ہیں "

" حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب فیض الرسول کی روح ہیں " (مکتوبات بدر ملت ص۱۶)

اور حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ ۱۳۸۵ھ میں براؤں شریف تشریف فرما ہوئے۔ دارالعلوم کے نظم ونسق کا جائزہ لیا۔ اور بریلی شریف واپس پہونچ کر ایک گراں قدر تاثراتی خط ارسال کیا۔ اس میں ہے۔

" فیض الرسول کو دیکھ کر معلوم ہوا کہ واقعی یہ فیض الرسول ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم) مولائے کریم عزوجل اسے روزافزوں ترقیاں بخشے۔ اور اس کے فیوض کو عام تر فرمائے دل بہت مسرور ہوا۔ تعلیم اچھی تربیت بہتر۔ سنیت کی تبلیغ، رضویت کی اشاعت، سنت کی ترویج کا جذبہ، جو فیض الرسول میں پایا کہیں نہ پایا۔ (مکتوبات بدر ملت ص۱۷)

اور ادیب شہیر ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم مصباحی بستوی تحریر فرماتے ہیں۔ جس زمانے میں حضرت مولانا بدرالدین احمد رضوی دارالعلوم فیض الرسول میں مدرس اول تھے اس زمانے میں ادارے کا تعلیمی معیار بڑا اونچا تھا۔ ملک کے طول و عرض میں اس ادارہ کی شہرت جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی تھی لیکن جب آپ اس ادارے سے سبک دوش ہو کر مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا چلے گئے۔ تو ادارے کا تعلیمی معیار روز افزوں فروتر ہوتا گیا حتیٰ کہ طلبہ کی تعداد میں ایک حد تک کمی محسوس ہونے لگی ان شہادتوں سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ حضرت بدر ملت علیہ الرحمہ نے دارالعلوم فیض الرسول کو عروج و ارتقاء کی اوج ثریا پہ پہونچایا۔ اور اسے عالمگیر شہرت عطا کرنے میں کلیدی رول ادا کیا ہے۔ اس سے ان کے اخلاصِ عمل جذبۂ دینی ولولۂ اشاعت، حوصلۂ تائید مذہب کا پتہ چلتا ہے

فیض الرسول سے بدر العلماء کی بذریعہ استعفاء علیحدگی

مذکورالصدر بیان سے معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت بدر العلماء نے دارالعلوم فیض الرسول کو عروج و ارتقاء کے نقطۂ انتہا پر پہنچانے میں سعی بلیغ فرمائی ہے۔ اپنی تدریسی زندگی کے بیشتر اوقات اسی میں صرف کیا۔ مگر زندگی کے آخری مرحلے میں استعفاء دے کر اس سے الگ ہو گئے۔ اس پر یہ سوال ہوتا ہے کہ آپ نے دارالعلوم چھوڑا کیوں؟

اس کا جواب حضرت بدر العلماء کا مندرجہ ذیل خط ہے۔ جو انھوں نے اپنے ایک مخلص شاگرد دارالعلوم کے فاضل مولانا حافظ و قاری امام بخش صاحب تیغی ویشالوی کے نام لکھا ہے۔ انھوں نے یہی سوال بذریعۂ خط اس وقت کیا تھا جب حضرت دارالعلوم سے دست بردار ہونے والے تھے۔ اور آپ نے جواباً تحریر فرمایا تھا۔

از براؤں شریف۔ ۲۲/جو/۷۴ یکم رجب ۱۳۹۴ھ

دوشنبہ مبارکہ

عزیز گرامی!

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم۔

عرصہ ہوا آپ کا اخلاص نامہ آیا تھا۔ جواب اب جا رہا ہے۔ ادارہ فیض الرسول تو آپ کے زمانۂ تعلیم ہی میں الٰہ آباد بورڈ عربی فارسی سے الحاق

ہوچکا تھا۔ اس وقت یہ بورڈ صرف مدرسہ کو امداد دیتا تھا۔ لیکن آج تین برس پہلے کا قصہ ہے کہ بورڈ نے مدرسہ کے مدرسین کو بھی امدادی تنخواہ دینا شروع کیا۔ چنانچہ جب ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۱ء میں مدرسین کے نام پر امدادی تنخواہیں آئیں۔ تو سب لوگوں نے لیا میں نے انکار کر دیا۔ اور وہ روپیہ نہیں لیا۔ پارسال (گزشتہ سال) سے بورڈ کے قانون کے مطابق یہاں تمام رجسٹر انگریزی تاریخ کے مطابق کر دیئے گئے۔ ہاں رجسٹر حاضری مدرسین میری وجہ سے دو بنانا پڑا۔ ایک اسلامی تاریخ کے مطابق اور دوسرا انگریزی تاریخ کے موافق میرا دستخط اسلامی تاریخ والے رجسٹر پر ہوتا رہا لیکن باقی علماء اسلامی اور انگریزی دونوں رجسٹر پر دستخط کرتے رہے۔ امسال جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ سے عربی والا رجسٹر ختم کر دیا گیا اور انگریزی تاریخ والا چالو کھا گیا۔ اور مجھ سے مطالبہ ہوا کہ انگریزی تاریخ والے رجسٹر پر آپ بھی دستخط کریں۔ میں نے صاف انکار کر دیا کہ میں انگریزی تاریخ والے رجسٹر پر ہرگز دستخط نہیں کروں گا۔ بعد میں علماء حضرات نے دستخط سے انکار کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ عربی میں رجسٹر تیار ہوتا کہ دونوں رجسٹروں پر ہم لوگ بھی دستخط کریں۔ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۹۴ھ بدھ کا دن گزار کر رات میں میٹنگ ہوئی اور سب لوگوں نے طے کیا کہ الحاق برقرار رکھا جائے گا اور حساب وکتاب سب انگریزی تاریخ کے مطابق رہیں گے۔ میری طرف سے اعلان ہوا کہ اب میں ادارہ ہٰذا میں اپنے فرائض انجام دینے سے قاصر ہوں اور بتا دیا کہ انشاء اللہ المولیٰ تعالیٰ ۱۶ شوال سے

ذریعۂ استعفا میں الگ ہو جاؤں گا۔ میرے اس اعلان سے لوگوں کو تھوڑا تاثر رہا۔ اور مینیجر صاحب نے صرف تنہا میرے لیے ایک رجسٹر بنانے کے لیے دفتر والوں کو ہدایت دی ہے۔ اب میری طبیعت اتنی اکتا چکی ہے کہ میں یہاں پر رہنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ اور پختہ ارادہ اور عزم محکم باعتمادِ حصول رضائے الٰہی وخوشنودی سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کر لیا ہے کہ ۱۶ ارشوال ۱۳۹۴ھ سے یہاں سے انشاء المولیٰ تعالیٰ مستعفی ہو جاؤں گا۔ میرے حق میں استقامت وتصلب کے لیے اپنے اوقات خاص میں بارگاہِ احدیت جل جلالہ میں دعا کرتے رہا کریں گے۔ حضرت ناظم اعلیٰ صاحب اور حضرت صاحب سجادہ اور دیگر اساتذہ کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ فقط والسلام

بدرالدین احمد قادری رضوی۔
دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف بستی۔
(مکتوبات ص ۱۴۵)

اس خط سے چند باتیں واضح ہوئیں۔

(۱) الحاق ہونے کے بعد سے اولاً دارالعلوم کے لیے امدادی رقم آتی رہی۔ اور ۱۳۹۰ھ میں پہلی بار سارے مدرسین کے نام ایڈ کی تنخواہ آئی۔

(۲) سارے مدرسین نے اپنی تنخواہیں لے لیں مگر بدرالعلما علامہ مفتی بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمۃ نے لینے سے صاف انکار کر دیا۔

(۳) اس دوران اساتذہ صرف عربی تاریخ والے رجسٹر پر دستخط کرتے رہے۔ ۱۳۹۱ھ سے دارالعلوم کے سارے رجسٹر عربی تاریخ کے حساب سے کر دیئے گئے

ہاں رجسٹر حاضری مدرسین حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کی وجہ سے انگریزی و عربی دونوں حساب سے تیار ہوئے۔ اور آپ کے علاوہ سارے اساتذہ دونوں پر دستخط کرتے رہے۔

(۵) جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ میں صرف انگریزی حساب سے رجسٹر حاضری مدرسین بھی تیار کیا گیا۔ اس پر صرف حضرت والا موصوف نے دستخط سے انکار کیا۔ البتہ اس کے بعد دیگر اساتذہ نے بھی عربی تاریخ والے رجسٹر کی فرمائش کی۔

(۶) ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۴ھ کو ارکان ادارہ نے قطعی فیصلہ یہ سنایا کہ رجسٹر حاضری مدرسین صرف انگریزی حساب سے رہے گا اور سب کو اس پر ہی دستخط کرنا ہوگا۔ اس پر صرف حضرت مفتی بدر الدین احمد علیہ الرحمۃ نے انکار کرتے ہوئے ۱۶ شوال ۹۴ھ سے اپنی سبکدوشی کا اعلان کیا۔

اس تفصیل سے درخشاں آفتاب کی طرح واضح ہوتا ہے کہ حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ دار العلوم سے اس وجہ سے علاحدہ ہوئے کہ انہیں انگریزی حساب والے رجسٹر پر دستخط کے لیے مجبور کیا گیا۔

انگریزی/عربی تاریخ کی شرعی حیثیت

اور ظاہر ہے کہ انگریزی تاریخ والے رجسٹر پر دستخط کرنا عربی یعنی قمری تاریخ کو پس پشت ڈالنا ہے۔ جبکہ قمری تاریخ ہی عربی اور اسلامی تاریخ ہے۔ چنانچہ کتب تفاسیر میں اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا (پ۱۰ ع۱۱ آیت ۳۶) کی تفسیر میں تصریح ہے۔ مفاتیح الغیب المشتہر بالتفسیر الکبیر للامام محمد الرازی میں ہے۔ اِعْلَمْ اَنَّ السَّنَةَ عِنْدَ الْعَرَبِ عِبَارَةٌ عَنْ اِثْنَىْ عَشَرَ شَهْرًا مِّنَ الشُّهُوْرِ الْقَمَرِيَّةِ وَالدَّلِيْلُ عَلَيْهِ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (ج۶ ص۱۲ تفسیر آیت ۳۶) کہ جان لو کہ اہل عرب کے نزدیک سال قمری بارہ مہینوں کا نام ہے۔ اس پر یہ آیت دلیل ہے۔ نیز اسی میں ص۱۲ پر ہے۔

قَالَ بَعْضُهُمُ الْمُرَادُ مِنَ الْكِتَابِ الْقُرْاٰنُ وَقَدْ ذَكَرْنَا اٰيَاتٍ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّ السَّنَةَ الْمُعْتَبَرَةَ فِىْ دِيْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِىَ السَّنَةُ الْقَمَرِيَّةُ وَاِذَا كَانَ كَذٰلِكَ كَانَ هٰذَا الْحُكْمُ مَكْتُوْبًا فِى الْقُرْاٰنِ.

اور بعض کا قول ہے کہ کتاب سے مراد قرآن ہے اور ہم نے چند آیتیں ذکر کی ہیں جو اس پر دلیل ہیں کہ دین محمدی میں معتبر سال، قمری سال ہے۔ اور جب ایسا ہے تو یہ حکم قرآن کے اندر نوشتہ ہے۔

اور واضح رہے کہ مسلمانوں کو اپنے سارے معاملات قمری سن و تاریخ کے اعتبار سے ہی کرنا واجب ہے۔ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اپنی مشہور زمانہ تفسیر، مفاتیح الغیب میں رقمطراز ہیں۔

قَالَ اَهْلُ الْعِلْمِ الْوَاجِبُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ بِحُكْمِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اَنْ يَّعْتَبِرُوْا فِىْ بُيُوْعِهِمْ وَمُدَدِ دُيُوْنِهِمْ وَاَحْوَالُ زَكٰوتِهِمْ وَسَائِرِ اَحْكَامِهِمُ السَّنَةَ الْعَرَبِيَّةَ بِالْاَهِلَّةِ وَلَا يَجُوْزُ لَهُمْ اِعْتِبَارُ السَّنَةِ الْعَجَمِيَّةِ وَالرُّوْمِيَّةِ (ج۶ آیت ۳۶ سورۃ التوبۃ) کہ علمائے اسلام نے ارشاد فرمایا کہ آیت مذکورہ کے ارشاد کے مطابق مسلمانوں پر واجب ہے کہ اپنی خرید و فروخت اور قرضوں کی مدت

Scanned with CamScanner

مقرر کرنے اور زکوٰۃ کا سال متعین کرنے اور اپنے سارے احکام و معاملات برتنے میں چاند کے حساب سے عربی سال کا اعتبار و لحاظ کریں۔ مسلمانوں کو عجمی اور رومی سال کا لحاظ کرنا جائز نہیں ہے۔

اور تفسیر خازن میں قمری سن و ماہ کے ذکر کے بعد ہے۔

فَالْوَاجِبُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ الْاَخْذُ بِهٰذَا الْحِسَابِ وَالْعَدُّ فِيْ صَوْمِهِمْ وَحَجِّهِمْ وَاَعْيَادِهِمْ وَبِيَاعَاتِهِمْ وَاٰجَالِ دُيُوْنِهِمْ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ سَائِرِ اَحْكَامِ الْمُسْلِمِيْنَ الْمُرَتَّبَةِ عَلَى الشُّهُوْرِ (ج ۲ ص ۳۵ تفسیرات احمدیہ ۳۶ سورۂ التوبۃ)

کہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اسی (قمری) حساب پر عمل کریں اور اپنے روزے اور حج کے شمار کرنے اور عیدوں اور خرید و فروخت اور قرضوں کی مدتیں مقرر کرنے اور اپنے دیگر احکام میں چاند کے حساب پہ چلیں۔

یہی وجہ ہے کہ فقہائے اسلام نے صراحت کر دی ہے کہ زکوٰۃ و حج وغیرہ عربی مہینوں کے اعتبار سے ہی فرض ہیں۔ انگریزی مہینوں کے اعتبار سے زکوٰۃ دینا حرام ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص مالک ہے جائداد زمینداری وغیرہ کا۔ اور اس کی آمدنی مختلف اوقات میں وصول ہوتی رہتی ہے اور مال گزاری و نیز دیگر اخراجات میں خرچ ہوتی رہتی ہے اور ایسی صورت میں حساب سالانہ انگریزی ماہ اکتوبر سے شروع ہوتا ہے۔ اور ماہ ستمبر میں ختم کیا جاتا ہے۔ لہٰذا جو رقم بعد اخراجات کے آخر سال پر باقی رہتی ہے اس پر زکوٰۃ کب واجب ہوگی۔ کس وقت اس کو ادا کرنا چاہئے۔ بینوا توجروا

تو اس کے جواب میں آپ تحریر فرماتے ہیں

"ستمبر اکتوبر کا اعتبار حرام ہے نہ اس کے اوقات آمدنی پر لحاظ بلکہ سب میں پہلی جس عربی مہینے، جس تاریخ، جس گھنٹے، منٹ پر وہ ۶۵ روپیہ کا مالک ہوا اور ختم سال تک یعنی وہی عربی مہینہ، وہی تاریخ، وہی گھنٹہ منٹ دوسرے سال آنے تک اس کے پاس نصاب باقی رہی وہی مہینہ تاریخ منٹ اس کے لیے زکوٰۃ کا سال ہے۔ آمدنی کا سال کبھی سے شروع ہوتا ہو اس عربی مہینہ کی اس تاریخ منٹ پر اس کی زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۴۲۵ رضا دارالاشاعت بریلی شریف)

معلوم ہوا کہ حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ نے ایک اہم حکم شرعی پر عمل کرتے ہوئے دارالعلوم فیض الرسول سے دست برداری کی اور بدر ملت علیہ الرحمۃ جیسے تقویٰ شعار عامل بالشرع ذات سے اسی کی توقع و امید بھی رکھی جا سکتی ہے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ جن حضرات نے بدر ملت کے شب و روز اور سال دیکھے تھے۔ دارالعلوم کے الحاق سے لیکر اساتذہ کی امدادی تنخواہ آنے پھر انگریزی والے رجسٹر کا مسئلہ اور کمیٹی کا فیصلہ پھر بدر ملت کا اعلانیہ استعفا اور سبب علیحدگی بچشم سر ملاحظہ کیا تھا۔ ان میں سے ایک کرم فرمانے جب ان سے حضرت بدر ملت کے دارالعلوم سے دست بردار ہونے کے تعلق سے سوال ہوا تو ایسا عجیب و غریب جواب تحریر کیا۔

Scanned with CamScanner

کر شکوک و شبہات کے نہ جانے کتنے سوتے پھوٹتے نظر آتے ہیں اور انہیں مجرموں کی صف میں کھڑا کرنے میں کوئی دریغ نہیں کی ہے۔ لیجئے ذرا کلیجہ تھام کر وہ سوال و جواب کا خاص حصہ ملاحظہ فرماتے چلئے۔

کہا جاتا ہے کہ مولانا بدرالدین احمد رضوی نے الحاق کی وجہ سے فیض الرسول براؤں شریف کی ملازمت چھوڑی ہے۔ تو کہاں تک صحیح ہے؟۔

جواب میں ہے۔ رہی مولانا بدرالدین احمد رضوی قدس سرہٗ کی بات کہ انھوں نے الحاق کی وجہ سے فیض الرسول براؤں شریف کی ملازمت چھوڑی تو یہ ان کے چند چھوٹے مریدین کا الحاقی مدارس کے علما کی تحقیر اور اپنے پیر کی تعظیم کے لیے جھوٹا پروپگنڈہ ہے۔ جو بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ اس لیے کہ ان کے براؤں شریف چھوڑنے کی وجہ کچھ اور ہے۔ جو دارالعلوم فیض الرسول کے داخلی اور اندرونی حالات جاننے والوں سے پوشیدہ نہیں اگر وہ الحاق کے سبب فیض الرسول سے مستعفی ہوئے ہوتے تو وہ اس کی ممبری سے بدرجۂ اولیٰ استعفا دے کر الگ ہو جاتے۔ اس لیے کہ الحاق سے متعلق ساری مکاریوں اور فریب کاریوں کے ذمہ دار الحاقی مدارس کے اراکین و ممبران ہی ہوتے ہیں۔ لہٰذا تاوقتے کہ وہ مستعفی ہو کر الگ نہ ہو جائیں ان مدارس کی غلط کاریوں سے وہ بری نہیں ہو سکتے۔

(چند سطور کے بعد ہے) خلاصہ یہ ہے کہ الحاقی مدارس کی غلط کاریوں کے ذمہ دار اس کے ممبران و اراکین ہیں۔ نہ کہ مدرسین و ملازمین۔ مولانا بدرالدین احمد رضوی اگر الحاق کے سبب فیض الرسول براؤں شریف کی مدرسی سے مستعفی ہوئے ہوتے تو اس کی ممبری سے وہ ضرور استعفا دے کر الگ ہو جاتے۔ حالانکہ وہ اپنی زندگی کے آخری لمحے تک الحاق مدرسہ فیض الرسول کے ممبر رہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول ج۲ ص۲۱)

اس جواب کا جائزہ لیا جائے تو درج ذیل باتیں اجاگر ہوتی ہیں۔

(۱) انھوں نے دارالعلوم کے الحاق کی وجہ سے دارالعلوم کو نہیں چھوڑا۔

(۲) ان کے دارالعلوم چھوڑنے کی کوئی اہم وجہ ہے جو صرف دارالعلوم کے اندرونی حالات سے واقف کاروں پر ظاہر ہے۔

(۳) وہ دارالعلوم فیض الرسول کے تاحینِ حیات ممبر رہے۔

(۴) الحاقی اداروں میں الحاق کے تعلق سے ساری فریب کاریاں و مکاریاں ارکان و ممبران ہی کرتے ہیں اور ان غلط کاریوں کے صرف وہی ذمہ دار بھی ہوتے ہیں۔

(۵) الحاقی اداروں کے مدرسین و ملازمین غلط کاریوں سے مبرا اور پاک ہوتے ہیں۔ ان کا الحاقی غلط کاریوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

(۶) خط کے آخری جملے سے ظاہر ہے کہ یہ جواب حضرت بدرملت علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد لکھا گیا ہے۔

جوابِ مذکور کی حقیقی تصویر

جوابِ مجیب کا خلافِ واقعہ ہونا اور حقیقت سے بے تعلق ہونا حضرت بدرملت علیہ الرحمۃ کے مذکورہ بالا مکتوب سے ہی ظاہر و ثابت ہو گیا۔ لیکن کچھ

اہم باتیں بھی ملاحظہ کرتے چلیں۔
(۱) یہ مسلم امر ہے کہ کسی صاحبِ واقعہ کی اپنی تحریر زیادہ مستحکم اور قابلِ اعتبار ہوتی ہے برخلاف کسی غیر کی تحریر کے۔ وہ بھی جب غیر کی تحریر صاحبِ واقعہ کی تحریر کے خلاف ہو۔ لہٰذا صورتِ دائرہ میں مجیب کی بات ہرگز قابلِ اعتنا نہیں۔
(۲) یہ تسلیم ہے کہ حضرت بدر ملت دارالعلوم کے نفسِ الحاق کے سبب مستعفی نہ ہوئے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ جس سبب سے وہ مستعفی ہوئے اس کا مآل الحاق ہی ہے۔ جیسا کہ مکتوب سے خوب ظاہر ہے۔ اس لیے یہ بھی کہا جانا درست ہے کہ الحاق کے سبب مستعفی ہوئے۔
(۳) مجیب کے ارشاد (ان بدر العلماء علیہ الرحمۃ کے براؤں شریف چھوڑنے کی وجہ کچھ اور ہے۔ جو دارالعلوم فیض الرسول کے داخلی اور اندرونی حالات جاننے والوں سے پوشیدہ نہیں۔) سے بلاشبہ یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے حضرت مفتی بدرالدین احمد قدس سرہٗ نے دارالعلوم کے مفاد کے خلاف کوئی اقدام کیا تھا اور اس کے داخلی امور میں غیر قابلِ عفو دست درازی کی تھی۔ وغیرہ وغیرہ اس پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ
یہ بدر ملت علیہ الرحمۃ پر حضرت مجیب علیہ الرحمۃ کا خصوصی کرم ہمایوں ہے۔ ورنہ حقیقت تو ان کے خط سے ہی طشت از بام ہے۔ اگر معاذاللہ وہ کسی جرم کے سبب دارالعلوم سے علاحدہ ہوتے تو ان سے استعفا لیا جاتا نہ کہ وہ استعفا دیتے۔ پھر انھیں دارالعلوم کا تاحیات ممبر اعزازی نہ رکھا جاتا بلکہ ان کے جرم کی پاداش میں دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر دارالعلوم کو پاک رکھا جاتا۔ ع

انصاف کو آواز دو انصاف کہاں ہے؟

(۴) یہ بات بھی حتماً جزماً غلط ہے کہ الحاقی اداروں میں جو غلط کامیاں ہوتی ہیں ان کے ذمہ دار صرف اور صرف ارکان ہوتے ہیں۔ امدادی تنخواہیں لینے والے مدرسین و ملازمین بالکل بے داغ اور پاک ہوتے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو بتایا جائے کہ۔

- بحکم منیجر فرضی طلبہ کا رجسٹر کون بناتا ہے۔؟
- وظیفہ کی رقم آنے پر وصول پانے والے فرضی طلبہ کی فہرست جو حسب درجات اساتذہ ہوتی ہے اس پر تصدیقی دستخط کون کرتا ہے۔؟
- بورڈ کے قانون کے مطابق محض انگریزی تاریخ والے رجسٹر پر دستخط کر کے اپنے اسلامی تاریخ کو پس پشت ڈالنے اور ایک حکم شرعی سے چشم پوشی کرنے کا کارنامہ کون انجام دیتا ہے۔؟
- ہر ماہ اپنی تنخواہ کی تحصیل کے لیے آفیسروں کو رشوت کون دیتا ہے؟
- اپنی تقرری کے لیے گورنمنٹ کے یہاں اور بینک سے تنخواہ حاصل کرنے کے لیے بینک میں تصویر کون جمع کرتا ہے۔؟
- فرضی میڈیکل کون بنواتا ہے؟
- الحاقی اداروں کے طلبہ کو بورڈ کا امتحان دلوانے کون جاتا ہے۔ جب کہ امتحانی مراکز میں وہابی، دیوبندی، شیعہ، سنی سبھی مشترک ہوتے ہیں۔
- بورڈ کا امتحان دینے والے مخلوط طلبہ وہابی، دیوبندی، سنی، شیعہ کی نگرانی کون کرتا ہے؟

Scanned with CamScanner

• بورڈ کی امتحانی کاپیاں چیک کرنے کون جاتا ہے؟ جب کہ مراکزِ ترقیم میں بلا استثنا ہر مذہب کے لوگ ہوتے ہیں ـــــ ظاہر ہے کہ ارکان و ممبران نہیں جاتے بلکہ اساتذہ اور ملازمین ہی جاتے ہیں اور یہ سارے کام کرتے ہیں۔

ع افسانہ بڑھا یا کی دادا ماں کی حکایت

(۵) واضح رہے کہ الحاقی اداروں میں بعض کے اندر صرف ایک کمیٹی ہوتی ہے اس کے متعین ارکان ہوتے ان کے نام تخصیص عہدہ کے ساتھ گورنمنٹ کے یہاں رجسٹرڈ ہوتے ہیں۔ وہی ارکان ایڈ و الحاق سے لے کر سارے معاملات انجام دیتے ہیں۔ اس کمیٹی کو رجسٹرڈ کمیٹی کہتے ہیں۔

اور بعض میں ادارہ کے الحاق کی کمیٹی الگ ہوتی ہے۔ اور ادارہ کے تعمیر و ترقی کے تعلق سے ایک مخصوص کمیٹی الگ ہوتی ہے جس کا گورنمنٹ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جیسے جامعہ اشرفیہ وغیرہ میں۔ اور ایڈ و الحاق کے تعلق سے غلط کاریوں کے مجرم صرف اسی کمیٹی کے ارکان و ممبران ہوتے ہیں۔ جو گورنمنٹ کے یہاں رجسٹرڈ ہوتی ہے۔ اور اس کمیٹی کا ممبر اس وقت تک الحاق کی غلط کاریوں فریب کاریوں سے عہدہ برا نہ ہوگا۔ جب تک بذریعۂ استعفا اپنے عہدہ سے الگ نہ ہو جائے۔ لیکن ادارہ کی نجی مخصوص کمیٹی کے ممبران کا الحاق کی غلط کاریوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ نہ انہیں ان غلط کاریوں کا مجرم گردانا جاسکتا ہے۔۔ اور نہ ان پر شرعًا یہ عائد ہوتا ہے کہ وہ الحاقی ادارہ سے محض الحاقی ہونے کے سبب علاحدگی اختیار کریں۔

اور دار العلوم فیض الرسول میں بھی الحاقی کمیٹی الگ ہے۔ اور ایک نجی مخصوص کمیٹی الگ ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ جس وقت دار العلوم فیض الرسول کا الحاق ہوا۔ اس وقت حضرت بدرملت علیہ الرحمۃ دار العلوم میں صدر مدرس تھے۔ اور تین سال تک مسلسل ان کے لیے تنخواہ آتی رہی مگر انھوں نے نہ لی۔ اگر وہ الحاقی کمیٹی کے ممبر ہوتے تو پہلے انھیں صدر مدرسی سے استعفا دینا پڑتا۔ اس لیے کہ یہ ضابطہ ہے کہ کسی ادارہ کا ملازم اسی ادارہ کی کمیٹی کا ممبر یا مینیجر نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ وہاں الحاقی کمیٹی کے علاوہ بھی کمیٹی ہے حضرت علیہ الرحمۃ اسی کے تاحیات ممبر رہے۔ اس لیے ان کے حق میں یہ کہنا کہ وہ ان غلط کاریوں فریب کاریوں سے بری نہیں ہوسکتے۔ جب تک الحاقی ادارہ فیض الرسول کی ممبری سے الگ نہیں ہوجاتے۔ بے معنی اور لغویات ہے۔ بلکہ انہیں بلاوجہ مجرم گرداننا ہے۔ اس تفصیل سے خوب واضح ہوگیا کہ حضرت بدرملت علیہ الرحمۃ نے دار العلوم کیوں چھوڑا۔ اور مجیب مذکور کے جوابات کی حقیقت بھی خوب روشن ہوگئی۔ مولائے کریم انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

اب ذرا مجیب کریم کا بالائے کرم تھوڑا اور ملاحظہ کرلیں کہ فتاوی فیض الرسول میں تو مذکورہ خلاف واقع جواب مطبوع ہی ہے۔ اس کے متعدد نسخے مارکیٹ میں آچکے ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس کو فتاوے میں طبع ہی نہ کرایا جاتا۔ یا کم از کم دوسرے نسخے سے نکال دیا جاتا۔ اس لیے کہ فتاوی فیض الرسول کا پہلا ایڈیشن منظر عام پر آتے ہی حضرت بدرملت کا خط مشتہر کردیا گیا تھا۔ جس سے جواب کا غلط ہونا آشکارا ہوگیا۔ مزید یہ کہ

Scanned with CamScanner

فتاویٰ فیض الرسول جلد اول و دوم کے بعد دونوں سے کچھ فتاوے چن کر ایک اور مجموعۂ فتاویٰ بنام فتاویٰ برکاتیہ کتب خانہ امجدیہ سے طبع ہوا۔ اس میں بھی یہ جواب بعینہٖ موجود ہے۔ فتاویٰ برکاتیہ کے شروع میں لکھا ہوا ہے کہ اس میں فتاویٰ فیض الرسول اول و دوم کے صرف اہم فتاوے شامل کئے گئے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرت بدر ملت کا دارالعلوم فیض الرسول کو چھوڑنے کی بہتان آمیز اور خلاف واقع وجہ بیان کرنا اور لکھنا اہم فتویٰ کیسے ہو گیا؟ اور اس کو اتنی اہمیت کیوں دی گئی۔؟

حضرت بدر العلماء کے دارالعلوم فیض الرسول چھوڑنے کی وجہ اتنی تفصیل اور مجیب کے جواب کی تحلیل سے ہرگز کسی کو ٹھیس پہنچانا نہیں اور نہ محاذ آرائی مقصود ہے۔ بس مؤدبانہ التماس کرنا ہے کہ فتاویٰ فیض الرسول ج ۲ ص ۱۲۱ پر حضرت بدر ملت کے تعلق سے جو غلط بات مسلسل چھپ رہی ہے اسے آئندہ نسخوں سے نکلوا دیا جائے اور یوں ہی فتاویٰ برکاتیہ کے طابعین سے بھی گزارش ہے کہ اس سے بھی نکال کر احسان کریں اس قسم کی خلافِ واقع اور غلط باتوں کی اشاعت جب کتب فتاویٰ سے ہو گی تو امان ہی اٹھ جائے گا۔ خدارا کتبِ فتاویٰ کی قدر و عظمت برقرار رکھنے کی کوشش کی جائے۔

حضرت بدر العلماء علیہ الرحمۃ کا الحاقِ دارس سے متعلق نظریہ

حضرت بدر العلماء علیہ الرحمہ اسلامی مدارس کو ایڈ و الحاق کرانے کے سخت مخالف تھے۔ جس طرح خود دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف سے علاحدہ ہو گئے۔ ایسے ہی دوسروں کو بھی الحاق کے مضرات بتاتے اور الحاقی اداروں میں الحاقی مدرس کی حیثیت سے ملازمت کرنے سے روکتے اپنے معتقدین، مریدین، تلامذہ کو بھی اس کی نفرت دلاتے

چنانچہ حضرت مولانا صوفی عبدالصمد صاحب قادری نوری اورنگ آبادی نے حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کو قصبہ رفیع گنج بہار میں مسجد و مدرسہ کے لیے زمین حاصل کرنے کے بعد اطلاع دی تو جواب میں تحریر فرمایا۔

یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ مدرسہ و مسجد کے لیے زمین حاصل ہو گئی ہے۔ یہ خیال رہے کہ بورڈ کے مزاج رکھنے والے طلبہ، اساتذہ، اراکین اور ممبران کا تعلق مدرسہ سے نہیں ہونا چاہیئے۔ ورنہ آئندہ محنت ضائع ہو جائے گی۔ مولانا کوثر حسن صاحب جھپرہ میں کام کر رہے ہیں۔ اپنے مدرسہ میں انھیں لڑکوں کا داخلہ قبول کرتے ہیں جو زندگی بھر بورڈ سے الگ رہنے کا عہد کرتے ہیں۔ (مکتوبات بدر ملت ص ۱۲۷)

مدرسہ فیضانِ رضا وارث العلوم بھوتی علاقہ بھابھر ضلع گونڈہ کے ذمہ داران نے مدرسہ کو الحاق کرانے کی کوشش کے دوران ایک جلسہ کا انعقاد کیا۔ اس میں حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کو دعوتِ شرکت دی۔ اس پر جواباً حضرت نے درج ذیل الفاظ میں تفصیلی خط تحریر کیا۔

از بڑھیا ۹۲/۷/۸۶ ۲۱ رجادی الآخرہ ۱۴۰۵ھ

جناب ضیاء اللہ پردھان و باشندگانِ بھوتی علاقہ بھابھر، گونڈہ

السلام علیکم

ماسٹر محمد ادریس صاحب کی زبانی دعوت ملی۔ پوسٹر میں انگریزی تاریخ کا اندراج پہلے اور اسلامی تاریخ

کا اندراج نمبر دو پر ہے۔ مدرسہ فیضانِ رضا وارث العلوم
بھوتی علاقہ بھانبھر میری مسلسل تحریک پر وجود میں آیا۔
پھر میں نے یہ وحشت ناک خبر سنی کہ مولانا اصغر علی اور
سابق پردھان ضیاء اللہ صاحب وغیرہ مدرسہ
فیضانِ رضا کو الحاق کرانا چاہتے ہیں تو مجھے صدمہ ہوا
اور میں نے مولانا اصغر علی صاحب اور پردھان موصوف
کے پاس الحاق روکنے کے لیے ایک تحریر بھیجی لیکن آج
تک مولانا موصوف نے پردھان موصوف نے میری تحریر
کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں جلسۂ منعقدہ ۲۶ جمادی الآخرہ
۱۴۰۵ھ بمقام بھوتی کی دعوت اس شرط پر منظور کرتا ہوں
کہ بھوتی گاؤں کے سربرآوردہ حضرات اور سابق پردھان
ضیاء اللہ صاحب نیز مولانا اصغر علی صاحب اس امر کی
تحریر دیں کہ۔

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وآلہ
الفخیم۔ ہم باشندگانِ بھوتی وغیرہ علاقہ بھانبھر
ضلع گونڈہ اس بات کا صفائی کے ساتھ تحریری اعلان
کرتے ہیں کہ اللہ ورسول جل شانہ وعلیہ التحیۃ والثناء کی
رضا کی خاطر مدرسہ فیضانِ رضا وارث العلوم علاقہ
بھانبھر گونڈہ کو الحاق سے آزاد رکھا جائے گا۔ اور شریعت
اسلامیہ کے تقاضے کے مطابق مدرسہ مذکور میں صرف
دینی، مذہبی تعلیم کا انتظام کیا جائے گا۔

فقط بدر الدین احمد قادری رضوی
خادمِ مدرسہ غوثیہ بڑھیا

اس طرح متعدد شواہد ہیں۔ یہاں پر اسی پر
اکتفا کیا جاتا ہے۔ اسی سے اندازہ اور فیصلہ کیا جاسکتا
ہے کہ بدر العلماء مدارس کا الحاق کرانے سے سخت بیزار
ہوتے تھے۔

حضرت بدر العلماء مدرسہ غوثیہ بڑھیا میں

۲۱ شوال المکرم ۱۳۹۴ھ مطابق ۶ نومبر
۱۹۷۵ء کو دار العلوم فیض الرسول سے آپ بذریعۂ
استعفا علاحدہ ہو گئے۔ تو مدرسہ غوثیہ فیض
العلوم بڑھیا کے ارکان نے اپنے ادارہ میں تدریس
کی دعوت پیش کی۔ آپ نے قبول فرمالی۔ اور نہایت
قلیل مشاہرہ پر ۹ ذی قعدہ ۱۳۹۴ھ مطابق
۲۴ نومبر ۱۹۷۵ء سے زندگی کے آخری حصہ تک
مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا میں بحیثیت صدر
المدرسین خدمت انجام دی۔

حضرت بدر ملت اور فقہ وافتاء

حضرت بدر العلماء منصب صدارت کے جملہ
مشاغل، تصنیف، تدریس، وعظ وارشاد کی
مصروفیات کے باوجود فتاوے بھی لکھتے، ان سے
بخوبی واضح کہ آپ ایک بڑے فقیہ بھی تھے۔ فقہ دانی
رب کی عظیم نعمت ہے۔ ہر شخص نہ فقیہ ہو سکتا ہے۔ نہ
ہر خواہش مند افتاء کا کام انجام دے سکتا ہے۔ اس
نعمتِ عظمیٰ وسعادتِ کبریٰ سے وہی بہرہ ور ہوتا ہے۔
جس کے ساتھ رب عزوجل کا ارادۂ خیر وفلاح ہو
جائے۔ حدیث پاک میں ہے۔ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ
خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ کہ اللہ جس کے ساتھ
بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے فقہ عطا فرماتا ہے۔
کارِ افتاء انجام دینے والے کے اندر کم از کم درج ذیل
اوصاف ہونا اشد ضروری ہے۔

Scanned with CamScanner

(۱) سوال پورے طور پر سمجھنے کی صلاحیت و لیاقت

(۲) سوال کے لب و لہجہ، سیاق و سباق سے منشاء سوال کی کامل معرفت۔

(۳) دقت نظری، تعمق فکری، ژرف نگاہی، نظر انتقادی، اخلاص و بے نفسی۔

(۴) عربی زبان میں اتنی مہارت کہ عبارۃ النص، دلالۃ النص، اقتضاء النص، اشارۃ النص وغیرہ کے ذریعہ فقہی عبارات کے جملہ معانی کی حسب موقع تعیین کر سکے۔

(۵) متداول کتب فقہ پر مطالعہ کے ساتھ استحضاری نظر ہو، فقہ کے اکثر کلیات و جزئیات پر استیعابی نگاہ ہو۔

(۶) بلاخوف لومۃ لائم حق بات کہنے اور لکھنے کی جرأت

(۷) معتدل مزاج، یعنی مزاج پر غصہ غالب نہ ہو۔ نہ نرمی۔

(۸) کامل اطمینان کے بعد ہی صادر کرنا اور ساتھ ہی حکم کی قوی دلیل کو حفظ کر لینا۔

(۹) متشابہ مسائل میں امتیاز پر قدرت تامہ۔

(۱۰) تصلب کا التزام، مداہنت و صلح کلیت سے کامل اجتناب۔

(۱۱) تقویٰ، حزم و احتیاط، جذبۂ احقاق حق و ابطال باطل۔

(۱۲) علت منصوصہ کے اجرا اور استدلال کی قوت۔

بحمدہ تعالیٰ بدر ملت علیہ الرحمۃ کے اندر مذکورہ اوصاف بدرجۂ اتم موجود تھے۔ آپ کے نوک قلم سے صادر شدہ وہ فتاوے میری صداقت کے آئینہ دار ہیں۔ جو فتاوی فیض الرسول جلد اول، جلد دوم کے مختلف صفحات پر بکھرے آبدار موتیوں کی طرح جگمگا رہے ہیں۔ اور جو ابھی غیر مطبوع محفوظ ہیں۔ آپ کے بعض فتاوے بڑے مفصل اور تحقیقی ہیں۔ جن سے آپ کی وسعت علمی، تحقیقی قوت، ژرف نگاہی دقیقہ سنجی، دقت نظری، استدلال صلاحیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ ہم بطور نمونہ چند اہم سوالات اور حضرت بدر ملت کے جوابات کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔

(۱) خدا و رسول چاہیں گے تو یہ کام ہو جائے گا۔ کہنا کیسا ہے۔؟

عام طور پر اہل سنت و جماعت کہہ دیتے ہیں کہ خدا و رسول چاہیں گے تو یہ کام ہو جائے گا۔ اور اس کہنے کو ناجائز و حرام یا شرک تصور نہیں کرتے مگر وہابی، دیوبندی، حرام و شرک گردانتے بلکہ کہنے والے پر بڑا لعن طعن کرتے اور کہتے ہیں۔ خدا کے چاہنے کے ساتھ رسول کا کیا دخل؟ اور ایسا کہنا رسول کو خدا کے برابر ٹھہرانا بلکہ خدا سے رسول کا مرتبہ بڑھانا ہے۔ لہٰذا شرک ہے۔ مگر حقیقت میں ہے کیا؟ تو لیجئے پہلے سوال کا خلاصہ ملاحظہ کیجئے۔ پھر جواب کا۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلۂ ذیل میں کہ زید کہتا ہے کہ خدا و رسول چاہیں گے تو یہ کام ہو جائے گا۔ کہنا جائز نہیں اس لیے کہ قرآن میں ثابت ہے کہ وحدانیت میں رسول کو شریک نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر لوگ رسول کو اتنا بڑھا دیتے ہیں کہ خدا سے بھی رسول کا مرتبہ بڑھا دیتے ہیں۔ المستفتی محمد بشیر قادری چشتی ضلع گونڈہ۔

Scanned with CamScanner

الجواب :۔ بے شک مشیت حقیقیہ ذاتیہ مستقلہ صرف اللہ جل جلالہٗ ومجدہٗ کے لیے ہے۔ اور مشیت عطائیہ تابعہ مشیۃ اللہ تعالیٰ رب العزت جل جلالہٗ نے اپنے عباد (بندوں) کو عطا فرمائی ہے۔ پھر چوں کہ تمام بندگان الٰہی میں سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے افضل و اعلیٰ بلند و بالا رب العلمین جل جلالہٗ کے خلیفۂ اعظم و نائب اکبر ہیں۔ اس لیے سرکار کی مشیت کو اللہ تعالیٰ نے پورے کائنات عالم میں دخل عظیم عطا فرمایا ہے۔

امام طبرانی معجم کبیر میں حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی۔ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ الشَّمْسَ فَتَأَخَّرَتْ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ یعنی سرکار مصطفےٰ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آسمان میں چلتے سورج کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے ٹھہر جا۔ وہ فوراً ٹھہر گیا۔ (بحوالہ الامن والعلی صفحہ ۹۹)

دیکھو دنیا کے کل جاہ وجلال والے بادشاہ اور حکمت و دانش والے تمام سائنس داں اپنا سارا زور لگادیں مگر سورج کی رفتار ایک سکنڈ کے لیے بند نہیں ہو سکتی۔ لیکن قربان جاؤ اللہ کے خلیفۂ اعظم پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کہ آپ نے اپنے رب جل جلالہٗ وعلا مجدہ کی عطا فرمودہ مشیت سے کروڑوں میل کی دوری پر چلتے ہوئے سورج کو ٹھہرادیا۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین۔

اس کے بعد نہایت دلکش پیرایۂ بیان میں شارح بخاری حضرت امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی اور حضرت عبد العزیز محدث دہلوی، امام الاولیاء شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مقدس اقوال سے استدلال کرتے ہوئے بخاری و مسلم اور نسائی کی وہ حدیث نقل فرمائی جس میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی۔ مَا أُرٰى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ۔ یعنی یا رسول اللہ میں یہی دیکھتا ہوں کہ رب العزۃ جل جلالہٗ حضور کی چاہت پوری کرنے میں جلدی فرماتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔

سبحان اللہ! کیسی پیاری چاہت ہے سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور کیسی مبارک مشیت ہے پیارے نبی کی کہ خود رب العالمین جل جلالہٗ جلد سے جلد اسے قبول و اجابت کا سہرا عطا فرماتا ہے بس اسی مشیت عطائیہ مبارکہ کے باعث مسلمان حضرات نام الٰہی جل جلالہٗ کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک ملاکر یوں کہہ دیا کرتے ہیں کہ "اللہ و رسول چاہیں تو یہ کام ہو جائے گا"۔ شرع کے نزدیک ایسا کہنا ہرگز شرک نہیں۔ امام الوہابیہ ملا اسمٰعیل اور دیگر وہابیہ کی یہ دھاندھلی ہے کہ یہ لوگ اس کہنے کو شرک قرار دیتے ہیں۔ بعدہٗ نہایت بصیرت افزا، ہدایت نما بات تحریر فرماتے ہیں۔ انہیں کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔

ہاں ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کے اعتقاد میں چونکہ اللہ رب العزہ کی مشیت ذاتی مستقل ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مشیت عطائی تابع ہے۔ اس لیے ہماری بولی میں کوئی ایسا لفظ ضرور ہونا چاہئے جس سے کہنے والے کو مشیت ذاتی مستقل اور مشیت عطائی تابع کے درمیان فرق واضح رہا کرے۔ لہٰذا

Scanned with CamScanner

مذکورہ بالا جملوں کو یوں استعمال کیا جائے۔ اگر اللہ پھر رسول چاہیں تو یہ کام ہو جائے گا۔ جب کہ ہمارے علماء اہلسنت بولتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ثم شاء رسولہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

امام ابن ماجہ کی روایت ہے۔ کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے خواب میں ایک کتابی (یہود یا نصرانی) سے ملاقات کی۔ اس کتابی نے کہا کہ تم لوگ کیا ہی اچھی قوم ہو۔ اگر شرک نہ کرتے تم لوگ۔ کہا کرتے ہو۔ ماشاء اللہ وشاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ جو چاہے اللہ اور جو چاہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا یہ خواب سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔ سرکار نے فرمایا سنتے ہو۔ خدا کی قسم واقعی تمہاری اس بات پر مجھے خیال گزرتا تھا کہ کفار مخالفین مسلمانوں پر شرک کا الزام اٹھائیں گے چنانچہ خواب میں ایک کتابی نے شرک کا اتہام جڑ ہی دیا۔ اچھا۔ اب یوں کہا کرو۔ ماشاء اللہ ثم شاء محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (بحوالہ الامن والعلی ص۱۲۴)

اس حدیث سے صاف واضح ہو گیا کہ صحابۂ کرام کے درمیان یہ جملہ کہ "اللہ ورسول چاہیں تو فلاں کام ہو جائے گا" خوب رواں دواں تھا۔ لیکن یہودی کافر صحابۂ کرام پر شرک کی تہمت لگاتے تھے۔ اس لیے سرکار نے اس کے بجائے یوں بولنا سکھایا۔ کہ اللہ پھر رسول چاہیں تو فلاں کام ہو جائے گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ دونوں جملے جائز اور شرک سے پاک ہیں لیکن چوں کہ صحابہ کے زمانے میں یہودی اور ہمارے زمانہ میں وہابی پہلا جملہ بولنے پر طعنہ دیتے تھے اور دیتے ہیں۔ اس لیے ہمیں سرکار کے سکھانے کے مطابق ہمیشہ دوسرا یعنی اللہ پھر رسول چاہیں تو یہ کام ہو جائے گا۔ بولنا چاہیے۔ کہ دوسرا جملہ طریقۂ ادب سے میل کھاتا ہے

یہاں تک تو بدر ملت نے احادیث اور اقوال اسلاف سے جملہ مذکورہ کے استعمال کا جواز ثابت فرمایا مگر یہ بدیہی ہے کہ مخالف معاند وہ بھی جب وہابی ہو۔ تو اس وقت تک اپنی رٹ کے علاوہ دوسری بات نہیں مانتا ہے۔ جب تک دلیل سے اس کو عاجز و درماندہ نہ بنا دیا جائے۔ اسی لیے حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ نفس مسئلہ کے اثبات پر اکتفا نہ فرما کر آخر میں مسکت دلیل تحریر فرماتے ہیں۔ جس کے آگے نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن کا جلوہ عیاں ہے۔

یہ خوب واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقدس نام کے ساتھ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام ملا کر بولنا ہرگز ہرگز شرک نہیں۔ دیکھو قرآن شریف میں رب العزت جل جلالہ فرماتا ہے۔ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ اور ان کو کیا برا لگا یہی نہ کہ ان کو دولت مند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے۔ اپنے فضل سے۔

بخاری شریف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابن جمیل نے زکوٰۃ دینے میں کمی کی تو سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وَمَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيْلٍ اِلَّآ اَنَّهٗ كَانَ فَقِيْرًا۔ فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ یعنی ابن جمیل کو کیا برا لگ رہا ہے یہی نہ کہ وہ پہلے مفلس، محتاج، کنگال تھا پھر اللہ ورسول نے اسے مالدار بنا دیا دیکھو قرآن وحدیث میں دولت مند بنا دینے کی

نسبت ایک ساتھ اللہ و رسول کی طرف کی گئی ہے اگر وہابیوں کے جھوٹے مذہب میں ایسی نسبت جائز نہیں بلکہ شرک ہے۔ مگر شریعتِ اسلامیہ میں قطعی جائز اور حق ہے۔ کیوں کہ اغنا کی نسبت جب اللہ تعالیٰ کی طرف مانی جائے گی تو اس سے مراد اغنائے ذاتی مستقل ہوگی۔ اور جب حضور کی طرف مانی جائے گی تو اس سے مراد اغنائے عطائے تابع ہوگی۔

اب زید سے پوچھ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ غنی بنا دینے میں رسول کو بھی ملا دیا تو شرک ہوا یا نہیں اور خدا کی وحدانیت کے خلاف ہوا یا نہیں؟ اگر کہے شرک ہوا تو وہ کھلم کھلا کافر اور دیو کا بندہ ہوگیا اور اگر کہے شرک نہیں تو اس سے کہو کہ اللہ و رسول چاہیں بولنا کیوں کر شرک ہے۔؟

پھر جوں کہ سوال کا حصہ یہ بھی ہے کہ لوگ رسول کو اتنا بڑھا دیتے ہیں کہ خدا سے بھی رسول کا مرتبہ بڑھا دیتے ہیں اس کی طرف عنانِ قلم موڑتے ہیں تو فرماتے ہیں۔

"یہ حقیقت پوست برکندہ ہے کہ وہابیوں کے بڑے بڑے ملا شانِ الٰہی کی پہچان سے قطعی جاہل ہیں اور نرے جز اخفش ہیں۔ ان کو ت، و، ح، ی، د کے صرف پانچ حروف رٹا دیئے گئے ہیں۔ باقی اس کے معنی و مفہوم کی انہیں بالکل خبر نہیں۔ ان کو یہ پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس غیر متناہی ہے۔ اس کی صفات کی گنتی بھی غیر متناہی ہے اس کی ہر، یہاں تک کی گھاس کے صرف ایک تنکے کے بارے میں اس کا جو علم ہے وہ بھی غیر متناہی ہے۔ اس کی قدرت غیر متناہی۔ ملاؤں کو رب العلمین جل جلالہ کی پہچان نصیب نہیں۔ اس لیے سنی مسلمان علما بیان کرتے ہیں کہ اللہ پاک کی تعلیم کی بدولت سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام ماکان و مایکون کا علم حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ساری کائنات کا غیب جاننے پر قابو دیا ہے۔ کہ پیارے نبی جب چاہیں زمین، آسمان، عرش، کرسی، لوح و قلم کا غیب دریافت کرلیں۔ تو بس وہابی ملا فوراً شور مچاتے ہیں کہ دیکھو لوگو! رسول کو خدا کے برابر کر دیا اور جب سنی علماء سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں کہ تمام ماکان و مایکون کا علم پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم عظیم کا ایک قطرہ ہے۔ تو اتنا سنتے ہی وہابی ملا کو غشی آجاتی ہے اور بدحواسی کے عالم وہ چل اٹھتے ہیں کہ ارے لوگو! سنیوں نے تو رسول کا مرتبہ خدا سے بڑھا دیا معاذ اللہ رب العالمین۔ بات یہ ہے کہ وہابی حضرات جس خدا کی جھوٹی توحید کا ڈھونڈھورا پیٹتے ہیں وہ ان کے نزدیک گھٹیا درجہ کا ہے۔ تو جب سنی حضرات اپنے سچے خدا کے سچے رسول کا مرتبہ بے پایاں بیان کرتے ہیں تو وہابیوں کو اپنا وہی خدا گھٹیا اور چھوٹا نظر آنے لگتا ہے۔ اس لیے وہ شور مچاتے اور بطورِ اعتراض کہتے ہیں کہ رسول کا مرتبہ خدا سے بڑھا دیا۔

اس کے بعد نہایت پرجلال انداز میں فرماتے ہیں۔ او ظالمو! او وہابیو! خدائے تعالیٰ کا علم غیر متناہی اور رسول پاک کا علم متناہی ہے۔ تو خدا سے رسول کا مرتبہ کیسے بڑھ سکتا ہے۔ اور توحید کے

جھوٹے پجاریو! تم ایسے کو کیوں خدا مانتے ہو جو مسلمانوں کے سچے رسول کو کے مرتبہ کے سامنے گھٹیا درجہ رکھتا ہے۔ تم اس ذات واجب الوجود کو خدا مانو جو سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خالق و مالک ہے جس نے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سارے جہان کے لیے رحمت بنایا اور سارے جہان والوں کو سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محتاج اور نیازمند قرار دیا۔ جس نے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسا علم عظیم عطا فرمایا کہ جس کی وسعت کے سامنے ساری کائنات جمیع ماکان و ما یکون کا علم ایک قطرہ ہے۔ جو وحدہ لاشریک لہٗ ہے۔ جس کی شان، کسی صفت میں کوئی شریک نہیں جس کا علم غیر متناہی در غیر متناہی ہے۔ جس کا صرف وہ علم جو ایک ذرہ کے بارے میں ہے وہ بھی غیر متناہی ہے۔ اور ہماری ہے۔ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس علم عظیم پر جو کروڑوں سمندروں کی وسعت سے لاکھوں درجہ بڑا ہے اور اتنا بڑا ہے کہ مخلوقات میں سے کوئی بھی شخص اس کی گہرائی اور پھیلاؤ کو ناپ نہیں سکتا۔ کیا اب بھی سنیوں پر رسول پاک کو خدائے تعالیٰ سے بڑھا دینے کا اتہام رکھو گے؟ ہیہات ہیہات۔ مولیٰ تعالیٰ تمہیں توبہ کی دولت عطا فرمائے۔

(فتاویٰ فیض الرسول، ج ۱ ص ۱۵ تا ۱۹)

یہ فتویٰ آپ کے جلال و جمال، زور قلم، نقد و نظر، علمی سطوت، تحقیق و تفحص، جذبۂ احقاق حق اخذ دلائل، جرأت و بے باکی، قوت استدلال، وفرت مطالعہ، جودت طبع، اصابت فکر کا عکاس اور آئینہ دار ہے۔

(۲) مستفتی مذکور نے استفتا کیا کہ زید وہابی کہتا ہے کہ قرآن میں ان شاء اللہ کہنے کا صرف ذکر ہے لہٰذا صرف خدا کی مشیت پر عمل موقوف کرنا جائز ہوگا۔ خدا کے ساتھ رسول کا ذکر جائز نہیں۔ اگر جائز ہوتا تو قرآن میں ان شاء اللہ کے ساتھ ان شاء الرسول بھی آتا۔ اس لیے یہ کہنا جائز نہیں۔ کہ اگر خدا اور رسول چاہیں گے تو میں فلاں کام کروں گا۔ (ملخصاً)

اس کے جواب میں حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ ایک قرآنی آیت نقل فرما کر اس کی دلالت سے نفس حکم ثابت فرماتے ہیں۔ پھر وہابی زید کو خطاب کرکے فرماتے ہیں۔

او اوندھے وہابی! کسی کام کے جائز ہونے کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ اس کا جائز ہونا صراحۃً قرآن میں بھی بیان کیا گیا ہو۔ بے شک قرآن مجید میں اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ آیا ہے۔ شرع کے نزدیک جو شان اغنا کی ہے وہی شان مشیت کی بھی ہے۔ تو اگر اغناء الٰہی کے ساتھ اغناء رسول کا ذکر شامل کرنا شرک نہیں تو مشیت الٰہی کے ساتھ مشیت رسول کا ذکر ملانا بھی ہرگز ہرگز شرک نہیں۔ یہ صحیح ہے کہ قرآن مجید میں انشاء الرسول کا کلمہ نہیں آیا لیکن حدیث شریف میں تو آیا ہے۔ ماشاء اللہ ثم ماشاء محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ ہم اللہ تعالیٰ کے بندوں کو بفضلہٖ تعالیٰ سمجھا سکتے ہیں لیکن دیو کے بندوں کو ایمان کی واقعی باتیں سمجھنے کے لیے دل ہی نہیں ملا۔ اس لیے ہم ان کو کس طرح سمجھائیں بس خدائے تعالیٰ ہی توفیق عطا فرمائے کہ وہابی قرآن و حدیث کی بات سمجھ سکیں واللہ

Scanned with CamScanner

يَهۡدِيۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۝

(فتاوی فیض الرسول ج ا ص ۲۳)

فلم "خانۂ خدا،، دیکھنے کا مسئلہ

(۲) جناب ابراہیم اسمٰعیل مرچنٹ بائیکلہ بمبئی نے استفسار کیا۔

آئندہ جمعہ کو بمبئی کے سینما گھروں میں جہاں بے حیائی مناظر کی فلمیں دکھائی جاتی ہیں اسی پردۂ سیمیں پر خانۂ خدا نامی ایک فلم دکھائی جانے والی ہے جس میں طوافِ کعبۂ معظمہ، سعی صفا و مروہ اور وقوفِ عرفات سے لے کر زیارتِ اندرونِ مسجد نبوی شریف تک کے مناظر کو بذریعہ الحرمین فلم تیار کیا ہے جس میں مردوں اور عورتوں کو تمام ارکانِ حج ادا کرتے ہوئے ان کی تصویریں لی گئی ہیں۔ ایسی فلم دیکھنا اور دکھانا اور اس فلم کی نمائش کرنا ازروئے شرع مطہرہ جائز ہے یا ناجائز ہے۔ تو وضاحت سے تحریر فرمائیں۔ بینوا و توجروا۔

آپ نے جواب یوں تحریر فرمایا۔

اے سائل! یہ نہ پوچھ کہ نام نہاد فلم "خانۂ خدا،، کا دیکھنا اور دکھانا جائز ہے یا ناجائز بلکہ یہ پوچھ کہ اس فلم کے دیکھنے والوں اور دکھانے والوں پر کتنا سخت شدید گناہ اور عظیم وبال ہے۔ عام فلموں کا دیکھنا اور دکھانا حرام سخت حرام شدید حرام ہے۔ مقاماتِ مقدسہ کے مناظر کو پردۂ سیمیں پر لا کر دکھانا، ان کی حرمت اور عظمت پر ضرب کاری ہے۔ مسلمانوں کا جذبۂ عقیدت و احترام بالکل سرد ہو چکا ہے ورنہ فلمی کمپنیاں مقاماتِ مقدسہ کے مناظر فلمانے کی جرأت ابھی نہ کر سکتی تھیں لیکن پانی سر سے اونچا گزر جانے کے باوجود اب بھی موقعہ ہے کہ ہر طبقہ کے مسلمان اس نام نہاد فلم "خانۂ خدا،، کی نمائش کا قولاً اور عملاً بائیکاٹ کریں۔ اور مقاماتِ مقدسہ کی عزت و آبرو کی حفاظت کا فرض انجام دیں۔ مسلمانو! ہوش میں آؤ سنو فلم کمپنیاں تمہیں سے پیسہ لیکر تمہارے دین و مذہب سے کھیل رہی ہیں۔ اور شعائر الٰہیہ کی آبرو لوٹ رہی ہیں۔ اگر تم نے آج ہی اس فتنۂ عظیم کی بیخ کنی نہ کر دی تو فلم کمپنیوں کا حوصلہ بڑھ جائے گا۔ اور وہ کل نام نہاد فلم خانۂ خدا کے بعد معاذ اللہ تعالیٰ عنہ صحابۂ کرام اور اولیائے عظام کے نام کی بھی فلم نکالنے کی کوشش کر سکتی ہیں۔ پھر اس طرح تمہارا دین و مذہب ایک تماشہ بن کر رہ جائے گا۔ لہٰذا آج ہی چونک جاؤ۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ ہو سکتا ہے کہ کرائے کے کچھ مولوی اور لیڈر اس نام نہاد فلم کے دیکھنے کو جائز کہیں۔ مگر خبردار خبردار تم ان کے دھوکے میں ہرگز نہ آنا۔ ورنہ تمہارا دینی جذبہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ اور تم قیامت کے میدان میں ان مجرموں کی صف میں کھڑے کئے جاؤ گے جنھوں نے دین و مذہب کے شعائر کی بے حرمتی کی ہے۔ لہٰذا اس سنگین فتنے میں گھسنے سے خود بچو اور اپنے بال بچوں نیز دوست واحباب اور اپنے عزیز و اقارب سب کو بچاؤ۔ انما التوفیق والھدایۃ من اللہ تعالیٰ۔

(فتاوی فیض الرسول ج ۲ ص ۶۰۲)

اسلوبِ جواب کی دلکشی پر غور فرمائیں کہ اس میں حکم مسئلہ کا اظہار بھی ہے۔ ہدایت و ارشاد بھی۔ غیرتِ دینی پر برانگیختگی بھی ہے، آنے والے خطرات پر اطلاع بھی۔ زبان کی سلاست و روانی بھی ہے، اسلوب فتویٰ سے ہم آہنگی بھی۔ اسلامی شعائر کے احترام کا درس بھی ہے، دین و مذہب کی صیانت کا حکم بھی۔

Scanned with CamScanner

محراب مسجد میں یارسول اللہ یا غوث المدد لکھنے کا مسئلہ

جناب محمد حسن و عبدالستار خاں بستی نے آپ سے استفسار کیا۔

مسجد کے اندر محراب میں لکھا گیا ہے یارسول اللہ اور نیچے لکھا گیا ہے یا غوث المدد۔ ایک جماعت کہتی ہے یہ صحیح ہے اور دوسری جماعت کہتی ہے کہ اس میں انسان کے نام لکھنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ کہہ کر مٹا دیا تو یہ مٹانا درست ہے یا لکھنا راست؟

آپ رقمطراز ہیں۔

حاکم امام بیہقی، ابونعیم، ابن عساکر سیدنا امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَمَّا اقْتَرَفَ اٰدَمُ الْخَطِیْئَۃَ قَالَ رَبِّ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِغْفِرْلِیْ قَالَ کَیْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا قَالَ لِاَنَّکَ لَمَّا خَلَقْتَنِیْ بِیَدِکَ وَنَفَخْتَ فِیَّ مِنْ رُوْحِکَ رَفَعْتُ رَاْسِیْ فَرَاَیْتُ عَلٰی قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَکْتُوْبًا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَعَلِمْتُ اَنَّکَ لَمْ تُضِفْ اِسْمَکَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَیْکَ قَالَ صَدَقْتَ یَا اٰدَمُ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ عِنْدَ الْحَاکِمِ) اَمَّا اِذَا سَئَلْتَنِیْ بِحَقِّہٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکَ وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا غَفَرْتُ لَکَ وَمَا خَلَقْتُکَ یعنی حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے جب لغزش ہوئی تو انھوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ اے میرے رب صدقہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میری مغفرت فرما یعنی میری لغزش کو معاف فرما۔

رب العلمین جل جلالہ نے فرمایا۔ اے آدم تم نے پیارے محبوب محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو کیوں کر جانا۔ عرض کیا اس طرح سے کہ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح ڈالی۔ میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا پایا۔ تو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ اور اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو تمہیں پیدا نہ کرتا۔ (حاکم کی ایک روایت میں یوں ہے) اب کہ تم نے اس کے حق کا وسیلہ کر کے مجھ سے مانگا تو میں تمہاری مغفرت کرتا ہوں۔ اور اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تمہاری مغفرت نہ کرتا۔ اور نہ تمہیں بناتا۔ اس عظمت والی حدیث نے صاف صاف بے ہیر پھیر ظاہر کر دیا کہ یہاں کی مسجدوں سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا عرش اعظم کے پایوں پر لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ تو جب وہاں اللہ کے محبوب اور پیارے رسول کا نام لکھا ہوا ہے۔ تو یہاں لکھنا کیوں باعث اعتراض ہے؟ ہمارے آقا حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی اور حبیب ہیں۔ اور حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ علیہ وارضاہ عنا اللہ تعالیٰ کے پیارے ولی اور محبوب ہیں۔ محبوبان بارگاہ الٰہی کا نام مسجدوں کے اندر لکھنا باعث خیر و برکت ہے۔ اور اس زمانے میں جب کہ دیوبندی مرتدین اور وہابی کفار یارسول اللہ، یا غوث المدد، سے جلتے کڑھتے اور چڑھتے ہیں۔ تو مسجدوں میں ان مبارک کلموں کا لکھنا بہت ہی ضروری ہے۔ تاکہ آنے والی نسل کے لیے ثبوت رہے کہ یہ مسجد اہلسنت کی ہے۔ ہاں

Scanned with CamScanner

اتنا خیال رہے کہ یا رسول اللہ، یا غوث المدد روشنائی سے لکھنے کے بجائے کھود کر لکھا جائے تاکہ حروف مٹنے، اور ضائع ہونے سے محفوظ رہیں۔ جس فریق نے یا رسول اللہ، یا غوث المدد مٹا دیا ہے وہ اس بیجا جرات پر نادم ہو اور توبہ کرے۔ فریق ثانی کا یا رسول اللہ، یا غوث المدد لکھے جانے کے بارے میں یہ کہنا کہ "مسجد میں انسان کے نام لکھنے کی ضرورت نہیں ہے نبی اور ولی کی شان میں بے ادبی ہے۔ کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انسان محض کا لقب دے دیا۔ پھر اس زمانے میں مسجدوں کے اندر نبی اور ولی کے نام لکھنے کی واقعی ضرورت ہے۔ تاکہ نبی اور ولی سے جلنے والوں کا تعلق نہ رہے۔ علاوہ بریں مسجد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نام مبارک مٹانے کی ضرورت کس آیت و حدیث سے ثابت ہے کہ یہ مبارک نام مٹا دیئے گئے۔ فریق ثانی کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ جائز بات کو حرام مان لینا اسلام میں سخت حرام ہے۔ لہٰذا فریق ثانی اپنے اس خیال سے بھی توبہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ فیض الرسول ج ۲ ص ۶۹۷، ۶۹۸)

(۵) اذان خطبہ کا مسئلہ

خطبۂ جمعہ کی اذان بھی مسجد سے باہر ہی دینا مشروع ہے۔ جیسے اور نمازوں کی اذان مگر جہالت کی وجہ سے بہت ساری مسجدوں میں اندرون مسجد ہو رہی ہے۔ اگر کوئی حکم صحیح سے آگاہ کر دے تو لوگ اختلاف کے شکار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح مظفر پور بہار کے ایک گاؤں کا معاملہ ہے کہ مسجد کے اندر اذان ہوتی تھی۔ ایک مولوی صاحب نے بتا دیا۔ لوگ دو گروپ میں بٹ گئے۔ پھر حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں درج ذیل الفاظ میں استفتا کیا۔

(۱) ہمارے یہاں جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر ہوتی تھی۔ ایک نوجوان مولوی صاحب پنجگانہ نماز پڑھاتے تھے۔ مگر چند دن ہوئے کہ مولوی صاحب نے اعلان کیا کہ جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر کے بجائے باہر ہونی چاہیے۔

اس مسئلہ کی وجہ سے لوگوں میں اختلاف ہو گیا بہت سے لوگوں نے مولوی صاحب کی اقتدا میں جماعت سے نماز پڑھنا چھوڑ دی ہے۔ تراویح چھوڑ دی اور آپس میں جھگڑے کی نوبت ہو گئی تو ایسی صورت میں دریافت طلب یہ امر ہے کہ ان اختلافات کی ذمہ داری کس پر ہے؟

(۲) جب سرور عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دور میں اندر مسجد جمعہ کی اذان دلوائی۔ اور خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق و سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی اپنے دور میں ایسا ہی کیا۔ تو جو شخص اندر مسجد اذان دلوائے تو کیا وہ مسلمان نہیں۔ یا وہ سنیت سے خارج سمجھا جائے گا۔ یا اس کی نماز نہ ہوگی یہ خیال نہ فرمائیں کہ اندر مسجد اذان دلوانے پر اصرار کرنے والے دیوبندی ہیں۔ نہیں نہیں۔ بلکہ یہ لوگ متقی اور سرکانہی شریف والے سرکار کے مریدوں میں سے ہیں۔ صاف صاف حکم شرع شریف سے آگاہ فرمائیں! بینوا توجروا۔

آپ نے پہلے حدیث اور کتب فقہ کے روشن جزئیات کے ذریعہ ثابت فرمایا کہ مسجد کے اندر اذان

دلوانا ناجائز بلکہ مسجد کے باہر ہونی چاہیے۔ اور پہلے سوال کے ہر زاویہ کا حکم تحریر فرمایا۔ پھر دوسرے سوال کی طرف توجہ فرمائی۔ دوسرا سوال چونکہ واقع کے خلاف تھا۔ اس لیے اس کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے جو آپ نے تحریر فرمایا قابل مطالعہ ہے۔ فرماتے ہیں۔

مستفتی الٹی بات لکھ رہا ہے۔ کیوں کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو اپنے مقدس زمانے میں جمعہ کی یہ اذان مسجد کے اندر نہیں بلکہ خارج مسجد دروازے پر دلوائی ہے۔ اور ایسا ہی خلیفۂ اول سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد مبارک میں ہوا ہے۔ جیسا کہ ابوداؤد شریف کے حوالہ سے بیان کیا جا چکا ہے۔

جو شخص دیدہ و دانستہ بلا وجہ شرعی اس سنت مقدسہ کی مخالفت کرے وہ ضرور بد مذہبوں کا بھائی ہے۔ جب حسب بیان سائل خارج مسجد اذان کی مخالفت کرنے والے سرکانہی شریف کی خانقاہ سے منسلک ہیں۔ تو پھر یہ تناؤ کیسا؟ تو، تو، میں، میں اور جھگڑا فساد کیسا؟ خارج مسجد اذان دلوانے پر جھگڑا کیوں کر رہے ہیں۔ متقی ہوتے ہوئے اس سنت کریمہ کی مخالفت نہیں سمجھ میں آتی۔

بس فیصلہ یہ ہے کہ سب لوگ حکم شرع کے آگے اپنی اپنی گردنوں کو جھکا دیں۔ اپنے اپنے دلوں سے شیطانی خیالات نکال باہر کریں اور دونوں فریق متفقہ اعلان کر دیں کہ اب بحکم شریعت اسلامیہ جمعہ کی اذان ثانی موافق سنت نبوی علی صاحبہا الصلاۃ والسلام اندر کی بجائے خارج مسجد ہوگی۔ اور خدا و رسول جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا حاصل کرنے اور شیطان کو بھگانے اور اس کو خائب و خاسر کرنے کے لیے دونوں فریق ان تمام باتوں کی آپس میں معافی کرالیں۔ جو زمانہ اختلاف میں ایک دوسرے کے خلاف کہتے اور سنتے رہے۔ اس میں جو پیش قدمی کرے گا وہ جنت میں بھی پیش قدمی کرے گا۔ والتوفیق من المولیٰ تعالیٰ سبحانہ ورسولہ جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (فتاویٰ فیض الرسول ج ۱ ص ۲۱۳)

(۶) لاؤڈ اسپیکر کا مسئلہ

لاؤڈ اسپیکر آواز بلند کرنے کا ایک نو ایجاد آلہ ہے۔ اس کے معرض وجود میں آنے کے بعد سوال اٹھا کہ اسے نماز میں استعمال کرنا اور اس کی آواز اقتداء درست ہوگی یا نہیں۔ حضرت مفتی افضل حسین علیہ الرحمہ کے علاوہ سارے معتمد علمائے اسلام نے ممانعت اور عدم جواز کا حکم دیا۔ آج بھی اکابر اور لائق اعتماد علمائے اہلسنت کا یہی فتویٰ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نماز میں جائز نہیں۔ اس کی آواز پر اقتداء درست نہیں۔ مگر اودے پور راجستھان میں ۱۳۹۱ھ میں ایک مولوی صاحب نے لاؤڈ اسپیکر پر نماز عید الفطر پڑھا دی اور دعویٰ کیا کہ لاؤڈ اسپیکر پہ نماز پڑھانا جائز۔ یہی موقف صحیح ہے۔ نوے فی صد علمائے اہلسنت ہمارے ساتھ ہیں۔ اور حضرت مفتی اعظم کی طرف ایک غلط بات منسوب کرکے باور کرایا کہ اس کا استعمال حق وصحیح ہے۔

حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ نے اس مولوی کی شدید گرفت کرتے ہوئے جو استفتاء کا جواب با صواب عطا فرمایا ہے وہ آپ کے تحقیق قلم اور مصلحانہ

Scanned with CamScanner

فکر کا شاہکار ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔
نماز کے لیے خواہ جمعہ کی ہو یا عیدین کی لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ممنوع ہے۔ کیوں کہ وہ ایک صورت میں رافع سنت ہے۔ اور دوسری صورت میں اسراف ہے۔ رہا اودے پور نو وارد مولوی صاحب کا یہ فرمانا کہ نوّے فی صدی علماء میرے ساتھ ہیں اور جواز کے قائل ہیں۔ تو اس کے متعلق عرض ہے کہ قائلین جواز علماء کی تعداد نوّے فیصدی تک پہنچانا حقیقت حال کے ہرگز مطابق نہیں۔ ہاں اگر موصوف کے نزدیک مقررین، واعظین، خطباء مساجد اور نوآموز فارغین یہ سب حضرات فقہی علماء ہیں تب تو نوّے فیصدی والی تعداد ضرور تسلیم کیے جانے کی گنجائش رکھتی ہے۔ لیکن تنقیح اور نکھار کا مسئلہ تو ابھی باقی ہی ہے۔ وہ یہ کہ جواز سے کیا مراد ہے؟ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اقتداء کا جائز ہونا یا نماز کے لیے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز ہونا۔ یہ امر ظاہر نہ ہو سکا کہ حضرت موصوف نے جواز سے جواز اقتداء مراد لیا ہے یا جواز استعمال! میرے علم میں فقہی بصیرت رکھنے والے معتمد علیہ علماء میں صرف ایک ذات حضرت مولانا سید مفتی افضل حسین صاحب قبلہ کی ہے جس نے ہمارے ملک میں جواز اقتداء کا فتویٰ دیا باقی جمہور اکابر مسئلہ متنازعہ فیہا میں عدم جواز کے قائل ہیں اور عدم جواز کا فتویٰ دیتے آئے ہیں۔ اور رہا جواز استعمال تو اس کے بارے میں حضرت سید مفتی صاحب قبلہ کا کوئی قول ہمارے پیش نظر نہیں۔ اب حضرت موصوف سے میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر آپ حضرت مفتی صاحب قبلہ کے فتویٰ پر اعتماد کر کے قائل جواز اقتداء ہیں تو رہیں لیکن افراد امت کے درمیان ہنگامہ شور اور فتنہ کی صورت پیدا ہونے کا موقع نہ دیں۔ جب آپ مسلمانوں میں عالم شمار کیے جاتے ہیں تو بَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا کا مصداق بنیں۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ کے فتویٰ کا مفاد صرف اباحت ہے۔ وجوب یا سنت نہیں۔ پھر مختلف فیہ اباحت کی بنیاد پر اکابر علماء کے فتاویٰ کو رد کرتے ہوئے ان کو عوام کی نگاہ میں بے اعتبار قرار دینا آپ کے شایان شان نہیں۔ اور جو قول آپ نے سرکار مفتی اعظم ہند قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی طرف منسوب کر کے نقل کیا ہے کہ حضرت کو جب کوئی دلیل نہ ملی تو فرمایا بحث نہ کرو۔ مجھ بڈھے کی بات مان لو۔ تو اولاً یہ حضرت کا قول نہیں چنانچہ خود میں نے ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۶ فروری ۱۹۷۲ء کو بمقام پچپڑوا ضلع گونڈہ حضور مفتی اعظم ہند قبلہ سے دریافت کیا۔ حضور نے فرمایا فرمایا۔ ثانیاً۔ سن سنا کر یہ غیر ذمہ دارانہ قول ایک مرجع انام پیشوائے دین کی طرف منسوب کرنا اور عوام میں اسے مطعون ہونے کا موقع دینا یہ کہاں تک مناسب اور شان مفتی کے لائق ہے۔ آج فرائض و واجبات اور سنن کے مقابلہ میں بے شمار منکرات شرعیہ برسرپیکار ہیں۔ کیا اچھا ہوتا کہ آپ احیاء شریعت کا فریضہ انجام دیتے ہوئے ان منکرات کے رد و انکار پر اپنے فتویٰ کا زور صرف فرمائیں۔ امید قوی ہے کہ حضرت موصوف میرے معروضات پر عالمانہ حیثیت سے غور فرما کر شہر اودے پور کے نماز پنجگانہ کے پابند سنی عوام و خواص کے دلوں کو ٹھنڈا ہونے کا موقع عنایت کریں گے۔

(فتاویٰ فیض الرسول ج ۱ ص ۳۵۶، ص ۳۵۷)

تحریر و تصنیف

حضرت بدر ملت افتاء تدریس کے علاوہ رواں دواں قلم کے بھی مالک تھے۔ بے شمار مصروفیات اور کثیر مشاغل کے حصار میں ہونے کے باوجود آپ نے درسی

اور غیر درسی تقریباً دو درجن کتابیں تحریر فرمائی ہیں جو صرف ہندوستان ہی میں نہیں متعدد ممالک میں مقبول ہیں۔ بلکہ ان کی نصابی کتابیں ہندوستان کے لگ بھگ اکثر صوبوں اور پاکستان کے بعض علاقوں اور ساؤتھ افریقہ اور بہت سے ممالک میں داخل نصاب ہو چکی ہیں۔ اِن کی مقبولیت مصنف کے اخلاص کا پتہ دے رہی ہے۔

تصنیفات حسب ذیل ہیں۔

درسی

(۱) فیض الادب اول (عربی ادب)
(۲) فیض الادب ثانی (" ")
(۳) جواہر المنطق (فن منطق)
(۴) تلخیص الاعراب (نحو)
(۵) عروس الادب (صرف)
(۶) تعمیر قواعد اول (ترکیب)
(۷) تعمیر قواعد دوم (" ")
(۸) تعمیر ادب قاعدہ (برائے اطفال)
(۹) تعمیر ادب اول
(۱۰) تعمیر ادب دوم
(۱۱) تعمیر ادب سوم
(۱۲) تعمیر ادب چہارم
(۱۳) تعمیر ادب پنجم

غیر درسی

(۱۴) سوانح اعلیحضرت
(۱۵) سوانح غوث وخواجہ
(۱۶) نورانی گلدستہ
(۱۷) رسالہ "رد تقویۃ الایمان
(۱۸) عطیۂ ربانی در مقالۂ نورانی۔
(۱۹) تحقیقی جواب
(۲۰) تحریری روداد مناظرہ اظہار حق
(۲۱) مضامین بدر ملت۔
(۲۲) الجواب المتین عن سؤال محمد امین
(۲۳) الجواب النورانی عن سوال الھمدانی

وعظ وتقریر

اصلاح ناس، تطہیر معاشرہ، تعلیم احکام، ترغیب عشق مصطفےٰ کے لیے حسب ضرورت وعظ وتقریر بھی کرتے آپ کی تقریر نہایت شستہ اور متین ہوتی۔ زیادہ تر آپ لوگوں کے دلوں میں عشق مصطفےٰ کا چراغ روشن کرنے کی کوشش کرتے۔ نماز روزہ اور احکام شریعت کی اہمیت بتاتے۔ آپ کے اندر اصلاح وہدایت کا جذبہ اس قدر بیدار تھا کہ ۱۵/ ۱۵ز ۲/ ۲۰/ کلومیٹر سائیکل خود چلا کر تشریف لے جاتے۔ اور لوگوں کو تعلیمات اعلیحضرت، ومفتی اعظم اور مسلک حق اہل سنت و جماعت سے روشناس کراتے۔ وہابیوں دیوبندیوں بد مذہبوں، ایمان کے دشمنوں سے دور رہنے کا حکم دیتے۔ فقیر راقم الحروف کو حضور والا کی کئی تقریریں سننے کا موقع میسر آیا۔ فالحمد للہ علی ذالک

کچھ مشاہدے، کچھ باتیں

حضور آقائے نعمت بدر ملت علامہ شاہ بدرالدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمۃ سے راقم الحروف کو شرفِ تلمذ حاصل ہے شرف بیعت وارادت بھی۔ ان کی بارگاہِ فیض بار سے بحمدہ تعالیٰ چار سال فیض ودرس لیا۔ میں نے ان کے لیل ونہار بھی دیکھے، ان کی نشست وبرخاست بھی

ان کا اسلوب تدریس بھی دیکھا۔ اندازِ تربیت و ارشاد بھی، اس لیے چند باتیں پیش کی جا رہی ہیں۔

حضرت والا کا اسلوبِ تدریس نہایت انوکھا طریقہ تفہیم سہل تر تھا۔ مثلاً نحو میر پڑھانے کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے ایک صفحہ یا نصف صفحہ کی عبارت پڑھوا لیتے پھر اس میں جتنے کلمے عربی کے آتے ان کی پہلے صرفِ صغیر و کبیر کراتے صیغوں کی پوری پہچان کراتے۔ جب ہر بچہ سارے صیغوں کو متعین طور پر جان لیتا۔ اور معنی بھی سمجھ جاتا تو اب تمثیلات کی روشنی میں نہایت سلجھے انداز میں عبارت کا مطلب بولتے جس سے نہایت آسانی کے ساتھ عبارت کا مفہوم طلبہ کے ذہن میں اتر جاتا۔ مثلاً کلمہ اور اس کی تقسیم نیز کلمہ اور اقسام پھر اقسام کے درمیان فرق سمجھاتے وقت حضرت والا نے میری جماعت کے سامنے کچھ اس طرح تقریر کی تھی۔

روٹی تین قسم کی بنتی ہے (۱) چپاتی روٹی۔ (۲) تنوری روٹی (۳) ہتھوڑی روٹی۔ (ہاتھ والی روٹی) تو روٹی کی تین قسمیں ہو گئیں۔ چپاتی، تنوری، ہتھوڑی۔ پھر تینوں میں سے ہر ایک کو روٹی کہیں گے۔ مگر تینوں میں سے ایک کو دوسرے پر نہیں بولیں گے۔ یعنی چپاتی کو تنوری اور تنوری کو ہتھوڑی نہیں کہتے۔ ٹھیک ایسے ہی کلمہ کی تین قسمیں ہیں (۱) اسم (۲) فعل (۳) حرف۔ تو اسم فعل حرف میں سے ہر ایک کو کلمہ کہتے ہیں۔ اور ہر ایک پر کلمہ کا لفظ بولتے ہیں۔ لیکن ان میں سے ایک کو دوسرے پر نہیں بولتے مثلاً اسم کو حرف یا فعل کو اسم نہیں کہتے اس دلنشیں تمثیل کے ذریعہ مقسم اور اقسام کے درمیان اور اقسام کے مابین کا اہم فرق حضرت نے بڑی آسانی سے سمجھا دیا جبکہ مقسم و اقسام کے درمیان فرق معیاری جماعت کے بچوں کو بمشکل سمجھ میں آتا ہے۔

روزانہ موسمِ گرما میں حضرت علیہ الرحمۃ عصر کی نماز پڑھ کر درود شریف پڑھتے اور مختصر ورد کرتے پھر مدرسہ غوثیہ فیض العلوم کے صحن میں چارپائی پر تشریف فرما ہوتے۔ اور جس جماعت کے بچوں کو پڑھانا چاہتے بلاتے۔ بچے حاضر ہوتے۔ زیادہ تر حضرت میزان نحو میر، پنج گنج کے طلبہ کو بلاتے۔ پھر ہر ایک تین حروف کا مادہ دیتے۔ اور صرف کبیر و صغیر کراتے قرآنی صیغوں کی تعیین اور گردان کراتے۔ سونے، اٹھنے، مسجد میں داخل ہونے اور اس سے نکلنے، چاند دیکھنے کی دعا یاد کراتے۔ پھر دعا کا ترجمہ کراتے۔ یوں ہی ترکیب کراتے۔ بچوں کی زبان اور تلفظ صحیح کراتے۔ اگر کوئی بچہ نماز کو نماج کہہ دیتا تو مشق کراتے۔ یہاں تک کہ وہ نماز کہنے لگتا۔ اس طرح مغرب تک بچوں کی خصوصی تربیت کرتے۔ کبھی کبھی مغرب کے بعد یا عشاء کے بعد بھی آجاتے۔ اور اونچی جماعت کے طلبہ کو پڑھاتے۔ غرض صرف اوقاتِ تعلیم ہی تک اپنی تدریس محدود نہ رکھتے۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ حضرت والا کے پاس پڑھے ہوئے آج جہاں کہیں ہیں وہ بھی اخلاصِ عمل، عربی، اردو، فارسی جملوں کی ترکیب، دینی تصلب بد مذہبوں سے نفرت ان کی برملا تردید کے اوصاف رکھتے ہیں۔

حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ عمل بالشریعہ کے پیکر تھے۔ شرعی احکام پر عمل کے درج ذیل واقعے قابل ذکر ہیں۔

Scanned with CamScanner

(۱) ۱۹۸۵ء میں جب شوال میں مدرسہ غوثیہ کے اندر راقم السطور کا داخلہ ہوگیا۔ فارسی کی پہلی شروع کرنے کے لیے حضرت کے یہاں پوری جماعت کے ساتھ حاضر ہوا ساتھ ہی شیرینی بھی موجود تھی۔ حضرت نے پہلے پوری جماعت پر نظر ڈالی۔ جماعت میں سب سے کم عمر میں تھا اور ایک مولانا مظفر علی بہرائچی۔ پھر پوچھا کہ شیرینی میں سب لوگوں کے روپئے شامل ہیں۔ جواب اثبات میں دیا گیا۔ تو مجھ سے اور مولانا مظفر علی صاحب سے حضرت نے استفسار فرمایا۔ کہ تم دونوں بالغ ہو؟ تو ہم دونوں نے نفی میں جواب دیا۔ تو فرمایا تمہارے کتنے روپئے شامل ہیں؟ ہم نے کہا دو روپئے۔ فوراً آپ نے اپنی جیب سے دو روپئے نکالے اور واپس کرنے لگے۔ ہم دونوں گھبرائے کہ شاید حضرت ہم دونوں سے ناراض ہوگئے ہیں۔ اس پر حضرت نے نہایت نرمی کے ساتھ مسئلہ شرعی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ نابالغ اپنی چیز دوسرے کو نہیں دے سکتا۔ اس لیے اپنے روپئے واپس لے لو۔ ورنہ شیرینی کو تقسیم کرنا جائز نہ ہوگا۔

اسی طرح ۱۹۸۶ء یا ۱۹۸۷ء کی بات ہے۔ میں بڑھیا سے دو کلومیٹر کی دوری پر کھنڈسری بازار کچھ ضرور کے سامان خریدنے گیا تھا۔ (وہاں ہر جمعرات کو بازار لگتا ہے۔) نماز مغرب سے کچھ پہلے مدرسہ کی طرف واپس آرہا تھا۔ ابھی تقریباً آدھا کلومیٹر مسافت طے کی تھی کہ دیکھا حضرت بدر ملت سائیکل سے میری طرف تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے سوچا حضرت ذرا قریب آجائیں تو سلام کروں گا۔ اور جب قریب ہوئے۔ تو ابھی میں سلام کرنے ہی والا تھا کہ پہل کرتے ہوئے انھوں نے ہی مجھے سلام کیا۔ اور آگے چلے گئے۔ میں نے جواب دیا۔ اندر ہی اندر میں بہت شرمندہ ہوا۔ کہ مجھے پہلے ہی سلام کرنا چاہیے۔ اس کے بعد میں سوچنے لگا کہ مدرسہ میں اکثر حضرت سلام کرنے کا موقع دیتے رہے اور اس وقت کیوں نہ دیا؟ مگر کچھ سمجھ نہ سکا۔ آخر کار جب یہ حدیث نظر سے گزری کہ "تم میں سوار پیدل کو سلام کرے" اس وقت آنکھ کھلی کہ حضرت نے اس وقت سلام کرنے میں اتنی پہل کیوں کی تھی؟

ان واقعات سے اندازہ لگایا جائے کہ حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کس طرح شریعت مصطفےٰ کے پابند تھے اور اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں کے عامل تھے۔

آپ کے حسن اخلاق کا یہ واقعہ آج تک نہاں خانۂ ذہن میں محفوظ ہے۔ ۱۹۸۵ء کی بات ہے کہ میں اس وقت احکام شرع کا مکلف نہ تھا۔ کبھی کبھار حضرت کے گھر میں حضرت کی اجازت سے جایا کرتا تھا۔ ایک رات بعد مغرب کسی قریب ہی کے گاؤں میں بغرض وعظ تشریف لے جا رہے تھے۔ اس لیے مجھے حکم فرمایا کہ جب تک میں نہ آجاؤں گھر میں رہنا۔ میں اپنی خوش قسمتی سمجھتے ہوئے تیار ہوگیا۔ حضرت نے کمرے کے اندر سے خرما سے بھری ایک تھیلی لا کر دی۔ اور چارپائی پر ایک عمدہ قسم کا کمبل بچھا دیا۔ پھر فرمایا۔ یہ خرما کھاؤ اور اس پر بیٹھو۔ عشاء کی نماز کے بعد یہیں سو جانا۔ اس کے بعد حضرت روانہ ہوگئے۔ جب گھر سے باہر ہوگئے۔ میں اسی کمبل پر بیٹھ گیا۔ اتنے میں امی صاحبہ نے دیکھا تو فرمایا بابو! جس کمبل پر تم بیٹھے ہو اس کو حضرت اوڑھتے ہیں۔ اتنا سنتے ہی میں اٹھ گیا۔ اور امی صاحبہ نے

Scanned with CamScanner

بچھایا۔ پھر اس پر بیٹھا۔

اس سے صاف ظاہر و باہر ہے کہ حضرت علیہ الرحمۃ بے پناہ شفقت و محبت فرمانے والے استاذ تھے۔ اور حسنِ اخلاق کے پیکرِ مجسم بلکہ بلند اخلاق کے نقطۂ انتہا پر فائز تھے۔

یہ غیر مرتب جملے چند صفحات پر مشتمل نہایت عجلت میں قیدِ تحریر میں آئے۔ خواہش تو یہ تھی کہ فرصت میں ایک مفصل مضمون لکھوں جو آپ کی حیات کے اکثر گوشوں پر حاوی ہو لیکن ہجومِ افکار، کثرتِ کار مانع ہے۔ بہر کیف مَالَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ جُزْءُہٗ کے مطابق یہی جملے بارگاہ بدرِ ملت میں قبول ہو جائیں۔ تو زہے عز و شرف۔

اللہ کریم حضرت بدرِ ملت علیہ الرحمۃ کے خلیفۂ مجاز حضرت مولانا صوفی عبد الصمد صاحب قبلہ قادری رضوی نوری دام ظلہ نگرانِ اعلیٰ دار العلوم گلشنِ رضا کولمبی، ضلع ناندیڑ۔ مہاراشٹر کو فلاحِ دنیا اور سعادتِ عقبیٰ سے سرفراز فرمائے کہ انھوں نے حضرت بدرِ ملت کی بعض غیر مطبوع اور بعض مطبوع تصنیفات کو از سرِ نو منظرِ عام پر لانے کا کارنامہ انجام دیا۔ پھر تقریباً پانچ سال کی مسلسل جد و جہد اور بے پایاں کوششوں کے ذریعہ ان کی زندگی پر عظیم الشان دستاویز بنام معارفِ بدرِ ملت رو برُوئے عالم لانے کی سعادت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا بہترین صلہ دے بدرِ ملت علیہ الرحمۃ کے فیوض ان کے علم و عمل، تقویٰ کا کچھ حصہ انہیں اور ہمیں اور افرادِ اہلسنت کو عطا فرمائے آمین بجاہِ نبینا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وابنہ الغوث الاعظم وسلم۔ محمد ابو الحسن قادری مصباحی غفرلہ ربہ القوی۔ خادم افتاء و تدریس قادریہ غریب نواز ساؤتھ افریقہ۔

بدرِ دیں پر ہو بارشِ رحمت

از قلم خلیفہ حضور مفتیٔ اعظم ہند مولانا الحاج قاری امانت رسول محمد صاحب سربراہِ اعلیٰ جامعہ رضویہ مدینۃ الاسلام ہدایت نگر پیلی بھیت شریف

حمدِ خالق بیاں ہو ہر ساعت ۔۔۔ ذکرِ مولیٰ کی ڈالئے عادت
ہر گھڑی مصطفیٰ پہ ہر ساعت ۔۔۔ کر صلاۃ و سلام کی کثرت
غوث و خواجہ رضا کے صدقے میں ۔۔۔ بدرِ دیں پہ ہو بارشِ رحمت
قادری نوری مفتی بدر الدین ۔۔۔ ماہِ رمضاں میں پا گئے جنت
ستّات رمضان کو غروب کے بعد ۔۔۔ کرنے افطار چل دیئے جنت
چھپ گیا چھپ گیا وہ بدرِ فلک ۔۔۔ جس سے روشن تھی محفلِ سنت
ہند کے ہیں جو مفتیٔ اعظم ۔۔۔ بدرِ دیں کے ہیں مرشدِ بیعت
اعلیٰحضرت ولی کہیں جن کو! ۔۔۔ بچپنے سے ہیں وہ مرے حضرت
نوری دادا نے بھی بشارت دی ۔۔۔ جن کی کرتے ہیں اولیا مدحت
یعنی شہزادۂ امام رضا ۔۔۔ جن کی دنیا میں خوب ہے شہرت
مفتیٔ اعظم زمانہ ہیں!! ۔۔۔ ابن احمد رضا مرے حضرت
جن کے شاگرد ہیں خلیفہ ہیں ۔۔۔ بدرِ دیں بھی شریف الحق حضرت
جن کے شاگرد ہیں خلیفہ بھی ۔۔۔ حضرت شیرِ بیشۂ سنت!
دیں امانت کو بھی خلافت شیخ ۔۔۔ محیِ دیں مصطفیٰ رضا حضرت

قاری صاحب کہو۔ ظفر پیکر!
١٤١٢ھ
بدرِ ملت کی ہے سنہ رحلت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فنا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری

از۔ حضرت مولانا مفتی امان الرب صاحب قبلہ حشمتی دار العلوم مینائیہ شہر گونڈہ (یو پی)

آج کل شاید کوئی صاحب حلقہ ہوگا جس کے حوارین ان کی سوانح و شخصیت پر کوئی مخصوص مجلہ یا مستقل کتاب لکھنے کی فکر میں نہ ہوں۔ مگر جو سوانح درس عبرت معلوماتی مواد سے مملو اور مضبوط حوالے پر مشتمل ہوتی ہے اس کا خاصہ فائدہ ہوتا ہے اور وہ ہاتھوں ہاتھ نکل بھی جاتی ہے جیسے حیات اعلیٰحضرت، سوانح اعلیٰ حضرت، صدر الشریعہ نمبر، مفتیٔ اعظم اور ان کے خلفاء اور اگر صاحب سوانح کو ان کے منصب سے اونچا دکھانے کی بے جا کوشش کی گئی ہو خواہ مخواہ زمین و آسمان کے قلابے ملائے گئے۔ زورِ قلم اور لفظوں کی بازی گری کی نمائش کی گئی ہو تو ایسی سوانح کوئی کام کی نہیں ہوا کرتی الٹے قاری کوفت ہو کر اس کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیتا ہے اور ہفتوں قاری کا دماغ بوجھل و ماؤف رہتا ہے۔

حضرت علامہ مفتی بدر الدین احمد رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان ہماری جماعت کے ان گنے چنے مرتاض[۱] اور بے ریا عالموں میں شمار کئے جاتے ہیں جن کی تقریر و تحریر و کردار و عمل کا ہر ہر پہلو مسلک اعلیٰحضرت کی تعبیر و تفسیر ہوا کرتی تھی بدر ملت حضور مجاہد ملت کی پاکیزہ صحبت سے وارفتگیٔ شوق کا درس عبرت لئے تھے حضرت شیر بیشۂ اہلسنت کی پاکیزہ صحبت سے حق گوئی و بے باکی اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی کا ملکہ حاصل کیا تھا۔ اور سرکار مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ کی بیعت و ارادت کی بدولت ان سب اوصاف سے حامل ہو گئے تھے۔ جو جنید و بایزید اور سرمد و منصور کے تھے۔

بلاشبہ آپ کی ذات اسلاف کرام کے طرز زندگی کی آئینہ دار تھی۔ مجاذیب آپ کا ادب کرتے تھے۔ سالکین آپ سے سبق لیتے تھے۔ مولانا صابر، مولانا فاروق مولانا عالم خان صاحبان ائمۂ مساجد کرلا بمبئی کی زبانی معلوم ہوا کہ جب کبھی بدر ملت علیہ الرحمۃ مسجد و مدرسہ کے ضروری کاموں سے بمبئی تشریف لاتے تو آپ کے محبین و معتقدین آپ کو نذرانے پیش کرتے تو فوراً آپ اس کی رسید بنا دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے سفر کا مقصد مسجد و مدرسے

۱؎ ریاضت کرنے والا

تو یہ نذرانے بھی اسی مقصد کا حق ہے۔ جب آدمی کی زندگی کی داعیہ خلوص وللّٰہیت پر مبنی ہوتا ہے تو اس سے بلا تکلف بے نفسی اور تقویٰ کا اظہار ہوتا رہتا ہے۔

ایک مرید کے لئے پیر کی تمام مسائل اصولیہ و فروعیہ کی پیروی دارین کی سعادتوں کا باعث ہوتا ہے۔ بدر ملت علیہ الرحمۃ کے نظریات وتحقیقات پر چلنے چلانے کی جو مجاہدانہ و سرفروشانہ جدوجہد فرمائی ہے وہ آب زر سے لکھے جانے کے لائق ہے۔ مسئلہ ٹائی کا ہو یا لاؤڈ اسپیکر کا، چین دار گھڑی کا مسئلہ ہو یا دیہات میں جمعہ کا سارے مسائل میں آپ نے اپنے مرشد بیعت کے فتوے پر عمل کیا اور اپنے فتاویٰ میں اسی کو لکھا اور اسی کو راجح قرار دیا۔ آپ کی یہی وہ خسروانہ روش تھی جس کی وجہ سے آپ عاشق اعلیحضرت اور بڑے مولانا کہلائے۔ اور علماء و عوام میں یکساں مقبول ہوئے۔

تحریکی مقناطیسیت کا ایک حیرت انگیز واقعہ

عظیم آباد پٹنہ کوتوالی مسجد کے امام وخطیب مولانا نثار المصطفیٰ صاحب نے مجھ سے بیان فرمایا کہ ایک وکیل صاحب جو چھتیس ۳۶ سالوں تک تبلیغی جماعت میں امیر رہ چکے تھے اور اب جو ہماری مسجد کے بھی خاص کارندہ ہیں میں نے ان کو مفتی بدرالدین علیہ الرحمۃ کی لکھی کتاب سوانح اعلیحضرت پڑھنے کو دیا۔ کیوں کہ اس میں دیوبندی وہابی، قادیانی، رافضی، نیچری، چکڑالوی، سرسید احمد وغیرہم فرقہائے باطلہ کی اچھی طرح نقاب کشائی کی گئی ہے۔ وکیل صاحب بادل ناخواستہ اس کتاب کو پڑھنے لگے۔ چند ورق پڑھنے کے بعد ان کے دل کی قساوت وکثافت دھیرے دھیرے چھٹنے لگی۔ جب کتاب مکمل پڑھ کر فارغ ہوئے تو ان کے دل کا برسوں کا زنار ٹوٹ چکا تھا اور وہ بے حد خوشی کے عالم میں کہنے لگے۔ مولانا ان فرقہائے باطلہ پر خدا کی لعنت ہو میں آج سے بریلوی ہو کر مسلمان ہو گیا ہوں۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے آج ہی میں اپنی ماں کے شکم سے پیدا ہوا ہوں اب آپ مسلک اعلیحضرت کی خوب ترویج واشاعت کیجئے حتی الوسع میرا تعاون آپ کے ساتھ ہوگا۔ واقعی پڑھے لکھے افراد میں ہم اچھی کتاب اتار کر ہی نمایاں کام سرانجام دے سکتے ہیں۔

بدر ملت علیہ الرحمۃ کے وعظ ونصائح اثر ونفوذ کے اعتبار سے قلندرانہ شان تھی۔ ایک تقریر میں فرمایا کہ مرد اگر بغیر سترہ کے نماز پڑھ رہا ہو اور سامنے قریب سے کوئی گذر رہا ہو تو اللہ اکبر کی صدا لگائے تاکہ گذرنے والے کو تنبیہ ہو جائے اور وہ گناہ سے بچ جائے۔ مگر عورت گذرنے والے کو اللہ اکبر سے متنبہ نہ کرے کیوں کہ عورت کی آواز بھی عورت ہے۔ وہ اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیوں کو بائیں ہاتھ پر مارے تاکہ وہ گذرنے سے بچ رہے۔ مجھے یاد ہے کہ اس تقریر کا عورتوں پر بہت گہرا اثر پڑا بہت سی عورتیں عفت و پردہ پوشی کی دلدادہ ہو گئیں کہ آخر ہم کو رب کے حضور حساب وکتاب دینا ہے۔ پھر بڑے مولانا کی نصیحت پر جو کہ خالص دینی مسئلہ ہے۔ عمل کر کے سرخروئی کا درجہ کیوں نہ حاصل کیا جائے۔

آپ کا وصال ماہ رمضان المبارک کر لامبی

Scanned with CamScanner

کے مشہور علماء نواز حق دوست محترم الحاج شاہ عالم رضوی کے مکان میں ہوا۔ غازی پور کے ایک شخص شمیم نام کے جو عقیدۃً آزاد خیال کے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد جب آپ کی صورتِ زیبا کو دیکھا جو گلاب کی طرح نکھرا ہوا تھا۔ پیشانی پر جب پسینے کی بوندیں موتیوں کے مانند جھلملا رہی تھیں! اس منظر کو دیکھنے کے بعد وہ یکسر بدل گئے اور اپنے خیال کو ایک مرکز بریلی کی طرف مرکوز کر لیا۔ سچ فرمایا گیا ہے۔ ؎

فنا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری۔

دعائے شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ

اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں۔ میرے تمام اعمال فسادِ نیت کے شکار ہیں۔ البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض تیری ہی عنایت سے اس قابل اور لائق التفات ہے۔ وہ یہ کہ مجلس میلاد کے پاک کے موقع پر کھڑے ہو کر صلاۃ و سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی و انکساری محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتا ہوں۔ اے اللہ! وہ کون سا مقام ہے؟ جہاں میلاد پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے۔ اس لیے اے ارحم الراحمین! مجھے اس کا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی رائیگاں نہیں جائے گا۔ بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا۔ اور جو کوئی درود و سلام پڑھے اور اس کے ذریعہ سے دعا کرے وہ بھی مسترد نہ ہوگی۔ (اخبار الاخیار ص ۶۲۴)

شیخ محقق علیہ الرحمۃ کے مندرجہ بالا دعا کی روشنی میں حضور بدر العلماء نیاز، فاتحہ وغیرہ کے موقع پر بھی انتہائی عقیدت و محبت کے ساتھ محفل میلاد شریف منعقد فرماتے۔ اگرچہ سامعین دو چار ہی کی گنتی میں کیوں نہ ہوتے اور منظوم میلاد شریف جس کا مصرع ہے "صبا نے کس کی آمد کی سنائی"، ادب میں ڈوب کر پڑھتے۔ اور سامعین سے فرماتے کہ آپ حضرات ادب میں اضافہ کریں۔ اور دو زانو بیٹھ کر بارگاہِ مصطفےٰ میں لو لگائیں اور دھیرے دھیرے درود شریف کا ورد جاری رکھیں کہ سرکار کی آمد آمد کا مختصر تذکرہ ہونے جا رہا ہے۔ ذکر ولادت ختم کے بعد بارگاہِ رسالت میں صلاۃ و سلام پڑھتے۔ بعدہٗ ختم شریف اور دعا پر مجلس مقدس کا اختتام فرماتے۔

آپ کے برادر صغیر شمس الحکماء فقیہ الاسلام حضرت علامہ حکیم ابو البرکات محمد نعیم الدین صاحب قبلہ صدیقی قادری گورکھپوری کا بھی یہی معمول تھا۔ بلکہ آپ نے فرزندانِ اہلسنت کے لیے "میلاد منظوم" ۱۲ اشعار پر مشتمل قلمبند فرما دیئے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

ذکر میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ؕ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ ؕ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ وَكُلُّ الْخَلَائِقِ مِنْ نُوْرِيْ وَاَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ ۔ او کما قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

؎ آپ نے تذکرہ میلاد شریف تعمیر ادب حصہ پنجم کے صفحہ ۵/۳۴ پر شامل کتاب کر دیا ہے۔ ۱۲ رضنہ۔ الا حصہ صفحہ ۳۰ پر ہے

بدرِ ملّت اور ان کا اخلاص

از حضرت مولانا الحاج نظام الدّین احمد صاحب قبلہ نوری استاذ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی مدظلہ
(یو۔پی)

بدر العلماء، عالم ربّانی حضرت علامہ بدرالدین احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کی کچھ امتیازی خوبیاں تھیں جن کی بنا پر وہ اپنے ہم عصر علماء میں ممتاز بھی تھے۔ اور محترم بھی عوام النّاس میں شہرت و مقبولیت ہونا بھی بجائے خود ایک اہم بات ہے۔ مگر معزز معاصر علماء و مشائخ خانقاہ سب کا عزت و احترام نیز محبت و شفقت کی نظر سے آپ کو دیکھنا بھی کچھ اہم نہیں۔ آپ نے جس اخلاص و وفاداری کے ساتھ خدمتِ دین متین کی ہے۔ زمانہ کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ آج کل نہ علماء کی کمی ہے، نہ فضلاء کی نہ مدارس کی کمی ہے نہ ہی خانقاہوں کی۔ نہ مقررین کم ہیں اور نہ واعظین نہ مصنفین کم ہیں نہ ہی لٹریچرس۔ مگر بایں ہمہ کثرت جس چیز کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔ وہ ہے خلوص وللّٰہیت۔ جذبۂ وفاداری۔ آج حبِّ جاہ و شہرت یا جذبۂ زر اندوزی ہی عموماً کارفرما نظر آرہا ہے۔ مذہب کی آڑ میں دنیا حاصل کرنے کی وبا نہایت عام ہے۔ سچ کہا تھا ڈاکٹر اقبال نے ؎

نذرانہ نہیں سود ہے پیرانِ حرم کا
ہر خرقۂ سالوس[1] کے اندر ہے مہاجن

جب اس نقطۂ نظر سے ہم بدرِ ملّت علیہ الرحمۃ کی قد آور شخصیت کا جائزہ لیتے ہیں تو بے علمی بدعملی، بے راہ روی اور دنیا طلبی کے اس ماحول میں ان کا قد اور زیادہ ڈیڑھا ہوا نظر آتا ہے۔ آئیے مختلف زاویوں سے ان کی پاکیزہ زندگی کا جائزہ لیتے چلیں۔ تاکہ قارئین کو یہ معلوم ہو سکے کہ آپ کی شخصیت بے عملی کی شب ظلمت میں مینارۂ نور سے کم نہیں۔

درس و تدریس میں اخلاص

درس و تدریس کا گرتا ہوا معیار کس پر مخفی ہے۔ نہ تو طلبہ میں شوق ہے اور نہ اساتذہ میں خلوص۔ الّا ماشاء اللہ۔ عموماً یہ ہوتا ہے کہ طلبہ مجبوراً پڑھتے ہیں اور اساتذہ بھی محض ڈیوٹی سمجھ کر اپنا فرض نبھاتے ہیں۔ اس کے برخلاف بدرِ ملت علیہ الرحمۃ کا اندازِ درس و تدریس نہایت مخلصانہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدائی کتابوں میں زیادہ دلچسپی رکھتے تھے۔ نظر یہ تھا کہ طالب علم کی ابتدائی تعلیم جو بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے ٹھوس ہو جائے کیوں کہ یہ بالکل صحیح ہے۔

---

[1] سالوس۔ مکّار، دغاباز۔

Scanned with CamScanner

خشت اول چوں گذارد بر زمیں معمار کج
گر رساند تا فلک باشد ہماں دیوار کج[لہ]

یہی وجہ تھی کہ کتاب کو جلد ختم کرنے کے بجائے اس کو سمجھا کر پڑھانے کی زیادہ کوشش کرتے۔ چنانچہ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ بعض طلبہ کو نحو میر وغیرہ دو دو سال تک پڑھاتے اور اتنا اجرا کراتے کہ دیگر اداروں میں ہدایۃ النحو اور کافیہ پڑھنے والے بہت سارے بچے بدر ملت کے پاس نحو میر پڑھے ہوئے اس طالب علم سے بحث کرنے سے کتراتے۔ طالب علم کی بنیادی صلاحیت کو ٹھوس بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے۔ چونکہ خوابیدہ صلاحیتوں کے بیدار کرنے میں مذاکرہ کا خاص دخل ہوتا ہے۔ بقول شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ والرضوان "علم بے بحث" اس نقطۂ نظر سے طلبہ میں مذاکرات کا سلسلہ عموماً جاری رکھواتے۔ آئے دن دو جماعتوں میں باہم مذاکرۂ علمی کراتے۔ بلکہ جب کسی طالب علم سے ملاقات ہوتی تو حسب فرصت اس کے معیار کے مطابق کچھ نہ کچھ علمی سوال ضرور کرتے۔ اور جب طالب علم سے جواب نہ پاکر اسے جواب کا متمنی پاتے تو نہایت آسان اور شیریں لب ولہجہ میں اس کی تفہیم کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان سے پڑھے ہوئے لوگ انہیں استاذ مان کر ان سے تعلق ہی نہیں بلکہ اپنے اوپر ان کے احسانات کے نتیجے میں ان سے کافی عقیدت رکھتے ہیں

تربیت میں اخلاص

تعلیم کے ساتھ تربیت اور طلبہ کی عملی زندگی میں نکھار پیدا کرنے کا جذبہ آج کل اساتذہ میں خال خال نظر آتا ہے۔ بدر ملت علیہ الرحمۃ کی شخصیت اس حیثیت سے بھی ممتاز نظر آتی ہے کہ ہر طالب علم پر نماز کی پابندی، سچ بولنے کی ترغیب، اساتذۂ کرام کا احترام کتابوں کی قدر حتی کہ عام بول چال میں بھی حد درجہ احتیاط برتنے کی ترغیب وغیرہ۔ یہ وہ اوصاف ہیں کہ جن کی بنا پر ان کے تلامذہ کی عملی زندگی میں کافی حد تک نکھار آجاتی تھی۔ ابتدا ہی سے جذبۂ حب رسالت طلبہ میں پیدا کرنے کے غرض سے ہر طالب علم کو درود شریف کثرت سے پڑھتے رہنے کی ترغیب دیتے۔ اور فرماتے کہ کم از کم روزانہ سو بار درود شریف ضرور پڑھ لیا کرو۔ کوششیں کسی قدر آج بھی ہوتی ہیں لیکن مفید اور مؤثر نہیں ہو پاتیں۔ کیوں کہ کسی بھی تربیت کے مؤثر ہونے میں مربی کی خود اپنی عملی زندگی کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ چونکہ حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کے قول و عمل میں تضاد نہ تھا۔ ہم آہنگی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی باتیں خوب مؤثر اور تربیت زیادہ کارگر تھی۔ اور سچ بھی یہی ہے کہ ؏

بات جو دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔

خود بھی علم کی قدر کرتے تھے اور طلبہ کو نہایت سختی سے اس پر کاربند رہنے کی تاکید کرتے۔ مثلاً کتابوں کو قرینے سے رکھنا۔ کاغذ کے ایک ایک ٹکڑے کا احترام۔ یہاں تک کہ قلم کا تراشہ ایسی جگہ پر ڈلواتے کہ اس کی بے حرمتی نہ ہو۔ سونے والے بستر اور بیٹھنے

لہ کاریگر جب پہلی اینٹ زمین پر ٹیڑھی رکھتا ہے۔ تو آسمان تک پہونچنے کے بعد بھی دیوار ٹیڑھی ہی رہتی ہے۔

Scanned with CamScanner

والے فرش پر اگر کسی کتاب کو رکھے ہوئے دیکھ لیتے تو بلاکر فوراً تنبیہ فرماتے۔ کاغذ، قلم، دوات، روشنائی وغیرہ کی ایسی قدر کرتے ہم نے کسی اور کو نہیں دیکھا۔ ان اوصاف سے حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کی علم دوستی کا اندازہ کرنا آسان ہے۔

اوقات درس کے علاوہ طلبہ کی نگرانی اور اخلاص

آج مدارس میں مستقل قیام کے باوجود طلبہ کی صحیح دیکھ بھال نہیں ہو پاتی۔ مگر بدر ملت کا معاملہ ہی عجیب تھا۔ آپ بھی پڑھیں اور آج مخلصانہ نگہداشت کے فقدان پر ماتم کریں۔ واقعہ یہ ہے کہ بدر ملت اپنے براؤں شریف دار العلوم فیض الرسول میں قیام کے دوران صدر المدرسین کے عہدے پر فائز تھے۔ تعلیم و تربیت و تہذیب کی ترقی کے اعتبار سے اس دور کو فیض الرسول کا زریں دور کہا جاسکتا ہے۔ کچھ طلبا رجاگیر پر رہتے۔ مثلاً موضع مئو، جے پور، چنیتوا۔ وغیرہ ان میں سے بعض گاؤں دار العلوم سے دو اور بعض تین اور چار کیلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہیں۔ میں نے معتبر ذرائع سے سنا ہے کہ سخت سردی کے موسم میں بھی حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ جاگیر والے طلبہ کی خفیہ نگرانی کے لئے تشریف لے جاتے۔ اور جس حجرے میں طالب علم کا قیام ہوتا نگرانی کے لئے چلے آتے۔ اس لیے ان سے بچوں کی رات کی موجودہ حالت پوشیدہ نہ ہوتی۔ طالب علم نے رات میں کیا باتیں کیں انہیں سب معلوم رہتیں۔ اور بدر ملت کو پتہ رہتا کہ اس نے اپنا وقت کس طرح گذارا ہے۔ چنانچہ اثنائے درس جب ان میں سے کسی کا سبق یاد نہ رہتا۔ تو فرماتے کہ تم رات میں پڑھنے کے بجائے یہ بات کر رہے تھے۔ تو طالب علم چونک جاتا۔ کہ ان کو کیسے معلوم ہوا۔ تب پتہ چلتا کہ حضرت رات میں بعد نماز عشاء تشریف لائے تھے۔ اس کا یہ فائدہ ہوتا کہ ہر طالب علم کو ہر دم یہ خوف لگا رہتا کہ ممکن ہے بدر ملت دیکھ رہے ہوں۔ اس لیے عموماً اپنے اوقات کو تعلیم و تعلم میں مصروف رکھتے۔

تصنیف میں اخلاص

آپ کی تصانیف درسی ہوں یا غیر درسی سب کو اللہ عزوجل نے بے پناہ مقبولیت عطا فرمائی ہے۔ تعلیم الادب، زفاعد تا حصہ پنجم، تعمیر قواعد دونوں حصے، عرس الادب، تلخیص الادب، فیض الادب اول و ثانی، جواہر المنطق یہ ساری کتابیں اس قدر مقبول ہوئیں کہ آج اہلسنت کے تقریباً تمام مدارس و دار العلوم میں شامل نصاب درس ہیں۔ اس کے علاوہ غیر درسی کتب و رسائل میں سب سے زیادہ مقبولیت سوانح اعلیحضرت کو حاصل ہوئی۔ بلاشبہ اس مقبولیت کا سبب بدر ملت کا جذبۂ خلوص ہے۔ جو ان تصانیف میں کار فرما ہے۔ کیوں کہ

بات بن سکتی نہیں کوئی صداقت کے بغیر
تیر کی پشت پر کردار کماں ہوتا ہے

آج عام طور سے تاجرانہ نقطۂ نظر سے کتابیں لکھی اور بیچی جاتی ہیں۔ درحقیقت ضرورت کن کتابوں کی ہے۔ اس سے بحث نہیں بلکہ کون سی کتاب زیادہ مارکیٹ میں چلے گی۔ چنانچہ ماضی قریب میں آپ نے ملاحظہ کیا کہ اہلسنت کے اختلافی مسائل پر زبردست قلمی معرکہ آرائی ہوئی۔ مسئلہ ٹی۔ وی، ویڈیو۔ مسئلہ جمعۃ القریٰ، نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے

استعمال کا مسئلہ۔ وغیرہ کئی اختلافی مسائل پر کتنا زورِ قلم صرف ہوا۔ جو آپ سے مخفی نہیں۔ کوئی اختلافی مسئلہ بالاتفاق حل تو نہ ہو سکا لیکن اس سے بہت سارے مسائل ضرور پیدا ہو گئے۔ مثلاً مسلمانوں میں باہمی منافرت، دلوں میں دوریاں، ایک دوسرے کو نفرت سے دیکھنا یعنی اختلاف بین المسلمین کے نہ جانے کتنے دروازے کھل گئے۔ مگر برا ہو تاجرانہ نظریہ رکھنے والوں کا کہ ملت کا کیا خسارا ہوا۔ اس سے کوئی بحث نہیں۔ البتہ کتابوں کو مارکیٹ میں لانے کی وجہ سے تاجروں کے فائدے ضرور ہوئے۔ "جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ"، کا لیبل لگانا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ تاکہ کوئی اور اس تجارت میں شرکت نہ کر سکے۔ لیکن بدر ملت علیہ الرحمۃ کا نظریہ تصانیف کے تعلق سے تاجرانہ نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی خود چھپانے یا چھپوانے کا التزام نہیں کیا بلکہ عام اجازت تھی۔ مقصد یہ تھا کہ عامۃ المسلمین کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہونچ سکے۔ لیکن چونکہ عام طور سے طابع و ناشر غیر ذمہ دارانہ رویہ اختیار کرتے ہیں جس کے نتیجے میں کتابت و طباعت میں بہت ساری غلطیاں ہو جاتی ہیں جس سے نہ یہ کہ صرف مصنف کی بدنامی ہوتی ہے بلکہ ملت کا بھی خاصا نقصان ہوتا ہے۔ اس لیے اجازت لینے سے خوش ہوتے تھے۔ کیوں کہ اسی بہانے طابع کو احتیاط سے چھاپنے کی تاکید کا موقع مل جاتا تھا۔ لیکن بلا اجازت چھاپنے والوں کے خلاف کبھی کوئی کارروائی نہ کی۔

زبان و قلم کی آوارگی آج عام ہو چکی ہے۔ عام طور سے یہ ہو رہا ہے کہ زبان کی بے لگامی کو دلیل خطابت اور قلم کی مطلق العنانی کو معیار صحافت تسلیم کیا جانے لگا ہے۔ زبان و قلم سے واقع ہونے والی غلطیوں کو تسلیم کرنے کا دور اب ختم ہونے لگا ہے۔ اِلّا ماشاء اللہ!

اس کا اندازہ مجھے اس وقت ہوا کہ میں ایک جلسہ میں خطابت کے لئے مدعو تھا۔ اور ممبر پر موجود بھی تھا اسی جلسے میں ایک پیر صاحب جو متوسط درجہ کے خطیب بھی مانے جاتے ہیں۔ اثنائے خطابت فرمانے لگے کہ کبھی کبھی جب ہم پر خانقاہی رنگ غالب آتا ہے تو ہم لوگ شریعت سے اوپر اٹھ کر باتیں کرنے لگتے ہیں میں نے فوراً معاذ اللہ پڑھا۔ ایسا لگتا ہے کہ اب توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہے یا پھر ہٹ دھرموں نے اپنے اوپر قبل قیامت بند کر لیا ہے۔ اس کے برخلاف تاویل کے ہزاروں دروازے کھل چکے ہیں۔ مگر کیا کیجیے گا۔ توبہ کی توفیق بھی فضلِ ربانی کے بغیر میسّر نہیں آتی۔ اس تفصیل کا مقصد یہ ہے کہ حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب تعبیر ادب حصہ سوم ص۵۸ پر راز الہ آبادی (علیہ الرحمۃ) کی ایک نعت شریف شاملِ کتاب کی تھی جس کا ایک شعر یہ تھا۔

نارِ دوزخ سے بچنا ہو جس کو
تھام لے کملی والے کا دامن!

عین اس وقت جب لفظ کملی موضوع بحث بنا ہوا تھا۔ کہ تصغیر ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ کو لے کر کافی محاذ آرائی ہوئی۔ اہلِ علم دو دھڑوں میں تقسیم ہو گئے۔ حضرت بدر ملت کی جانب سے عطیۂ ربانی در مقالۂ نورانی کے ص۳۴ پر ایک توبہ نامہ شائع ہوتا ہے کہ میری کتاب میں وہ نعت شریف چھپ گئی جس میں لفظ کملی ہے۔ اس لیے میں بغیر کسی پھیر پھار اد

بغیر تاویل کے توبہ کرتا ہوں۔ آج ہٹ دھرمی کے دور میں اخلاص کی ایسی نظیر نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔

وعظ و تقریر میں اخلاص

آج بھاری بھرکم آداب والقاب سے خوش ہونے کا دور ہے۔ اس طرح کہ الفاظ اپنے صحیح معانی کی تلاش میں نہ جانے کہاں کہاں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔ مگر مجھے خوب یاد ہے کہ ایک جلسہ میں جس میں حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کے علاوہ نامور خطباء رونق ممبر تھے میں بحیثیت سامع شریک محفل تھا۔ ناظم اجلاس نے حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کے نام کا اعلان کرتے وقت شیخ القرآن کہہ دیا۔ مروّجہ استقبالیہ نعرے کے بعد بھی حضرت اپنی جگہ بیٹھے ہی رہے۔ کسی نے قریب جاکر عرض کیا حضور آپ کا اعلان ہوا ہے۔ فرمایا نہیں۔ یہ تو شیخ القرآن کا اعلان ہوا ہے۔ جو صاحب شیخ القرآن ہوں وہ چلیں اور تقریر فرمائیں۔ جب بتایا گیا کہ حضور آپ ہی کا اعلان ہوا ہے۔ تو سخت برہم ہوئے۔ فرمانے لگے لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اتنی بڑی دھاندلی جس کو چاہا شیخ القرآن کہہ دیا۔ کہاں میں شیخ القرآن نہیں ہوں۔ شیخ القرآن تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ناظم سے فرمایا رجوع کرو۔ تو انہوں نے رجوع کرنے کے بعد دوبارہ جب اعلان کیا تو جلالۃ العلم کہہ دیا۔ تو فرمانے لگے عجیب حال ہے: تاڑ سے گرا تو کھجور میں اٹک گیا میرے استاذ کے لئے یہ لفظ بہت مشہور ہے۔ میں اپنے لئے گوارا نہیں کرسکتا۔ پھر رجوع کرایا۔

تقریر کا لہجہ شیریں اور اسلوب بیان بہت واضح ہوتا۔ چوں کہ اخلاص کی قوت کے ساتھ بولتے تھے۔ اس لیے باتیں بے حد مؤثر ہوتیں۔ محافل میلاد شریف میں پورے اہتمام کے ساتھ شرکت فرماتے۔ عمامہ ضرور زیب سر ہوتا۔ بلکہ اپنے تلامذہ اور دیگر افاضل اہلسنت کو بھی پورے عالمانہ وقار سے رہنے کی تاکید فرماتے کہ علماء کو اپنے مذہبی لباس میں ہونا چاہیے۔

کلام اعلیحضرت سے بے پناہ محبت تھی۔ عموماً اپنی تقریر سے قبل سرکار اعلیحضرت کی کوئی نہ کوئی نعت شریف تفصیل سے ضرور پڑھتے۔ بلکہ اکثر ایسا بھی ہوتا تھا کہ اپنے ساتھ سامعین کو بھی بتاکید پڑھواتے۔ اور جب نعت شریف پڑھتے تو محویت کا یہ عالم ہوتا کہ سامعین ان کی مؤدبانہ نشست اور مخلصانہ طرز سے صاف محسوس کرتے کہ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ڈوب کر پڑھ رہے ہیں۔

ضیافت اور اخلاص

مجھے خوب یاد ہے کہ شرح مرقاۃ مکمل کر لینے کے بعد میں بڑھیا حاضر ہوا کہ کتاب کو نظر ثانی کے لئے حضرت کی خدمت میں پیش کرسکوں اسی سلسلے میں ایک شب بڑھیا میں قیام رہا۔ بعد مغرب جب کھانے کا وقت ہوا۔ مدرسہ غوثیہ کے صدر دروازہ کے داہنی جانب حضرت کا حجرہ تھا۔ اور میں اوپر والی منزل پر برادر گرامی مولانا شہاب الدین احمد نوری کے کمرہ میں بیٹھا تھا موصوف ان دنوں وہیں استاذ تھے۔ اچانک ایک آواز کان میں آئی "مولانا نظام الدین صاحب کہاں ہیں"، پتہ چلا کہ حضرت نے کرم فرمایا ہے اور کھانے کے لئے یاد فرمایا ہے۔ میں تیز گامی سے زینے سے

Scanned with CamScanner

اثر اکہ تعمیل حکم میں تاخیر نہ ہو۔ یہ دیکھ کر حیرتوں کی انتہا نہ رہی کہ حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ خود اپنے حجرے کے سامنے ایک بڑے طشت میں کھانا لے کر منتظر کھڑے ہیں۔ میں نے فوراً ہاتھ بڑھا دیا۔ کہ حضرت کے ہاتھ سے طشت لے لوں۔ فرمانے لگے یہ کیا کر رہے ہیں۔ کیا حق ضیافت مجھ سے چھین رہے ہیں۔ پس سنتے رہیے اور حیرت سے سر دھنتے رہیے۔ عالم ربانی ہو کر حضور مفتیٔ اعظم اور حضور شیر بیشۂ اہلسنت کے اجل خلیفہ ہوتے ہوئے اور یہ حسن و اخلاق! جب کہ آج بعض مشائخ کہلانے والوں کا یہ حال ہے کہ غیر مرید کو پہچاننے کے لئے راضی نہیں۔ بلکہ اگر مرید غریب ہے تو بھی بآسانی نہیں پہچانتے۔ چونکہ میں نے بدر ملت جیسی کچھ عظیم شخصیتوں کی زیارت کی ہے۔ اس لئے میں کسی کی ظاہری تقویٰ و طہارت سے یا القاب و ٹائیٹل سے متاثر نہیں ہوتا۔

علماء کو میں اخلاق نبوی کی روشنی میں پرکھتا ہوں کہ اسے سیرت نبوی سے کتنا حصہ ملا ہے۔ اس لئے میرے نزدیک کسی بخیل یا متکبر کی کوئی اہمیت نہیں۔ خواہ وہ کتنا ہی باصلاحیت مشہور ہو۔

آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈھ چراغ رخ زیبا لے کر

خادموں کے ذریعہ خدمت کرا دینا، قیمتی بستر بچھوا دینا، ایرکنڈیشن، خانقاہوں میں قیام کرا دینا یہ سب آسان ہے لیکن خود اپنے ہاتھوں سے مہمان کی خدمت میں جو اخلاص ہے وہ اہل فکر و نظر سے پوشیدہ نہیں۔

الحاصل حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کی مخلصانہ خدمات کی احصاء کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ دعا ہے کہ مولائے قدیر ہم سب کو اخلاص کے ساتھ خدمت دینی کی توفیق مرحمت فرمائے اور ان کی تربت پر رحمت و نور کے ساون بھادوں برسائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ اکرم الصلاۃ والتسلیم۔

۲۵ جمادی الآخرہ ۱۴۲۶ھ

اقوال زریں

ایمان و دین کے بعد سب سے قیمتی چیز عزت ہے۔ اور مہنگی چیز دوستی۔ وقت ایک خاموش سمندر ہے۔ جو انسان کی ہر خواہش کو ہضم کر جاتا ہے حکمت ایک ایسا درخت ہے جو دل سے اگتا ہے مگر اس کا پھل نہایت شیریں ہے۔ وقت کا ایک لمحہ سونے کے ٹکڑے سے بھی زیادہ قیمتی ہے سچی محبت کے راستے میں نشیب و فراز آتے ہیں۔

علم اور جہل

علم انسانیت ہے	جہل حیوانیت ہے
علم امن ہے	جہل نفاق
علم شعور ہے	جہل بے شعوری
علم منزل ہے	جہل گمراہی
علم زندگی ہے	جہل موت
علم محبت ہے	جہل نفرت
علم انبیاء کا ورثہ ہے	جہل فرعون کا

Scanned with CamScanner

حضور بدر ملت کے چند نقوش

از: حضرت علامہ مولانا لیئق اختر مصباحی صاحب قبلہ بانی دار القلم ذاکر نگر نئی دھلی۔ ٢٥ .

سرزمین ہند کے مایۂ ناز فرزندانِ اسلام اور ممتاز علمائے اہلسنت کی تاریخ حیات کا مطالعہ کیا جائے۔ تو اس کے صفحات پہ علم وفضل، تصلب واستقامت، تقویٰ و طہارت اور اخلاص و ایثار کی شعاعیں ہر طرف جگمگاتی نظر آتی ہیں۔ اور اس کا ہر باب اتنا روشن وتابناک ہے کہ آنے والی نسلیں اسے اپنا منزل مقصود قرار دے سکتی ہیں اور ہر قدم پر اس سے ہدایت و رہنمائی بھی حاصل کر سکتی ہیں۔

ہر عہد وعصر میں ان مقتدایانِ اسلام وعلمائے کرام نے دین و دانش کے ہر شعبہ میں اپنی بصیرت و جامعیت اور مہارت وعبقریت کے نقوش ثبت کیے ہیں اور اپنی لازوال خدمات کی قابل رشک تاریخ رقم کر کے جمہور امت مسلمہ کا سر فخر سے بلند کیا ہے۔ اور سواد اعظم اہلسنت و جماعت کی قیادت وہدایت کا گراں قدر فریضہ انجام دیا ہے۔

انھیں مقتدر اور جلیل القدر شخصیات میں تیرہویں صدی ہجری کے بحر العلوم حضرت مولانا عبد العلی فرنگی محلی لکھنوی بھی ہیں اور سراج الہند حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی بھی ہیں۔ خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی بھی ہیں۔ اور سیف اللہ المسلول علامہ فضل رسول عثمانی بدایونی بھی ہیں۔ امام الحکمۃ والکلام علامہ فضل حق خیرآبادی بھی ہیں اور شہید حریت حضرت مولانا کفایت اللہ کافی مرادآبادی بھی ہیں۔ اسی طرح چودہویں صدی ہجری کے استاذ العلماء حضرت مفتی ارشاد حسین مجددی رام پوری بھی ہیں اور محب الرسول تاج الفحول حضرت مولانا عبد القادر بدایونی بھی ہیں۔ فقیہ اسلام امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی بھی ہیں۔ اور استاذ الاساتذہ علامہ ہدایت اللہ خاں جون پوری بھی ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

انھیں نفوس قدسیہ کے سچے وارث و نائب تھے صدر الشریعہ حضرت مولانا محمد امجد علی اعظمی وصدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی و حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد حامد رضا

Scanned with CamScanner

قادری بریلوی و مفتیٔ اعظم ہند حضرت مولانا الشاہ مصطفےٰ رضا قادری نوری بریلوی وغیرہم جن کے تلامذہ و فیض یافتگان میں مجاہد ملت حضرت مولانا الشاہ محمد حبیب الرحمٰن قادری اڑیسوی و محدث اعظم پاکستان۔ حضرت مولانا محمد سردار احمد قادری لائل پوری و تاج العلماء حضرت مولانا محمد عمر نعیمی مرادآبادی و حافظ ملت حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث مبارکپوری و صدر العلماء حضرت مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی وغیرہم کے دینی و علمی فیض کا دریا برصغیر ہند و پاک و بنگلہ دیش سے یورپ و افریقہ تک جاری ہے اور ہزاروں علماء و طلبہ کے ساتھ کروڑوں عوام اہلسنت اس سے سیراب ہو رہے ہیں۔

حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے ممتاز تلامذہ اور دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور کے قابل فخر فضلاء کی فہرست میں ایک نمایاں نام بدر ملت حضرت مولانا بدر الدین احمد قادری رضوی گورکھپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے۔ جو اپنے معاصرین کے درمیان اپنے علم و فضل اپنے تصلب و استقامت اپنے تقویٰ و طہارت اور اپنے اخلاص و ایثار کے لحاظ سے اپنی ایک منفرد شناخت رکھتے تھے۔ اور طبقۂ علماء کے درمیان آپ کو نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

مدت دراز تک آپ نے اہل سنت کی ایک مرکزی درسگاہ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی (موجودہ ضلع سدھارتھ نگر) صوبہ اترپردیش میں تدریس کے فرائض انجام دیئے اور طلبہ کی تربیت کی خاطر خصوصی توجہ مبذول کی۔ یہ درسگاہ شعیب الاولیاء حضرت شاہ محمد یار علی چشتی علیہ الرحمۃ کی قائم کردہ ہے۔ جو بہت ہی عابد و زاہد اور متقی و پاکباز بزرگ تھے۔ اور اپنے ضلع کے ساتھ آس پاس کے اضلاع میں تبلیغ سنیت کا نہایت مخلصانہ و مجاہدانہ و گراں قدر کارنامہ انجام دیا۔ آپ کے خلوص و للہیت کا اثر ادارہ پر بھی تھا۔ اور اساتذہ و طلبہ آپ سے بے حد متأثر اور آپ کے عقیدت مند تھے۔

حضرت مولانا بدر الدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمۃ دارالعلوم فیض الرسول کے ان چند اساتذہ میں سے ایک تھے جن پر ان کے طلبہ زندگی بھر ناز کرتے اور ان کی مدح و ستائش میں ہمیشہ رطب اللسان رہتے ہیں۔ فیض الرسول آپ کے زمانے میں صرف تعلیم نہیں بلکہ تربیت کے معاملے میں بھی کافی مشہور تھا۔ اور سنی مدارس کے اندر اس سلسلے میں فیض الرسول کی بڑی شہرت اور نیک نامی تھی۔

اپنے تدریسی تجربات کی روشنی میں آپ نے مختلف درسی کتابیں تالیف فرمائیں جو آج بھی ابتدائی درجات کے طلبہ کے لیے بے حد مفید اور ہند و پاک کے بہت سے مدارس اہلسنت میں داخل نصاب ہیں۔ آپ نے اس ضرورت کی تکمیل کی طرف خاطر خواہ توجہ کی کہ مبتدی طلبہ سمجھ کر پڑھیں گے اور پڑھ کر سمجھیں گے۔ تو اصطلاحات اور قواعد و ضوابط کے ساتھ مشق و تمرین کی منزل سے گزر کر فنی مباحث پر بھی قابو پائیں گے۔ اور صرف کتاب نہیں بلکہ فن کتاب سے وہ اچھی طرح واقف اور رفتہ رفتہ اس کے ماہر ہو جائیں گے۔

Scanned with CamScanner

۱۹۷۷ء یا ۱۹۷۸ء میں ایک بار دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف میں نصاب تعلیم کے موضوع پر علمائے اہل سنت و اساتذۂ مدارس کا ایک خصوصی پروگرام ہوا تھا۔ جس میں اس وقت کے بہت سے علما و اساتذہ شریک ہوئے تھے۔ اور اپنے اپنے خیالات و تجربات کا خلاصہ پیش کیا تھا۔ راقم سطور اور صدیق محترم مولانا افتخار احمد قادری مصباحی نے خصوصیت کے ساتھ سرگرمی اور دلچسپی سے اس پروگرام میں شرکت کی تھی۔ حضرت مولانا بدر الدین احمد رضوی قادری علیہ الرحمۃ بذاتِ خود ہم دونوں کی قیام گاہ پر تشریف لائے۔ اور خیریت و مزاج پرسی کے بعد متعدد علمی و دینی موضوعات پر گفتگو فرمائی۔ کچھ موضوعات کی نشان دہی کے ساتھ چند رسائل رضویہ کی تعریف کی ضرورت پر زور دیا اور فرمایا کہ آپ لوگ گنی (اصحابِ فن) ہیں اس لیے اپنے گن (فن) کو مذہب و مسلک کے لیے استعمال کرنا چاہئے اور وہابیہ دیابنہ کا تعاقب و استیصال کرنا چاہئے۔ وغیرہ وغیرہ۔

شیخ الاسلام والمسلمین فقیہ اسلام امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی قدس سرہٗ سے آپ کو غایت درجہ عقیدت تھی۔ دینی تصلب آپ کی سرشت میں شامل تھا۔ شریعت و مسلک کے معاملات میں آپ کو کسی کی ادنیٰ مداہنت گوارہ نہ تھی۔ آپ کی مشہور تالیف "سوانح اعلیحضرت" کا ورق ورق اس حقیقت کا گوارہ ہے اور آپ کی عملی زندگی بھی اس طرح کے واقعات سے معمور ہے

آپ کے خصوصی تلامذہ میں حضرت مولانا عبد الصمد قادری رضوی (ناندیڑ، مہاراشٹر) کا بھی شمار ہوتا ہے جو آپ کی کتب و رسائل کی طباعت و اشاعت سے خاصی دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور خود انھیں بھی لکھنے پڑھنے کا ذوق و شوق ہے۔ عالم باعمل اور متبع شریعت ہیں۔ اور حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کے نقشِ قدم پر آپ کی پوری زندگی گزر رہی ہے۔ آپ ہی کے تقاضوں اور شدید اصرار کی بدولت یہ چند سطریں معرضِ تحریر میں آگئیں۔ اور نہ اپنی اس وقت کی علمی و تحریری مصروفیات کی وجہ سے شاید میں کچھ نہ لکھ پاتا۔ یہ مولانا موصوف کی سعادت ہے کہ وہ اپنے شفیق استاذ سے والہانہ محبت و عقیدت رکھتے ہیں۔ اور ان کی دعوت و پیغام کو ہر جگہ عام کرنے کی جدوجہد میں اپنا قیمتی وقت اور اپنی صلاحیت صرف کرتے رہتے ہیں۔

باشعور علما و طلبا، اور نئی نسل کا فرض ہے کہ وہ اپنے اساتذہ و اسلاف کو اسی طرح یاد رکھیں۔ اور یاد رکھنے کے ساتھ ان کی حیات و خدمات کو ضبطِ تحریر میں بھی لانے کی کوشش کریں کہ یہ ان کے حق میں بہترین خراجِ عقیدت ہے اور خود ان کے روشن مستقبل کی ضمانت بھی ہے۔ کیوں کہ اس طرح چھوٹے بھی بڑوں کی نسبت سے ایک دن بڑے ہو جاتے ہیں اور زمانہ انھیں بھی یاد کرتا ہے۔ اور اس سے بڑی بات یہ ہے کہ اس سے دین کی اور علم کی بھی خدمت ہوتی ہے۔ اور یہی چیز ان کے لیے سرمایۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بھی بن جاتی ہے۔

اللہ رب العزت اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل میں ہم سب کو دینی

Scanned with CamScanner

وعلمی خدمات کی توفیق بخشے۔ اپنے علماء اور بزرگوں
کے نقشِ قدم پر چلائے۔ اور تادمِ واپسیں ہم سب کو
مذہب مہذب اہلِ سنت وجماعت پہ قائم ودائم رکھے
آمین۔ یٰسٓ اختر مصباحی

بانی وصدر دارالقلم، قادری مسجد روڈ، ذاکرنگر
نئی دہلی۔ ۲۵۔ دوشنبہ مبارکہ
۲۰؍جمادی الآخرہ ۱۴۲۷ھ مطابق
۱۷؍جولائی ۲۰۰۶ء

گوشۂ حیاتِ مبارکہ
حضور بدرالعلماء

از: حضرت مولانا حافظ وقاری محمد یونس خاں صاحب قبلہ
نوری خطیب وامام مدینہ مسجد ۲۵ گونڈی بمبئی ۴۳

اللہ پاک نے اپنے بندوں کی ہدایت ورہنمائی کے لیے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو بھیجا۔ سب سے آخر میں امام الانبیاء خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اب خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی قیامت تک نہیں آئے گا۔ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے گا تو وہ کذاب ہوگا۔ نبوت ورسالت کا دروازہ بند ہو جانے کے بعد اپنے بندوں کی اصلاح اور رشد وہدایت کے لیے اولیائے کرام وعلمائے ربانیین کا سلسلہ جاری فرمایا۔ حدیث پاک میں علمائے کرام کے متعلق ارشاد ہوا اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ علماء کرام نبیوں کے وارث ہیں۔ چنانچہ اس کائناتِ ہستی میں زمانۂ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لے کر اب تک بے شمار علماء ربانیین واولیائے کاملین جلوہ گر ہوئے ہیں جنہوں نے رشد وہدایت امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فرائض کو بہت بہتر طریقے سے انجام دیا ہے۔ استاذ گرامی خلیفۂ سرکار مرشدی مفتیٔ اعظم علامہ بدر ملت علیہما الرحمۃ انہیں علمائے ذوی الاحترام کے زمرے میں سے تھے۔ جن کے شب وروز کو اس حقیر نے زمانۂ طالب علمی مدرسہ غوثیہ بڑھیا اور بمبئی کے تبلیغ رشد وہدایت کے دورے پر بچشم خود بہت قریب سے دیکھا۔ حضرت کے ہمراہ پڑھنے کے زمانے میں سفر کا بھی اتفاق ہوا۔ حضرت سفر میں بھی طلبہ سے درسی کتب کے اسباق سے سوالات کرتے اور قواعد کا اجراء کرتے۔ احقاقِ حق وابطالِ باطل حضرت بدر ملت کا طرۂ امتیاز تھا جس کے علماء وعوام آج بھی شاہد ہیں۔ حضرت درسگاہ کے شہسوار اور میدانِ مناظرہ کے بھی تاجدار تھے جس کا ایک منظر کھنڈسری بازار کے قریب کے ایک گاؤں میں اس حقیر نے خود دیکھا۔ مٹھنا وغیرہ مدارس کے بہت سارے علماء میدانِ مناظرہ میں موجود تھے۔ اور ادھر مدمقابل جھنڈے نگری بدمذہبوں کا رہنما بدر ملت کا نام سنکر میدانِ مناظرہ سے راہِ فرار اختیار کر گیا۔ کئی گھنٹے سنی علماء کرام للکارتے رہے مگر حضور بدر ملت کی موجودگی کی وجہ سے کسی بدمذہب کو مقابلے کے لیے آنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ آخر میں

Scanned with CamScanner

جشنِ فتح منایا گیا اور ساری کامیابی کا سہرا حضور بدر ملت کے ہی سر رہا۔ حضور بدرِ ملت کی زندگی آج علماء کے لیے قابلِ رشک ہے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جسے اللہ پاک نے علم عطا فرمایا اور وہ اس کے ذریعے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو تعلیم دیتا ہے۔ علم کے زیور سے آراستہ کرتا ہے۔ وہ قابلِ رشک ہے۔ یقیناً حضور بدر ملت پوری قوم مسلم کو علم کے زیور سے آراستہ دیکھنا چاہتے تھے اور طلبہ کی بنیاد کو ہر طرح مضبوط کرنے ہی کے لیے حضرت نے تعمیر ادب ۵ حصے فیض الادب ۲ حصے، نورانی گلدستہ اور عظیم شاہکار سوانح اعلیٰحضرت وغیرہ تقریباً ۲۰ کتب تحریر فرما کر قوم کے سامنے بصد خلوص پیش کیا۔ اور کتابوں کو دنیا کمانے کا ذریعہ نہیں بنایا۔ آج ناشرین ان کتابوں کی مانگ پوری نہیں کر پا رہے ہیں۔ یقیناً حضور بدرِ ملت کی مبارک زندگی ہم سب کے لیے قابلِ رشک ہے۔ اور فرمانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موافق ہے۔ آج حضور بدرِ ملت جیسا باعمل مخلص عالم ربانی عنقا ہے حضور بدر ملت باعمل عالم ذی شان تھے۔ اور عالم باعمل ولی اللہ ہے۔ جیسا کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے وہ یقیناً ولی اللہ ہے۔ یقیناً بدر ملت اپنے وقت کے ممتاز عالم باعمل شاندار مناظر و محقق و مفتی، اور مسلک اعلیٰحضرت کے سچے داعی و علمبردار کا نام ہے۔ حضور بدر ملت جب ہماری نگاہوں کے سامنے تھے علماء و عوام ان سے یکساں فیض پاتے تھے۔ انہیں فیض یافتہ لوگوں میں سے موضع ہتیرہ اٹوا بازار ضلع سدھارتھ نگر کا ایک طیب نام کا نوجوان بھی ہے جس کے راوی برادر طریقت خلیفۂ بدر ملت حضرت مولانا صوفی عبد الصمد قادری ہیں انھوں نے مجھ سے بیان بھی کیا اور مکتوبات بدر ملت میں تحریر بھی کیا کہ

"فرماتے ہیں مجھے گورے گاؤں میں بتن سیٹھ نے مدعو کیا۔ میں جب وہاں پہونچا تو دوران گفتگو انہوں نے کہا میں بڑھیا والے حضرت کو ولی مانتا ہوں۔ میں نے کہا یقیناً ہمارے حضرت ولی ہیں۔ مگر یہ بتاؤ تمہارے دل میں یہ بات کیسے پیدا ہوئی کہ حضرت ولی ہیں۔ تب انھوں نے کہا کہ طیب نام کا ایک نوجوان ہمارے پلاسٹک کے کارخانے میں کام کرتا تھا۔ اچانک اسے کوڑھ کا مرض ہو گیا۔ کارخانے والے اس سے نفرت کرنے لگے اور اسے ٹکٹ نکلوا کر وطن، ضلع سدھارتھ نگر بھیج دیا گیا۔ جب وہ اپنے گاؤں موضع ہتیرہ پہونچا۔ گھر والے اسے اس مرض شدید میں دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ اور ہونا بھی چاہیے۔ کہ مرض ہی ایسا تھا۔ حسن اتفاق کہ بغرض تبلیغ سُنیت حضور بدر ملت اس گاؤں میں تشریف فرما تھے۔ کسی نے کہا گھبرانے کی بالکل ضرورت نہیں ہے ـــ خلیفۂ مفتیٔ اعظم عالم اسلام علامہ بدر ملت اسی گاؤں میں ہیں۔ اُن کی بارگاہ میں لے جا کر دعا کروا لو۔ ان شاء المولیٰ تعالیٰ طیب اچھا ہو جائے گا مختصر یہ کہ طیب کو حضرت کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ اور دعا کی درخواست کی گئی۔ حضرت بدر ملت نے فرمایا کہ یہ اپنے کئے کی سزا بھگت رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

حضور بدر ملت استاذ گرامی نے طیب کو
توبہ کرائی۔ والدین سے معافی منگوائی اور ان حضرات
سے بھی جن کو اس کی ذات سے ایذا پہونچی تھی بعدہٗ
عالم ربانی نے اپنی عادت مبارکہ کے مطابق اس سے
مسلک حق اہلسنت پر مضبوطی سے قائم رہنے اور
اس کے مطابق نماز و روزے وغیرہ اعمال صالحہ
کی ادائیگی کا وعدہ لیا اور ایک بوتل پانی منگوا کر
کچھ دم کیا۔ ایک تعویذ دیا۔ اور فرمایا کہ تعویذ گلے
میں ڈالنے سے پہلے کچھ شیرینی لے کر بارگاہ سرکار
غوثیت میں نذر پیش کرکے سنی بچوں میں تقسیم کر دینا
پھر تعویذ پہننا۔ اور پانی پیتے رہنا۔ کم ہونے پر اور
پانی بڑھاتے رہنا۔ ممبئی پہونچنے پر سرکار مخدوم ماہمی
مصنف تفسیر رحمانی علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں ضرور
حاضری دینا۔ طیب نے تعویذ پہنا اور وہی حضرت
بدر ملت کی دعا کا پانی پیتا رہا۔ ڈھائی ماہ گذرتے
گذرتے طیب مکمل شفا پاگیا۔ اور تیسرے مہینے پھر
ممبئی اسی کارخانے میں کام کے لیے پہونچ گیا۔ تب
سیٹھ مالک کارخانہ اور دیگر حضرات دیکھ کر حیرت
میں پڑ گئے۔ اور کہا طیب تم کیسے ٹھیک ہو گئے۔ ہم
لوگ تو تمہاری زندگی سے مایوس تھے۔ کس ڈاکٹر
کی دوا سے شفا ہوئی ہے۔ طیب نے کہا: کوئی دوا
اور نہ کوئی علاج۔ بس بڑھیا والے سرکار کی مجھ پر
نگاہ کرم ہو گئی۔ اور اتنی بڑی بیماری و مصیبت سے
مجھے نجات و شفا ملی۔ الحمد للہ! یہ سب ایک با عمل
عالم دین خلیفۂ مفتئ اعظم و شیر بیشۂ اہل سنت
کی نگاہ کرم ہے۔ سچ ہے ؎

نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں!!
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

اللہ پاک ہم سب کو اور مرتب بدر العلما نمبر
برادر طریقت حضرت مولانا صوفی عبد الصمد صاحب
قادری کو حضور استاذ گرامی کے نقش قدم پر چلنے کی
توفیق عطا فرمائے اور ان کے فیضان کو عام فرمائے
آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ وصحبہ
اجمعین۔

محمد یونس خاں قادری نوری۔
مدینہ مسجد گوونڈی ممبئی ۴۳

حضور مفتئ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے عطا فرمودہ نقش
ہر کام و مقصد کے لیے آزمودہ اور تیر بہدف ہے

۷۸۶/۹۲

۳۹۲	۹۹۱	۹۹۶	۱۳۰
۹۹۵	سلام	شافی	۹۹۲
۱۳۲	حفیظ	حافظ	۳۹۰
۹۹۰	۱۸۹	۱۳۳	۹۹۷

يَا وَكِيْلُ يَا رَقِيْبُ يَا سَلَامُ يَا كَبِيْرُ
يَا مُحِيْطُ إِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
حَفِيْظٌ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ
أَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ط إِنْ
كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ

Scanned with CamScanner

علامہ بدر الدین احمد علیہ الرحمۃ

نے براؤں شریف سے استعفاء کیوں دیا؟

از: حضرت مولانا مفتی غلام محی الدین صاحب قبلہ صدیقی رضوی صدر المدرسین
مدرسہ غوثیہ بدر العلوم ڈونا کہ بھرا بچ شریف یوپی۔ ھند۔

آج سے تقریباً دس سال پہلے حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد کچھ اہل علم نے یہ آواز اٹھائی کہ مولانا بدر الدین احمد علیہ الرحمۃ الحاق کی وجہ سے براؤں شریف سے نہیں مستعفی ہوئے تھے بلکہ اس کی وجہ کچھ اور تھی۔ ان اہل علم کے اس غلط فکر کی تردید کی گئی تھی اور ہم نے ایک مضمون لکھا تھا اسی مضمون کو قدرے تبدیلی اور اضافہ کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ غلام محی الدین صدیقی رضوی۔

بدر العلماء حضرت علامہ شاہ بدر الدین احمد علیہ الرحمۃ والرضوان مدارس اسلامیہ کو گورنمنٹ سے الحاق کرانے کو پسند نہیں کرتے تھے اور اپنے مرشد برحق تاجدار اہلسنت سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز کے موقف پر مضبوطی سے قائم تھے حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ سے قریب نہ ہونے اور علمی زندگی کو قریب سے نہ دیکھنے کے سبب بعض حضرات غلط فہمی کے شکار ہو گئے اور یہ سمجھ بیٹھے کہ علامہ

۲۸۶

بدر الدین احمد علیہ الرحمۃ الحاق کے مخالف نہ تھے کیوں کہ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے الحاق کو جائز قرار دیا ہے۔ ان حضرات سے عرض ہے کہ سرکار اعلیحضرت نے الحاق کو جائز تو لکھا ہے مگر مطلقاً نہیں۔

اعلیحضرت امام بریلوی مجدد اعظم قدس سرہ فرماتے ہیں۔ بنظر غائر ملاحظہ کیجئے۔ "الحاق واخذ امداد اگر نہ کسی امر خلاف اسلام و مخالف شریعت سے مشروط، نہ اس کی طرف منجر تو اس کے جواز میں کلام نہیں ورنہ ضرور ناجائز و حرام ہوگا۔
فتاویٰ رضویہ جلد عاشر ص ۲۸ (نصف آخر)

سرکار مجدد اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے جس فتویٰ سے اقتباس کیا جاتا ہے اس کے کلمات دوبارہ پڑھ لیجئے۔ "وہ جو کچھ اس میں سے برضائے سلطنت بے غدر و فتنہ و ارتکاب جرائم، پائیں ان کے لیے جائز ہے۔"
فتاویٰ رضویہ ص ۱۸۴ جلد ۹ سبحان اللہ،
امام احمد رضا علیہ الرحمۃ تو الحاق و اخذ امداد کو بشرائط

شدیدہ عدیدہ مقید فرمائیں اور آپ صاحبان
شرائط شدیدہ عدیدہ کو یک دم چٹ کر جائیں الحاق
واخذ امداد کو مطلقاً جائز ٹھہرائیں۔ مقید کو مطلق اور
صورت خاص کو عام بنائیں اور اس پر لطف یہ ہے کہ
رضوی نوری لکھتے ہوئے نہ شرمائیں۔ کسی کی حمایت
بے جا کا یہ ترنگ کہ اغیار کا ڈھنگ اپنائیں۔
یا اللہ یا رحمٰن ان صاحبان علم وفضل کو توفیق دے
کہ یہ حضرات اپنی کسی تحقیق کو پیش کرنے میں
عجلت سے کام نہ لیں اور عامۂ امت کو اختلاف
وانتشار کا شکار نہ بنائیں۔ یا اللہ ہماری جماعت
کے ان حضرات کے دل کو سرکار اعلیٰحضرت
کی محبت کا گہوارہ بنادے۔ رہا حضرت مولینا
بدر الدین احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کے استعفا
کی وجہ "الحاق کا ہونا"، تو بعض
مصنفین کے لکھ دینے اور بے جا طرفداری
کرنے سے ایک یقینی تاریخی حقیقت پر پردہ نہیں
ڈالا جاسکتا ہے۔ اگر حقیقت
پسندی کا جذبہ موجود ہے تو ملاحظہ کیجئے۔
بدر العلماء قبلہ علیہ الرحمۃ سرکار مفتی اعظم
ہند کے مبارک مزاج کے مطابق شروع ہی
سے الحاق کو ناپسند فرماتے رہے جب فیض الرسول
براؤں شریف الحاق ہونے لگا تو مانع بھی ہوئے
ادھر بعض حضرات
دیگر مدرسین کی تائید کے ساتھ الحاقی کارروائی
میں شب وروز تگ ودو کرتے رہے اور ان
کی جد وجہد کامیاب ہوگئی اور مدرسین کے نام
سے بھی امدادی رقم مشاہرہ کی شکل میں آئی تو
سب لوگوں نے قبول کی مگر حضرت بدر العلماء علیہ
الرحمۃ نے اس رقم کو لینے سے انکار کر دیا اور صرف
مدرسہ سے ملنے والی رقم پر قناعت کرتے رہے
اور الحاق کی جملہ کارروائیوں سے بالکل الگ
رہے بلکہ اس کے خلاف بولتے بھی رہے۔ مگر
سارے مدرسین کے متفق ہونے کی وجہ سے
آپ کی مخالفت صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ لیکن جب
الہ آباد بورڈ نے یہ حکم وجوبی نافذ کیا کہ مدرسین
بھی اپنے دستخط کے رجسٹروں میں قمری تاریخ
کے بجائے شمسی تاریخ کا استعمال کریں تو بدر العلماء
علیہ الرحمۃ نے باتباع سلف شہور شمسیہ نصرانیہ
استعمال کرنے سے انکار کر دیا۔
دار العلوم فیض الرسول جیسی شہرۂ آفاق
درس گاہ کے عہدۂ صدارت مدرسین اور اپنے
خون پسینہ سے سیراب کیے ہوئے ادارہ کو ترک
کرنا گوارہ کیا مگر شہور ہلالیہ الٰہیہ ربانیہ کا ترک
گوارہ نہ کیا۔ یہ وہی وقت تھا جب عالم اسلام
کے جلیل القدر مجاہد اور مسلم الثبوت بزرگ حضور
مجاہد ملت رئیس اڑیسہ علیہ الرحمۃ نے جامعہ حبیبیہ
الہ آباد کا الحاق توڑ دیا تھا۔ حضور مجاہد ملت کے
قطع الحاق کی وجہ بھی یہی تھی کہ حضور مجاہد ملت علیہ
الرحمۃ نے شہور ربانیہ کو چھوڑ کر شہور نصرانیہ کا
استعمال گوارہ نہ کیا تھا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما
رحمۃ واسعۃ۔ اسے حضرت بدر العلماء علیہ الرحمۃ
کی کرامت کہئے کہ جب فتاوی فیض الرسول منظر
عام پر آئی اور لوگوں میں بے چینی پھیلنے لگی اور ہر
طرف سے آوازیں اٹھنے لگیں کہ مفتی صاحب موصوف
نے (حضرت بدر العلماء نے براؤں شریف الحاق
کی وجہ سے نہیں چھوڑا) غلط لکھا ہے خلاف
حقیقت واقعہ کو فتوی میں شامل کیا ہے، عین
انھیں دنوں میں ضلع ویشالی بہار سے حضرت علیہ الرحمۃ

کا ایک قلمی مکتوب بھی حاصل ہو گیا جس سے حضرت علیہ الرحمۃ کے وجہ استعفاء، ان کی خدا ترسی دین داری، سنت نبوی کی پابندی اور خوشنودیٔ سرکار اعظم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کے جذبۂ فراواں پر واضح روشنی پڑتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ فیض الرسول کی الحاقی تاریخ بھی معلوم ہوتی ہے (اس مضمون کے ساتھ منسلک ہے ملاحظہ کیجئے۔)

ہمیں فی الحال اس سے بحث نہیں کہ مروجہ الحاق واخذ امداد جائز ہے یا نہیں۔ اور دورِ حاضر کے الحاقی مدارس خالص دینی اسلامی مدارس ہیں کہ نہیں؟ ہم سر دست یہ دریافت کرنا چاہیں گے کہ کسی شئے کو ترک کر دینے کی وجہ صرف عدم جواز ہی ہو سکتا ہے؟ کیا وجہ ترک مکروہ یا خلاف اولیٰ، خلاف مستحسن، خلاف طریقہ سلف نہیں ہو سکتا ہے۔ آپ سگریٹ نہیں پیتے ہیں، اس کے نقصانات طلبہ کو سمجھاتے ہیں اور سگریٹ کشی پر طلبہ کو سزا دیتے ہیں تو اس سے یہ سمجھا جائے کہ آپ سگریٹ کو ناجائز و حرام کہتے ہیں؟ ایک شخص نے افیون کی تجارت شروع کی یا وکالت کا پیشہ اختیار کیا آپ نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور دوسرا دھندا کرنے کا مشورہ دیا۔ تو ہم اس سے یہ سمجھنے لگیں کہ آپ افیون کی تجارت اور پیشۂ وکالت کو فی نفسہ حرام کہتے ہیں؟ ہرگز نہیں ــــ تو اگر بدر العلماء علیہ الرحمہ نے الحاق کی مخالفت کی اس کے ساتھ ناپسندیدگی کا اظہار کیا زندگی بھر خود اس سے دور رہے اور اپنے تلامذہ و متعلقین کو بھی اس کی خرابی سنا کر اس سے متنفر کرتے رہے تو اس سے یہ کہاں ثابت ہو گیا کہ انہوں نے الحاق فی نفسہ کو حرام لکھا ہے یا کہا ہے۔

اس گفتگو کے بعد یہ تائیدی تحریر کتنی بے معنیٰ ہو کر رہ جاتی ہے۔ کہ۔

"انہوں نے الحاق کی وجہ سے استعفاء نہیں دیا کیوں کہ الحاق شرعاً جائز ہے"۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے۔ وہ سگریٹ پینے والوں سے ناراض نہیں ہیں کیوں کہ سگریٹ شرعاً جائز ہے۔" اس لیے بدر العلماء علیہ الرحمۃ کے حاسدوں، ان کے احتساب کے سبب ان سے بغض و کینہ رکھنے والوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ انہوں نے الحاق ہی کے سبب استعفاء دیا ہے وہ شہور نصرانیہ پر شہور ربانیہ کو ترجیح دیتے تھے وہ متبع طریق سلف تھے وہ "اتبع سبیل من اناب الیّ" پر سختی سے عامل تھے۔ وہ سرکار مفتیٔ اعظم ہند اور حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ کی سیرت پر قائم تھے۔ جو لوگ اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ انہوں نے اس کی ممبری سے کیوں نہیں استعفاء دیا۔ وہ لوگ پہلے یہ ثابت کریں کہ انہوں نے الحاق فی نفسہ کو کہاں اور کب حرام لکھا یا کہا ہے۔ سرکار امام بریلوی سے سوال ہوا کہ افیون کی تجارت کیسی ہے؟ جواب ارشاد فرمایا کہ جو شخص جائز کام کے لیے خریدے اس کے لیے جائز ہے ہے اور جو معصیت کے لیے خریدے اس کے لیے ناجائز ہے لیکن اکثر وہی ہیں (برائے معصیت خریدنے والے) تو اس کی تجارت میں احتیاط سخت دشوار اور اسلم احتراز۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۸ ص ۱۸۴) جزاك الله تعالى جزاء وافرا ایها المجدد عنی وعن جمیع المسلمین۔

Scanned with CamScanner

لڑکیوں کو کتابت سکھانے کے متعلق سرکار اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے کتنے سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

"حضور عورتوں کو لکھنا سکھانا شرعاً ممنوع وسنت نصاریٰ و فتح باب ہزاراں فتنہ (ہزاروں فتنوں کے دروازہ کھولنا) اور مستان سرشار کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے جس کے مفاسد شدیدہ پر تجارب عدیدہ شاہد عدل ہیں بمتعدد حدیثیں اس سے ممانعت میں وارد ہیں بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لا تسکنوھن الغرفۃ ولا تعلموھن الکتابۃ یعنی عورتوں کو بالاخانہ پر نہ رکھو اور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ۔
(فتاویٰ رضویہ ملخصاً جلد عاشر نصف اول ص۱۸۱)

آگے فرماتے ہیں "بظاہر کتابت ایک عظیم نافع چیز ہے اگر کتابت نساء میں (عورتوں کے لکھنے میں) حرج نہ ہوتا جمہور امت سلف سے آج تک اس کے ترک پر کیوں اتفاق کرتی۔ بالجملہ سبیل سلامت (سلامتی کا راستہ) اسی میں ہے۔ لہٰذا ان اجلۂ علماء کرام ائمہ عظام (فلاں فلاں) نے اسی طرف میل فرمایا (کہ عورتوں کو لکھنا نہ سکھایا جائے) وہ ہر طرح ہم سے اعلم تھے ص۱۸۴۔ پھر آگے فرمایا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لقمان نے ایک لڑکی کو دیکھا کہ مکتب میں (لکھاوٹ) سکھائی جارہی ہے فرمایا یہ تلوار کس کے لیے صیقل کی جاتی ہے۔ امام ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں نہی کتابت کی طرف اشارہ ہے کہ عورت لکھنا سیکھ کر خود بھی فاسد غرضوں کی طرف راہ پائے گی اور فاسقوں کو بھی اس تک رسائی کا بڑا موقع مل جائے گا۔

ص۱۸۴۔ اسی جلد عاشر کے نصف آخر میں ایک فتویٰ میں فرماتے ہیں لڑکیوں کو لکھنا سکھانا مکروہ ہے۔ امام اہلسنت نے ایسے تاکیدی الفاظ سے عورتوں کو لکھنا سکھانے سے روکا ہے اس کے باوجود کوئی عالم یہ نہیں کہتا کہ ان کو لکھنا سکھانا حرام ہے ناجائز ہے۔ شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا عورتوں کو لکھنا سکھانا مکروہ تنزیہی ہے۔ عاشق اعلیحضرت خلیفۂ تاجدار اہلسنت معتمد و مجاز حضور مجاہد ملت بدر العلماء حضرت علامہ شاہ بدر الدین احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان سرکار اعلیحضرت کے بتائے ہوئے اسی مسلک اسلم پر جبل استقامت بن کر قائم تھے کیوں کہ الحاق واخذ امداد اگرچہ فی نفسہ جائز ہے لیکن اس میں گھسنے کے بعد اکثر لوگ بے راہ روی کے شکار ہو جاتے ہیں اس لیے اس سے احتراز اسلم ہے۔

بدریا در منافع بے شمار است
اگر خواہی سلامت بر کنار است

حضرت علیہ الرحمۃ اپنے اسی محتاط مذہبی مزاج کی بنیاد پر الحاق کی مروجہ مفاسد پر تنقید کرتے رہتے تھے اور طلبہ کو اس کے نقصانات سناتے رہتے تھے اور یہ بات محبین الحاق پر سخت گراں گزرتی تھی اسی لیے فیض الرسول کے کچھ مدرسین اور ملازمین بدر العلماء علیہ الرحمۃ کو اپنی محفل کا کانٹا سمجھتے تھے ان کی دلی تمنا

Scanned with CamScanner

تھی کہ یہ فیض الرسول سے بالکل الگ ہو جائیں پھر ہم لوگ جس طرح چاہیں فیض الرسول کے ماحول کو بنائیں اور چلائیں۔ حضرت علیہ الرحمۃ اس حقیقت کو خوب سمجھتے تھے اس لیے آپ نے اپنے آپ کو فیض الرسول کی ملازمت سے تو الگ کر لیا تاکہ بورڈ گورنمنٹ کی آہنی پنجے آپ کو خلاف شرع حرکت کرنے پر مجبور نہ کر سکیں مگر وہاں کی رکنیت سے استعفا نہ دیا۔ اور مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ؎ پر عمل کرتے ہوئے اپنی استطاعت بھر فیض الرسول کی اصلاح میں سرگرم رہے۔ اور فیض الرسول کو بے راہ روی کے شکار ہونے سے بچانے کے لیے اس کی میٹنگوں میں بھی شرکت فرماتے رہے۔ وہ اپنے دور تدریسی میں فیض الرسول کے روح رواں تھے اس کی تعمیر و ترقی میں شب و روز منہمک رہتے۔ کئی کئی کوس پیدل چلتے، سائیکل کا سفر کرتے ابتداء میں خدمت تدریس کے ساتھ ساتھ دفتر کا کام بھی سنبھالتے۔

یہ تخیل نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ دار العلوم فیض الرسول کے بانی حضرت صوفی شاہ یار علی قدس سرہ ہیں مگر فیض الرسول کے مخصوص مذہبی مزاج و دیگر مذہبی خصوصیات کے بانی حضرت مولانا شاہ بدر الدین احمد علیہ الرحمۃ ہیں۔ اس لیے بلا وجہ شرعی گلشن فیض الرسول کو یکسر فراموش کر دینا ان کے لیے آسان نہیں تھا۔ انھوں نے ۱۹؍ سال تک فیض الرسول کو اپنا خون جگر پلایا تھا۔ اور اپنے شباب کی بہاریں اس پر نچھاور کی تھیں لیکن جب فیض الرسول ایک قد آور درخت کی شکل میں اپنی ہری بھری شاخوں کے ساتھ سایہ فگن ہوا تو الحاق کی نحوست کے خطرات نے بدر العلماء علیہ الرحمۃ کو فیض الرسول سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ حاسدوں نے سمجھا تھا کہ اب تو ہم فیض الرسول کے بے تاج بادشاہ ہو گئے۔ فیض الرسول ہمارا ذاتی اثاثہ ہو گیا۔ مگر ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند

بڑی رسوائی کے ساتھ انھیں بھی فیض الرسول سے رخت سفر باندھنا پڑا۔

حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ کا قلمی مکتوب جس کے پڑھنے سے براؤں شریف سے وجہ استعفا و دیگر باتیں معلوم ہوتی ہیں

غلام محی الدین صدیقی رضوی

از براؤں شریف — یکم رجب ۱۳۹۶ھ دوشنبہ مبارکہ (۸۶ / ۹۲)

عزیز گرامی و علیکم السلام ثم السلام علیکم

عرصہ ہوا آپ کا اخلاص نامہ آیا تھا جواب اب جا رہا ہے۔ ادارہ فیض الرسول تو آپ کے زمانہ تعلیم ہی میں الہ آباد بورڈ عربی فارسی سے

؎ جو شخص سب نہ حاصل کر سکے تو سب نہ چھوڑ دے۔ ؏ تو نے دیکھا کہ پروانہ کے خون ناحق نے شمع کو اتنی بھی امان نہیں دیا کہ رات کو صبح کرے — بلکہ صبح آنے سے پہلے ہی شمع گل کر دی گئی۔

Scanned with CamScanner

الحاق ہو چکا تھا اس وقت یہ بورڈ صرف مدرسہ کو امداد دیتا تھا لیکن آج تین برس پہلے کا قصہ ہے کہ بورڈ نے مدرسہ کے مدرسین کو بھی امدادی تنخواہ دینا شروع کر دیا ہے چنانچہ جب ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۱ء میں مدرسین کے نام پر امدادی تنخواہیں آئیں تو سب لوگوں نے لیا میں نے انکار کر دیا اور وہ روپیہ نہیں لیا۔ پارسال سے بورڈ کے قانون کے مطابق یہاں تمام رجسٹر انگریزی تاریخ کے مطابق کر دیئے گئے یہاں رجسٹر حاضری مدرسین میری وجہ سے دو بنانا پڑا۔ ایک اسلامی تاریخ کے مطابق اور دوسرا انگریزی تاریخ کے موافق۔ میرا دستخط اسلامی تاریخ والے رجسٹر پر ہوتا رہا۔ لیکن باقی علماء اسلامی اور انگریزی دونوں رجسٹر پر دستخط کرتے رہے امسال جمادی الاولی ۱۳۹۳ھ سے عربی تاریخ والا رجسٹر ختم کر دیا گیا اور انگریزی تاریخ والا چالو رکھا گیا اور مجھ سے مطالبہ ہوا کہ انگریزی تاریخ والے رجسٹر پر آپ بھی دستخط کریں۔ میں نے صاف انکار کر دیا کہ میں انگریزی تاریخ والے رجسٹر پر ہرگز دستخط نہیں کروں گا۔ بعد میں علماء حضرات نے دستخط سے انکار کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ عربی میں رجسٹر تیار ہو تا کہ دونوں رجسٹروں پر ہم لوگ دستخط کریں۔

۲۵ جمادی الاولی ۱۳۹۴ھ بدھ کا دن گزار کر رات میں میٹنگ ہوئی اور سب لوگوں نے طے کیا کہ الحاق برقرار رکھا جائے گا۔ اور حساب وکتاب سب انگریزی تاریخ کے مطابق رہیں گے۔ میری طرف سے اعلان ہوا کہ اب میں ادارہ ہذا میں اپنے فرائض انجام دینے سے قاصر ہوں اور بتا دیا کہ انشاء المولی تعالیٰ ۱۶ر شوال ۱۳۹۴ھ سے بذریعہ استعفاء میں الگ ہو جاؤں گا۔ میرے اس اعلان سے لوگوں کو تھوڑا تاثر رہا اور منیجر صاحب نے صرف تنہا میرے لیے ایک الگ رجسٹر بنانے کے لیے دفتر والوں کو ہدایت دی ہے۔ اب میری طبیعت اتنی اکھڑ چکی ہے کہ میں یہاں پر رہنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ اور پختہ ارادہ اور عزم محکم باعتماد حصول رضائے الٰہی وخوشنودی سرکار مصطفےٰ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کر لیا ہے کہ ۱۶ر شوال ۱۳۹۴ھ سے یہاں سے انشاء المولیٰ تعالیٰ مستعفی ہو جاؤں گا۔ میرے حق میں استقامت وتصلب کے لیے اپنے اوقات خاص میں بارگاہ احدیت جل جلالہ میں دعا کرتے رہا کریں گے۔ حضرت ناظم اعلیٰ صاحب اور حضرت صاحب سجادہ اور دیگر اساتذہ کی خدمات میں سلام عرض ہے

فقط والسلام

بدر الدین احمد قادری رضوی۔ دار العلوم
فیض الرسول براؤں شریف بستی

حدیث شریف :- سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابۂ کرام سے ایک سوال فرماتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے راوی ہیں حضور پرنور نے فرمایا۔ کیا تم لوگ جانتے ہو؟ کہ سب سے زیادہ جود وکرم والا کون ہے؟ صحابۂ کرام نے جواب دیا اللہ اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ اس کے بعد سرکار نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جود وکرم والا ہے۔ پھر بے شک وشبہ جملہ بنی آدم میں سب سے زیادہ جود وکرم والا میں ہوں اور میرے بعد سب سے زیادہ اولاد آدم میں وہ آدمی جود وکرم والا ہے جس نے علم دین سیکھا اور علم دین کو لوگوں میں پھیلایا۔ وہ ناشر علوم قیامت کے دن اس شان سے آئے گا کہ تنہا امیر ہو گا

Scanned with CamScanner

راقدِ باغِ جناں

ابر دین وملت بدر الدین احمد قادری

سـ ۱۴۱۲ ھ

علیہ الرحمۃ والرضوان

ازقلم: محمد نصر الدین فیضی استاذ دار العلوم برکاتیہ مؤید الاسلام محلہ شیر پور قصبہ مگہر ضلع سنت کبیر نگر یوپی

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کرم فرمائے محترم فاضل نبیل عالم جلیل محب گرامی حضرت مولانا محمد شمیم صاحب قبلہ قادری رضوی مدظلہ العالی کا میں بہت مشکور ہوں کہ انھوں نے مجھ راقم (محمد نصر الدین قادری برکاتی رضوی یار علوی فیضی) کو بذریعہ ٹیلیفون فرمایا کہ بدر ملت نمبر بہت جلد منظر عام پر آرہا ہے۔ اس لئے ان کی شخصیت عالیہ پر اگر کچھ مواد رکھتے ہوں تو ارسال کریں۔ چونکہ مجھے مستقل طور پر ان کی بارگاہ میں رہنے کا شرف حاصل نہ ہوا۔ ہاں جہاں کہیں حضور والا کی تشریف آوری ہوتی۔ تو حتی الامکان فیوض و برکات کے حصول کے لئے ان کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوجاتا۔

چونکہ ایسے ہی علمائے ربانیین کی بارگاہوں میں حاضر ہونے اور اکتساب فیض کرنے کی تعلیم و ترغیب دیتے ہوئے خاتم المحققین حضرت علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی تصنیف لطیف "ھدایۃ البریہ" کے صفحہ ۲۷ پر عوام الناس کو ان کی بے راہ روی پر نصیحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ آج کل مسلمان نماز روزہ بطور رسم ادا کرتا ہے۔ اس کی صحت و فساد سے کام نہیں رکھتا۔ اکثر معاملات نادانستہ بے سود اور فاسد ہوجاتے ہیں۔ نہ آپ جانتے ہیں نہ کسی سے پوچھتے ہیں۔ بلکہ عالم کی صحبت اور وعظ ونصیحت سے گھبراتے ہیں۔ اور جو کسی کی خاطر سن بھی لیتے ہیں تو عمل نہیں کرتے۔ افسانہ اور بیہودہ سمجھتے ہیں۔ اہل عملہ اور وکلاء کے گھر جانا فخر، اور علماء کی خدمت میں حاضر ہونا عار ہے۔ ایک مقدمہ کچہری میں بیس وکیلوں سے دریافت کر کے دائر کرتے ہیں۔ مگر شریعت کی تحقیق سے انکار ہے۔ جو لوگ علم سے کسی قدر بہرہ رکھتے ہیں علماء سے بھی تحقیق مسائل کرتے رہتے ہیں۔ کیا یہ کندۂ ناتراشیدہ ان سے زیادہ جانتے ہیں۔ کہ علماء سے استفسار کی حاجت نہیں رکھتے۔ اگر علماء کی صحبت در حقیقت کیمیائے سعادت ہے۔

Scanned with CamScanner

اختیار کرتے تو آخرت کی مصیبت سے نجات حاصل ہوتی۔ اور تھوڑی محنت میں بہت دولتِ عقبیٰ ہاتھ آتی۔ حدیث شریف میں ہے کہ عالم کی مجلس میں شامل ہونا، حاضر ہونا ہزار رکعت نماز، ہزاروں بیماروں کی عیادت اور ہزار جنازوں پر حاضر ہونے سے بہتر ہے

قارئین! میرے ایمان و یقین کا فیصلہ یہی تھا کہ حضرت موصوف علیہ الرحمۃ والرضوان کا بھی شمار انھیں علمائے ربانیین میں تھا جن کی بارگاہ میں ایک لمحے کی حاضری، ہزار رکعت نماز، ہزار بیماروں کی عیادت اور ہزار جنازے میں شرکت سے افضل تھی۔ اس لئے میں اس نائب رسول اور دریائے سنیت کے عظیم محسن کی بارگاہ میں ضرور حاضری دیتا۔ حضرت مولانا محمد شمیم صاحب قبلہ نے کرم فرما کر بڑا حسین موقع عنایت فرمایا۔ کہ میں بھی اس عالم ربانی کی بارگاہ عالی میں خراجِ عقیدت کے طور پر اپنے کچھ بے ربط جملوں ہی کے ساتھ ان کے سیرت نگاروں میں شریک ہو کر فیوض و برکات کی دولت لازوال سے مالامال ہو جاؤں۔ الغرض اپنی اور دیگر علماء و مشائخ کی معلومات نیز مضامین بدر ملت کی کچھ چیدہ عبارتوں کی روشنی میں عقیدت کا خراج پیش کرتا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف

قارئین!

پیدائش اور تعلیم و تربیت

بچوں کا مستقبل روشن و تابناک بنانے میں ماں باپ کی توجہ اور اساتذہ کی عنایتیں بڑی اہمیت کا حامل ہیں۔ اول اول تو ماں باپ ہی بچوں کی روشن زندگی کا اصل محرک ہوتے ہیں۔ بعدہٗ اساتذہ کی محنتیں سونے پر سہاگہ کا کام کرتی ہیں۔ رئیس الاتقیاء محبوب الاصفیاء سراج العلماء بدر ملت حضرت علامہ مفتی محمد بدر الدین احمد صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان فضلِ الٰہی اور رحمت رسالت پناہی سے بڑے خوش نصیب تھے جو اپنی خوش اخلاق والدہ ماجدہ اور رحیم و کریم والد ماجد عالی جناب مولوی عاشق علی صاحب صدیقی مرحوم کے گھر میں سنہ ۱۳۴۸ھ مطابق سنہ ۱۹۲۹ء میں آنکھیں کھولیں۔ اور انھیں کے زیر سایہ رہ کر ان کی تربیت میں پروان چڑھتے رہے۔ والدین کریمین نے عالم کمسنی ہی میں آپ کو اپنے وطنِ مالوف قصبہ شاہ پور کے مکتب میں داخل کر دیا۔ جہاں اردو عربی کی ابتدائی تعلیم سے آراستہ ہوئے۔ اور جب والدین نے بدر ملت علیہ الرحمۃ کا دل لگاؤ علم دین کی طرف زیادہ دیکھا۔ تو قصبہ جین پور اعظم گڈھ کی ایک سنی درسگاہ مدرسہ عربیہ اہلسنت انوار العلوم میں داخل فرمادیا جس میں مسلسل چار سال تک حصولِ علم میں مصروف رہے۔ اور ابتدائی فارسی نیز فن نحو و صرف کی ابتدائی کتابیں ماہر علوم و فنون حضرت علامہ مولانا محمد خلیل صاحب قبلہ کچھوچھوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے حاصل کی۔ پھر شوال المکرم ۱۳۶۷ھ مطابق سنہ ۱۹۴۸ء میں جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ میں داخل ہوئے اور تقریباً چار سال تک اپنے لائق و فائق اساتذہ کرام یعنی ۱؎ استاذ العلماء جلالۃ العلم حضرت علامہ حافظ ملت الحاج عبد العزیز صاحب قبلہ محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ۔ ۲؎ سلطان الواعظین شیخ الخطباء حضرت علامہ الحاج عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ ۳؎ شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمۃ ۴؎ شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا عبد الرؤف

Scanned with CamScanner

صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کی تربیت میں رہ کران کے فیوض وبرکات سے مالامال ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ علم شریعت کے گوہر آبدار سے آراستہ وپیراستہ ہوگئے۔ اور ۱۰؍شعبان المعظم ۱۳۷۱ھ مطابق مئی ۱۹۵۲ء میں اکابر علماء ومشائخ کے نورانی ہاتھوں سند فراغت اور دستار فضیلت سے نواز دیئے گئے۔

بیعت وخلافت

چونکہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی عنایتیں آپ پر زیادہ تھیں۔ اس لئے بعد فراغت آپ کو جامعہ اشرفیہ میں ہی بحیثیت معین المدرسین رکھ لیا تھا۔ اسی زمانے جب جب آپ اشرفیہ میں تھے حسن اتفاق شہزادۂ اعلیحضرت شیخ الفقہاء حضور مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ الحاج مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی جامعہ اشرفیہ میں تشریف آوری ہوئی۔ چنانچہ ۷؍ربیع الآخر ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۶؍جنوری ۱۹۵۱ء کی شب بعد نماز عشاء شہزادۂ سرکار اعلیحضرت کی بارگاہ طریقت میں باریابی کا شرف حاصل کیا۔ اوران کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور اپنے مرشد برحق کے بے دام غلام بن کر مجدد اعظم سیدنا اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے سچے شیدائی وفدائی بن گئے۔ بلکہ مسلک رضویت کا نقیب اوراہلسنت کا ترجمان بن کر سرکار اعلیٰ حضرت کی تعلیم حقہ کی روشنی میں بندگان خدا کو عبادت و ریاضت کا طریقہ اور غلامان مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کو حب نبی اور عشق رسول کا درس دے کر عقائد باطلہ شنیعہ سے بچاتے رہے۔ گویا آپ سرکار اعلیحضرت مجدد دین وملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی سچی نیابت کا حق ادا فرماتے رہے۔ وہ صحیح معنوں میں رضوی تھے۔ اگر خوش عقیدہ مسلمانوں کے لئے ابر رحمہ تھے۔ تو بددینوں اور بدمذہبوں کے لئے شمشیر برہنہ۔ وہ صرف خیالی اور زبانی رضوی نہیں تھے۔ بلکہ اپنے ظاہر وباطن یعنی قول وعمل میں ہر اعتبار سے رضوی تھے۔ اگر میں یہ کہہ دوں کہ وہ رضوی ہونے کے ساتھ رضوی گر بھی تھے۔ تو بے جانہ ہوگا۔ اس لئے کہ سلسلۂ رضویہ میں جب سے داخل ہوئے اسی وقت سے لے کر تادم حیات اپنے شاگردوں اور مریدوں اور معتقدوں اور چاہنے والوں کو مسلک اعلیحضرت پر عمل پیرا رہنے کی نصیحت وہدایت فرماتے رہے۔ جب آپ عرس رضوی کے موقع پر بریلی شریف حاضر ہوئے تو خلافت سے بھی نوازے گئے۔

عبادت وریاضت

حضرت موصوف علیہ الرحمۃ کی شخصیت سے جو لوگ آشنا ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ کبھی بھی عبادت وریاضت میں کوتاہی نہیں فرماتے تھے بلکہ اپنے تمام معمولات ومشاغل میں بڑی سختی کے ساتھ عمل پیرا رہتے۔ فرائض وواجبات کی تو بات ہی کیا۔ سنن ونوافل بھی بڑی مستعدی سے ادا فرماتے۔ ان کے معمولات میں قرآن مجید وفرقان حمید کی تلاوت کلمۂ طیبہ، درود غوثیہ، قصیدۂ غوثیہ، اور دُرود جمعہ شریف وغیرہ بہت سی دعائیں تھیں۔ جن کو وہ سفر وحضر میں ہر جگہ وردِ زبان رکھتے تھے۔ بلکہ اگر انہیں کوئی حاجت پیش آتی تو صلوٰۃ غوثیہ پڑھ کر استمداد کرتے اور اپنے تمام شاگردوں اور مریدوں کو بھی حل مشکلات کے لئے صلوٰۃ غوثیہ پڑھنے کی نصیحت فرماتے۔

Scanned with CamScanner

ان کی سادگی اور تقویٰ

اس دنیائے دار دیگر میں

علما کی کمی نہیں مگر متقی علما ہر دور میں کم رہے ہیں۔ آج کہنے کے لئے تو بہت سے علما ہیں جو خود کو نائب رسول اور عاشق رسول کہلوانے میں فخر محسوس کرتے ہیں جب کہ ان کے اندر نیابت رسول یا عشق رسول کا شائبہ بھی نہیں ہوتا۔ مگر واہ رے بدر ملت آپ واقعی ملت کے لئے بدر منیر تھے۔ کہ جب کسی کی نظر آپ کی ذات بابرکات پر پڑتی تو وہ نائب رسول اور عاشق رسول کہے بغیر نہیں رہ پاتا۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ آپ عالم باوقار، تقویٰ شعار، شریعت کے پاسدار، نائب رسول مختار اور عشق رسول علیہ الصلاۃ والتسلیم سے سرشار تھے۔ آپ کی پوری زندگی اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ کے مصداق تھی۔ آپ کی سادگی؟ اللہ اکبر! اپنی سادگی کا کوئی جواب نہیں رکھتے تھے۔ علمائے ملت اسلامیہ کی عبقری جماعت میں آپ کا کردار بڑا انوکھا اور نرالا تھا۔ آپ اس قدر سادگی پسند تھے کہ میری نگاہوں نے آپ کے بدن پر سفید لباس کے سوا کبھی کوئی دوسرے رنگ کا کپڑا نہیں دیکھا۔ وہی سادہ لباس جو آپ کی ذات بابرکات کو نکھار دیتا تھا۔ جن جن لوگوں نے ان کی ذات ستودہ صفات کی زیارت کی ہے وہ بتا نہیں سکتے کہ کبھی استری کیا ہوا یا نیل لگا کر اجلا کیا ہوا کپڑا زیب تن کرنے کی فرمائش کی ہو۔ ان کا تقویٰ اور پرہیزگاری اور سنت رسول کی پیروی بھی ایسی کہ اس دور میں اس کا کوئی جواب نہیں پیش کر سکتا۔ جب لوگ کسی سفر پر روانہ ہوتے ہیں تو اپنے کھانے پینے پہننے اور بیٹھنے سونے اور حاجت اصلیہ کے لئے ضروری ساز و سامان اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ مگر نماز جیسی اہم العبادات کے لئے کوئی اہتمام نہیں کرتے۔ مگر بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان جب کسی سفر پر روانہ ہوتے تو ان کی نظر میں سب سے پہلے اپنے جھولے میں کھانے پینے اور بیٹھنے سونے کے ساز و سامان کو نہیں بلکہ نماز جیسی اہم العبادات اور اتباع سنت رسول کے لئے جو ضروری چیزیں ہوتیں۔ اس کو تلاش کرتے۔ جہاں آپ کنگھی، آئینہ، سرمہ، سوئی، دھاگہ، مسواک، خلال وغیرہ رکھتے وہیں لوٹا، تسبیح، مصلیٰ بھی ساتھ رکھتے۔ پھر اس سے بڑھ کر تقویٰ کی اور کیا دلیل ہوگی کہ سنت رسول پر عمل کرنے کے لئے ایک جھولے میں مٹی کا ڈھیلا ساتھ میں لے کر چلا کرتے۔ سوال یہ ہے کہ وہ مٹی کا ڈھیلا لے کر کیوں چلتے تھے۔ کیا وہ جہاں جاتے انھیں ڈھیلا نہیں ملتا۔؟ یا صرف پانی سے طہارت کا حصول نہیں ہوتا۔ جب کہ شمالی ہند کے تمام علاقوں میں مٹی بہ آسانی دستیاب ہے۔ اس کا جواب جو میری سمجھ میں آیا وہ یہ ہے کہ پانی سے طہارت تو حاصل ہو ہی جاتی ہے مگر پانی کے ساتھ ساتھ ڈھیلے کا استعمال سنت ہے۔ تو دونوں کے استعمال سے طہارت بھی حاصل ہو جاتی ہے اور سنت رسول علیہ الصلاۃ والتسلیم پر عمل بھی ہو جاتا ہے۔ اب رہی بات ڈھیلا ساتھ میں لے کر چلنے کی تو یہ بات حقیقت ہے کہ حضرت موصوف کو ہر جگہ ڈھیلا مل جاتا۔ مگر کسی کے کھیت سے بے اجازت ڈھیلا بھی لینا ان کی شان تقویٰ کے خلاف تھا۔

Scanned with CamScanner

اس لئے وہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ جو سنتوں کا اس طرح اہتمام کرتا رہا ہو تو وہ وضو، غسل، لباس اور مکان اور فرائض و واجبات کا کس قدر اہتمام کرتا رہا ہو گا کسی پر مخفی نہیں۔

آج تو حال یہ ہے کہ بہت سے علما ایسے ہیں جو عربی فارسی اور اردو کی ابتدائی کتابوں کا ذرا بھی احترام نہیں کرتے۔ مگر حضرت علامہ حافظ شرافت حسین صاحب برکاتی کا بیان ہے کہ بدر ملت علیہ الرحمۃ عربی فارسی اردو کی کتابوں کا احترام تو کرتے ہی تھے۔ میری آنکھوں نے تو یہاں تک دیکھا کہ جب وہ اخبار پڑھنا چاہتے تو کبھی زمین پر رکھ کر نہیں پڑھتے بلکہ کوئی رومال بچھا لیتے پھر اس پر اخبار کو رکھتے۔ اور پڑھتے۔ اردو کے حروف کا بھی وہ ہمیشہ ادب و احترام فرماتے۔ یہ ان کا کمال تقوی تھا جو آج کے اکثر علماء میں مفقود نظر آتا ہے۔

پھر ان کی پارسائی و پرہیزگاری کا اندازہ یوں بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جب دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف جیسی مرکزی درسگاہ میں بحیثیت صدر المدرسین تشریف فرما تھے اسی زمانے میں ایڈ کا مسئلہ سامنے آیا۔ ہوتے ہوتے بات انگریزی تاریخ تک پہونچی کہ مدرسے کی تمام کاغذی کارروائی انگریزی تاریخ کے حساب سے کی جائے گی۔ تو آپ نے کاغذات پر صرف انگریزی تاریخ لکھنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ آپ کی وجہ سے ایک رجسٹر اور بنایا گیا جس میں آپ عربی تاریخ لکھتے رہے۔ چند دنوں کے بعد جب وہ رجسٹر ختم کر دیا گیا۔ تو آپ نے استعفی دے دیا۔ پھر بعد مشورہ عربی رجسٹر بنانے کی بات کی جانے لگی مگر چوں کہ آپ کا دل اکھڑ چکا تھا۔ اس لئے پھر آپ وہاں رہنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ اور انگریزی تاریخ لکھنے کے عدم جواز پر علما کا قول مع دلیل ایک مرتبہ اپنے ایک خط میں بشکل تحریر یوں پیش فرمایا۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا

اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیر کبیر جلد چہارم ص ۴۴۳ میں سیدنا امام رازی علیہ رحمۃ الباری تحریر فرماتے ہیں کہ۔ قَالَ بَعْضُهُمْ اَلْمُرَادُ مِنَ الْكِتَابِ الْقُرْاٰنُ وَقَدْ ذَكَرْنَا اٰيَاتٍ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّ السَّنَةَ الْمُعْتَبَرَةَ فِیْ دِیْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهِیَ السَّنَةُ الْقَمَرِیَّةُ۔ اور ص ۴۴۵ میں ہے۔ قَالَ اَهْلُ الْعِلْمِ الْوَاجِبُ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ بِحُكْمِ هٰذِهِ الْاٰیَةِ اَنْ یَّعْتَبِرُوْا فِیْ بُیُوْعِهِمْ وَمُدَدِ دُیُوْنِهِمْ وَاَحْوَالِ زَكٰوتِهِمْ وَسَائِرِ اَحْكَامِهِمُ السَّنَةَ الْعَرَبِیَّةَ بِالْاَهِلَّةِ وَلَا یَجُوْزُ لَهُمُ اعْتِبَارُ السَّنَةِ الْعَجَمِیَّةِ وَالرُّوْمِیَّةِ۔ مذکورہ بالا عبارتیں پیش کرنے کے بعد مطلب خیز ترجمہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ علمائے اسلام نے آیت مذکورہ کے تحت ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنی خرید و فروخت اور اپنی قرضوں کی مدت مقرر کرنے میں نیز اپنی زکوتوں کے سال متعین کرنے میں اور سارے معاملات میں چاند کے حساب سے عربی سنہ کا لحاظ کریں اور ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ عجمی یا رومی سنہ کا استعمال کریں۔

قارئین! غور فرمائیں کہ جب انگریزی تاریخ کے لکھنے کے عدم جواز پر اسلاف کی ایسی واضح تحریریں

موجود ہوں تو رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کا سچا نائب جو تقویٰ شعاری اور پرہیز گاری میں اپنی مثال آپ ہو۔ وہ کسی ناجائز فعل کا بدنما داغ اپنی زندگی کے پاکیزہ صفحات پر کیسے پسند کرے گا۔ آخر کار اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ملازمت کو چھوڑ دینا توپسند فرمالیا مگر خلافِ شرع دستخط کر کے انگریزی تاریخ لکھنا پسند نہیں فرمایا۔ دعا ہے کہ رب قدیر تمام علمائے دین کو حضرت موصوف علیہ الرحمۃ کے نقشِ قدم پر عمل کرنے اور عربی تاریخ و سنہ لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

درس و تدریس

درس و تدریس کی دنیا میں قدم رکھنا آسان بھی ہے اور مشکل بھی۔ مشکل اس کے لئے ہے جو سند و دستارِ فضیلت کے حصول کے بعد اپنی ذمہ داری اور فرض شناسی سے قطع نظر کر کے خود کو مدرسے کا ملازم سمجھ کر صرف پیسہ کمانے کا عزم رکھتا ہو اور بس۔ مگر اس کے لئے آسان ہے جو بعد فراغت اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے خود کو دین متین کا سچا خادم سمجھ کر علم نبوت کو عام و تام کرنے کا جذبۂ صادقہ رکھتا ہو۔ ورنہ دینی خدمات کی انجام دہی قرآن و حدیث کے علوم کی نشر و اشاعت کے جذبۂ صادقہ کے بغیر ناممکن ہے۔ بدر ملت علیہ الرحمۃ کی ذات ستودہ صفات میں علم شریعت کی تبلیغ و ترویج کا جذبہ اس قدر کار فرما تھا کہ وہ تمام بچوں کو علم شریعت کے حسین زیور سے آراستہ کر کے قوم و ملت کا نمائندہ بنانا چاہتے تھے یہی وجہ ہے کہ مرکزی درسگاہ فیض الرسول براؤں شریف اور اس کے اطراف و جوانب مئو، جی پور، اسنگوا وغیرہ آس پاس کے چار چھ کلو میٹر کے حدود میں واقع دیہی علاقوں میں۔ جب ساری دنیا سوتی اور نیند کے مزے لیتی۔ تو آپ گشت کرتے ہوئے تشریف لے جاتے اور پتہ لگاتے کہ کون سا بچہ اپنے گھر پر سوتا ہے اور کون سبق یاد کرتا۔ اور پڑھتا ہے۔ اگر کسی بچے کو سوتا ہوا پاتے۔ تو کبھی زجر و توبیخ فرماتے اور کبھی نرمی کے ساتھ سمجھاتے۔ آج کون ہے جو تبلیغ دین کے لئے درس و تدریس کا ایسا جذبہ رکھتا ہو۔ ان کی تعلیم کا طریقہ بہت اچھوتا اور نرالا تھا۔ اس دور میں مدرسین کی کمی نہیں مگر ہر ایک کا تعلیمی طریقہ الگ الگ ہے۔ ہر مدرس اپنی صلاحیت و لیاقت اور فہم و فراست کے مطابق سادہ لوح بچوں کے دل پر علم دین کے نقوش ثبت کرنے میں کوشاں ہے۔ مگر بدر ملت علیہ الرحمۃ مدرسین کی فہرست میں یگانۂ روزگار نظر آتے ہیں اس لئے کہ وہ فارسی کی بھی کتابیں مع ترکیب پڑھاتے تھے۔ وہ جہاں اور جس ادارے میں بھی رہے خلوص و للہیت کے ساتھ دین متین کی خدمت میں مصروف رہے۔ بچوں کو پڑھانے میں کبھی کسی قسم کی کوتاہی نہیں فرمائی۔ ابتدائی تعلیم میں ہی وہ چاہتے تھے کہ بچے نحوی صرفی اصولوں کو اچھی طرح سمجھ لیں تاکہ اگلی کتابوں میں ان کی دلچسپی بڑھ جائے اور علم دین کے حصول سے ان کی طبیعت اچاٹ نہ ہو جائے۔ اور اسی جذبۂ صادقہ کی بنیاد پر چھوٹی بڑی کار آمد کتابیں بھی تصنیف فرمائی جن کے پڑھنے سے بچوں کا ذہن کشادہ ہوتا ہے اور بنیادی کتابوں کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

خلوص و للہیت اور بے نفسی

بدر ملت علیہ الرحمۃ کا ہر اقدام خلوص وللہیت پر مبنی تھا۔ انھوں نے کبھی کوئی عمل اپنے مفاد کے لئے نہیں بلکہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی کے لئے کیا۔ حضرت علامہ حافظ شرافت حسین صاحب قبلہ برکاتی نگھری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حاجی شاہ عالم صاحب (غازی پوری ساکن کرلا بمبئی) نے حضرت موصوف علیہ الرحمۃ کو کرلا بمبئی میں اپنے مکان پر عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موقع پر دعوت پیش کی اور حضرت نے دعوت قبول فرمایا یہاں تک کہ وقت مقررہ پر تشریف لائے اور تقریر بھی فرمائی بوقت واپسی سیٹھ صاحب موصوف نے نوٹوں کا ایک بھرا ہوا لفافہ بشکل نذرانہ پیش کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ تو بڑی نرمی کے ساتھ حاجی صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر پیچھے ہٹاتے ہوئے فرمایا کہ حاجی صاحب ٹھہرو! ٹھہرو! یہ آپ مجھے کس لئے دے رہے ہیں اسی لئے تو کہ میں آپ سے خوش ہو جاؤں۔ تو میں ویسے بھی آپ سے خوش رہوں گا۔ شرط یہ ہے کہ آپ ایک وعدہ کر لیجئے۔ حاجی صاحب نے عرض کیا کہ حضور فرمائیے۔ تو آپ نے فرمایا کہ داڑھی رکھنے کا وعدہ کر لیجئے یہ پیسہ آپ رکھئے۔ میں آپ سے خوش رہوں گا۔ حاجی صاحب اس قدر متاثر ہوئے کہ فوراً وعدہ کر لیا۔ اور اس کے بعد پھر کبھی اپنی داڑھی پر استرہ نہیں لگوایا۔ الحمد للہ آج بھی ان کی داڑھی مشرع ہے۔ حاجی صاحب کا بیان ہے کہ میں بدر ملت علیہ الرحمۃ سے جتنا متاثر ہوا آج تک کوئی عالم مجھے متاثر نہ کرسکا۔

قارئین! آج کون ایسا عالم ہے جو اس قدر خلوص وللہیت اور بے نفسی کا مظاہرہ کرتا ہو کہ دولت و ثروت کو ناپسند اور اصلاح امت کو پسند کرتا ہو۔ آج تو حال یہ ہے کہ اگر جلسے کی کمیٹی نے کمزور لفافہ پیش کر دیا تو اسے فوراً کھول کر دیکھا جاتا ہے اور خاطر خواہ نذرانہ نہ ہونے کی صورت میں لفافہ واپس کرتے ہوئے کمیٹی کے تمام ارکان پر طعن و تشنیع کی جاتی ہے۔ میری نظر میں ایسے بہت سے علماء ہیں جن کا نام بطور شہادت پیش کر سکتا ہوں میں تو کہتا ہوں کہ خلوص وللہیت کا جو جذبہ بدر ملت علیہ الرحمۃ کی ذات بابرکات میں تھا آج عنقا نظر آتا ہے اے کاش کہ یہی جذبہ تمام علمائے ملت اسلامیہ میں ہوتا۔ تو دنیائے سنیت ہی میں نہیں بلکہ دنیائے انسانیت میں انقلاب آجاتا۔ اور یہی روش تمام خطباء و مقررین اور جملہ واعظین کی ہوتی تو عوام الناس کی بے راہ روی راہ روی میں تبدیل ہوجاتی۔ اور سنیت بھی نکھر جاتی۔ رب قدیر تمام علمائے ملت اسلامیہ کو حضرت موصوف علیہ الرحمہ جیسا سچا جذبہ عطا فرمائے۔ آمین۔

پھر ان کی بے نفسی کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہوگی کہ جید عالم دین ہونے کے باوجود اپنے بڑوں سے مسائل کے حصول میں کبھی عار نہیں محسوس کیا۔ حضرت علامہ حافظ شرافت حسین صاحب قبلہ برکاتی نگھری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ سند الحکماء حضور سید العلماء سید آل مصطفےٰ قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان مرکزی درسگاہ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف کے سالانہ جلسے میں تشریف لائے۔ اور خطبہ پڑھ کر آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ بعدہ کلام الامام امام الکلام سے اپنی تقریر منیر کا آغاز یوں فرمایا۔

Scanned with CamScanner

پاٹ وہ کچھ دھار یہ کچھ زار ہم
یاالٰہی کیوں کر اتریں پار ہم
کس بلا کی مَے سے ہیں سرشار ہم
دن ڈھلا ہوتے نہیں ہشیار ہم

اور حضرت موصوف علیہ الرحمۃ نے بڑے غور سے ان اشعار کو سنا۔ تو انھیں حدائق بخشش پڑھنے کا شوق ہوا۔ جس کا آپ بارہا اظہار بھی فرماتے رہے۔ جیسا کہ پیر طریقت رہبر شریعت محبوب الاولیا، سیدی الحاج صوفی سخاوت علی صاحب قبلہ قادری برکاتی ناظم اعلیٰ جامعہ برکاتیہ مظہر و خلیفہ حضور سید العلماء و احسن العلماء علیہما الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت علامہ بدر ملت علیہما الرحمۃ جب بھی ملتے تو بڑے افسوس کے ساتھ یہ فرماتے کہ کیا بتاؤں چاہتا تو یہ ہوں کہ حضور سید العلماء علیہ الرحمۃ سے حدائق بخشش پڑھ لوں مگر مصروفیت مجھے اتنی فرصت نہیں دیتی کہ میں چند دن ان کی بارگاہ میں رہ سکوں۔ اگر کبھی موقع ہاتھ لگا تو ضرور پڑھوں گا۔ الغرض حافظ شرافت حسین صاحب فرماتے ہیں کہ چند ہی دنوں کے بعد دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف سے دو مہینے کی رخصت لے کر سید العلماء علیہ الرحمۃ و الرضوان کی بارگاہ میں کھڑک مسجد حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور میں دو مہینے کی رخصت لے کر حاضر ہوا ہوں۔ تاکہ آپ سے حدائق بخشش پڑھوں۔ تو سرکار مارہرہ نے فرمایا کہ مولانا! اگر میں ایک جگہ مستقل قیام کرتا تو ضرور پڑھا دیتا مگر میرا کیا ٹھکانہ کہ کب کہاں رہوں گا۔ دورہ کرنے ہی سے فرصت نہیں ملتی۔ تو میں کس طرح سے پڑھاؤں۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ تشریف لے جائیے اور از خود مطالعہ کیجیے جو سمجھ میں نہ آئے اس پر نشان لگا لیجیے۔ اور جب بھی آپ کے علاقے میں فقیر کا آنا ہو۔ پوچھ لیجیے۔ ان شاء اللہ جو کچھ فقیر کو معلوم ہو گا۔ آپ کو بتا دے گا۔

قارئین! یہ بدر ملت علیہ الرحمۃ کی بے نفسی نہیں تو اور کیا ہے کہ ایک کتاب پڑھنے کے لئے کھڑک مسجد بمبئی تک چلے گئے۔ یہ اور بات ہے کہ قسمت نے یاوری نہیں کی۔ ورنہ پڑھ کر ہی واپس ہوتے۔ آج ہمارے علماء میں وہ جذبہ کہاں ہے جو بدر ملت میں تھا۔ آج تو حال یہ ہے کہ۔ ہر عالم خود کو سب سے بڑا ہی تصور کرتا ہے۔ کتاب پڑھنے کی بات تو الگ رہی۔ آج کے علماء اپنے اساتذہ سے مسائل شرعیہ کے پوچھنے اور سمجھنے میں بھی شرم کرتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ ہماری بے عزتی ہو جائے گی۔ لوگ ہمیں کم علم اور بے وقوف سمجھیں گے۔ جب کہ پوچھ لینے میں ہی عزت افزائی ہے۔ اس لئے کہ پوچھنے میں تو صرف ایک بار بے عزتی کا تصور ہوتا ہے۔ حالاں کہ بے عزتی نہیں ہے۔ مگر جب جب کوئی آنجناب سے مسئلہ پوچھے گا تو جواب نہ دینے کی صورت میں صرف بے عزتی کا تصور نہیں ہو گا بلکہ پوری عزت خاک میں مل جائے گی اور کم علمی اور بے عقلی کا شہرہ ہو جائے گا۔ بہر حال بدر ملت علیہ الرحمۃ نے اپنی بے نفسی کا جو مظاہرہ فرمایا ہے اس دور میں اس کی مثال بہت مشکل ہے۔ رب قدیر ہر مسلمان کو بے جھجک مسائل پوچھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حق نیابت کی ادائیگی۔

عالم دین اور نائب رسول کی ذمہ داریاں وہی ہیں جو نبی کی ذمہ داریاں ہیں۔ جیسے نبی کا کام تبلیغ دین ہے۔ اسی طرح نائب نبی کا کام بھی رسالت

Scanned with CamScanner

کی اہم ذمہ داریوں کو نبھانا اور حق نیابت ادا کرتے
ہوئے احقاق حق اور ابطال باطل کرنا۔ گمراہوں
بددینوں اور بدمذہبوں کو صراط مستقیم کی طرف دعوت
دینا اور مسلمانوں کے ایمان وعقائد کی حفاظت میں
کوشاں رہنا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ حضور بدر ملت علیہ
الرحمۃ کی ذات بابرکات میں یہ صفت بدرجۂ اتم موجود
تھی۔ وہ ہر لمحہ احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے
تیار رہا کرتے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جذبۂ
صادقہ انھیں ایک لمحہ کے لئے بھی چین سے بیٹھنے نہیں
دیتا تھا۔ وہ جہاں بھی رہے اگر کسی کو تعمیل
شریعت میں کوتاہی یا خلاف شرع کوئی کام کرتے
دیکھتے تو خاموش نہیں رہ پاتے۔ بلکہ زجر و توبیخ کرتے
ہوئے اس کی اصلاح فرماتے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے
کہ ایک مرتبہ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف
کے سالانہ امتحان کے موقع پر بحیثیت ممتحن تشریف
لائے اور میری جماعت کتابیں لے کر ان کی خدمت
میں پہنچی۔ میرے ہم سبق ساتھی حضرت علامہ محمد شبیر
صاحب سکندرپوری۔ اپنی کلائی میں چین والی گھڑی
پہنے ہوئے تھے۔ حضرت موصوف علیہ الرحمۃ کی جیسے
ہی نظر پڑی۔ پھر تو ان کا جلال دیکھنے کے لائق تھا
اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کا وردان کی زبان پر جاری ہو گیا۔
اور جب تک سانس جاری رہی کلمۂ استغفار کا ذکر
بھی جاری رہا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ عالم بنتے ہو۔ دین
کا علم سیکھتے ہو۔ چین والی گھڑی پہنتے ہو۔ ایک
ذمہ دار ادارہ میں رہ کر ناجائز کام کرتے ہو۔ شرم
نہیں آتی۔ اس کو اتار دو۔ اور کثیر مرتبہ کلمۂ استغفار
پڑھو۔ جو چیز مکروہ ہے اس سے اجتناب کرو۔ ہر ممکن
طریقے سے بچنے کی کوشش کرو۔ آج کے بعد پھر کبھی چین
والی گھڑی اپنی کلائی میں مت ڈالنا۔ آپ کی اصلاح
پر رفیق محترم نے گھڑی اتار کر فوراً اپنی جیب میں رکھ لی

اسی طرح کا ایک واقعہ اٹوا بازار کے علاقے
میں بھاؤپور نامی ایک گاؤں ہے۔ کہ بھاؤپور میں
سالانہ جلسے کا انعقاد ہوا۔ سامعین کی حیثیت سے
راقم (محمد نصرالدین فیضی) بھی شریک جلسہ تھا
اور حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ بحیثیت خطیب تشریف
لا چکے تھے۔ ایک صاحب بعد نماز عشاء مائک پر
تشریف لائے اور بھاؤپور کے مسلمانوں کو جلسہ گاہ
میں بٹھانے کے لئے یوں گویا ہوئے۔ کہ اے غوث
و خواجہ کے دیوانو! اے رسول پاک کے چاہنے والو!
اے امام احمد رضا کے شیدائیو! اسی قسم کے ابھی
چند جملے کہے تھے کہ حضرت موصوف علیہ الرحمۃ کے کانوں
سے بات ٹکرائی۔ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ممبر
پر تشریف لائے اور مائک چھین لی اور بڑے ہی جلال
بھرے لہجے میں فرمایا۔ کہ کس کو رسول کا دیوانہ کہتے ہو
کس کو رسول کا اور غوث و خواجہ کا دیوانہ کہتے ہو۔
کون ہے رسول کا چاہنے والا۔ کون ہے غوث و خواجہ
کا دیوانہ۔ بلاؤ قدم چوم لوں۔ جو تھے وہ تشریف لے
گئے۔ بے نمازی رسول کا چاہنے والا اور غوث و
خواجہ کا دیوانہ نہیں ہو سکتا۔ جس کو چاہتے ہو رسول
کا متوالا اور غوث و خواجہ کا دیوانہ بنا دیتے ہو۔
استغفر اللّٰہ استغفر اللّٰہ۔ پھر اسی طرح کلمۂ
استغفار کی تکرار فرماتے رہے۔ اور فرمایا کہ اب کبھی
دنیا دار کو اس طرح مت بولنا۔ توبہ و استغفار کرو۔
حضرت موصوف علیہ الرحمۃ کی اس نصیحت پر چند

Scanned with CamScanner

لمحے کے لئے مجمع پر سکتہ طاری ہوگیا۔ الغرض حضرت علیہ الرحمۃ بلا خوفِ لومۃ لائم ہر ایک کی اصلاح فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ دارالعلوم برکاتیہ مؤیدالاسلام شیرپور قصبہ گھر تشریف لائے۔ حضرت علامہ مولانا محمد امان اللہ صاحب قبلہ برکاتی مدرس دارالعلوم برکاتیہ گھر کا بیان ہے کہ غالباً نماز عصر تھی۔ جب نماز پڑھ کر باہر نکلے تو چونکہ فیضانِ شمع برکات جمعہ مسجد میں ایک زمانے سے مصافحہ کا دستور ہے۔ لوگوں نے دورویہ صف بندی کرلی۔ اور مصافحہ کا سلسلہ شروع ہوا۔ مسجد کے صحن میں ایک آدمی اپنی تین انگلیوں میں چاندی کی انگوٹھی پہنے ہوئے مصافحہ کی برکتیں لوٹنے کے لئے درمیانِ صف کھڑا تھا۔ حضرت موصوف علیہ الرحمۃ مصافحہ کرتے ہوئے جب اس شخص مذکور کے پاس پہنچے تو اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ حضرت موصوف علیہ الرحمۃ کی نظر جیسے ہی انگوٹھی پر پڑی۔ اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا یہ مکروہ ہے۔ ایک پہنو اور دو اتار دو۔ تو شخص مذکور نے عرض کیا کہ حضور! ایک حاجی صاحب نے حج سے واپسی پر مکہ شریف سے لاکر یہ انگوٹھی مجھے دی ہے۔ اس لئے تبرکاً میں نے پہن لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی حاجی صاحب مکہ شریف سے گوبر لاکر دیں تو کیا حلوہ سمجھ کر اسے کھا جاؤگے۔؟ عرض کیا نہیں۔ تو فرمایا کہ یہ جہاں سے بھی آئی ہوں چاندی کی تین انگوٹھی پہننا حرام ہے۔ اس کو فوراً اتار دو۔ جب شخص مذکور نے انگوٹھی اتار دی۔ تب آپ نے اس کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ الغرض حضرت موصوف علیہ الرحمۃ مسائل شرعیہ پہ عوام و خواص سے ہر ایک کو بڑی سختی سے عمل کرواتے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے، ان کی شخصیت کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا کہ جیسے رب قدیر نے انھیں صرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے ہی پیدا فرمایا ہے۔

الغرض! حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کی ذات بابرکات میں بے شمار خوبیاں موجود تھیں۔ وہ بڑے ہی دین دار، تقویٰ شعار، متقی و پرہیزگار تھے۔ وہ بے باک مناظر بھی تھے۔ اور دنیائے سنیت کے مردِ مجاہد بھی۔ وہ عظیم الشان خطیب بھی تھے۔ اور مسلک رضویت کے برکاتی نقیب بھی۔ وہ پیر طریقت بھی تھے۔ اور مفتیٔ شریعت بھی۔ ان کی ذات گرامی اس قدر فیض رساں تھی کہ جو بھی ان کے حلقۂ احباب میں پہنچتا۔ ان کے فیوض و برکات سے مالامال ہوجاتا۔ حد تو یہ ہے کہ انھوں نے اپنے حلقۂ احباب کو اپنے ہی رنگ میں رنگین کردیا تھا۔ آج ان کے تلامذہ سیکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں جو بدر ملت علیہ الرحمۃ کی فیض رسانی پر سراپا شہادت ہیں۔ ان کی شاگردی میں بھی جو بھی رہے ان میں اکثر کو ان کی تقویٰ اور پرہیزگاری کا کچھ چھینٹا انھیں حاصل ہوگیا۔ بدر ملت علیہ الرحمۃ اپنے نورِ باطنی سے اپنے شاگردوں کی دنیا ہی بدل دیتے۔ آج تک ان کا کوئی شاگرد مجھے ایسا نہیں نظر آیا جو صوم و صلوٰۃ کا پابند نہ ہو۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جب ان کے شاگردوں پر نظر پڑتی ہے تو ان کی سادگی اور صوم و صلوٰۃ کی پابندی دیکھ کر دل خود ہی فیصلہ کر دیتا ہے کہ ضرور یہ بدر ملت علیہ الرحمۃ کا شاگرد ہے وہی دنیائے سنیت کا عظیم رہبر اور رشد و ہدایت کا نوری پیکر ہزار ہا مہینوں پر فضیلت

Scanned with CamScanner

رکھنے والے ماہ رمضان کی ساتویں تاریخ میں اس دارِ فانی کو الوداع کہہ کر دارِ جاودانی کی طرف کوچ کر گیا۔

ابرِ رحمت ان کی مرقد پہ گہرباری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

میری دعا ہے کہ رب قدیر حضرت موصوف کو دار الجنان میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے صدقے میں تمام مریدین و معتقدین کو شریعت پر عمل کرنے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

پیغام رضا حدیث پاک کی روشنی میں!

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں
بے شبہ سارے اعمال میں سب سے پیارا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کی جائے اور اللہ کی خاطر دشمنی رکھی جائے۔ (مشکوٰۃ شریف ص۴۲۶)

اس حدیث پاک کے تحت اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہ کے افضلیت اعمال ہونے کے تعلق سے حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ اشعۃ اللمعات کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں

"کیونکہ دوسرے اعمال قالب سے ادا ہوتے ہیں۔ اور اللہ کے لیے محبت اور عداوت دل سے۔ وہ بدنی عبادات ہیں اور یہ دل کی عبادت۔ کیونکہ اللہ کے لیے محبت جبھی ہوگی جب اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی۔ اور اللہ کی محبت اس کے تمام احکام کی محبت کا ذریعہ ہے۔ (اشعۃ اللمعات بحوالہ مرأۃ المناجیح ص۵)

اس حدیث شریف کی روشنی میں امام اہلسنت مجدد دین و ملت سرکار اعلیحضرت بریلوی قدس سرہ کی ساری تقریروں، تحریروں اور تمام تصنیفوں کا خلاصہ حسب ذیل تین باتیں ہیں۔

(۱) دنیا بھر کی ہر ایک لائق محبت و مستحق تعظیم چیز سے زیادہ اللہ و رسول کی محبت و تعظیم۔

(۲) اللہ و رسول ہی کی رضا کے لیے اللہ و رسول کے دوستوں سے دوستی و محبت۔

(۳) اللہ و رسول ہی کی خوشی کے لیے اللہ و رسول کے دشمنوں سے نفرت و عداوت۔

آپ اپنی ساری عمر دنیا کو یہی بتاتے رہے کہ جس مسلمان کے دل میں ان تینوں باتوں میں سے ایک بات بھی کامل نہیں تو اس کا ایمان بھی کامل نہیں۔ الغرض آپ نے مسلمانانِ عالم کو شانِ الٰہی کا سچا ادب سکھایا۔ پیارے مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی تعظیم و توقیر کا سبق پڑھایا۔ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کی عزت و حرمت کا گن گانا بتایا۔ صحابۂ کرام و اہل بیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی محبت و عقیدت کا درس دیا حضرات اولیاء کرام قدست اسرارہم کے احترام و اکرام کا چراغ روشن کیا۔ محبوبانِ بارگاہِ الٰہی کے دشمنوں سے دور و نفور رہنے کا شرعی حکم سنایا۔ شریعت و طریقت کی سچی تعلیم سے آگاہ کیا۔ جھوٹے تصوف و فقیری کا پردہ چاک کیا۔ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی سنتوں پر خود عامل رہے۔ اور اپنے مخلصین سے عمل کراتے رہے۔

مولائے کریم ہم تمام سنی خوش عقیدہ مسلمانوں کو اس پر عمل پیرا رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین عبد الصمد قادری ۲۳ جمادی الآخرہ ۱۳۲۶ھ پنجشنبہ۔ (سوانح اعلیٰحضرت ۱۲۸)

۹۲/۸۶ء

حضور بدر ملت کی کچھ یادیں کچھ باتیں!

از حضرت مولانا الحاج صوفی زبیر احمد صاحب قبلہ قادری رضوی نوری
بلرام پوری، خلیفۂ علامہ میلسوی صاحب قبلہ پاکستان

غالباً ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۰ء کی بات ہے۔ میں جامعہ عربیہ انوار القرآن بلرام پور یوپی میں زیر تعلیم تھا یہ وہ زمانہ تھا کہ جب شارح بخاری نائب مفتی اعظم ہند سیدی حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ وہاں شیخ الحدیث تھے۔ اور محسن قوم وملت عالی جناب ڈاکٹر عبد المجید خاں صاحب نور اللہ مرقدہ ادارہ کے صدر اعلیٰ تھے۔ گویا روحانی وجسمانی دونوں طرح کے امراض کے معالج وحکیم وہاں موجود تھے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف سیدی جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے منظور نظر چہیتے مرید تھے۔ بڑے ہی نیک دل مخلص فی الدین اور علماء نواز تھے۔ آپ کا سینہ ملت کے درد سے معمور تھا۔ کبھی کبھی حالات حاضرہ کے بعض دینی پہلوؤں کی زبوں حالی پر اس انداز میں گفتگو کرتے کہ درد کی ٹیس صاف محسوس کی جا سکتی تھی۔

حضور حافظ ملت کی دعاؤں اور آپ کے اخلاص عمل کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست شفا بخشا تھا۔ آپ کی ڈسپنسری میں مریضوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ جبکہ اونچی اونچی ڈگریاں رکھنے والے شہر کے بہتیرے ڈاکٹروں کے یہاں سناٹے کا ماحول رہا کرتا تھا۔ دور دراز سے عوام وخواص علاج کے لئے ٹوٹے پڑتے تھے۔ علماء وطلباء کا علاج زیادہ تر خالصاً لوجہ اللہ کرتے تھے۔

انھیں ایام میں ایک روز میں نے دیکھا۔ جامعہ کے جس روم میں میری رہائش تھی اس میں دو عالم دین فروکش ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ کمرہ خوب ہوادار روشن تھا۔ اس لئے موسم کا لحاظ کرتے ہوئے ان دونوں حضرات کے آرام وقیام کا انتظام اسی میں کیا گیا تھا۔

کرتا وشلوار اور صدری میں ملبوس سر پر فرشتوں کا شعار، سنت عمامہ کا تاج کرامت آثار بڑا ہی دلکش وروشن تھا۔ ان دونوں حضرات کا چہرہ ایک صاحب فراش دوسرے تیماردار۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ جو صحت مند ہیں وہ فیض الادب کے مصنف حضرت علامہ مولانا بدر الدین احمد صاحب قبلہ ہیں۔ اور جو بیمار وعلیل ہیں وہ آپ کے بھائی

حضرت علامہ حکیم محمد نعیم الدین صاحب قبلہ ہیں۔ یہ حضرات ڈاکٹر صاحب سے علاج کرانے کے لئے تشریف لائے ہیں۔

بہر حال ان حضرات کی وضع قطع تسبیح و تہلیل اور زبان کو یادِ خدا میں مشغول رکھنے سے اس حد تک عقیدت و محبت دل میں پیدا ہوئی کہ ان کی خدمت سعادت نظر آئی۔ اس لئے کبھی کبھی ہاتھ پاؤں دبانے اور سر پر تیل رکھنے کے لئے پہونچ جاتا۔

ایک بار بدر ملت علیہ الرحمۃ کے سر پر تیل کی مالش کر رہا تھا اسی اثناء میں حضرت نے ناصحانہ کلام شروع فرمایا۔ درمیان کلام استفسار فرمایا۔ علم دین حاصل کرکے کیا کروگے تمہارا ارادہ اور مقصد علم حاصل کرنے سے کیا ہے؟ میں نے جواب دیا۔ دین کی خدمت کرنا۔ مگر لب و لہجہ نرم تھا۔ اس پر سرور آمیز انداز میں زور دے کر فرمایا کہ ایسا عظیم مقصد اور ایسی مریل آواز۔ فخر کے ساتھ کہو۔ خدمتِ دین کے ارادہ سے علم حاصل کرتا ہوں۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ کہ اس نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل تم کو خدمتِ دین کے لئے علم حاصل کرنے کی توفیق بخشی۔ اس کے بعد تحصیل علم کی غرض و غایت پر پند و موعظت سے بھرپور ایسی نفیس اور پرجوش گفتگو فرمائی۔ کہ ایک طالب علم کا ذوقِ علمی فزوں سے فزوں تر ہوجائے اس ملاقات کے علاوہ بدر ملت علیہ الرحمۃ کے ساتھ کسی گہرے تعلق کا اتفاق نہ ہوسکا بس یوں ہی دو چار بار سرسری ملاقاتیں ہوسکیں۔

البتہ ۲۵ شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۶ مئی ۱۹۸۵ء کو آبائی وطن بلہا سے بچھڑ وا ہجرت کرنے کے بعد ایک ایسے مخلص فی الدین مرد مومن سے رفاقت و مواخات کی نعمت حاصل ہوئی جو اس زمان و مکان میں اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کے مظہر ہیں۔ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ جس کے اوصاف میں نمایاں وصف ہے۔ وہ سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کے لئے موم سے زیادہ نرم اور وہابی دیوبندی بدمذہب گستاخانِ رسول کے لئے فولاد سے زیادہ سخت ہیں۔ اور یہ سب کچھ صدقہ ہے اس والہانہ عقیدت و محبت کا جو آپ کو حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کی ذات بابرکات کے ساتھ تھی بہت سے لوگ اپنے اسماء کے فیضان سے محروم رہتے ہیں۔ مگر آپ واقعۃً ایسے موسوم باسم اور رنگ ذیب ہیں جس کے نام و کام سے وہابی دیوبندی جلتے ہیں۔

آپ ہی کے بچپن کے ایک دوست جناب ماسٹر محمد ادریس صاحب ہیں۔ جو حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کے زیرِ سایہ آپ کے ادارہ بڑھیا میں تعلیمی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ مدرسہ غوثیہ کے سامنے جو خوشنما پھول کا سایہ دار چتور نما درخت ہے وہ آپ ہی کا لگایا ہوا ہے۔

ایک بار کسی الیکشن کے موقعہ پر ایک بدمذہب نیتا کو کسی نے اس کے سایہ تلے بٹھا دیا تھا۔ تو حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ نے اس کو تنبیہ فرمائی کہ ماسٹر محمد ادریس صاحب نے وہ درخت اس لئے

Scanned with CamScanner

نہیں لگایا تھا۔ کہ آپ دشمنانِ رسول کو اس کے سایہ میں بٹھائیں۔ آج کے بعد ایسی حرکت نہ ہونی چاہیئے۔

یہ دونوں دوست شہزادۂ شعیب الاولیاء حضرت مولانا محمد صدیق عرف خلیفہ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کے مرید خاص تھے۔ مگر حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کے بھی ایسے چہیتے معتقد تھے۔ کہ ان کی اکثر تعلیم و تربیت حضرت ہی کے فیض صحبت سے ہوئی ہے۔ اور ان کے ظاہر و باطن میں جو چاندنی نظر آرہی ہے وہ حضور بدر ملت ہی کے جمال و کمال کا پرتو ہے۔

انھیں دونوں حضرات کی روایت سے میں کچھ واقعات ذیل میں قلمبند کر رہا ہوں جن سے ممکن ہے کہ بدر ملت علیہ الرحمۃ کی زندگی کے کچھ ایسے گوشے قارئین کے سامنے آسکیں جو ان کے لئے مشعلِ راہ ہوں۔

وعظ و تقریر بمنزلۂ دوا اور انجکشن ہے علماء و خطباء بمنزلۂ حکیم و ڈاکٹر۔ جن کا فرض یہ ہوتا ہے کہ مریض کے مرض کی تشخیص کرنے کے بعد اس کے مطابق علاج کریں۔ مگر آج اس کی قطعی پرواہ نہیں کی جاتی ہے۔ بلکہ دیکھا جاتا ہے کہ بسا اوقات قوم بے بنیاد عقیدہ و عمل حتی کہ صلح کلیت و بد عملی کے شکر کی مریض ہوتی ہے۔ اور خطباء شفاعت و فضائل اور رحمت پر تقریریں کرکے حلوہ و شربت پیش کرتے ہیں جس سے اگر ایک طرف کچھ ایمانی تلطف حاصل ہوجاتا ہے تو دوسری طرف قوم ڈھیٹ ہوتی چلی جارہی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان موضوعات پر تقریریں نہ ہونی چاہیئے مگر کیا حکمت قرآن کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ ہولناک قہاری گرفت اور وعیدات الٰہیہ کا بیان بھی پورے گھن گرج کے ساتھ ضروری ہے۔ تاکہ تنذیر و تبشیر، خوف و رجاء دونوں پہلوؤں کو سن کر لوگ اصلاحِ حال کے لئے آمادہ ہوں۔

مولائے کائنات سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جاہلوں سے یہ سوال نہ فرمائے گا کہ تم نے پوچھا کیوں نہیں۔ ہاں علماء سے ضرور یہ محاسبہ کرے گا۔ کہ تم نے علم کی روشنی ان تک پہونچایا کیوں نہیں۔

اس تناظر میں ہم حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کی حیات کا جائزہ لیتے ہیں۔ تو بجا طور پر کہنا پڑتا ہے کہ آپ ایک عظیم انفرادی شخصیت کے مالک تھے جس کے شب و روز تقاضائے حال کے مطابق تبلیغ و ارشاد اور لوگوں کے عقیدہ و عمل کی اصلاح کے لئے وقف تھے۔

جناب اورنگ زیب بھائی نے بارہا تذکرہ کیا کہ حضرت کا معمول تھا کہ ادارہ کے تعلیمی اوقات کے علاوہ صبح دوپہر شام جب موقع پاتے قریب کے گاؤں میں سائیکل سے چلے جاتے اور لوگوں کو اسلام و سنیت کی تعلیم و تربیت سے فیضیاب فرماتے غسل و وضو، صوم و صلوٰۃ کا طریقہ عملی طور پر سکھاتے۔ اور ہر زاویئے سے ان پر صبغۃ اللّٰہی رنگ چڑھانے کی کوشش کرتے۔ کبھی کبھی بطور ترغیب فرماتے۔ اورنگ زیب بھائی وہ دیکھو چھت پر میری سائیکل کے کتنے ٹائر پڑے ہوئے ہیں۔ جو چلتے چلتے

Scanned with CamScanner

گھس گئے ہیں۔

سب سے بڑا مبلغ آدمی کا اپنا کردار ہوتا ہے۔ میرے دوست جناب محمد اورنگ زیب بھائی یار علوی نے متعدد بار بیان فرمایا کہ حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کا معمول تھا کہ آپ جب کبھی سائیکل کھڑی کرتے تو قبلہ کی طرف آپ کی پشت کرکے نہیں کھڑی کرتے بلکہ اس کا چہرہ یعنی اگلا حصہ ہی قبلہ کی طرف رکھتے۔ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ۔ جو اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔ حضرت کا یہ رنگ آپ کے معتقدین پر بھی نظر آتا ہے۔ کم از کم اورنگ زیب بھائی کو تو مکمل طور پر میں نے اس میں رنگا ہوا پایا۔

بات بظاہر معمولی نظر آتی ہے لیکن اگر اس کا تقابل کیا جائے ان گستاخ بے ادب نجدیوں کی اہانت قبلہ سے جو خاص مسجد حرام شریف میں عین کعبہ کے سامنے ٹانگیں پھیلائے بیٹھے اور لیٹے نظر آتے ہیں اور ان کو ذرا احساس نہیں ہوتا کہ ان کی یہ حرکت حرمت کعبہ کے خلاف ہے۔ تو اس کا صحیح اندازہ ہوگا کہ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ عشق وعرفان کے اس مقام پر فائز تھے جہاں عاشق کو معشوق سے منسوب چیز کی بھی ایسی حرمت منظور ہوتی ہے کہ ہزاروں لاکھوں پردے حائل ہونے کے باوجود اپنی تو اپنی کسی غیر جاندار چیز کی پشت بھی بے ضرورت اس کی طرف کرنا گوارہ نہیں ہوتا۔ کہ اگرچہ یہ بے ادبی نہیں تاہم نظر عشق میں کمال ادب کے ضرور خلاف ہے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُعْطِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

دینی جلسوں کا اسٹیج ممبر رسول ہوتا ہے۔ جہاں سے قال اللہ وقال الرسول کا لاہوتی پیغام نشر کیا جاتا ہے۔ اس پر وہی لوگ تشریف فرما ہوسکتے ہیں جو اس کے اہل ہوں۔ کسی فاسق معلن داڑھی منڈے یا حد شرع سے کم داڑھی رکھنے والے کو ہرگز اس کی اجازت نہیں کہ بزم علماء میں ان کے برابر بیٹھے۔ حدیث پاک میں ہے جب کسی فاسق کی تعظیم کی جاتی ہے تو عرش الٰہی کانپ اٹھتا ہے۔

آج کل تو عام طور پر اس کا لحاظ نہیں کیا جاتا ہے اور دینی تقریب کے اسٹیجوں پر علماء وطلبہ کے علاوہ بھی طرح طرح کے لوگ براجمان رہتے ہیں مگر حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کبھی بھی اس کو برداشت نہ کرتے تھے۔

جناب اورنگ زیب بھائی کی روایت کے مطابق ایک بار براؤں شریف کے سالانہ جلسہ میں ایک نعت خواں شاعر اسٹیج پر کھڑے ہوکر نعت شریف سنانے لگے۔ اس وقت وہ داڑھی نہ رکھے تھے حضرت کو معلوم ہوا کہ تو فوراً ایک آدمی بھیج کر اسٹیج سے نیچے زمین پر کھڑا ہوکر نعت شریف پڑھنے کی ہدایت کی۔ سنانے کے بعد وہ اپنی قیام گاہ کو جانے لگے۔ تو آپ ایسی جگہ جاکر ٹھہر گئے جہاں سے ان کو گذرنا تھا۔ ملاقات ہوئی۔ سلام کیا۔ حضرت شفقت کے ساتھ پیش آئے۔ اور اپنے حجرہ میں لے گئے۔ مٹھائی پانی پیش فرمایا۔ چائے نمکین سے ضیافت کی۔ اور اس حکمت وموعظت سے ان کی اصلاح فرمائی کہ موصوف کے دل سے غبار دور ہوگیا توبہ کی اور مشرع داڑھی رکھنے کا عہد وپیمان کیا۔

Scanned with CamScanner

ے درشتی و نرمی بہم در بہ است!
چوں فاصدکہ جرّاح و مرہم نہ اشت
(گلستاں باب ہشتم ص۲۱۷)

برادرم جناب ماسٹر محمد ادریس صاحب یار علوی سے حضرت کے جو حالات و واقعات ہم کو دستیاب ہوئے ہیں وہ بجائے خود ایک طویل مضمون ہے جسے موصوف نے اسی انداز میں تحریر فرمایا ہے جس طرح وہ رونما ہوئے تھے۔ اس لئے مناسب ہوا کہ انہیں کے زبان وبیان میں پیش کر دیا جائے تاکہ قارئین کو حضرت کے طرزِ تکلم اور گفت وشنید کے انداز سے بھی زیادہ بہتر طور پر واقفیت حاصل ہو۔

پہلی ملاقات

ہمارے گاؤں رمنگرہ میں حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب قبلہ کا آنا جانا اس وقت سے شروع ہوا جب کہ حضرت علیہ الرحمۃ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف میں پڑھا رہے تھے حضرت کا قیام پہلے ہمارے گاؤں میں محمد نعیم صاحب کے یہاں ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت انھیں کے گھر تشریف فرما تھے۔ گاؤں کے بہت سے لوگ حضرت کے پاس بیٹھے تھے میں بھی وہیں بیٹھا تھا۔ حضرت نے میرے بارے میں پوچھا۔ یہ کس کے یہاں رہتے ہیں تو نعیم بھائی کے بڑے والد نے کہا ان کے ماں باپ کا انتقال ہوگیا ہے۔ اب حضرت کیا بتاؤں کس کے یہاں رہتے ہیں۔ پھر انھوں نے کہا کہ حضرت پہلے ایسے تھے۔ ویسے تھے۔ لیکن فی الحال گاؤں میں سب سے زیادہ ٹھیک ٹھاک ہیں۔

تب حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا تو ان کے لئے بڑا خطرہ ہے۔ میں ڈرا اور حضرت سے کہا کہ حضرت کاہے کا خطرہ ہے۔! حضرت نے فرمایا یہ بتاؤ کہ اگر ڈاکو اس گاؤں میں ڈاکہ ڈالنے کے لئے آئیں۔ تو وہ کسی امیر کے یہاں ڈاکہ ڈالیں گے۔ یا غریب کے یہاں۔؟ میں نے کہا حضرت امیر کے یہاں۔ حضرت نے فرمایا تو سنئے دین وایمان کا ڈاکو ابلیس ہے۔ ابلیس بھی اس گاؤں میں ڈاکہ اسی کے گھر میں ڈالے گا جو دین میں سب سے زیادہ آگے ہوگا۔ اور جب لوگ آپ کی تعریف کر رہے ہیں تو ابلیس آپ کے پیچھے ضرور پڑے گا۔ حضرت علیہ الرحمۃ کی یہ باتیں سن کر میں گھبرا گیا۔ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت میں کیا کروں؟ حضرت نے فرمایا کہ آپ گھبرائیں نہیں میں اس خبیث کے مکر سے بچنے کی تدبیر بتا رہا ہوں۔

آپ آج ہی سے ٹھان لیجئے کہ میں روزانہ سو مرتبہ کلمہ شریف اور سو مرتبہ درود شریف پڑھا کروں گا۔ لیکن ادریس بھائی آپ کو ایک کام یہ کرنا ہے۔ کلمہ شریف اور درود شریف تھوڑا تھوڑا بڑھاتے جائیں اور جو تعداد بڑھ جائے اس سے کم پڑھنا نہیں ہے۔ اگر اس پر عمل کریں گے تو آپ پر اللہ اور اس کے رسول کی نظرِ کرم ہوگی۔ اور ابلیس کا داؤں نہیں چلے گا۔ میں نے کہا کہ حضرت میں ضرور پڑھوں گا۔

لہ سختی اور نرمی آپس میں ملی ہوئی بہتر ہے۔ فصد کھولنے والے کی طرح جو زخم لگانے والا اور مرہم لگانے والا ہے

حضرت علیہ الرحمۃ کے تشریف لانے سے پہلے گاؤں کا کوئی مسلمان لفظ اعتکاف سے بھی واقف نہ تھا۔ غلے کی پیداوار پر عشر کی جگہ چالیسواں دیا جا رہا تھا۔ مروجہ تعزیہ داری کے لوگ قائل تھے۔ وہابیوں دیوبندیوں کے بارے میں جو حکم شرع ہے اس سے لوگ واقف نہ تھے۔ نماز، روزہ، غسل، وضو وغیرہ کے موٹے موٹے مسائل سے بھی لوگ آگاہ نہیں تھے۔ حضرت جب یک مدرسہ پر رہتے تو طلبہ کو پڑھاتے اور جب مدرسہ کے چندہ یا اور غرض سے کسی جگہ جانا ہوتا تو وہاں کے مسلمانوں کو نماز، روزہ، غسل، وضو، کپڑے کی پاکی وغیرہ دین کی ضروری باتوں سے آگاہ فرماتے۔ ہم لوگ پہلے سے سوال تیار رکھتے کہ جب حضرت آئیں گے تو فلاں فلاں مسئلہ پوچھا جائے گا۔ حضرت رات کے دو، دو بجے تک بیٹھے رہ جاتے۔ اور دینی باتیں کرتے رہتے۔ کبھی بھی یہ نہیں فرمایا کہ اب آپ لوگ جائیں اور ہمیں آرام کرنے دیں۔ حضرت علیہ الرحمۃ کے تشریف لانے کے بعد مظہر شعیب الاولیا حضرت خلیفہ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ تشریف لائے۔ حضرت ہی کی کوششوں پر سرکار مفتئ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان ہمارے گاؤں میں تشریف لائے۔

ہمارے حضرت علیہ الرحمۃ بڑھیا سے بھابھر علاقے میں اکثر سائیکل سے تشریف لاتے رہے۔ بڑھیا سے بچپڑوا کی دوری تقریباً ۴۵ کلو میٹر ہوگی۔ ایک مرتبہ موتی پور گاؤں کے مسلمانوں میں اختلاف ہوا۔ مجھے کرایہ دے کر بھیجا گیا۔ کہ حضرت کو یہاں لایا جائے۔ میں بڑھیا پہونچا۔ حضرت سے پوری بات بتائی۔ پھر حضرت نے مجھ سے کہا جو پیسہ آپ کے آنے پر خرچ ہوا ہے اس کو چھوڑ کر باقی پیسہ واپس کر دیجئے گا۔ میں خود سائیکل سے چلوں گا۔ اور آپ ہماری دوسری سائیکل لے لیں۔ میں نے حضرت کو یہ فرماتے سُنا کہ مجبوری میں بس پر سفر کرتا ہوں۔ بس میں کوئی گالی بک رہا ہے۔ تو کوئی جانگھ ہی کھولے بیٹھا ہے۔ اور کوئی بیڑی سگریٹ ہی اڑا رہا ہے۔

ایک مرتبہ میں نے حضرت سے کہا کہ حضرت ہمیں برکت کے لئے مرید کر لیجئے۔ حضرت نے فرمایا آپ خلیفہ صاحب اور مجھ میں جنگ کرانا چاہتے ہیں۔ آخر خلیفہ صاحب میں کیا کمی ہے۔ چھنار عورتوں کی طرح للچاؤ نہ۔ بلکہ جس کا دامن تھام لیا ہے اسی کا دامن مضبوطی سے تھامے رہو۔ اپنے بچوں کو مرید کرنے کے لئے کہا لیکن انکار کرتے رہے اور ہمیشہ یہی رائے دیا کہ خلیفہ صاحب سے بیعت کراؤ۔ حضرت علیہ الرحمۃ کے اندر لالچ نہیں تھی۔ جیسا کہ آج کل کے بعض پیر صاحبان میں ہے کہ دوسرے پیر کے مرید کو بہت جلد مرید کر لیتے ہیں۔

ایک مرتبہ میں نے حضرت کے لئے کرتا کا کپڑا خریدا اور اپنے گاؤں کے ماسٹر نوری صاحب سے کہا کہ آپ حضرت کے کرتے کا ناپ لے لو۔ وہ حضرت کے پاس ناپ لینے گئے۔ حضرت نے کہا کہ ارے بھائی میں نے کرتے کا کپڑا خریدا ہی نہیں ہے۔ پھر آپ ناپ لے کر کیا کروگے۔؟ تو انھوں نے پوری بات بتائی۔ پھر حضرت نے مجھے بلایا۔ اور فرمایا اور بس بھائی آپ کو مجھ

٭ پیر طریقت مجاہد سنیت حضرت صوفی شاہ محمد صدیق احمد صاحب چشتی یار علوی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۴۱۲ھ۔

Scanned with CamScanner

پر کیوں ترس آگیا۔ آخر میں کہاں پھٹا پرانا کپڑا پہنے تھا۔ خیر آپ محبت میں کپڑا خرید لئے ہیں۔ تو میں آپ کا دل رکھنے کے لئے قبول کئے لیتا ہوں۔ لیکن آئندہ مجھ سے رائے لئے بغیر کوئی کام نہ کرنا۔ آپ کہاں امیر آدمی ہیں۔ اپنے بال بچوں کو دیکھئے۔

ایک مرتبہ حضرت علیہ الرحمۃ کے ساتھ ایک جگہ جانا ہوا۔ ایک مولانا صاحب جو کہ دینی و دنیاوی اعتبار سے ایک عظیم گھرانے کے تھے۔ وہ عالم دین ہونے کی سند لے کر حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے۔ اور حضرت سے کہا کہ حضرت تصدیق کر دیا جائے۔ حضرت نے کہا کہ میں کہاں تصدیق کرتا ہوں۔ اسی بیچ میں ان صاحب کے والد ماجد علیہ الرحمۃ بھی تشریف لے آئے۔ اور حضرت سے فرمایا کہ حضرت تصدیق کر دیا جائے۔ حضرت نے مولانا موصوف سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ بابو تم کو فیصلہ کرنا ہے۔ تم اپنی سند پر تصدیق کراؤ گے۔ یا مجھ سے دعا لوگے؟ اگر سند پر تصدیق کراؤ گے تو دعا سے محروم رہو گے۔ بولو کیا چاہتے ہو۔ بہت سوچ سمجھ کر جواب دینا۔ تو وہ مولانا صاحب بولے حضرت ہمیں آپ کی دعا چاہئے۔ تب حضرت نے کہا۔ ٹھیک ہے۔ میں آپ کے لئے دعا کرتا رہوں گا۔ پھر وہ مولانا صاحب اور ان کے والد ماجد خوشی خوشی تشریف لے گئے۔ اس واقعہ میں ان مولانا صاحب کا نام اور ان کے والد ماجد کا نام میں نے اس لئے ظاہر نہیں کیا کہ کہیں ان صاحب کا دل نہ دکھے۔

یہ رہا ہمارے حضرت علیہ الرحمۃ کا عمل اور آج کل کے اکثر مولانا مولوی مفتی کہلانے والے حضرات کا حال یہ ہے۔ عالم، مولوی کا فارم کوئی اور بھر رہا ہے اور امتحان کوئی اور دے رہا ہے۔ جب ایسی صریح مکاری کراتے ہوئے ان کو ڈر نہیں لگ رہا ہے تو بھلا کسی کی سند پر تصدیق کرنے کی بات میں انھیں کیا ڈر ہو سکتا ہے۔؟

آئیے لگے ہاتھوں یہ واقعہ بھی سنتے چلیں۔ بمبئی کا کوئی دین دار سیٹھ ایک مولانا صاحب کو دس ہزار روپیہ ہر سال چندہ دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس اللہ کے نیک بندے نے مولانا صاحب سے کہا کہ حضرت میری فلاں بیٹی فلاں درجہ میں پڑھ رہی تھی۔ لیکن امتحان نہیں دے پائی۔ کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ سند مل جائے تو وہ مولانا صاحب بولے کہ سند مل جائے گا۔ پھر وہ مولانا موصوف فرضی سند بنوا کر لے جا کر سیٹھ صاحب کو دے دیا۔ جب سیٹھ صاحب سند اپنے ہاتھ میں پا گئے تو مولانا موصوف سے کہا۔ حضرت میں نہیں جانتا تھا کہ آپ بھی فریب کاری کرتے ہیں۔ اب میں آپ کو چندہ نہیں دوں گا۔ پھر اس سیٹھ نے واقعی چندہ دینا بند کر دیا۔ یہ واقعہ جن مولانا صاحب کا ہے وہ بہترین عالم دین کہلاتے ہیں۔ ان کے سینے میں سنیت کا درد ہے۔ مگر وہ دھوکا کھا گئے۔ تھوڑی سی غفلت نے نقصان پہونچایا۔ اس واقعہ سے مولانا، مولوی مفتی حضرات عبرت حاصل کریں۔ جو کہ اندھادھند نااہلوں کے سر پر دستار لپیٹ کر اور فرضی سند دلوا کر ایک سو ایک کا نوٹ حاصل کر رہے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت علیہ الرحمۃ اور رنگ زیب بھائی کے یہاں تشریف فرما تھے۔ اسی بیچ دو مولانا حضرات بھی تشریف لے آئے۔ سلام و مصافحہ کے بعد گفتگو شروع ہوئی۔ حضرت نے کہا میں نے لوگوں کی زبانی سنا ہے کہ آپ حضرات وہابیوں سے

Scanned with CamScanner

بھی ملتے جلتے ہیں۔ اس پر ایک مولانا صاحب بولے حضرت یہ سوچ کر ملتا ہوں کہ شاید وہ سُدھر جائیں۔

حضرت نے فرمایا ارے بھائی کوئلہ کے ٹکڑے پر ایک بٹی رین صابون لگا دیا جائے تو کیا اس کوئلہ کے ٹکڑے میں چمک پیدا ہوگی؟ جواب میں وہ مولانا موصوف مُسکرا کر بولے کہ حضرت چمک پیدا نہیں ہوگی پھر حضرت نے فرمایا۔ اور اگر دس بٹی گھس دیا جائے تو سفیدی آئے گی؟ وہ بولے کہ حضرت سفیدی نہیں آئے گی۔ تو حضرت نے فرمایا آپ حضرات بلا وجہ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ آپ حضرات کے اس عمل سے عام مسلمانوں کا نقصان ہوگا۔ جو وہابی ہو چکا وہ راہ پر آنے والا نہیں۔

ایک مرتبہ ایک مولانا صاحب نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت براؤں شریف کا مدرسہ بھی تو الحاق ہے۔ حضرت نے فرمایا تو کیا تم بھی براؤں شریف کی نقل کروگے؟ پھر حضرت نے ایک لطیفہ سُنایا مینڈک نے دیکھا کہ گھوڑے کے نال ٹھکا ہوا ہے۔ اور وہ کھٹ پٹ کھٹ پٹ کرتا ہوا دوڑتا ہوا جا رہا ہے۔ مینڈک کے دل میں خیال آیا کہ آخر میں بھی کیوں نہ نال ٹھکواؤں۔ یہ سوچ کر مینڈک بھی نال ٹھوکنے والے کے پاس پہونچا اور اپنے خیال کو ظاہر کیا۔ نال ٹھوکنے والے نے اس کو بہت سمجھایا۔ لیکن وہ مانا نہیں۔ آخر کار اس نے مجبور ہو کر جیسے ہی ایک نال ٹھونکا تو مینڈک چاروں پاؤں اوپر کر کے چت ہو گیا۔

ایک مرتبہ حضرت نے ایک اور لطیفہ سُنایا کہ پرانے زمانے میں بندر پھنسانے والے بندر کو جال لگا کر نہیں پھنساتے تھے۔ بلکہ وہ صراحی کی طرح کا ایک برتن بنواتے اور اس صراحی کا منہ اتنا رکھتے کہ اگر بندر صراحی میں سے دونوں ہاتھ ڈال کر کچھ نکالنا چاہے تو ہاتھ نہ نکلتا۔ اور اگر سامان چھوڑ دیتے تو ہاتھ نکل جاتا۔ وہی برتن لے کر بندر پھنسانے والے جنگل پہونچتے۔ جس پیڑ پر زیادہ بندر نظر آتے اسی پیڑ کے نیچے برتن رکھ کر ہر برتن میں بندروں کو دکھا دکھا کر لڈو، جلیبی، کیلا، سیب، امرود وغیرہ رکھ دیتے۔ اور پھر خود دور جا کر بیٹھ جاتے۔

بندر پیڑ سے نیچے اتر کر ایک ہاتھ ڈال کر جو سامان ہاتھ میں آتا اسے نکال کر چکھتے اور جب انھیں مزہ آتا۔ تو دونوں ہاتھ ڈال کر سامان نکالنے کی کوشش کرتے لیکن سامان سمیت ہاتھ نکلتا نہیں۔ تب بندر پھنسانے والے ڈنڈا اور رسّی لے کر پہونچتے۔ اور بندر کے گلے میں پھنسری لگا کر پیڑ میں باندھ دیتے۔ لیکن دوسرے بندر اب بھی لڈو چھوڑ کر بھاگتے نہیں۔ اس طرح سبھی بندر بندی بنا لئے جاتے۔ بھلا اب ان کو اچھلنے کودنے سے کیا ہونے والا۔ اب تو گلے میں رسی پڑ چکی ہے۔ یہ لطیفہ حضرت نے اس پر سنایا تھا کہ اندرا گاندھی کے زمانے میں یہ قانون جاری ہوا تھا کہ گورنمنٹ سے ملحق جو اسکول، مدرسے ہیں۔ ان میں جو مدرس ماسٹران پڑھانے والے ہوں وہ خود نسبندی کرائیں۔ یا اپنے نام پر کسی دوسرے آدمی کو پیش کریں۔ حضرت کا کہنا تھا کہ الحاق کی وجہ سے شریعت کے خلاف حرام کام کرنے پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے اور آنکھیں نہیں کھل رہی ہیں چاہے جو کرنا پڑے۔ لڈو چھوڑیں گے نہیں۔

ایک مرتبہ ہمارے حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ ادریس

Scanned with CamScanner

بھائی! اگر کوئی آدمی آپ کو کہے کہ آپ لکھپتی ہیں تو آپ کو کیا خوشی ہوگی؟ کیوں کہ آپ لکھپتی ہیں نہیں۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ تم بہت بڑے دلِدّر ہو تو تمہیں کیا غم۔ کیونکہ تم دلدر ہو نہیں۔ لیکن ادریس بھائی یاد رکھئے گا کہ ایسے موقع پر نفس ضرور بھڑکے گا۔ اس وقت اپنے آپ کو سنبھالنا ہے۔ حضرت کے اس بیان سے آج بھی فائدہ حاصل کر رہا ہوں۔ کسی کے بے جا توہین کرنے سے کچھ بگڑنے والا نہیں۔ اللہ و رسول راضی رہیں۔ تو دنیا والے راضی رہیں یا نہ رہیں۔ کوئی پرواہ نہیں۔

ایک مرتبہ میں نے حضرت علیہ الرحمۃ کو ایک پرچہ پر یہ لکھ کر دیا۔ کہ حضرت کچھ عنایت کیا جائے۔ تاکہ وہابیوں سے مقابلہ کیا جائے۔ حضرت نے وہ پرچہ پڑھنے کے بعد مجھ سے کہا کہ کیا آپ کو اپنے علاقے کے وہابیوں سے بڑا خطرہ ہے۔ اور بڑکا وہبیہ جو تمہارے ساتھ ہے اس سے خطرہ نہیں ہے۔ پہلے اسی بڑکے وہبیوا سے نپٹ لو۔ اور زیادہ مقابلہ نہ کر سکو تو کم سے کم اتنا تو ضرور کر لو کہ تم اس کے بس میں نہ رہو۔ تو یہ وہابی دیوبندی تم سے خود دب جائیں گے۔

پھر آگے فرمایا۔ کہ اگر کوئی چھوٹا لڑکا اپنے باپ سے کوئی قیمتی چیز مانگے تو کوئی لائق دار باپ اپنے نادان بیٹے کو قیمتی چیز دے گا؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر فرمایا۔ جب وہی بچہ سمجھ بوجھ والا ہو جائے گا تو باپ بغیر بیٹے کے مانگے وہ قیمتی چیز بیٹے کے حوالے کر دے گا۔

حضرت علیہ الرحمۃ سے قریب ہوئے۔ چھ ماہ کا عرصہ گذرا ہوگا کہ میں نے پے در پے روزہ رکھنا شروع کیا اور تین ماہ سے زائد روزہ رکھتا رہا۔ ایک دن حضرت کے ساتھ سائیکل سے جا رہا تھا۔ تو حضرت علیہ الرحمۃ نے مجھ سے کہا ادریس بھائی! اب آپ روزہ رکھنا بند کر دیں۔ اس لئے کہ جب تک گھوڑا بدمعاشی کرتا ہے تب تک اس کا دانہ پانی بند رکھا جاتا ہے۔ اور جب سواری کرنے دیتا ہے تب اسے کھلایا پلایا جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا۔ اللہ کی ایک بندی آپ کے ساتھ لگا دی گئی ہے اس کے حق کا بھی خیال رکھنا ہے۔ روزہ شہوت کو توڑنے والا ہے اگر آپ اسی طرح روزہ رکھتے رہے تو آپ حق ادا نہیں کر پائیں گے۔ اور پھر آپ رب کی بارگاہ میں مجرم ہوں گے۔

ایک مرتبہ میں اپنے بہنوئی ظہیر الحسن خاں جونیر انجینئر جو کہ مہاراشٹرا میں رہ رہے ہیں۔ کے ساتھ بڑھیا جانا ہوا۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنے گھر سے چائے منگوائی اس وقت حضرت مدرسہ غوثیہ کے آنگن میں بیٹھے تھے۔ نمازِ عصر کے بعد کا یہ واقعہ ہے۔ حضرت نے چائے پہلے ہم کو دیا۔ میں نے پینا شروع کر دیا۔ حضرت نے فرمایا۔ میں نے ادریس بھائی کو پہلے چائے اس لئے دیا تھا۔ کہ ابھی یہ چائے ظہیر بھائی کو دیں گے۔ تو میں اعتراض کروں گا کہ مہمان کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ کہ کھانے پینے کی چیز میزبان کی بغیر اجازت کے دوسرے کو دے دے۔ لیکن ادریس بھائی صحبت میں رہ چکے ہیں۔ اس لئے مسئلہ سے واقف ہیں۔ آج کل اکثر مہمانوں کو دیکھا جاتا ہے کہ میزبان کے اجازت کے بغیر دوسروں کو چائے وغیرہ دیدیتے ہیں۔ اور دوسرے کو کھانے کے لئے بلاتے ہیں۔ جو کہ شرعاً جائز نہیں ہے۔

کون غالب آیا: جب میں بڑھیا پڑھا رہا تھا۔ مدرسہ پر ایک آنے والے مہمان کے لئے گدّے کی جگہ رضائی بچھا دیا۔ مدرّ

Scanned with CamScanner

کاگدا پھٹا ہوا تھا۔ مولانا عبدالجبار اشرفی صاحب نے چارپائی پر رضائی بچھا دیکھا تو مجھ پر سخت ناراض ہوئے۔ میں نے یہ ارادہ کرلیا۔ کہ اب میں یہاں پڑھاؤں گا نہیں۔ اور جیسے پہلے حضرت سے ملنے کے لئے آتا تھا ویسے آتا رہوں گا۔ پھر میں نے اپنا بستر وغیرہ سائیکل پر رکھ کر حضرت سے ملنے گیا۔ میں نے کہا کہ حضرت! گھر جا رہا ہوں۔ السلام علیکم۔ حضرت نے سلام کا جواب دے کر مجھے گھر جانے کی اجازت دے دی اسی بیچ کسی طالب علم نے اشرفی صاحب سے جا کر یہ کہہ دیا کہ ماسٹر ادریس صاحب جا رہے ہیں۔ وہ اب یہاں پڑھائیں گے نہیں۔ اشرفی صاحب میرے پاس آئے اور بولے ماسٹر صاحب میں آپ کو جانے نہیں دوں گا۔ اور میری سائیکل لے جا کر کھڑی کردیئے میں نے کہا کہ اب میں یہاں پڑھانے کے لئے نہیں رکوں گا۔

پھر مولانا اشرفی صاحب حضرت کے پاس پہنچے اور حضرت سے کہنے لگے کہ حضرت! ماسٹر ادریس بھابھر والے گھر جا رہے ہیں۔ اب وہ یہاں پڑھائیں گے نہیں۔ حضرت! انہیں جانے نہ دیا جائے۔ مدرسہ کا نقصان ہوگا۔ پھر حضرت نے مجھے بلوایا۔ میں حضرت کے پاس پہونچا۔ میں نے کہا کہ حضرت! اشرفی صاحب مجھ سے بہت بداخلاقی کے ساتھ پیش آئے ہیں۔ اس لئے اب میں یہاں سے جا رہا ہوں۔ اور حضرت کے پاس بیٹھ کر رونے لگا۔ مولانا اشرفی صاحب بار بار کہے جا رہے ہیں کہ حضرت ماسٹر صاحب کو جانے نہ دیا جائے۔ تب حضرت نے فرمایا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ شخص اب ایک منٹ بھی یہاں رکنا نہیں چاہتا۔ اور آپ بار بار کیا رٹ لگائے ہیں کہ روکا جائے۔ پھر حضرت کچھ دیر تک خاموش رہے۔ پھر مجھ سے کہا ادریس بھائی! ایسا کرو کہ آج آپ مہمان کی حیثیت سے رک جائیں۔ اور یہاں رہنا کہ نہیں اس کا فیصلہ نفس اور قلب کے حوالے کردیجئے۔ اور دونوں کو لڑنے دیجئے۔ دیکھیں کون غالب آتا ہے۔ اگر قلب غالب آئے تو الحمدللہ! آپ رک جائیے گا اور اگر نفس غالب آئے معاذ اللہ رب العلمین تو آپ چلے جائیے گا۔ میں کل نماز فجر کے بعد آپ سے پوچھوں گا۔

دوسرے دن نماز فجر پڑھنے کے بعد جب حضرت سے ملاقات ہوئی تو حضرت نے کہا ادریس بھائی کون غالب آیا! میں نے کہا حضرت "قلب"، حضرت مسکرائے اور پھر اللہ پاک کی حمد بجالائے۔ پھر مجھ سے کہا کہ اب آپ پڑھائیں۔

تصوّر کے بارے میں

ایک مرتبہ میں نے حضرت علیہ الرحمہ سے پوچھا حضرت نماز پڑھتے وقت رب العلمین کے اسم ذات کے جلوہ کا تصور کرنا کیسا ہے۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے مسکرا کر جواب دیا۔ اگر اس جلوہ تک رسائی ہے تو جائز ہے۔

رسم بسم اللہ خوانی

جب عزیزم نورانی شاہ سلمہٗ رسم بسم اللہ خوانی کی عمر کو پہنچے تو حضرت نے مسجد غوثیہ کے اندر محفل قائم کی۔ پھر حضرت نے مجھ سے کہا۔ ادریس بھائی آئیے۔ آپ بسم اللہ کرا دیجئے۔ اس وقت صوفی امام بخش صاحب بھی بڑھیا پڑھا رہے تھے۔ وہ بھی اس محفل میں موجود تھے۔ میں نے کہا۔ حضرت صوفی صاحب سے۔ بسم اللہ کروایا جائے۔ تو حضرت نے فرمایا۔ میں آپ سے یہ

Scanned with CamScanner

کہوں کہ ادریس بھائی وہ چارپائی اٹھالائیں۔ تو آپ کی طرف سے یہ جواب ہو کہ حضرت صوفی امام بخش صاحب سے اٹھوالیا جائے۔ بھلا یہ بھی کوئی جواب ہے۔ پھر میں نے آگے بڑھ کر بسم اللہ کروایا۔ حضرت نے مجھے ۵۱ روپئے بطورِ نذر کے دیا۔

کیا بابو، بابو، لگا رکھا ہے

ایک مرتبہ حضرت سے دورانِ گفتگو میں نے ایک شخص کو اس کے نام کے ساتھ لفظ "بابو" لگا کر کئی بار بول دیا۔ کہ فلانے بابو۔ حضرت فلانے بابو، فلانے بابو۔ کی رٹ کو سن کر جلال میں آگئے۔ اور فرمایا۔ کیا بابو بابو لگا رکھا ہے۔ اس فاسق و فاجر کو۔ میں شرما گیا۔ اور چپ ہو گیا۔ پھر میں نے حضرت سے کہا کہ حضرت اب میں گھر جاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا۔ اچھا کچھ دانہ پانی کر لیجئے۔ پھر چلے جایئے گا۔ حضرت اپنے گھر گئے اور پھر نورانی شاہ سلمہٗ کو بھیجا کہ ماسٹر صاحب کو بلا لاؤ۔ پھر میں حضرت کے کمرے میں پہونچا۔ چارپائی پر ناشتہ رکھا تھا۔ حضرت نے اپنے برابر چارپائی پر بٹھا کر ناشتہ کروایا۔ پھر سلام و مصافحہ کر کے گھر کے لئے روانہ ہو گیا۔ یہ واقعہ میں نے اس لئے لکھا کہ آج کل کے اکثر بڑے لوگ صرف ڈانٹنا ہی جانتے ہیں۔ دل تو ہر کوئی توڑ سکتا ہے لیکن ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑنا سب کے بس کی بات نہیں اور نہ لوگوں کو اس کی پرواہ ہے۔ دیکھئے جب میں نے کھلم کھلا حکم شرع کی نافرمانی کرنے والے شخص کو بابو کہہ دیا تو حضرت نے ہمیں ڈانٹا۔ لیکن پھر فوراً اس طرح کے حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کر کے میرے دل کو خوش بھی کر دیا۔

سوچا تھا کہ حضرت علیہ الرحمۃ کے کرامت کا بھی تذکرہ کروں گا۔ لیکن ایسا ہو نہیں پایا۔ اخیر میں بدرِ ملت کی شان میں یہ کہہ کر رخصت ہو رہا ہوں۔

تم نے بدمذہبوں سے بچا کر ہمیں
تم نے قائم رکھا سُنیت پر ہمیں!
عظمتِ مصطفےٰ ڈال دی قلب میں
سیدی بدرِ ملت پہ لاکھوں سلام

بدرِ ملت ملے تو انہیں کے صدقے میں شعیب الاولیاء، سرکار اعلیٰ حضرت، سرکار خواجہ، سرکار غوث اعظم و سرکار اعظم پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملے۔ اور اللہ عزّ وجلّ ملا۔

مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے میں حضرت کے شاہزادوں خصوصاً حضرت مولانا محمد رابع عرف نورانی شاہ کو حضرت علیہ الرحمۃ کا مظہر بنائے ہیں آمین بجاہِ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والسلام۔

اس کا ابتدائی حصہ صفحہ ۲۰۳ پر ہے

أَنْتَ مِصْبَاحُ الظَّلَامِ أَنْتَ مِفْتَاحُ السَّلَامِ
إِنَّكَ بَدْرُ التَّمَامِ قَائِدُ الْغُرِّ الْكِرَامِ
یا نبی سلام علیک
أَنْتَ نُورُ اللهِ عَالٍ أَشْرَقَتْ مِنْهُ اللَّآلِي
مَنْ سِوَاكَ فِي الرِّجَالِ سَيِّدِي لُطْفٌ مَعَالِي
أَنْتَ شَافٍ أَنْتَ كَافٍ یا نبی أَنْتَ وَافٍ أَنْتَ نَافٍ
أَنْتَ مُوقٍ أَنْتَ عَافٍ أَنْتَ نَصَّارُ الضِّعَافِ
أَنْتَ مَوْلَايَ الْكَرِيمُ یا نبی لُطْفُكَ لُطْفٌ عَمِيمٌ
يَسْأَلُ الْعَبْدُ نَعِيمْ جُودَكَ يَا مَنْ كَرِيمْ
یا نبی سلام علیک!

صفحہ ۲۰۳ کا بقیہ حصہ

Scanned with CamScanner

آسمان علم وفن کے بدر منیر

از حضرت مولانا محمد مسیح اللہ صاحب فیضی مصباحی استاذ مدرسہ عربیہ فیض العلوم

محمد آباد گوہنہ۔ ضلع مئو۔ یو۔پی

اس سائنسی دور میں ایک اضطرابی کیفیت ہر حساس آدمی کے دل میں پائی جاتی ہے ایٹمی اور مشینی دور میں انسان کے احساسات اور قلبی جذبات پس کر رہ گئے ہیں۔ ہر جاندار لاوجودیت کا شکار نظر آتا ہے اور ہر شخص اپنے کو غیر محفوظ تصور کرتا ہے مگر ایسے دور میں بھی کچھ پاک نفوس قدسیہ رہی ہیں جنہوں نے تمام خوف وخطرات کو پس پشت ڈال کر رزمگاہِ حیات میں اپنے مقصد کی تکمیل میں لگی رہی ہیں اور۔

ع فنا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری

کی مصداق نظر آتی ہے اور اپنے کارہائے گرانمایہ سے افقِ علم وفن پر بدر کامل کی طرح چمک رہی ہیں اور اپنی تدریسی وتحریری خدمات سے دنیا، علم وفضل میں بدر منیر ثابت ہوئیں۔ انہیں نفوس قدسیہ میں نابغۂ روزگار علم کے بحر ناپید اکنار شیخ العلم والعلماء، پیکر علم وفن عطاء، ذوالمنن بدر الملۃ والدین حضرت علامہ مفتی بدر الدین احمد علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات ستودہ صفات ہے

حقیقت تو یہ ہے کہ بدر الملۃ والدین ایک درویش کامل، اسلاف کی یادگار وہ عظیم ہستی جس کو دیکھنے کے بعد ازمنۂ گذشتہ کے بزرگوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ تقویٰ وپرہیزگاری کا سنگم، عزم واستقلال کا پہاڑ، عشقِ رسول کا درد رکھنے والا مرد مجاہد، منافقین ومبتدعین کے لئے شمشیر بے نیام اور دین وملت کا عظیم محافظ تھا جس کی جلالتِ علمی ایوانِ باطل کو لرزہ براندام کر دیتی تھی اور صاعقۂ ربانی کا شاہکار بن کر خرمنِ باطل کو خاکستر کر دیا کرتی تھی۔ آج وہ ہم میں نہیں ہیں مگر ان کی یادوں کے نقوش آج بھی ہمارے سینوں میں عشق وعرفان کی قندیلیں روشن کئے

Scanned with CamScanner

ہوئے ہیں۔

ولادت :- امر واقعہ یہ ہے کہ علم و فضل کا یہ بدر کامل موضع حمید پور میں جو راوت پار سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر ہے خاکدان گیتی پر تشریف لایا۔ سن ولادت ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۲۹ء ہے۔

تعلیم :- آپ کی ابتدائی تعلیم قصبہ شاہ پور میں ہوئی۔ فارسی و عربی تعلیم کے لیے آپ کے والد ماجد نے ایک سنی درسگاہ مدرسہ انوار العلوم قصبہ جین پور ضلع اعظم گڈھ میں داخلہ کرایا۔ تقریباً چار سال پڑھنے کے بعد ۱۳۶۷ھ مطابق دسمبر ۱۹۴۸ء میں دار العلوم اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڈھ میں داخلہ لیا اور تقریباً چار سال تک حسب ذیل اساتذہ سے استفادہ کرتے رہے

اساتذہ کرام :- بانی جامعہ اشرفیہ استاذ العلماء حضرت حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ، شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمۃ، شیخ الخطباء حضرت علامہ عبد المصطفٰی اعظمی علیہ الرحمۃ، فاضل محقق حضرت حافظ عبد الرؤف علیہ الرحمۃ، شیخ القراء حضرت مولانا قاری محمد یحیٰی علیہ الرحمۃ ناظم اعلیٰ دار العلوم اشرفیہ

سن فراغت :- ۱۰ شعبان ۱۳۷۱ھ مطابق ۵ مئی ۱۹۵۲ء کو دستار بندی ہوئی۔ ادارہ نے سند فراغت دیا۔ (جواہر المنطق سوانح مصنف بقلم خود)

تدریسی خدمات :- علم و فضل کے اس یگانۂ روزگار نے متعدد درسگاہوں میں بیٹھ کر علم و فضل کے جوہر لٹائے اور اطراف و اکناف بلاد و امصار سے تشنگان علم نبوت آپ سے اپنی علمی پیاس بجھانے کی خاطر جوق در جوق چلے آتے دین متین کے اس داعی نے جہاں ضرورت محسوس کی وہاں پہنچ کر تبلیغ و دعوت و ارشاد کا کام بڑی کامیابی سے انجام دیا۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

میں حضور حافظ ملت کے مشورے کے مطابق ایام رمضان کی سالانہ تعطیل گزار ۱۳۷۱ھ میں دار العلوم اشرفیہ حاضر ہوا۔ اور تدریسی مشق کے لیے ادارہ ہذا کے طلبہ کو ۲۵ رجب ۱۳۷۲ھ تک عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھاتا رہا۔ پھر حضور نے تبلیغی خدمت انجام دینے کے لیے مجھے موضع کوٹواری ضلع بلیا یو.پی بھیجا۔ وہاں میں نے ۲۸ رجب ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۳ اپریل ۱۹۵۳ء سے ۱۹ ذی القعدہ ۱۳۷۲ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۵۳ء تک اپنا فریضہ انجام دیا بعدہٗ حضور نے مجھے درسی خدمت کے لیے شہر بستی بھیجا۔

۲۲ ذی القعدہ ۱۳۷۲ھ مطابق ۳ اگست ۱۹۵۳ء کو انجمن معین الاسلام پرانی بستی شہر بستی میں درس نظامیہ کی تدریس کے لیے میری تقرری ہوئی۔ انجمن میں تقریباً ڈھائی برس میں نے تعلیم دی پھر گنوار ارکین سے عدم موافقت کے باعث استعفٰی دے دیا۔ (جواہر المنطق سوانح مصنف بقلم خود)

اس طرح آپ نے اپنا تدریسی سفر الجامعۃ الاشرفیہ سے شروع فرمایا اور انجمن معین الاسلام سے علیحدگی اختیار کرنے کے بعد دار العلوم فیض الرسول کے بانی کے حکم کے بموجب تقریباً بیس سال تک آپ نے فیض الرسول براؤں شریف

Scanned with CamScanner

میں بحیثیت صدرالمدرسین تدریسی فرائض انجام دیا۔ پھر براؤں شریف سے مستعفی ہونے کے بعد مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا ضلع بستی میں طویل زمانہ تک تدریسی خدمات انجام دیا اور ہزاروں تشنگانِ علومِ نبویہ کو سیراب فرما کر اپنے لیے توشۂ آخرت بنالیا اور متوسلین کی دنیا و عقبیٰ سنوار دیا۔

بیعت و خلافت :- دارالعلوم اشرفیہ کے زمانۂ قیام میں آپ کو مفتیٔ اعظم ہند آل الرحمٰن مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان سے بیعت کا شرف ملا۔ شیر بیشۂ اہلسنت حضرت علامہ شاہ محمد حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ صادقیہ وغیرہ سلاسلِ مقدسہ کی خلافت و اجازت عطا فرمائی اور بریلی شریف میں عرس اعلیحضرت کے موقع پر حضور مفتیٔ اعظم ہند نے آپ کو سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ اور دیگر سلاسلِ مبارکہ کا مجاز بنایا اور خلافت عطا فرمایا۔

حضرت علامہ مفتی بدرالدین احمد علیہ الرحمۃ کے کمال کو حضور مفتیٔ اعظم ہند نے کما حقہ پہچانا اور ایک مرتبہ آپ کو مرید فرمایا۔ دوسری مرتبہ آپ کو خلافت عطا فرمائی۔ یہ اس کمال کی بنا پر تھا جو آپ کی پیشانی میں جلوہ افروز و تابندہ تھا ورنہ حضور مفتیٔ اعظم ہند جیسا ولی کامل جس کو ان کے پیر و مرشد نے صرف چھ مہینے ہی کی عمر میں تمام سلاسل کی خلافت سے نوازا اور یہ فرمایا کہ یہ بچہ ولی ابن ولی ہے۔ اتنی آسانی سے کسی کو خلافت نہیں دیتا بلکہ برسہا برس کسی کو ریاضت و مجاہدات کی بھٹی میں تپانے کے بعد ہی خلافت سے نوازا جاتا ہے۔ یہ حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کا فیضان و

مفتی بدرالدین علیہ الرحمۃ والرضوان کا کمال تھا جو آپ کے اندر آفتاب نصف النہار کی طرح روشن تھا حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے

بالائے سرش ز ہوشمندی
می تافت ستارۂ بلندی!

تصنیف و تالیف :- آپ نے ابتدائی درجات کے طلبہ کے فہمِ مسائل کی آسانی کی خاطر عروس الادب تلخیص الاعراب، فیض الادب اول فیض الادب ثانی اور جواہر المنطق تالیف فرمائی اردو پڑھنے والے سنی اطفال کی تعلیم کے لیے تعمیر ادب قاعدہ تعمیر ادب اول، تعمیر ادب دوم، سوم، چہارم، پنجم، تعمیر قواعد اول، دوم تحریر فرمایا۔ عامۃ المسلمین کی دینی اصلاح اور ملی فلاح کی خاطر نورانی گلدستہ، سوانح اعلیحضرت تحقیقی جواب اور تذکرۂ سرکار غوث اعظم و سرکار خواجہ مرتب فرمایا۔

حقیقت یہ ہے کہ مفتی بدرالدین احمد علیہ الرحمۃ کے سینے میں ایک حساس دل تھا جو ہمہ وقت قوم اور قوم کے بچوں کے عقائد سنوارنے اور نکھارنے کے متعلق دھڑکتا رہتا تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کے تعمیر ادب کے تمام حصوں میں بچوں کے سامنے اہلسنت و جماعت کے معمولات و عقائد اور بدمذہبوں رافضی، قادیانی، وہابی وغیرہ کے عقائد و نظریات کو رکھا کیوں کہ ابتداءً بچوں کا ذہن آئینہ کی طرح بالکل صاف و شفاف ہوتا ہے جیسے کہ سادہ تختی اس پر جو کچھ بھی تحریر کیا جائے بآسانی لکھ جاتا ہے۔ اسی طرح بچوں کا ذہن ہوتا ہے کہ اس کے سامنے جو کچھ بیان کیا جائے وہ اس

Scanned with CamScanner

مضبوطی سے قبول کرلیتا ہے اور اپنے دل میں بٹھالیتا ہے اس لئے مولانا بدرالدین احمد علیہ الرحمۃ نے ان کے سامنے اجمالاً عقائد کو بصورت سوال وجواب بعض حصے میں تحریر فرمایا ہے تاکہ وہ مسائل ان کے ذہن میں منقش ہو جائیں۔

تصلب فی الدین

۔ حضور مفتی بدرالدین احمد علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات پاک ایسی ذات ہے جس نے اپنے اور بیگانے دونوں ہی کے لیے باب علم ہمیشہ وا کئے رکھا۔ جو عاشقان مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے لیے بصورت خادم اور دشمنان رسول خدا کے لیے ہمیشہ شمشیر برہنہ رہے جس کے دل میں اس شخص کے لیے ذرہ برابر کوئی گنجائش نہ تھی۔ جس نے جان جاناں سرور کون ومکاں کی شان اقدس میں ذرہ برابر گستاخی کی ہو خواہ وہ اپنے زمانہ کا نابغۂ روزگار، علم وفن کا شہسوار ہی کیوں نہ ہو وہ متکلم ہو یا حکیم منطقی ہو یا فلسفی، محدث ہو یا فقیہ چاہے کیسا ہی کیوں نہ ہو اس نے ایسے کسی شخص کو کبھی کوئی وقعت نہ دی جو بارگاہ رسالت کا گستاخ ہو۔

ماہر ہفت لسان حضرت علامہ عاشق الرحمن صاحب الہ آبادی نے بددینوں سے علامہ بدرالدین احمد علیہ الرحمۃ والرضوان کے غیظ وغضب کے متعلق اپنے ایک مقالہ میں تحریر فرمایا ہے کہ بمبئی میں قیام کے دوران میں حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ کے ساتھ موجود تھا وہاں بدرالملۃ والدین حضرت علامہ مفتی بدرالدین احمد علیہ الرحمۃ والرضوان بھی تھے۔ دوران گفتگو حضرت علامہ تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ کا ذکر چھڑ گیا۔ اس پر حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمۃ نے حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ سے ارشاد فرمایا کہ حضور! علامہ تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ اہلسنت کے معتمد عالم دین ہیں انہوں نے ابن تیمیہ کو علامہ کیسے لکھ دیا۔ حالاں کہ ابن تیمیہ کے اوپر کفر کا فتویٰ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت علامہ تقی الدین سبکی علیہ الرحمۃ نے اپنی کسی کتاب میں ابن تیمیہ کو علامہ لکھا ہے اس پر آپ کا یہ اعتراض تھا کہ اس سے تو اس شخص کی تعظیم جھلکتی ہے اور جو کافر ہو جس پر علماء اہلسنت نے کفر کا فتویٰ دیا ہو وہ لائق تعظیم کب ٹھہرا؟

یہ ہے مفتی بدرالدین احمد علیہ الرحمۃ بددینوں کے متعلق شدت کہ آپ نے ایسے ایک شخص کو علامہ لکھا دیکھنا گوارہ نہ کیا۔ جس نے ارتکاب کفر کیا ہو۔

اسی طرح علامہ عاشق الرحمن صاحب قبلہ ایک دوسرے واقعہ کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

جس وقت سعودی حکومت نے حضور مجاہد ملت کو ان کے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے ہندوستان واپس بھیج دیا تو اس وقت حضور مجاہد ملت نے سعودی حکومت سے مراسلت کی جس کا ایک مضمون میں نے بنایا تھا اور اس میں سعودی بادشاہ کو جلالۃ الملک سے مخاطب کیا تھا۔ مضمون کو دیکھنے کے بعد حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ نے مجھ سے فرمایا کہ یہاں (بمبئی میں) ہانڈی والی مسجد میں مولانا بدرالدین احمد صاحب قیام فرما ہیں ان کو بھی یہ مضمون دکھالیا جائے جب حضرت مولانا بدرالدین احمد علیہ الرحمۃ تشریف لائے اور میرے تیار کردہ مضمون کو دیکھا تو ارشاد

Scanned with CamScanner

فرمایا کہ ایک وہابی بادشاہ کے لیے جلالۃ الملک کا استعمال کیوں کیا اس سے تو تعظیم ٹپکتی ہے۔ لہٰذا اس کو ہٹا دینا چاہیے اس پر حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ جلالۃ الملک کے بجائے ایہار الملک کر دیا جائے تو میں نے حسب ارشاد حضور مجاہد ملت علیہ الرحمۃ ایہار الملک تحریر فرمایا۔

دیکھا آپ نے وہابی بادشاہ کو شرافت دینی نہیں تو کم از کم شرافت دنیوی ضرور حاصل تھی مگر حضرت مفتی بدر الدین احمد علیہ الرحمۃ والرضوان کی جلالت علمی و حرارت ایمانی اس کو قطعی برداشت نہ کر سکی کہ جو حکومت سرکار کے قوانین کے خلاف اصول پر کاربند ہو اور جس کے کارندے حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہوں اس کے بادشاہ کے ساتھ جلالۃ الملک کا خطاب استعمال کیا جائے بلکہ وہ تو اس لائق ہے کہ اس کے ساتھ رذالۃ الملک استعمال کیا جائے۔

غرضیکہ بدر العلماء حضرت علامہ مفتی بدر الدین احمد علیہ الرحمۃ نے اپنی زندگی کے ہر لمحہ میں ایسا طریقہ اختیار فرمایا جس سے حق پر کوئی آنچ نہ آسکے اور آپ حق کی حمایت و نصرت میں ہمیشہ سینہ سپر رہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین تو بہت بڑی بات ہے ایہام توہین سے بھی ہمیشہ مجتنب رہے نیز دوسروں کو اس سے بچنے کی تاکید کرتے رہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے جذبے سے ہمیشہ سرشار رہتے تھے۔ آپ کی ذات علماء و طلباء، اور عوام الناس ہر ایک میں معزز تھی لوگ آپ کی در یگانہ، فائق زمانہ، یکتائے زمانہ متصلب فی الدین، عالم شرع متین، مبلغ دین متین، پیرو کار خلفاء راشدین سمجھتے تھے۔ آپ باطل کے مقابل میں سنگ شدید اور حق کی حمایت میں رائے شدید کے حامل تھے

آپ عشق نبوت کے علمبردار، شان صحابہ کے پاسدار اور سلف صالحین کے نگہدار تھے امام احمد رضا کے سرچشمۂ عشق و عرفان سے سیرابی حاصل کرنے والے حضرت صدر الشریعہ کے دامن کرم سے فیضیاب ہونے والے اور حضور مجاہد ملت کے لہلہاتے گلشن کے خوشہ چین تھے بلکہ یہ کہا جائے کہ آپ میں احمد رضا کے عشق کا جلوہ، برہان ملت کا ذوق، محدث اعظم ہند کی شوکت، صدر الافاضل کی سطوت شیر بیشۂ اہلسنت کا جلال، صدر الشریعہ کا جمال اور حافظ ملت کا عظیم کردار موجزن تھا تو یقیناً بجا ہوگا۔ اور خداوند قدوس نے اسلاف کرام کے کمال سے آپ کو وافر حصہ عطا فرمایا تھا اور یہ کچھ بعید بھی نہیں ہے

لیس علی اللہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد

اللہ پر یہ کچھ بعید نہیں کہ وہ عالم کو شخص واحد کے اندر جمع فرما دے۔

سمٹ سکے تو بس اک مشت خاک ہے انساں
بڑھے تو وسعت کونین میں سما نہ سکے

یقیناً آپ کے فضائل و کمالات ایک عالم کو محیط ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس بدر کامل کی چمک دمک پوری دنیائے سنیت کو اپنے اجالے میں عشق رسول کا درس دے رہی ہے۔ آپ کی جلالت علمی کی کماحقہ آپ کے جلوے اور اس کی کرنیں آپ کے مصنفہ رسائل سے معلوم کی جا سکتی ہیں جو ہر قاری کے دل کو بقعۂ

Scanned with CamScanner

انوار بنا رہے ہیں

میدانِ تدریس ہو یا تصنیف و تالیف یا فقہ و افتاء کا میدان ہر ایک میں آپ کی شخصیت بے مثال ہے۔

دریائے معرفت کے شناور کے سامنے
لانا پڑا تمہیں کو تمہاری مثال میں!

حضرت مفتی بدر الدین احمد علیہ الرحمۃ کی تمام کتابیں پر از معانی ہیں اور آپ کی جودت علمی کا پتہ دیتی ہیں اس کے باوجود اگر آپ کی تمام تصنیفات نہ بھی ہوتیں تو بھی صرف "سوانح اعلیحضرت" آپ کے جودت طبع ہونے اور مسلک اعلیحضرت کے پاسبان و محافظ و نقیب اہلسنت ہونے کی کماحقہ دلیل ہوتی۔ "سوانح اعلیحضرت" کے پانچویں ایڈیشن کے ناشر تحریر فرماتے ہیں۔

"سوانح اعلیحضرت" کو محقق و مدلل انداز سے ترجمان مسلک اہل سنت حضرت علامہ بدر الدین احمد صاحب قادری رضوی گورکھپوری دامت برکاتہم القدسیہ نے مرتب فرما کر آسمان صحافت سنیت کو تابندگی بخشی اور موصوف کے اس عظیم کارنامے نے ملک و بیرون ملک سے خراج تحسین حاصل کیا۔ یہ کتاب اب تک چار مرتبہ زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے

"سوانح اعلیحضرت" کئی اعتبار سے خصوصیت کی حامل ہے مگر حضرت علامہ مفتی بدر الدین احمد علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس کی ترتیب میں جو خصوصیت ودیعت فرمادی ہے وہ تمام خصائص و کمالات پر بھاری ہے اور یہ خود ان کا ہی حصہ ہے۔

آپ نے اس کتاب میں ابتداءً ہندوستان میں انگریزوں کی آمد وہابیوں کے خود ساختہ امیر المومنین سید احمد رائے بریلوی کے حالات و کوائف و اسمٰعیل دہلوی کی تبلیغ ان دونوں کے ساتھ انگریزی نوازشات و عنایات اور تقویۃ الایمان و صراط مستقیم کے مفاسد وہابیت کے عناصر اربعہ کی اسلام دشمنی و انگریز نوازی و ان کے ذریعہ چلائے جانے والے تبلیغی کیمپ اور مسلمانوں کے خون ناحق بہانے کی انگریزی تلقین و انگریزی حکومت کو اپنی جائز گورنمنٹ ہونے کے دعوے اور ان کے انگریزوں سے ملنے والے وظائف وغیرہ کو تفصیل سے بیان فرمایا۔ اسی کڑی میں بانیٔ نیچریت و اس کے عقائد باطلہ و نظریات فاسدہ و مزعومات کاسدہ وغیرہ کا اس میں تفصیلی محاسبہ فرمایا ہے۔ پھر اسی سلسلے میں شاعر نیچریت الطاف حسین حالی و مرزا غلام احمد قادیانی کے راز سربستہ کا انکشاف فرمایا اور الحاد و دہریت کے بانی و مرجع شبلی نعمانی اور ان کے خلاف شیخ الحدیث دیوبند انور شاہ کشمیری کے فتویٰ وغیرہ کو ذکر فرمایا بعدہٗ ان سب کے مقابلے میں حامیٔ سنت، ماحیٔ بدعت، قاطع کفر و ضلالت قامع شرک و بدعت اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے ذکر جمیل کو چھیڑا گویا حضرت مصنف نے اس سے یہ اشارہ فرمادیا کہ میدان کارزار کے ایک مرد مجاہد کا مقابلہ بیک وقت انگریز نواز نام نہاد علماء سے بھی تھا اور الحاد و دہریت کے پرستاروں سے بھی۔ نیچریت کے کارندوں اور مرزا غلام احمد قادیانی کے گرگوں سے بھی اور ان سب کے مقابلے میں تنہا امام احمد رضا کی ذات، ایسی ذات تھی جس نے اپنے ترکش کا کوئی تیر بے کار نہیں کیا بلکہ ان کا نشانہ دشمن بنے خواہ وہ کسی صورت میں بھی آئے ہوں۔ آپ نے اس کتاب سے یہ ثابت فرمایا کہ اعلیٰ حضرت

Scanned with CamScanner

علیہ الرحمۃ کی پوری زندگی مبارکہ احقاقِ حق اور ازہاقِ باطل میں گزری۔

یہ ہے حضور بدر العلماء کی تحریر کی خصوصیت کہ باطل کو ایک طرف اور حق کو ایک طرف ترتیب انیق سے بیان فرمایا جس سے واضح ہوتا ہے کہ میدان صحافت میں بھی آپ کو براعت و کمال حاصل تھا آپ نے اس کتاب کے اندر ایک باب فرضیتِ "تکفیر کا مسئلہ" کے نام سے باندھ کر کسی کو کافر کہنے اور نہ کہنے کے طریقے اور اس کے احکام کو بیان فرمایا ہے۔

اغیار بھولے بھالے عوام میں کنویسنگ کرتے ہیں کہ اعلیٰحضرت تمام علمائے امت کو کافر کہتے ہیں اور اس طریقۂ کار سے عوام کے ذہن و فکر میں بدعقیدگی کے جراثیم بھرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ علامہ گورکھپوری نے "سوانح اعلیٰحضرت" میں فرضیت تکفیر کے نام سے ایک مستقل باب قائم کرکے باغیانِ رسول کو کافر کہنا فرض قرار دیا ہے بلکہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کے مسلک کا تقاضہ تو یہ ہے کہ لفظ "کافر" سے بھی بدتر اگر شرعی اصطلاحی لفظ ہوتا تو اسی لفظ کا استعمال اہلسنت کے لیے فرض قرار پاتا۔

(جائزہ از مولانا محمد نور الدین صاحب نظامی پرنسپل مدرسہ عالیہ رام پور)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس باب کے صرف ایک اقتباس کو ہدیۂ قارئین کروں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"کسی کلمہ گو آدمی کو کافر کہنے کے بارے میں اعلیٰحضرت سخت احتیاط فرماتے تھے۔ اسی کمالِ احتیاط کے باعث مولوی اسمٰعیل دہلوی کے ستّر کفریات لزومی شمار فرماکر انکی تکفیر سے کف لسان فرمایا۔

اس اقتباس کے حاشیہ کے تحت آپ تحریر فرماتے ہیں۔

اعلیٰحضرت نے اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر کلامی سے جو کف لسان فرمایا ہے اس پر علماء وہابیہ کفر لزومی و کفر التزامی کو صریح بمعنی متعین و کفر صریح بمعنی متبین کے مابین اور یوں ہی مذہب عامۂ فقہاء و متکلمین کے درمیان فرق امتیاز نہ سمجھ سکنے کے باعث طرح طرح کے جاہلانہ اعتراضات کرتے ہیں۔ الکوکبۃ الشہابیہ جس کی بحثیں فقہی مسلک پر ہیں اور تمہید ایمان جس کے مباحث کلامی انداز پر ہیں ان دونوں کتابوں کی عبارت میں تناقض پیدا کرکے عوام کو یوں مغالطہ دیتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کو اقوالِ کفریہ کا قائل مانتے ہوئے بھی ان کی تکفیر سے کف لسان کیا اور ان کو مسلمان لکھا جس کا معنیٰ یہ ہے کہ ایک کافر کو مسلمان لکھ کر مولانا احمد رضا خود اپنے فتویٰ سے کافر ہو گئے۔

اس مذکورہ اقتباس کا بالکل واضح مطلب یہ ہے کہ اعلیٰحضرت الکوکبۃ الشہابیۃ میں اسمٰعیل دہلوی کے کفریہ اقوال پر مطلع ہوتے ہوئے ان کی تکفیر فقہی کی ہے اور خود محققین فقہاء متکلمین کا مذہب اختیار کرکے شبہ فی الکلام اور شبہ فی المتکلم کے پیش نظر ان کی تکفیر کلامی سے کف لسان فرمایا ہے۔ لیکن ان کو مسلمان بھی نہیں لکھا ہے۔ اس طرح اسمٰعیل دہلوی کا معاملہ یزید کی طرح ہوا۔ کہ گذشتہ علماء محتاطین نے یزید کی تکفیر سے کف لسان فرمایا ہے اسی طرح اعلیٰحضرت اور علمائے اسلام نے اسمٰعیل دہلوی کی تکفیر سے کف لسان کیا کیوں کہ کہا جاتا ہے کہ اسمٰعیل دہلوی نے اپنے عقائد کفر سے عمر کے اخیر حصے میں توبہ کرلیا تھا اس لیے انھیں کافر نہ کہا جائے۔ لیکن چونکہ ان کے توبہ کر لینے کا واقعہ مشہور بھی نہ ہوا اس لیے انھیں مومن بھی نہ کہا جائے

Scanned with CamScanner

اس طرح حضرت علامہ مفتی بدر الدین احمد علیہ الرحمۃ والرضوان نے "سوانح اعلیٰحضرت" میں اپنے رشحات قلم کے وہ جواہر پارے بکھیرے ہیں۔ جنہیں دیکھ کر عقلیں حیران وششدر رہ جاتی ہیں۔ اور ارباب علم وفن آپ کو بلند پایہ مصنف وعظیم محقق جیسے الفاظ والقاب سے یاد کیے بغیر نہیں رہ پاتے اس کتاب پر تبصرہ تو کافی وقت اور طویل جد وجہد کا متقاضی ہے اس لیے میں اس کتاب کے متعلق رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے پیش لفظ کا ایک ٹکڑا تحریر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں جس سے کتاب اور صاحب کتاب کی عظمت ورفعت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں

اس کتاب مستطاب کی ثقاہت اور مقام اعتبار کا اندازہ لگانے کے لیے یہ واقعہ بہت کافی ہے کہ اعلیٰ حضرت پر لکھنے والے سارے اہل قلم نے اسے پورے اعتماد کے ساتھ ماخذ کی حیثیت سے استعمال کیا اور آئندہ بھی جب کوئی اعلیٰ حضرت پر قلم اٹھائے گا تو اس کتاب سے استفادہ کیے بغیر وہ اپنے موضوع کا حق کامل طور پر ادا نہیں کر سکے گا۔

حضرت مفتی بدر الدین احمد علیہ الرحمۃ والرضوان نے عاشق رسول سے عشق کا اظہار کر کے خود بارگاہ رسالت علیہ التحیۃ والثناء میں اپنا مقام اعلیٰ وارفع کر لیا کتاب کو پڑھتے جائیے صاحب کتاب کی رفعت منازل کے لیے دعائیں دیتے رہیے۔ یہ تو رہا میدان تصنیف وتالیف فقہ وافتاء کے میدان میں بھی آپ اچھوتے اور بے مثال نظر آتے۔ آپ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف بحیثیت صدر المدرسین تدریسی خدمات انجام دیتے تھے۔ افتاء کا کام آپ کے ذمہ نہیں تھا مگر فتاوی فیض الرسول میں کل ایک ہزار بارہ (۱۰۱۲) فتاوے ہیں جن میں تراسی ۸۳ فتاوے دیگر علماء اہلسنت کے ہیں ان میں سب سے زیادہ ۴۴۹ فتاوے آپ کے ہیں جنہیں حسب ضرورت وقتاً فوقتاً آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ آپ کے تمام فتاوے سہل وسلیس زبان میں جامع ہونے کے ساتھ ساتھ مسئلہ سے متعلقہ جزئیات کی طرف مشیر ہیں۔

ایک مفتی کے لیے جن اہم خوبیوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ حضرت علامہ مفتی بدر الدین احمد علیہ الرحمۃ کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھی آپ کے فتاوی کو دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو جزئیات پر کامل عبور تطبیق بین المذاہب مذاہب راجح ومحقق کی جانکاری متون وشروح اور مذہب مفتی بہ پر کافی درک وادراک حاصل تھا اور فتاوی نویسی کے تمام پہلوؤں پر پوری واقفیت تھی۔

فتوی نویسی کے لیے پہلی بات یہ ہے کہ سوال کو بغور پڑھے سائل کے لہجے سے یہ پہچاننے کی کوشش کرے کہ یہ حکم شرعی معلوم کرنے کے لیے پوچھ رہا ہے یا سوال مناظرانہ؟ یہ کام بہت مشکل ہے لیکن کوشش کرنے سے اس میں مہارت ہو جاتی ہے۔ پھر سائل جس قسم کا ہو اسی اعتبار سے اس کو جواب دینا چاہئے مقلد سائل مخلص ہے حکم شرعی معلوم کرنا چاہتا ہے تو بہت عمدگی کے ساتھ تحقیقی جواب دیا جائے اور اگر وہ سوال کسی اشکال کے سلسلے میں ہے تو اس اشکال کو ضرور حل کیا جائے بقیہ سائل کے لیے الزامی جواب کافی ہے۔ (معارف شارح بخاری ص۸۲)

ان مذکورہ تمام امور کی روشنی میں جب بدر العلماء حضرت علامہ مفتی بدر الدین احمد کے فتاوی کو دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے۔ آپ کو سائل پہچاننے اور

قیافہ شناسی میں کافی مہارت تھی اور آپ اسی کے انداز میں جواب عنایت فرماتے ہیں اور بہرصورت سائل کو مطمئن کرتے ہوئے نظر آتے ہیں فجزاہ اللہ خیرا الجزاء۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی مسئلے کے دلائل کے درمیان تعارض واقع ہوجاتا ہے مگر وہ تعارض محض بادی النظر میں ہوتا ہے حقیقت کے لحاظ سے ان کے مابین کوئی منافات نہیں ہوتی کیوں کہ ہر ایک کا محمل الگ الگ ہوتا ہے اور ہر دلیل دوسرے کے مفہوم کی موید ہوتی ہے اسی کے بیان کو تطبیق کہا جاتا ہے مگر اس دقیق فرق کا ادراک نہایت مشکل اور اہم کام ہے۔ اور اس کی حقیقت تک رسائی محض اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے ہوتی ہے۔ اس کے تعارض کی کئی صورتیں ہیں۔

(۱) آیات قرآنیہ کا تعارض آیات قرآنیہ سے۔

(۲) آیات قرآنیہ کا تعارض احادیث نبویہ سے

(۳) احادیث کا تعارض احادیث سے۔

(۴) فقہی اصول و فروع کا تعارض فقہی اصول و فروع سے۔ (معارف شارح بخاری ص ۸۳۱)

ان تمام امور پر حضور بدرالعلما حضرت علامہ مفتی بدرالدین احمد علیہ الرحمۃ والرضوان کو پورے طور سے کمال و براعت حاصل تھا انہیں خصوصیت کی وجہ سے آپ نے ایسے فتاوے تحریر فرمایا ہے جن سے مسئلہ دائرہ پورے طور سے واضح اور منقح ہوجاتا ہے جس سے سائل پورے طور پر مطمئن ہوجاتا ہے گو کہ آپ کے بعض فتاویٰ میں حوالے خال خال نظر آتے ہیں مگر جو عبارت آپ تحریر فرماتے ہیں اس سے آیات قرآنیہ احادیث نبویہ اور جزئیات فقہیہ کی طرف پورے طور سے اشارہ ہوتا ہے اور اس سے آپ کی دلائل فقہیہ پر کامل دسترس اور واقفیت کا پتہ چلتا ہے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

بدرالعلما حضرت علامہ مفتی بدرالدین احمد علیہ الرحمۃ والرضوان کے فتاویٰ میں ایک فقیہ کی شان مفتی آن اور رسوم مفتی کے اسرار و رموز نظر آتے ہیں۔ آپ کے فتاوے آپ کے علمی کمال کے آئینہ دار ہیں خواہ وہ مسئلہ ہبہ و تملیک کا ہو یا نکاح و طلاق کا ہو یا فاسق معلن کی خبر و شہادت کا ہو یا بددینوں سے متعلق ہو ہر ایک کے جواب میں آپ نے علمی جواہر پارے لٹائے ہیں جس سے آپ کی شانِ فقاہت اجاگر ہوتی ہے۔

علم و عمل کے اس تاجدار نے اپنی پوری زندگی کو عشق رسول کا شاہکار بنا کر پوری دنیائے سنیت کو درس عبرت دیتا رہا جن کی زندگی کا کوئی بھی لمحہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے جدا نہ رہا اور العلماء ورثۃ الانبیاء۔ کے سچے مصداق بنے رہے اور تبلیغ دین متین کا کام انجام دیتے رہے آخر کب تک آپ کے ساتھ بھی وعدہ الٰہی کا وہ دور آنے والا تھا اور آیا اور علم و فن کا یہ تاجدار اپنے نقوش قدم کی تابندگی اپنے بعد آنے والی نسل کے لیے چھوڑ گیا اور ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۹۹۲ء کو اس دار فانی سے کوچ فرما کر اپنے رفیق اعلیٰ اور محبوب حقیقی سے جا ملا رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ عنا۔ خدا رحمت کند بر ایں پاک طینت را۔

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو تیرا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو تیرا
آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس در کی نگہبانی کرے

Scanned with CamScanner

۸۶/۹۲ء

مجاہد کامل

از حضرت مولانا الحاج محمد کوثر خاں صاحب نعیمی مدظلہ العالی صدالمدرسین جامعہ عربیہ اظہار العلوم نیا بازار جہانگیر گنج
(ضلع امبیڈکر نگر یوپی)

اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے اپنے کرم سے اپنے بندوں کو پیدا فرمایا۔ اور طرح طرح کی نعمتوں سے سرفرازی عطا کیا۔ اس کا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ اس کی جلوہ گری، شان ربوبیت اور قدرت کاملہ کا اظہار ہو۔ اپنی جملہ مخلوقات میں اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی ذات وصفات کا مظہر بنا کر یہ ظاہر فرمادیا کہ رب کی ذات وصفات قدیم ہیں۔ اور محبوب مظہر ذات وصفات ہیں۔ اور مخلوق ہیں۔ ان کی صفتیں عطائی ہیں۔ ذات محبوب کو اپنی ذات کی معرفت کا وسیلہ اور سبب بنایا۔ اسی کو سمجھ لیا جائے کہ۔ تو بدمذہبی کے کتنے دروازے بند ہوجائیں۔ راہ ہدایت واضح ہوجائے۔

جب انسان ذات محبوب سے محبت کا رابطہ توڑ کر کفر و نفاق کی گھنگھور گھٹاؤں میں پھنس جاتا ہے تو ہدایت کے مینارے نظر نہیں آتے۔ پھر وہ ذاتی عطائی تفریق نہیں سمجھتا۔ اگر مگر، ایسا، ویسا بولنے لگتا ہے۔ کبھی وہ فلسفیانہ باریکیاں بکنے لگتا ہے۔ ظاہری علوم ہوتے ہوئے بھی علم نافع سے محرومی ہوتی ہے۔

علم نافع کے لئے ذات محبوب کو سمجھنا اور ان کی اداؤں کو محبوب رکھنا ہی اصل ضابطہ ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

ترجمہ:۔ اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار ہوجاؤ۔ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا ط ترجمہ:۔ بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ اس کے لئے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

یہ آیتیں بتا رہی ہیں کہ جس نے اس کو سمجھا اسی نے دین کو سمجھا۔ جس کو ادائے محبوب محبوب نہ رہی وہ گمراہ ہوا۔ صحابۂ کرام نے اسی کو دین کا معیار سمجھا۔ سنت صحابہ پہ عامل ہو کر عصر حاضر میں مجدد دین وملت امام عشق ومحبت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیضان سے عشق کی سرفرازی حاصل کرنے والوں کی فہرست میں رئیس الاتقیاء حامی سنت اَشِدَّاءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ کے مظہر حضرت علامہ

مولانا مفتی بدرالدین احمد صاحب قبلہ رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان جن کو بدرالعلماء استاذ الاساتذہ، مناظر اہلسنت کہتے ہیں۔ براؤں شریف میں انھیں رضوی صاحب اور بڑے مولانا صاحب کے نام سے یاد کیا جاتا رہا۔ انھیں میں نے دیکھا، پرکھا۔ اسلامی اخوت میں جوہر علم کو ظاہر کرنے والی انکساری، منکرات شرعیہ دیکھ کر غیظ و غضب کے شعلۂ جوالہ، ان کی زندگی کا سب سے عزیز ترین مشغلہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر تھا یعنی اچھائیوں کا حکم، برائیوں سے روکنا۔

اس دشوار گذار صعوبتوں سے بھرا ہوا راستہ انھوں نے کیوں اختیار کیا۔ اس گتھی کو سلجھانا ہو تو آؤ خدائے کریم علیم و حکیم کے ارشادات اور پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرامین مقدسہ پڑھو، سنو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

ترجمہ:۔ اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں۔ اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہونچے۔ یہ آیت کریمہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وجوب پہ دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ وَلْتَكُنْ صیغۂ امر ہے۔ اور امر کا ظاہر ایجاب ہے۔ ایجاب کے علاوہ بھی اس آیت سے کچھ احکام مستنبط ہوتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ فلاح اسی فریضے کی ادائے گی میں مضمر ہے۔ یہ بات بطور حصر فرمائی گئی وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (اور یہی لوگ مراد کو پہونچے) دوسرا حکم اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے۔ فرض عین نہیں ہے۔ یعنی مسلمانوں کی ایک جماعت یہ فرض ادا کرتی ہے تو دوسرے ادا نہ کرنے کے جرم میں ماخوذ نہیں ہوں گے۔ یہ نہیں فرمایا کہ تم سب اچھے کاموں کا حکم دینے والے اور برے کاموں سے روکنے والے بن جاؤ۔ بلکہ یہ فرمایا کہ تم لوگوں میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے جو یہ فریضہ انجام دیتا رہے تاکہ فلاح کی وہ خصوصیت جس کی طرف آیت کریمہ میں اشارہ کیا گیا انھیں لوگوں کو حاصل رہے گی۔ جو اس حکم کی تعمیل کریں گے۔ لیکن اگر کسی نے بھی اس حکم کی تعمیل نہیں کی تو وہ سب لوگ مجرم ٹھہریں گے جنھوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پہ قدرت کے باوجود پہلو تہی کی اور اپنی ذات میں مگن رہے۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۚ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

(ترجمہ) لعنت کئے گئے وہ جنھوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان پر۔ یہ بدلہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا جو بری بات کرتے آپس میں۔ ایک دوسرے کو نہ روکتے۔ ضرور بہت ہی برے کام کرتے تھے۔

اس آیت میں ان لوگوں کے متعلق سخت موقف اختیار کیا گیا ہے۔ اور انھیں لعنت کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ جنھوں نے نہی عن المنکر کا فریضہ ادا نہیں کیا تھا اور وہ معاشرے میں برائیوں کو پھیلتے ہوئے دیکھتے رہے تھے۔

ایک جگہ ارشاد فرمایا۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ

بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۝ (ترجمہ)
تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر
ہوئیں ۔ بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے
ہو ۔

یہ آیت کریمہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی
فضیلت پر بہترین دلیل ہے ۔ کیوں کہ اس میں ان
لوگوں کو خیر امت کے لقب سے نوازا گیا ہے جو اس
فضیلت سے آراستہ تھے ۔ یہ بھی فرمایا ۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ
يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
بِعَذَابٍۭ بَـِٔيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ ۔

(ترجمہ) پھر جب بھلا بیٹھے جو نصیحت انھیں ہوئی تھی
ہم نے بچا لئے وہ جو برائی سے منع کرتے تھے اور ظالموں
کو برے عذاب میں پکڑا ۔ بدلہ ان کی نافرمانی کا ۔

حضرت ابو امامۃ الباہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ حدیث پاک نقل کرتے
ہیں کہ آپ نے صحابہ کرام سے دریافت فرمایا ۔ اس
وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہاری عورتیں سرکشی
کریں گی اور نوجوان فسق و فجور میں مبتلا ہو جائیں
گے ۔ اور تم اپنا جہاد ترک کردو گے ۔ صحابہ نے عرض کیا
یا رسول اللہ ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا حقیقت میں
ایسا ہونے والا ہے ؟ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا " ہاں " ، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میری
جان ہے ۔ اس سے بھی زیادہ شدید حالات رونما
ہوں گے ۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ! صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اس سے سخت تر حالات کیا ہوں گے ؟ فرمایا اس
وقت تمہارا کیا حال ہوگا ؟ جب تم اچھی بات کا حکم نہ
دو اور بری بات سے منع نہ کرو ۔ عرض کیا ۔ یا رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا یہ صورت بھی پیش آئے گی ؟ فرمایا
اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اس
سے بھی زیادہ سخت ترین صورت پیش آئے گی ۔ عرض
کیا اس سے بھی زیادہ سخت ترین کون سی صورت ہوگی ؟
فرمایا ۔ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا ؟ جب تم معروف
کو منکر اور منکر کو معروف پاؤ گے ۔ عرض کیا یا رسول
اللہ ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ایسا بھی ہو سکتا ہے ؟
فرمایا ۔ اس سے بھی زیادہ شدید حادثہ ہو سکتا ہے ۔
صحابہ کرام نے عرض کیا ۔ اس سے زیادہ شدید حادثہ
اور کیا ہوگا ؟ فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا ،
جب تم بری بات کا حکم دو گے اور اچھی بات سے منع
کرو گے ۔ عرض کیا ۔ یا رسول اللہ ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کیا ایسا واقعہ بھی پیش آئے گا ؟ ۔ اس وقت اللہ
تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ۔ کہ میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں
کہ انھیں ایسے فتنے میں مبتلا کروں گا کہ عقل مند اس
فتنے سے حیران رہ جائے گا ۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے
ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے
رہو ۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر کوئی جابر بادشاہ
مسلط فرمادے ۔ جو نہ تمہارے بڑوں کی تعظیم کرے ۔
اور نہ تمہارے چھوٹوں پر رحم کرے ۔ تمہارے نیک
لوگ اس کے خلاف بد دعائیں کریں تو ان کی دعائیں
قبول نہ ہوں ۔ تم مدد کے لئے پکارو تو تمہیں مدد نہ
ملے ۔ تم مغفرت چاہو تو تمہیں مغفرت نہ حاصل ہو ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس
شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو زندہ ہونے کے

Scanned with CamScanner

باوجود مردہ ہے۔ فرمایا وہ شخص جو منکرات کے خلاف استطاعت کے باوجود ہاتھ سے جد وجہد نہ کرے۔ نہ انھیں زبان سے برا کہے اور نہ دل سے برا سمجھے۔

بعثتِ انبیاء کا مقصد

مسلمانو! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی دین کا مرکزی نقطہ ہے۔ اسی نقطے کی تشریح و توضیح کے لئے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی بعثت عمل میں آئی۔ انھوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ باری تعالیٰ کے احکام اس کے بندوں تک پہونچائے۔ انبیاء کرام کی بعثت کا سلسلہ منقطع ہوا تو اس فریضے کی ذمہ داری علماء کے سپرد ہوئی۔ اسلامی زندگی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت کے لئے اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ اگر اس سے بے توجہی اور غفلت برتی جائے، اگر لوگ اس کا علم حاصل نہ کریں اور نہ اسے عملی حیثیت دیں تو نبوت کے مقاصد ہی فوت ہو جائیں۔ دین کی بنیادیں کمزور پڑ جائیں۔ معاشرے کی رگوں میں سستی، گمراہی، جہالت اور بگاڑ پھیل جائے۔ ملک کا نظام لاقانونیت کے سامنے بے بس ہو جائے۔ اللہ کے بندے ہلاکت میں مبتلا ہوں۔ اور یہ احساس ہی جاتا رہے کہ ہمارے قدم گمراہی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ افسوس، صد افسوس ہمارے اندیشے حقیقت بن چکے ہیں۔ اس بنیادی شعبے کا علم بھی مٹ گیا ہے۔ اور عمل بھی آخری سانس لیکر رخصت ہو چکا ہے۔ نہ اس کی حقیقت کا وجود ہے۔ نہ اس کا نام و نشان باقی ہے۔ دلوں نے مخلوق کی قید اختیار کرلی ہے۔ خالق کی قید سے نکل چکے ہیں۔ اپنے ہی جیسے انسانوں کی مدافعت کرنا ان لوگوں کا شیوہ بن چکا ہے جنھیں انبیاء کی وراثت ملی لیکن وہ اس کے اہل ثابت نہ ہوسکے۔ یہ لوگ خواہشاتِ نفس کی اتباع میں چوپایوں سے سبقت لے جانے میں مصروف ہیں۔ روئے زمین پر ایسے مخلص اور سچے پکے انسان ڈھونڈھنے سے کم ہی ملتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائے گی اور خالق کائنات کے احکام کی بجا آوری میں ملامت کے تیروں اور طعن و تشنیع کے نشتروں کی پرواہ نہ کریں۔ جو لوگ اس خلا کو پر کریں گے۔ اور دین میں پیدا ہونے والے اس رخنے کے بڑھنے سے پہلے ہی احیاء سنت کے عمل سے مسرور کرنے کی کوشش کریں گے وہ بلاشبہ اجر عظیم کے مستحق ہوں گے۔ انھیں کم یاب لوگوں میں جو دشمنوں کے طعن و شریروں کے شر کی پرواہ کئے بغیر الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کے مظہر بنے رہنے والی ذات کا نام بدر العلماء ہے۔

حضرت علامہ مولانا اسلم بستوی صاحب قبلہ مد ظلہ العالی کا بیان ہے کہ

"حضرت علامہ کو انھوں نے بتایا کہ شیروانی سر سید کی ایجاد ہے۔ اس کے بعد سے انھوں نے شیروانی پہننا ترک کر دیا۔"

انکساری

انکساری کا حال یہ تھا کہ بابائے قوم و ملت، سلطان المناظرین، حضرت علامہ الحاج مفتی عتیق الرحمٰن صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس کے موقع پر مرزا صاحب کے دروازہ پر ایک چھپر میں پوال بچھا کر اپنے اور خدام کے لئے جگہ تجویز کر لیا۔ اس علم کے پہاڑ کو وہاں

دیکھ کر مجھے بزرگوں کے کسرِ نفسی کی یاد تازہ ہوگئی۔ ایسا انھوں نے اپنے آقا محبوب کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث کریمہ پر عمل کرتے ہوئے ہی کیا تھا۔

چونکہ عالم کے لئے افضل ترین ادب یہ بھی ہے کہ خاکسار رہو اپنے علم پر مغرور نہ ہو۔ حُبِّ ریاست سے دل پاک ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صدقے سے مال نہیں گھٹتا، ورگذر سے خدا بندے کی عزت بڑھاتا ہے۔ جو کوئی نیکی کی راہ سے خاکسار بنتا ہے خدا اسے بلند درجہ بخشتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جب بندہ رضائے الٰہی کی نیت سے خاکسار بن جاتا ہے تو اس کی دانائی کی وجہ سے اسے بلند کر دیتا ہے اور دنیا اسے کہنے لگتی ہے اونچا ہوجا، اونچا ہوجا، خدا تجھے اونچا کرے۔ وہ خود اپنی نگاہ میں چھوٹا ہوتا ہے۔ تو نقصان پہونچاتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے خاکسار بنو اور آپس میں سرکشی نہ کرو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو لوگ خدا کے کسی گھر میں جمع ہوکر قرآن کی تعلیم و مذاکرے میں مشغول ہوجاتے ہیں تو فرشتے انھیں گھیر لیتے ہیں۔ رحمتِ الٰہی ان کا احاطہ کرلیتی ہے۔ سکینت ان پر نازل ہوتی ہے۔ اور خود خدا اپنے مقرب ملائکہ میں ان کا تذکرہ کرتا ہے۔ جو کوئی علم کی تلاش میں ایک راہ چلتا ہے۔ خدا اس کے لئے جنت کی بھی ایک راہ آسان کر دیتا ہے۔ جس کسی کو عمل نے پیچھے کر دیا ہے۔ نسب اسے آگے نہیں کر سکتا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس علم و ہدایت کے ساتھ خدا نے مجھے بھیجا ہے اس کی مثال تیز بارش کی سی ہے۔ جو برسی۔ ایک زمین پانی سے سیراب ہوئی۔ اور اس میں بہت سا ہرا بھرا سبزہ اگا۔ دوسری زمین بھی سیراب ہوئی۔ اور اس نے پانی جمع کرلیا۔ جس سے خدا نے آدمیوں کا بھلا کیا۔ انھوں نے پیا۔ اس سے کھیتی کی۔ آب پاشی کی۔ لیکن ایک زمین ایسی بھی نکلی جس نے نہ سبزہ پیدا کیا۔ نہ پانی روکا۔ یہی مثال ان لوگوں کی ہے جنھوں نے دین الٰہی میں مہارت حاصل کی اور میری لائی ہوئی ہدایت سے فائدہ اٹھایا۔ انھوں نے خود علم حاصل کیا۔ اس پر عمل کیا۔ اور دوسروں کو سکھایا۔ اور ان لوگوں کی مثال ہے جنھوں نے نہ میری ہدایت قبول کی اور نہ اس سے کوئی فائدہ اٹھایا۔

شفقت

حضرت مولانا الحاج ابوالحسن صاحب نوری زید اکرامہ صدر المدرسین دار العلوم غریب نواز برگدوا سیف نے حضرت بدر العلماء کی دعوت کیا۔ مجھے بھی اطلاع دی۔ اور حاضری کا حکم دیا۔ میں ۱۱ بجے قریب حاضر ہوگیا۔ حضرت ۱ بجے کے بعد تشریف لائے۔ جب مجھ کو دیکھا تو جو صاحب لینے گئے تھے ان پر خفگی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بتانا چاہئے تھا کہ (وہ بھی آئے ہیں) تو میں جلدی آجاتا۔ تاکہ دیر تک ملاقات رہتی۔

Scanned with CamScanner

اللہ اکبر! کہاں ان کی ذات، کہاں میں بے مایہ، مگر محبت و شفقت بڑائی کی بڑی نشانی ہے۔ جو بڑوں سے ظاہر ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ بڑھیا مدرسہ غوثیہ میں برائے ملاقات حاضر ہوا۔ مغرب بعد سے عشا تک اتنی انہماک سے گفتگو فرماتے رہے جیسے کسی مخلص محب ہم عمر سے بات ہو۔ جن کے یہاں مجھے کھانا کھانا تھا وہ بار بار حاضر ہوتے اس پر کچھ ناگواری بھی ظاہر فرمایا۔ اور گفتگو فرماتے رہے۔ اس توجہ کو میں ان کی عالی ظرفی اور ذرہ نوازی کی اعلیٰ مثال سمجھتا ہوں۔ ورنہ ان کے تو نہ جانے کتنے شاگرد مجھ سے اعلیٰ دیا لاہیں ہیں تو صرف ایک نیاز مند تھا۔

قومی وملّی درد

اس خود غرضی و مفاد پرستی کے دور میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ ہمیشہ دین حق کے لئے تڑپتے رہتے تھے ایمان کی حفاظت کے لئے نورانی فتویٰ، مسلم پرسنل لا بورڈ کی غداری، نجدی حکومت کا ظلم، عملی کوتاہیاں دیکھ کر غیظ و غضب میں دین متین کی حفاظت کے لئے مضامین لکھتے، چھاپتے، ایک مضمون سے آپ کے درد دل کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ مضامین بدر ملت کے ص ۱۲۵ سے من وعن مضمون نقل ہے۔

یہ بالکل کھلی بات ہے کہ مذہبی درسگاہوں کے قیام کا منشاء تفسیر و حدیث، علم و فقہ کے درس و تدریس کا مقصد مسلمانوں کو اعتقادی گمراہی سے بچانا اور ان کو راہ شرع پر چلانا ہے تبلیغی جلسوں میں مدعو کئے جانے والے علماء سے قرآن و حدیث کا یہی مطالبہ ہے کہ مسلمانوں کی رہنمائی کا فرض انجام دو۔ اسلامی تعلیمات کا یہی پکار ہے کہ واعظین کرام وخطباء اسلام وقت کے بدترین مذہبی فتنوں سے مسلمانوں کو بچائیں۔ دین کے چھپے دشمن، بارگاہِ رسالت کے بگلا بھگتوں سے مسلمانوں کو ہوشیار اور چوکنا رکھیں۔ یہ کون نہیں جانتا کہ عہد حاضر میں سنی مسلمانوں کے دین وایمان کا سب سے بڑا جان لیوا دشمن "وہابیت" کا فتنہ ہے۔ آج بہت سے شہروں قصبوں، دیہاتوں میں عام طور سے سنی مسلمانوں کا کثیر سادہ لوح طبقہ وہابی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے۔ وہابی مولویوں سے اپنے ننھے منھے بچوں کو مذہبی تعلیم دلوا رہا ہے۔ وہابیوں کی بیٹیاں لاکر ان کو اپنی بہو بنا رہا ہے۔ اور اپنی لڑکیاں وہابیوں سے بیاہ کر انھیں اپنا داماد قرار دیتا ہے۔ ان باتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ دینی و دنیوی رشتوں کی ان زنجیروں میں جکڑ کر اچھا خاصہ سنی مسلمان چند دنوں میں وہابی شیطان بن جاتا ہے۔ معاذ اللہ! سرکار اعظم ہادی عالم، پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امت کو ہدایت کر دی تھی کہ فایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم (مسلم شریف) اے مسلمانو! تم لوگ بدمذہبوں سے دور رہنا۔ اور اپنے کو ان سے الگ رکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کر دیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں بدعقیدہ بنا دیں۔

سبحان اللہ! دین وایمان، اسلام وسنیت بچانے کے سلسلے میں سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیسی ٹھوس تعلیم دی تھی جس پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے آج سیکڑوں سنی مسلمان گمراہ و بدعقیدہ ہو گئے۔ اور معاذ

Scanned with CamScanner

اللہ ہوتے جارہے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ عوام مسلمانوں کے بدعقیدہ بن جانے کا وبال ان واعظین و مقررین، علماء اور پیروں پر ہے جو شنوائی، گویائی، بینائی کی طاقت رکھنے کے باوجود بدمذہبوں کی نشاندہی کرنے اور ان کے متعلق حکم شرعی سنانے کے بارے میں صُمٌّ بُکمٌ عُمیٌ بہرے، گونگے، اندھے بنے ہوئے ہیں۔ خانقاہوں کے پیران کرام، درگاہوں کے سجادہ نشین، تعلیم گاہوں کے علماءِ عظام، دارالعلوم و جامعہ کے ساحر البیان واعظین تبلیغی جلسوں میں مدعو کئے جانے والے مقررین اگر عام مسلمانوں کو وہابیت کی گمراہی اور بے دینی سے آگاہ کرتے ہوتے اور وہابیوں کے بارے میں یہ حکم شرعی سناتے رہتے کہ وہابیوں کے پیچھے نماز باطل ہے۔ وہابیوں سے شادی بیاہ کا رشتہ قائم کرنا حرام ہے۔ وہابیوں سے اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا جائز نہیں۔ تو آج وہابیت کا خونخوار بھیڑیا دن دہاڑے سنیت کا خون چوسنے نہ پاتا۔ اور پیارے مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سادہ لوح بھیڑیں اپنا ایمان و عقیدہ بگاڑ کر ہلاک نہ ہوتیں مگر افسوس ہزار افسوس کہ دورِ حاضرہ میں آنکھوں دیکھے سنیت کی عمارت ڈھائی جارہی ہے۔ مصطفےٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں وہابیت کا شکار ہوتی جارہی ہیں لیکن جھوٹی بناوٹی، منگھڑت مصلحتیں ہیں جو شعلہ بار، دھواں دھار، ساحر البیان علماء و خطباء، مقررین، واعظین، مشائخ اور پیروں کی زبانوں پر تالا لگاتی ہیں۔ فالی اللہ تعالیٰ المشتکیٰ۔

مستقبل پر گہری نظر

انھوں نے دیکھا کہ چھوٹے بچے غیر محتاط یا بدمذاہب کی کتابیں پڑھتے ہیں اس سے ان کا مستقبل روشن نہیں ہو سکے گا۔ کہیں ایک بات بھی غلط طور پر ذہن نشین ہو گئی تو زندگی بھر کے لئے ناسور بن جائے گی لہٰذا درجہ الف اول سے لے کر پنجم تک کے لئے باقاعدہ اردو ادب میں کتابیں تحریر فرمادیا۔ پھر اعدادیہ اولیٰ ثانیہ تک بچوں کے لئے ابتدائی، تعمیر قواعد حصہ اول دوم تلخیص الاعراب، عروس الادب، فیض الادب اول تا دوم اور جواہر المنطق وغیرہ وغیرہ کتابیں تحریر فرماکر بچوں کو اسلامی ذہن و فکر، مذہبِ حق کے عقائد کو ذہنوں میں راسخ کرکے بھرپور کوشش کیا۔ اپنے اسلاف کے بارے میں ان کی سوانح حیات اور کرامات کو درس میں شامل فرمایا۔ اسباق میں جگہ جگہ باطل عقائد کو پیش کرکے جوابات کو واضح فرمایا۔ جس سے طالب علم کو بدمذاہب کے عقائد کی جانکاری اور دین حق کو پہچاننے اور مسلکِ اعلیحضرت کو جاننے میں واضح مدد ملتی ہے۔

الحاقِ مدارس

یہ بھی آپ کی دوراندیشی اور دانائی و حق و صداقت کی روشن دلیل ہے۔ کچھ لوگوں نے یہ مشہور کر دیا کہ آپ الحاق کے مخالف تھے یہ صحیح نہیں ؎ بلکہ ان لوگوں کے مخالف تھے

؎ حضرت علامہ شاہ بدرالدین احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے مرید اور خلیفہ اجل تھے اپنے مرشد برحق کے موقف پر مضبوطی سے قائم تھے اور الحاق کو سخت ناپسند کرتے تھے اور اپنے متعلقین و تلامذہ سے اس کا اظہار کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف جیسے مرکزی ادارہ کے عہدۂ صدرالمدرسین سے الحاق کے سبب مستعفی ہو کر الگ ہو گئے۔ جیسا کہ اسی کتاب کے کئی مضمون میں اس کی تفصیل مرقوم ہے۔

Scanned with CamScanner

جو الحاق کے لئے یا الحاق کے بعد غلط اور خلاف واقعہ کاغذات تیار کریں۔ یا فاسق، مشرک، مبتدع کی تعظیم کریں۔ دار العلوم فیض الرسول سے الگ ہو کر جب بڑھیا تشریف لائے تو ابتدائی کتابوں کو اپنی درس گاہ سے وابستہ کر لیا۔ تاکہ علم کی روح سے طالب علم کو روشناس کرا سکیں کیوں نہ ہو۔

اپنے آقا نے علم اور علم والے کو فضائل و محاسن کا عظیم الشان تحفہ عطا فرمایا۔

حضرت زر بن حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سرخ چادر سے ٹیک لگائے مسجد شریف میں تشریف فرما تھے۔ کہ قبیلہ مراد کا ایک شخص صفوان بن عسال حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تلاش علم میں حاضر ہوا ہوں حضور نے فرمایا "مرحبا، اے طالب علم فرشتے طالب علم کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں۔ ایک پر ایک جمع ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ علم کی محبت میں سب سے نچلے آسمان تک چلے آتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے افضل عمل کون ہے؟ فرمایا معرفت الٰہی۔ اس نے دوبارہ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے افضل عمل کون ہے؟ فرمایا معرفت الٰہی اس نے سہ بارہ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عمل کے بارے میں سوال کرتا ہوں اور حضور علم کے بارے میں جواب عطا فرماتے ہیں۔ اس پر سرکار نے ارشاد فرمایا۔ علم کے ساتھ تھوڑا عمل بھی نفع پہنچاتا ہے۔ لیکن جہل کے ساتھ بہت عمل بھی نفع نہیں پہنچاتا

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے جانشینوں پر خدا کی رحمت، میرے جانشینوں پر خدا کی رحمت، میرے جانشینوں پر خدا کی رحمت۔ صحابہ نے عرض کیا آپ کے جانشین کون؟ فرمایا جو میری سنت سے محبت رکھتے ہیں۔ اور بندگان خدا کو اس کی تعلیم دیتے ہیں۔

مسلک اعلیحضرت کی اشاعت کا درد

مسلک اعلیحضرت کی اشاعت کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے۔ دیہاتوں کا دورہ فرماتے۔ کئی کئی دن تک قیام فرماتے۔ مجلسوں میں تنہائیوں میں۔ ہر وقت لوگوں کو مسلک اعلیحضرت کی باریکیاں بتانے میں اور اس پر عمل کرنے میں مصروف نظر آتے۔ اس سلسلہ میں انھیں کئی کئی کلومیٹر سائیکل کا سفر کرنا پڑتا۔ مگر تبلیغ دین کی فضیلت کے پیش نظر یہ دشواریاں انھیں آسان معلوم ہوتیں۔ عوام وخواص کے لئے سوانح اعلیحضرت تصنیف فرما کر امت پر احسان فرمایا۔

کامل الایمانی کی نشانی

مسلمانوں کی خیر خواہی کامل الایمانی کی نشانی ہے۔ آپ نے اس کا ہمیشہ خیال رکھا اور مسلمانوں کی بھلائی پیش نظر رکھا۔ مضامین بد رملت ص ۱۵۸ پر کچھ ہدایات درج ہیں۔ من وعن نقل ہیں تاکہ ان کی دلی درد سے آپ بھی واقف ہو سکیں اور اس سے فائدہ

حاصل کرسکیں۔

۱۰ مذہب اہلسنت و جماعت پر مضبوطی سے قائم رہیں جس پر علماء حرمین شریفین ہیں۔ اہل سنت کے جتنے مخالف مثلاً رافضی، قادیانی، نیچری، وہابی دیوبندی وہابی غیر مقلد، وہابی تبلیغی، مودودی، وہابی ندوی وہابی صلح کلی وغیرہ ہیں۔ سب سے اپنا ایمان بچانے کے لئے جدا رہیں۔ اور سب کو اپنا مذہبی دشمن اور مخالف جانیں۔ ان کی بات نہ سنیں۔ ان سے میل جول نہ رکھیں ان کی کوئی کتاب نہ دیکھیں کہ شیطان کو معاذ اللہ تعالیٰ دل میں وسوسہ ڈالتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ آدمی کو جہاں مال یا آبرو کا اندیشہ ہو وہاں ہرگز نہ جائے گا۔ دین وایمان سب سے زیادہ عزیز چیز ہے۔ اس کی محافظت میں حد سے زیادہ کوشش فرض ہے۔ دنیا کی عزت، دنیا کی زندگی اور مال یہ سب دنیا ہی تک ہیں۔ دین وایمان سے ہمیشگی کے گھر میں کام پڑنا ہے۔ ان کی فکر سب زیادہ لازم ہے۔ نماز پنجگانہ کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ مردوں کو مسجد میں حاضر ہونا اور جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے۔ بے نماز مسلمان گویا تصویر کا آدمی ہے کہ ظاہری صورت انسان کی مگر انسان کا کام کچھ نہیں۔ بے نماز وہی نہیں جو کبھی نہ پڑھے بلکہ جو ایک وقت کی نماز قصداً کھودے بے نماز ہے۔ کسی نوکری ملازمت خواہ تجارت وغیرہ کسی حاجت کے سبب نماز قضا کر دینا سخت ناشکری پرلے سرے کی نادانی ہے۔ کوئی آقا یہاں تک کہ کافر بھی اپنے ملازم کو نماز سے باز نہیں رکھ سکتا اور اگر منع کرے تو ایسی نوکری ہی حرام قطعی ہے۔ اور کوئی وسیلۂ رزق نماز کھو کر برکت نہیں لاسکتا۔ رزق تو اس کے ہاتھ میں ہے جس نے نماز فرض کی ہے۔ اور اس کے ترک پر سخت غضب فرماتا ہے۔ والعیاذ باللہ۔

جتنی نمازیں قضا ہوگئی ہیں سب کا ایسا حساب لگائیں کہ تخمینے میں باقی نہ رہ جائیں۔ زیادہ ہوجائیں تو کوئی حرج نہیں اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ نہایت جلد ادا کریں۔ کاہلی نہ کریں کہ موت کا وقت معلوم نہیں۔ اور جب تک فرض ذمہ پر باقی رہتا ہے کوئی نفلی عمل قبول نہیں کیا جاتا۔

مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلٰوةُ وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ۔ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے۔ لہٰذا صحیح وضو کرنے کی عادت ڈالنا نہایت ضروری ہے اس تاریک دور میں وضو کے سلسلے میں بڑی لاپرائی برتی جارہی ہے۔ وضو کی سنتوں کا لحاظ رکھنا تو دور کی بات ہے خود فرض وضو کے لالے پڑے ہیں۔

جتنے روزے کبھی قضا ہوئے ہوں، دوسرا رمضان آنے سے پہلے ادا کر لئے جائیں کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب تک پچھلے رمضان کے روزوں کی قضا نہ کرلی جائے اگلے روزے قبول نہیں ہوتے۔ جو صاحب مال ہیں زکوٰۃ بھی دیں اور جتنے برسوں کی نہ دی ہو تو فوراً حساب کرکے ادا کریں۔ ہرسال کی زکوٰۃ سال تمام ہونے سے پہلے دے دیں۔ سال تمام ہونے کے بعد دیر لگانا گناہ ہے۔ لہٰذا شروع سال سے تھوڑا تھوڑا دیتے رہیں۔ سال تمام ہونے پر حساب کریں اگر پوری ہوگئی تو بہتر ورنہ جتنی باقی ہو فوراً دے دیں۔ مالک نصاب پر ہرسال قربانی کرنا اور فطرہ دینا ضروری ہے۔ اگر دسویں، گیارہویں بارہویں تاریخیں ذی الحجہ کی گذر گئیں اور مالک نصاب قربانی نہ کرسکا تو ایک بکری کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ اور

کھیتی والے پر اپنے کھیت کی پیداوار کا عشر ادا کرنا لازم ہے۔ جو غلہ آبپاشی کے ذریعہ حاصل ہو اس کا بیسواں حصہ نکالنا اور جو پیداوار زمین کی نمی بارش سے حاصل ہو اس کا دسواں حصہ ادا کرنا واجب ہے۔

صاحب استطاعت پر حج فرض اعظم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی فرضیت بیان کرکے فرمایا۔ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ط اور جو کفر کرے تو اللہ تعالیٰ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تارک حج کو فرمایا۔ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

عورتیں پردہ کو فرض جانیں۔ ہر نامحرم سے پردہ فرض ہے۔ نہ بے پردہ پھریں نہ بے پردہ گھر میں رہیں جس کپڑے سے بال یا بدن چمکے اسے پہن کر، یا کلائی، پنڈلی، گلا، سینہ، کھلا رہنے کی حالت میں جس طرح اجنبی کے سامنے آنا حرام ہے یوں ہی اپنے جیٹھ، دیور، بہنوئی، سگے چچا زاد بھائی، خالہ زاد بھائی پھوپھی زاد بھائی، ماموں زاد بھائی کے سامنے ہونا بھی حرام ہے حرام ہے۔ بدانجام ہے۔ مردوں پر بھی فرض ہے کہ اپنی بیویوں، بیٹیوں، بہنوں وغیرہ محارم کو بے پردگی سے بچائیں۔ پردے کی تاکید کریں۔ اور عدم تعمیل پر جنھیں سزا دے سکتے ہیں انھیں سزا دیں۔ جو مرد اپنے محارم کی بے پردگی کی پرواہ نہ کرے غیر محرموں کے سامنے پھرائے خصوصاً اس طرح کہ بے پردگی کے ساتھ بعض اعضاء کی بے ستری بھی ہو وہ دیّوث ٹھہرے گا۔ والعیاذ باللہ!

مرد داڑھی کو لازم جانیں، داڑھی شعار اسلام ہے۔ داڑھی منڈانا کتروانا حرام ہے۔ سید الانام سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: احفوا الشوارب واعفوا اللحیٰ یعنی لبوں کو پست کراؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔ داڑھی کی شرعی حد ایک مشت ہے۔ جو اس سے کم کرادے وہ فاسق ہے۔ بعض مشہور درگاہوں کے سجادہ نشین حضرات جو اپنی داڑھی کتروا کر حد شرع سے کم کرادیا کرتے ہیں۔ وہ غور کریں۔ ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ ان پر جب خواہش نفسانی کا اتنا غلبہ ہے کہ اپنے چہرے پر چار انگل داڑھی نہیں بڑھا سکتے۔ تو کسی ولی کے مزار کی سجادگی قبول کرنے کا ان کو کیا حق ہے؟

" جھوٹ، گالی، بدزبانی، چغلی، غیبت، بدکاری، ظلم، خیانت، نام ونمود، غرور وتکبر وغیرہ افعال قبیحہ غلامیٔ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے رشتہ کو کمزور اور ضعیف کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو ان اعمال سیئہ سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ اسلامی شعار و تہذیب پر یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ کہ مسلمان اپنا قومی لباس ترک کرکے کافروں کی وضع قطع کا لباس پہنیں مسلمان مردوں، عورتوں پر لازم ہے کہ کافرانہ اور فاسقانہ لباس نہ خود پہنیں۔ نہ اپنے بچوں کو پہنائیں

سینما بینی کی وبا اسلامی معاشرہ کی دشمن ہے اور اب تو اس تاریک دور میں ٹیلی ویژن کا ظلمت باپ، بھائی، بیٹا، بیوی، بہو، بیٹی، بہن، اور داماد سب کی غیرت وحیا، شرم و لحاظ کو بری طرح لوٹ رہا ہے۔ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی کا تقاضہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے گھروں کو اس ظلمت کی نجاست سے پاک کریں۔ "

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اُمَّةَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى

Scanned with CamScanner

اللهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَسَلَّمْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ
اُمَّةَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ
وَسَلَّمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَسَلَّمْ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا
بِفُیُوْضِهِمُ الْعَالِیَةِ آمِیْنَ۔ آمِیْنَ۔ آمِیْنَ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ اَهْلَ السُّنَّةِ
مِنْ عِبَادِ حَضْرَةِ حَبِیْبِهٖ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ
وَسَلَّمَ وَوَقَاهُمْ كَیْدَ الْوَهَّابِیَّةِ وَمَكْرَ الدِّیَابِنَةِ
وَاٰتَاهُمْ مَحَبَّةَ رَسُوْلِهٖ وَاَجَلَّا لَهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ وَمَحَبَّةَ اَحِبَّاءِ حَضْرَتِهٖ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ
عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَالْاَوْلِیَاءِ رَضِیَ
اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ فَهَدَانَا اِلَى الْبُغْضِ
وَالْاِعْرَاضِ وَمِنْ اَعْدَائِهٖ وَاَعْدَاءِ اَحِبَّائِهٖ
وَاَكْمَلُ الصَّلٰوةِ وَاَجْمَلُ السَّلَامِ عَلٰى
خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَاٰلِهِ الْكَرِیْمِیْنَ وَصَحْبِهِ
الطَّیِّبِیْنَ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَعَلٰى اِبْنِهِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْبَغْدَادِیِّ
الْجِیْلَانِیِّ وَشَهِیْدِ مَحَبَّتِهِ الْمُجَدِّدِ الْاِمَامِ
اَحْمَدَ رَضَا الْبَرِیْلَوِیِّ الْاَفْغَانِیِّ۔

۴۸۶

عزیز سعید و اسعد اکرم المکرم زید اکرامکم السلام علیکم ورحمتہ۔ بحمدہ تعالیٰ بخیر ہوں۔ آپ کا تقاضہ ہو تا رہا اور میں اپنی کاہلی کی وجہ سے شرمندہ ہوتا رہا۔ بہرحال اپنی بساط علم کے مطابق ایک مضمون حوالے کرتا ہوں دل کی بات کو کاغذ پر لا رہا ہوں البتہ ترتیب یا فن مضمون کا حسن اس کا ڈھنگ نہیں جو ہے سامنے ہے۔ سپردم بتو مایۂ خویش را۔ تو دانی حساب کم و بیش را
فقط والسلام خیر اندیش۔ محمد کوثر خاں نعیمی ۲۰ رجمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ ۱۰ جولائی ۲۰۰۴ء جہانگیر گنج۔

ماں حکم مصطفٰی

اے مرے بھائی ذرا داڑھی منڈانا چھوڑ دے
شرم کر بہر خدا[1] بہر خدا داڑھی منڈانا چھوڑ دے
ہیں بظاہر بال لیکن نور ہے اسلام کا!
شکل نورانی بنا داڑھی منڈانا چھوڑ دے
شکل سے بیزار ہیں تیری خدا[1] و مصطفٰی[2]
ان کو راضی کر ذرا داڑھی منڈانا چھوڑ دے
تیری صورت دیکھ کر شیطاں کو ہوتی ہے خوشی
اور وہ دشمن ترا داڑھی منڈانا چھوڑ دے
اپنی چوٹی بھی کسی ہندو نے کاٹی ہے بتا
تو نے کیوں ایسا کیا داڑھی منڈانا چھوڑ دے
آل[3] و اصحاب[4] نبی[5] نے بھی کبھی ایسا کیا
تو ہے کیوں ان سے جدا داڑھی منڈانا چھوڑ دے
داڑھی کترانا، چڑھانا، مونڈنا سب ہے حرام
ماں حکم مصطفٰی[6] داڑھی منڈانا چھوڑ دے
فرض ہے بھائی پہ، بھائی کو دے راہِ حق بتا!
اس لیے میں نے کہا داڑھی منڈانا چھوڑ دے
ہو جمیلؔ قادری کی التجا یارب قبول!
امت خیر الوریٰ داڑھی منڈانا چھوڑ دے

(ماخوذ از مضامین بدر ملت ص ۱۶۲)

[1] جل جلالہ [2] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ [3] [4] رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ [5] [6] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضور بدر ملت خواجہ فلک علم وحکمت

از حضرت علامہ مولانا محمد جلال الدین صاحب قبلہ قادری رضوی نوری مدظلہ العالی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور (اعظم گڑھ)

الحمد للہ رب السمٰوات العلیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ بدر الدجیٰ وعلیٰ مجدد شریعتہ احمد رضا۔ اما بعد

حضرت بدر ملت شہریار علم وفن مفتی الشاہ علامہ مولانا بدر الدین احمد صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات ایک ہمہ گیر شخصیت کا نام ہے وہ علم وعمل کے پیکر مجسم وہ دربار اعلیٰ حضرت ومفتیٔ اعظم کے خیرات علم وفضل اور اکابر کی خدمتوں سے سعادتوں و برکتوں کو حاصل کرکے اصاغر میں فیض عام کرنے والے وہ دنیا اور اس کی رنگینیوں پر شیفتہ نہ ہونے والے وہ حق بیانی وحق رسانی کے ساتھ امن وآشتی کے پیغام دینے والے وہ صولت علمی اور شہرت تقویٰ کے ساتھ خاموش زندگی بسر کرنے والے وہ اپنے استاذ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کی نصیحت "زمین کے اوپر کام اور زمین کے نیچے آرام،، پر عمل کرنے والے وہ سادہ لباس اور زینت علم وعمل کی وجہ سے بہت خوبصورت نظر آنے والے سچے مبلغ مسلک امام احمد رضا تھے۔ ان کی زندگی علماء کی نظر میں اظہر من الشمس ہے اور عوام قرب وجوار بھی آشنا۔ مگر ایسے مرد حق نگر و حق بیاں جس نے اپنی زندگی صرف رضائے الٰہی ومحبت رسول اور اشاعت مذہب حق مسلک اعلیٰحضرت واحقاق حق وابطال باطل میں گزاری۔ ان کا تعارف عوام وخواص قریب وبعید ہر ملک و وطن میں ضروری ہے کیوں کہ ان کی زندگی عوام وعلماء سب کے لیے مشعل راہ ہے اور تصلب دینی ہر حال سے ظاہر عام ازیں قال ہو یا حال ہو۔

حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ سے ناچیز کی ملاقات قلیل رہی ہے۔ دو مرتبہ شرف لقاء سے مشرف ہوا پہلی بار مناظر اہلسنت حضور سیدی مجاہد ملت علیہ الرحمۃ کی نماز جنازہ میں شرکت کے بعد بمبئی میں اور دوسری مرتبہ میرے برادر دینی عاشق اعلیٰ حضرت جناب ڈاکٹر محمد اسلام مرحوم رضوی قادری کے فاتحہ چہلم میں اترولہ ضلع بلرام پور میں جب آپ سے پہلی ملاقات ہوئی حضرت کی صورت دیکھا اور شہر بمبئی مستان تالاب پر مجمع میں لوگ حضرت کے ارد گرد جمع تھے میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں مولانا وارث جمال صاحب نے فرمایا حضرت علامہ بدر الدین احمد صاحب قبلہ ہیں جنھوں نے بہت سی کتابیں تحریر فرمائی ہیں تو میری ارادت میں اضافہ ہوا آپ کی سادگی پر نظر جمی رہ گئی اور سوچنے لگا یہی وہ صاحب ہیں جنھوں نے تعمیر ادب اور فیض المنطق، فیض الادب حصہ اول ودوم اور عروس الادب نیز دیگر بہت سی کتابیں مثلا سوانح اعلیٰحضرت ان میں زیادہ مشہور وغیرہا کتب لکھے ہیں وہ کیا سادہ لباس وزندگی ہے اور زبان پر یہ شعر عربی کا آیا۔

لیس الجمال باثواب تزیننا
ان الجمال جمال العلم والادب

یعنی خوبصورتی ہمارے ان کپڑوں سے نہیں جو ہمیں زینت دیتے ہیں خوبصورتی تو علم و ادب کی خوبصورتی ہے۔

ایک جانب علم و عمل اور تقوی کے ساتھ یہ سادہ زندگی تو دوسری جانب تصلب دینی کا یہ عالم کہ اپنی تقریر و تحریر میں وہابی دیوبندی رافضی قادیانی ہر مرتد و بے دین کی تردید ضروری تھی۔ مسلک اعلیحضرت کے خلاف ایک بات بھی برداشت نہیں فرماتے تھے۔ موقع پرستی کا نام و نشان نہ تھا۔ تعمیر ادب وفیض الادب وفیض المنطق جیسی گراں قدر کتابوں میں جن واقعات اور جملوں کا استعمال کیا اور مثالوں سے مزین کیا اگر حق کا طالب پڑھے اور دیکھے تو ضرور کہے گا کہ حضرت کا مزاج یہ تھا کہ بچے سادہ تختی کی طرح ہوتے ہیں بچپنے میں ہی انہیں ایسے کلمے اور جملے سکھائے اور لکھائے جائیں کہ عقیدہ و ایمان پختہ ہو اور بد مذہبوں سے بیزاری اور دوری قائم رکھے۔ میں نے طالب علمی کے زمانے میں اپنے اساتذہ سے کہتے سنا کچھ بد مذہب حضرت کی خدمت میں آئے اور کہا کہ آپ نے مبتدی طلبہ کے لیے مفید ترین کتابوں کی تصنیف کی ہے مگر ان میں کچھ مثالیں اور جملے دوسری جماعت کے لیے باعث تکلیف ہیں اگر آپ ان جملوں اور مثالوں کو نکال دیں تو ہم آپ کی کتابوں کو داخل نصاب کرلیں گے۔ حضرت نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ اور تم نصاب میں داخل کرو یا نہ کرو میرا مقصد ہی یہی ہے کہ حق کو حق اور باطل کو باطل کہوں۔

ماشاء اللہ! کیا شان حق بیانی ہے اس کا نام ہے الحب فی اللہ والبغض فی اللہ۔ ورنہ اب تو ماحول ایسا ہے کہ چند لقمے اور نوالے میں لوگ صلح کلیت کی باتیں کرنے لگتے ہیں اور مفاد پرستی کے لیے اپنے مسلک کا بھی سودا کر لیتے ہیں۔ راقم الحروف کوئی صحافی نہیں، صاحب قلم نہیں۔ فقط حضرت سے عقیدت و محبت اور حضرت مولانا عبد الصمد صاحب رضوی خلیفہ حضور بدر ملت کے کہنے پر چند کلمات سے خراج عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی اور انہیں الفاظ سے رخصت ہوا۔ خدائے تعالیٰ حضرت بدر ملت و خلیفۂ بدر ملت کی تحریروں سے عوام و خواص کو استفادہ کی توفیق دے۔ آمین۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ تیرے گھر کی نگہبانی کرے۔

اے پاسبان مسلک احمد رضا خاں زندہ باد
انجمن سنیت کی شمع فروزاں زندہ باد!
اپنوں و احباب میں رحمارکی تفسیر ہو۔
رزم باطل کے لیے شمشیر براں زندہ باد
پیش سُنی بس یہی عاجز کہے جائے سدا
بدر ملت مرکب کلک رضا خاں زندہ باد

فقط
محمد جلال الدین قادری رضوی عفی عنہ
۲۵ رجب المرجب ۱۴۲۴ھ

۸۶
۹۲

تصنیفات بدر العلماء

از حضرت مولانا مفتی غلام محی الدین صدیقی رضوی صدر المدرسین مدرسہ اہلسنت غوثیہ بدر العلوم ددناکہ بہرائچ شریف۔ یوپی۔

ہمارے نبی سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئیں گے۔ ہاں دنیا والوں کو ہدایت و رحمت کی روشنی بخشنے کے لیے راہِ باطل سے ہٹا کر راہِ حق دکھانے کے لیے علماءِ دین حق تشریف لاتے رہیں گے۔ جن کی شان میں ارشاد ہوا۔ العلماء ورثۃ الانبیاء (مشکوٰۃ شریف ص۳۴) یعنی علماء دین انبیاءِ کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ اسی مقدس گروہ کے ایک نورانی فرد ہیں۔ بدر العلما محقق دوراں حضرت علامہ شاہ بدر الدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان آپ نے اسلام و سنیت کی بے بہا خدمت فرمائی ہے۔ اور مسلک حق مسلک اعلیحضرت کی سچی ترجمانی فرمائی ہے۔

شہزادۂ اعلیحضرت تاجدار اہلسنت علامہ شاہ مصطفےٰ رضا خاں سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ اور شیر بیشۂ اہلسنت مناظر اعظم ہند علامہ شاہ حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ، آپ ان دونوں بزرگوں کے خلیفہ تھے اور آپ کی نورانی زندگی میں ان دونوں بزرگوں کی مبارک علامتیں نظر آتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ انھیں میں سے ایک عمدہ خوبی یہ بھی تھی کہ آپ عمدہ اور ٹھوس قلم کار تھے۔ آپ کے جملے آپ کے تبصرے بہت جنچے تلے ہوتے تھے۔ آپ نے تقریباً دو درجن کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ جو اپنی مثال آپ ہیں۔

سوانح اعلیحضرت

آپ کی سب سے مشہور ترین کتاب "سوانح اعلیحضرت" ہے۔ جو اپنی مثال آپ ہے۔ دورِ حاضرہ کے محققین کا کہنا ہے کہ سرکار اعلیحضرت کی شخصیت پر حیات اعلیحضرت کے بعد سب سے عظیم تر کتاب سوانح اعلیحضرت ہے۔ حیات اعلیحضرت ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری قدس سرہ الباری خلیفۂ اعلیحضرت کی تصنیف لطیف ہے۔ اور بلاشبہ وہ نہایت جامع تصنیف ہے۔ مگر اس کے علاوہ سرکار اعلیحضرت امام اہلسنت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ القوی کی سوانح عمری پر سینکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ اور لکھی جا رہی ہیں۔ ان معزز کتابوں میں سوانح اعلیحضرت کو ایک امتیازی شان حاصل ہے۔ جماعت اہلسنت

کے مشہور قلم کار اور محقق رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

"موصوف کا قلم اس درجہ محتاط ہے کہ شریعت کے آداب کی نزاکتوں سے ایک لمحہ کے لیے بھی وہ غافل نہیں ہوتا۔ اعلیحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ پر "سوانح اعلیحضرت" کے نام سے حضرت ممدوح کی یہ پہلی کتاب ہے۔ جو قبول عام کی عزت سے سرفراز ہوئی۔ اور ملک ہی نہیں بیرونِ ملک بھی دنیا کے کروروں افراد کو اعلیحضرت کے دینی اور علمی کارناموں اور ان کے عظیم مقام مجد و شرف سے نہایت مؤثر طریقہ پر روشناس کرایا اس کتاب مستطاب کی ثقاہت اور مقامِ اعتبار کا اندازہ لگانے کے لیے یہ واقعہ بہت کافی ہے کہ اعلیحضرت پر لکھنے والے سارے اہلِ قلم نے اسے پورے اعتماد کے ساتھ ماخذ کی حیثیت سے استعمال کیا۔ اور آئندہ بھی جب کوئی اعلیحضرت پر قلم اٹھائے گا تو اس کتاب سے استفادہ کئے بغیر وہ اپنے موضوع کا حق کامل طور پر نہیں ادا کر سکے گا۔ (صلا) (سوانح اعلیحضرت صلا)

ضلع ہزاری باغ بہار کے لکچرار جناب شمیم اختر رضوی صاحب رقم طراز ہیں۔

"یوں تو ملک میں اس موضوع پر صدہا کتب و رسائل کی اشاعت ہو چکی ہے لیکن مخدومی حضرت علامہ بدرالدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی (علیہ الرحمۃ) کی مرتب کردہ سوانح اعلیحضرت اپنے دامن میں ایک خاص ندرت و امتیاز رکھتی ہے۔ حضرت علامہ کا یہ تحقیقی کارنامہ مؤرخین و شیدائیان اسلام کے لیے متاع حیات سے کم نہیں۔ (سوانح اعلیحضرت صد ۲۵)

بلاشبہ مشہور عالم دین و مقالہ نگار حضرت مولانا عبد المبین نعمانی صاحب قبلہ لکھتے ہیں کہ "آپ کی تصانیف نے دنیائے سنیت میں بڑا انقلاب پیدا کیا۔ خصوصاً سوانح اعلیحضرت کہ جب کتب خانہ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی سوانح حیات سے خالی تھا۔ حیات اعلیحضرت چھپ کر مارکیٹ سے غائب ہو چکی تھی۔ اس دور میں آپ نے ایک نرالے انداز سے سوانح لکھ کر سرکار اعلیحضرت کا سچا تعارف کرایا۔ اور بد عقیدہ و گمراہ جماعتوں اور ان کے فاسد عقائد سے قوم کو آگاہ کیا۔ جس سے سرکار اعلیحضرت کی شانِ مجددیت نکھر کر سامنے آگئی۔

(تذکرہ سرکار غوث و خواجہ صد ۳)

بلاشبہ سرکار اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی سیرت مبارکہ میں سیکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ مگر سوانح اعلیحضرت کی چند خصوصیات قابلِ ذکر ہیں۔ اول اس کے شروع میں مصنف علیہ الرحمۃ کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا حکیم ابو البرکات محمد نعیم الدین صدیقی رضوی علیہ الرحمۃ کا عظیم الشان قصیدہ نضر فردوس ہے۔ جو بہت ہی عظیم ہے جس کی مثال نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ اس نورانی قصیدہ پر تبصرہ کے لیے ایک مستقل مضمون چاہیئے۔ اس کا مطلع ہے

اے امام اہلسنت تاجدار علم و فن
خوب کی تجدید ملت تم نے اے سرو چمن

دوم سرکار اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی سے پہلے انگریزوں نے بہت سے مولویوں کو خرید کر نئے نئے فرقے تیار کرا چکے تھے۔ اُن نام نہاد مولویوں کا نام ان کی کتابوں کا نام اور ان کی عبارتوں کے حوالہ سے ان کی بد مذہبی و بے دینی کی خوب وضاحت کی گئی ہے۔

Scanned with CamScanner

مثلاً نام نہاد امیر المومنین، انگریز کا وفادار سپاہی، بانیٔ نیچریت شاعرِ نیچریت، بناوٹی پیغمبر، ناشرِ دہریت، انگریزوں کے جاں نثار علماء۔ برٹش گورنمنٹ کا وظیفہ وغیرہ کے عنوان سے باطل فرقوں کی خوب نقاب کشائی کی گئی ہے۔ اور اس کے بعد ہے مجدد اعظم کی آمد۔ اور الحاد و بے دینی کی کالی گھٹاؤں کا خاتمہ۔

سوم حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے کئی حدیثوں سے اور مولانا نور فرنگی محلی اور استاذ المحدثین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے واقعات سے ثابت کیا ہے کہ سرکار اعلیٰحضرت امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی عادت کریمہ عین اسلام کے مطابق تھی۔ اور بے شک مسلک اعلیٰحضرت ہی مذہب اہلسنت ہے

چہارم سرکار اعلیٰحضرت نے فتنۂ وہابیت کی بیخ کنی اور سرکوبی پر اتنی کوشش کیوں فرمائی۔ حضرت مصنف نے تفصیل سے اس کی وجہ بتائی ہے۔

پنجم اس کتاب میں فرضیت تکفیر کے مسئلہ پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ اور دیوبندی کتاب اشد العذاب مصنفہ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند کے حوالہ سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ اسی طرح کافر کو مسلمان کہنے والا بھی کافر ہے۔

اسی موقع پر ان صلح کلیوں اور مکاروں کی جعل سازی بے نقاب ہوتی ہے جو سرکار اعلیٰحضرت پر یہ جھوٹا الزام لگاتے ہیں کہ انھوں نے مسلمانوں کو کافر کہا ہے۔ حالاں کہ سرکار اعلیٰحضرت نے مسلمانوں کو ہرگز کافر نہیں کہا ہے۔ بلکہ گستاخانِ رسول کو کافر کہا ہے

ششم۔ پھر مسلمانوں کو کافر کہنے والا کون ہے تو مصنف علیہ الرحمۃ نے دلائل کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ مکفر المسلمین ابن عبدالوہاب نجدی ہے۔ دوسرا مکفر المسلمین مولوی اسمٰعیل دہلوی ہے۔ تیسرا المکفر المسلمین مولوی رشید گنگوہی ہے۔ چوتھا مکفر المسلمین مولوی اشرفعلی تھانوی ہے۔

ہفتم۔ جب سرکار اعلیٰحضرت عاشق رسول امام احمد رضا بریلوی مکہ شریف اور مدینہ شریف دوبارہ حاضر ہوئے ہیں۔

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے
(امام احمد رضا)

اس نورانی سفر کے تذکرہ میں درج ذیل عنوانات پر آپ نے خامہ فرسائی فرمائی ہے۔

حرمین مقدس میں دوبارہ حاضری۔ دولت مکیہ شاہِ حجاز کا دربار پر وقار، حسام الحرمین پر علماء کی تقریظات۔ سرکار اعظم مدینہ طیبہ کو روانگی اعلیٰحضرت علمائے مدینہ طیبہ کی جھرمٹ میں۔ وغیرہ وغیرہ

سوانح اعلیٰحضرت میں دیگر کئی عنوانات پر حضرت مصنف نے سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ جو یقیناً قابل مطالعہ ہے۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا کو کتنے فنون میں مہارت تھی۔ اس کا بھی تذکرہ ہے۔

۲ **نورانی گلدستہ:۔** یہ کسی مخصوص موضوع پر نہیں ہے۔ بلکہ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے اپنے چند اہم مضامین کو مرتب فرماکر شائع فرمایا تھا۔ پہلا موضوع دین کا ستون ہے۔ اس میں نماز کی پابندی کرنے والوں کے فضائل اور خصوصیت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے والوں پر وعید کا بیان ہے۔ اور اشد ضروری

Scanned with CamScanner

تنبیہ کے ساتھ کی سرخی کے ساتھ اس مسئلہ کا ذکر ہے کہ وہابی دیوبندی، نیچری، رافضی کے پیچھے سنی مسلمان کی نماز نہیں ہوتی ہے۔ جو سنی ان بد دینوں کے پیچھے نماز پڑھے گا اس کی نماز بھی نہیں ہوگی۔ اور گنہگار بھی ہوگا۔

دوسرا موضوع اسلام کا شعارِ عظیم۔
اس میں داڑھی کے موضوع پر بہت نفیس بحث قابلِ مطالعہ ہے۔ داڑھی منڈوں کو ضرور پڑھنا چاہئے اور داڑھی رکھنے والے بھی پڑھ کر خوب محظوظ ہوتے ہیں۔ تیسرا موضوع قضائے عمری ہے۔ اس کے ذیل میں حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ اس گئے گذرے زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جو پہلے غفلت کا شکار تھے نماز نہیں پڑھتے تھے پھر اچھوں کی صحبت و سنگت سے متأثر ہو کر نماز کے پابند ہو گئے۔ جس مسلمان کے ذمہ قضا نمازیں باقی ہیں اس پر جہاں یہ فرض ہے کہ وہ اپنی وقتی نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرتا رہے۔ وہیں یہ بھی فرض ہے کہ وہ بالغ ہونے کے وقت سے نمازی ہونے تک اس بیچ میں جتنی نمازیں قضا ہو چکی ہیں انھیں بھی حسبِ موقع پڑھتا رہے۔ اور پھر مصنف نے تفصیل سے اس کا طریقہ بیان کیا ہے۔ اور تحقیق کے مسائل بھی ذکر کیا ہے

چوتھا موضوع۔ آستانۂ دہلی کی عجیب رفتار
شہر دہلی سے نکلنے والے ماہنامہ آستانہ کے خلافِ شرع حرکتوں پر شرعی تنقید کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں مشہور شاعر ڈاکٹر اقبال کے تعلق سے ایک معلومات افزا فتوں کی تلخیص بھی پیش کی گئی ہے۔

پانچواں موضوع ہے۔ صالح معاشرہ کو ڈسنے والے دو ناگ سینما اور ریڈیو۔ اس مضمون میں کس کا بیان ہے وہ نام ہی سے ظاہر ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہر مسلمان کو ان ناگوں سے محفوظ فرمائے۔

چھٹواں موضوع نماز کی کنجی کیا ہے؟ اس کتاب کا یہ آخری عنوان ہے۔ جو یقیناً بڑا قیمتی عنوان اور یقیناً قابلِ مطالعہ اور قابلِ یادداشت ہے۔ متعدد احادیثِ کریمہ اور فقہ حنفی کی مشہور و معتبر کتابوں اولیاء کرام کے عمدہ واقعات سے یہ عنوان بھرا ہوا ہے۔ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ وضو کے متعلق فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے وضو میں دو اثر رکھا ہے۔ ایک ظاہری جو محسوس ہے آنکھ سے دیکھا جاتا ہے۔ دوسرا باطنی جو غیب ہے۔ وضو کا ظاہری اثر یہ ہے کہ بدن کے میل کچیل اور گھن والی چیزیں اس کے ذریعہ دھل جاتی ہیں۔ اور جسم کا اتنا حصہ صاف ستھرا ہو جاتا ہے۔ اور وضو کا باطنی اثر یہ ہے کہ اس کے پانی سے ہاتھ منہ ناک سر آنکھ ناخن کے گناہ بھی دھل جاتے ہیں۔ وضو کا پانی جہاں بدن کے میل گرد و غبار کو زائل کرتا ہے وہیں گناہوں کی نجاست اور گندگی بھی دور کرتا ہے۔ اس مضمون میں دلائل کی روشنی میں آپ نے سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علمِ غیب کا اثبات بھی کیا ہے۔ اور آخر میں وضو کا مسنون طریقہ بھی نقل فرمایا ہے۔

۳۔ **تحقیقی جواب** :۔ موضع دو بھریا ضلع بستی۔ (سدھارتھ نگر) کے مولوی طاہر سلفی (وہابی) نے حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پانچ سوالات بھیجے تھے۔ حضرت مصنف نے نہایت تحقیقی جوابات لکھے۔ اور طاہر سلفی کو بھیجا گیا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت مصنف نے ایک سو دس قاہر سوالات قائم فرمائے۔ جن کا جواب وہابی فرزندوں سے ممکن نہیں۔ آج بھی

Scanned with CamScanner

حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کے سوالات لاجواب ہیں۔ تحقیقی جواب میں مطبوعہ ہیں۔ پوری کتاب تقریباً ستر صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔

۴- عطیۂ ربانی در مقالۂ نورانی۔ آپ کا یہ مبارک رسالہ اس موضوع پر ہے کہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں کلماتِ تصغیر کا استعمال جائز نہیں ہے۔ آپ نے آیاتِ قرآنیہ احادیثِ نبویہ پیش فرماکر عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اجاگر کیا ہے۔ اور امام اہلسنت امام احمد رضا بریلوی کی مشہور عربی تصنیف المعتمد المستند کے حوالہ سے اپنے موقف کو مبرہن کیا ہے کہ۔ آپ نے اس رسالہ میں اردو نعت شریف کی چند کتابوں کے اشعار بھی پیش کرکے ان کے نامناسب اشعار بھی لکھے ہیں۔ مثلاً عرش کا جلوہ نغمۂ بیکل، پیامِ مسرت، نور کی برکھا۔ مہمانِ عرش نورِ مجسم، بہارِ طیبہ، صہبائے نور، جذبۂ سلطان، کلامِ روشن،

آخر کتاب میں حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے ایک دوسرا مسئلہ پیش کیا ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یا حرفِ ندا لگانا حرام ہے۔ یعنی یا محمد کہنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ یارسول اللہ یا حبیب اللہ کہنا چاہئے۔ حضرت مصنف نے اپنے موقف پر قرآن عظیم کی آیت کریمہ پیش کی ہے۔ اور پھر امام اہلسنت کی عظیم تصنیف المعتمد المستند اور حضور صدر الشریعہ کی بہار شریعت کے حوالہ سے بھی اپنے موقف کو مدلل کیا ہے۔ اور پھر ان اشعار کو بھی پیش کیا ہے جن میں اردو شعراء نے غلطی کی ہے۔

۵- تذکرۂ سرکار غوث وخواجہ مع نورانی فتویٰ۔ یہ چالیس صفحہ کا ایک رسالہ ہے جس کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ شہنشاہ بغداد سردار اولیاء کرام سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شہنشاہ ہندوستان سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرتِ طیبہ پر مختصر مضمون ہے۔ اور پھر نورانی فتویٰ ہے۔ سوال یہ ہے کہ (۱) کیا دیوبندی امام کے پیچھے نماز ادا ہوتی ہے۔ (۲) دیوبندی عقیدہ رکھنے والوں کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے۔! (۳) اگر اہلِ سنت اپنی الگ جماعت کریں اور اسی مسجد میں دیوبندی دوسری جماعت کریں تو دو جماعت کرنے میں کوئی حرج ہے۔ پہلے سوال کا جواب ہے نماز نہیں ہوتا ہے۔ دوسرے کا جواب ہے دیوبندی کا ذبیحہ مردار کے حکم میں ہے۔ تیسرے کا جواب جماعت اولیٰ صرف سنیوں کی جماعت ہے۔

جواب لکھنے والے شارح بخاری عظیم مفتی علامہ مفتی شریف الحق امجدی ہیں (علیہ الرحمۃ والرضوان) جو اس وقت انوار القرآن بلرام پور کے شیخ الحدیث تھے۔ اور تصدیق کرنے والوں میں مرجع الفتاویٰ تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیحضرت سرکار مفتی اعظم ہند ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلالۃ العلم حضور حافظ ملت بھی ہیں اور تقریباً ۵، علماء کرام کی تصدیقات ہیں۔ جن میں اکثر بلند منصب پر فائز ہیں۔ اور پھر مصنف نے استفتاء کا سبب لکھا ہے۔ اور ضروری معلومات کے عنوان سے بڑا قیمتی اور معلومات افزا ایک مضمون لکھا ہے۔

Scanned with CamScanner

نورانی فتوی :- پانچ چھ مرتبہ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کی کاوشوں سے اشتہار کی شکل میں بھی شائع ہوا ہے۔ اور اب بھی شائع کرنے کی ضرورت ہے۔

(۶) **الجواب المتین عن سوال محمد امین**

موضع شسھنیاں علاقہ پچپڑوا باز ار گونڈہ (اب ضلع بلرام پور ہے) کی مسجد میں ایک بار حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے لکڑی کی کرسی پر بیٹھ کر خطاب فرمایا تھا۔ محمد امین نام کے ایک صاحب معترض ہوئے تھے۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے جواب میں ایک رسالہ تحریر فرمایا اور شرعی دلیلوں سے ثابت فرمایا کہ ایسا کرنا جائز ہے۔

اظہار حق :- دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف کے قریب ایک مقام کرہی ہے جو وہابیوں کا مشہور گاؤں ہے۔ وہیں کے کچھ وہابیوں نے خطوط بھیجے تھے۔ مصنف و دیگر مدرسین کی تحریر پہلے اردو میں ہے اور پھر عربی میں ہے۔ یہ کتاب مناظرہ کے موضوع پر ہے۔

(۸) **تعمیر ادب** :- حضرت علامہ شاہ بدر الدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی عمدہ اور بیش بہا کتابوں میں تعمیر ادب ایک عظیم و مفید کتاب ہے۔ قاعدہ کے علاوہ اس کتاب کے پانچ حصے ہیں یہ کتاب حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے مکتب کے بچوں کے لیے لکھی تھی۔ مگر بچوں کے علاوہ بوڑھے اور جوان بھی اس سے مستفیض ہوتے ہیں۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ مکتب کے بچے دوسرے فرقوں کی لکھی ہوئی کتابوں سے بے نیاز ہو گئے۔ مکتب کے بچے تعمیر ادب پڑھ کر خوبصورت اور آسان مذہبی جملوں سے آشنا ہو جاتے ہیں۔ اور آزاد و صلح کلی جملوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ تعمیر ادب حصہ اول کے مذہبی جملے پڑھیے۔ وضو بنا۔ پانی نہ بہاؤ۔ رب کو نہ بھول۔ جھوٹ نہ بول، ناچ نہ دیکھ۔ گالی نہ بک۔ توبہ سے نہ بھاگ۔ حج کو جاؤ۔ خدا یا رب برکت دے۔ کا حکم مانو۔ حق پر جم جاؤ۔ ماں باپ کی خدمت میں رہ۔ دین کی بات پر چل۔ موذی آدمی سے بچو۔ لید اور گوبر ناپاک ہے۔ کاغذ کا ادب کر۔ ادھر ادھر مت گھوم۔ گانا بجانا جائز نہیں۔ علم حاصل کرتا رہ۔ ظاہر اور باطن ایک طرح رکھ۔ قرآن کا ادب فرض ہے۔ صرف خدا کو سجدہ کر۔ اور کسی کو سجدہ سخت گناہ ہے۔ بے دین سے الگ رہو، مسجد خدا کا گھر ہے۔ مدرسہ جانے میں ناغہ مت کر۔ خوب محنت سے پڑھو۔ مریم بڑی نیک ہے۔ نماز کی پابند ہے۔ ہمارا دین حق ہے۔ حضرت ہم کو پڑھائیے۔ پیارے نبی کا حکم مان۔ رسول پاک پر درود پڑھ۔

چھوٹے بچے ابھی مکتب میں آنے لگے ہیں مگر ناشر اہلسنت حضرت مصنف علیہ الرحمۃ ابھی سے ان کے ذہن میں مذہب اسلام کی حقانیت۔ خدائے وحدہ لاشریک لہ کی صداقت کس طرح بٹھاتے ہیں۔ چند جملے پڑھیے۔ "اللہ پاک سچا ہے۔ خالد پکا سنی ہے۔ سلام کرنا سنت ہے۔ جنت حق ہے۔ قیامت کو حق مان۔ شراب شرعاً نجس ہے۔ اذان سن کر فوراً نماز کو چلو۔ جو قصداً نماز نہ پڑھے وہ فاسق ہے۔ داڑھی منڈانا شرعاً حرام ہے۔ جہنم کا عذاب بہت کڑا ہے

Scanned with CamScanner

ایمان والا یقیناً جنتی ہے۔ یہ تعمیر ادب کا پہلا حصّہ ہے۔ مگر کتنی قیمتی بات لکھے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ کا نام لینا ہو تو اللہ پاک یا اللہ تعالیٰ یا خدائے پاک کہا کرو۔ خبردار! اللہ میاں ہرگز نہ کہو۔ چھوٹے بچوں کو کس طرح سُنیت کی نورانی بات سکھاتے ہیں۔ صرف سنی مذہب کے مطابق اپنا عقیدہ رکھو۔ یا نبی سلام علیك پڑھو۔ پہلے ہی حصّہ میں یہ بھی لکھا ہے "رحمٰن، منّان۔ یہ سب خاص اللہ تعالیٰ کے نام ہیں۔ ان سب ناموں کا ادب ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ان میں کا کوئی نام کسی انسان کے لیے بولنا حلال نہیں۔ اگر کسی شخص کا نام عبدالرحمٰن ہو تو خبردار کبھی اس کو رحمٰن نہ کہنا۔ بلکہ ہمیشہ عبدالرحمٰن ہی کہنا اللہ تعالیٰ کو بھگوان پرماتما، پربھو، ایشور کہنا جائز نہیں۔

تعمیر ادب کا دوسرا حصّہ ہے۔ چھوٹے بچوں کی عمر کے مطابق آسان اور سلیس جملوں میں مسائل اسلامیہ کا بیان ہے۔ اسی میں ص۹ میں ہے۔ پیارے نبی کا جب نام لینا ہو تو یوں کہو سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یا اس طرح کہو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ جب دوسرے آدمی سے ہمارے سرکار کا نام سنو تو فوراً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھو۔ بعض لوگ ہمارے سرکار کو محمد صاحب کہتے ہیں ایسے لوگ گنوار ہیں نہیں جانتے کہ سرکار کا نام کس طرح لیا جاتا ہے تمہیں ایسے لوگ ملیں تو انھیں سمجھاؤ اور سرکار کا نام لینے کا ڈھنگ بتاؤ۔ ص۱۶ پر ہے۔ پیارے بچو قرآن پڑھنا سیکھو روزانہ اس کی تلاوت کیا کرو۔ جس طرح بدن کا میل پانی سے چھوٹتا ہے یوں ہی دل کا میل قرآن کی تلاوت سے دُھلتا ہے۔ اس حصّہ میں سرکار اعلیحضرت کی بنائی ہوئی دو نعت شریف بھی شامل ہے۔ اس کے بعد تعمیر ادب سوم ہے۔ اس حصّہ کے ص۲۴ پر ہے۔

پیارے بچو! تم لوگ بھی غلام رسول کا ڈھنگ سیکھو۔ جب سونے کے لیے بستر پر جاؤ تو یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم پڑھتے پڑھتے سوجاؤ۔ پھر سویرے اٹھو تو جاگتے ہی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھو۔ اس کے بعد گھر والوں کو سلام کرو۔ ہمیشہ سچ بولو۔ جھوٹ نے بچو۔ پڑھنے سے جان نہ چُراؤ۔ ماں باپ کا حکم مانو۔ بسم اللہ کرکے کھانا کھاؤ اور پانی پیو۔ کھا پی کر الحمد للہ کہو۔ اسی حصّہ میں ہجری سنہ کے عنوان سے حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے ایک ایمانی و نورانی مضمون لکھا ہے۔ اسی مضمون میں ص۶ پر لکھتے ہیں

بچو! ایک بہت بڑے صدمے کی بات یہ ہے کہ آج کل نام کے مسلمان بہت زیادہ ہوگئے ہیں۔ لیکن کام کے مسلمان بہت کم ہیں۔ چنانچہ اس زمانہ کے بہتیرے مسلمانوں نے اسلامی مہینہ اور ہجری سنہ کا لکھنا اور یاد رکھنا ہی چھوڑ رکھا ہے۔ یہ لوگ انگریزی مہینے اور سال تو طوطوں کی طرح خوب رٹے رہتے ہیں اور جب تاریخ و سنہ لکھنے کی ضرورت پیش آتی ہے تو انگریزی مہینہ اور سال لکھا کرتے ہیں۔ لیکن اسلامی اور ہجری سنہ تو انھیں یاد ہی نہیں تو پھر لکھیں کیا خاک؟ بھلا سوچو تو سہی کہ جب آج کل کے مسلمانوں کو اپنے کاغذات، تحریروں اور رجسٹروں میں اسلامی تاریخ و سنہ لکھنا گوارا نہیں تو پیارے اسلام کی زندگی کے لیے اور کچھ کیا

کر سکتے ہیں۔

اس حصہ میں بھی کیسی عمدہ اور بہترین نعت شریف شامل ہے۔ اس کے بعد تعمیر ادب چہارم ہے۔ اب طلبہ کا ذہنی معیار قدرے بلند ہو چکا ہے۔ چوتھے درجے میں وہ پہونچ چکے ہیں۔ اس لیے مضامین بھی قدرے بلند لکھے گئے ہیں۔ ہندوستان کے عنوان سے ایک اچھا مضمون ہے۔ اور اس میں ہندوستان کا نقشہ بھی پیش کیا گیا ہے۔ آسمان کے عنوان سے بھی ایک قیمتی مضمون رکھا گیا ہے۔ بڑا اعظم کے عنوان سے ایک معلوماتی مضمون ہے۔ سچ کی برکت کے عنوان سے سرکار غوث اعظم رضی المولی تعالی عنہ کے مبارک حالات بھی بیان کیے گئے ہیں۔ اس حصہ میں بھی کئی بہترین نعت شریف ہیں اور بارگاہِ غوثیت میں منقبت ہے۔ اور حضرت مولائے کائنات علی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ کی ایک منظوم کرامت بھی ہے۔

تعمیر ادب پنجم :۔ یہ آخری حصہ ہے۔ اب بچوں کے مکتب کی تعلیم ختم ہونے والی ہے۔ اس لیے اس حصہ میں بھرپور ان کی ذہنی تعمیر کی کوشش کی گئی ہے۔ درجۂ پنجم پڑھنے کے بعد بہت کم طلبہ عالم دین بنتے ہیں۔ ان میں اکثر کاروبار میں لگ جاتے ہیں یا دنیاوی تعلیم حاصل کرنے لگتے ہیں۔ اس لیے حضرت مبلغ سنیت مصنف علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس حصہ میں سُنّی اور دیوبندی میں فرق بھی واضح کیا ہے۔

قومی مسلمان کے عنوان سے دو تفصیلی مضمون آپ نے لکھا ہے اور غلام غوث و غلام نبی نام کے دو طالب علموں کا پر لطف اور دلکش مکالمہ تحریر فرمایا ہے۔ وہابی نیچری، رافضی، قادیانی، صلح کلی دہریہ فرقوں کے ناپاک عقائد اور ان باطل فرقوں کے نام، ان کی کتابوں کے نام ان کے مشہور مولویوں کے نام بھی درج کیے گئے ہیں۔ جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت کے پُر فریب مکر کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ غلام غوث کا آخری سوال یہ ہے "وہابیوں کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے"۔ اب ذرا غلام نبی کا معلومات افزا جواب سنیے "وہابی لوگ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کرنے اور گستاخی لکھنے کے سبب بے دین ہیں۔ اس لیے شرع کے رو سے ان کو سلام کرنا ان سے مصافحہ کرنا ان کے یہاں شادی بیاہ کا رشتہ قائم کرنا جائز نہیں۔ ان کا ذبح کیا ہوا جانور مردار ہے جس کا گوشت کھانا جائز نہیں۔ ان سے میل جول دوستی محبت کرنا حرام ہے۔ ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں۔ الخ۔

تعمیر ادب کے اس آخری حصہ کے چند مذہبی عنوان سنیے۔ کروروں درود، نور محمدی، اہلسنت و جماعت، حقوق الہی۔ حضرت اورنگ زیب غازی نور محمدی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ظہور۔ سرکار فاروق اعظم۔ سرکار ذو النورین۔ حضرت شیر خدا کی نسل مقدس۔ حضرت امام حسن۔ حضرت امام حسین۔ سرکار غوث اعظم۔ سرکار غازی میاں۔ سرکار غریب نواز سرکار مخدوم اشرف۔ اس کتاب کا آخری عنوان سرکار اعلیحضرت رضی اللہ تعالی عنہ۔ ہے۔ اس عنوان کے چند ایمان افروز جملے پڑھئے۔ آپ نے دین و شریعت کی حمایت میں ان سب گمراہ گروہوں سے جو مکھیا لڑائی

رڈ کر سب کے دانت کھٹے کر دیئے۔ اور حق و باطل کو
خوب واضح کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا۔
جب وہابیوں اور دیوبندیوں نے سرکار مصطفےٰ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور توہین کتابوں میں
لکھ کر شائع کی اور مسلمانوں کا ایمان بگاڑنا شروع
کیا تو آپ نے اٹل پہاڑ کی طرح جم کر سرکار مصطفےٰ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کا پرچم لہرایا اور مسلمانوں کو
سرکار کی محبت و تعظیم کا سبق دیا۔ اور گستاخ ملاؤں
کو لوہے کے چنے چبوا دیئے۔

مضامین بدر ملت :- یہ کتاب حضرت مصنف
علیہ الرحمۃ کی زندگی میں نہیں مرتب ہوئی تھی بلکہ حضرت
کے وصال کے بعد آپ کے شاگرد و خلیفہ حضرت مولانا صوفی
عبدالصمد صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے حضرت کے تحریر
فرمودہ مضامین کو یکجا کیا بالخصوص وہ مضامین جو آپ
نے مدرسہ غوثیہ بڑھیا ضلع بستی (سدھارتھ نگر) کے
سالانہ روداد میں تحریر فرمائے تھے۔ یکجا کیا گیا۔ اور عمدہ
کتاب کی شکل میں شائع کیا گیا۔ جو بہت مفید اور ایمان افروز
ہے۔ اس کتاب کا ہر مضمون انتہائی قابل مطالعہ اور
قابل سماع ہے۔ جن پر تبصرہ باعث تطویل ہے۔ صرف
اہم عنوانات کے نام درج کیے جاتے ہیں۔ جسے شوق ہو
وہ اصل کتاب کے مطالعہ سے فائدہ حاصل کر لے۔

(۱) قہر الٰہی سے نجات کا راستہ۔ (۲) خبیث العقائد
نمازیوں کا مسجد نبوی سے اخراج۔ (۳) خوش عقیدہ
مسلمانوں کے لیے ضروری ہدایات۔ (۴) مناظرہ چوکھڑا۔
(ایک اہم یادداشت) (۵) تبرکات اشرفیہ (۶) داڑھی
اور کیرلا ہائی کورٹ (۷) مسلم پرسنل لا پر بھرپور حملہ۔
(۸) تاریخی بابری مسجد اجودھیا۔ (۹) نماز اور لاؤڈ اسپیکر
(۱۰) حضور مجاہد ملت کی فتح عظیم۔ (۱۱) مولانا کی کلائی
میں کنگن (۱۲) سعود و یہود کا اتفاق۔ اس کے علاوہ
دیگر قیمتی مضامین بھی شامل کتاب ہیں۔ جو یقیناً مفید تر
اور ایمان افروز ہیں۔

(۱۰) **مکتوبات بدر ملت** :- یہ کتاب بھی حضرت
مولانا صوفی عبدالصمد صاحب قبلہ تلمیذ و خلیفہ مصنف
علیہ الرحمۃ کی ترتیب ہے۔ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کے
مکتوبات کا مجموعہ ہے۔ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کو خط
لکھنے کا ملکہ حاصل تھا۔ آپ کے نورانی خطوط وعظ و تبلیغ
پند و نصیحت کا مجموعہ ہوتے تھے۔ چند خطوط کے چند
نورانی جملے لکھنے سے مزید تشنگی بڑھے گی۔ آپ کا ہر مکتوب نرالے
انداز کا ہے۔ اور مسائل شریعت راز ہائے طریقت سے
بھرپور ہے۔ اور جگہ جگہ سرکار اعلیٰحضرت اور سرکار غوث
اعظم کا ذکر پاک ہے۔ مکتوبات بدر ملت حاصل کیجیے اور
دل کی لگی تشنگی بجھائیے۔

(۱۱) **جواہر المنطق** :- یہ کتاب فن منطق کے
موضوع پر ہے۔ امام غزالی کا فرمان ہے۔ المنطق
معیار العلم منطق علم کا معیار ہے۔ سرکار اعلیٰحضرت
نے بھی اپنی تصنیفات میں کہیں کہیں منطقی بحث فرمائی ہے
حضرت مصنف علیہ الرحمۃ اشاعت سنیت اور رد وہابیت
پر بھرپور توجہ دیتے ہیں۔ اپنی اس کتاب میں بھی اس
بات کا خیال رکھتے ہیں۔ قضایا کی بحث کے بعد آپ نے
ایک عنوان لکھا ہے۔ "مسئلہ امکان کذب الٰہی کا
بطلان"۔ اور پھر آپ نے مولوی رشید گنگوہی کی براہین
قاطعہ والی عبارت کا رد فرمایا ہے۔ اور اس کا بطلان
واضح فرمایا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں۔
عزیز بچو! درمیان درس میں بظاہر یہ گفتگو تمہیں

اجنبی محسوس ہوتی ہوگی۔ لیکن حقیقت کی نگاہ میں یہ گفتگو بے موقع نہیں ہے۔ کیوں کہ جب اس زمانہ میں امکانِ کذبِ الٰہی کے قائل پیدا ہو چکے ہیں۔ اور تم نے موجہات میں قضیۂ ضروریہ مطلقہ ممکنہ عامہ ممکنہ خاصہ کی بحث ابھی تازہ پڑھی ہے تو ضرورت تھی کہ ان قضایا کی روشنی میں مسئلۂ امکانِ کذب کا فساد ظاہر کیا جائے۔ لگ بھگ ۱۹۷۳ء یا اس کے قریب جب حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فیض الرسول براؤں شریف کے صدر المدرسین تھے اور الہ آباد بورڈ کے رجسٹرار ابوذر مانی صاحب تھے— رجسٹرار نے کہلوایا کہ اگر مصنف اِس ایک صفحہ کو (مسئلہ امکانِ کذبِ الٰہی کا بطلان) کتاب سے نکال دیں تو ہم اس کتاب کو بورڈ کے نصاب میں داخل کر دیں گے لیکن حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے رجسٹرار کے اس غلط مطالبہ کو تسلیم نہیں کیا۔ کیوں کہ حضرت علیہ الرحمۃ سچے سنی عالم دین وارث علوم نبوت تھے۔ سنیت کی اشاعت کرنا اور باطل فرقوں کا رد کرنا سنی عالم دین کی پہچان ہوتی ہے۔

(۱۲) الجوابُ النورانی عن سوالِ الهمدانی

حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کا یہ مختصر رسالہ ہے۔ سوال کرنے والے مشہور قلم کار علامہ عبد الستار ہمدانی ہیں۔ ایک کتاب آداب سالک کے متعلق سوال ہے کہ اس کتاب میں فتاویٰ مسلم گجرات (گجراتی زبان) دیوبندی کتاب کے حوالے ہیں۔ تو آداب سالک پڑھنا کیسا ہے؟ حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کا تفصیلی جواب معلوم کرنے کے لیے اس رسالہ کا مطالعہ کیجئے۔

۱۳ فیضُ الادب حصۂ اوّل حصۂ دُوم۔

آپ نے یہ کتاب لکھ کر سنی طلبہ کو باطل فرقوں کی کتابیں پڑھنے سے بچا لیا۔ پہلے حصہ پر تقریظ لکھتے ہوئے حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں فیض الادب مبتدی طلبہ کے لیے بہت ہی مفید اور طلبہ کی ادبی استعداد میں معین ہے۔ اس کا پڑھنے والا اردو سے عربی اور عربی سے اردو ترجمہ پر جلد قابو پا سکتا ہے۔ اسی حصہ کے آخر میں الحدیث النبوی ہے جسے مصنف نے اکابر علماء اسلام و محدثین فخام کے حوالوں سے مزین فرمایا ہے۔ دوسرا حصہ انتہائی مفید تر اور جگہ جگہ قرآنی آیتوں سے پُر ہے۔ جو یقیناً بہت ہی قابل قدر ہے۔ خود حضرت مصنف علیہ الرحمۃ اور آپ کے فرماں بردار تلامذہ ترکیب کے ساتھ فیض الادب پڑھاتے ہیں۔ جس سے طلبہ اچھی استعداد والے ہو جاتے ہیں۔ اب توفیق الادب کی ترکیب بتانے والی دو تین شرحیں نکل چکی ہیں۔ فیض الادب دوم میں عربی سے اردو اور اردو سے عربی کا طریقہ بھی ہے۔ اور نحو کے ضروری قواعد بھی لکھے گئے ہیں۔ جس سے طلبہ کو بہت آسانی ہو جاتی ہے۔ اور عربی زبان میں درج ذیل بزرگوں کی سیرت پر عمدہ مقالے بھی ہیں جس سے طلبہ کو معلومات افزا تاریخ بھی معلوم ہوتی ہے۔ اور عربی زبان میں مہارت بھی المناظرۃ سیدنا السالار مسعود غازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا الغوث الاعظم الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الامام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ حافظ الملۃ والدین مؤسس الجامعۃ الاشرفیہ قدس اللہ سرہ العزیز

(۱۴) تلخیصُ الاعراب۔

فن نحو کی مشہور کتاب نحو میر میں وجوہِ اعراب کے اعتبار سے اسم متمکن کی سولہ قسمیں کی گئی ہیں۔ مصنف نے اپنی اس کتاب انھیں

انھیں سولہ قسموں کی بہترین اور معلومات افزا وضاحت کی ہے۔ جو مدارس عربیہ کے طلبہ کے لیے بہت ہی نافع اور مفید تر ہے۔ اس بحث کے بعد مصنف نے امور ضروریہ نافعہ اور اجرا، اعراب کی مشق کے عنوان سے فن نحو کے دو بہترین نفع بخش مضامین لکھے ہیں جو یقیناً سوال و جواب کے طرز پر ہیں۔ اور بہت سے نادر کلمات کے متعلق سوال کر کے ان کے جوابات سے طلبہ کو روشناس کرایا گیا ہے جو یقیناً مدارس عربیہ کے طلبہ کے لیے بیش بہا جواہرات سے کم نہیں۔ ایک سوال ہے۔ موسیٰ منصرف ہے یا غیر منصرف۔ ایک دوسرا سوال ہے اَیدِی یَدٌ کی جمع مکسر ہے۔ مگر قرآن عظیم کی فلاں فلاں آیتوں میں اس پر جمع مکسر منصرف کا اعراب کیوں نہیں آیا۔

(۱۵) **عروس الادب** :۔ درجات عربی کے ابتدائی طلبہ کے لیے عمدہ کتاب ہے جب سے یہ کتاب لکھی گئی ہے بہت سے سنی مدارس میں داخل نصاب ہے اس کے پڑھ لینے سے میزان الصرف پڑھنے میں جو کہ فارسی زبان میں ہے بڑی آسانی ہوتی ہے۔ نیز نحو و صرف کے ابتدائی مسائل معلوم ہو جاتے ہیں۔ اور ترکیب کا بھی ڈھنگ پیدا ہو جاتا ہے۔

(۱۶) **تعمیر قواعد** :۔ اول دوم :۔ درجات مکاتب کے طلبہ کو قواعد اردو سکھانے کے لیے یہ کتاب لکھی گئی۔ اس موضوع پر اردو قواعد کی دیگر نقصان دہ کتابیں تھیں۔ ان کتابوں سے نجات دلانے اور نفع بخش قواعد بچوں کو سکھانے کے لیے یہ کتاب وجود میں آئی۔ پہلے حصہ پر لکھا ہوا ہے۔ مکاتب کے درجہ چہارم کے لیے۔ اور دوسرے حصہ پر مرقوم ہے۔ درجہ پنجم کے لیے۔ دوسرے حصہ میں کلمۂ استفہام، حرف ندا فعل ناقص، اسم مبیّن، اسم شرط وغیرہ کا ذکر کر کے مصنف علیہ الرحمۃ نے اسے نافع تر بنا دیا ہے۔

مدارس اسلامیہ میں فارسی کی پہلی اور دوسری کے ساتھ بھی یہ کتاب پڑھائی جاتی ہے۔ اور ابتدائی درجات کے طلبہ کے لئے بہت نفع بخش ہوتی ہے۔ مسلمان لڑکوں کے لیے مدارس اسلامیہ کا قیام خوب ہوا مگر مسلمان لڑکیوں کے لیے مذہبی تعلیم کے لیے مدارس کی بہت کمی تھی۔ الحمد للہ! کہ علم دوست حضرات کی توجہ اس طرف بھی ہوئی ہے۔ اور لڑکیوں کی مذہبی تعلیم کے لیے کئی ادارے قائم ہو چکے ہیں۔ ان علم دوستوں کو چاہیے کہ تعمیر قواعد جیسی اہم کتابوں کو اپنے نصاب تعلیم میں ضرور شامل کریں۔ مولیٰ تعالیٰ جل شانہٗ اپنے حبیب علیہ الصلاۃ والتسلیم کے طفیل حضرت مصنف علیہ الرحمۃ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

خدا و رسول کی محبت زیادہ ہونے کا عمل

عرض :۔ خدا و رسول عزجلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کس طرح دل میں پیدا ہو۔

ارشاد :۔ تلاوت قرآن مجید اور درود شریف کی کثرت اور نعت شریف کے صحیح اشعار خوش الحانوں سے بکثرت سنے۔ اور اللہ و رسول کی نعمتوں اور رحمتوں میں جو اس پر ہیں غور کریں (ملفوظات حصہ اول ص۱) جو شخص اپنے نفس کا معلم نہیں ہو سکتا وہ دوسروں کا کیسے ہو گا۔ (سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سچائی ایک ایسا لباس ہے کہ جو کبھی میلا نہیں ہو سکتا (سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

Scanned with CamScanner

مدارس اسلامیہ پر بدر ملت کا احسان عظیم

از: حضرت علامہ مولانا مفتی ولی محمد صاحب قبلہ رضوی مدظلہ العالی صدر سنی تبلیغی جماعت مقام باسنی ضلع ناگور شریف (راجستھان)

اس بھری دنیا میں انسانوں کی کمی نہیں۔ نام کے انسان تو ایک کو تلاش کرو گے تو اتنے مل جائیں گے کہ ان سے برتاؤ کرنا خود ایک مسئلہ بن جائے گا مگر اس کثیر انسانوں کی بھیڑ میں ایسے راسخ العقیدہ کامل الایمان مرد مجاہد وفادار دین وملت کی طلب میں بڑا سرگرداں ہونا پڑے گا تب جاکر کوئی اپنے مقصد طلب میں کامیاب ہوگا۔

افراد کی جمعیت میں وہ حضرات قابل ستائش ہیں جنہوں نے اپنے حرکت وعمل سے دین وسنیت کی اشاعت کے لیے فکری تحریک کو فروغ دیا۔

سلام اس پیکر اخلاص کو جس نے خلوص کے چراغ جلائے۔ سلام اس پیکر صداقت پر جس نے صدق و صفا کی شمع روشن کی۔ سلام اس عالم ربانی کو جس نے علم کی آبرو رکھی۔ سلام اس عامل کو جس نے قدم قدم پر عملی نقوش چھوڑے۔ سلام اس مفتئ اسلام کو جس نے شان افتا کی ہر طریقہ سے حفاظت کی۔ سلام اس شیخ طریقت کو جس نے مسند ارشاد وہدایت کو کبھی زمانہ کے طوفان سے داغدار نہ ہونے دیا۔ سلام اس نادر مصنف پر جس کی تحریر کے ایک ایک سطر سے حق وصداقت اور ہدایت کی خوشبو مہک رہی ہے۔ سلام ملت کے اس عظیم سپوت کو جن کی وفات کی خبر سن کر اکابر علمائے کرام کی چشمان مبارک سے آنسوؤں کے قطرات موتی بن کر ٹپکنے لگے۔ میری مراد پیکر رشد وہدایت حامئ اہلسنت ماحئ فتن باطلہ عالم باعمل مفتئ بے بدل حضرت علامہ شاہ مفتی بدر الدین احمد قادری رضوی نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات ہے جن کی حیات وخدمات آج جماعت اہل سنت میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

علامہ موصوف حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے شعر

> خدارا براں بندہ بخشائش است
> کہ خلق از وجودش در آسائش است [1]

کے حقیقی مصداق تھے اس لیے کہ آپ کے وجود مسعود سے لاکھوں افراد فیضیاب ہوئے علمی اور عملی دولت سے مالا مال ہوگئے۔ وہ علم وحکمت کی انجمن تھے۔ آج بظاہر وہ ہم میں موجود نہیں مگر ان کی ایک ایک خوبی رہ رہ کر یاد آرہی ہے۔ وہ ایسے چراغ تھے جس سے ہزاروں چراغ روشن ہوگئے وہ ایک باکمال مدرس تھے جس کے علمی فیض نے سیکڑوں باصلاحیت مدرس پیدا کردیئے ان کی زندگی کے کئی یادگاری نمونے اور انمٹ نقوش ہیں

[1] خدا کی بخشش اس بندے پر ہے جس کے وجود سے مخلوق آرام میں ہے (بوستاں باب ۲ ص ۸۲)

ملت کے سعادت مند افراد ضرور ضرور اس باوفا خدا ترس عاشق رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرتے رہیں گے کہ

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

یوں تو میری نگاہ میں ان کے بہت سے بے مثال کارنامے ہیں لیکن مدارس اسلامیہ کے لیے سنی تعلیمی نصاب بنام "تعمیر ادب چھ حصے" علامہ موصوف کا وہ عظیم اور نادر روزگار کارنامہ ہے جو ناقابل فراموش ہے۔ حالانکہ علامہ موصوف کے مرتبہ نصاب سے پہلے بھی اہلسنت کے علمائے کرام نے بڑے اچھے انداز میں نصاب تیار کیا اور ان کی کاوشیں بھی قابل تعریف ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ اسے شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین۔ مگر جو خوبی اور بے مثال ادب و علم کا مجموعہ حضرت کا مرتبہ ہے اس کی مثال انگوٹھی کے نگینہ جیسی ہے۔ وقت و حالات کی نباضی جو اس میں ہیں وہ بہت نرالی ہے۔ سنیت کے جو جام اس میں پلائے گئے ہیں اس سے عشق کی مستی طاری ہوتی ہے۔ ادب کے جو درس اس میں دیئے گئے ہیں عقیدت و محبت میں اپنی مثال آپ ہیں۔

باطل فرقوں کا گھراؤ اس طور پر کیا گیا ہے کہ اسے مقید کر کے ساکت و جامد کر دیا گیا ہے۔ عصری علوم نے خلاف اسلام جو افکار پھیلائے تھے ان کا ابطال کر کے ایمانی چاشنی سے طلبہ کو آراستہ کر دیا گیا ہے۔ تاریخی نمونے بایں طور پیش کئے گئے ہیں کہ متعلم میں تاریخی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ مشقی سوالات لیں علمی گتھیوں کو سلجھا دیا گیا ہے۔ ہر حصہ میں نعت رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حب رسول کریم کی شراب بھر بھر کر خوب پلائی گئی ہے۔ مجموعی طور پر اس نصاب کو پڑھ کر سمجھنے والا پختہ سنی ہو جاتا ہے بلکہ مکار و عیار کو جواب دینے کا حوصلہ بھی پیدا ہو جاتا ہے میری نظر میں یہ سب سے بہتر اہم اور عمدہ نصاب ہے ہر جگہ اسے جاری کیا جائے راجستھان کے اکثر مدارس میں یہ نصاب جاری و ساری ہے۔ آپ کا یہ کارنامہ جماعت اہلسنت پر بہت بڑا احسان ہے۔ آنے والی نسلوں کے لیے باطل کی پر فریب چال و جال سے محفوظ کرنے کا ایک ایمانی و روحانی حصار قائم کر دیا ہے۔ اسے عام سے عام تر کیا جائے آپ کا روحانی فیض گھر گھر پہنچایا جائے یہ وقت کی اہم ضرورت ہے

ابر رحمت ان کی مرقد پر گوہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

حضرت مولانا عبد الصمد صاحب قادری رضوی نوری اورنگ آبادی خلیفہ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ لائق صد مبارکباد ہیں کہ انھوں نے قبلہ موصوف علیہ الرحمۃ کے قلمی جواہر پارے طباعت کر کے دور دور تک پھیلانے کا بیڑا اٹھایا ہے اور وہ اس میں کامیاب بھی ہوئے ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ یہ سعادت مندی کا طریقہ و وطیرہ ہے۔

مولیٰ تعالیٰ اس مشن میں خوب خوب کامیابی عطا فرمائے اور امید سے زیادہ کامرانی عطا فرمائے۔ آمین

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کے مزار مبارک پر صبح قیامت تک اپنی رحمتوں کے پھول برسائے۔ ان کے طفیل ہم غربائے اہلسنت کو ایمان و آبرو جان اور مال کی حفاظت کے ساتھ آخری وقت کلمۂ حق نصیب فرمائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام الف الف مرۃ بعدد کل ذرۃ۔ فقط

ولی محمد رضوی عفی عنہ خادم سنی تبلیغی جماعت
باسنی ضلع ناگور شریف راجستھان
۱۱ر شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ

Scanned with CamScanner

بدرالعلماء کا تصلب فی الدین

از: حضرت مولانا محمد ملک الظفر صاحب قبلہ مدظلہ العالی شہزادۂ علامہ کامل سہسرامی علیہ الرحمۃ (بہار)

وعن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال۔ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انکم فی زمان من ترک منکم عشر ما امربه هلک ثم یاتی زمان من عمل منهم بعشر ما امربه نجا (مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایسے زمانے میں ہو کہ جو احکام شرعیہ کا دسواں حصہ چھوڑ دے تو ہلاک ہو جائے پھر وہ زمانہ آئے گا کہ جو احکام کے دسویں حصے پر عمل کرے تو اس کی نجات ہو جائے۔

اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ آخر زمانہ میں حالات اس درجہ ناگفتہ بہ ہوں گے اور رکاوٹیں اتنی شدید ہوں گی تو اس وقت آج کے لحاظ سے تبلیغ سنن و نوافل اور ساری نیکیوں کے دسویں حصے پر عمل پیرا ہونا واقعی بہت بڑی ثابت قدمی ہوگی چنانچہ ہم کھلی آنکھوں سے تبلیغ، سنن و نوافل اور ساری نیکیوں کی ادائیگی میں کھڑی ہونے والی رکاوٹوں کو دیکھ رہے ہیں ایسے دور میں دسویں حصے پر عمل پیرا ہونا بھی توفیق الٰہی کے بغیر ممکن نہیں۔ تصلب فی الدین یعنی احکام شرعیہ پر مضبوطی کے ساتھ عمل پیرا ہو کر زندگی کے لیل و نہار پورے کرنا ایک کامیاب مومن کی زندگی کی اہم شناخت ہے۔ اس کٹھن اور دشوار گذار راہ سے گذرنا حدیث شریف کے الفاظ میں ہاتھوں سے چنگاری پکڑنے کے مترادف ہے۔ دینی احکام پر سختی سے قائم رہنا کرامتوں کے مقابلے میں زیادہ اہم ہے۔ اس سلسلے میں تصلب فی الدین کی عملی نزاکتوں کا احساس دلاتے ہوئے صاحب تذکرہ حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی یادگار زمانہ تصنیف سوانح اعلیٰحضرت میں یوں رقمطراز ہیں۔ بظاہر الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کسی سے محبت کرنا اللہ کے لیے اور کسی سے دشمنی رکھنا اللہ کے لیے۔ یہ عمل کرنا بہت آسان معلوم ہوتا ہے۔ لیکن عمل کرنے والوں سے پوچھئے وہ بتائیں گے کہ سال بسال روزے رکھنا، رات بھر سجدے میں پڑا رہنا، دن بھر وظیفہ اور قرآن مجید پڑھنا آسان ہے مگر اپنی زندگی کو الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کے سانچے میں ڈھال لینا صرف دشوار ہی نہیں بلکہ بہت دشوار ہے۔

Scanned with CamScanner

چنانچہ آپ کو بڑے بڑے نام نہاد مشائخ و صوفی عبادت و ریاضت ذکر و فکر، تہجد و اشراق اور چاشت وغیرہ اعمال میں بہت چاق و چوبند نظر آئیں گے لیکن جب ان کو اَلحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالبُغضُ فِی اللّٰہ کی کسوٹی پر کس دیا جائے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ یہ نرے جوگی ہیں اور باقی دھونس ہی دھونس ہے۔

(سوانح اعلیحضرت ص ۱۲۸)

بدر العلماء حضرت مولانا مفتی محمد بدر الدین احمد قادری رضوی نوری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے منظر نامے کا مشاہداتی مطالعہ کرنے والوں کے زبان و بیان سے اس امر کی بخوبی نشاندہی ہوتی ہے کہ آپ کے قول و عمل میں تفاوت و تضاد کا دور دور تک نام و نشان نہ تھا۔ قول و عمل کے تفاوت و تضاد نے آج علماء کرام کے مقام و مرتبہ کو نچلی سطح پر پہنچا دیا ہے۔ بڑے بڑے صاحبان جبہ و دستار کے زندگی کو کھنگالیے تو پوری زندگی تضادات کا شکار نظر آتی ہے۔

نہ من تنہا دریں میخانہ ہستم
جنید و بایزید عطار ایں جا[1]

لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نماز میں جائز نہیں ہمارے علمائے کرام سے بزبان استفتار دریافت کیا جائے تو یہ جواب ہوگا کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز نہیں لیکن عملی زندگی میں اس دعویٰ کا کھوکھلا پن دیکھنے کے لیے اکثر مساجد کا ایک جائزہ کافی ہے۔ اسی طرح ریڈیو ٹیلی فون، ٹیلی ویژن تار، فیکس وغیرہ کی خبروں سے شرعاً رویت ہلال کا ثبوت نہیں ہوتا۔ اس تعلق سے اگر ذمہ دار علمائے کرام سے استفتار کیا جائے تو فتویٰ کی زبان میں یہی فرمایا جاتا ہے کہ ریڈیو، تار، ٹیلی فون، ٹیلی ویژن اور فیکس سے شرعاً رویت ہلال کا ثبوت نہیں ہوگا لیکن رمضان المبارک اور عید الفطر کے موقع پر ان تمام قید و بند سے آزاد ہو کر عوامی طبیعت کا لحاظ و پاس رکھتے ہوئے شرعی فیصلوں کا کھلے بندوں خلاف ورزی کی جاتی ہے۔ اور کوئی نہیں ہوتا جو ان ذمہ داروں کی کلائی تھام کر ان کی شرعی بے اعتدالیوں اور نا انصافیوں کا کھلا محاسبہ کرے۔ اب تو بعض ذمہ دار ادارے ٹیلی فون کے ذریعے دور دراز علاقے میں ثبوت رویت ہلال کا شرعی حکم نافذ کرتے ہیں۔ الامان وَالحفیظ

تاہم یہ بات ضرور باعث تسکین ہے کہ آج بھی متدین علمائے کرام کا مقدس و نورانی قافلہ ہے کہ تصلب فی الدین جن کی شناخت ہے۔ وہ عوامی طبیعت کا لحاظ و پاس نہ رکھ کر شرعی ضابطوں کی نزاکتوں کا احساس فرماتے ہوئے خود بھی اپنی زندگی کے لیل و نہار پورے کر رہے ہیں اور دوسروں کو بھی اس پہ کاربند ہونے کی تلقین فرماتے ہیں انھیں باکمال اور خدا رسیدہ شخصیات میں حضرت مولانا مفتی بدر الدین احمد علیہ الرحمۃ والرضوان کا نام نامی اسم گرامی بھی شامل ہے۔ تصلب فی الدین استقامت عَلَی الشریعَۃ اور تدین جن کے اوصاف خاص تھے اپنے ہم عصر علماء میں انہیں اوصاف کی بنا پر ایک امتیازی شناخت کا درجہ آپ کو حاصل رہا۔ زندگی کے ہر نشیب و فراز میں وہ شریعت کی پاسداری اور اس کا مکمل عملی دخل دیکھنا پسند فرماتے تھے۔ چنانچہ موصوف دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی کے منصب صدارت سے صرف اور صرف اس

---

[1] میں اس میکدہ میں تنہا نہیں ہوں۔ اس جگہ جنید و بایزید اور عطار بھی تشریف فرما ہیں۔

Scanned with CamScanner

لیے مستعفی ہو گئے کہ مجلس منتظمہ نے حساب وکتاب کے لیے عربی تاریخ کی جگہ انگریزی تاریخ رکھنے پر اصرار کیا۔ چنانچہ اس سلسلے میں وہ اپنے ایک شاگرد حافظ امام بخش صاحب تیغی مظفر پوری کو مکتوب تحریر کرتے ہوئے اپنے درد و کرب کا اظہار بایں الفاظ کرتے ہیں

"چار سال سے بورڈ کے قانون کے مطابق یہاں تمام رجسٹر انگریزی تاریخ میں کر دیئے گئے۔ ہاں! رجسٹر حاضری مدرسین میری وجہ سے دو بنانا پڑا۔ ایک اسلامی تاریخ کے مطابق اور دوسرا انگریزی تاریخ کے موافق۔ میرا دستخط اسلامی تاریخ والے رجسٹر پر ہوتا تھا لیکن باقی تمام علمار اسلامی اور انگریزی دونوں پر کرتے رہے۔ امسال جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ سے عربی تاریخ والا رجسٹر ختم کر دیا گیا اور انگریزی تاریخ والا چالو رکھا گیا اور مجھ سے بھی مطالبہ ہوا کہ انگریزی تاریخ والے رجسٹر پر آپ بھی دستخط کریں۔ میں نے صاف انکار کر دیا کہ میں انگریزی تاریخ والے رجسٹر پر ہرگز دستخط نہیں کروں گا۔" (مکتوبات بدر ملت ص ۱۴۵)

چنانچہ اس بنیاد پر آپ نے ۱۶ر شوال ۱۳۹۴ھ کو اپنے فرائض منصبی سے استعفیٰ دے دیا۔ ممکن ہے کسی کے ذہن و دماغ میں مولانا موصوف کے تعلق سے شکوک و شبہات پیدا ہوں اور وہ اسے بے جا شدت کا نام دے کر اس کی واقعیت و اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کرے لیکن حق تو یہ ہے کہ مولانا موصوف کا یہ طریقہ کار شرعی ضابطے پر مبنی تھا۔ چنانچہ اس کی وضاحت میں تفسیر کبیر کی اس عبارت کا حوالہ پیش فرماتے ہیں۔ جو ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر کے تحت ہے۔ قال اهل العلم الواجب على المسلمين بحكم هذه الاية ان يعتبروا في بيوعهم و مدد ديونهم واحوال زكواتهم وسائر احكامهم السنة العربية بالاهلة ولا يجوز لهم اعتبار السنة العجمية والرومية۔ (تفسیر کبیر امام محمد الرازی ص ۴۴۵)

علمار اسلام نے فرمایا ہے کہ آیت مذکورہ کے ارشاد کے مطابق مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنی خرید و فروخت میں اپنے قرضوں کی مدت مقرر کرنے میں اور اپنے سارے معاملات میں چاند کے حساب سے عربی سن کا لحاظ کریں اور ان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ عجمی سن یا رومی سن کو استعمال کریں۔

آج مغربی تہذیب و تمدن سے والہانہ وابستگی نے مسلمانوں کو دین و مذہب سے کافی دور کر دیا ہے آج مسلم معاشرے میں اقدار اسلامی کی وہ گہری چھاپ نظر نہیں آتی جو کبھی اس کا طرۂ امتیاز تھی۔ آج مسلمانوں کی حیات کا منظر نامہ مغربیت سے کس درجہ متاثر ہے اس کی وضاحت کی چنداں ضرورت نہیں۔ جب کہ ایک مومن کامل کے لیے ضروری ہے کہ اس کی زندگی قرآن و حدیث سے اکتساب نور کرتے ہوئے مدنی عکس کا اظہار کرتی ہو۔ عوام تو عوام اب علمائے کرام کی زندگی میں بھی دین کی گرفت کا وہ سخت مزاج نظر نہیں آتا۔ دینی مدارس بھی مذہبی مزاج و انداز کا مکمل آئینہ نہیں بن پا رہے ہیں۔ لہ

ع چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

دینی مدارس و مکاتب میں بھی انگریزی تاریخ کا چلن عام ہو چکا ہے

درج بالا واقعہ سے حضرت موصوف کے تصلب

لہ جب کفر کعبہ شریف سے اٹھے۔ تو اسلام کہاں باقی رہ جائے گا۔ از عبد الصمد قادری

Scanned with CamScanner

فی الدین کو بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔ آج تو دنیاوی حرص وہوس کا بازار گرم ہے۔ ذاتی مفاد ومنفعت کے لیے دین وشریعت کے گلے پر چھری چلاتے دیر نہیں لگتی۔ لیکن دین پرست اور دیندار لوگ دنیاوی منفعتوں کا سودا نہیں کرتے وہ تو آخرت کی فلاح وبہبود کے لیے دنیاوی منفعتوں کی قربانی دینے سے ذرہ برابر بھی دریغ نہیں کرتے۔ حق یہ ہے کہ ایسے ہی خداترس وعاقبت بیں متدین علمار کرام کے لیے مچھلیاں پانی میں اور چونٹیاں سوراخ میں دعائے خیر کرتی ہیں اور انہی کے صدقے ابرِ کرم برستا ہے۔

مفتی بدرالدین احمد علیہ الرحمۃ خود بھی احکام دینیہ میں متصلب اور سخت گیر مزاج واقع ہوئے تھے اور اپنی پاکیزہ صحبتوں سے فیض یاب ہونے والے تلامذہ واحباب کو بھی ہمہ دم اس بات کی سخت تاکید وتلقین فرماتے رہتے تھے۔ وہ اس سلسلے میں کسی مصلحت اندیشی کو راہ دینے سے قطعی گریز کرتے ہوئے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ ان کی حیات الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کی مکمل آئینہ دار تھی۔ موصوف ایڈ والحاق کے بطن سے پیدا ہونے والی خرابیوں کا بہت باریک بینی سے مطالعہ فرمایا کرتے تھے اور اس کو دینی مدارس کے لیے آپ نے سم قاتل سمجھا۔ اس سلسلے میں اپنے ایک شاگرد کو سخت الفاظ میں ہدایت فرماتے ہوئے مکتوب تحریر کرتے ہیں۔ جملوں کی سختی سے تصلب فی الدین کا مزاج وانداز ملاحظہ فرمائیے۔

"یہ خبر سن کر مجھے شدید صدمہ اور دکھ ہے کہ آپ لوگ ایک دینی ادارے کو اسکول بنانا چاہتے ہیں اور دوسری جگہ کو مثال دیتے ہیں (موضع) بھوتی کی مسجد میں یہ اعلان میں نے کیا تھا کہ بھوتی کا مدرسہ گورنمنٹ کے تحت سے آزاد رہے گا۔ اگر آپ لوگ اس کے خلاف کریں گے تو خدائے قہار جل شانہ کی بارگاہ میں آپ لوگ ذمہ دار ہوں گے۔ دینی ترقی کو سوچئے دنیوی تعلیم وترقی کے لیے بہت سے اسکول ہیں۔ میری یہ تحریر رجسٹر میں نقل کرکے محفوظ کردیجئے

(مکتوبات بدر ملت ص ۲۰۶)

ایک دوسرے مکتوب میں اپنے تلمیذ رشید مولانا عبدالصمد قادری رضوی کو یوں ہدایت فرماتے ہیں۔

"یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ مدرسہ ومسجد کے لیے زمین حاصل ہوگئی ہے۔ یہ خیال رہے کہ بورڈ کا مزاج رکھنے والے طلبہ، اساتذہ، اراکین اور ممبران کا تعلق مدرسے سے نہیں ہونا چاہیے ورنہ آئندہ محنت ضائع ہو جائے گی۔ مولانا کوثر حسن صاحب چھپرہ بہار میں کام کر رہے ہیں۔ اپنے مدرسے میں انہیں لڑکوں کا داخلہ قبول کرتے ہیں جو زندگی بھر بورڈ سے علیحدہ رہنے کا عہد کرتے ہیں۔

(مکتوبات بدر ملت ص ۱۸۳)

بدر العلمار کے ایک معتقد مولانا محمد ضیاء الرحمٰن صاحب رضوی نوری آپ کے ارشادات عالیہ کی روشنی میں ایڈ والحاق کے بطن سے پیدا ہونے والی خرابیوں پر یوں روشنی ڈالتے ہیں۔

(۱) تاریخ پیدائش کفار ومرتدین منانی ہوگی۔
(۲) قیام برائے تعظیم کفار ومرتدین کرنا ہوگا۔ (۳)۔ کفری ترانا الاپنا ہوگا۔ (۴) کفار ومشرکین اور مرتدین کی تصنیف کردہ کتابیں داخل درس ہوں گی۔ (۵) آپ کے اختیارات ختم کر دیئے جائیں گے۔ (۶) منہ پر تالا لگ جائے گا۔ حق بات بولنے کا مجاز نہ ہوگا۔ (۷) حکومت کے مسودات پر عمل کرنا ہوگا اگرچہ خلافِ شرع ہوں

(۸) دیوبندی، وہابی، مودودی، تبلیغی، ندوی، نیچری اور صلح کلی نیز کفار و مشرکین درس و تدریس کے عہدے پر فائز کیے جائیں گے۔ (۹) خالص دینی اور مذہبی تعلیم برائے نام رہ جائے گی (۱۰) تصویر کشی پر مجبور کیا جائے گا۔ (۱۱) بدمذہبوں کے ساتھ مصافحہ و معانقہ نشست و برخاست خورد و نوش سلام و کلام کا سابقہ بھی ہوگا۔ (۱۲) بے دینوں اور بدمذہبوں کو ایصال ثواب بھی کرنا ہوگا (۱۳) سیکڑوں برس کے سنی مدارس کو دنیوی حرص و ہوا کے جال میں پھنس کر وہابی، دیوبندی، ندوی وغیرہم مرتدین اور کفار و مشرکین کے حوالے کر دیئے ہوں گے۔ (۱۴) مجلس انتظامیہ کے ارکان بعض یا کل وہی رہیں گے جن کا تعلق اہلسنت و جماعت یعنی مسلک اعلیحضرت سے نہ ہوگا۔

(مضامین بدر ملت ص ۴۴)

حضرت بدر العلماء ایڈ و الحاق کے خطرناک عواقب و نتائج کے پیش نظر تاحیات اس کے سخت مخالف رہے نیز اپنے تلامذہ احباب اور متوسلین و متعلقین کو اس سے آگاہ فرما کر اس سے بچتے رہنے کی سخت لفظوں میں ہدایت فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک مدرسے کے جلسے میں شرکت کی دعوت دی گئی تو آپ نے شرکت فرمانے کا مشروط وعدہ کیا اور یہ جواب مجلس منتظمہ کو تحریر فرمایا۔

"میں جلسہ منعقدہ ۲۶ جمادی الآخرہ ۱۴۰۵ھ بمقام بھوتی کی دعوت اس شرط پر منظور کرتا ہوں کہ بھوتی گاؤں کے سربرآوردہ حضرات اور سابق پردھان ضیاء اللہ صاحب نیز مولانا اصغر علی صاحب اس امر کی تحریر دیں کہ ہم باشندگان بھوتی وغیرہ علاقہ بھابھر ضلع گونڈہ اس بات کا صفائی کے ساتھ تحریری اعلان کرتے ہیں کہ اللہ و رسول جل شانہ و علیہ التحیۃ والثناء کی رضا کی خاطر مدرسہ فیضان خدا وارث العلوم علاقہ بھابھر گونڈہ کو الحاق سے آزاد رکھا جائے گا اور شریعت اسلامیہ کے تقاضے کے مطابق مدرسہ مذکور میں صرف دینی مذہبی تعلیم کا انتظام کیا جائے گا (مکتوبات بدر ملت ص ۲۰۶، ص ۲۰۷)

چنانچہ آپ کے حکم و ایماء پر مولانا اصغر علی و سابق پردھان وغیرہما نے اس اقراری بیان پر اپنا دستخط کر کے بدر ملت کی خدمت میں روانہ فرمادیا پھر آپ حسب وعدہ جلسہ میں تشریف لے گئے۔ ذاتی مفاد سے اوپر اٹھ کر ملت کی فلاح و بہبود کے لیے آپ پریشان خاطر رہا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں موجودہ دینی درسگاہوں کے فارغین علماء و حفاظ کی بے علمی و کم علمی اور تقاضائے دین سے ناواقفی پر بھی موقع بموقع اپنے درد و کرب کا اظہار فرماتے رہتے تھے۔ چنانچہ مدرسہ غوثیہ بڑھیا کی سالانہ روداد ۱۳۹۵ھ میں یوں اظہار خیال فرماتے ہیں

"دور حاضر کی اسلامی درسگاہوں کے فارغ التحصیل علماء ان میں اکثر و بیشتر حضرات تقاضائے دین سے ناآشنا ہیں۔ ان کا دامن علم نافع سے خالی ہے۔ ان کے پاس علم صالح کی پونجی نہیں۔ ان کے کردار اور عام فاسقوں کے اعمال میں کوئی امتیاز نہیں۔ ان کے طرز عمل سے اسلامی معاشرہ سدھرنے کے بجائے بگڑتا جارہا ہے۔ ان کا ٹڈی دل لشکر موجود ہے۔ لیکن پھر بھی مسلمانوں کی دینی حالت پست ہے۔ باطل پرستوں کا زور ہے۔ صلح کلیت کا زور ہے۔ سنیت بے کسی کے عالم میں دم توڑتی جارہی ہے۔ اس تشویشناک صورت حال کا سبب بالکل ظاہر ہے۔ ادارے قائم ہیں۔ دینی تعلیم کے لیے مسلمانوں سے چندہ لیا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیم کے نام پر۔ مگر افسوس کہ ان تعلیمی اداروں

Scanned with CamScanner

میں نہ تو علم نافع کی لگن ہے نہ عمل صالح کا کوئی پرسان حال جس میں لے دے کر گنی چنی درسی کتابوں کے شروع کے چند صفحات کی تدریس ہے اور پھر کاپیوں میں لکھے ہوئے مخصوص نوٹوں کو رٹا رٹا کر مولوی، عالم، فاضل کا امتحان دلانا اور جلسۂ عام میں امیدواروں کی دستار بندی کرا دینا ہے۔ ان الحاقی مولویوں اور مولاناؤں میں اکثر کا حال یہ ہے کہ علامہ ہوتے ہوئے صحیح طور پر میزان و منشعب کا درس نہیں دے سکتے۔ ان کو نہ تو عقائد دینیہ کی خبر ہے نہ مسائل شرعیہ کا پتہ۔ نماز و زکوٰۃ کے موٹے موٹے مسائل سے ناواقف ہیں۔ حد یہ ہے کہ فقہی تعلیم کے مطابق وضو کرنا نہیں جانتے۔ صورت فاسقانہ اور صورت ملحدانہ تو پھر ان لوگوں سے حمایت دین اور احیائے شریعت کی امید رکھنا سانڈ سے دودھ دوہنا ہے۔

(مضامین بدر ملت ص ۵۵، ۵۶)

کھرے کھرے لفظوں میں مدارس اسلامیہ کی جس قدر سچی عکاسی فرمائی ہے حق یہ ہے کہ یہ مولانا موصوف کی جرأت مومنانہ کا حصہ ہے۔ اکثر و بیشتر مدارس کا تحقیقی جائزہ لینے کے بعد مولانا موصوف کے جملوں کی صداقت کا اعتراف و اقرار کئے بغیر چارۂ کار نہیں۔

دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف جب بورڈ سے ملحق ہوگیا اور پھر آپ کی سعی بسیار کے بعد بھی مجلس منتظمہ اپنے فیصلے پر اٹل رہی تو آپ منصب صدارت سے مستعفی ہو گئے۔ اس سلسلے میں بورڈ سے ملنے والی امدادی تنخواہ بھی نہ لی۔ چنانچہ اپنے ایک شاگرد کے نام مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں "ادارہ فیض الرسول تو آج کے زمانۂ تعلیم ہی میں الہ آباد بورڈ عربی فارسی سے الحاق ہو چکا تھا۔ اس وقت یہ بورڈ صرف مدرسے کو امداد دیتا تھا لیکن آج تین برس پہلے کا قصہ ہے کہ بورڈ نے مدرسے کے مدرسین کو بھی امدادی تنخواہیں دینا شروع کیا۔ چنانچہ جب ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۹۷۱ء میں مدرسین کے نام پر امدادی تنخواہیں آئیں تو سب لوگوں نے لیا میں نے انکار کر دیا اور وہ روپیہ نہیں لیا۔

(مکتوبات بدر ملت ص ۱۴۵)

اس مکتوبات سے جہاں مولانا موصوف کے ایڈ و الحاق کے خلاف سخت گیر رویے کی نشاندہی ہوتی ہے وہیں آپ کے توکل و استغنار کا بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ آپ دنیاوی جاہ و حشم سے گریزاں تھے۔ خدا پرستی آپ کے مزاج میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ مکر و ریا اور عجب کی آلائشوں سے آپ کی زندگی مکمل بے داغ تھی۔ سادہ مزاجی قناعت اور شریعت کی مکمل پاسداری کے ساتھ زندگی کے لیل و نہار گزارتے رہے۔ جبھی تو دار العلوم فیض الرسول جیسی معیاری اور معروف درسگاہ کی مسند صدارت کو چھوڑ کر بڑھیا کی ایک غیر معروف درسگاہ کی مسند تدریس کی زینت بخشی کے لیے آمادہ و تیار ہو گئے۔ چوں کہ وہاں کے ذمہ داروں کا مزاج پاکیزہ اور دینی تھا۔ اساتذہ کے مقام و مراتب کی مکمل نگہداشت ہوتی تھی۔ انہیں نوکر و ملازم کی حیثیت سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ فساق و فجار اور امداد دینے والے سیٹھ ساہوکار کے آگے دست بستہ سر نیاز خم کرنے کا مزاج نہیں دیا جاتا تھا۔ درسی و مذہبی معاملات میں اساتذہ کسی کے سامنے جواب دہ نہیں سمجھے جاتے تھے اور سب سے اہم وجہ یہ تھی کہ وہ موجودہ الحاق و ایڈ کی خرابیوں سے بے داغ تھے آپ خود بھی دینی مزاج رکھنے والوں میں تھے۔ اور اپنے تلامذہ کو بھی اسی راہ پر گامزن دیکھنا پسند فرماتے تھے خود بھی مکر و ریا سے محفوظ تھے دوسروں کو بھی اس کی ہدایت فرماتے رہتے تھے۔ چنانچہ اپنے ایک مکتوب میں اپنے ایک شاگرد کو اس سلسلے میں ہدایت فرماتے ہوئے

Scanned with CamScanner

لکھتے ہیں۔ آپ بڑے نازک موڑ پر پہنچ گئے۔ عوام میں مقبولیت عُجُب کا خطرناک سامان ہے۔ مولیٰ عزوجل پناہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والتسلیم۔ اپنے اعمال حسنہ پر نگاہ رکھنا پھولنا اور اترانا اس کو عجب کہتے ہیں۔ عُجب کے ساتھ ایک دوسرا خطرناک مرض یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال خیر عوام کی نگاہ میں سنوارنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ میری طرف لوگوں کی رغبت بڑھے میری مقبولیت میں اضافہ ہو اور نفس امارہ یہ سوجھا دے کر مطمئن کرتا ہے کہ لوگوں میں مقبولیت نہ ہوگی تو تبلیغ مسائل شرعیہ کی ترویج کیسے انجام دی جائے گی۔ ان خطرناک حالات میں بارگاہ احدیت جل شانہ میں تضرع و زاری بہت ضروری ہے کہ نفس و شیطان قوی دشمن ہیں اور ان دونوں کے فریب اور دھوکے بہت باریک ہیں

(مکتوبات بدر ملت ص ١٦٣)

ایک دوسرے مکتوب میں بھی اس طرح کی ہدایت کے ساتھ مکتوب الیہ کو علمی ترقی کے لیے کثرت مطالعہ کی ہدایت فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"دور حاضر میں کثرت سے نابالغ حضرات شیخ الحدیث شیخ القراء، مفتی اکبر بنتے جارہے ہیں۔ آپ بارگاہ احدیت جل شانہ کی طرف رجوع کرکے اعلیٰ حضرت کی تصانیف و فتاویٰ کے مطالعے کی مشق کرتے رہیں تاکہ خدائے پاک اعلیٰ حضرت کا فقہی سایہ عطا فرمائے لیکن اس کا خیال رہے کہ نعمت الٰہی کا حصہ ملنے پر کبر و غرور کا حصہ ہرگز ہرگز نہ ہونے پائے۔

(مکتوبات بدر ملت ص ١٤٧)

تصلب فی الدین آپ کا ایک ایسا امتیازی وصف تھا جس سے آپ اپنے ہم عصر علماء میں ممتاز رہے چنانچہ آپ اپنے ادارے میں داخلہ لینے والے طلبہ سے ایک اقراری معاہدہ نامے پر دستخط کراتے تھے جس میں بداعمالیوں سے مکمل دامن بچاتے ہوئے بدعقیدوں سے اجتناب کرتے ہوئے دین کی تبلیغ میں سرگرم رہنے کا اعتراف و اقرار ہوا کرتا تھا نیز ایڈ و الحاق سے بھی مجتنب رہنے پر پیمان ہوتا تھا۔ فراغت کے بعد یہ عہد پیمان سند میں تحریر کر دیا جاتا تھا تاکہ آئندہ جب بھی کوئی اپنے عہد و پیمان سے سر مو انحراف کرے تو اس کی سند کی واقعیت ہی مشکوک ہو کر رہ جائے۔ اس تعلق سے سیدنا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے پاکیزہ تاثرات کا اقتباس لائق ملاحظہ ہے۔

"طلبہ سے جو عہد لے کر داخل کیا جاتا ہے بعد فراغ وہ عہد سند میں لکھا ہوتا ہے جو طالب علم پڑھ کر اہل جلسہ کو اس پر گواہ کرلیتا ہے۔ یہ ایسی بے مثال چیز ہے جو اور سُنی مدارس تو درکنار خود مرکز بھی اس ضروری امر کی طرف توجہ نہ کرسکا۔ (مکتوبات بدر ملت ص ١٢)

اپنے تلمیذ غلام محمد قادری کے عملاً پلپلے پن سے آپ کو سخت صدمہ ہوا چنانچہ جب تلمیذ مذکور کی شادی کے موقع پر آپ کے والد نے شادی میں شرکت کی درخواست پیش کی تو آپ نے اس موقع پر غلام محمد قادری کے نام ایک پیغام تحریر فرمایا جس میں ان کے پلپلے پن پر اپنے سخت صدمے کا اظہار فرمایا۔ آپ اپنے صدمے کے اسباب تحریر فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"پہلی تکلیف مجھے یہ پہنچی کہ آپ نے سرکار غوث اعظم اور سرکار اعلیٰ حضرت کے نام لیواؤں سے علم دین حاصل کرنا بند کرکے کفر و شرک کے پجاریوں سے علم دین حاصل کرنا شروع کر دیا۔ آپ کے طرز عمل سے دین کی بے قدری ثابت ہوئی۔ پھر آپ نے دین سکھانے والے استاذ کی حق تلفی کی کہ استاذ سے اجازت لیے بغیر آپ نے خود راستہ چلنا شروع کردیا۔ دوسری شدید تکلیف مجھے یہ پہنچی کہ میں

Scanned with CamScanner

جو نماز، تلاوت قرآن شریف، قرأت، درود شریف کی
تعلیم دی تھی اس کو آپ نے پس پشت ڈال دیا۔ منکرین
کی تعلیم کا اثر یہ ہوا کہ آپ نے ننگے سر رہنا عادت بنا لیا۔
پابندیٔ نماز سے الگ ہو گئے۔ قرآن پاک کا پڑھنا بند
کر دیا۔ درود شریف کا ورد چھوڑ دیا۔ سوچئے آپ کے
دین و ایمان کا کتنا لمبا نقصان ہوا۔ رب العزت جلّ
جلالہٗ کی بندگی سے الگ ہو جانا اس سے بڑا کوئی نقصان
ہو سکتا ہے؟ اگر آپ نے عربی فارسی کی تعلیم بند کر دی تھی
تو یہ غنیمت تھا لیکن پہاڑ سے بھی بھاری بات یہ ہے کہ
آپ نے دین کا راستہ ہی چھوڑ دیا۔ لہٰذا آپ بارگاہِ
الٰہی میں سچے دل سے توبہ کر کے تین باتوں کی پابندی
کا عہد کیجئے۔ (۱) ہر حال میں نماز پنجگانہ کا عہد (۲)
چوبیس گھنٹے میں کم از کم ایک بار تلاوت قرآن پاک کا
عہد۔ (۳) روزانہ کم از کم سو بار درود غوثیہ
پڑھنے کا عہد کیجئے۔ یہ تینوں باتیں وہ ہیں جن پر آپ
زمانۂ ماضی میں برسہا برس عمل کر چکے ہیں یہ کوئی نئی چیز
نہیں (مکتوبات بدر ملت ص ۵۹، ۶۰)

وظیفے کی اجازت طلب کرنے پر ایک معتقد کو
احکام شرعیہ کی سختی کے ساتھ پابندی کرنے کی ہدایت
دیتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ داڑھی منڈانا حرام ہے۔
اور دوسروں کی داڑھی مونڈنا بھی حرام ہے
داڑھی مونڈنے کی کمائی ناپاک اور خبیث ہے۔ آپ
حجامت بنائیں لیکن داڑھی مونڈنے سے انکار کر دیں۔
روزی خدائے پاک کے قبضے میں ہے۔ جب آپ
ٹھوس ہو جائیں گے تو وظیفہ پڑھنے کی اجازت طلب
کریں (مکتوبات بدر ملت ص ۷۱)

آپ نہ تو عقیدے میں نرم روی اختیار کرنے کے
قائل تھے نہ ہی عملاً کسی طرح کا پلپلا پن آپ کو برداشت
تھا جب کبھی ایسا موقع آیا آپ نے بغیر کسی خوف لومۃ
لائم اس کی اصلاح فرمائی اس سلسلے میں وہ کسی کے
علمی مقام و مراتب سے بھی قطعی مرعوب نہیں ہوتے
تھے چنانچہ ملک کے مشہور و معروف ادیب و نقاد
اور ملک العلماء مولانا سید ظفر الدین رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ کے بلند مرتبت صاحبزادے پروفیسر
ڈاکٹر مختار الدین آرزو صاحب کی اصلاح کا ایک واقعہ
آپ کے مکتوبات میں ملتا ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں

"اپنے مرسلہ کارڈ میں آپ نے ملک العلماء کے
لفظ کے سامنے رح کا اشارہ لکھا ہے اور پوسٹ
کارڈ میں دو جگہ کلمۂ جلالت لکھا ہے حالاں کہ سرکار
اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے پوسٹ کارڈ
میں کلمۂ جلالت لکھنے سے منع فرمایا ہے اور یہ تعلیم
دی ہے کہ اس کی جگہ مولیٰ تعالیٰ لکھا جائے اور
فقہائے کرام نے جس طرح درود شریف کے بدلے
"صلعم" لکھنے کو منع فرمایا یوں ہی کلمۂ رض کلمہ
"رح" لکھنا منع فرمایا۔ (مکتوبات بدر ملت ص ۱۵۱)

اسی طرح مولانا منشا تابش قصوری کے نام
مکتوب تحریر فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"مرسلہ پیڈ کے ماتھے پر انجمن رضائے حبیب
میں حبیب پر صلعم لکھا ہوا تعجب ہے۔ کہ ایسا کیوں
جب کہ شرعاً "صلعم" لکھنا حرام ہے۔ علامہ نظامی نے
فردوس ادب حصہ اول میں ص ۳۲ پر مودودی
کی کتاب سے بچوں کے لیے ایک نظم شامل کی ہے جس کا
ایک بند یہ ہے۔

"کون ہے حاکم کون ہے راجہ
بولو بچو اللہ اللہ!"

ہمارے نزدیک رب العالمین کی مقدس
ذات کو راجہ کے لفظ سے تعبیر کرنا حرام ہے۔ اس امر
سے علامہ موصوف کو مطلع کر دیا گیا ہے۔ موصوف نے

Scanned with CamScanner

وعدہ فرمایا کہ طبع ثانی میں اس لفظ کو نکال دیا جائے گا
(مکتوبات بدر ملت ص ۱۱۸)

یقیناً آپ اپنے دور میں علم و عمل کا بہترین نمونہ تھے۔ اسلاف کے نقش قدم پر چل کر دنیا دار و منفعت بردار غافل علماء کے لیے آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ درس عبرت لیے ہوئے ہے۔ ایک رشتے کے تعلق سے قاضی اطیع الحق عثمانی قادری کو اپنی منشاء سے مطلع فرماتے ہیں اس میں بھی آپ کے تصلب فی الدین کی جھلک نمایاں طور پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ میں ایسے ماں باپ کی لڑکی سے رشتے کا طالب ہوں جو دنیوی ٹیپ ٹاپ سے بے پرواہوں۔ دنیاداری پر ان کی دینداری غالب ہو شریعت کا جو حکم ان کے سامنے رکھا جائے اس کو بے چوں و چرا مانیں اور عمل کرنے کی کوشش کریں مالدار داماد پر دین دار داماد کو ترجیح دیں۔
(مکتوبات بدر ملت ص ۱۵۳)

یہ تو تھے لڑکی کے والدین اور اس کے اہل خانہ کے تعلق سے بدر العلماء علیہ الرحمۃ کی خواہشات کا اظہار جس سے آپ کا وصف تدین نمایاں ہے۔ اب ذرا لڑکی کے تعلق سے مطلوبہ اوصاف کی وضاحت ملاحظہ فرماتے چلیں

"لڑکی تندرست ہو۔ آسیب زدہ یا مریضہ نہ ہو۔ پردے کی پوری پابندی کر سکتی ہو۔ شوخ اور بے باک نہ ہو۔ اس کے اندر دینداری کا مادہ ہو مزاج سادگی پسند ہو۔ شوہر کی اطاعت و خدمت کا جذبہ رکھتی ہو۔ اپنی دینداری کی وجہ سے شرعی پابندیوں کو بخوبی گوارہ کر لیتی ہو۔ قرآن مجید کی تلاوت کر سکتی ہو اور اردو کی چھوٹی چھوٹی کتابوں کو پڑھ لیتی ہو۔ حسن سیرت اور قبول صورت والی ہو۔ نسب صاف ستھرا بے داغ۔ فیشن پرستی کی دلدادہ نہ ہو (مکتوبات بدر ملت ص ۱۵۳، ۱۵۴)

زندگی کا کوئی سا بھی رُخ ہو آپ کی دینداری کی واضح جھلک اس میں بہرحال ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ رضوی کتاب گھر کے منیجر کو "نورانی گلدستہ حصہ اول کی طباعت کے سلسلے میں ہدایت نامہ تحریر فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"میری اس کتاب کے آخر میں اگر آپ چاہیں تو صرف سرکار اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ اور دیگر علمائے اہلسنت کی تصانیف کا اعلان دے سکتے ہیں۔ بازاری کتابوں کا اعلان نہیں دے سکتے۔ کاتب کو ہدایت کر دیں کہ درود شریف کے بدلے "ص، عہ، صلعم" ہرگز نہ لکھے۔ یوں ہی کلماتِ ترضّی و ترحم کے عوض "رض، رح" کا اشارہ نہ لکھے۔ (مکتوبات بدر ملت ۱۶۴۳)

علمائے دین خطبائے اسلام اور مشائخ عظام اپنی اپنی ذمہ داریوں سے پہلو تہی کر رہے ہیں جس کے خطرناک نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ اور سنی عوام بدعقیدگی کے طوفان کی زد سے خود کو محفوظ و مامون رکھنے میں ناکام نظر آ رہی ہے۔ جب کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدعقیدوں کی صحبت قاتل سے خود کو محفوظ رکھنے کی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا تھا فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (مسلم شریف جلد ۱)

ترجمہ:۔ اے مسلمانو! تم لوگ بدمذہبوں سے دور رہنا اور خود سے ان کو الگ تھلگ رکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کر دیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں بدعقیدہ بنا دیں اس فرمان مقدس کو آج کے مسلمانوں نے طاقِ نسیاں کے نذر کر دیا ہے جس کے نتیجے میں بدعقیدہ جماعتیں سنی سادہ

Scanned with CamScanner

لوح عوام کو اپنا شکار بنانے میں کامیاب ہوتی چلی جارہی ہیں اور ہمارے ذمہ دار علما، خطبا، اور مشائخ کرام گوشۂ عافیت میں سکون کی نیند سو رہے ہیں اور زبانِ حال سے یہ کہہ رہے ہیں۔ ع

ہیچ آفت نہ رسد گوشۂ تنہائی را [1]

ایسے غفلت شعار ذمہ داران کو ان کی منصبی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر میدانِ عمل میں آنے کی تاکید و تلقین کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

یاد رہے کہ عوام مسلمانوں کے بدعقیدہ بن جانے کا وبال ان واعظین و مقررین علما، اور پیروں پر ہے جو شنوائی، گویائی، بینائی کی طاقت رکھنے کے باوجود بدمذہبوں کی نشاندہی کرنے اور ان کے متعلق حکم شرعی سنانے کے بارے میں صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ بہرے، گنگے، اندھے بنے ہوئے ہیں۔ خانقاہوں کے پیران کرام، درگاہوں کے سجادہ نشین، تعلیم گاہوں کے علماءِ عظام، دار العلوم و جامعہ کے ساحر البیان واعظین، تبلیغی جلسوں میں مدعو کیے جانے والے مقررین اگر آج عام مسلمانوں کو وہابیت کی گمراہی اور بے دینی سے آگاہ کرتے رہتے اور وہابیوں کے بارے میں یہ حکم شرعی سناتے رہتے کہ وہابیوں کے پیچھے نماز باطل ہے۔ وہابیوں سے شادی بیاہ کا رشتہ قائم کرنا حرام ہے۔ وہابیوں سے اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا جائز نہیں۔ تو آج وہابیت کا خونخوار بھیڑیا دن دہاڑے سنیت کا خون چوسنے نہ پاتا اور پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سادہ لوح بھیڑیں اپنا ایمان و عقیدہ بگاڑ کر ہلاک نہ ہوتیں۔ مگر افسوس ہزار افسوس کہ دورِ حاضر میں آنکھوں دیکھتے سنیت کی عمارت ڈھائی جا رہی ہے۔ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں وہابیت کا شکار ہوتی جا رہی ہیں۔ لیکن جھوٹی، بناوٹی، من گھڑت مصلحتیں ہیں جو شعلہ بار دھواں دار ساحر البیان علما، خطبا، مقررین، واعظین، مشائخ اور پیروں کی زبانوں پر تالا لگاتی ہیں فالی اللہ المشتکیٰ

چند سطروں کے بعد مزید تحریر فرماتے ہیں "دورِ حاضر کے فصیح البیان، طلیق اللسان مقررین میں اکثر و بیشتر حضرات جان بوجھ کر اس فرض کی ادائیگی سے کتراتے ہیں کیوں کہ انہیں اندیشہ ہے کہ جب ہم وہابیوں کے نام لیں گے اور ان کے شرعی احکام بیان کریں گے تو ہمارے دھندے کا بازار ٹھنڈا پڑ جائے گا۔

(مضامین بدر ملت ص ۱۲۶، ۱۲۸)

حضرت بدر العلماء مفتی بدر الدین احمد قادری رضوی نوری گورکھپوری ثم بستوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علم و فضل زہد و تقویٰ، فہم و فراست، توکل و استغناء، اتباعِ شریعت، پیرویٔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تصلب فی الدین جیسے اوصافِ حمیدہ سے نہ صرف یہ کہ خود متصف تھے بلکہ اپنے احباب، تلامذہ، متوسلین و معتقدین کے اندر بھی موقع بہ موقع اس کی چنگاری پھونکتے رہتے تھے۔ آپ کی ذات یقیناً اپنے زمانے میں اور بعد کے عصر کے علماء کے لیے مثالی اور تقلیدی نمونہ ہے۔

---

[1] کوئی آفت نہیں پہونچتی ہے تنہائی کا گوشہ اختیار کرنے والے کو۔

Scanned with CamScanner

حضور بدر ملت کا انداز تعلیم و تربیت!

از: حضرت مولانا حافظ وقاری آل مصطفیٰ صاحب قادری رضوی صدر المدرسین دار العلوم غوث اعظم پوربندر۔ گجرات۔

بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت ایک اہم دینی فریضہ اور وقت کا ایک عظیم مطالبہ ہے اس ذمہ داری میں والدین اور اساتذہ برابر کے سہیم و شریک ہیں کیوں کہ تعلیم و تربیت کا پہلا اور اہم ادارہ گھر ہے۔ پیدائش سے لے کر چار پانچ سال کی عمر تک بچے کی ساری چلت پھرت گھر کی چہار دیواری تک محدود رہتی ہے۔ گھر کے افراد اور گھریلو ماحول کا جو اثر بچہ قبول کرتا ہے وہ بہت ہی دور رس اور انتہائی اہم ہوتا ہے۔ اور طلبار کی تعلیم و تربیت پر اثر انداز ہونے والا دوسرا سب سے بڑا مؤثر استاذ کی شخصیت اور اس کے معمولات ہیں۔ کیوں کہ بچوں کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو ہم آہنگی کے ساتھ پروان چڑھانے کی ذمہ داری اسی کے سپرد ہوتی ہے۔ طلبہ شعوری یا غیر شعوری طور پر استاذ سے برابر متأثر ہوتے رہتے ہیں۔ اس کی معلومات پر غیر معمولی اعتماد کرتے ہیں اس کی سیرت و کردار کو اپنے لیے قابل تقلید اسوہ سمجھتے ہیں۔ مدرسے میں طلبہ کی سیرت پر جو نقوش ثبت ہوتے ہیں وہ زندگی بھر قائم رہتے ہیں اس لئے استاذ کو بھی اپنی سیرت و کردار کے تمام پہلوؤں پر برابر نظر رکھنی چاہیئے تاکہ طلبہ کو تقلید کے لیے اچھا طریقہ ملے ورنہ اپنی کوتاہیوں کا وبال تو ہوگا ہی غلط طریقے کا اثر جو طلبہ پر پڑے گا اس کا وبال بھی استاذ

پر ہوگا۔ اس نقطۂ نظر سے ہم علم و فضل میں یکتا درس و تدریس میں یگانہ، استاذی الکریم حضور بدر ملت الشاہ بدر الدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کو دیکھتے ہیں تو ان کی شخصیت طالبان علوم نبوت کی تعلیم و تربیت میں منفرد ہے کیوں کہ آپ علم و عمل کے کوہ گراں تھے اسی وجہ سے نونہالان اسلام پر آپ کے بلند کردار، پاکیزہ گفتار کا اچھا اثر پڑتا۔ آپ طلبہ کی فطری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے ان کے رجحانات کو صحیح رخ پر لگانے اور انہیں ذہنی، علمی اور اخلاقی اعتبار سے بتدریج اس لائق بنانے کی کوشش کرتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہترین امتی اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وفادار غلام خصوصاً حضور سیدنا اعلیٰحضرت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے فدائی بن کر رہیں کیوں کہ یہی دینی تعلیم کا صحیح اور بنیادی مقصد ہے۔

حضور بدر ملت اس کا زیادہ خیال فرماتے کہ طلباء کی بنیادی تعلیم مستحکم ہو اسی وجہ سے اس پر زیادہ زور دیتے کیوں کہ جب تک بنیاد ٹھوس نہ ہوگی آگے حصول علم میں دلچسپی ہرگز پیدا نہ ہوگی۔ آپ جہاں متوسط، منتہی کتابوں کا درس دیتے وہیں میزان و منشعب اور نحو میر بھی پڑھاتے اخیر عمر میں تو صرف ابتدائی کتابوں کا درس

Scanned with CamScanner

دیتے تھے۔ فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ اپنے ایک تاثر میں تحریر فرماتے ہیں۔

"طلبار کی بنیادی تعلیم اچھی ہو اس کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے اسی لیے دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف کے زمانۂ قیام میں میزان و منشعب ہمیشہ خود پڑھاتے اور تسہیل المصادر، فارسی کی تعلیم ہمارے ذمہ کرتے۔

(رسائل بدر ملت ص ۳)

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ مطالعہ، عبارت خوانی اور قواعد کے اجرار کے لیے طلبار پر بڑے سخت تھے۔ ایسا نہیں تھا کہ طلبار عبارت خوانی کے لیے باری باندھ لیتے جیسے کچھ مدرسوں میں ہوتا ہے کہ جس کی باری ہوتی مطالعہ کرے اور عبارت پڑھے بلکہ یہاں پوری جماعت کے طلبار کے لیے لازم تھا کہ وہ اپنے کو عبارت خوانی کے لیے تیار رکھیں حضرت جس سے چاہتے عبارت پڑھواتے اس سے سارے طلبار عبارت پڑھنے کے لیے بلاناغہ مطالعہ انہماک اور توجہ سے کرتے کیوں کہ غلط پڑھنے پر سزا بھی پاتے اسی وجہ سے اگر کوئی طالب علم کسی عذر کی بنا پر مطالعہ نہ کر پاتا تو درس گاہ میں حاضر ہونے سے پہلے معقول عذر بیان کر کے ہی درس گاہ میں آسکتا تھا

حضرت علیہ الرحمۃ نے ایک مرتبہ دوران درس مدرسہ غوثیہ بڑھیا میں بزمانۂ قیام فیض الرسول براؤں شریف کا ایک واقعہ حضرت مولانا عبد الجبار صاحب قبلہ اشرفی ساکن مئو سابق مدرس مدرسہ غوثیہ بڑھیا کے بارے میں راقم الحروف سے بیان فرمایا کہ وہ قصبہ بانسی کے قریب اپنے کاشت کاری والے گاؤں شہبی گئے تھے شام کو نہ آسکے صبح میں آئے مطالعہ نہ ہوسکا درس کے وقت ان کی جماعت کے طلبار درس گاہ میں حاضر ہوگئے مگر وہ حسرت زدہ دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھتے رہے پوچھنے پر بولے میں شہبی گیا تھا شام کو ایک مجبوری کی وجہ سے نہ آسکا صبح آیا ہوں اور مطالعہ نہیں کر پایا ہوں چوں کہ عذر معقول تھا میں نے اجازت دی پھر وہ درس گاہ میں حاضر ہوئے۔

اگر اصحاب بصیرت مدرسین حضرات مذکورہ صورت اختیار کرنے کی زحمت فرمائیں تو یقیناً معیار تعلیم عمدہ اور قابل رشک نیز اسلامی درس گاہوں میں علم کا خوشگوار ماحول پیدا ہو جائے۔ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ تصحیح عبارت افہام و تفہیم کے پیش نظر جن طلبہ کی استعداد ناقص ہوتی انھیں نیچے اتار دیتے کیوں کہ انہیں پڑھانا ترقی دیتے چلے جانا کہ وہ کتاب بغیر سمجھے ختم کر لیں نہ الفاظ کا پتہ نہ معانی کا۔ یہ کوئی علم دین کی خدمت نہیں ہے نہ ان طلبار کے ساتھ خیر خواہی ہے۔ حضرت علیہ الرحمۃ ہمیشہ کمیت سے زیادہ کیفیت کا خیال فرماتے تھے کہ فرزندان اسلام ابتدائی مسائل سے ناواقف بے سمجھ نہ رہیں اسی کے مدنظر اچھوتے انداز میں کئی کتابیں تصنیف و تالیف فرمائیں جیسا کہ خود تحریر فرماتے ہیں "میں نے زمانۂ تدریس میں محسوس کیا کہ موجودہ نسل کے اکثر بچے عربی، فارسی ماحول کے فقدان اور کثافت ذہن کے باعث منطق، نحو، صرف کے ابتدائی بنیادی مسائل سمجھنے سے کورے ہوتے ہیں اس لیے میں نے ان کی سہولت کے خاطر عروس الادب، تلخیص الاعراب فیض الادب اول، ثانی اور جواہر المنطق تالیف کی۔

(جواہر المنطق ص ۹)

راقم الحروف جب ۱۴۱۴ھ میں دار العلوم غوث اعظم پوربندر گجرات تدریسی خدمت کے لیے آیا تو اکثر طلبار کو بنیادی مسائل سے کورا پایا۔ کچھ کو نیچے اتارا اور بعض اونچی جماعت کے طلبار کو ابتدائی قواعد کی مشق کرانی شروع کی پھر بھی دشواری پیش آتی رہی سمجھ میں نہ آتا کہ ان بچوں کے ساتھ کون سا طریقہ اپناؤں جس سے وہ

Scanned with CamScanner

کتاب کے مسائل سمجھ سکیں تو اس وقت دینی تعلیم کی ترقی میں ہمیشہ مصروف رہنے والے تعلیم کو ہر چیز سے زیادہ ضروری اور قابل قدر سمجھنے والے طلبا میں تحصیل علم کا شوق پیدا کرنے والے، مشفق، مہربان استاذ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ نے خواب میں تشریف لاکر ارشاد فرمایا۔ "ان کو پڑھانے کے بعد لکھا دو پھر کاپی کی تصحیح کرو اس کے بعد ان سے یاد کروا کے سنو"

ان بابرکت پر فیض کلمات پر عمل کرتے ہوئے ہدایہ اولین قطبی تصورات و تصدیقات، شرح تہذیب وغیرہ تک کتابوں کے اسباق لکھوانا شروع کیا نیز دوسرے مدرسین حضرات نے بھی ہمارا ساتھ دیا اور اراکین ادارہ نے کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ ہونے دی جس سے بحمدہ تعالیٰ وبطفیل رسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبفیض سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار العلوم غوث اعظم پوربندر تعلیم و تربیت کے اعتبار سے ایک نمایاں مقام حاصل کرچکا ہے۔

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ تعلیم کے ساتھ تربیت کا زیادہ خیال فرماتے۔ طلبا کو نماز باجماعت کی پابندی، قرآن مجید کی تلاوت، وضو بناتے وقت مسنون طریقہ کے برتنے اور اپنی تمام وضع قطع نشست و برخاست میں علما ثقات اور صلحا کی روش پر قائم رہنے کی سخت تاکید فرماتے، کلمہ طیبہ، درود غوثیہ اور درود جمعہ نیز حدیث شریف کی دعائیں جیسے سونے کے وقت، سوکر اٹھنے کی دعا، استنجا سے پہلے اور فارغ ہونے کے بعد کی دعا، مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعا کھانے سے فارغ ہونے کے بعد کی دعا اپنے شاگردوں کو مقررہ اوقات پر پڑھنے کی تاکید کرتے اور اداروں میں اس پر کڑی نگرانی فرماتے۔ اس سلسلے میں راقم الحروف اپنا ایک واقعہ تحریر کرتا ہے۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب میں شروع شروع میں مدرسہ غوثیہ بڑھیا فارسی کی پہلی جماعت میں داخل ہوا تھا۔ مجھے ان معمولات پر عمل کی عادت نہ پڑی تھی۔ ایک شب بعد نماز عشا حضرت علیہ الرحمۃ نے طلبا کو اکٹھا کیا اور میری جماعت کے طلبا سے پہلے پوچھنا شروع کیا جس کا پہلا نمبر پڑا وہ بڑھیا ہی کے اقبال خاں مرحوم کے لڑکے محمد شفیق خاں تھے ان سے کسی دعا کو پوچھا تو بتا نہ سکے پھر کیا تھا تین یا چار چھڑی ان پر توڑ دی میں بہت گھبرایا سوچا کہ اب میری باری ہوگی میں نہ بتا سکا تو مجھے بھی ایسی مار پڑے گی پھر تو حضرت نے مجھ سے سونے کے وقت کی دعا پوچھی میں خوف زدہ ہی تھا زباں سے اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی کی جگہ باسمك نکل گیا۔ حضرت نے استغفار لاحول پڑھنا شروع کر دیا پھر مجھ سے فرمایا تمہارا نکاح ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ چونکہ اس وقت ہمارے ضلع گونڈہ و بستی میں بچوں کا نکاح عام طور پر بچپنے میں ہو جایا کرتا تھا اسی بنا پر حضرت نے پوچھا۔ پھر توبہ کرایا اور میں پٹائی سے بچ گیا۔ اس کے بعد ان معمولات کی عادت دھیرے دھیرے پڑ گئی کیوں کہ حضرت پوچھتے رہتے تھے یہاں تک کہ جب راقم الحروف جامعہ اشرفیہ مبارکپور زیر تعلیم تھا تو حضرت نے ان معمولات کے سلسلے میں میرے نام خط تحریر فرمایا۔ بحمدہ تعالیٰ مبارکپور میں بھی کلمہ طیبہ درود غوثیہ، قصیدۂ غوثیہ درود جمعہ اور دوسری دعاؤں کا عامل رہا یہ حضرت ہی کی تربیت کا اثر تھا۔

مدرسہ غوثیہ بڑھیا میں دوران درس راقم سے ایک بار ارشاد فرمایا۔ آل مصطفےٰ! گیہوں کی طرف دھیان دینا بھوسے کی طرف مت لپکنا۔ مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا تعلیم سے دین کی ترویج و اشاعت میں لگے رہنا دنیا کا خیال مت لانا۔ حضرت علیہ الرحمۃ مثال

Scanned with CamScanner

کے ذریعہ سمجھانا چاہتے تھے کہ عقلمند کسان وہ ہوتا ہے جو گیہوں کے دانے کے لیے اچھی کاشت کرتا ہے نہ کہ بھوس کے لیے کیوں کہ زیادہ گیہوں ہوگا بھوس بھی زیادہ نکلے گا اسی طرح دانشمند عالم دین وہ ہے جو دین کی تعلیم دین کی خاطر حاصل کرے صرف دنیا کمانے کے لیے حیران و سرگرداں نہ رہے کیوں کہ دین کی خدمت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری اور مدد فرماتا رہے گا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ یعنی اے ایمان والو اگر تم دین خدا کی مدد کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمائے گا

المختصر حضرت استاذی الکریم طلباء کی تعلیم و تربیت کے لیے ہمیشہ بے چین رہا کرتے تھے اور ان کی بدعملی پر بہت کڑھا کرتے تھے اس سلسلے میں مضمون کے خاتمے کے طور پر حضرت علیہ الرحمۃ ہی کی تحریر کو قارئین حضرات کے سامنے رکھ رہا ہوں

مدرسہ غوثیہ بڑھیا کی سالانہ روداد ۱۳۹۵ھ میں اپنے اس درد کو یوں ظاہر فرمایا۔ "درحقیقت پوست برکندہ ہے کہ دین برحق کی زندگی اور اس کی بقا اسلامی تعلیم و کردار سے وابستہ ہے یہی وجہ ہے کہ زمانۂ گذشتہ کے مسلمانوں نے اپنے خرچ سے ایسی تعلیم گاہیں قائم کی تھیں جن میں طلباء کو تفسیر و حدیث، عقائد و فقہ کا درس دیا جاتا اور ان کا کردار پختہ کیا جاتا پھر یہی طلباء عالم دین کی سند پاکر اپنی تعلیم گاہ سے باہر آتے تو فساق و فجار مسلمانوں کا سدھار کرتے بدمذہب کلمہ گویوں کے عقائد فاسدہ کی اصلاح کرتے حلال و حرام سے ناواقف مسلمانوں کو احکام شرع سے آگاہ کرتے، گمراہ فرقوں کے اعتراض کا جواب دیتے، ملحدوں کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کا قلعہ قمع کرتے۔ مسلمان ان کے بلند کردار، سنجیدہ گفتار، پاکیزہ رفتار کو دیکھ کر ان کا پورا پورا احترام کرتے تھے اور غیر مسلم ان کے عالمانہ شان و شوکت سے متاثر ہوکر ان کو عزت و عظمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ لیکن افسوس! کہ علم و عمل کا یہ خوش گوار ماحول اب بری طرح بگڑ چکا ہے۔ دور حاضر کی اسلامی درسگاہوں کے فارغ التحصیل علماء ان میں اکثر و بیشتر حضرات تقاضۂ دین سے نا آشنا ہیں۔ ان کا دامن علم نافع سے خالی ہے ان کے پاس عمل صالح کی پونجی نہیں۔ ان کے کردار اور عام فاسقوں کے اعمال میں کوئی امتیاز نہیں۔ ان کے طرز عمل سے اسلامی معاشرہ سدھرنے کے بجائے بگڑتا جا رہا ہے۔ ان کا ٹڈی دل لشکر موجود ہے لیکن پھر بھی مسلمانوں کی دینی حالت پست ہے۔ باطل پرستوں کا زور ہے، صلح کلیت کا غلبہ ہے۔ سنیت بے کسی کے عالم میں دم توڑتی نظر آرہی ہے۔ اس تشویشناک صورت حال کا سبب بالکل ظاہر ہے۔ ادارے قائم ہیں دینی تعلیم کے لیے مسلمانوں سے چندہ لیا جاتا ہے اسلامی تعلیم کے نام پر۔ مگر افسوس کہ ان تعلیمی اداروں میں نہ تو علم نافع کی لگن ہے نہ عمل صالح کا کوئی پرسان حال ہے۔ بس لے دے کر گنی چنی درسی کتابوں کے شروع کے چند صفحات کی تدریس ہے اور پھر کاپیوں پر لکھے ہوئے مخصوص نوٹوں کو رٹا کر رٹا کر مولوی، عالم، فاضل کا امتحان دلانا اور جلسہ عام میں امیدواروں کی دستار بندی کرا دینا ہے۔ ان الحاقی مولویوں اور مولاناؤں میں اکثر کا حال یہ ہے کہ علامہ ہوتے ہوئے صحیح طور پر میزان و منشعب کا درس نہیں دے سکتے ان کو نہ تو عقائد دینیہ کی خبر ہے نہ مسائل شرعیہ کا پتہ۔ نماز و زکوٰۃ کے موٹے موٹے مسائل سے ناواقف ہیں حد یہ ہے کہ فقہی تعلیم کے مطابق

وضو کرنا نہیں جانتے۔ صورت فاسقانہ اور سیرت ملحدانہ، تو ان لوگوں سے حمایت دین اور احیائے شریعت کی امید رکھنا سانڈ سے دودھ دوہنا ہے دین ومذہب سے سچا درد رکھنے والے اصحاب بصیرت مدرسین کا فرض ہے کہ وہ اس تاریک دور میں دین کی ٹھوس تعلیم پر زیادہ سے زیادہ توجہ مبذول کریں اور طلبہ کے کردار کو اسلامی سانچے میں ڈھالیں

بحمدہ تعالیٰ ثم بعنایت رسولہ الاعلی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدرسہ غوثیہ بڑھیا (ضلع بستی یوپی) اگرچہ ایک چھوٹا ادارہ ہے لیکن اس کی کوشش یہ ہے کہ طلبہ کی بنیادی تعلیم مستحکم کی جائے اور ان کی کردار پر اسلامی رنگ چڑھایا جائے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل میں مدرسہ غوثیہ اور دیگر سنی مدارس دینیہ کو سچی خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم وعترتہ وابنہ الکریم الغوث الاعظم الجیلانی البغدادی والمجدد الاعظم البریلوی علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیم

(مضامین بدر ملت ص ۵۴/ تا ۵۶)

فضائل علم دین

علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے

علم دین حاصل کرو اگرچہ ملک چین میں ہو۔ علم اسلام کی زندگی اور دین کا کھمبا ہے۔ علم عبادت سے بہتر ہے۔ علم روشنی ہے۔ جہالت اندھیرا ہے۔ رات میں ایک گھڑی علم دین کا پڑھنا پوری رات جاگنے سے بہتر ہے۔ ہر چیز کا ایک راستہ ہے۔ اور جنت کا راستہ علم دین ہے۔ ایک ساعت علم حاصل کرنا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور ایک دن علم حاصل کرنا تین مہینہ کے روزے سے بہتر ہے۔ علم دین حاصل کرو پیدائش سے لے کر قبر میں جانے تک۔ دو بھوکے سیر نہیں ہوتے۔ ایک علم کا بھوکا علم سے سیر نہیں ہوتا۔ دوسرا دنیا کا بھوکا دنیا سے سیر نہیں ہوتا اس حدیث شریف کی شرح فرماتے ہوئے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ آدمی جس قدر علم زیادہ حاصل کرتا ہے اس کی پیاس اور بڑھ جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ جس مولوی کا پیٹ علم سے بھر جائے حقیقت میں اس نے علم دین حاصل ہی نہیں کیا۔ حضرت علامہ امام فخر الدین رازی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مومن چھ خوبیوں کے سبب علم حاصل کرتا ہے۔ اول خداوند قدوس نے مجھے فرائض کی ادائیگی کا حکم فرمایا ہے۔ اور میں علم کے بغیر ان کی ادائیگی پر قادر نہیں ہو سکتا۔ دوم خدائے تعالیٰ نے مجھے گناہوں سے دور رہنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر اس سے بچ نہیں سکتا۔ سوم مولیٰ تبارک وتعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا شکر مجھ پر لازم فرمایا ہے اور میں علم کے بغیر ان کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ چہارم خدائے پاک نے مجھے مخلوق کے ساتھ انصاف کرنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر انصاف نہیں کر سکتا۔ پنجم احکم الحاکمین نے بلا پر صبر کرنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر اس پر صبر نہیں کر سکتا۔ ششم مولیٰ عزوجل نے مجھے شیطان سے دشمنی کرنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر اس دشمنی نہیں کر سکتا۔ (تفسیر کبیر جلد اول ص ۲۷۸)

مولائے کریم تمام مسلمانوں کو ان جواہر عالیہ پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ ۱۲ منہ

Scanned with CamScanner

بدر ملت پیکر سنت

از: حضرت مولانا عبید الرضا عبد الہادی خان صاحب قبلہ رضوی حبیبی مدظلہ العالی استاذ جامعہ فاروقیہ بنارس۔ یوپی۔

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں!

نگہ بلند سخن دل نواز جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

آقائے نعمت پیکر رشد و ہدایت محی سنت حضور مجاہد ملت حضرت علامہ مولانا الشاہ مفتی محمد حبیب الرحمٰن القادری الرضوی رئیس اعظم اڑیسہ قدس سرہٗ ارشاد فرماتے تھے کسی ولی یا متقی و پرہیزگار کی صحبت میں رہو یا کسی مجمع صلاح و فلاح و شناور بحر طریقت و شریعت کی سیرت و تاریخ کا بہ نگاہ عبرت و محبت مطالعہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کی صحبت و مطالعۂ سیرت سے مردہ دلوں کو اسی طرح زندگی بخشتا ہے جس طرح بارش کا پانی مردہ زمین کو زندگی و تروتازگی عطا کر دیتا ہے۔ اب پردۂ ذہن و فکر پر یہ سوال ابھرتا ہے کہ ولی کون ہے؟ اور کسے ولی کہا جائے؟ اس دور پرفتن میں ولایت کا معیار کیا ہے۔ جسے دیکھو اپنی خواہش کے مطابق ولی تلاش و تراش لیا ہے۔ کچھ قانون اسلام سے ہٹ کر اپنی تمام انگلیوں میں انگوٹھیاں پہن کر کوئی کرتب دکھلا دیتے ہیں لوگ اسے ولی سمجھ کر اس کے پیچھے دوڑنے لگتے ہیں۔ کوئی اپنی سفلی و غیر شرعی عملیات سے کوئی کرشمہ دکھلا دیتا ہے لوگ اسے ولی سمجھ لیتے ہیں۔ کوئی نماز روزہ کا منکر شریعت سے بے خبر اہل شرع کا دشمن اپنی شیطانی اوجھائی سے کوئی طلسم ظاہر کر دیتا ہے۔ یا کسی کو کوئی وقتی فائدہ پہنچا دیتا ہے۔ لوگ اس کو ولی سمجھ کر اس کے مرید ہو جاتے ہیں، کوئی فضا کی سیر اور پانی پر سیاحت کی بات کرتا ہے لوگ اس کو ولی سمجھ لیتے ہیں۔ آخر ولایت کا معیار کیا ہے۔ اور ولی کسے کہا جائے؟ تو سیدنا ملجأ المریدین سید السالکین حضرت مخدوم بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ وہ ہوا میں اڑنا اور پانی پر چلنا اور قسم قسم کے کرتب دکھلانا دلیل ولایت نہیں ہے اگر ہوا میں اڑنے کا نام ولایت ہو جائے تو پھر کوّا اور گدھ کو ولی ہونا چاہئے کہ یہ ہمیشہ فضا میں

Scanned with CamScanner

اڑتے رہتے ہیں۔ اور اگر پانی پر چلنے کا نام ولایت ہو جائے
تو پھر گھاس اور بھوسہ کو ولی ہونا چاہئے کہ یہ ہمیشہ پانی
پر تیرتے رہتے ہیں۔ بلکہ ولایت سنت رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی پابندی اور شریعت کی پاسداری کا نام
ہے۔ جو جتنا شریعت وسنّت کا پابند ہے وہ اتنا ہی
بڑا ولی اور مقرب بارگاہ خدا و رسول ہے۔ خود ربّ
قدیر بھی ارشاد فرماتا ہے۔ اِنْ اَوْلِیَآءُہٗ اِلَّا
الْمُتَّقُوْنَ ؕ یعنی تقویٰ وطہارت والے ہی اللہ
تعالیٰ کے ولی ہیں۔ احادیث کریمہ بھی اسی طرف
اشارہ کرتی ہے۔ کہ پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم کی سیرت وصورت کو اختیار کرنا اور ان سے
محبت وعقیدت رکھنا ان کی الفت کا چراغ جلانا
ان کے دشمنوں اور بغض رکھنے والوں سے دشمنی
رکھنا ہی مدار ایمان اور مقبولیت وولایت ہے
چنانچہ پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
سوال کیا گیا کہ میں کب مؤمن صادق کہلاؤں گا۔
تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا۔

اِذَا اَحْبَبْتَ اللہَ فَقِیْلَ مَتٰی اُحِبُّ اللہَ
قَالَ اِذَا اَحْبَبْتَ رَسُوْلَہٗ فَقِیْلَ مَتٰی اُحِبُّ
رَسُوْلَہٗ قَالَ اِذَا تَبِعْتَ طَرِیْقَتَہٗ وَاسْتَعْمَلْتَ
بِسُنَّتِہٖ وَاَحْبَبْتَ بِحُبِّہٖ وَاَبْغَضْتَ بِبُغْضِہٖ وَ
وَالَیْتَ بِوَلَایَتِہٖ وَیَتَفَاوُتُ النَّاسُ فِی الْاِیْمَانِ
عَلٰی قَدْرِ تَفَاوُتِہِمْ فِیْ مَحَبَّتِیْ وَیَتَفَاوَتُوْنَ
فِی الْکُفْرِ عَلٰی قَدْرِ تَفَاوُتِہِمْ فِیْ بُغْضِیْ اَلَا
لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّۃَ لَہٗ اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ
لَا مَحَبَّۃَ لَہٗ اَلَا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّۃَ لَہٗ ۔

ترجمہ: تم جب اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو گے۔ تو
مومن صادق ہو جاؤ گے۔ تو پھر سائل نے پوچھا کب
اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے والا ہوں گا؟ تو ارشاد فرمایا
جب تم اللہ کے رسول سے محبت رکھو گے تو محبت
والے سمجھے جاؤ گے۔ تو سائل نے پھر سوال کیا۔ کب
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والا
سمجھا جاؤں گا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا جب تم ان کی
پیروی کرو گے اور ان کے طریقہ پر چلو گے اور ان سے
محبت رکھنے والوں سے محبت رکھو گے اور ان سے
بغض ودشمنی رکھنے والوں سے دشمنی رکھو گے اور ان
سے تعلق رکھنے والوں سے تعلق رکھے اور ان سے عداوت
رکھنے والوں سے عداوت رکھے تو کامل الایمان ہو جا
ئے گا۔ سنو! لوگ میری محبت کے مطابق ہی ایمانی
درجہ پائیں گے۔ جس کو مجھ سے جس قدر زیادہ محبت
ہوگی وہ اسی قدر بلند ایمان والا ہوگا۔ اور جو مجھ
سے جس قدر بغض وعناد رکھے گا وہ اسی قدر کفر کے
گڑھے میں گرا ہوا ہوگا۔ سنو! جس کے دل میں پیارے
رسول کی محبت نہیں ہے وہ ایمان والا نہیں ہے
سنو! جس کے دل میں میری محبت نہیں ہے وہ ایمان
سے خالی ہے۔

وہ ایمان سے دور ہے۔

جب اس حدیث کی روشنی میں بدر ملت
زینت بزم اہلسنت سرچشمۂ علم وحکمت تاجدار
شریعت مخزن اسرار طریقت شمس افق ولایت
تیغ مسلول بشدت پیکر انس ورحمت حضرت علامہ
مولانا الشاہ مفتی محمد بدر الدین احمد قادری رضوی
خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ذات

Scanned with CamScanner

بابرکات کا مشاہدہ کرتے ہیں تو آپ کی ذات منبع خیر و حسنات عین مطابق حدیث نبوی نظر آتی ہے۔ آپ آپ الحبُّ فِی اللہِ وَالبُغضُ فِی اللہِ کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ آپ پیکر محبت بھی تھے اور غواص بحر معرفت بھی۔ شمع بزم اہلسنت بھی تھے اور مشعل راہ ہدایت بھی۔ عابد شب زندہ دار بھی تھے اور ماضی وحال سے خبردار بھی۔ مسند نشین تصوف بھی تھے اور صاحب فکر ونظر کے تاجدار بھی۔ نور دیدۂ صوفیا بھی تھے اور سرور قلب ضیا بار بھی۔ مظہر اشداء علی الکفار بھی تھے اور خوشنودئ دل مومن کے طلبگار بھی۔ غیظ المنافقین بھی تھے اور رأفت المسلمین بھی۔ ہادم قصر باطل بھی تھے اور معمار محلات اخیار بھی۔ ماحی فتن بھی تھے اور حامی اہل سنن بھی۔ مفخر اکابر بھی تھے اور محور اصاغر بھی۔ آپ کی ذات مجمع فضائل اور مرجع خلائق تھی۔

ان کا سایہ ایک تجلی ان کا نقش پا چراغ،
یہ جدھر گذرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی!

آپ کی ذات نوری صفات محبت رسول کی چلتی پھرتی تصویر تھی۔ زندگی کا ہر ہر لمحہ محبت رسول اور سنت رسول کی پاسداری میں گذرتا تھا۔ حق گوئی بے باکی آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ احقاق حق وابطال باطل محبوب مشغلہ تھا۔

آئین جواں مرداں حق گوئی وبے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی!

کے آپ مسلم مصداق تھے۔ فقیر رضوی راقم الحروف نے ذات والاصفات کا بارہا مشاہدہ کیا ہے۔ وقتاً فوقتاً زندگی کے مختصر لمحات صحبت بافیض میں گذارنے کا موقع بھی دستیاب ہوتا رہا ہے۔ بالخصوص عرس رضوی کے موقع پر سالانہ عرصۂ دراز تک اکتساب فیض کا حسین موقعہ میسر آتا رہا ہے۔ لیکن اس افراتفری کے ماحول میں بھی آپ سنت سنیہ کے پابند ہی نظر آتے رہے۔ کبھی بھی آپ کا راہ سنت سے قدم منحرف ہوتا ہوا نظر نہیں آیا۔

بہت لگتا تھا جی محفل میں ان کی
وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے

جب مجلس احباب قائم ہوتی تو محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سرشار ہوکر امام اہلسنت اعلیحضرت کے اشعار مشکبار باچشم اشکبار ایسے پرکیف و موثر اور محبت آمیز دلگیر و دلپذیر انداز میں مع تشریحات پیش فرماتے۔ کہ سامع پر رقت طاری ہو جاتی۔ اور زبان حق سنج حق پسند سے برآمد ہونے والا ہر ہر جملہ اہل محفل کو دریائے عشق ومستی میں غوطہ زن کر دیتا۔ اور اشعار امام جب احادیث کی ترجمانی کرتے اس کی توضیح وتفسیر ایسے نفیس اسلوب بیان اور موثر کلمات سے کرتے کہ سخت وسنگدل بھی سوزش آتش محبت سے شمع فروزاں کی طرح گداختہ وچشم بار نظر آتا۔

اور اگر بیان کردہ حدیث کے ذیل میں مسائل دینیہ فقہیہ کا بیان ہوتا یا مسائل دینیہ سے سوال ہوتا تو ایسے اچھوتے اور انوکھے انداز سے تشریحات وجوابات عنایت فرماتے کہ سامعین کی عقلیں حیران وششدر رہ جاتیں۔ ہر فقرہ سے امام احمد رضا کے تفقہ کی جھلک اور حضور مفتی اعظم ہند کے تقویٰ کی شان نمایاں ہوتی تھی۔ مسائل کی عقدہ کشائی کے وقت صاحب فہم و فراست بارگاہ کے خوشہ چیں نظر آتے۔ لیکن تمام مسائل کا محور عظمت ذات خدا اور محبت رسول کونین

Scanned with CamScanner

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہوتا۔ جو آپ کی مجلس نور و نکہت میں بیٹھنے والے پر عیاں و ہویدا ہے۔

تیری تفسیر علمی اور نکاتی بات سن سن کر
ہر ایک سامع ہے کہتا وارث علم رضا تم ہو۔

اس نورانی محفل کے لمحات ضیا بار فقیر بارگاہ حبیب کے لوح فخر و نظر پر آج بھی نقش کالحجر ہے۔ محب محترم مہبط خیر و نعم مخزن جود و کرم سیف سنیت حضرت مولانا صوفی عبدالصمد صاحب قادری رضوی مدظلہ العالی کے دولت کدے پہ محفل رشد و ہدایت بعنوان محفل عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہایت اہتمام و احتشام سے ساتھ زیر صدارت حضور قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان منائی جا رہی تھی۔ فقیر راقم الحروف پیکر خلوص و عطا صوفی باصفا تیغ مسلول شدت جناب محمد اشفاق خاں صاحب بنارسی کے ہمراہ اس بے مثال پر نور و پر بہار محفل میں شریک تھا۔ گرد و نواح کے خوش عقیدہ مسلمان کا اژدہام کثیر تھا۔ جو حضور عالی مرتبت کی زیارت و سماعت کے لئے حاضر تھا۔ حضور مجمع النور والسرور سے فقیر کی یہ دوسری ملاقات تھی۔ محبت رسول کی یہ گہر بار محفل غالباً تہجد کے وقت تک جاری رہی۔ جب آپ اپنے خطاب نایاب سے قلوب سامعین کو مسحور فرما رہے تھے تو مجمع پر عجب کیف طاری تھا۔ زبان پر فیض سے جاری ہونے والے کلمات رشک لعل و گہر بن کر دامن عقیدہ و ایمان بھر رہے تھے۔ آپ کی گفتار گہر بار ایک طرف جام حب رسول سے سرشار کر رہی تھی۔ تو دوسری طرف دشمنان رسول سے دوری و نفوری کی تلقین کر رہی تھی۔ ایک طرف سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردان عرب کی لطیف و انیق تشریح۔ ان کے نام پاک پر دل جان و مال، قربان کرنے کا حوصلہ بخش رہی تھی تو دوسری طرف دشمن احمد پہ شدت کیجئے کار دشمن بیان دشمن خدا و رسول سے نفرت و بیزاری کا درس و جذبہ پیدا کر رہا تھا۔ پورا مجمع جام عشق رسول سے مخمور نظر آ رہا تھا۔

جان ہے عشق مصطفےٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ نازِ دوا اٹھائے کیوں

صبح نماز فجر کے لئے عشاقان دید کی بھیڑ میں وضو فرمایا تو فرائض و سنن کی رعایت کے ساتھ اس طرح وضو فرمایا کہ معلوم ہو رہا تھا کوئی فتاوی شامی اور فتاوی رضویہ کھول کر بیٹھا ہے۔ اور آپ اس کا سطر سطر مطالعہ کر کے وضو فرما رہے ہیں۔ اسی درمیان محبین کے وضو کی اصلاح بھی کی جا رہی تھی اور مسائل کا بیان بھی صفحۂ دماغ پر نقش کالحجر ہو رہا تھا۔ آپ نے جس کی اصلاح کر دیا آج بھی مسائل و طریقۂ نماز و وضو محفوظ ہے۔ آپ کا عمل ہزاروں کتب فقہیہ کا خلاصہ و نچوڑ تھا۔ راز نے کیا خوب کہا۔

تونے پی کتابوں سے میں نے پی نگاہوں سے
فرق ہے بڑا زاہد میرے تیرے پینے میں

وضو میں سنن کی رعایت کی بات چل رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ حتی المقدور سنت رسول کی پاسداری و پابندی ضروری ہے اور اس میں سستی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی محبت سے دوری اور فیض حبیب سے محرومی کی علامت ہے۔ عشاقان بارگاہ اپنی زندگی کے ہر موڑ پر سنن حبیب کی رعایت کرتے رہے ہیں اور اسی میں محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی اور اپنی مغفرت کی ضمانت سمجھتے رہے ہیں۔ اور اس کی تائید

Scanned with CamScanner

میں آپ نے سیدنا حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا
ایک واقعہ سنایا کہ جب سیدنا حضرت جنید بغدادی رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا آپ نے ایک
خادم سے ارشاد فرمایا کہ مجھے وضو کرا دو۔ اس نے
اعضاء وضو کا غسل و مسح کرا دیا لیکن داڑھی کا خلال
بھول گئے۔ آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کا
ہاتھ پکڑ کر داڑھی کی طرف لے گئے اور ارشاد فرمایا۔
میں نے رضائے محبوب کے لئے پوری زندگی سنت
محبوب کی پیروی کی ہے اور اب میں اس دار فانی
سے کوچ کر رہا ہوں یہ میرا آخری وضو ہے اور اس
میں تو نے سنت چھوڑ دیا ہے۔ ملاقات کے وقت
اگر میرے رسول نے مجھ سے سوال فرما دیا کہ میری
سنت سے غافل رہ کر کس منہ سے میری بارگاہ میں
آگئے تو میں کیا منہ دکھلاؤں گا اور کیا جواب دوں گا
یہ سن کر مجمع پر رقت طاری ہو گئی۔ کچھ حضرات داڑھی
شریف سے خالی چہرہ تھے بہت شرمندہ ہوئے۔ اور
انھوں نے خیال کیا کہ میرا کیا حال ہوگا۔ فوراً توبہ کر کے
چہرہ کو داڑھی سے سجانے کا وعدہ کر لیا اور وہ آج
بھی پرنور چہرہ رکھتے اور بیان کرتے ہیں۔

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم!
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

آپ کی ذات الدین نصیحۃ کی عملی تفسیر تھی۔ پیارے
رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت و صورت سے
کسی کو دور دیکھتے تو قلب بیقرار ہو جاتا اور کوشش
فرماتے کہ یہ سنت محبوب کا پابند ہو کر بروز قیامت
دامن محبوب اور سایہ لواء الحمد کا حقدار ہو جائے۔
حزم واحتیاط کا یہ عالم تھا کہ سنت رسول کے خلاف
کوئی جملہ بولنا اور سننا گوارہ نہیں فرماتے تھے۔

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول کہ گلشن بنائے صحرا کو

پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا۔ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ
وَیَدِہٖ۔ آپ اس حدیث نبوی کے تاحین حیات عامل
نظر آئے۔ آپ خود بھی اس پر عمل پیرا رہے اور دوسروں
کو بھی اس کی تعلیم دیتے۔ ایک شخص حاضر خدمت ہو کر
ایک صاحب کی برائی بیان کرنے لگے آپ نے فوراً روک
دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ کسی کا سب سے اچھا بھائی وہ
ہے جو اس کی برائی اس کے سامنے بیان کرے۔ اور
اس کی اصلاح کی کوشش کرے۔ اور سب سے برا بھائی
وہ ہے جو اس کی برائی اس کے پیچھے بیان کرے اور
اس کو ذلیل کرے۔ وہ شخص بہت شرمندہ ہوا۔ ایک
شخص نے عرض کی۔ حضور! میں نے یہ بھلائی کا کام کیا
ہے۔ آپ نے اسے فوراً روک دیا اور فرمایا شیطان
تمہارے عمل کو ضائع کرنا چاہتا ہے "میں"، والا حساب
نہ رکھو۔ بلکہ یہ کہو کہ اللہ کے فضل سے یہ کام ہو گیا ہے
یا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ کام مجھ سے لے لیا ہے
اگر اپنے اچھے کام کو فضل خداوندی کی طرف منسوب
کرو گے تو ان شاء اللہ شیطانی شر اور نفس کی خود بینی
و خود نمائی اور غرور سے محفوظ رہو گے اور تمہارے
ایمان و عمل مقبول ہوں گے۔ ورنہ ضائع ہونے کا
اندیشہ رہے گا۔ شیطان جو تمہارا کھلا دشمن ہے ہر
قدم پر تمہارے اعمال برباد کرنے میں لگا ہے۔ اس
سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔
بفرمان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لَا یُؤْمِنُ

Scanned with CamScanner

اَحَبَّ اِلَیْکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَ
وَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ تصلب فی الدین آپ
کے رگ وپے میں داخل تھا۔ زندگی کا ہر ہر لمحہ محبت
رسول کی تعلیم میں گذرتا تھا۔ اور گستاخان رسول صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفرت کرنا اور نفرت کا درس دینا
آپ کا محبوب مشغلہ تھا اور اس میں کبھی کسی کی رعایت
نہیں فرماتے تھے۔ آپ کی مجلس کا لمحہ لمحہ اور آپ کی
کتابوں کے صفحات اسی انمول و گرانمایہ تعلیم سے لبریز
نظر آتے ہیں۔ فقیر راقم الحروف نے آپ کی ہر مجلس کو
محبوب عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور محبوبان بارگاہ
عالی کی یادوں سے آباد پایا۔ بالخصوص امام اہلسنت
اعلیحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ ان
کی بے مثال دینی خدمات اور عشق رسول کا چرچا تو طلبہ
اور احباب کے سامنے اس طرح فرماتے کہ سن کر دل
ودماغ گلستان محبت کی خوشبو اور بوستان عقیدت
والفت کی عطر بیزی سے معطر و شادکام ہو جاتا۔ آپ
کی زندگی اپنی مثال آپ تھی۔ آپ کی رحلت بزم سنیت
کے لئے ایسا خلا ہے جس کا پر کرنا مشکل نظر آرہا ہے۔
راقم الحروف گردوپیش گردش کر رہا ہے لیکن تاہنوز
ان کا مثل نظر نہیں آیا۔ آپ کی یاد کل دل عشاق
کو تازگی بخش رہی تھی اور آج آپ کا فقدان قلب و
جگر کو غم واندوہ کے اتھاہ سمندر میں غوطہ زن کر رہا ہے
اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کی مرقد پر نور باری فرمائے

قرآں ہی سے جس کا قعود و قیام تھا
ذکر رسول پاک لبوں پر مدام تھا
بحر علوم حق تھا مگر صورت بشر
سورج کی طرح اس سے منور تھے بام ودر

فقط۔ عبید الرضا عبد الہادی خان رضوی
سجادہ نشین خانقاہ حبیبیہ رضویہ کماہ ضلع سیتامڑھی مدرس جامعہ
فاروقیہ بنارس۔

صاحب مضمون حضرت مولانا عبد الہادی صاحب قبلہ
حبیبی کے طلب پر حضور بدر العلماء نے انہیں دلائل الخیرات
شریف ورد کرنے کے لئے یہ اجازت عطا فرمایا۔ جسے اس
مضمون کے آخر میں ضم کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی ونسلم
علی رسولہ الکریم و آلہ الفخیم۔

میں نے عزیز گرامی مولانا عبید الرضا عبد الہادی
قادری رضوی حبیبی استاذ جامعہ فاروقیہ شہر بنارس کو علی
برکۃ اللہ تعالیٰ ثم علی برکۃ رسولہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وعلی آلہ وسلم دلائل الخیرات شریف ورد کرنے کی
بشرائط ذیل اجازت دی۔

۱۔ اس ورد میں خالص ذکر الٰہی جل شانہ اور محبت
وتعظیم سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قصد ہو۔

۲۔ نماز ادا کرنے کا دھیان غالب رکھنا، نیز نماز باجماعت
پڑھنے کی کوشش کرنا۔ البتہ جہاں امام صحیح وضو والا صحیح
قرأت والا نہ ملے وہاں اپنی نماز الگ پڑھنا جب کہ اپنے لیے
امامت کا موقع میسر نہ ہو۔

۳۔ اپنے اہل وعیال، اپنے احباب ومعتقدین کو کھری سنیت کی تعلیم
دینا اور ان کو احکام شرعیہ پر عمل کرنے کی تلقین کرنا۔

۴۔ زمانہ حاضرہ کے بدمذہبوں خصوصاً وہابیوں دیوبندیوں
اور رافضیوں سے اللہ ورسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد
کے مطابق علیحدہ اور جدا رہنا۔ (۵) دنیا دار، فساق
وفجار اہل دول کی صحبت سے اپنے کو دور رکھنا۔

Scanned with CamScanner

۶۔ حسب استطاعت احقاقِ حق وابطالِ باطل اور امر بالمعروف، نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے رہنا۔

۷۔ دلائل الخیرات شریف کے ورد کی نعمت پر فضلِ ربانی واحسانِ رحمانی کو یاد رکھنا اور اپنی ذات کو عجب[1] سے بچانا۔

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ افضل خلقہ سیدنا محمد رسول اللہ وعلیٰ الہ وصحبہ وازواجہ وابنہ السید الکریم الغوث الاعظم الجیلانی وشہید محبتہ المجدد الاعظم الشیخ احمد رضا البریلوی الافغانی۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

کتبہ

بدر الدین احمد القادری الرضوی النوری

خادم المدرسۃ الغوثیہ فی بڑھیا من اعمال بستی

۲۵ من ربیع الآخر ۱۴۱۱ھ

منقبت

در شانِ حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان نتیجۂ فکر۔ از حضرت مولانا عبید الرضا عبد الہادی خاں صاحب قبلہ حبیبی مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ حبیبیہ رضویہ کٹما، ضلع سیتامڑھی۔

سراج الاولیاء بدرِ رضا بدرِ وفا تم ہو
صباح الاتقیاء فضلِ خدا بدرِ ہدیٰ تم ہو
تمہارے زہد نے زہدِ رضا کی یاد تازہ کی
چراغِ زاہداں ہو اور منارِ اصفیا تم ہو
رضائے غوث بھی ہو اور رضائے اولیا تم ہو
رضا روحِ رضا کی اور رضائے مصطفیٰ تم ہو
تری تعمیرِ ادبی اور قواعد پر قلم رانی
بتاتی ہے قواعد کے بیاں میں خوش ادا تم ہو
تیری فیض الادب طلبہ کے حق میں فیض یزداں ہے
قواعد نحو کے حسنِ بیاں میں مقتدا تم ہو
خدا کے فضل سے مہبطِ نبی کے فیض کے مخزن،
فقاہت اور تصوف میں یقیناً مہتدا تم ہو
جسے اس وقت بدر الدین کہنا زیب دیتا ہے
وہ روشن ذات روشن دل و روحِ باصفا تم ہو
تمہاری صورتِ زیبا سے فضلِ حق چھلکتا ہے
جسے دیکھے خدا کی یاد آئے وہ ضحیٰ تم ہو!
وہ جس کی صحبت پر فیض میں کچھ دیر ہی رہنا
بقولِ مثنوی نورِ نفس ہے وہ ضیاء تم ہو
تیری تلخیصِ اعرابی قواعد کی گہرباری
بتاتی ہے کہ علم و فضل کے زہرا الربیٰ تم ہو
تم اپنے وقت کے رازی ہو اور رازِ دیانی ہو
تصوف کو ہے جس پر ناز وہ تاجِ علیٰ تم ہو
تیری باریک بینی اور تبحر قولِ نبوی میں
بتاتی ہے بخاری اور مسلم کی صدا تم ہو
مکانِ علم و حکمت کے تزین اور تعطر کو
نگاہِ علم میں لعلِ یمن مشک ختا تم ہو!
مسلسل رحمتِ یزداں تری تربت پہ نازل ہو
دعائے عاشقاں ہے جس کے حق میں دُعا تم ہو
تیرا رضوی علومِ ظاہری و باطنی لینے
چلا جس بحر کی جانب وہی بحرِ سخا تم ہو

[1] غرور

Scanned with CamScanner

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ اپنی پاکیزہ تعلیمات کے آئینے میں!

از حضرت مولانا محمد رحمت علی صاحب قبلہ تیغی مصباحی مظفر پوری خادم نوری دار الافتاء، دار العلوم قادریہ ضیائے مصطفےٰ کلکتہ ۴۶

میری حرماں نصیبی ہی کہئے کہ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کا زمانہ میسر ہونے کے باوجود حضرت کے شرف لقاء سے محروم رہا۔ حضرت بدر ملت علامہ مولانا مفتی الشاہ بدر الدین احمد قادری رضوی نوری گورکھپوری ثم بستوی علیہ الرحمۃ والرضوان متولد ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۲۹ء متوفی ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۹۹۲ء کی تصنیفات اور آپ کے مکتوبات و مضامین کے مطالعے سے روز روشن کی طرح یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ بلاشبہ آپ سچے عاشق رسول، فدائے صحابہ، شیدائے غوث الوریٰ وفادار اولیاء اللہ، یادگار اصفیا، نمونۂ صلحاء، علمبردار سنیت، گل گلزار رضویت، ترجمان مسلک اعلیٰحضرت مقتدائے عصر، پیشوائے زمن، _____ زبان وقلم کے شہنشاہ _____ علم و عمل کا پیکر اور تقویٰ وطہارت کا گنجینۂ گراں مایہ تھے۔ درس و تدریس میں یگانہ، کار افتاء میں بے مثال، میدان تصنیف و تالیف کے شہریار، اپنے سے بڑوں کا قدرداں اور چھوٹوں پر مشفق و مہرباں گویا جس نہج سے دیکھا جائے حضور بدر ملت اس میں منفرد المثال اور بے بدل و باکمال نظر آتے ہیں۔

انسان کی فطری پاکیزگی، صفائی قلب اور طہارت نفس کا اندازہ اس کی پاکیزگی تعلیمات اور عمدگی ارشادات سے بحسن و خوبی لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کی تصنیفات و تالیفات اور آپ کے موقر مقالات بھی دین و سنیت کے اعلیٰ اور پاکیزہ تعلیمات سے بھرپور ہیں جس کی کچھ جھلکیاں آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

بدر ملت کی تعلیمات عالیہ

حضرت مولانا عبید الرضا عبد الہادی قادری رضوی حبیبی استاذ جامعہ فاروقیہ بنارس کو دلائل الخیرات شریف کی اجازت مرحمت فرماتے ہوئے حضرت بدر العلماء علیہ الرحمۃ یوں رقمطراز ہیں "میرے عزیز گرامی مولانا عبید الرضا عبد الہادی قادری رضوی حبیبی استاذ جامعہ فاروقیہ شہر بنارس کو علیٰ برکۃ اللہ تعالیٰ ثم علیٰ برکۃ رسولہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دلائل الخیرات شریف ورد کرنے کی بشرائط ذیل اجازت دی"

(۱) اس ورد میں خالص ذکر الٰہی جل شانہ اور محبت و تعظیم سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قصد ہو

(۲) نماز ادا کرنے کا دھیان غالب رکھنا، نیز نماز باجماعت پڑھنے کی کوشش کرنا البتہ جہاں امام صحیح وضو والا، صحیح قرات والا نہ ملے وہاں اپنی نماز الگ پڑھنا جبکہ اپنے لیے امامت کا موقع میسر نہ ہو۔

(۳) اپنے اہل و عیال اپنے احباب و معتقدین کو کھری سنیت کی تعلیم دینا اور ان کو احکام شرعیہ پر عمل کرنے کی تلقین کرنا۔

Scanned with CamScanner

(۴) زمانۂ حاضرہ کے بدمذہبوں خصوصاً وہابیوں دیوبندیوں سے اللہ و رسول جل شانہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کے مُطابق علیحدہ اور جُدا رہنا۔

(۵) دنیادار فساق وفجار اہلِ دول کی صحبت سے اپنے کو دور رکھنا۔

(۶) حسبِ استطاعت احقاقِ حق اور ابطالِ باطل اور امر بالمعروف نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے رہنا

(۷) دلائل الخیرات شریف کے ورد کی نعمت پر فضلِ ربانی واحسانِ رحمانی کو یاد رکھنا اور اپنی ذات کو عُجب (خود پسندی) سے بچانا۔ (مکتوبات بدرملت ص۱۷۱)

ماشاء اللہ یہ عمدہ اور اہم تعلیمات ہیں جن پر عمل کرنا ہر انسان کے لیے دنیوی واخروی کامرانیوں کی ضمانت دیتا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہر پیر اپنے مرید کو مرید کرتے وقت ___ ہر استاذ اپنے شاگرد کو مناسب وقتوں میں ___ ہر باپ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو موقع محل کی مناسبت کے ساتھ اور اہلِ مدارس اپنے فارغین طلبہ کو سند و دستارِ فراغت دیتے وقت اس طرح کی اہم اور ضروری تعلیمات سے نواز کر ان پر انہیں کاربند ہونے اور رہنے کی تاکید کریں۔

بال بچوں کی محبّت کا تقاضا

ہر شخص اپنی بیوی اور بچوں کی محبت اور ان کی خیر خواہی کا دعویدار ہے۔ اور ان کے عیش وآرام کی فکر میں روز و شب تگ و دو کرتا رہتا ہے دور دراز کے سفر کی صعوبتیں اور ماں باپ بیوی بچوں سے جدائی کی کلفتیں جھیلتا ہے۔ اور کوشش کرتا ہے کہ اپنے بال بچوں کو اچھا کھلائے ___ اچھا پہنائے اور ان کے رہنے کے لیے اچھا مکان بنائے ___ لیکن ان ساری چیزوں کا تعلق دارِ فانی سے ہے دارِ بقا سے ان کا کوئی تعلق نہیں   بال بچوں کی سچی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے بیوی بچوں کے واسطے دنیائے فانی کے عیش وآرام کی بہ نسبت دارِ آخرت کے ہمیشگی کے آرام وعشرت کی فکر کریں اور ان کے لیے آخرت کی بھلائی وبہتری کے اسباب مہیا کریں۔ ___ ہر باپ ماں پر ضروری ہے کہ اپنی اولاد کی سچی محبت کے تقاضا کی تکمیل کے لیے انہیں اسلامیات اور دینی تعلیمات کے زیور سے مزین کریں بدرِ ملت ان باتوں کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے یوں تحریر فرماتے ہیں۔

"اگر آپ بیوی والے ہیں تو بیوی کو پردہ میں رکھیئے۔ غیر مرد کے سامنے ہرگز ہرگز نہ ہوں۔ اپنے بچوں کو خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام سکھائیے ___ ان کو بچپن ہی میں نماز کی تعلیم دیں اور تاکید رکھیں ___ آپ کی بیوی نماز پڑھے حیا باختہ بے پردہ عورت کو اپنی بیوی کے پاس نہ آنے دیں۔ ___ بمبئی کی دنیا میں عورتوں لڑکیوں کا حال بہت بُرا ہے ___ دین کا تقاضا ہے کہ اپنے بال بچوں کو جہنم سے بچاؤ۔ ان کو اسلامی راستے پر چلاؤ۔ ان کو خلافِ شرع لباس سے روکو۔

(مکتوبات بدرملت ص۱۷۱)

اگر واقعی ہم اپنی اولاد کی محبت کا دم بھرتے ہیں تو پھر ہمیں ان کی صرف دنیا سنوارنے کی کوشش نہیں کرنی ہوگی بلکہ انہیں جہنمی کاموں سے بچنے اور جنتی کاموں کی طرف رغبت کی تاکید کرنی ہوگی اور بچپن ہی سے ان کے اخلاق واطوار کو اسلامیات کے سانچے میں ڈھالنا ہوگا۔ نماز روزے کا خوگر اور شریعت وسنت کا پیکر بنانا ہوگا۔

Scanned with CamScanner

شریکِ حیات کیسی ہو؟

سرکارِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے۔ عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے (۱) مال و منال (۲) حُسن و جمال (۳) خاندانی جاہ و جلال (۴) اور دینی جمال و کمال کے سبب فاظفر بذات الدین یعنی دین دار لڑکی کو ترجیح دو

حضرت بدر ملت کی درج ذیل تحریر پڑھئے اور اندازہ لگائیے کہ کس قدر آپ نے تعلیم نبوی کو اپنے سے لگایا ہے اور ہونے والی شریکِ حیات کے انتخاب میں دین داری تقویٰ شعاری اور پرہیزگاری کی شرط و قید لگائی ہے

"میں ایسے ماں باپ کی لڑکی سے رشتہ کا طالب ہوں جو دنیوی ٹیپ ٹاپ سے بے پرواہ ہو۔ دنیاداری پر ان کی دینداری غالب ہو۔ شریعت کا جو حکم ان کے سامنے رکھا جائے اس کو بے چوں و چرا مانیں اور عمل کرنے کی کوشش کریں مالدار داماد پر دیندار داماد کو ترجیح دیں۔ لڑکی حسب ذیل اوصاف رکھتی ہو۔

(۱) لڑکی تندرست ہو، آسیب زدہ یا مریضہ نہ ہو (۲) پردہ کی پوری پابندی کر سکتی ہو شوخ اور بے باک نہ ہو۔ (۳) اس کے اندر دین داری کا مادہ ہو۔ مزاج سادگی پسند ہو۔ (۴) شوہر کی اطاعت و خدمت کرنے کا جذبہ رکھتی ہو۔ (۵) اپنی دین داری کی وجہ سے شرعی پابندیوں کو بخوشی گوارہ کرے ___ (۶) قرآن مجید کی تلاوت کر سکتی ہو اور اردو کی چھوٹی چھوٹی کتابوں کو پڑھ لیتی ہو۔ (۷) حسنِ سیرت اور قبول سیرت والی ہو۔ (۸) نسب صاف ستھرا بے داغ ہو۔ فیشن پرستی کا دلدادہ نہ ہو۔

(مکتوبات بدر ملت ص ۱۵۴/۱۵۳)

ایمان و عقیدے کی حفاظت

آخرت کی تمام نعمتوں کی حصول یابی کا دار و مدار ایمان و عقیدے کی درستگی پر ہے۔ ایمان و عقیدے کے فساد سے آخرت تباہ اور اخروی زندگی کا عیش و آرام مکدر ہو جاتا ہے۔ حضور بدر ملت نے ایمان و عقیدے کی حفاظت پر زور دیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

"دین و ایمان سب سے زیادہ عزیز چیز ہے اس کی محافظت میں حد سے زیادہ کوشش فرض ہے دنیا کی عزت دنیا کی زندگی اور مال یہ سب دنیا ہی تک ہیں ___ دین و ایمان سے ہمیشگی کے گھر میں کام پڑتا ہے ___ ان کی فکر سب سے زیادہ لازم ہے۔ (مضامین بدر ملت ص ۱۵۸)

نماز کی پابندی

آج کا مسلمان دنیا کے کاروبار اور دنیاوی عیش و آرام میں ایسا الجھ گیا ہے کہ اسے نہ آخرت کے عیش و آرام کی طرف کوئی رغبت اور نہ قبر و حشر کے عذاب کی کوئی پرواہ ___ غفلت و لاپرواہی کا دبیز پردہ اس طرح اس کے دل و دماغ اور عقل و شعور پر چھا گیا ہے کہ وہ عارضی اور فانی عیش و عشرت کو باقی و لافانی و لازوال نعمتوں اور بہاروں پر ترجیح دیتا ہوا نظر آ رہا ہے ___ قرآن پاک میں ہے وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلٰوتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ اور کامیاب و بامراد وہ لوگ ہیں جو اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں یعنی کامل طہارت، فرائض و واجبات و سنن و مستحبات کی مکمل رعایت کے ساتھ وقت پر پنج وقتہ

Scanned with CamScanner

نمازوں کی ادائیگی جماعت کے اہتمام کے ساتھ کرتے ہیں۔ حضرت علامہ بدرالدین احمد علیہ الرحمۃ نے جہاں ایمان وعقیدے کی درستگی اور دوسرے فرائض و واجبات کی پابندی اور اسلامی اخلاق و اطوار کی عمدگی پر زور دیا ہے وہیں محافظتِ نماز پر بڑی تاکید فرمائی ہے اور غافل مسلمانوں کے دل و دماغ کو جھنجھوڑتے ہوئے یوں رقمطراز ہوتے ہیں

"نماز پنجگانہ کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ مردوں کو مسجد میں حاضر ہونا اور جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے ___ پھر آگے چل کر فرماتے ہیں۔ "کسی نوکری، ملازمت خواہ تجارت وغیرہ کسی حاجت کے سبب نماز قضا کر دینا سخت ناشکری، بہرے سرے کی نادانی ہے۔ کوئی آقا یہاں تک کہ کافر بھی اپنے ملازم کو نماز سے باز نہیں رکھ سکتا ___ اور اگر منع کرے تو ایسی نوکری ہی حرام قطعی ہے ___ اور کوئی وسیلۂ رزق نماز کھو کر برکت نہیں لا سکتا ___ رزق تو اس کے ہاتھ میں ہے جس نے نماز فرض کی ہے اور اس کے ترک پر سخت غضب فرماتا ہے۔"

(مضامین بدر ملت ص ۱۵۹)

افعالِ بد کے نقصانات

آج مسلمانوں کے بیشتر افراد گناہوں کے دلدل میں اس طرح پھنسے ہوئے ہیں کہ انہیں ہر بری بات اچھی اور اچھی بات بری لگنے لگی ہے۔ جس کا نتیجہ بد یہ ہے کہ معاشرہ کا معاشرہ برباد اور آبادی کی آبادی تباہ ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ذیل کی تحریر میں حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ نے کچھ ایسے گناہوں کی نشاندہی فرمائی ہے جن کے نقصانات کسی زہر ہلاہل سے کم نہیں۔ فرماتے ہیں "جھوٹ، گالی، بدزبانی چغلی، غیبت، بدکاری، ظلم، خیانت، نام و نمود، غرور و تکبر وغیرہ افعالِ قبیحہ غلامیٔ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے رشتہ کو کمزور اور ضعیف کرتے ہیں لہٰذا مسلمانوں کو ان اعمالِ سیئہ سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ ___ اسلامی شعار و تہذیب پر یہ بہت بڑا ظلم ہے کہ مسلمان اپنا قومی لباس ترک کر کے کافروں کی وضع قطع کا لباس پہنیں۔ مسلمان مردوں عورتوں پر لازم ہے کہ کافرانہ اور فاسقانہ لباس نہ خود پہنیں نہ بچوں کو پہنائیں۔

(مضامین بدر ملت ص ۱۶۲)

اس میں شک نہیں کہ غلامیٔ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا رشتہ جتنا مضبوط ہو گا ربّ کائنات سے علاقہ اتنا ہی زیادہ مستحکم اور استوار ہو گا۔ پس فرزندانِ اسلام پر لازم و ضروری ہے کہ خدائے پاک عزوجل کا تقرب حاصل کرنے کے لیے رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی کی زنجیر میں اپنے آپ کو مضبوطی کے ساتھ جکڑ لیں ___ اور غلامیٔ مصطفےٰ لیے استحکام و پائیداری کے واسطے مذکورہ گناہوں کے علاوہ تمام گناہوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کریں۔ ومن اللّٰہ التوفیق وعلیہ التکلان والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا ومولانا محمد سید الانس والجان وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ الکرام۔ محمد رحمت علی قادری مصباحی

۵ رشعبان المعظم ۱۴۲۴ھ مطابق ۲ اکتوبر ۲۰۰۳ء

یہ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کی پاکیزہ تعلیمات کی چند جھلکیاں ہیں۔ آپ نے انسانی زندگی سے متعلق تمام گوشوں کو اسلامی اخلاق و اطوار سے روشن کرنے کے لیے اپنی تقریر و تحریر کے ذریعہ قرآن و حدیث کی تعلیمات کو عام فرمایا ہے۔ نونہالانِ اسلام کو چاہئے کہ ان کے مضامین و مکتوبات و ملفوظات کا مطالعہ کریں اور اپنی زندگی میں انقلاب پیدا کریں اور دنیا و آخرت کی بھلائی کا سامان مہیا کریں۔

Scanned with CamScanner

حضور بدر ملت کا اسوۂ تدریس

از: حضرت علامہ ومولانا محمد شمیم القادری صاحب صدر المدرسین مدرسہ غوثیہ فیض العلوم
بڑھیا۔ پوسٹ کھنڈسری بازار ضلع سدھارتھ نگر

یوں تو ہندوستان کی سرزمین ایک سے ایک نادر الوجود شخصیتوں کا مخزن رہی۔ اسی سرزمین پر آسمانِ ولایت کے آفتاب وماہتاب بھی چمکتے رہے۔ اور میدانِ علم کی جولاں گاہ میں علم کے شہسوار بھی اپنا علمی جواہر دکھاتے رہے۔ الحمد للہ! ہندوستان ہی کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس میں امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا عالمِ محقق فقیہ عظیم رہنما امت محمدی کے لئے درد مند دل رکھنے والا قائد کا وجود مسعود ہوا۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت محسنِ سنیت جان سنیت امامِ عشق ومحبت امام احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشقِ رسول کی جو شمع روشن فرمائی اس کے بے شمار پروانے پوری دنیا میں پیغامِ رضا کو لے کر سرگرم عمل ہیں۔ انھیں پروانوں میں ایک پروانے کو دنیا بدر ملت کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔ جس نے پیغامِ اعلیٰ حضرت کی اشاعت کو اپنی زندگی کا سرمایہ بنالیا۔ جس کی زندگی پیغام اعلیٰ حضرت کی عملی نمونہ تھی۔ جو احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا۔ جو علم وعمل کے مجمع البحرین تھے۔ جس نے عوام سے پیکرِ خلوص تک کے دلوں میں عشقِ رسالت کی کی شمع روشن فرمائی۔ جس نے لوگوں کو روشناس کرایا کہ اعلیٰ حضرت کون ہیں اور کیا ہیں؟

حضور بدر ملت ایک ہمہ گیر اور ہمہ جہت شخصیت کا نام ہے۔ جہاں وہ بے شمار خوبیوں کے حامل تھے۔ وہیں میدانِ درس وتدریس کے بے مثال استاذ تھے۔ تعلیم وتعلم ہی پیغام کا وہ ٹھوس ذریعہ ہے جس کے لیے زوال نہیں۔ علم کی روشنی میں ہی حق وباطل کا فرق دیکھا جاتا ہے۔ اور یہ چیز صرف درسگاہ میں پائی جاسکتی ہے۔ جہاں تزکیۂ نفس تہذیب اخلاق اور تربیتِ دماغ کے سوتے پھوٹتے ہیں۔ جہاں انسان کو سنوارا جاتا ہے۔ دینی درسگاہیں اسی لیے وجود میں آئیں تاکہ وہاں اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیغام کو خاکدانِ گیتی میں پھیلانے کے لیے افراد پیدا کیے جائیں۔ اسلام میں رخنہ ڈالنے والوں کا قلع قمع کیا جائے۔ عظمتِ رسالت کے مقام کو سمجھایا جا

حق وباطل کے فرق کو واضح کیا جائے۔ جہاں اخلاق کے زیور سے لوگوں کو آراستہ کیا جائے۔ جہاں دماغ کی تربیت دینی کی جائے۔ تاکہ دماغ فرعون بن سکے بلکہ سرکار کا غلام رہے۔ جہاں نفس کو آلودگیوں سے بچایا جاسکے۔ کیوں کر تعلیم کے یہ تین بنیادی مقصد ہیں۔ تزکیۂ نفس، تہذیب اخلاق، تربیت دماغ۔ بے شک وہ درسگاہیں لائق تعظیم ہیں جہاں تعلیم کے ان بنیادی مقاصد کو سامنے رکھ کر تعلیم دی جاتی ہوگی۔ اور وہ معلم بھی قابل قدم بوس ہے جو ان تین مقاصد کو سامنے رکھ کر طلبہ کو درسگاہ میں اپنے علم کا جام پلا رہا ہوگا۔ یہی وہ وصف ہے جہاں حضور بدر ملت ایک نمایاں حیثیت سے نظر آتے ہیں۔ جس دور میں درسگاہیں اپنا وقار کھو چکی ہوں اساتذہ اپنے فرض منصبی سے غافل ہوں۔ طلبہ اپنے مقاصد سے روگردانی کرچکے ہوں ایسے پر ماحول سناٹے میں حضور بدر ملت اصول تعلیم کی مشعل کو لئے ہوئے تیز و تند ہواؤں کے مدمقابل چلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ہوا کا رخ پلٹ دیتا ہے ہم صحرا نوردوں کو
چمن کے رہنے والو تم زمانے کی ہوا دیکھو

اسی لیے حضور بدر ملت کی درسگاہ کی عظمت آج بھی مسلم ہے۔ ان کی بارگاہ کا حاضر باش ان کے چشمۂ علم و حکمت کا جرعہ نوش آج بھی بھیڑ میں پہچان لیا جاتا ہے۔ حضور بدر ملت کی نظر اس پر تھی کہ نفس ہی ہے جو بے عملی کی راہ دکھاتا ہے۔ یہ نفس ہی ہے جو علم کو بھی دنیا حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ سمجھاتا ہے۔ یہ نفس ہی ہے جو کج روی کی تعلیم دیتا ہے۔ اس لیے حضور بدر ملت کی نظر سب سے پہلے طلبہ کے تزکیۂ نفس پر ہوتی کہ پہلے قلب کی تطہیر ہو جائے تو عمل خود بخود سنورنے لگیں گے۔ تزکیۂ نفس کا ایک مختصر سا واقعہ سنتے چلئے۔ مدرسہ غوثیہ بڑھیا جہاں حضور بدر ملت فیض الرسول چھوڑنے کے بعد آخری عمر تک مسند تدریس کے زینت رہے۔ اپنے ایک شاگرد سے محو گفتگو ہیں۔ درمیان کلام راقم الحروف بھی پہونچ گیا۔ حضور بدر ملت کے وہ شاگرد راقم الحروف کے ہم درس ساتھیوں میں سے ہیں۔ وہ اپنے کسی علمی کارنامے کو سنا رہے تھے۔ سارا واقعہ سننے کے بعد حضور بدر ملت نے فرمایا۔ تو آپ کی اس جگہ کافی عزت ہوئی ہوگی۔ خوب واہ واہی لوٹی۔ اپنی تعریف سن سن کر نفس خوش ہوتا رہا ہوگا انھوں نے کہا جی حضور! آپ کی دعائیں ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ میاں یہ تمہارے اندر جو چھپا دیو ہے۔ یہ اس کی چال ہے۔ پھر چہرے پر ایک عجیب سا رنگ آیا۔ اور فرمایا سنو کوئی اپنے علم و عمل سے نہیں بلکہ اللہ کے فضل اور رسول کی عنایت سے کامیاب ہوتا ہے۔ یہ سب شیطانی دھوکہ ہے۔ پھر اس پر آپ نے غوث اعظم کا وہ واقعہ سنایا کہ جب شیطان دھوکہ دینے کے لیے زمین اور آسمان کے بیچ نور کا ایک منار بنا اور آواز آئی کہ اے عبدالقادر! سنو! جو چیزیں میں نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حرام کی تھیں وہ وہ تم پر حلال کردی۔ غوث پاک نے سنتے ہی فرمایا لاحول ولاقوۃ دور ہٹ۔ شیطانی دھوکہ دیتا ہے۔ جو چیز میرے سرکار پہ حرام ہو وہ مجھ پہ حلال

Scanned with CamScanner

کیسے ہو جائے گی۔ وہ روشنی دھواں ہو گئی۔ دھواں سے آواز آئی کہ آج تجھے تیرے علم نے بچا لیا۔ غوثِ اعظم نے فرمایا کہ پھر دھوکہ دیتا ہے۔ میرے علم نے نہیں اللہ کے فضل نے بچا لیا۔ لہٰذا نفس کے دھوکے میں مت آؤ۔ بلکہ ہر نیک کام کرتے ہوئے یہ خیال رکھو کہ اللہ نے مجھے توفیق دی کہ میں نے یہ نیک کام کر لیا ورنہ اللہ پاک چاہے تو وہ اپنا کام کسی سے بھی لے سکتا ہے۔ کیا حجاج جیسے ظالم سے قرآن پاک پر زیر زبر رکھنے کا کام نہیں لیا۔ تہذیب اخلاق کی ضیاپاشیاں بھی ان کی درسگاہ پُرعظمت کی شاہدِ عدل ہیں۔ آپ نے ہمیشہ یہی کوشش فرمائی کہ وہ طلبہ جو حضرت کے تربیت سے فیض یافتہ ہونا چاہتے تھے انھیں زیورِ اخلاق سے وابستہ فرمایا۔ بڑوں کے ساتھ ادب چھوٹوں پر شفقت ایمانی بھائیوں کے ساتھ اخوت ومحبت دشمنانِ دین کے ساتھ سخت۔ جو اپنے درسگاہ کے تربیت یافتہ طلبہ کو عالمانہ روش پر چلتا ہوا دیکھنا چاہتے تھے۔ میرے حضرت کی یہی خواہش تھی کہ طلبہ اسلاف کے نقشِ قدم پر چل کر دین کے مبلغ بنیں۔ وہ اعلیٰ حضرت کے بتائے ہوئے اصول پر کاربند رہیں۔ ان کے کردار وعمل ہی سے دین وسنیت کی جھلک نمایاں ہو۔ الحمد للہ! حضرت بدر ملت نے اپنے شاگردوں کی اس طرح دینی تربیت فرمائی کہ نماز کے لیے طلبہ کبھی گرانی محسوس نہیں کرتے۔ دارالعلوم میں کوئی استاذ ہو یا نہ ہو نماز باجماعت ہوتی تھی۔ جہاں اور جگہ اساتذہ بچوں کو نماز کے لیے بیدار فرماتے ہیں وہاں حضرت کی بارگاہ کے خوشہ چیں طلبہ اساتذہ کو نماز کے لیے بیدار کرتے تھے۔ کوئی مہمان آیا، نماز کا وقت ہوا طلبہ وضو کے لیے بیٹھے۔ مہمان بھی وضو کرنے لگے۔ طلبہ نے دیکھا کہ وضو شرع کے مطابق نہیں ہو رہا ہے۔ فوراً نہایت نرم زبان سے مہمان سے کہا۔ وضو ایسا کیجئے جیسا ہم کر رہے ہیں۔ پھر اس مہمان کے سامنے کوئی طالب علم وضو کرتا اسی کو دیکھ دیکھ کر مہمان بھی وضو کر لیتا۔ بعد میں شکریہ ادا کر لیتا۔ کہ آج وضو کرنے کا طریقہ بھی آگیا۔

ایک دوسرا واقعہ بھی سنتے چلیں۔ حضرت علیہ الرحمۃ کے شاگرد مدرسہ غوثیہ بڑھیا کے شعبۂ مکتب کے مدرس رکھے گئے۔ مزاج میں سختی تھی۔ بچوں کو ان کی غلطی پر مار دیا کرتے تھے۔ بچوں کے والدین کی طرف سے شکایتیں موصول ہونے لگیں۔ کہ فلاں مولانا صاحب چھوٹے چھوٹے بچوں کو کبھی بہت زور زور سے مارتے ہیں۔ حضور بدر ملت نے انھیں اپنی درسگاہ میں بلایا اور کس طرح سمجھایا ذرا میرے حضرت کا انداز ناصحانہ ملاحظہ فرمائیں۔ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن کی تعلیم دی۔ یہاں الرحمٰن سے مراد اللہ پاک کی ذات ہے۔ یہاں الرحمٰن کے بجائے القہار بھی آسکتا تھا۔ الجبار بھی آسکتا تھا۔ مگر الرحمٰن آیا۔ مقصد یہ ہے کہ تعلیم قرآن کے لیے رحم ضروری ہے۔ تعلیم قرآن کے لیے بچوں پر سختی نہیں بلکہ نرمی کارگر ہو سکتی ہے۔ پھر آگے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں پڑی مولانا صاحب سمجھ گئے۔ اس کے بعد پڑھانے کا انداز بدل گیا۔ کون ہے جو قدم قدم پر اپنوں کی اس طرح

Scanned with CamScanner

رہنمائی فرمادے۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ کبھی اپنے شاگرد کو مزاج شرع کے خلاف چلتا ہوا پایا۔ تو بڑے نفیس پیرائے میں اس کی سرزنش فرمائی ہیں اپنی آپ بیتی بتارہا ہوں کہ جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدرسہ غوثیہ بڑھیا سے حضور بدر ملت کی قیادت میں بڑے تزک واحتشام کے ساتھ نکلتا تھا۔ اور آج بھی نکلتا ہے۔ جلوس بڑا اور بہت لمبا ہوتا تھا کہ اس کے نظم ونسق کی ذمہ داری مجھ راقم الحروف کے سر تھی۔ اسی لیے گاڑی لے کر کبھی جلوس کے آگے کبھی پیچھے کبھی درمیان میں چلنا پڑتا تھا۔ اس وقت میرے سر پر جناح کیپ تھی۔ جب کہ حضور بدر ملت اس کو ناپسند فرماتے تھے۔ وہ کپڑے کی دوپلیا ٹوپی جو اسلاف کی نشانی ہے اسی کو پسند فرماتے تھے۔ آپ نے میری طرف دیکھتے ہوئے شیخ سعدی کا یہ شعر پڑھا۔

ترسم کہ نہ رسی بکعبہ اے اعرابی! [عله]
کیں رہ تو میروی بترکستان است

میں فوراً سمجھ گیا۔ عرض کیا۔ حضور کپڑے کی ٹوپی گاڑی چلاتے وقت اڑ جاتی ہے اس لیے مجبوراً لگا لیا
کہاں ملے گا ایسا ہمدرد وغمگسار، مشفق مہربان چارہ ساز دردمند استاذ جو قدم قدم پر رہنمائی فرمائے

حضور بدر ملت کی تعلیم کا انداز ہی نرالا تھا۔ اب تو وہ انداز خال خال ہی نظر آتا ہے۔ حضرت علیہ الرحمۃ جلد از جلد کتاب ختم کرنے کے قائل نہ تھے بلکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ طلبہ کتاب کو سمجھ لیں۔ اس کے لیے آپ نے بڑی جانفشانی فرمائی۔ ایک ایک کتاب کو اس طرح طلبہ کو سمجھایا کہ اس کے مضامین نقش کالحجر ہو کر رہ گئے۔ وہ چاہتے تھے کہ طلبہ تیلی کا بیل ہو کر نہ رہ جائیں۔ بلکہ کتاب کے اندر جو اصول وقواعد مندرج ہیں اسے اس طرح ذہن نشین کرلیں کہ اس کی روشنی میں ہر مسئلہ حل کرلے جائیں۔ ورنہ دیکھنے میں یہی آیا ہے کہ طلبہ اسی مثال پر انحصار کئے بیٹھے رہتے ہیں جو کتاب میں درج ہے۔ اگر ان سے کوئی اور مثال پوچھ لی جائے تو ٹائیں ٹائیں فش ہیں۔

حضور بدر ملت نے اس طرح تربیت دماغ فرمائی کہ ذہن میں ایک انجلائی کیفیت پیدا ہو جاتی جس کی روشنی میں ساری گتھیاں سلجھتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ راقم الحروف اور میرے ہم درس ساتھیوں کو جواہر المنطق دو سال میں مکمل پڑھائی۔ صرف قضایا موجہات میں ایک مہینہ صرف کیا۔ مگر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسی جواہر المنطق کی تعلیم نے منطق کے مشکل مسائل کو بالکل آسان کر دیا۔ حضور بدر ملت کے تربیت دماغ کا ایک انداز یہ بھی تھا۔ بچوں میں میں ایک دوسرے سے مباحثہ کا پروگرام رکھتے۔ اور باقاعدہ ایک جماعت دوسرے جماعت دعوت مباحثہ دیتی۔ اور اعلان پرچے پر لکھ کر ٹانگ دیا جاتا۔ کہ فلاں تاریخ کو فلاں فلاں جماعت سے فلاں فلاں مضمون پر بحث ہوگی۔ فیصل کی حیثیت سے حضرت علامہ علیہ الرحمۃ جلوہ افروز ہوتے۔ دونوں جماعتیں سوالات وجوابات کے بوچھار کرتیں۔ آخر میں حضرت

[عله] میں ڈرتا ہوں اے اعرابی کہ تو کعبہ نہ پہنچے گا۔ اس لیے کہ جو راستہ تو نے اختیار کیا ہے وہ ترکستان کا ہے۔

Scanned with CamScanner

علیہ الرحمۃ فیصلہ فرماتے۔ اس طرح محفل اختتام پذیر ہوتی۔ اس طرح ذہن سازی سے طلبہ کو اس فن میں کافی مہارت حاصل ہوجاتی۔ کیوں کہ ملک بے سیاست، مال بے تجارت، علم بے بحث بے کار ہے بچوں سے مباحثہ کرواکر ان کی ذہن سازی فرماتے ایک دفعہ دو جماعتوں سے سرکار مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علم غیب پر مباحثہ کا اعلان کروایا چیلنج نامہ اس طرح لکھا ہوا

علماءِ اہلِ سنت ۔۔۔ اور علماءِ دیوبند
فلاں جماعت ۔۔۔ فلاں جماعت

حضور بدر ملت نے اس کو پڑھا تو فرمایا۔ معاذاللہ رب العلمین۔ یہاں علماء دیوبند کون کون ہیں؟۔ اس طرح لکھو ترجمان علماءِ اہلسنت ترجمان علماءِ دیوبند۔

اس طرح ذہن سازی کے دسیوں واقعات ہیں جو رہ رہ کر یاد آتی ہیں۔ آج جب درسگاہوں کو دیکھا جاتا ہے اور اس کی زبوں حالی پیش نظر ہوتی ہے تو حضور بدر ملت کی درسگاہ کی یاد آجاتی ہے۔ حضور بدر ملت اپنے متوسلین کے لیے چارہ ساز اپنے محبین کے لیے غمگسار اپنے شاگردوں کے حق میں مشفق مہربان کرم فرما کرم نواز محسن وار کرم تھے۔ جو متوسلین محبین تلامذہ پر کرم کی بارش برساتے رہے وہ شجر سایہ دار تھے جس کے سائے میں متلاشیان حق آرام کرتے۔ وہ پیغام اعلیٰحضرت کے بے باک ناشر وہ عاشق اعلیٰ حضرت پروانۂ شمع ہدایت تھے۔ وہ عشق رسالت کا شمع فروزاں لئے باد مخالف کے صرصر جھونکوں سے نبرد آزما ہوتے رہے

وہ رضا کے کچھار کا ایک شیر تھا۔ جو خاموش ہوگیا وہ گلستان رضوی کا گل سرسبد تھا۔ جو مرجھا گیا۔ آفتاب رشد و ہدایت تھا جو غروب ہوگیا۔ وہ علم و عمل کا پیکر جمیل تھا۔ جو اپنا نقش چھوڑ گیا۔

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

حضور بدر ملت کے نقوش

کلمۂ جلالت کا نقش ہر کام کے لیے

۷۸۶/۹۲

۱۶	۱۹	۲۲	۹
۲۱	۱۰	۱۵	۲۰
۱۱	۲۴	۱۷	۱۴
۱۸	۱۳	۱۲	۲۳

جس مقصد کے لیے اس نقش کو دینا ہو بھرنے کے وقت اس کی نیت کرلے۔

۷۸۶
۹۲

۶۷۲	۶۷۵	۶۷۸	۶۶۴
۶۷۷	۶۶۵	۶۷۱	۶۷۶
۶۶۶	۶۸۰	۶۷۳	۶۷۰
۶۷۴	۶۶۹	۶۶۷	۶۷۹

شفاء کے لیے

Scanned with CamScanner

بدر العلماء ایک ہمہ گیر شخصیت

از حضرت مولانا کمال الدین احمد رضوی استاذ دار العلوم عربیہ اسلامیہ اہلسنت سعدی مدنپور۔ ضلع باندہ۔ یوپی

مختصر تعارف

تاریخ عالم کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دور میں برگزیدہ اور نادرۂ روزگار شخصیتیں نمودار ہوتی رہی ہیں جو اپنے دینی و ملی پرکشش کردار و عمل اور علوم و فنون کی تابانیوں سے اپنے عہد پر چھا جاتی ہیں اور اپنی بلند پایہ صلاحیتوں کی جلوہ سامانیوں سے تاریخ کا ایک حصہ بن جاتی ہیں انھیں یگانۂ روزگار شخصیتوں میں سے رہبر شریعت شیخ طریقت زہد و تقوی کا پیکر، اعلاء کلمۃ الحق کا خوگر، مسلک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان رئیس الاتقیاء، استاذ العلماء بدر الفقہاء شیدائے اعلیٰ حضرت جامع معقول و منقول شہنشاہِ تدریس و تفہیم سند المدرسین استاذی الکریم حضرت علامہ مفتی شاہ بدر الدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات بابرکات ہے جو عوام و خواص کے مابین بڑے مولانا صاحب کے لقب سے مشہور تھی آپ ایک مایۂ ناز عالم دین متقی ادیب، مفکر مصنف، مناظر، جامع شریعت و طریقت، قابل اتباع و تقلید عارف باللہ اور فنافی الرسول تھے آپ کی عبقری شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے جنھوں نے بے شمار دینی و ملی علمی و عملی تحقیقی خدمات انجام دی۔ اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نظریات کو فروغ دینے کا جذبہ انھیں ہر لمحہ بے چین کئے رہتا تھا۔ آپ کی ذات ہر اعتبار سے اسلاف کرام کا نمونہ تھی آپ سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کے لیے رحماء بینھم کی عملی تفسیر اور فرق باطلہ کے لیے شمشیر برہنہ تھے اپنے آپ کو دینی مشاغل میں مشغول رکھتے۔ فضولیات سے کبھی دلچسپی نہیں رہی۔ وقت کی قدر کرتے تھے۔ زندگی انتہائی سادہ وضع قطع کبھی خلاف سنت نہیں دیکھی گئی۔ موجودہ دور میں گھروں سے باہر مریدین و متعلقین کے سامنے تقدس مآبی اور تقوی کی کلاہ افتخار بلند کرنے والے تو بہت افراد مل جائیں گے مگر اندرون خانہ سنت کا احترام اور وہ بھی ایک ایسی سنت جس کا درجہ شرعی طور پر زیادہ سے زیادہ مستحب ہو شاید ہی کوئی ملے۔ حیات بدر العلماء کا یہ اہم پہلو قیامت تک کے لوگوں کے لیے نمونہ عمل اور مشعل راہ ہے کہ حضرت کی داخلی و خارجی دونوں زندگی میں یکسانیت، التزامِ سنت و پیروی شریعتِ مطہرہ بدرجہ اتم موجود ہے۔ دار العلوم انجمن معین الاسلام شہر بستی اور مرکزی درسگاہ دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر اور مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا ضلع سدھارتھ نگر جہاں جہاں آپ نے تدریسی کام انجام دیا وہاں اور پورے علاقے میں ارشاد و تبلیغ سے سنیت کی طرف عوام خواص کے ذہن کو متوجہ کرنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ آپ کی زندگی کا کوئی باب امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور علمی موشگافیوں سے خالی نہ تھا۔

تبلیغ وارشاد

حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ جس مجلس میں بھی رونق افروز ہوتے تھے نماز و ذکر

حج وزکوٰۃ کے موٹے موٹے مسائل پر روشنی ڈالتے رہتے آپ کے مخاطب کو مسائل نماز اگر زبانی بیان فرمانے پر سمجھنے میں دقت ہوتی تو عملی طور پر رکوع وسجود دکھاتے۔ وضو کا مسنون طریقہ ایک ایک عضو دھلا کر بتاتے۔ ایک سید صاحب مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا میں راقم الحروف کے ساتھ زیر تعلیم تھے انہوں نے اپنا چشم دید واقعہ بیان فرمایا کہ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ حضور سیدنا سرکار غازی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزار اقدس پر حاضری دینے کے لیے تشریف لے گئے تھے ایک جاہل دیہاتی درگاہ شریف کی مسجد میں وضو کر رہا تھا۔ وضو کے مسنون طریقے سے کوسوں دور بلکہ فرائض وضو کی بھی رعایت نہیں کرتا تھا اس شخص کی کیفیت کو دیکھ کر آپ نے اسے ٹوکا بعدہ مسنون طریقے سے عملی طور پر وضو کرنے کے طریقے سے آگاہ فرمانے لگے۔ بات اس کی عقل میں نہیں آرہی تھی آپ نے اس دیہاتی کا ہاتھ، پیر خود دھل کر بتایا۔ مسجد ہوتی یا بیرون مسجد نماز پڑھنے والوں پر کڑی نظر رکھتے صحیح طرز سے فرائض وواجبات اور سنن کی ادائیگی میں غفلت ولاپرواہی کرنے والوں کو نہایت شفقت سے بلا کر سمجھاتے۔ رکوع وسجدہ کرنے کو سکھاتے۔ قریب آنے والوں پر خوف خدا اور رسول کا واسطہ دے کر ایسا اثر ڈالا کہ وہ اسلامی رنگ میں ڈھل گئے۔ عقائد میں ٹھوس، نماز پنجگانہ وروزہ رکھنے کی پابندی، زکوٰۃ کا حساب لگا کر وقت سے نکالنا، قضائے عمری پڑھنا، بدمذہبوں سے اجتناب، امور شرعیہ کا احترام منہیات شرعیہ کے ارتکاب سے گریز، یہ اوصاف حمیدہ ان کے اندر بدرجۂ اتم پائے جاتے تھے۔ وافر مقدار میں ایسے اشخاص موجود ہیں کہ انگریزی تہذیب وتمدن کے دلدادہ تھے۔ اور مذہب اسلام کے اصول کا کوئی پاس نہیں تھا لیکن جب وہ حضور بدر ملت سے وابستہ ہوگئے تو انہوں نے تمام غیر اسلامی تہذیب وتمدن کو ٹھوکر مار دیا۔ نوجوان و معمر داڑھی منڈے کے سامنے داڑھی کی فضیلت بتاتے اور اسے سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت بتا کر انہیں بھی سرکار کی سی شکل وصورت بنانے کی تلقین کرتے اس طرح بہت مسلمانوں کو داڑھی والا بنا دیا۔ خود آپ عالم باعمل پابند شریعت تھے۔ اس لیے آپ کے وعظ ونصیحت کا اثر جلد مرتب ہوتا تھا یہی وجہ ہے کہ مسلم معاشرے پر ان کے ارشاد وتبلیغ کے بہت ٹھوس وگہرے اثر مرتب ہوئے۔ دین وشعائر دین کی قدریں بڑھیں، اتباع کتاب وسنت کا جذبہ بیدار ہوا۔ بدعت وضلالت سے دوری اور شرک وجہالت سے نفرت وبیزاری کو فروغ ملا۔ غیر اسلامی راہ ورسم خلاف شرع امور کی مخالفت کا رواج پڑا، خدا ورسول سے محبت وعقیدت، اسلاف وصالحین کرام سے الفت ومحبت کا رجحان اجاگر ہوا ____ محفل میلاد رسول علیہ التحیۃ والتسلیم سے بے پناہ عشق تھا اگر کوئی شخص محفل میلاد پاک کے لیے کہتا فوراً منظور فرما لیتے عمامہ باندھ کر خوشبو لگا کر چل دیتے اور نہایت دل نشیں اور مؤثر لب ولہجہ میں میلاد شریف پڑھتے حسب حال حاضرین وسامعین کو پند ونصائح سناتے حضور سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار پڑھ کر اس کی تشریح فرماتے سامعین کی قلت وکثرت سے آپ کے ذوق وشوق میں کمی نہیں دیکھی گئی۔ وعظ ونصیحت کا ایسا نرالا اور دلربا انداز تھا کہ نصیحت کرتے وقت آپ کے لب ولہجہ میں اس قدر اپنائیت ہوتی تھی کہ مخاطب کو سخت سے سخت جملہ بھی بار خاطر نہیں ہوتا تھا۔ نصیحت کے چھوٹے چھوٹے جملوں میں تو تعجب اثر انگیزی اور معنیٰ آفرینی ہوتی تھی کہ مخاطب سنتے ہی احساس ندامت میں ڈوب جاتا تھا اور وہ ناصحانہ جملہ زندگی بھر اس کے لیے تازیانہ عبرت

Scanned with CamScanner

بنا رہتا تھا۔ غرض ہم ان کی حیاتِ مبارکہ کے جس گوشے
کو لیں ہر حالت میں وہ قوم وملت کے سچے بہی خواہ اور
ہمدرد نظر آتے ہیں وہ کسی حالت میں اپنے کو دینی خدمت
سے جُدا نہ کر پائے بلکہ ہر حالت میں مذہب اسلام کے
سچے خادم رہے اور نام ونمود سے بالکل دور رہ کر
محض رضائے الٰہی کی خاطر میدانِ عمل میں سرگرم رہتے
تھے اور اسلام کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کا
اپنے شمشیر قلم سے مَردانہ وار مقابلہ کرتے رہتے تھے

تدریس

حضور بدرُ الملۃ والدین علیہ الرحمۃ کو درس
نظامیہ کی اہم اور مشکل کتابوں کو پڑھانے
پر مہارت تامہ حاصل تھی۔ آپ کا طرز تدریس زود فہم
اور سہل تھا۔ کتاب کے معیار اور طلبہ کے ذوق کو ملحوظ
رکھتے ہوئے درس دیتے تھے مشکل مباحث میں متعدد
تمثیلات پیش فرماتے تھے تاکہ طلبہ کو سمجھنے میں وقت
نہ ہو اور ذکی وباذوق طلبہ سے درسی سوالات فرماتے تھے
اور مشکل سوالات میں کچھ وقت بھی دیتے تھے اور جوابات
کے تسلی بخش نہ ہونے کی صورت میں اس کی تشریح فرماتے
اور اگر حل نہ ہوتا تو نہایت شفقت سے سمجھاتے۔ کتب
بینی کا ذوق وشوق دلاتے۔ تلامذہ ومتعلقین کو اعلیٰحضرت
عظیم البرکت سیدنا شاہ امام احمد رضا خاں قادری فاضل
بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیفات مبارکہ کے مطالعہ
کے لیے نصیحت فرماتے تھے۔ طرزِ تدریس اتنا عمدہ تھا
کہ ہر طالب علم اچھی طرح بات سمجھ لیتا تھا۔ بآسانی مختصر لفظوں
میں اہم اور دشوار ترین مباحث کو سمجھا دیتے تھے اسباق
کا ناغہ آپ کے متعلقہ کتب میں قطعی نہیں ہوتا تھا۔ اگر
دار العلوم یا کسی ضروری امور میں مشغولیت کی وجہ سے
مقررہ اوقات تعلیم میں سبق نہ ہو سکا تو خارجی وقت میں
بلا کر پڑھا دیتے۔ قواعد منطقیہ ونحویہ وصرفیہ کا اجراء
مختلف مثالوں کے ذریعہ ایسا کراتے تھے کہ با ذہن نشین
ہوجاتی۔ طلبہ سے عبارت ضرور پڑھواتے تھے غور سے
سماعت فرماتے اغلاط کی اصلاح فرماتے۔ بغیر مطالعہ
عبارت خوانی کرنے والوں پر ناراض ہوکر تنبیہ کرتے
اور حسب ضرورت سزا دیتے تھے۔ حضور بدر العلماء
کے پاس کتاب منتہی کے طلبہ کی ہو یا ابتدائی جماعت
کی جواب تحقیق عنایت فرماتے۔ آخری دور میں جب
آپ نے مشاہدہ فرمایا کہ ابتدائی کتابیں اکثر نوآموز اساتذہ
کے پاس رہتی ہیں جس کی وجہ سے طلبہ کی بنیادی تعلیم
کمزور ہوجاتی ہے کچھ ابتدائی کتابیں اپنی نگرانی میں
ضرور رکھتے تھے تاکہ بنیادی تعلیم مضبوط ومستحکم ہوجائے
انھیں سب درسی کمالات کی بنا پر علوم دینیہ کے شائقین
آپ کے زیر کرم رہ کر پڑھنے کی خواہش رکھتے تھے اور
ہمیشہ آپ کے گرد تشنگانِ علوم اسلامیہ کا جم غفیر اکٹھا
رہتا تھا اور ہر باذوق طالب علم کی خواہش ہوتی تھی کہ
ہماری زیادہ سے زیادہ کتابیں یا کم از کم اہم کتابیں آپ
کے زیر درس رہیں۔ متعدد مقامات میں رہ کر درس و
تدریس کا فریضہ انجام دیا ہے انھیں میں سے آفاقی
شہرت کی حامل مرکزی درس گاہ دار العلوم فیض الرسول
براؤں شریف ضلع سدّھارتھ نگر ہے۔

بانی دار العلوم فیض الرسول حضور شعیب الاولیاء
سیدی حضرت مولانا شاہ یار علی لقد رضی المولیٰ عنہ
کے اصرار پر بحیثیت صدر المدرسین تشریف لائے اور
نہایت ذمہ داری کے ساتھ اپنے عہدہ کو سنبھالا۔
آپ کے زمانۂ صدارت میں دار العلوم کو کافی شہرت
ملی۔ جو سب پر عیاں ہے۔ علوم عقلیہ ونقلیہ سے مزین
کرکے اپنے تلامذہ کی عظیم فوج تیار کی جو ملک وبیرون ملک کے مختلف
گوشے میں خدمت دین متین میں مصروف ہیں اور جہاں
بھی ہیں اپنے علم وفن میں بہت عزت واحترام کی نظر
سے دیکھے جاتے ہیں۔ حضور بدر ملت نور اللہ مرقدہٗ

Scanned with CamScanner

کی درسگاہ اور تربیت گاہ سے فیضیاب ہونے والوں کی تعداد ہزاروں میں ہے ان میں سے کوئی منصب صدارت پر فائز ہے اور کوئی شیخ الحدیث کے عظیم رتبے کو حاصل کئے ہوئے ہے۔

حق گوئی

حضور بدر العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی حیات مبارکہ کے ہر دور میں خواہ خوشی خواہ غم، سفر ہو یا حضر آرام ہو یا تکلیف، تنہائی میں ہوں یا مجمع میں ہر حال میں کسی لومۃ لائم کی پرواہ کئے بغیر مسلک اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مسلک امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے) کی ترجمانی کی۔ احقاق حق کی راہ میں کسی کی رعایت نہیں کی اور ابطال باطل کے اصول میں آپ نے قطعی لچک نہیں آنے دی۔ خواہ مدرسہ کے اراکین ہوں یا صاحب ثروت یا کوئی سیاسی لیڈر یا شہر کے سربرآوردہ اشخاص احقاق حق و ابطال باطل مقصود حیات رہا۔ یہی حدیث نبوی الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کا مطلب ہے۔ دوستی و دشمنی دونوں رضائے الٰہی کے حصول کے لیے ہو۔ منکرات شرعیہ سے صلح کو حرام سمجھتے تھے تاحین حیات اسی اصول پر عمل پیرا رہے۔ اگر اسلامی اقدار پر کوئی بھی گستاخ رسول یا عدو دین لب کشائی کرتا تو برملا اپنی تقریر و تحریر کے ذریعہ اس کا دندان شکن جواب مرحمت فرماتے۔ مولوی طاہر سلفی نے آپ کی بارگاہ میں چھ سوالات روانہ کئے آپ نے تحقیقی و تفصیلی جوابات قلمبند کرکے اس کے انھیں سوالات سے اخذ کرکے اور اپنی طرف سے ایک سو گیارہ سوالات قائم کئے جس کا آج تک مولوی سلفی جواب نہ دے سکا۔ اسی طرح بھنگولی کے قریب کسی گاؤں میں اہلسنت کا جلسہ تھا۔ سند المدرسین حضرت علامہ شاہ مفتی بدر الدین احمد رضوی شریک تھے کسی دیوبندی مولوی نے یہ سوچتے ہوئے چیلنج مناظرہ دیا کہ یہاں کوئی زیرک و باصلاحیت عالم نہ ہوگا۔ عوام کے سامنے میں اپنا علمی سکہ بٹھالوں گا۔ اتفاق سے علم و فضل کے کوہ گراں حضور بدر ملت موجود تھے کان میں چیلنج مناظرہ کی آواز آئی آپ نے اسے قبول فرما کر تحریری شکل میں ضابطہ کے تحت لے لیا۔ اور ۲۵ جون ۱۹۷۱ کی تاریخ متعین ہو گئی نیز موضوع مناظرہ منتخب ہو گیا وقت متعینہ پر مناظرہ ہوا کثیر علمائے اہلسنت شریک رہے آپ کا بھی نمایاں کردار رہا۔ دیابنہ کو شکست فاش ہوئی۔ آپ کی خداداد مناظرانہ صلاحیت کو دیکھ کر خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "قہر آسمانی" میں تحریر فرمایا کہ آئندہ جب کبھی مناظرہ ہو تو مفتی عبد المنان صاحب و مولینا بدر الدین احمد صاحب و مولانا عبد اللہ خاں صاحب کی خدمت حاصل کی جائیں بحیثیت مناظر و معین مناظر ان کی صلاحیتیں بہت عمدہ ہیں۔ آپ نے اسی طرح متعدد مقامات پر مناظرہ میں شریک ہو کر احقاق حق و ابطال باطل کا فریضہ انجام دیا۔ عقائد باطلہ کی تردید اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت آپ کا محبوب مشغلہ تھا

تصنیفات

حضور بدر ملت نور اللہ مرقدہٗ نے تدریسی مصروفیات کے باوجود دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف کے دوران قیام ہی تصنیف و تالیف کی طرف توجہ مبذول فرمائی تو اس میدان میں بھی ایک تجربہ کار، ماہر فن شہسوار کی حیثیت سے اہل علم سے اپنا لوہا منوالیا۔ فن منطق و ادب و انشاء میں تصنیف کرنے کے ساتھ ساتھ مسلم نونہالوں و سادہ لوح سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کی اصلاح کے لیے کئی کتابیں تحریر کیں ہیں۔ تصنیفات مبارکہ کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ کی پوری کوشش یہی رہی کہ مسلمان اہلسنت اور نونہال بچوں

Scanned with CamScanner

کے ذہن کو دینی و مذہبی تہذیب و تمدن میں ڈھالا جائے اور فرق باطلہ سے گریز کرنے پر انھیں پوری طرح آمادہ کیا جائے تاکہ آگے چل کر جب بچے شعور کے منازل طے کریں تو مذہبی رنگ ڈھنگ، طور و طریقہ اپنے گھروں میں رائج کریں اس طرح سے رفتہ رفتہ معاشرہ میں جو برائیاں روز بروز بڑی سرعت سے بڑھتی جارہی ہیں نیست و نابود ہو جائیں گی۔ آپ کی ہر تصنیف نہایت سادہ سلیس، عام فہم، پیارا انداز، قواعد کا واضح ترین بیان نیز وعظ و نصیحت کا حسین گلدستہ ہے۔ کسی جگہ اللہ رب العزت جل مجدہ اور حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر چلنے کی ہدایت، کہیں کذب بیانی سے اجتناب، کہیں انگریزی تواریخ کے بجائے اسلامی سن و تاریخ لکھنے کی تلقین، کسی مقام پر بزرگان دین کے نقش قدم پر چلنے کی ہدایت کی ہے۔ کسی مقام پر مکالمہ کے ذریعہ اثبات حق و تردید باطل کا واضح بیان تحریر فرمایا ہے۔ آپ کے خلوص و للہیت کا ثمرہ ہے کہ آپ کی تصانیف ملک و بیرون ملک کے اکثر مدارس میں داخل نصاب ہیں طلبہ فیضیاب ہو رہے ہیں۔ فن منطق میں اگرچہ اب تک کئی کتابیں لکھی جاچکی ہیں تاہم اس موضوع پر اردو زبان میں جواہر المنطق اپنی نوعیت کی منفرد اور ممتاز کتاب ہے۔ مسائل منطقیہ کو مصنف علیہ الرحمۃ نے خوب اچھی طرح واضح فرما دیا ہے۔ صرفی، نحوی، وعرفی مختلف مثالوں سے بیان فرمایا ہے تاکہ طلبہ و اساتذہ کو دشواریوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اسی طرح حضور سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک کتاب ”سوانح اعلیحضرت“ تصنیف کی ہے۔ تاریخ، تحقیق، ادب، تذکرہ، سوانح کا شاندار نمونہ اس کتاب کو کہا جاسکتا ہے اور اس ”سوانح اعلیحضرت“ کے مقام کا اندازہ لگانے کے لیے یہ واقعہ بہت کافی ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ عنہ پر لکھنے والے سارے اہل قلم نے پورے اعتماد کے ساتھ ماخذ کی حیثیت سے استعمال کیا اور آئندہ جب بھی کوئی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قلم اٹھائے گا تو اس کتاب سے استفادہ کئے بغیر وہ اپنے موضوع کا حق کامل طور سے نہیں ادا کر سکے گا۔ بدر العلماء نور اللہ مرقدہٗ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں اس کو تحقیقی نقطۂ نظر سے پیش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی جتنی بھی تصنیفات ہیں پوری دنیائے سنیت میں قدر کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہیں۔

احترام کتب

قرآن و حدیث و دیگر دینی و مذہبی کتابوں کی فضیلت و اہمیت مابین المسلمین مسلم ہے۔ کسی کو اس سے انکار نہیں کتب دینیہ کو مسلمان اپنی جان و مال و اولاد سے زیادہ عزیز سمجھتا ہے۔ اس کی عظمتوں کو اگر کوئی پامال کرتا ہے تو مسلمان بے دریغ اپنی جان عزیز کو قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اور کتابوں کے اوپر نیچے رکھنے کے سلسلے میں کتب فقہیہ میں جو ترتیب مرقوم ہے اس کو حق اور درست مانتا ہے۔ لیکن آج اکثر و بیشتر علماء و طلبہ و عوام میں عام وبا پھیلی ہوئی ہے کہ کتابوں کی ترتیب کے لحاظ میں لاپرواہی سے کام لیتے ہیں۔ خواہ تفسیر ہو یا حدیث یا فقہ اسلامی یا عربی ادب یا نحو و صرف ایک کو دوسرے کے اوپر رکھنے میں مراتب کا لحاظ نہیں رکھتے جس کو جہاں پایا رکھ دیا خواہ تفسیر کے اوپر ادب ہو جائے یا فقہ یا حدیث یونہی حدیث شریف کے اوپر ادب کی کتابیں رکھ دیں وغیرہ وغیرہ۔

حالاں کہ کتابوں کو اوپر نیچے رکھنے کے سلسلہ میں مسئلہ شرعیہ یہ ہے۔

بہار شریعت جلد پانزدہم ص ۸۱ بحوالہ عالمگیری ترتیب حسب ذیل

ذیل ہے۔

لغت و نحو و صرف کا ایک مقام ہے ان میں سے ہر ایک کی کتاب کو دوسرے کی کتاب پر رکھ سکتے ہیں اور ان سے اوپر علم کلام کی کتابیں رکھی جائیں ان کے اوپر فقہ اور حدیث و مواعظ و دعوات ماثورہ، فقہ کے اوپر تفسیر کو ان کے اوپر قرآن مقدس کو رکھیں گے۔ نمونۂ اسلاف حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ نے مذکورہ ترتیب کا ہمیشہ لحاظ رکھا۔ اگر کوئی خلاف ترتیب رکھ دیتا فوراً درست کرتے اور اپنے تلامذہ و متعلقین کو اس پر عمل کرنے کی ہدایت کرتے۔ نہایت شفقت سے کتابوں کی عظمت و برتری سے واقف کرتے۔ بارے دیگر اس پر عمل نہ کرنے کی صورت میں سخت برہم ہوتے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کتاب کا ایک کنارہ پکڑ کر باقیہ لٹکا کر چلتا تو بلا کر سخت تاکید کرتے کہ یہ کتاب کی توہین ہے۔ کتب دینیہ کو محبت کے ساتھ سینے سے لگا کر چلنا چاہیے۔ یوں ہی بیٹھنے کی حالت میں کوئی آدمی کتاب پر ہاتھ رکھ کر ٹیک لگانا یا بستر اور زمین پر بغیر رومال یا کوئی صاف ستھری چیز بچھائے رکھ دیتا تو منع فرماتے۔ لکھا ہوا کاغذ کا ٹکڑا کہیں نظر آتا تو فوراً اٹھا لیتے تھے مذہبی کتابوں کے ورق پلٹنے میں ادب ملحوظ رکھتے اور تلامذہ کو اس کی ہدایت فرماتے تھے۔ اگرچہ بدر ملت دنیا سے جا چکے ہیں اور ہماری نگاہیں ان کی ظاہری دیدار سے محروم ہو گئیں ہیں لیکن عملی جد و جہد کے میدان میں آپ نے کثیر آثار و نقوش چھوڑے ہیں جن سے وہ رہتی دنیا تک زندہ و پائندہ رہیں گے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہم لوگوں کو جو انہوں نے آثار و نقوش چھوڑے ہیں ان پر چلنے کی توفیق بخشے اور فیوض و برکات ہم پر جاری و ساری رکھے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۲۹ء میں ہوئی۔ افسوس فضل و کمال کا وہ آفتاب و ماہتاب جو تقریباً نصف صدی تک اپنے اسلاف کرام کے طرز پر بے لوث تدریسی تصنیفی اور تبلیغی خدمات انجام دیتا رہا۔ اپنے معتقدین کے اصرار پر بغرض تبلیغ دین و سنیت اور علاج و معالجہ یکم رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ شہر ممبئی پہنچے وہیں ترسٹھ سال کی عمر شریف پاکر یوم جمعہ گزار کر روزہ وافطار اور نماز مغرب سے فارغ ہو کر ۸ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۳ مارچ ۱۹۹۲ء اوراد و وظائف و تسبیح و تہلیل کا ورد کرتے ہوئے تقریباً ۸ بج کر ۴۰ منٹ پر آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے جسد خاکی کو ممبئی سے بذریعہ طیارہ لکھنؤ لایا گیا پھر بذریعہ ایمبولینس مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا جس سے قلبی انسیت تھی اس کے احاطہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کا مزار پاک قیامت تک کے لیے مرجع خلائق اور منبع فیوض و برکات ہے۔

ابر رحمت تیری مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے
فنا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیرِ کارواں تجھ پر

جس سے قیامت کے دن کوئی فائدہ نہ ہو اس کی صحبت سے کیا فائدہ؟ (حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ) صرف زبانی توبہ کرنا جھوٹے لوگوں کا فعل ہے۔ کیوں کہ اگر صدق دلی کے ساتھ توبہ کی جائے تو دوبارہ کبھی توبہ کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔

سب سے زیادہ جاہل وہ ہے جو گناہ سے باخبر ہوتے ہوئے بھی گناہ کا مرتکب ہو۔ (حضور سیدنا امام شافعی رضی اللہ عنہ)

حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب قبلہ رضوی قدس سرہ کا

ایک شخصیتی جائزہ

از- ڈاکٹر غلام یحیٰی انجم ریڈر شعبہ علوم اسلامیہ ہمدرد یونیورسٹی نئی دہلی ۶۲

ہندوستان کی ریاست اتر پردیش اپنی مخصوص تہذیب و تمدن اور تاریخی مقامات کی بنیاد پر خصوصی شہرت کی حامل ہے اس ریاست کا مشرقی حصہ جو لکھنؤ سے لے کر گورکھپور اور ضلع دیوریا تک پھیلا ہوا ہے مہمان نوازی اور لب ولہجہ کی متانت کی بنا پر اپنی جداگانہ شناخت رکھتا ہے۔ اسی علاقۂ پورب کے بارے میں شاہجہاں ازراہِ تفاخر کہا کرتا تھا کہ "پورب شیراز ماست"، تہذیب وتمدن اور ادب وثقافت، علمی چہل پہل کی بنا پر یہ علاقہ صدیوں سے اربابِ دین و دانش، صاحبانِ فکر و نظر، اور والیانِ ریاست و حکومت کی توجہ کا مرکز رہا ہے ضلع اعظم گڈھ و جونپور نے ماضی میں جو علمی خدمات انجام دی ہیں اس سے صرفِ نظر ممکن نہیں۔ ضلع گورکھپور جو مشرقی یوپی کا بڑا شہر ہے یہاں خاک مردم خیز سے متعدد علما وصلحا پیدا ہوئے جنھوں نے اپنی علمی وادبی سرگرمیوں سے گورکھپور کو شہرت دوام بخشی۔ بدر ملت حضرت مولانا بدرالدین احمد رضوی کا وطنی تعلق اسی ضلع سے تھا۔

ضلع گورکھپور کے ایک گاؤں موضع حمید پور جو راوت پار سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر ہے ایک اندازہ کے مطابق ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۲۹ء میں حضرت مولانا بدرالدین احمد رضوی کی ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم انھوں نے قصبہ شاہ پور میں حاصل کی اور عربی وفارسی کی تعلیم کے لیے مدرسہ انوار العلوم قصبہ جین پور اور دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور میں داخلہ لیا اور تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہیں سے سند فضیلت حاصل کی۔ بدر ملت اپنی خود نوشت سوانح میں لکھتے ہیں۔

عربی وفارسی کی تعلیم کے لیے والد ماجد جناب عاشق علی مرحوم نے مدرسہ انوار العلوم قصبہ جین پور ضلع اعظم گڈھ میں داخل کرایا۔ حضرت مولانا مولوی محمد خلیل صاحب کچھوچھوی علیہ الرحمۃ سے چار سال اس ادارہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۳۶۷ھ مطابق ستمبر ۱۹۴۸ء میں دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور سے وابستہ ہو گئے

حافظ ملت حضرت مولانا عبدالعزیز مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اس دور کے زیر اثر اساتذہ سے تقریباً چار سال رہ کر استفادہ کرتا رہا۔ ۱۰ر شعبان ۱۳۷۱ھ مطابق ۵ مئی ۱۹۵۲ء کو مقدس علماء کے ہاتھوں دستار باندھا گیا۔

موجودہ دور میں مشرقی اتر پردیش کے اضلاع میں

ضلع بستی نے دینی تعلیم کے فروغ میں جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں وہ بھی قابلِ تقلید ہیں۔ ضلع بستی جو رقبہ کے اعتبار سے کبھی اترپردیش کا بڑا ضلع سمجھا جاتا تھا — انتظامی سہولت کی خاطر حکومت اترپردیش نے اب اسے تین اضلاع میں تقسیم کر کے ضلع بستی کو کمشنری کا درجہ دیا ہے۔ خلیل آباد کا علاقہ سنت کبیر نگر اور جو حصہ نیپال کی سرحد سے مل رہا ہے لمبنی میں گوتم بدھ کی جائے ولادت کی مناسبت سے سدھارتھ نگر رکھ دیا گیا ہے۔ صاحب تذکرہ حضرت مولانا بدرالدین احمد رضوی کا وطنی تعلق اگرچہ گورکھپور سے تھا لیکن زندگی کے بیش قیمت لمحات تعلیم و تدریس اور تحقیق و تصنیف میں منہمک ہو کر ضلع سدھارتھ نگر میں گذارے۔ یہ سرزمین انھیں اس طرح راس آئی کہ پھر کبھی وطن لوٹ کر نہیں گئے اور ہمیشہ کے لیے یہیں کے ہو کر رہ گئے

ضلع سدھارتھ نگر کی سرزمین انتہائی اہم اور مردم خیز ہے اس سرزمین سے پیدا ہونے والے علماء و دانشوروں نے علم و ادب تہذیب و ثقافت اور سیاست و حکومت کی دنیا میں نمایاں کارنامے انجام دیئے اور دوسرے اربابِ علم و دانش کو وہ موقع فراہم کئے ہیں جو اپنی خدمات کی بنیاد پر ملک گیر شہرت کے حامل ہوئے۔ بدرملت حضرت مولانا بدرالدین احمد رضوی کا تعلق ایسے ہی باکمال لوگوں میں سے تھا۔ جن کی شخصیت کو نکھارنے اور ان کی علمی صلاحیت کو جلا بخشنے میں ضلع سدھارتھ نگر کی خاک اور وہاں کی خوش گوار فضا نے کلیدی کردار ادا کیا۔

بدرملت حضرت مولانا بدرالدین احمد رضوی ضلع سدھارتھ نگر میں کب تشریف لائے؟ ان کی تدریسی سرگرمیاں اس ضلع میں کب اور کہاں شروع ہوئیں۔ ضلع سدھارتھ نگر کی مرکزی درس گاہ دارالعلوم فیض الرسول میں حضرت شعیب الاولیا، حضرت صوفی شاہ محمد یار علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مشفقانہ سرپرستی انھیں کب حاصل ہوئی۔ دارالعلوم فیض الرسول میں رہ کر انھوں نے کیا گراں قدر خدمات انجام دیں؟ اس کی تفصیل ہمارے علماء کرام و دانشوران عظام کی تحریروں کے ذریعہ آپ تک پہونچ چکی ہوگی۔ مگر اس تعلق سے خود صاحبِ تذکرہ نے جو تفصیل تحریر کی ہے اس کا ماحصل ذیل میں دیا جا رہا ہے۔

میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کے مشورہ کے مطابق ایام رمضان کی سالانہ تعطیل گذار کر شوال ۱۳۷۱ھ میں دارالعلوم اشرفیہ حاضر ہوا اور تدریسی مشق کے لیے ادارہ ہٰذا کے طلبہ کو ۲۵ رجب ۱۳۷۲ھ تک عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھاتا رہا پھر حضور نے تبلیغی خدمت کے لیے مجھے موضع کوٹواری ضلع بلیا یوپی بھیجا۔ وہاں میں نے ۲۸ رجب ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۳ اپریل ۱۹۵۳ء سے ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۷۲ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۹۵۳ء تک اپنا فریضہ انجام دیا بعدہٗ حضور نے مجھے درسی خدمت کے لیے شہر بستی بھیجا۔ ۲۲ ذی قعدہ ۱۳۷۲ھ مطابق ۳ اگست ۱۹۵۳ء کو انجمن معین الاسلام پرانی بستی یوپی میں درس نظامی کی تدریس کے لیے میری تقرری ہوئی۔ انجمن میں میں نے تقریباً ڈھائی برس تعلیم دی بعدہٗ گنوار اراکین سے عدمِ موافقت کے باعث استعفا دے دیا۔

انجمن معین الاسلام سے مستعفی ہوئے چار ماہ گزرے تھے کہ حضرت صوفی شاہ محمد یار علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انھیں اپنے قائم کردہ ادارہ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف میں بلالیا۔ ۱۰ جولائی ۱۹۵۶ء کو باضابطہ تدریسی خدمت کا آغاز کیا۔ اور ۵ نومبر ۱۹۷۵ء تک صدرالمدرسین کی حیثیت سے اس ادارہ کی دلجمعی

Scanned with CamScanner

کے ساتھ خدمت انجام دیتے رہے۔

بڑھیا جس کی سرزمین کو آپ کے جسد خاکی کو اپنے سینے میں محفوظ رکھنے کا شرف حاصل ہے وہاں ان کی آمد ۲۴ نومبر ۱۹۷۵ء کو ہوئی اور بڑی ذمہ داری کے ساتھ ۱۳ مارچ ۱۹۹۲ء تک اس ادارہ کے سربراہ کی حیثیت سے تدریسی فرائض انجام دیئے۔

بدر ملت حضرت مولانا بدر الدین احمد رضوی سے مجھے باضابطہ علمی استفادہ کا موقع تو نہیں ملا البتہ میرے ان کے علمی روابط بہت دنوں تک رہے میں انہیں خط بھی لکھتا اور جب بھی موقع ملتا خدمت میں حاضری دے کر شرف ملاقات سے بھی اپنے کو مشرف کرتا اسی روابط کی بنیاد پر ان کی زندگی کے کچھ پہلوؤں پر خامہ فرسائی کی جسارت کی جا رہی ہے شاید یہ تحریریں قارئین کی توجہ اپنی طرف مبذول کرا سکیں۔

بدر ملت ایک مخصوص طرز فکر اور مخصوص طبیعت کے مالک تھے ان کی بارگاہ تک رسائی ان کی خشک مزاجی کے باعث بہت ہی کم لوگوں کی تھی۔ ٹھونک بجا کر ہی وہ کسی کو اپنے قریب کیا کرتے تھے مگر جسے ان کے علمی حلقہ میں باریابی مل جاتی وہ علم اور عقیدہ دونوں اعتبار سے مستحکم ہو جاتا۔ مولانا حشمت علی لکھنوی ایک تحقیقی مطالعہ کے مصنف ان کے عادات کریمہ کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"رضوی صاحب کو علوم متداولہ پر دسترس حاصل تھی۔ بنیادی کتابوں کی تعلیم پر آپ بہت زور دیتے تھے جس نے محنت اور لگن کے ساتھ آپ کی خدمت میں رہ کر تعلیم حاصل کی اسے اہل علم کے حلقہ میں داد و تحسین ملی۔ اور علمی میدان میں کامیاب رہا۔

"رضوی صاحب اصول و ضابطے کے بہت پکے تھے۔ خلاف شرع امور اگر ان کے سامنے کسی کے سرزد ہو جاتے تو فوراً ٹوک کر اصلاح کر دیتے تھے آپ کا یہ برتاؤ امیر و غریب سب کے ساتھ یکساں تھا۔ خلاف شرع کام نہ تو دیکھنا پسند فرماتے اور نہ ہی سننا گوارہ کرتے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ بعض لوگوں کا مزاج ان سے ہم آہنگ نہیں ہو پاتا تھا۔ زہد و اتقاء میں آپ اپنی مثال آپ تھے۔ اپنے شاگردوں کو علماء و صالحین کی روش پر کاربند رکھنا چاہتے تھے۔ تصلب فی الدین کے معاملے میں آپ حضور شیر بیشۂ اہلسنت حضرت مولانا حشمت علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اور صحیح جانشین تھے۔

بدر ملت کا علمی اعتبار سے پایہ بہت بلند تھا۔ دینی مدارس کے طلبہ کی ذہنی تربیت اور ان کی بنیادی صلاحیت کو ٹھوس بنانے کے لیے انھوں نے نہ صرف متعدد کتابیں لکھیں بلکہ درس و تدریس کی ابتدائی کتابوں کو ہی اپنی تدریس کے لیے منتخب کیا اس لیے نہیں کہ وہ بڑی کتابوں کی تدریس کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے بلکہ اس لیے تاکہ طلبہ کی بنیادی صلاحیتوں کو ٹھوس اور مستحکم بنا سکیں۔ حالاں کہ صلاحیت کا عام پیمانہ یہی مانا جاتا ہے کہ جو اونچی کتابیں پڑھاتا ہے وہی باصلاحیت مدرس مانا جاتا ہے اور جو ابتدائی کتابوں کا درس دیتا ہے وہ ان سے کمتر مگر یہ منطق ان کے یہاں الٹی نظر آتی دکھائی دیتی ہے۔ ابتدائی طلبہ کے ذہن و دماغ کو اس طرح صیقل کر دینا کہ اس طالب علم کے ذہن میں ہر فن کے تعلق سے تصویریں صاف شفاف چھپ سکیں۔ ان کا یہ وہ عظیم الشان کارنامہ ہے جس کی صلاحیت کم ہی اساتذہ میں دیکھی گئی۔ انھیں یہ اچھی طرح معلوم تھا کہ جب تک بنیادی تعلیم ٹھوس اور مستحکم نہیں ہو گی اس پر اعلیٰ تعلیم کا محل نہیں کھڑا کیا جا سکتا۔ یہی وہ بنیادی سوچ ہے جماعتی سطح پر جس کا بحران ہے۔ یہ بات ہوا

Scanned with CamScanner

میں نہیں کہی جا رہی ہے راقم السطور کے پاس اس کے ٹھوس دلائل اور مستحکم شواہد ہیں۔ آج کے دور میں دینی مدارس کی تعداد ہزاروں کی تعداد میں ہیں جن میں درس عالیہ اور درس نظامیہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ان میں بعض مدارس حکومت اور بعض مدارس عوام الناس کے مالی تعاون سے چلتے ہیں۔ میں پورے ہندوستان کی بات تو نہیں کرتا البتہ پورے اتر پردیش میں شاید ہی کوئی ایسا مدرسہ ہو جس کے پاس چندہ کے علاوہ اپنی ذاتی آمدنی کے ذرائع ہوں اس پہلو پر ہمارے دینی مدارس کے علماء نے کبھی سوچا تک نہیں اور چندہ پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے مدرسوں کو یتیم بنا کر ہمیشہ دوسروں کے دست نگر رکھا۔ بڑے مدارس کے ذمہ داران کو ادارہ کی خود کفالت کی طرف توجہ مرکوز کرنی چاہیے کیوں کہ بدر ملت بنیادی طور پر اسی تصور کے حامل تھے کہ ذاتی اور حلال کمائی سے جو قلب و نظر میں نکھار پیدا ہوگا وہ صدقات وزکوٰۃ سے ہرگز نہیں۔ بات دینی مدارس کے فارغ شدگان کی چل رہی تھی ان ہزارہا مدارس کے ہوتے ہوئے آج بیشتر دینی مدارس کو باصلاحیت اساتذہ نہیں مل پا رہے ہیں۔ کئی دینی مدارس میں منصب صدارت باصلاحیت افراد نہ ملنے کے باعث سالوں سے خالی پڑا ہے۔ آخر ایسا کیوں؟ کبھی ہمارے مدارس کے ذمہ داران نے اس پہلو پر غور کیا۔ اس سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ ہمارے دینی مدارس کے نظام میں کہیں جھول ہے جس کے باعث باصلاحیت افراد ہمارے مدارس سے فارغ نہیں ہو رہے ہیں۔

بدر ملت حضرت مولانا بدرالدین احمد رضوی کی نظر مستقبل پر بڑی شرح و بسط کے ساتھ تھی شاید یہی وہ داعیہ تھا جس کے باعث منتہی کتابوں کا درس دینے کی صلاحیت رکھتے ہوئے ابتدائی کتابیں ہی انھوں نے اپنے نام کے ساتھ نظام الاوقات میں لکھوائیں۔ درس و تدریس کی دنیا میں اگر یہی انداز فکر ہمارے دینی مدارس کے دیگر اکابر علماء کا ہوتا تو شاید ہمارے یہاں باصلاحیت افراد کی کمی کا رونا نہ رویا جاتا۔

آج کل ہمارے دینی اداروں سے جس کثرت سے خطباء و مقررین پیدا ہو رہے ہیں وہ ہم سب پر عیاں ہے اسے یہاں بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ آٹھ نو سال جس کی باضابطہ تدریس دی جاتی ہے اس کا اثر بالکل طلبہ پر نمایاں نہیں ہوتا۔ اور اگر نمایاں ہوتا بھی ہے تو فی صد کم ہوتا ہے مگر جس کی نہ تو ٹریننگ دی جاتی ہے اور نہ ہی اساتذہ ان کی خطیبانہ صلاحیت کو نکھارنے میں کوئی تدریسی نظم و ضبط قائم کرتے ہیں۔ مگر دیکھا یہ گیا ہے کہ اس بے توجہی کے باوجود خطابت کے جوہر تو نکھر جاتے ہیں اور کتاب کی درسی صلاحیت وہیں کی وہیں رہ جاتی ہے۔

بدر ملت دینی مدارس کے اس قسم کی بدنظمیوں سے سخت نالاں تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ طلبہ کو دین و مذہب کی ٹھوس تعلیم دی جائے تاکہ مستقبل میں سنی صحیح العقیدہ مسلمان بن کر زندگی گذار سکیں۔ اگر عقیدہ مستحکم نہیں ہوگا اور تعلیمی صلاحیت ٹھوس اور مضبوط نہیں ہوگی تو دنیا کے ہنگامہ میں اس کا مذہبی استقلال نرم پڑ جائے گا۔ اور پھر وہ بڑی آسانی سے اس کے ذہن و دماغ میں آزادی آجاتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ بدر ملت طلبہ کی صرف تعلیم پر ہی کڑی نظر نہیں رکھتے تھے بلکہ ان کی تہذیب و ثقافت اخلاق و کردار نشست و برخاست اور بول چال پر بھی دھیان دیتے تھے اور کوشش یہ ہوتی تھی کہ ان کے ادارہ سے جو بھی طالب علم فضیلت کا تاج پہن کر میدان عمل میں آئے تو وہ صرف تعلیم ہی سے نہیں بلکہ کردار و عمل سے بھی عالم دین لگے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ طلبہ کی ہر ہر بات پر اپنی پوری توجہ مرکوز کیا کرتے تھے اور اگر طلبہ سے کوئی ایسا

Scanned with CamScanner

عمل نادانی میں یا دانستہ طور پر سرزد ہوجاتا تو بڑی گہرائی سے اس کی تحقیق کرتے اور تحقیق کے بعد اگر وہ طالب علم سزا کا سزاوار ہوتا تو اسے ضرور سزا ملتی۔ اس سلسلے میں وہ کسی سفارش پر ہرگز دھیان نہیں دیتے تھے۔ انھیں اس بات پر ایمان کامل تھا کہ ایک مچھلی پورے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے۔ وہ اس فارمولہ کو دینی مدارس کے طلبہ و اساتذہ پر پوری طرح منطبق کیا کرتے تھے اور وہ فرماتے تھے کہ اگر کسی کی سفارش پر مجرم طالب علم کے ساتھ نرمی برتی گئی تو اس کی زد میں ادارہ کے دوسرے طلبہ بھی آسکتے ہیں اس لیے اپنے اصولوں سے کسی کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کرتے طلبہ کے حق میں جو بہتر ہوتا وہی فیصلہ کرتے تھے۔

بدر ملت نے دین حق کی نشر و اشاعت مختلف انداز سے کی ہے۔ وعظ و تقریر بھی کرتے اور قلم کے ذریعہ اصاغر و اکابر سب کو پند و موعظت بھی کرتے۔ بدر ملت کے نوک قلم سے اب تک جتنی کتابیں اور رسائل منظر عام پر آئے ان کی ایک طویل فہرست ہے مگر ان کی جن کتابوں نے شہرت دوام حاصل کی ان میں سوانح اعلیحضرت تعمیر ادب، فیض الادب اور فیض المنطق بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

بدر ملت کو تصنیف و تالیف کا اعلیٰ ذوق حاصل تھا۔ انھوں نے کچھ زیادہ تو نہیں لکھا مگر جتنا بھی لکھا وہ دلائل و شواہد سے مربوط لکھا اور جس موضوع پر قلم اٹھایا حق ادا کر دیا۔ تذکرہ علمار بستی جلد اول میں ہے۔

تصنیف و تالیف کے میدان میں آپ (مولانا بدرالدین احمد صاحب) کا اشہب قلم مختلف موضوعات پر یکساں اپنی جولانی فخر دکھاتا ہے۔ ڈیڑھ درجن کتابوں کے آپ مصنف ہیں بعض کتابیں تو سدا بہار تصنیف کا درجہ رکھتی ہیں اور بعض کتابیں ماخذ کی حیثیت سے استعمال کی جاتی ہیں

بدر ملت کی تصنیف کا دائرہ بہت وسیع ہے طلبہ کی اصلاح اور ان کی تعلیم کو مزید معیاری بنانے کے لیے نحو و صرف اور منطق جیسے اہم موضوعات پر کتابیں لکھیں جو اہل سنت وجماعت کے بیشتر مدارس میں داخل نصاب ہیں۔ آپ نے اپنی قلمی صلاحیتوں کا رخ ادھر کیوں مرکوز کیا اس کا سبب بتاتے ہوئے ایک مقام پر رقمطراز ہیں۔

"میں نے زمانۂ تدریس میں محسوس کیا کہ موجودہ نسل کے اکثر بچے عربی فارسی ماحول کے فقدان اور کثافت ذہنی کے باعث منطق اور نحو و صرف کی کتابیں اور بنیادی مسائل سمجھنے سے کورے ہوتے ہیں اس لیے میں نے ان کی سہولت کی خاطر عروس الادب، تلخیص الاعراب فیض الادب اول ثانی اور جواہر المنطق تالیف کی اور اردو پڑھنے والے ننھے سنی اطفال کی تعلیم کے لیے تعمیر ادب قاعدہ، تعمیر ادب اول دوم سوم چہارم پنجم تکبیر قواعد اول اور دوم لکھی نیز عام مسلمانوں کی دینی اصلاح اور مذہبی معلومات کے لیے نورانی گلدستہ، سوانح اعلیحضرت، تحقیقی جواب اور تذکرہ سرکار غوث و سرکار خواجہ مرتب کی۔ بحمدہ تعالیٰ یہ سب کتابیں طبع ہوکر اشاعت پذیر ہیں۔

تعمیر ادب پانچ حصوں پر مشتمل ایک ایسا نصاب ہے جس میں اخلاق، رواداری، تہذیب و تمدن تاریخ سے متعلق بحثیں سہل اور آسان انداز میں طلبہ کے مزاج اور عمر کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے۔ یہ کتاب ہند و پاک کے بیشتر دینی مدارس کے پرائمری درجات کے نصاب میں شامل ہے۔ اس کتاب کی تعلیم سے بچوں کو اردو لکھنے پڑھنے کے علاوہ اسلامی اخلاق و آداب سے بھی کسی حد تک واقفیت ہوجاتی ہے۔

"سوانح اعلیحضرت"! یہ کتاب امام اہل سنت مولانا

Scanned with CamScanner

احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تعلق سے اب تک جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں اس کتاب کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور جو کچھ اس کتاب میں درج ہے اسے بطور سند پیش کیا جاتا ہے۔ ہند و پاک سے اس کتاب کے متعدد ایڈیشن متعدد کتب خانوں کے زیر اہتمام شائع ہو چکے ہیں۔ ابھی ماضی قریب میں گیارہ ہزار کی تعداد میں ایک خوبصورت ایڈیشن رضا اکیڈمی بمبئی نے شائع کیا ہے اس کتاب کے تعلق سے مجلہ علوم اسلامیہ علی گڑھ میں ہے۔

یہ کتاب مجدد مائۃ ماضیہ حضرت مولانا احمد رضا خاں اعلی اللہ مقامہ کی سوانح ہے جس میں مصنف نے مستند حوالوں سے لکھا ہے کہ اعلیٰ حضرت ۵۹ علوم میں مہارت رکھتے تھے اور ہر فن میں ان کی تصانیف بھی ہیں۔

بدر ملت حضرت مولانا بدر الدین احمد رضوی کا شمار مستند علماء دین میں سے ہوتا ہے مختلف مسائل میں ان کی رائے کی بڑی اہمیت ہوا کرتی تھی۔ حالاں کہ باضابطہ مدرس تھے۔ درس و تدریس ہی ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ تصنیف و تالیف سے خصوصی رغبت تھی۔ اس طرح کی گوناگوں مصروفیات کے باوجود مسائل شرعیہ، کلیات و جزئیات دونوں پر ان کی گہری نظر تھی۔ انھوں نے اپنے کو نہ تو کبھی مفتی کہا اور نہ ہی کہلانا پسند کیا لیکن ایسا بھی شاید ہی ہوا ہو کہ کسی نے کوئی مسئلہ ان سے دریافت کیا ہو اور اسے اس کا اطمینان بخش جواب نہ ملا ہو۔ مولانا حشمت علی لکھنوی ایک تحقیقی مطالعہ نامی کتاب میں ہے

تدریسی دنیا سے ہٹ کر مسائل شرعیہ کے بتانے اور لکھنے کے لحاظ سے بھی آپ کی شخصیت مسلم ہے آپ اپنے کو باضابطہ "مفتی تو نہیں تسلیم کرتے تھے مگر کسی استفتاء کے آنے پر جواب میں کوتاہی بھی نہیں برتتے تھے۔ آپ کے قلم سے صادر ہونے والے فتاوی عوام و خواص دونوں حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

بدر ملت نے جتنے تفصیلی فتاوی لکھے ہیں وہ رسائل بدر ملت کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ جیسے "الجواب النورانی عن سوال الهمدانی"، ردتقویۃ الایمان سے متعلق اہم تاریخی دستاویز مع نورانی فتوی، عطیہ ربانی در مقالہ نورانی جس میں کچھ اہم مقالے شامل ہیں جیسے "کلمات تصغیر کا استعمال سرکار مصطفی کی شان میں کیسا ہے؟" وغیرہ۔

بدر ملت کا یہ معمول تھا کہ سائل کے سوال کا جواب قرآن و احادیث کی روشنی میں تو دیتے ہی تھے۔ اگر مستفتی سے لکھنے میں اگر کسی قسم کی خامی ہو جاتی یا وہ خلاف شرع امور کا مرتکب ہو جاتا تو اس تعلق سے بھی مسائل بیان کرنا لازم و ضروری سمجھتے تھے۔ جیسے ایک سائل محمد امین نے ان کے پاس مسجد کے اندر کرسی پر بیٹھ کر تقریر کرنے کے جواز و عدم جواز سے متعلق استفتا کیا تھا۔ اس استفتاء میں مستفتی نے اپنے نام کے ساتھ لفظ محمد پر ص لکھ دیا تھا اس تعلق سے استفتاً کا جواب دینے کے بعد بدر ملت نے جس طرح انھیں تنبیہ فرمائی وہ قابل توجہ ہے۔ فرماتے ہیں۔

"دستخط میں آپ نے محمد پر ص کا اشارہ لکھا ہے جو شرعاً ناجائز ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک ناموں کے ساتھ "صلعم یا ص، یا ع اور اسی طرح انبیاء عظام علیہم الصلوۃ والسلام کے ناموں کے ساتھ "ع" لکھنا حرام ہے۔ یوں ہی صحابۂ فخام اور اولیائے کرام کے ناموں کے ساتھ "رض یا رح"، لکھنا بھی نہ چاہئے بلکہ پورا درود یعنی "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"، یا علیہ الصلوۃ والسلام اور ایسے کامل ترضی یعنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھنا چاہئے۔ طحاوی علی الدر المختار میں ہے ویکرہ الرمز بالصلوۃ والترضی بالکتابۃ یعنی ع، ص، عم صلعم یا رض لکھنا ناجائز ہے۔ بہار شریعت میں ہے "اکثر لوگ آج کل درود شریف کے بدلے صلعم، عم، ص، ع لکھتے

ہیں یہ ناجائز و سخت حرام ہے۔ یوں ہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ رضیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جگہ رح لکھتے ہیں یہ بھی نہ چاہیے۔ جن لوگوں کے نام محمد احمد، علی حسن حسین وغیرہ ہوتے ہیں ان ناموں پر "ص"، "ع" بناتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے کہ اس کی جگہ تو یہ شخص مراد ہے اس پر درود شریف کے اشارے کا کیا معنیٰ؟

حضرت مولانا بدر الدین احمد رضوی نے تمام مسلمانان اہلسنت کو کتاب و سنت کے مطابق زندگی بسر کرنے والا دیکھنا چاہتے تھے اسی لیے انھوں نے اپنے مواعظ و خطبات اور مضامین و مقالات کی شکل میں ان کی خامیوں کی نشاندہی کر کے اس سے باز رہنے کی تلقین کیا کرتے تھے اور اس سلسلہ میں کبھی ان کا لہجہ سخت بھی ہو جایا کرتا تھا۔ ایک جگہ وہ اپنے ایک مقالہ میں فرماتے ہیں

"مسلمانو! اب بھی آنکھیں کھولو۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے۔ وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ٥ (اور اے مسلمانو! تم ہی بلند و غالب رہو گے اگر تمہارا ایمان ٹھوس اور کھرا ہو جائے) ٹھوس ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ اپنے اپنے گھروں سے ٹیلی ویژن، ویڈیو، گانا، باجا سنانے والے ریڈیو اور جاندار اشیاء کی تصویریں کو نکال کر باہر کرو۔ ٹیلی ویژن، ویڈیو، گانا باجا سنانے والا ریڈیو اور جاندار اشیاء یہ سب بت ہیں۔ ان بتوں سے اپنا گھر پاک کرو۔ تمہارے گھروں میں عریاں کپڑے والی ہو بہن، بیٹی، بیوی جو مغرب زدہ دیوی بنی پھرتی ہیں ان کا مغربی لباس اتروا کر ان کو اسلامی لباس پہناؤ۔ انھیں مومنہ عورت بناؤ۔ نمازی بن کر اپنی مسجدیں آباد کرو چہرہ پر اسلامی داڑھی رکھو۔ داڑھی مونڈ کر اسلام کی دیوار نہ ڈھاؤ اور اس طرح دشمنان اسلام کا حوصلہ نہ بڑھاؤ۔ شریعت کے خلاف سرکشی کر کے قہر ربانی کو دعوت نہ دو۔ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ڈرو۔ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر حقوق العباد کا تصفیہ کرو۔ گستاخان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے بیزار ہو کر اللہ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راضی کرو۔ پھر تائید ربانی نصرت رحمانی تمہارے ساتھ ہو کر تمہارے شہری حقوق تمہاری اسلامی شریعت تمہاری مساجد وں اور تمہارے اوقاف کے مسائل حل کر دے گی۔"

بدر ملت نے مسلمانوں کی اصلاح اور انھیں شریعت اسلامیہ کے مطابق زندگی بسر کرنے کے تعلق سے اپنے گرانقدر مقالات و بیش قیمت مضامین لکھ کر متنبہ کرتے رہے۔ ایک مرتبہ کیرلا کی ہائی کورٹ نے ایسا فیصلہ صادر کیا جو شریعت اسلامیہ کے بالکل خلاف تھا اس پر انھوں نے سخت نوٹس لیا اور احتجاج میں ایک مقالہ لکھ کر کیرل حکومت کے اس فیصلہ کی سرزنش کی اور اس تعلق سے اسلام کا صحیح موقف واضح کیا۔ طویل گفتگو کے بعد فرماتے ہیں۔

"حاصل گفتگو یہ ہے کہ قرآن و حدیث اور اسلامی فقہ کی نگاہ میں اسلامی زندگی کا جز لاینفک اور مسلمانوں کے لیے ایک لازمی مذہبی عمل ہے۔ داڑھی منڈانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ مسلمان خواہ مرید ہو یا پیر، درویش ہو یا فقیر، درگاہ کا سجادہ نشین ہو یا مجاور، جامع مسجد کا امام ہو یا مقتدی، عالم ہو یا جاہل امیر ہو یا غریب مریض ہو یا طبیب، شاعر ہو یا ادیب، کورٹ کا جج ہو یا مجسٹریٹ کچہری کا وکیل ہو یا ایڈوکیٹ، یونیورسٹی کا پروفیسر ہو یا اسکالر، روزنامہ وغیرہ اخبار کا نامہ نگار ہو یا ایڈیٹر، بس کپتان ہو یا کلکٹر کسی مملکت کا وزیر ہو یا صدر کسے باشد اگر وہ داڑھی منڈاتا ہے تو قرآن و حدیث اور اسلامی فقہ کے رو سے بالاعلان فاسق مردود الشہادۃ مستحق عذاب

Scanned with CamScanner

جہنم ہے جس ملازمت میں داڑھی رکھنے کی اجازت نہ ہو وہ ملازمت مسلمان کے لیے حرام ہے۔

بدر ملت حضرت مولانا بدرالدین احمد رضوی معاشرہ میں پھیلی ہوئی بے حیائی کے سخت خلاف تھے ان کا کہنا تھا کہ وہ تمام چیزیں جو معاشرہ میں تباہی کا باعث بنیں ان سے اجتناب لازم ہے۔ ٹی وی، ریڈیو، سینما اخبارات جس میں عریاں تصاویر ہوں ان تمام چیزوں کو بدر ملت نے آلۂ شیطان قرار دیا ہے۔ اور انہیں گھر سے باہر نکال پھینکنے کی تلقین کی ہے۔ اور حکومت کے اس رویہ پر اظہار افسوس کیا ہے کہ وہ ضبطِ تولید کے تعلق سے طرح طرح کی اسکیمیں ضرور بناتی ہے مگر جن سے آبادی میں اضافہ آئے دن ہوتا رہتا ہے اس کا کوئی سدباب نہیں کرتی۔ فرماتے ہیں۔

یہ عجیب فلسفہ ہے کہ مردم شماری کی کثرت کو دیکھتے ہوئے لیڈر اور ریفارمر حضرات گھبرا کر "برتھ کنٹرول" اور ضبط تولید" پر بڑا زور دار وعظ کہتے ہیں اور مادہ حمل کی قاتل گولیوں اور انجکشنوں کے استعمال کا ضروری مشورہ دیتے ہیں لیکن جن سوراخوں سے ناجائز طور پر بے شمار "انسانی کیڑے مکوڑے" رینگ رینگ کر نکل رہے ہیں ان کو بند کردینے کی کوئی اسکیم ہے نہ تجویز اور نہ اس کے لیے کچھ کوشش ہے نہ جدوجہد۔ کیا یہ مخلوط درسگاہیں سینیما، ریڈیو، ہوٹل، غیر ملکی ضیافت گاہیں، عورتوں کی بے حجابی اور آزادی اور دیگر اسباب ناجائز طریقہ سے مردم شماری کے بڑھنے کا ذریعہ نہیں؟

مصادر و مآخذ

۱۔ بدرالدین احمد: جواہر المنطق ص ۶ طبع خامس سنہ ۱۴۰۵ھ

۲۔ بدرالدین احمد: فیض الادب ثانی ص ۱۴۱ اکتب خانہ قادریہ اٹوا بازار بستی سدھارتھ نگر یوپی۔

۳۔ غلام یحییٰ انجم: مولانا حشمت علی پیلی بھیتی۔ ایک تحقیقی مطالعہ ص ۲۸۹ دہلی ۱۹۹۲ء

۴۔ غلام یحییٰ انجم: تذکرہ علمائے بستی جلد اول ص ۵۸ فیض آباد ۱۹۸۸ء

۵۔ بدرالدین احمد: فیض الادب ثانی ص ۱۴۳

۶۔ غلام یحییٰ انجم: علوم اسلامیہ میں ضلع بستی کا حصہ مجلہ علوم اسلامیہ علی گڑھ ۱۹۸۶ء ص ۱۴۵ جلد ۱۳ شمارہ ۱، ۲

۷۔ غلام یحییٰ انجم، مولانا حشمت علی پیلی بھیتی۔ ایک تحقیقی مطالعہ ص ۲۹۱

۸۔ بدرالدین احمد: رسائل بدر ملت مرتبہ عبدالصمد قادری ص ۳۰ رضا اکیڈمی بمبئی ۱۴۲۰ھ

۹۔ بدرالدین احمد: مضامین بدر ملت مرتبہ عبدالصمد قادری ص ۲۴۷ رضا اکیڈمی بمبئی بار دوم ۱۹۹۹ء

۱۰۔ بدرالدین احمد: مضامین بدر ملت ص ۲۱۷

۱۱۔ بدرالدین احمد: نورانی گلدستہ ص ۶۷ مکتبہ امجدی بچپڑوا بازار ضلع گونڈہ (یوپی)

Scanned with CamScanner

بدر ملت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر!

از حضرت مولانا شبیر احمد صاحب یار علوی مصباحی بہرائچی سابق استاذ الجامعۃ الاحمدیہ قنوج (یوپی)

اللہ تعالیٰ نے مذہب و ملت کی ترویج اور احقاقِ حق و ابطالِ باطل کے لیے انبیاء کرام و رسلِ عظام کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد علماء ربانیین مشائخ کرام صوفیاء ذوی الاحترام کو جلوہ گر فرمایا جنہوں نے مادی طاقتوں اور دنیاوی ساز و سامان سے بے نیاز ہو کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا جذبہ لے کر روئے زمین پر مذہب مہذب کی اشاعت اور دین متین کی سچی اور صحیح معنوں میں خدمت کی۔ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی حق و صداقت کے علمبردار، علم و عمل کے تاجدار، فکر و فن کے شاہکار، تصلب فی الدین کے شہشوار، بدمذہبیت لادینیت اور صلح کلیت کے لیے شمشیر آبدار حضور آقائے نعمت سرکار بدر ملت حضرت علامہ مفتی الشاہ بدر الدین احمد صاحب قبلہ صدیقی قادری رضوی نوری گورکھپوری علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی ہے جو جلی قلم سے سنہرے حرفوں میں لکھے جانے کے قابل ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے متعلق چند جھلکیاں پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

زکوٰۃ و عشر وغیرہ کھانا

حضور بدر ملت کی خدمت میں ایک پرانے ملاقاتی حاضر ہوئے جو کھاتے پیتے گھرانے کے ایک فرد اور خود ان کا گزر بسر عیش و آرام کے ساتھ ہوتا تھا۔ دوران گفتگو آپ نے متانت و سنجیدگی سے فرمایا کیا آپ زکوٰۃ و عشر کھاتے ہیں انہوں نے عرض کیا ہرگز نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آپ کی دعاؤں اور اللہ پاک کی عطا سے میرے پاس بہت کچھ ہے۔ صبح و شام بڑے اطمینان و سکون سے کٹ رہے ہیں۔ روزانہ ایک دو فقیر کھاتے رہیں تو بھی کمی محسوس نہ کروں گا۔ پہلے اکیلا میں ہی کمانے والا تھا مگر اب بحمدہ تعالیٰ لڑکے ہاتھ بٹانے اور کام کاج کرنے لگے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا بھائی یہ بتائیے کہ آپ حساب کر کے مکمل زکوٰۃ و عشر نکالتے ہیں۔ یہ سنتے ہی موصوف بول پڑے کہ حضور حساب جوڑ کر تو نہیں نکالتا ہوں لیکن مدرسہ والے یا فقیر ہمارے گھر آجائیں تو خالی ہاتھ واپس نہیں جاتے ہیں اور کبھی کبھار دوسرے حاجت مند پہونچ جاتے ہیں تو انہیں بھی کچھ نہ کچھ دے دیتا ہوں۔ اس پر آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ زکوٰۃ و عشر میں واجب ہونے والی مقدار کا صحیح علم اور مکمل عشر نکل جانے کا یقین آپ کو کس طرح حاصل ہوتا ہے؟ عرض کرنے لگے اس کا یقینی علم مجھے حاصل نہیں ہوتا ویسے مکمل نکالنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں کہ میرے ذمے باقی نہ رہ جائے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا جناب خوب یاد رکھئے زکوٰۃ و عشر کا جتنا بھی حصہ آپ کے پاس باقی رہ گیا اور اسے خود کھایا یا اپنے اہل و عیال کو کھلایا یا اپنے کسی مصرف ضرورت میں خرچ کیا تو یہ زکوٰۃ و عشر کھانا ہی ہوگا۔ یہ اور بات

Scanned with CamScanner

ہے کہ کسی دوسرے کا دیا ہوا نہیں مگر اپنے اوپر واجب
شدہ زکوٰۃ و عشر کھایا یا کھلایا۔ یہ غریب، محتاج، بیوہ
یتیم وغیرہ کا حق ہے اس طرح ہرگز ہرگز مت کیجئے۔ خدائے
تعالیٰ سے ڈریئے اس کی بارگاہ میں ذرّے ذرّے
کا حساب دینا ہے اور اس کی پکڑ بہت سخت ہے۔ جناب
لگا کر پیسہ پیسہ اور دانہ دانہ زکوٰۃ و عشر نکال دیجئے۔
اس سے ایک طرف تو مال پاک و صاف طیب و طاہر
اور ضائع و اکارت ہونے سے محفوظ ہو جائے گا۔
اور دوسری طرف آپ خود اللہ تعالیٰ کی رحمتوں و برکتوں
سے مالا مال اور اجر و ثواب کے حق دار ہو جائیں گے۔

جاندار کے مجسموں سے نفرت

راقم السطور کی دعوت
پر آپ الجامعۃ القادریہ مقام ٹیر بازار ضلع بہرائچ شریف
تشریف لائے۔ آپ کے ورود مسعود کی خبر سن کر جامعہ
کے متعلقین خصوصاً آپ سے غائبانہ تعارف رکھنے والے
شرف نیاز کے لیے خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام
و مصافحہ سے مستفیض ہوئے ان آنے والوں میں جامعہ
کے پڑوس کے باشندے جناب بھگن صاحب قریشی
بھی شامل تھے جو خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف
سے وابستہ تھے مذکورہ خانقاہ کے سابق سجادہ نشین پیر
طریقت مرشد گرامی حضرت مولانا شاہ صوفی محمد صدیق
احمد صاحب قادری چشتی قبلہ علیہ الرحمۃ کے اور آپ
سے غیر معمولی متاثر اور متعارف تھے۔ حضرت بدر ملت
کی نصیحت آمیز باتیں سننے کے بعد یکے بعد دیگرے
رخصت ہونے لگے تو راقم سے بھگن صاحب نے
کہا ہم بدر ملت علیہ الرحمۃ کی دعوت کرنا چاہتے ہیں
ان کی خلوص و محبت دیکھ کر راقم نے جواب دیا۔ آپ
حضرت سے عرض کریں اگر دعوت قبول فرمالیں تو مجھے
کوئی اعتراض نہیں۔ انہوں نے کہا مجھے رہنمائی کی
ضرورت ہے۔ بالآخر راقم کی معیت میں انہوں نے
آپ کی خدمت باسعادت میں دعوت پیش کی اور
انتہائی عجز و انکساری سے اپنے گھر لے جانے کے لیے
کافی ذوق و شوق کا اظہار کیا۔ خیر حضرت نے دعوت
قبول فرمائی۔ کھانا تیار ہونے کے بعد بھگن صاحب
حضرت کو لینے کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہ
کے ہمراہ راقم اور جامعہ کے چند اساتذہ کو بھی اصرار
کر کے لے گئے۔ جس کمرے میں انہوں نے بیٹھنے کا
انتظام کیا تھا۔ اس میں لکڑی پلاسٹک وغیرہ کے
گھوڑے، طوطے اور چڑیئے وغیرہ کے مختلف
مجسمے رکھے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر آپ نے بھگن
صاحب سے بڑے سادے اور پیارے لہجے میں
فرمایا۔ ارے بھائی۔ آپ مسلمان ہیں اور براؤں
شریف کے حضرت خلیفہ صاحب قبلہ کے مرید ہیں
اور جاندار کے مجسموں سے کمرے کو سجائے ہوئے
ہیں یہ ایک قسم کے بے جان بت ہیں۔ آپ کو ایسا
نہیں کرنا چاہیئے۔ جس جگہ جاندار کی بے جان تصویر
اور ان کے مجسّمے ہوں وہاں نہ رحمت کے فرشتے آتے
نہ اللہ ربّ العزّت کی برکتیں نازل ہوتیں اور نہ
انہیں گھروں میں رکھنا جائز ہے۔ ان مجسموں کو
توڑ پھوڑ کر پھینک دیجئے اور ان کی جگہ گنبد خضریٰ
کعبہ معظمہ اور دوسرے مقدس مقامات کے طغروں
سے کمروں کو آراستہ و پیراستہ کیجئے جہاں سے
برکتیں آئیں اور انہیں دیکھ کر ایمان میں تر و تازگی
اور رونق بہت آجائے۔

اسلامی لباس

آپ علیہ الرحمۃ راقم السطور کے غریب خانے کو زینت
بخشے ہوئے تھے اور گاؤں کے لوگ چاند کے گرد ہالہ
کی طرح آپ کو گھیرے ہوئے تھے۔ اور آپ کی نصیحانہ

Scanned with CamScanner

باتیں سن رہے تھے انہیں میں ایک صاحب کا نچ دار دھوتی پہنے ہوئے سلام ومصافحہ کر کے ایک گوشے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے گفتگو کا رخ موڑتے ہوئے فرمایا۔ آپ خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف کے سجادہ نشین حضرت خلیفہ صاحب قبلہ کے مرید اور شعیب الاولیا حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ سے روحانی تعلق اور ان کے تئیں انتہائی خلوص ومحبت کا جذبہ رکھنے والے افراد ہیں۔ اس کے باوجود بعض لوگ ہندوؤں کے وضع قطع کے مطابق دھوتی پہنے ہوئے ہیں یہ اسلامی تہذیب کے خلاف لباس ہے۔ کرتا تہبند یا کرتا پاجامہ مسلمانوں کا لباس ہے۔ ایسا عمدہ اور اچھا پہناوا چھوڑ کر غیروں کا پہناوا اپناتے ہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ ہمیں اور آپ کو وہی لباس اختیار کرنی چاہیئے جو اسلامی اور مذہبی اور اللہ و رسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو مرغوب ومحبوب بھی ہو اور اس سے پرہیز کرنا اور بچنا چاہیئے جو انہیں ناراض اور ناخوش کر دے۔

لہٰذا میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ آپ لوگ آج ہی غیر اسلامی لباس پہننے سے توبہ کرتے ہوئے اسلامی لباس اور دینی وضع قطع رکھنے اور غیروں کے لباس اور ان کے طور وطریقہ اور تہذیب وتمدن سے گریز اور دوری بنائے رکھنے کا مضبوط عہد وپیمان کریں۔ مولائے کریم آپ لوگوں کو توفیق خیر مرحمت فرمائے۔ آمین۔

آپ کی اس قسم کی نصیحت آموز گفتگو سن کر مجمع میں دھوتی پہننے والوں کے دل میں آپ کی باتوں کی مٹھاس اور چاشنی اثر کرتی گئی اور ذہن ودماغ میں اترتی چلی گئی۔ وہاں سے اٹھنے کے بعد کچھ لوگوں نے بیان کیا کہ آج ہم لوگوں کو مؤثر نصیحت ملی ہے۔ اب کرتا، تہبند وغیرہ یعنی اسلامی لباس اختیار کروں گا لہٰذا کئی لوگوں نے دھوتی وغیرہ خلاف تہذیب لباس اتار کر اسلامی لباس پہننا شروع کر دیا۔

چین دار گھڑی

تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیٰحضرت سرکار حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ قدس سرہ ودیگر علمائے اہلسنت کا فتویٰ ہے کہ چین دار گھڑی ناجائز ہے اور اسی فتویٰ پر حضرت علامہ بدرالدین احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان بھی مضبوطی سے قائم تھے۔ چنانچہ مولانا حشمت علی بہرائچی صاحب نے راقم السطور سے بیان کیا کہ استاذ گرامی حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ عروس البلاد بمبئی تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ کی آمد مبارک کی کشاں کشاں مجھے خبر پہونچی تو از حد خوشی ہوئی اور زیارت اور ملاقات کے لیے حضور والا کا جس مقام پر قیام تھا چل پڑا۔ خدا خدا کر کے راستے کی دوریاں طے ہوگئیں اور حضرت جہاں مقیم تھے باآسانی پہونچ گیا۔ عقیدت مندوں کی بھیڑ دکھائی دی۔ کچھ دیر باہر کھڑا ہو کر بھیڑ کم ہونے کا انتظار کیا لیکن گھٹنے کے بجائے بڑھتی رہی۔ حضور والا کے حجرۂ مبارکہ سے دو نکلتے تو چار اندر داخل ہو جاتے انتظار کی گھڑیاں سخت کٹھن ہوگئیں۔ اسی ہجوم میں اندر جانے کا ارادہ کر کے خدمت سراپا برکت میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ سلام ومصافحہ کے بعد حضرت قبلہ

ا۔ جسے دھوتی کے متعلق مسئلہ شرعی کی مزید معلومات حاصل کرنی ہو اسے فتاویٰ رضویہ شریف جلد نہم نصف اول ضد ۱۹۱/ مطبوعہ رضا اکیڈمی کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ عبدالصمد قادری، ۱۲ صفر ۱۴۲۵ھ

نے بڑی شفقت و محبت سے خیریت معلوم فرمایا۔ لیکن جب میری کلائی پر بندھی ہوئی چین دار گھڑی پر نظر پڑنے پر آپ کی ناپسندیدگی اور ناراضگی ظاہر ہوئی جس کا مجھے احساس چین کی طرف اٹھتی ہوئی نگاہ سے ہوئی تو بہت پچھتایا اور دل ہی دل میں نادم و شرمندہ بھی ہوا۔ دورانِ گفتگو حضور آقائے نعمت نے فرمایا میرے شاگرد ہو کر چین دار گھڑی پہنتے ہو ایسا ہرگز نہ کرو بلکہ فیتے یا پٹے دار گھڑی پہنو۔ میں نے اس غلطی پر نادم ہو کر حضرت کی بارگاہ میں سچی توبہ کی اور عرض کیا یہ خادم آپ کا شاگرد ہے اور آج سے ایسی گھڑی ہاتھ میں کبھی نہیں ڈالوں گا۔ میں اپنی غلطی پر حضور والا سے معافی کا طالب ہوں۔

جانور بھی رحم و کرم کے مستحق ہیں

دورِ طالب علمی میں راقم السطور اور اٹی رام پور علاقے کے (مولانا) مسیح الدین خاں یار علوی حضور بدر ملت کی خدمت سراپا شفقت میں آپ کے دولت خانہ پر رہا کرتے تھے۔ حضرت قبلہ پڑھانے کے لیے مدرسہ چلے آئے اور ہم دونوں کو پہونچنے میں کچھ تاخیر ہوگئی۔ سوئے اتفاق جلدبازی میں باہری دروازہ بند کرنا بھول گئے جس کی وجہ سے کتا اندر آیا اور کھانے پینے والی چیزوں کو بیکار و برباد اور تہس نہس کر دیا ہمیں اس کتے پر بڑا غصہ آیا اور جھنجھلا اٹھے لیکن ناچار اپنی کوتاہی کا احساس کر کے خاموش ہوگئے اور اس معاملہ کو صیغۂ راز میں رکھتے ہوئے حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ سے تذکرہ نہ کئے شام ہونے سے قبل دوبارہ وہی کتا گھس آیا پھر کیا تھا صبر کا دامن چھوٹ گیا اور ہم دونوں لکڑی لے کر اس پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت قبلہ اپنے کمرے میں آرام فرما تھے اس کی چیخ و پکار اور شور شرابا سن کر باہر نکلے اور فرمایا۔ ارے اسے کیوں مار رہے ہو؟ اس نے کیا قصور کیا ہے۔ عرض کیا گیا کہ آج ایک مرتبہ آکر کھانے پینے کی چیزوں کو نقصان پہونچا چکا ہے۔ اب دوسری بار آیا ہے۔ تو فرمایا اس کا ادھر ادھر جا کر روزی تلاش کرنا کام ہے۔ تم لوگ باہر کا دروازہ بند رکھتے تو وہ کیوں کر اندر آسکتا۔ یہ غلطی اس کی نہیں ہے بلکہ تم دونوں کی ہے۔ دروازہ کھولو اور اسے باہر جانے دو اور خود احتیاط کرو۔ یہ بے زبان جانور اس کی کہاں کھیتی باڑی اور کہاں بزنس ہوتی ہے جہاں سے خوراک حاصل کرے۔ اس کی بھی روزی انسانوں کی کمائی اور ان کی چیزوں میں ہے۔ اسے جو چیز اور جس جگہ کھانے کو مل جائے کھانا شروع کر دے گا۔ جانوروں کے ساتھ بھی نرمی اور بھلائی کرو۔ عام مخلوق کی طرح یہ جانور بھی رحم و کرم کے مستحق ہیں۔ اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر و احسان مانو کہ اس نے انسان اور انسانوں میں مسلمان اور پیغمبر اسلام خاتم النبیین محمد عربی پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں بنایا اور انتہائی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔

کتابوں کا احترام

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کتابوں کا بڑا احترام اور ان کی قدر فرماتے تھے۔ چٹائی اور چارپائی وغیرہ پر بلا کچھ بچھائے اردو تحریر فرمودہ کتاب نہ رکھتے اور نہ اس سے اونچی جگہ بیٹھتے اور فرمایا کرتے تھے کہ کتابوں کی قدر و منزلت کرو انہیں زمین اور چٹائی وغیرہ پر بغیر کچھ بچھائے نہ رکھا کرو نہ ان سے بلند مقام پر بیٹھو۔ اگر کسی کو غلط طریقے پر کتابیں رکھے دیکھتے یا ان سے اوپر بیٹھے مشاہدہ فرماتے تو تنبیہ فرماتے۔ ان کے احترام پر توجہ دلاتے اور فرماتے اچھا بتائیے اگر آپ کے استاذ آئیں تو کیا انہیں زمین یا چٹائی پر بغیر کچھ بچھائے بیٹھاؤ گے یا ان سے اونچے

Scanned with CamScanner

بیٹھو گے۔؟ تو ہم لوگ کہتے ہرگز نہیں۔ تو فرماتے یہ کتابیں استاذ سے کم درجہ کی نہیں ہیں۔ استاذ سے زیادہ تعظیم و توقیر کئے جانے کی مستحق ہیں۔

اردو حروف کا ادب

اردو کتابوں کے اوراق اور اردو اخباروں کے ٹکڑے یا ان کے پرزے ادھر ادھر پھیلے دیکھتے تو اسے اٹھا کر ادب کی جگہ رکھ دیتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے اور ایسا کرنے کا حکم فرماتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ راقم السطور حضرت قبلہ کے ساتھ کہیں جا رہا تھا راستے میں کوڑا کرکٹ میں اردو اخبار کے چند ٹکڑے بکھرے ہوئے دیکھ کر آپ نے راقم سے فرمایا اردو کے ان ٹکڑوں کو اٹھا لو کہیں ادب کی جگہ یا دیوار وغیرہ کے سوراخ میں لگا دو۔ خادم نے عرض کیا کہ حضرت یہ تو اخباری کاغذ اور اس پر اخباری خبریں لکھی ہوئی ہیں۔ فرمایا ٹھیک ہے اس پر اخباری خبریں لکھی ہوئی ہیں مگر ان کے مفردات تو اخباری نہیں۔ مفردات تو وہی ہیں جو قرآن و حدیث کے ہیں ان مفردات حرفوں کی تعظیم بھی ضروری ہے ان کی خبروں کو مت دیکھو ان میں لکھے ہوئے حروف کا ادب کرو یہ سن کر راقم نے جلدی سے انھیں اٹھایا اور دیوار کے سوراخ میں دبوچ دیا۔

ادھ کٹا نام

آج کل ان پڑھ یا کم پڑھے لکھے لوگ عبدالرحمٰن، عبدالجبار، عبدالغفار، عبدالقدوس، عبدالصمد، عبدالخالق، عبدالرزاق عبدالقیوم، کو رحمٰن، جبار، غفار، قدوس، صمد، خالق رزاق، قیوم، وغیرہ کہہ کر پکارتے ہیں بلکہ ان پڑھ ہی کی کیا تخصیص ؟ بلکہ بعض پڑھے لکھے کہلانے والے بھی بے توجہی اور لاپرواہی میں ایسا کہہ جاتے ہیں لیکن حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کی ذات بابرکات وہ تھی کہ آپ اس قسم کے الفاظ اگر کسی سے سنتے تو فوراً تنبیہ کرتے اور صحیح نام لینے کا ڈھنگ اور طریقہ بڑے اچھے انداز میں بتاتے چنانچہ نونہالان اسلام کے لیے تعمیر ادب نام کی جو کتاب تصنیف فرمائی ہے اس کے حصہ اول کے صفحہ ۳۸ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ سب خاص اللہ تعالیٰ کے نام ہیں ان سب ناموں کا ادب ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ان میں کا کوئی نام کسی انسان کے لیے بولنا حلال نہیں اگر کسی شخص کا نام عبدالرحمٰن ہو تو خبردار! کبھی اس کو رحمٰن نہ کہنا بلکہ ہمیشہ عبدالرحمٰن ہی کہنا۔ اسی طرح سے عبدالجبار عبدالغفار، عبدالقدوس وغیرہم ناموں کا پورا نام لے کر پکارنا۔

نیز تفسیر خزائن العرفان پ۹ سورۂ اعراف صفحہ ۲۵۲ کے حوالہ سے تعمیر ادب حصہ اول صفحہ ۳۸ پر تحریر فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ کو رام، پرماتما، بھگوان یا پربھو، ایشور کہنا جائز نہیں۔"

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کے قریب ایک عوامی شخص نے "رحمنوا، یا غفروا" کہہ کر کسی شخص کو پکارا۔ آپ نے سنتے ہی فوراً بلا کر اسے سمجھایا کہ ایسا نہ کہا کرو۔ اس طرح کہنا حرام اشد حرام اور سخت حرام بلکہ سرحد کفر تک پہونچتا ہے۔ سچے دل سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں گڑگڑا کر توبہ کرو شرم و ندامت کے آنسو بہاؤ اس سے معافی مانگو کہ اے اللہ تبارک و تعالیٰ تیری ذات نرالی، تیری عطا بڑی اور تو بندوں پر بہت بڑا مہربان ہے میری نادانی اور بھول سے بڑا بیجا اور خلاف شرع کلمہ زبان سے نکل گیا اپنے کہے ہوئے پر شرمندہ اور نادم ہوا اور تیری بارگاہ میں سچی توبہ کرتا ہوں اور کلمۂ اسلام پڑھتا ہوں تو اپنے حبیب اکبر پیارے مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء

Scanned with CamScanner

کے صدقے اور طفیل میرے جرم و خطا اور غیر مناسب بولے ہوئے لفظ کو معاف فرما دے۔ اب کبھی بھی زبان پر ایسا لفظ نہیں لاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا
اللہ تعالیٰ کے بارے

میں کسی سے اللہ میاں کہتے سنتے تو فوراً ٹوک دیتے اور تنبیہ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں مت کہا کرو ایسا کہنا شرعاً ممنوع ہے۔ توبہ کرو اور اس طرح کہنے سے پرہیز کرو۔ اللہ پاک کا جب نام لینا ہو تو بڑے ادب اور محبت سے اس کا نام لو اللہ میاں کہنے کے بجائے اللہ تبارک و تعالیٰ اللہ پاک اللہ رب العزت، پاک پروردگار، خدائے تعالیٰ اور خدائے پاک اللہ عزوجل اللہ عز جلالہ، اللہ سبحانہ، اللہ عز شانہ یا جل شانہ وغیرہ کہا کرو۔

وہابی کے ساتھ نکاح
حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان

کی خدمت میں ایک صاحب نے عرض کیا کہ وہابی لڑکے کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح جائز و درست ہے یا نہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا وہابی گستاخ رسول، کافر و مرتد اور بے دین اور جنیو اور چٹیا رکھنے والے ہندو سے بھی برے اور بدتر ہیں اس لیے کہ ہندو پیارے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی اور بے ادبی نہیں کرتے ہیں مگر وہابی دیوبندی کی گستاخیاں طشت از بام ہو چکی ہیں اس لیے علمائے حق کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہابی مذہب والے کے یہاں رشتہ قائم کرنا حرام حرام سخت حرام ہے۔ بلکہ ان کے ساتھ دنیا کی کسی بھی عورت کا نکاح صحیح و درست نہیں ان کے ساتھ رسمی نکاح کر کے لڑکی بھیجنا خالص زناکاری کے لیے پیش کرنا ہے۔ لڑکی اور اس کے ساتھ نکاح ہونے پر راضی رہنے والے سبھی لوگ سخت گنہگار جفاکار اور مستحق عذاب نار ہوں گے جس طرح ایک مسلمان کسی ہندو کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کرنا گوارا نہیں کر سکتا اسی طرح ایک سچا پکا ایمانی حرارت و جذبۂ سنیت رکھنے والا مسلمان وہابی دیوبندی، تبلیغی، مودودی، ندوی، غیر مقلد، رافضی، صلح کلی اور ملحد بے دین کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کرنا درکنار ایسی بات سننا بھی پسند نہ کرے گا ایسے مرتد بے دین فرقوں کے ساتھ اپنی لڑکیوں یا لڑکوں کا نکاح کر کے اپنی بہن بیٹیوں یا بیٹوں بھائیوں کی عاقبت و آخرت تباہ و برباد نہ کرو۔ دین و ایمان بہت قیمتی دولت ہے۔ ان سے رشتہ داری ہونے پر ایمان میں کھوکھلا پن اور گراوٹ آجاتی ہے بلکہ ایمان میں گھن لگ جاتا ہے۔ لہٰذا تم لوگ ہرگز ہرگز ان کے ساتھ شادی بیاہ، راہ و رسم اور دینی، دنیوی تعلقات نہ رکھو نہ ان کے ساتھ اپنی بہن بیٹیوں کا نکاح کرو اور نہ ان کی بہن بیٹیوں کو اپنے نکاح میں لاؤ۔ یہ جان لیوا دشمن سے بھی زیادہ موذی اور تکلیف دہ ہیں حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ نے ایسا کیوں فرمایا؟ اس کا جواب حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب مثنوی شریف سے ملاحظہ کیجئے حضرت فرماتے ہیں

مار بد تنہا ہمیں برجاں زند
یار بد بر دیں و بر ایماں زند

؎ جسے لفظ اللہ میاں کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنی ہو اسے فتاویٰ رضویہ شریف جلد ششم ص ۱۲۰ اور فتاویٰ مصطفویہ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی کے ص ۸۹/۹۰ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ عبدالصمد قادری، ۱۷ صفر ۱۴۲۵ھ

یعنی زہریلا سانپ اگر ڈسے تو جان جائے گی مگر ایمان سلامت رہے گا جس کے سبب ہمیشہ کی سلامتی ہے اور اگر بد مذہب دوست کا زہر چڑھ گیا تو دین و ایمان برباد ہو جائے گا اور دنیا و آخرت دونوں خراب خسر الدنیا والاخرۃ ذلک ھو الخسران المبین کا مصداق ہوگا والعیاذ باللہ تعالیٰ اور حضرت مولانا جلال الملۃ والدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔ ؎

واشداء علی الکفار باش
خاک بر دلداری اغیار باش

یعنی اے مسلمان تو اسی طریقہ پر گامزن رہ جو طریقہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بتایا ہے کہ وہ کافروں پر بہت سخت ہیں اور بد مذہب بد دین لامذہب بے دین لوگ اگر تیری دلداری کے لیے تجھ پر احسان بھی کریں تو اس دلداری و احسان پر خاک ڈال۔ اور فرماتے ہیں نفعنا اللہ بسرہ القدسی ؎

ہین مکن روباہ بازی شیر باش
بر سر اعدائے دیں شمشیر باش

یعنی اے مسلمان! سنتا ہے۔ دین و مذہب کے معاملہ میں لومڑی کی طرح پالیسی بازی مکاری مت کر بلکہ شیر بن جا اور دشمنانِ دین کے سروں پر تلوار بن جا۔ اور فرماتے ہیں قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ المعنوی ؎

حب للہ بغض للہ کن شعار
تا بیابی بر درِ دل دار بار

یعنی اے مسلمان! اللہ کے لیے اللہ کے دوستوں سے دوستی کو اور اللہ کے لیے اللہ کے دشمنوں سے دشمنی کو اپنا مخصوص نشان بنالے جس سے تیری شناخت ہو۔ جب تو ایسا کرے گا اسی وقت تجھے اس محبوب رب العلمین اور اس کے محبوب رحمۃ للعلمین جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ قرب میں تجھے باریابی نصیب ہوگی۔ غرض وہابی، دیوبندی وغیرہ کے کفر میں ہرگز شک نہ کیا جائے کہ جو ان کے عقیدے پر مطلع ہو کر پھر سمجھ بوجھ کر ان کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔

درمختار میں ہے من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر اس قسم کے ہر بد مذہب کے ساتھ نکاح حرام و باطل محض زنا، ان کا ذبیحہ مردار حرام، ان کے ساتھ کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، ملنا، جلنا کوئی برتاؤ مسلمان کا سا ہرگز ہرگز کسی طرح جائز نہیں۔

(فتاوی رضویہ شریف جلد ہشتم ص ۳۳)

مولائے کریم ہمیں اور آپ اور جملہ مسلمانوں کو کھری سنیت پر قائم رکھے اور مسلک اعلیٰحضرت پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

قابلِ عمل ارشادِ گرامی

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی آدمی کے حسنِ اسلام میں سے یہ ہے کہ جو بے فائدہ اور بے سود کام ہو اسے چھوڑ دے۔ (فتاوی رضویہ مترجم ج ۲۴ ص ۱۲۶)

آدمی کے بد ہونے کو یہی بہت ہے کہ اپنے بھائی کی تحقیر کرے (فتاوی رضویہ جلد نہم نصف اول ص ۱۴۶)

تجدید نکاح کوئی شرم کی بات نہیں یہ وسوسہ شیطانی ہے۔ شرم کی بات یہ ہے کہ نکاح میں خلل پڑ جائے۔ اور بغیر تجدید کے زن و شوہر کا علاقہ باقی رکھیں۔ (فتاوی رضویہ مترجم ج ۱۴ ص ۳۱۶)

Scanned with CamScanner

کراماتِ بدر العلماء

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از- مولانا محمد سکندر القادری بستوی استاذ دار العلوم گلشن رضا کولمبی ضلع ناندیڑ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم والہٖ الفخیم

اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سچی محبت ہر مومن کے لیے دارین کی سعادت کونین کی نعمت اور لازمۂ ایمان ہے۔ بلکہ اللہ اور اس کے رسول سے سچے عشق ومحبت کا نام ہی ایمان ہے۔ یہ جذبۂ صادق جتنا کامل ومکمل ہوگا ایمان اتنا ہی کامل و مکمل ہوگا۔ اگر اس میں کچھ بھی کمی ہوگی تو ایمان ناقص و نامکمل ہوگا۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں ہے۔ لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین یعنی اس وقت تک کوئی مومن کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک تمام اہل وعیال مال ودولت اور لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

یہی نقطۂ نظر اسلام کے تصور عشق کا معیار اور کسوٹی ہے۔ اب جسے بھی اپنے کمال ایمان کو سمجھنا ہو وہ کمال محبت کے اس معیار پر بہ آسانی سمجھ سکتا ہے۔ جذبۂ محبت جیسا ہوگا جلوۂ ایمان بھی ویسا ہی ہوگا۔ حضور بدر العلماء کے تصور عشق کا جب ہم اس معیار پر جائزہ لیتے ہیں تو آپ ہمیں عاشق نہیں مجسم عشق نظر آتے ہیں۔ اقوال وافعال گفتار وکردار، جلوت وخلوت، صورت وسیرت، زندگی وبندگی، تالیف وتصنیف، اصلاح وہدایت، دعوت و ارشاد غرضیکہ کوئی ایسا شعبۂ حیات نہیں ہے جو عشق رسول کی خوشبو سے مہک نہ رہا ہو۔ اور جہاں محبت خدا ورسول کی تابانی نہ ہو۔ یہ اس لیے کہ ے

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ ناز دوا اٹھائے کیوں

حضور بدر العلماء علم کے کوہ گراں ہونے کے ساتھ ساتھ تقویٰ وپرہیزگاری کے پیکر اور حسن اخلاق ونیک کردار کے مجسمہ تھے۔ ان کے دل میں قوم وملت کا صحیح درد اور خدمت دین اور خدمت خلق کی سچی تڑپ تھی جس وقت ممبر رسول پر رونق افروز ہوتے سارا مجمع خواہ وہ سیکڑوں کا ہو یا ہزاروں کا سبھوں کا رخ آپ کی طرف ہوتا۔ سب کی مرکز نگاہ آپ کی ذات بابرکات ہوتی۔ اور ایسے جرأت ایمانی کے پیکر کہ بلا خوف لومۃ لائم برسر ممبر ہزاروں کے مجمع عام میں علماء مقررین سے ہونے والی لغزشوں کی گرفت فرماتے انہیں تنبیہ فرماتے ان کی اصلاح کرتے۔ ایسے بے باک مجاہد جو رؤسا وحکام اور شعراء وغیرہ کی خلاف شرع اقوال وحرکات پر فوراً سرزنش فرماتے اور بڑے سے بڑا انسان آپ کی تنبیہ واصلاح پر سر تسلیم خم کردیتا تھا کسی کو ان کے خلاف آواز اٹھانے کی جسارت نہ ہوتی تھی۔ مسجد میں نماز ادا فرمانے تشریف لے جاتے تو اپنے گرد وپیش ہر نمازی پر نظر رکھتے سجدہ

Scanned with CamScanner

ہیں کس کی پیشانی زمین پر ٹکتی ہے کس کی نہیں ؟ کس کی ناک جمی ہے کس کی نہیں ؟ کس کے پاؤں کی انگلیاں زمین پر جم رہی ہیں کس کی نہیں ؟ کس کی آستینیں کھلی ہیں کس کے گلے کے بٹن بند ہیں کس کے نہیں ۔ سب کو حسب ضرورت ہدایت فرماتے اور مسائل شرعیہ سے آگاہ فرماکر راہِ راست گامزن فرماتے اور چھوٹی چھوٹی دینی باتوں کی طرف لوگوں کو توجہ فرماتے جن کو بڑے بڑے رہبر نظر انداز کر جاتے تھے ۔ مثلاً کوئی کام کرو تو داہنے ہاتھ سے ۔ ہر وقت خلوت ہو یا جلوت اسلامی طور طریقے کے ساتھ رہو یعنی گلا کھلا نہ ہو آستینیں چڑھی ہوں سر ننگا نہ ہو ۔ انگلیوں میں مسلمان مرد کے ایک سے زائد انگوٹھی نہ ہو اگر انگوٹھی پہنے تو وہ بھی ایک نگ کی اور چاندی ۴½ ماشہ سے کم وزن کی وغیرہ وغیرہ ۔

حق گوئی و بے باکی

ان کے سامنے جو بھی اسلامی آداب کے خلاف آیا اس کو ٹوک دیا ۔ زندگی کا ہر لمحہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں گزارا ۔ حضور بدر العلماء اسلامی معاشرہ کی تشکیل اور مسلمانوں کی زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لیے پوری عمر کوشاں رہے پوری زندگی سچ بولنے کی تاکید فرماتے رہے اور جھوٹ کے وبال سے آگاہ فرماتے رہے پوری ملت اسلامیہ کا درد آپ کے قلب میں موجزن تھا ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے خلاف کسی مسلمان کے عمل کو دیکھتے تو تڑپ اٹھتے اس کی اصلاح فرماکر صراط مستقیم سے ہمکنار کرنے کو اپنی سب سے بڑی ذمہ داری خیال فرماتے ۔ چنانچہ نونہالانِ اسلام کو بدمذہبی اور بے دینی کے سیلاب بد سے بچانے اور عشقِ مصطفٰے کے جام پلانے کے لیے تعمیر ادب کے نام سے پانچ حصوں پر مشتمل اردو زبان میں ایسی کتاب تحریر فرمائی جس کی مثال دورِ حاضرہ میں مشکل سے نظر آتی ہے جس کی مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ ہند تو ہند ، پاکستان ، بنگلہ دیش ، عراق ، افریقہ ، امریکہ ، ہالینڈ ، فرانس اور برطانیہ وغیرہ کے مکاتب میں بھی داخل نصاب ہے اور انڈیا میں تقریباً اس کتاب کو ۳۰/۳۵ ناشرین چھاپ کر شائع کر رہے ہیں مگر پھر بھی مارکیٹ میں کمی رہتی ہے ۔ یقیناً یہ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کے خلوص کی برکت ہے ۔

اس کتاب کی بے شمار خوبیاں ہیں مسلمانوں کی پوری زندگی سامنے رکھ کر یہ کتاب ترتیب دی گئی ہے ۔ اس میں ایک طرف دورِ حاضر کے سب سے بھیانک اور خطرناک فتنہ ، فتنۂ وہابیہ ، دیوبندیہ تبلیغیہ ، مودودیہ وغیرہم دشمنانِ رسول کی اصلی صورت سنی مسلمانوں کے سامنے پیش کی گئی ہے جسے پڑھ کر طلبا ، ومدرسین اور عوام وخواص اپنے اپنے ایمان وعقائد کی حفاظت کرسکیں تو دوسری جانب عاشقانِ رسول مثلاً سیدنا صدیق اکبر ، سیدنا فاروق اعظم ، سیدنا عثمان غنی سیدنا مولائے کائنات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دیگر صحابۂ کرام تابعین عظام واولیائے کرام اور صلحائے امت وغیرہم کی مبارک اسوۂ حسنہ بیان فرماکر ایک سچا دین دار مسلمان بن کر زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی گئی ہے ۔ الحمد للہ جس کے مثبت نتائج بھی نظر آرہے ہیں ۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کا ہر ہر جملہ ہر ہر عنوان بیانِ ہدایت ونصائح سے لبریز ہے ۔ مثال کے طور پر تعمیر ادب حصہ اول کے چند جملے ملاحظہ ہوں

”پیارے مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اور محبت ایمان کی جڑ ہے ۔ صرف سنی مذہب کے مطابق اپنا عقیدہ رکھو ۔ بیٹھتے اٹھتے یارسول اللہ یانبی اللہ کہا کرو ۔ ظاہر اور باطن ایک طرح رکھ ۔ صاف بولی بول ۔ شراب شرعاً نجس ہے ۔ اذان سن کر فوراً نماز کو چلو ۔

Scanned with CamScanner

جو قصداً نماز نہ پڑھے وہ فاسق ہے۔ داڑھی منڈانا شرعاً حرام ہے۔ جہنم کا عذاب بہت کڑا ہے۔ بدمذہب کی صحبت سے بچو۔ پیارے بچو! جھوٹ سے بچو۔ جھوٹ بولنے سے اللہ و رسول ناراض ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ

آپ کے وصال کے بعد راقم الحروف مدرسہ غوثیہ اہلسنت فیض العلوم مقام بڑھیا ضلع سدھارتھ نگر میں تقریباً سات سال تک تعلیم دیا (یہ وہی ادارہ ہے جس میں حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی زندگی کے اخیر زمانے تک تشنگانِ علوم کو سیراب فرماتے رہے) اسی زمانے کی بات ہے کہ ایک ننھا طالب علم اپنے گھر گیا اور اپنے والد کو داڑھی منڈواتے دیکھا تو فوراً کہا۔ والد صاحب! میں نے آج ہی پڑھا ہے "داڑھی منڈانا شرعاً حرام ہے" پھر آپ داڑھی کیوں منڈاتے ہیں اللہ و رسول کے حکم کے خلاف کام نہ کریں۔ اس کا باپ اس بات سے بہت شرمندہ ہوا چنانچہ انہوں نے اپنی ندامت و شرمندگی کا اظہار بڑھیا مدرسہ غوثیہ میں آکر خود مجھ سے کیا اور حکم شرع پر جھک گیا اس کے علاوہ اور بھی متعدد درسی اور غیر درسی کتابیں آپ نے تحریر کیں۔ جن میں زبان عربی ادب میں فیض الادب حصہ اول اور حصہ دوم نحو میں تلخیص الاعراب، صرف میں عروس الادب منطق میں جواہر المنطق ان کے علاوہ سوانح اعلیٰحضرت، نورانی گلدستہ وغیرہ اپنی مثال آپ ہیں جن کو پڑھ کر طلباء سے لیکر علماء اور عوام الناس تک سبھی لوگ مستفیض ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ صبح قیامت تک فیضیاب ہوتے رہیں گے۔

حضور بدر العلماء کی زندگی مکمل رشد و ہدایت کا نمونہ تھی۔ ہر لمحہ ہر ساعت ہر آن ہدایت و تبلیغ میں گزار رہے تھے۔ آپ کی ذات بابرکات سے محیر العقول واقعات بھی رونما ہوئے جن سے عقل انسانی حیران ششدر رہ جاتی ہے

خدمتِ خلق

آپ کے اخلاق کریمانہ کا دروازہ علماء طلباء، امراء، غرباء سب کے لیے کھلا رہتا تھا جو آپ کی خدمت میں باریاب ہوتا یہ تصور لے کر جاتا کہ حضرت سب سے زیادہ مجھے چاہتے ہیں آپ ہر آنے والے کی بات توجہ سے سنتے اس کی پریشانی کو دفع کرنے کی تدبیر فرماتے تعویذ مرحمت فرماتے پانی پر دم کر دیتے۔ آپ کی خدمت خلق بے لوث ہوا کرتی تھی کسی سے دنیوی منفعت کی بالکل امید نہ رکھتے تھے حتی کہ تعویذ دینے کے بعد اگر کوئی نذرانہ پیش کرتا تو ہرگز قبول نہ فرماتے دیگر مواقع پر بھی اگر کوئی کچھ نذرانہ پیش کرتا تو اسے قبول کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیتے۔ اگر کوئی سو، دو سو ہزار دو ہزار نذرانہ پیش کرتا تو مدرسہ غوثیہ وغیرہ کی رسید کٹوا دیتے اگر وہ عرض کرتا کہ حضور نذرانہ پیش کر رہا ہوں چندہ نہیں دے رہا ہوں تو آپ کمال شفقت سے فرماتے ارے بھئی! نذرانہ دینے کا مقصد یہی تو ہے کہ میں خوش ہو جاؤں۔ اس عمل سے میں بھی خوش ہوں اور اللہ و رسول بھی راضی ہوں گے۔ ہاں کوئی غریب اگر دس بیس روپیہ دیتا تو غور و فکر کے بعد قبول فرما لیا کرتے تھے۔

کرامات

آپ علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات والا صفات ایک طرف تصنع اور خود ستائی سے بے نیاز تھی تو دوسری طرف جمیع اوصاف حمیدہ و خصائص جمیلہ کی زندہ جاوید مثال تھی۔ ایک طرف آپ کی سیرت طیبہ میں وہ کمالات تھے جنہیں عقل انسانی تسلیم کرتی ہے تو دوسری طرف آپ کی حیات مبارکہ ان گوناگوں خوبیوں سے بھی لبریز تھی جسے عقل انسانی تسلیم کرنے سے قاصر ہے جنہیں ہم اہلسنت وجماعت کرامت کے نام سے تعبیر کرتے ہیں ان میں

Scanned with CamScanner

سے چند درج ذیل ہیں۔

(۱) ماہ ذی القعدہ ۱۳۹۴ھ کی بات ہے کہ حضور مدرسہ غوثیہ بڑھیا میں جلوہ افروز تھے۔ ایک شخص ملاقات کے لیے حاضر ہوا جب آپ کی نگاہِ ولایت اس پر پڑی ارشاد فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کیا حضور! میرا نام معشوق علی ہے۔ آپ نے فرمایا معشوق علی وعدہ کرو کہ اپنے لڑکے کو عالم دین بناؤں گا۔ اور خدمتِ دین کے لیے سرکار غوث اعظم کے نام پر چھوڑ دوں گا اس نے عرض کیا سرکار میرے پاس کوئی بچہ نہیں ہے آپ نے پھر وہی جملہ دہرایا جواباً اس نے وہی بات کہی حضرت نے سہ بارہ پھر وہی جملہ ارشاد فرمایا اسی درمیان پھلوا پور ضلع بستی کے مشہور کاتب مولانا محمد عمر صاحب جو معشوق علی کے بغل میں بیٹھے تھے اشارہ کیا کہ ہاں کر دے۔ اس نے عرض کیا کہ حضور اگر میرا لڑکا پیدا ہوا تو میں اس کو ضرور دینی تعلیم دلواؤں گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ عالم دین بناؤں گا اور خدمتِ دین کے لیے سرکار غوث پاک کے نام پر وقف کر دوں گا۔ ——— اتنا سننا تھا کہ آپ نے فرمایا لاؤ بھائی رجسٹر لاؤ ان سے لکھوا دیں تاکہ انکار نہ کر سکیں پھر رجسٹر منگوا کر خود ہی تحریر فرمایا۔ یا اللہ! یا رحمن یا رحیم معشوق علی نے مجھ سے اقرار کیا ہے کہ اگر میرے گھر لڑکا پیدا ہوا تو میں اپنے لڑکے کو دینی تعلیم دلواؤں گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ عالم دین بناؤں گا اور خدمتِ دین کے لیے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر وقف کر دوں گا۔ بعدہٗ معشوق علی سے دستخط لیا پھر مولانا محمد عمر صاحب سے فرمایا آپ بھی تصدیق کرتے ہوئے اپنا دستخط کر دیں پھر موضع دھوبی کے غلام نبی صاحب عرف نائب بابا جو اس مجلس میں موجود تھے ان سے بھی دستخط لیا اور آخر میں خود بھی دستخط فرمایا اور کہا کہ اتنے لوگوں کے سامنے تم نے وعدہ کیا ہے کہ ہم سب گواہ ہیں پھر معشوق علی کے سر پر دستِ مبارک پھیر کر تین مرتبہ اس کے پشت پر تھپکی دی اور کہا جاؤ اللہ پاک تمہیں ضرور فرزند عطا فرمائے گا۔ چنانچہ ٹھیک نو ماہ گزر جانے کے بعد ۶ شعبان المعظم ۱۳۹۵ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۷۵ء بروز جمعہ مبارکہ بوقت ۱۲ بج کر ۴۰ منٹ پر عین اذانِ جمعہ کے وقت معشوق علی کے گھر فرزند ارجمند کی ولادت ہوئی۔ پھر حضور بدر العلماء کو جب خبر ہوئی تو اس کے عقیقہ کا اہتمام کروانے کا حکم فرمایا۔ اور آپ نے اس کا نام محمد عرف نوری رکھا۔ اس لڑکے نے دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف میں بفضلہ تعالیٰ باقاعدہ علم دین حاصل کیا اور کئی سال قبل دستار فضیلت سے نوازے گئے اور اس وقت دین حق یعنی مسلک اعلیٰحضرت کی ترویج و اشاعت میں مشغول ہیں۔

(۲) آپ کی بارگاہ میں چتیا بازار کے چند مسلمانوں نے مسجد کی بنیاد رکھنے کی دعوت پیش کی آپ نے قبول فرمایا اور تاریخ متعینہ پر روانہ ہوئے۔ جب آپ کی بیل گاڑی مٹھوا چوراہا پر پہونچی آسمان پر کچھ بادل اٹھا اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے آسمان پر بادل چھا گیا اور بھیانک تاریکی نے بیل گاڑی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور خوفناک آندھی چلنے لگی ایسے مہیب اور ڈراؤنی منظر کو دیکھ کر لوگوں کے حواس گم ہو گئے۔ سارے لوگ خوف و ہراس سے لرزنے لگے۔ گھبراہٹ کے عالم میں ایک شخص نے عرض کیا حضور! اب کیا ہوگا؟ قریب میں کوئی جائے پناہ بھی نہیں ہے جہاں پناہ لی جائے۔ ایسے کٹھن اور جان لیوا وقت میں آپ نے بڑے اطمینان و سکون کے ساتھ ارشاد فرمایا۔ آپ لوگ گھبرائیں نہیں اللہ پاک ہم لوگوں کا حافظ و ناصر ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بارش

Scanned with CamScanner

نہیں ہوگی۔ لوگوں کا بیان ہے کہ ہم لوگ چلتے رہے اور ہر چہار جانب موسلا دھار بارش ہوتی رہی اور آندھیاں چلتی رہیں آندھی اور بارش کا زور اتنا سخت تھا کہ بڑے بڑے درخت زمیں بوس ہوگئے اور تھوڑی دیر میں ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا۔ لیکن رب کے کرم اور پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مدد سے بارش کا ایک قطرہ بھی آپ کے اور آپ کے ہمراہیوں پر نہ پڑا۔ یہ ہے آپ کی مقبولیت بارگاہِ صمدیت میں کہ جو فرمایا وہی ہوکر رہا۔

(۳) ایک مرتبہ آپ چنیا بازار ضلع سدھارتھ نگر میلاد شریف پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ کی آمد آمد کی خبر سن کر آپ کی زیارت کے لیے مسلمانانِ اہلسنت ہر چہار جانب سے آنے لگے۔ تھوڑی دیر میں اچھا خاصہ مجمع ہوگیا۔ اسی وقت معشوق علی ساکن دسیا نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا حضور! میرا فرزند محمد عرف نوری جو آپ کی دعا سے پیدا ہوا ہے وہ سخت بخار اور چیچک کی بیماری میں گرفتار ہے۔ تکلیف اس قدر ہے کہ اس کی زندگی سے ہم لوگ ناامید ہورہے ہیں حضور والا دعا فرمائیں کہ وہ شفا یاب ہوجائے۔ آپ نے اس کے لیے دعا فرمائی اور فرمایا بفضلہ تعالیٰ وہ ٹھیک ہوگیا۔ آپ کی زبان مبارک سے اس کلمہ کا نکلنا تھا کہ وہ چارپائی پر اٹھ کر بیٹھ گیا اور رب کریم کے کرم سے بخار جاتا رہا اور حضور کی زیارت کے لیے آنے والے لوگوں کے ہمراہ روانہ ہوگیا ادھر مقام دسیا سے چلا ادھر آپ نے فرمایا معشوق علی! نوری تو گاؤں والوں کے ساتھ نعرہ لگاتا ہوا یہاں آرہا ہے۔ ابھی مجلس میں یہی گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ نوری گاؤں والوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر سلام و مصافحہ کیا اس کے چہرہ اور جسم پر چیچک کے آبلے نظر آرہے تھے آپ نے اسے گود میں بٹھالیا اور اسے پیار فرمایا اور چہرہ اور جسم پر اپنا دستِ مبارک پھیر دیا۔ سارے لوگ یہ منظر دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے کہ اب اس کے چہرہ اور جسم پر آبلہ تو آبلہ چیچک کا کوئی دھبہ بھی نہ تھا ایسا معلوم ہورہا تھا کہ کبھی اس کو چیچک کا عارضہ لاحق ہی نہ ہوا تھا۔

وفات

استاذ الاساتذہ رئیس الاتقیا حضرت مولانا مفتی الشاہ بدر الدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی نوری قدس سرہ نے جمعہ مبارکہ کا دن گزار کر بعد نماز مغرب ۸ ویں رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۳ مارچ ۱۹۹۲ء کو داعیٔ اجل کو لبیک کہتے ہوئے اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے اور ہمیشہ کے لیے یہ آفتابِ فضل و کمال بر مکان الحاج سیٹھ شاہ عالم صاحب رضوی سی ایس ٹی روڈ کرلا بمبئی میں غروب ہوگیا۔

فیض عام

آپ کی زندگی رشد و ہدایت کا نمونہ تھی جب تک باحیات رہے دنیا آپ سے فیض یاب ہوتی رہی بعد وفات بھی آپ کا فیضان بفضلہ تعالیٰ جاری ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت جاری رہے گا۔ چند سال قبل کی بات ہے کہ موضع بڑھیا کا ایک مسلمان ایک مہلک مرض میں مبتلا ہوگیا اس نے یوپی سے لے کر بمبئی تک بڑا علاج کرایا مگر افاقہ نہ ہوسکا آخر کار ڈاکٹروں نے جواب دے دیا اور کہا کہ اب اس کے بچنے کی امید نہیں ہے لے جاؤ جو کچھ کھانے پینے کو مانگے کھلا پلا دو۔ بس یہ چند ہی دنوں کا مہمان رہ گیا ہے۔ ڈاکٹروں کے جواب سن لینے کے بعد اس کے عزیز واقارب اسے بمبئی سے بڑھیا لائے اور سارے حالات مدرسہ غوثیہ کے منیجر ملا محمد حنیف یار علوی کو سنایا۔ منیجر صاحب موصوف

Scanned with CamScanner

نے مشورہ دیا کہ اب اس کا آخری اور مستحکم علاج یہ ہے کہ حضرت علیہ الرحمۃ کے مزار پر ایک بوتل پانی لے جاکر رکھ دو اور مزار پاک پر حاضر ہو کر بعد سلام عرض کر دو کہ حضور! زندگی میں دعا کا پانی پلا کر آپ فیضیاب فرماتے تھے آج ہر طرح کے طبیبوں سے ناامید ہو کر آپ کی بارگاہ میں زندگی کی بھیک مانگنے آیا ہوں اس مریض نے ان کے مشورے پر عمل کیا اور روزانہ شام کے وقت مزار شریف پہ حاضری دینا شروع کیا اور ایک بوتل پانی مزار شریف کے قریب رکھ کر صبح کے وقت فاتحہ کے بعد اس کے پینے کا سلسلہ شروع کیا۔ ابھی چند روز ہی گزرنے پائے تھے کہ اس کا مرض جاتا رہا اور وہ بحمد اللہ شفایاب اور تندرست ہو گیا۔ اس کے بعد شخص مذکور نے پھر انہیں ڈاکٹروں کو دکھلایا جنہوں نے کہا تھا کہ اب اس کے بچنے کی امید نہیں ہے تو انہیں ڈاکٹروں نے جواب دیا کہ اب تم کو کوئی بیماری نہیں ہے۔ اس وقت سے مزید آپ کا فیضان جاری ہے کہ جس کسی کو بھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے آپ کے مزار پر جمعرات کے شام کو حاضری دے کر فاتحہ پڑھتا اور بوتل میں پانی رکھ آتا اور جمعہ کی صبح کو حاضر ہو کر فاتحہ پڑھتا اور بوتل لا کر پانی پیتا اس طرح دو تین ہفتے میں اکثر لوگ آرام پا جاتے ہیں

اگر رد بلا چاہے تو کر خدمت فقیروں کی
بلا کو ٹال دیتی ہے دعا روشن ضمیروں کی

آخر میں اللہ رب العالمین کی بارگاہ عظمت میں عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل مجھ کو اور جملہ سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو سرکار بدر العلماء کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے اور خاتمہ بالخیر کی نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

محمد سکندر القادری رضوی۔ ۱۱ ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ

حضرت قبلہ نے یہ خط اپنے وصال سے ٹھیک ۷ ماہ قبل بنام مولانا سعید نوری بہرائچی تحریر فرمایا تھا۔

۸۶/۹۲ ۷ صفر ۱۴۱۲ھ سنہ جج

از بڑھیا

عزیزم و علیکم السلام، و علیکم السلام، و علیکم السلام، و علیکم السلام ثم السلام علیکم و رحمتہ و برکاتہ

میں کس طرح آپ کو باور کراؤں کہ شوال ۱۱ھ سے محرم ۱۲ھ تک آپ کے پاس خط لکھنے کا تہیا کر رہا ہوں۔ بجا بھر گیا۔ پھر لرامپور جانا ہوا اور بھی دوسری جگہ جانا ہوا۔ ساتھ میں خطوط کا بستہ لیا مگر اب تک آپ کے پاس خط نہ لکھ سکا۔ ایک آپ کا ہی معاملہ نہیں بہتیرو کے خطوط جواب کے لیے تشنہ بن کر دم توڑ رہے ہیں۔

لکھنے کے معاملہ میں بہت زیادہ بہت پیچھے کر دیا گیا ہوں۔ دماغی جسمانی بدنی ذہنی کمزوریوں کا زیادہ غلبہ ہے۔ لیٹ کر لکھنے کا کام ہو نہیں سکتا۔ لکھنے کے لیے بیٹھا جاتا نہیں تو اب کیا کروں! مولوی محمد عرف ثانی اور آپ کے خطوط کی ایک قطار کھڑی ہے۔ بس ایک کام باقی ہے کہ اپنے اوپر جبر کر کے مسند سے ٹیک لگا کر سبق پڑھا دیتا ہوں۔ درس کا فریضہ انجام دے کر جسم میں طاقت نہیں کہ کوئی دوسرا کام کر لوں۔ جسمانی کمزوری بہت بڑھی ہوئی ہے۔ اندیشہ ہے کہ اگر خدانخواستہ یہی حال رہا تو پڑھانے کا کام کیسے ہوگا؟

عزیزم مولوی فیض احمد سلمہ ربہ الاحد بحمدہ تعالیٰ پتھری والی تکلیف سے تو نجات پا گئے۔ لیکن ہارنیاں کے مرض نے ان کو بری طرح گھیر رکھا ہے۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ مولوی فیض احمد صاحب اتنے کمزور ہو چکے ہیں کہ ایسی حالت میں ہارنیاں کا اپریشن نہیں کیا جا سکتا۔

بقیہ ص ۳۸۵ پر ملاحظہ کریں

بدرِ ملت ایک عظیم قائد

از۔ حضرت مولانا محمد شمیم رضا صاحب قبلہ مصباحی نبیرۂ حضور جلالۃ الارشاد سرکار نمازی علیہ الرحمۃ
تھتھیاں شریف۔ مظفر پور

تحریر شخصیت کا آئینہ دار ہوتی ہے۔ صفحۂ قرطاس پہ مرقوم اور تاریخ کے وسیع سینے میں محفوظ تحریری امانتوں کی بدولت محررین و نگارندگان کی شخصیات سے وہ طالب ہی آشنا ہو جاتا ہے جسے ان سے شرف لقا حاصل نہیں ہو سکا۔ عمدۃ السلف مصلح قوم حضور علامہ مفتی شاہ بدرالدین احمد قادری کی نگارشات کے توسط سے ان کی ستودہ ذات گرامی سے متعارف ہونے پر عجیب احساسات سے دل معمور ہو جاتا ہے۔ آپ کی ہمہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۸ کا۔ غفلت و بے توجہی سے نہ جانے علم و فضل کے کتنے آفتاب و ماہتاب اپنے علمی کارناموں کے ساتھ وقت کی سیاہی میں روپوش ہو گئے آج ان کا کوئی نام لینے والا نہیں حالاں کہ ان کے کارنامے ملت کے لیے مشعلِ راہ اور ہدایت کی کنجی ہیں۔

اس کے برخلاف ہمارے اغیار میں جو تفوق و تعلی ہے وہ ضرورت سے بھی زائد ہے ان کے یہاں کا کوئی بھی علمی شخص ان کی بے اعتنائی کا شکار نہ ہوا جب کہ زیادہ تر کا حال یہ ہے کہ وہ ضروری مسائل سے بھی واقف و آگاہ نہیں تھے مگر انھیں فرید دہر اور وحید عصر بنا کر پیش کیا گیا ہے اور ان پر کئی کئی جلدوں میں کتاب لکھی گئی گویا کہ رائی کو پہاڑ بنایا گیا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ ہم بھی ایسا کریں۔ رونا یہ ہے کہ جو علماء و فضلاء ہماری جماعت کی جان و شان تھے انھیں بھی نظر انداز کر دیا گیا ہے اس میں کوئی راز ہو یا نہ ہو ہماری غفلت و بے توجہی ضرور ہے۔ بدر ملت کے تعلق سے جو کام آپ نے کیا یا کر رہے ہیں وہ وقت کی ضرورت اور وقت کی آواز ہے آپ کے جو جذبات ہیں ان کی قدر کی جائے گی۔ اور ایک دن وہ آئے گا کہ زمانہ آپ کو داد و تحسین کا خراج پیش کرے گا۔ خدا کرے آپ بعافیت ہوں۔ آپ کی ارسال کردہ جملہ کتابیں مجھے مل چکی ہیں اور بعض کو مدرسہ کی لائبریری کے حوالے کر دیا گیا ہے اس سے قبل میں جواب نہ لکھ سکا اس کا کچھ خیال نہ فرمائیں الحاج توفیق احمد صاحب سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہہ دیں اور دیگر مدرسین و احباب کو بھی میرا سلام عرض ہے
فقط۔ والسلام۔ محمد عیسیٰ رضوی قادری۔

Scanned with CamScanner

جہت عبقری ہستی کے احوال روح میں بالیدگی اور قلب میں حرارت ایمانی پیدا کرتے ہیں۔ شریعت کا کامل متبع ہونا جملہ محاسن و فضائل کی اصل ہے اگر اس نقطۂ نظر سے اپنے ممدوح بدر ملت کو دیکھا جائے تو چشم بینا اتباع شریعت غرا کی جلوہ سامانیوں سے شادکام ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ آپ گفتار و کردار میں اللہ کی روشن برہان تھے۔ آپ کے جسم کے تمام اعضاء تابع فرمان الٰہی تھے۔ جوڑ جوڑ پر حکومت حق تعالیٰ کا سکہ رائج تھا۔ تصلب فی الدین استقامت علی الحق، حق گوئی اور بے باکی کے ایسے جواہر سے آپ کی حیات آراستہ تھی جو انسان کے اخلاقی اقدار کو اوج ثریا سے بھی بلند تر کر دیتے ہیں یہی وہ اخلاقی خوبیاں تھیں جن سے دنیا کو آپکی حیات جاویدانی کی نوید ملی۔ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

آپ کی زیست کی تمام حدیں اسلامی اساس پر مستحکم تھیں آپ کی اکیلی ذات عابد بے ریا، زاہد شب زندہ دار، دردمند ناصح، فعال مبلغ، جری ناصح اور شفیق استاذ کی تابندہ انجمن تھی جس انجمن کی تابانی نے ہزاروں محفلوں کو روشن و مستنیر کر دیا۔ آپ خود شریعت کے اصولوں پر سختی سے کاربند تھے اور اپنی قوم سے قوانین شرعیہ کے التزام کے خواہاں تھے۔ حلقہ بگوشوں کے اصلاح عمل کا جذبۂ اتم ہمیشہ دل میں موجزن رہتا یہی وجہ ہے کہ آپ نے منصب اصلاح و ارشاد سے کبھی پہلو تہی نہیں فرمائی۔ قوم مسلم کا کوئی فرد گرفتار معصیت ہو اور آپ اس سے صرف نظر کرلیں یہ ناممکن الوقوع تھا ایسے موقع پر نہ آپ کسی کی ملامت کا اندیشہ کرتے نہ خرابیٔ تعلق کی پرواہ اور نہ اصلاح کئے جانے والے کی کبیدہ خاطری کا خوف ؎

پرچم فلک اسیر نگہ آسماں کمند!
ہمت جبل شکست عزائم فلک شعار

زبان و بیان کی سادگی کے ساتھ نصیحت کا تیور ملاحظہ فرمائیے۔

"مذہب میں آپ عملاً پلپلے ہو گئے ہیں اس لیے آپ کے پلپلا پن سے بہت صدمہ ہے۔ اور جب مجھے صدمہ ہے تو سرکار اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کو صدمہ رہے گا کیوں کہ سرکار اعلیٰ حضرت آپ کے پیروں میں ہوتے ہیں اور جب سرکار اعلیٰحضرت کو صدمہ ہو گا تو ضرور سرکار غوث اعظم محی الدین جیلانی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کو ناراضگی ہوگی ۔۔۔ آپ کے طرز عمل سے دین کی بے قدری ثابت ہوئی۔ آپ نے دین سکھانے والے استاذ کی حق تلفی کی کہ استاذ سے اجازت لیے بغیر آپ نے خود راستہ چلنا شروع کر دیا۔ میں نے جو نماز، تلاوت قرآن شریف، قرأت درود شریف کی تعلیم دی تھی اس کو آپ نے پس پشت ڈال دیا۔ مشرکین کی تعلیم کا یہ اثر ہوا کہ آپ نے ننگے سر رہنا عادت بنالیا۔ پابندیٔ نماز سے الگ ہو گئے۔ قرآن پاک کا پڑھنا بند کر دیا۔ درود شریف کا ورد چھوڑ دیا۔

سوچئے آپ کے دین و ایمان کا کتنا لمبا نقصان ہوا رب العزت جل جلالہ کی بندگی سے الگ ہو جانا اس سے بڑا کوئی نقصان ہو سکتا ہے؟ اگر آپ نے عربی فارسی کی تعلیم بند کر دی تھی تو غنیمت تھا لیکن پہاڑ سے بھی بھاری بات یہ ہے کہ آپ نے دین کا راستہ چھوڑ دیا۔ (مضامین بدر ملت)

اس موعظت کا شستہ ایک ایک لفظ دیکھئے

Scanned with CamScanner

دینی حمیت رکھنے والا بے لاگ انداز ناصحانہ پہ صد تحسین و آفریں پیش کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس نصیحت کا پس منظر قاری کو ایک ایسے نمونۂ سلف حق گو اور مردِ میدان سے آشنا کراتا ہے جس کی نظیر اس دورِ قحط مرداں میں تقریبًا ناپید ہے۔ جو صرف گفتار کا ہی نہیں کردار کا بھی غازی تھا۔ ؎

کردار تری ذات تھی اور نقش تجربات
پر عزم جواں حوصلہ بے گانۂ خدشات

یہ مدلل خطاب نایاب اس نوشاہ سے ہے جس کی بارات میں شرکت کی منظوری آپ نے عنایت کر دی تھی اس شاگرد سے ہے جو آپ کی فیض رساں بارگاہ کا تربیت یافتہ تھا۔ آج جب کہ ہوس زر نے کتنوں کو اندھا کر دیا ایسی حکمت عملی اپنائی جا رہی ہے کہ شریعت پہ آنچ آجائے مگر نذرانے پہ آنچ نہ آنے پائے۔ افیسوں کی طرح داعی کی ناز برداری نہیں کی جا رہی ہے۔ دعوت دینے پر نامۂ تشکر ارسال نہیں کیا جا رہا ہے۔ بلکہ زجر و توبیخ کی راہ اپنا کر آنے والی نسلوں کے لیے انمٹ نقش چھوڑا جا رہا ہے دیکھو وارث انبیاء کی پہچان اور مخلص رہنما کی علامت یہی ہوتی ہے۔ ؎

مقصود ہے اس بزم میں اصلاح مفاسد
نشتر جو لگاتا ہے وہ دشمن نہیں ہوتا۔

یہ مایۂ ناز صاف گو استاذ اصلاح مفاسد کے لیے صرف نشتر زنی ہی نہیں کر رہا ہے بلکہ زخم پہ بے کراں شفقتوں کا مرہم بھی رکھ رہا ہے۔ ذرا دل کی پنہائیوں سے نکلی ہوئی دعا کے الفاظ دیکھیے۔

" یا مولای سبحانک ارحم تلمیذی غلام محمد المعروف القادری واجعلہ غلامًا لسیدنا الرسول الاعظم صلی المولی تعالی علیہ وسلم۔ اے میرے ربّ العزت! تو میرے شاگرد غلام محمد عرف قادری پر فضل و رحم فرما اور ان کو سرکار مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء کا سچا غلام بنا دے۔" (۲۰) اور اس جملے پر نظر ڈالیے اپنائیت کی کیسی خوشبو پھوٹ رہی ہے۔

" دلہن سے متعلق ایک دعا مجھے آپ کو سکھانا ہے جو بہت ضروری ہے۔ سچ کہا گیا ہے ؎

درشتی و نرمی بہم در بہ است!
چوں فاصد کہ جراح و مرہم نہ است

بلاشبہ مذکورہ بالا وصف خاصانِ خدا کے خصائص سے ہے جس سے آپ کی ذات متصف تھی۔ آپ کا سایۂ شفقت صرف اپنوں کی پناہ گاہ تھا غیروں کے لیے آپ شمشیر برہنہ تھے۔ ان کے دل میں آپ کے لیے کوئی نرم گوشہ نہیں تھا۔ سینوں کے لیے آپ شبنم تھے تو بدعقیدوں کے لیے شرارہ ؎

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

جا بجا آپ کی تحریروں میں بدعقیدوں سے اظہار تنفر ملتا ہے۔ آپ اعدائے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتنا کاری ضرب لگانے کے قائل تھے کہ انھیں سر اٹھانے کی جرأت باقی نہ رہے اور ان کی ناپاک پرچھائیں سے سنیت مامون رہے۔ ذیل کی تصدیق انیق اس امر کا بیّن ثبوت ہے۔

" واقعی سچ کہا ہے کسی نے کہ یہ وہابی شاعر مخلوقِ الٰہی ہونے میں سؤر سے کم نہیں۔ نہیں بلکہ یہ شاعر بے حیائی میں سؤر سے بھی زیادہ بے شرم ہے"

انہیں گمراہ گروں سے سنیت کا نشیمن محفوظ رکھنے کے لیے آپ پوری شدت سے سرگرم عمل رہے وہابیت صلح کلیت کے دروازے سے داخل

Scanned with CamScanner

ہوتی ہے اس لیے آپ ان صلحکلیوں سے بھی سختی سے پیش آتے۔ وہابیوں دیوبندیوں سے قلبی میلان رکھنے والوں کے لیے یہ سینہ شق کرنے والا عبرت آموز اور نصیحت آمیز بیان ملاحظہ کیجئے۔

"جو سنی مسلمان محفل میلاد شریف قائم کرے نیاز و فاتحہ کرے (مزارات مقدسہ) پہ جائے۔ مگر بایں ہمہ دیوبندیوں، وہابیوں سے محبت کرے میل جول رکھے تو وہ سنی نہیں رہ گیا منھ ہو کر وہابی دیوبندی ہو گیا۔ جیسا کہ وہ حلوہ جو پاک اور ستھرا ہو خوب لذت دار ہو اونچے دام کا ہو مفرح قلب و دماغ ہو، خوشبودار ہو لیکن بایں ہمہ گوبر سے دوستی کرلے گوبر سے مل جائے تو وہ حلوہ نہیں رہ گیا گوبر ہو گیا۔ (مضامین بدر ملت)

تغلیب صحبت بد کی کتنی واضح مثال ہے کہ معمولی فہم وادراک والا بھی بددینوں سے مؤخات وصحبت قائم کرنے سے ہمیشہ مجتنب وگریزاں رہے گا تا حین حیات آپ مسلک اعلیٰ حضرت کے مؤید ومروج ناشر و ناصر اور معاون وحمایتی رہے اعلیحضرت سے آپ کا تعلق اتنا گہرا، مضبوط اور مستحکم تھا کہ اعلیحضرت کے احقاق حق اور ابطال باطل کی صفت کی جلوہ گری آپ کی ذات رفیعہ میں بدرجۂ اتم واکمل دکھائی دیتی ہے۔ صاحب روحانیت کے فیض کی ضیا، بار کرنیں جس معتقد پہ پڑتی ہیں وہ صاحب روحانیت کے کمالات کا مظہر بن جاتا ہے۔ مرشد معنوی حضور امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کو جب بددینوں سے کسی طرح کی رواداری برتنا ناپسند تھا تو بھلا آپ لادینیت کے حامل اشخاص سے مصالحانہ رویہ کیوں کر روا رکھ سکتے تھے اور جبکہ یہ معاندانہ رویہ فطرت انسانیہ کے عین مطابق ہے۔ اعلیٰ حضرت تقاضۂ فطرت کا اظہار کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"مسلمانو! ذرا ادھر خدا و رسول کی طرف متوجہ ہو کر ایمان کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھو اگر کچھ لوگ تمہارے ماں باپ کو رات دن بلاوجہ محض فحش گالیاں دینا اپنا شیوہ بنا لیں۔ اپنا دین ٹھہرا لیں کیا تم ان سے بکشادہ پیشانی ملو گے حاشا ہرگز نہیں۔ اگر تم میں نام کو غیرت باقی ہے، اگر تم میں انسانیت باقی ہے اگر تم ماں کو ماں سمجھتے ہو اگر تم اپنے باپ سے پیدا ہو تو انھیں دیکھ کر تمہارے دل بھر جائیں گے تمہاری آنکھوں میں خون اتر آئے گا تم ان کی طرف نگاہ اٹھانا گوارہ نہیں کرو گے۔ للہ! انصاف۔ صدیق اکبر و فاروق اعظم زائد یا تمہارے باپ۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ زائد یا تمہاری ماں۔ ہم صدیق و فاروق کے ادنیٰ غلام ہیں۔ اور الحمدللہ کہ ام المومنین کے بیٹے کہلاتے ہیں۔ ان کو گالیاں دینے والوں سے اگر یہ برتاؤ نہ برتیں جو تم اپنی ماں بلکہ اپنے باپ کو گالیاں دینے والوں سے برتتے ہو۔ تو ہم نہایت نمک حرام غلام اور حد بھر کے بڑے ناخلف بیٹے ہیں۔" (ملفوظات ص۱۳۶)

مندرجہ بالا بیان سے یہ بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دشمنان رسول کیسے سلوک کے حقدار ہیں ان سے تعلق منقطع رکھنا شریعت بیضا ہی کی نہیں فطرت سلیمہ کی بھی آواز ہے۔ سنیوں اور وہابیوں کے مابین ایسی عمیق کھائی کی ضرورت ہے جسے کبھی پاٹا نہ جاسکے اور جس کی گہرائی میں نظر ڈالتے ہی صلح کلیت کو پھریری آجائے۔ ذیل کے اقتباسات ہاں ناقابل عبور خندق اور حد فاصل ملاحظہ کریں کہ کوئی ذی ہوش سنی کبھی بھی وہابیوں کے دام فریب میں نہیں آسکتا۔ "عہد حاضر میں سنی مسلمانوں کے دین وایمان کا سب سے بڑا جان لیوا دشمن وہابیت کا فتنہ ہے ــــ وہابی

Scanned with CamScanner

بارگاہ رسالت کے گستاخ اور سنیت کے دشمن ہیں
وہابی کی امامت باطل ہے وہابی امام کے پیچھے نماز نہیں
ہوتی۔ وہابی سے شادی بیاہ کا رشتہ قائم کرنا حرام
ہے اور دین کے حق میں زہر قاتل ہے۔ وہابی دیوبند
پیر سے مرید ہونا حرام اور باطل ہے۔ وہابی مولوی
اگر میلاد شریف پڑھنے اور قیام تعظیمی کرنے پر تیار
ہو جائے تب بھی اسے منبر پر جگہ دینا اس سے تقریر
کروانا حرام و ناجائز ہے۔ (مضامین بدر ملت)

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے مشن کا فروغ

جس کی زندگی کا نصب العین ہو۔ جس کے افکار
کی دنیا پر اعلیٰ حضرت کی حکمرانی ہو یقیناً اس کی ہر ہر ادا
رضویت کی عکاس ہوگی۔ کھری کھری باتیں کرنا آپ کی
نمایاں خصوصیت اور آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ یہ وصف
جمیل آپ کے جملہ اوصاف حسنہ میں غالب دکھائی
دیتا ہے۔ آپ کی حیات مبارکہ میں مداہنت اور
خوشامدانہ لب و لہجے کا دور دور تک سراغ
نہیں ملتا۔ خواص ہوں یا عوام، علماء ہوں یا جہلاء
ان کی کوتاہیوں پر کڑی گرفت فرماتے۔ بداعمالیاں
آشکارا کرتے۔ خطاؤں کے دور رس برے نتائج
سے آگاہ کرتے اور حسب ضرورت ان کی سرزنش
سے باز نہیں رہتے۔ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کا ارشاد گرامی اذکر الفاجر بما فیہ
یحذرہ الناس (بدکار کی برائیاں بیان کرو کہ لوگ
اس سے بچیں) کے مطابق آپ فسق و فجور میں مبتلا
کو تنبیہ کرتے۔ بدعقیدوں کی خرابیاں اجاگر کرتے۔
اور دانستہ بدمذہبوں کی سرکوبی سے اعراض
کرنے والوں سے سخت بیزاری کا اظہار فرماتے
ذیل کی مثال دیکھئے۔

"افسوس ہزار افسوس کہ دور حاضرہ میں
آنکھوں دیکھتے سنیت کی عمارت ڈھائی جارہی
ہے۔ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
بھولی بھالی بھیڑیں وہابیت کا شکار ہوتی جارہی
ہیں لیکن جھوٹی بناوٹی منگھڑت مصلحتیں ہیں جو شعلہ بار
دھواں دھار ساحر البیان علماء و خطباء مقررین و عظیم
مشائخ اور پیروں کی زبانوں پر تالا لگائی ہیں۔
(مضامین بدر ملت) میدان ارشاد کا یہ شہسوار اپنے
مقصد کی طرف تیز گام رہا۔ دھن کا پکا، قوم مسلم کو
صراط مستوی پر گامزن رکھنے کی سعی میں منہمک
سیل رواں کی طرح آگے اور آگے بڑھتا رہا۔
صعوبتیں سر پٹکتی رہیں۔ پریشانیاں در دولت پر
بے نام اور دشواریاں سد راہ بننے میں ناکام ہوتی
رہیں کچھ زخم اپنوں نے بھی لگائے مگر ہر زخم حوصلوں کو
توانائی فراہم کرتا رہا۔ فکر بھی تو اصلاح و فلاح کی جوت
جگانے کی۔ دین کا درد اپنوں میں بانٹنے کی۔ آپ کے
حساس اور دردمند دل کی آواز ہوتی ہے۔

ہویدا آج اپنے زخم پنہاں کر کے چھوڑوں گا
لہو رو رو کے محفل کو گلستاں کر کے چھوڑوں گا
جلانا ہے مجھے ہر شمع دل کو سوز پنہاں سے!
تری تاریک راتوں میں اجالا کر کے چھوڑوں گا

مرقوم الذیل تحریر دیکھئے سوتوں کو بیدار کرنے
کے لیے کس طرح احساس پہ دستک دیا جارہا ہے
"مسلمانو! انصاف کے دماغ سے سوچو اب
سے آنکھیں کھولو ہوش میں آؤ آج داڑھی پر پابندی
عائد کی گئی ہے کل کو یہ دلیل دے کر کہ فلاں وزیر نماز
نہیں پڑھتا فلاں وزیر رمضان شریف میں روزہ نہیں
رکھتا روزہ اور نماز پر بھی پابندی لگائی جاسکتی ہے
لہٰذا اللہ قہار و جبار سے ڈرو۔ داڑھی منڈانے
کتروانے سے توبہ کرو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رو رو کر

Scanned with CamScanner

معافی مانگو۔ اپنے دین اور شعار دین کی حفاظت
کرو۔ مسلمانو! ٹھوس ایمان کا تقاضہ یہ ہے کہ اپنے
گھروں سے ٹیلی ویژن، ویڈیو، گانا باجا سنانے
والے ریڈیو اور جاندار اشیاء کی تصویروں کو نکال
باہر کرو۔ ٹیلی ویژن، ویڈیو گانا باجا سنانے والا
ریڈیو اور جاندار اشیاء کی تصویر یہ سب بت ہیں۔
ان بتوں سے اپنا گھر پاک کرو۔ (مضامین بدر ملت)
گویا آپ کی تمنا یہ تھی۔ ؎

پھر اسی مرکز اقدار کہن پر آجا
اپنے بھولے ہوئے ماضی کو دوبارہ پا جا

شعور کی آنکھیں بہتوں نے کھولیں لیکن
صاحب نظر بننے کی سعادت کم لوگوں کے حصے میں
آئی۔ اپنے لیے سب جیتے ہیں دوسروں کے لیے
جینے کا سلیقہ سب کو نہیں آتا۔ بدر ملت جیسی کردار
ساز شخصیت اور اہل نظر کی ضرورت ہر دور میں
محسوس کی جا رہی ہے گی ۔ ؎

اس مرد مجاہد کی ضرورت ہے جہاں کو!
ہو جس کی رگ و پے میں فقط مستئ کردار

حیات بدر ملت کے چند نمایاں پہلو

از مولانا غلام مصطفیٰ قادری رضوی
ناگور شریف راجستھان

برصغیر ہند میں یوں تو کئی ایک قدآور علمی
شخصیات نے جنم لیا اور اپنی علمی فکری صلاحیتوں
کے ذریعے دینی اخلاقی اور تعمیری خدمات انجام
دیں جن کی جہد مسلسل اور شبانہ روز کاوشوں
کے ذریعے اعلاء کلمۃ الحق کی صدائے دل نواز
ملک کے گوشے گوشے میں گونجنے لگی۔ تاریخ
عالم میں ان کے نمایاں کارنامے آب زر سے لکھنے
کے قابل ہیں۔ یہ اخلاص وللہیت خشیت ربانی
اور عمل پیہم ہی کا نتیجہ تھا کہ جو کام ہم برسوں میں
نہ کر سکیں وہ انہوں نے چند ماہ میں کرکے دکھا دیا

یقیں محکم، عمل پیہم محبت فاتح عالم!
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

انہیں ہمالہ صفت بزرگوں میں ایک نکھرتا ہوا
نام بقیۃ السلف حجۃ الخلف علم وحکمت کے بحر بیکراں
عمل وکردار کے سیل رواں، زہد واتقاء کے پیکر
جمیل حضور بدر ملت رہبر شریعت علامہ الشاہ مفتی
محمد بدر الدین احمد صاحب قادری رضوی نوری قدس
سرہ العزیز کا بھی ہے جن کی حیات وخدمات اب
دنیائے سنیت میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔
تاہم یہ وقت کی بہت بڑی ٹریجڈی (Tragedy)
ہے کہ ہماری جماعت کی اس باوقار ہستی کا صحیح معنی
میں تعارف اور آپ کے زریں کارناموں سے قوم مسلم کو
پوری طرح آشنا نہیں کرایا گیا۔

Scanned with CamScanner

حضور بدر ملت کو خالق ارض و سما نے بے شمار اوصاف و کمالات سے نوازا تھا۔ علوم و فنون کا بیشتر حصّہ آپ کو ودیعت فرمایا تھا۔ حسن اخلاق، شجاعت و وفاداری، غیرت مندی و ہمدردی کی جیتی جاگتی تصویر بنا دیا تھا اس کے علاوہ آپ کی پوری زندگی خدا ورسول جل وعلا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق بسر ہوئی۔ محبت و عشق رسول تو گویا گھٹی میں پلایا گیا تھا۔ اہل بیت مصطفےٰ اصحابہ کرام اور اولیائے عظام سے بھی آپ کی عقیدت ومحبت گہری تھی۔ الغرض اگر آپ کی حیات کے ایک ایک پہلو پر تفصیلی گفتگو کی جائے تو ایک دفتر تیار ہو جائے۔ میں اپنی کم علمی اور کم مائگی کے سبب آپ کی بلند و بالا شخصیت پر خامہ فرسائی نہیں کرسکتا تاہم آپ کے چاہنے والوں کی قطار میں شامل ہونے کی غرض سے چند سطور ہدیۂ قارئین کر رہا ہوں تاکہ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات و خدمات سے قدرے واقفیت حاصل ہو۔

ولادت شریفہ: حضور بدر ملت ابن عاشق علی ابن احمد حسن ابن غلام نبی بن محمد نادر صدیقی ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۲۹ء موضع حمید پور ضلع گورکھپور میں پیدا ہوئے جو راوت پار سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر ہے۔

تعلیم و تربیت: آپ کی ابتدائی تعلیم مقامی مدرسہ قصبہ شاہ پور میں۔ ۱ شعبان المعظم ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۲ء کو ورثۃ الانبیاء کا تاج زریں آپ کے سر پر رکھا گیا اور آپ کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوا

اساتذۂ کرام: کسی بھی شخصیت کو آفتاب علم و فضل بنانے میں اس کے اساتذہ اور سرپرستوں کا خاصہ حصّہ ہوا کرتا ہے اگر استاذ خود علم و عمل کا کوہ گراں ہو، حق و صداقت کا آئینہ دار ہو تو اس کے زیر سایہ پڑھنے اور پلنے والے بھی فکر و فن اور علم و حکمت کے پیکر بنتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ شاگرد آداب تعلم کا پورا پورا لحاظ و پاس رکھے۔ حضور بدر ملت کو جن اساتذۂ کرام سے اکتساب فیض کا موقع میسّر آیا وہ اپنے زمانے کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ جن کی درس گاہ میں پلنے والے آج مفسر، محدث فقیہ، مفتی اور مفکر و مدبر بن کر ملک و بیرون ملک خدمت دین و سنیت بطریق احسن انجام دے رہے ہیں۔ جن میں سے چند اساتذۂ کرام کے نام یہ ہیں۔

۱۔ استاذ العلماء جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز صاحب قبلہ محدث مرادآبادی بانیٔ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

۲۔ شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی صاحب قبلہ اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

۳۔ حضرت علامہ شاہ حافظ عبد الرؤف صاحب قبلہ بلیاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

۴۔ حضرت علامہ عبد المصطفےٰ صاحب قبلہ اعظمی شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

۵۔ حضرت علامہ قاری محمد یحییٰ صاحب قبلہ مبارک پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

۶۔ حضرت مولانا محمد خلیل صاحب کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

۷۔ مذکورہ بالا علماء و مشائخ کی تربیت علمی نے مولانا بدر الدین احمد صاحب قبلہ کو بدر ملت بنا دیا۔ ہاں بدر ملت نے بھی اپنے ان مربیوں کا حق المقدور ادب و احترام ملحوظ خاطر رکھا۔

بیعت و خلافت جس ذات پاک ستودہ صفات

سے حضور بدر ملت کو شرف بیعت حاصل تھا وہ بھی اپنے وقت کے قطب تھے علم و فضل، تقویٰ و طہارت استحکام و استقلال، علمی بصیرت اور بصارت میں یگانۂ روزگار تھے جن کے فیض علمی نے نہ جانے کتنے گمگشتگان راہ ہدایت کو صراط مستقیم پر گامزن کر دیا جسے دنیائے اسلام تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیٰحضرت حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری المعروف بہ مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے مبارک نام سے جانتی پہچانتی ہے اور جس (بدر ملت) کو ایسا مرشد برحق ملا ہو اس کی قسمت کا کیا کہنا۔ وہ کیوں اپنے مقدر پہ نازاں و فرحاں نہ ہو مزید خوبی کی بات یہ کہ حضور بدر ملت کو حضور مفتیٔ اعظم ہند ہی سے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ نوریہ برکاتیہ کی خلافت اور اجازت بھی حاصل ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

دینی خدمات: حضور بدر ملت نے خدائے قدیر کے فرمان۔ ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ۔ پر عمل کرتے ہوئے حسن و خوبی کے ساتھ تقریری تحریری اور تدبیری خدمت دین انجام دی وہ بے مثال ہے۔ آپ کی جلیل القدر دینی علمی تعمیری اور اصلاحی خدمات اپنے پورے عہد میں چھائی ہوئی ہیں۔ حمایت حق اور باطل کی بیخ و بن اکھاڑنے کے لیے جو عظیم الشان کارنامے آپ نے انجام دیئے وہ ناقابل فراموش ہیں جو کچھ آپ نے کیا محض رضائے الٰہی اور خوشنودی سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کیا۔ ریا، دکھاوا اور دنیاوی نام و نمود سے ہمیشہ مجتنب رہے اپنے ایک عزیز کے نام لکھے گئے مکتوب سے بھی اس بات کا ثبوت ملتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

" اپنے اعمال حسنہ پر نگاہ رکھنا۔ پھولنا اور اترانا اس کو عجب کہتے ہیں۔ عجب کے ساتھ ایک دوسرا خطرناک مرض یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال خیر عوام کی نگاہ میں سنوارنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ میری طرف لوگوں کی رغبت بڑھے میری مقبولیت میں اضافہ ہو اور نفس امارہ یہ سوجھا دے کر مطمئن کرتا ہے۔ لوگوں میں مقبولیت میں نہ ہو گی تو سنیت کی تبلیغ، مسائل شرعیہ کی ترویج کیسے انجام دی جائے گی؟

ان خطرناک حالات میں بارگاہ احدیت جل شانہ میں تضرع و زاری بہت ضروری ہے کہ نفس و شیطان قوی دشمن ہیں اور ان دونوں کے فریب اور دھوکے بہت باریک ہیں۔ العیاذ بربنا و سبحانہ (مکتوبات بدر ملت ص ۱۶۳ بنام مولانا غلام غوث بستوی)

آپ کی خدمات دین و سنیت کی ایک بہترین مثال دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف ہے جس کی تعمیر و ترقی اور عروج و ارتقاء کے لیے آپ نے مسلسل جد و جہد کی اور اسے خون پسینہ ایک کر کے سینچنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ نظام تعلیم، ربط و ضبط، تعلیم و تعلم اور تربیت طلبہ پر بڑی گہری نگرانی فرماتے جس کے سبب منتظمین ادارہ نے قلیل مدت ہی میں آپ کو صدر المدرسین کی مسند پر فائز کر دیا۔ اور آپ نے حسب معمول اخلاق و للّٰہیت کا وہ نمونہ پیش کیا جس کی مثال ڈھونڈا کیجئے ۔۔۔ اور اس کے پیش نظر حضور شعیب الاولیاء فرمایا کرتے۔ حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب فیض الرسول کی روح ہیں۔ اور مولانا عبد المبین نعمانی صاحب

Scanned with CamScanner

کے الفاظ ہیں " دارالعلوم فیض الرسول کو شعیب الاولیاء حضرت بابرکت شاہ یار علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قائم تو ضرور کیا مگر اس کو شہرت و مقبولیت حضرت بدر ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کے دم قدم سے ملی۔

تحفظ ناموس رسالت اور مسلک اعلیحضرت کی اشاعت کی خاطر آپ نے دنیا کے مختلف علاقوں میں اپنے خلفاء و تلامذہ کو پھیلایا جو آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بطریق احسن خدمات دینی و ملی انجام دینے میں مصروف ہیں اور مفید نتائج سامنے آرہے جس کی عمدہ مثال حضرت مولانا صوفی عبد الصمد صاحب قادری ہیں۔

اصلاح امت :۔ علمی فروغ اور مذہب و ملت کے عروج کے لیے حضور بدر ملت نے تدریسی لسانی خدمات کے ساتھ ساتھ قلمی خدمات بھی انجام دی ہیں ملک گیر سطح پر آپ نے فکر انگیز نگارشات وقیع تحریرات اور اصلاحی تصنیفات کے ذریعے تابندہ نقوش چھوڑے ہیں جو آنے والی نسل انسانی کے لیے رہنما ثابت ہوں گے۔

تحریر کی اہمیت ہر دور میں مسلم رہی ہے جو فوائد و نتائج تحریر سے برآمد ہوتے ہیں وہ تقریر سے نہیں ہوتے مزید یہ کہ تقریر سے چند افراد مستفید ہوتے ہیں جو مقرر کے سامنے موجود ہوں یا پھر کیسٹ سن کر لیکن تحریر دنیا کے گوشے گوشے میں اپنے اثرات چھوڑتی ہے۔ علمائے اہلسنت نے اس اہم کار خیر میں جو خدمات انجام دی ہیں وہ لائق تحسین ہیں اور تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

حضور بدر ملت نے اصلاح اعتقاد مسلم اور درستی اعمال کے لیے مختلف عناوین پر کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جو بر صغیر میں آپ کے علم و فضل، خشیت ربانی، محبت خدا و رسول اور حمیت دینی کی آئینہ دار ہیں۔ حضور بدر ملت نے خواص کے علاوہ عوام کی ذہنی استعداد کے پیش نظر بہت سلیس اردو زبان میں بھی کتابیں تصنیف کیں۔ مثلاً نورانی گلدستہ، تذکرۂ غوث و خواجہ اور مضامین بدر ملت وغیرہ۔

ابتدائی درجۂ عالمیت پر بھی آپ نے بڑا احسان فرمایا اور نحو و صرف کے قواعد پر بہترین کتابیں عطا کیں۔ فن منطق کی اہمیت اور افادیت مبتدی طلبہ کے ذہنوں میں بٹھانے کے لیے جواہر المنطق تحریر فرمائی۔ نیز ننھے منھے نونہالان اسلام کے لیے بھی تعمیر ادب پانچ حصے لکھ کر احسان عظیم فرمایا جو علم و ادب، اصلاح عقائد و ایمان، سیر و تواریخ میں معلومات کو پختہ کرنے کی بہترین رہنما (گائیڈ بک) ہیں۔ الحمد للہ بدر القادری کے علاوہ بقیہ تصانیف منظر عام پر آچکی ہیں جن کا مطالعہ بہت مفید اور موزوں ہے۔ بانی رضا اکیڈمی ممبئی عالی جناب سعید نوری صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

" حضرت (بدر ملت) علیہ الرحمۃ کی تحریر پڑھنے کے بعد خوف خدا، تصلب فی الدین، اتباع شریعت اور بزرگوں سے عقیدت و احترام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ (مکتوبات بدر ملت ص۶)

جن کی تصنیفات کے مرہون منت ہیں سبھی
آہ وہ سرتاج ملت ہم سے رخصت ہو گئے

محبت رسول :۔

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی!
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

Scanned with CamScanner

محبت رسول علیہ التحیۃ والثنا ہی جان ایمان اور روح ایمان ہے جب تک کہ کسی کے دل میں دولت نہ ہوگی وہ کامل مومن نہیں اگرچہ شب وروز سربسجود رہے۔ قرآن واحادیث میں محبت رسول کی بہت تاکید کر کے ساتھ حکم دیا گیا اور خود سرکار ارشاد فرماتے ہیں "تم میں کوئی اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والدین اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۲)

جس کو عشق مصطفی نے لے لیا آغوش میں!
وہ شہید عشق والفت ہم سے رخصت ہو گئے

مذکورہ بالا فرمان رسالت علیہ السلام کی روشنی میں اگر حیات بدر ملت کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آپ کے دل میں بھی چراغ عشق مصطفوی روشن ومنور تھا۔ آپ الحب للہ والبغض للہ کی زندہ جاوید تصویر تھے۔ آپ کی پوری زندگی اتباع سنت اور اطاعت رسول کے سانچے میں ڈھلی ہوئی رہتی خود عشق رسول میں مستغرق رہے اور اپنے شاگردوں اور معتقدوں کو بھی اس کی تعلیم دیتے رہے۔ موجودہ دور جو کہ پرفتن ہے ہر انسان دنیا کی رنگینیوں میں ملوث نظر آرہا ہے جس کے سبب محبت دنیا ان کے دلوں میں گھر بنا رہی ہے اور خدا ورسول کی الفت قلب مسلم سے نکل رہی ہے۔ حضور بدر ملت کا دردمند دل ہر وقت قوم کی اصلاح کے لیے تڑپتا رہتا اس لیے بڑے افسوس کے ساتھ فرماتے ہیں۔

"احکام دینیہ میں سب سے اہم حکم یہ تھا کہ مسلمان سرکار مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ومحبت کو اپنے تمام امور میں بالا رکھیں کیوں کہ سرکار کی محبت کی برکت سے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی پہچان ملے گی۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال پر ایمان نصیب ہوگا۔ دین کا نور حاصل ہوگا۔ دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوگا۔ آخرت کو سدھارنے کی فکر ہوگی لیکن مسلمان کہلانے والوں نے اس اسلامی تعلیم کی کھلے عام مخالفت کی اور دہریہ، نیچری ملحد وہابی بن کر اسلامی وحدت کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا۔ (مضامین بدر ملت ۱۳۲)

حضور بدر ملت کی تصانیف سے بھی محبت رسول کا ثبوت واضح ہے ہر ہر سطر سے عشق رسول کے سوتے پھوٹتے نظر آتے ہیں۔ صرف تعمیر ادب کو دیکھ لیجئے جس میں ابتدائی دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کو بھی عمدہ طریقے سے درس محبت رسول عطا فرمایا ہے اور جا بجا نعتیں لکھ کر اس عظیم دولت کی حفاظت کا راستہ ہموار کیا ہے

احقاق حق وابطال باطل

نجدی کے حق میں تھے جو سیف ہندی شعلہ بار
آہ وہ سیف شجاعت ہم سے رخصت ہو گئے

حضور بدر ملت نے اسلاف کرام کے مبارک نقش قدم پر چلتے ہوئے استقامت وتصلب فی الدین کا بھی بہترین نمونہ پیش کیا۔ آپ نے پوری زندگی نہ کسی بدعقیدہ کی تعظیم کی اور نہ ہی ان سے سلام وکلام کیا۔ آپ تو عاشق صادق تھے بھلا آپ کس طرح دشمنان رسول سے نرمی سے پیش آتے بلکہ فرمان رسالت فلیظهر العالم علمه کے پیش نظر اپنے علم وفضل کے ذریعے تمام بدمذاہب کا رد وطرد کر کے احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا خود اس کار خیر میں رہے اور اپنے عقیدت مندوں کو بھی اس کی تعلیم دیتے رہے۔

Scanned with CamScanner

ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"مذہب اہل سنت وجماعت پر مضبوطی سے قائم رہیں جس پر علمائے حرمین ہیں۔ اہلسنت کے جتنے مخالف مثلاً رافضی، قادیانی، نیچری وہابی دیوبندی وہابی غیر مقلد وہابی، تبلیغی وہابی مودودی وہابی، ندوی وہابی، صلح کلی وہابی وغیرہ ہیں۔ سب سے اپنا ایمان بچانے کے لیے جدا رہیں اور سب کو اپنا مذہبی دشمن اور مخالف سمجھیں ان کی بات نہ سنیں ان سے میل جول نہ رکھیں۔ ان کی کوئی کتاب نہ دیکھیں کہ شیطان کو معاذ اللہ تعالیٰ دل میں وسوسہ ڈالتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ آدمی کو جہاں مال یا آبرو کا اندیشہ ہو وہاں ہرگز نہ جائے ـــــ ایمان سب سے زیادہ عزیز چیز ہے اس کی محافظت میں حد سے زیادہ کوشش فرض ہے دنیا کی زندگی اور مال یہ سب دنیا ہی تک ہیں۔ دین وایمان سے ہمیشگی کے گھر میں کام پڑتا ہے ان کی فکر سب سے زیادہ لازم ہے۔ (مضامین بدر ملت ص ۱۵۸)

جن کے وعظ وپند میں تھا جذبۂ احیائے حق!
وہ حیات قوم وملت ہم سے رخصت ہو گئے

اعلیٰحضرت سے عقیدت - دنیائے سنیت کی عظیم عبقری یگانہ روزگار شخصیت کا نام اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری ہے جن کی حیات وخدمات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ پچھلی پوری صدیوں میں ان کے جیسا فقیہ مفسر مدبر، مفکر اور مجدد نہیں آیا تو بجا ہوگا۔ آج عالم اسلام میں ان کے افکار ونظریات کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ شرق سے لے کر غرب تک ان کے ذکر واذکار ہو رہے ہیں۔ عقلیں محو حیرت ہیں ان کے کمالات و اوصاف پر مخالفین اعتراف سے سر جھکا رہے ہیں اور آپ کے متعلق لگائے گئے الزامات مٹتے جا رہے ہیں ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ط۔

امام احمد رضا نے اپنی پوری زندگی تحفظ ناموس رسالت اور اصلاح عقائد واعمال مسلمین میں بسر فرمائی جس کے ثبوت پر آپ کی سیکڑوں تصانیف شاہد عدل ہیں۔ نیز تبلیغ واشاعت مسلک حق کے لیے دنیا بھر میں علما وفضلا کو پھیلایا جس کی عظیم قربانیاں رہتی دنیا تک یاد رکھی جائیں گی۔ حضور بدر ملت کو محبت والفت رسول ہی نے امام احمد رضا کا دیوانہ بنا دیا جو خانوادۂ رضویہ کو ورثہ میں ملی ہوئی دولت ہے حضور سرکار اعلیحضرت سے بدر ملت کی عقیدت ومحبت کے ثبوت میں آپ کی مشہور زمانہ تصنیف "سوانح اعلیحضرت" کو پیش کیا جا سکتا ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو جس سے محبت کرتا ہے وہ اسی کا ذکر کرتا ہے اور محبت کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ محبوب کے ذکر میں کھو جائے۔ اور محبوب کے حالات وواقعات کو عمدہ انداز میں پیش کیے جائیں۔ حضور بدر ملت نے اسی تقاضۂ الفت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی بے مثال عقیدت کا اظہار "سوانح اعلیحضرت" کی صورت میں کیا جو امام احمد رضا کی سیرت، حالات اور نمایاں کارناموں پر تحقیقی دستاویز اور بہترین ماخذ ہے۔

مولانا بدر الدین احمد صاحب کی یہ تصنیف جس کو ملک ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ امریکہ، پاکستان سعودیہ عربیہ، لبنان، شام، ترکی، نیپال، مصر وغیرہ ممالک کے ریسرچ اسکالروں نے اپنے مخصوص مطالعہ

Scanned with CamScanner

ہیں رکھا اور مولانا بدرالدین احمد کے تبحر علمی فضل و
کمال، دانشوری اور فنی صلاحیت کا اعتراف کیا۔
(مفتی اعظم اور ان کے خلفاء صفحہ ۲۴)

خلیفہ بدر ملت حضرت مولانا عبدالصمد صاحب
تحریر فرماتے ہیں۔

"سرکار اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان فاضل
بریلوی قدس سرہ سے (بدر ملت) غایت درجہ
محبت وعقیدت رکھتے تھے بلکہ ان کے عاشق زار
تھے۔ زندگی کے اخیر لمحہ تک تقریر و تحریر کے ذریعہ
ان کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے ہمہ وقت فکر مند
و متحرک رہے اور اپنے شاگردوں معتقدوں اور
مریدوں کو مسلک اعلیٰحضرت پر مضبوطی کے ساتھ قائم
رہنے اور مسلک اعلیٰحضرت کی ترویج و اشاعت
کرنے کی تاکید فرماتے رہے۔
(مکتوبات بدر ملت صفحہ ۵۴)

ایک جگہ اپنے چاہنے والوں کو ہدایت فرماتے
ہوئے ارشاد فرماتے ہیں

"مسلک اعلیٰحضرت امام احمد رضا پر مضبوطی
سے قائم رہنا۔ شریعت طاہرہ کی حمایت اور اس کی
احیاء کی سعی کرتے رہنا بد مذہبوں اور صلح کلیوں سے
دور رہنا۔ صحیح معنیٰ میں عالم بننے کے لیے علمائے
اہلسنت خصوصاً سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان
کی تصنیفات و فتاویٰ مبارکہ کے مطالعہ کی مشق کرتے
رہنا۔

اعلیٰحضرت سے عقیدت و محبت کا اظہار آپ کے
پیش کردہ استغاثہ سے بھی بخوبی ظاہر ہوتا ہے

"استغاثہ بدرگاہ سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔ از بدرالدین احمد۔

یا مرشدی یا سیدی السلام علیکم و
علیٰ من لدیکم

بارگاہ رضویت کا نام لیوا بدرالدین احمد بیکس
و بے نوا ہے اس کے حق میں تجلی جلال کا ظہور ہے
سرکار کرم فرمائیں کہ تجلی جمال کے ظہور کی ٹھنڈک
بدرالدین احمد کو نصیب ہو۔ یا سیدی الغیاث
الغیاث الغیاث

محسب بدرالدین احمد
(مکتوبات بدر ملت صفحہ ۱۹۳)

العبد المذنب غلام مصطفیٰ قادری رضوی
رحمت عالم گلی باسنی ناگور راجستھان حقیر رکن
سنی تبلیغی جماعت باسنی
۲۱ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

اس مکتوب کا اس سے قبل کا مضمون صفحہ ۳۷۳ پر ہے

بہرحال بارہ بنکی سے دوا جاری ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ
حضرت سرکار مخدوم سیدی رزق ۶۶ (شہزادۂ سرکار
غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی بارگاہ میں آپ قصداً
حاضر ہو کر مولوی فیض احمد کا معاملہ پیش کر دیں بعض عامل
حضرات کا بیان ہے کہ مولوی فیض احمد پر جادو اور سحر
کا اثر ہے جس کے باعث وہ دائم المرض ہیں۔ حاضری
کے وقت میرا سلام ضرور پیش کر دیں۔ سرکار کی بارگاہ
میں یہ بھی عرض کر دیں کہ مولوی فیض احمد کی بلاؤں کی
دفع کی جو صورت ہو وہ مجھے خواب میں تلقین ہو جائے
تقریباً سال بھر پیشتر کا آپ کا ایک خط سامنے ہے
جس میں آپ نے دریافت کیا ہے کہ اگر فاسق معلن کو
سہواً یا عمداً ابتدا بہ سلام کیا تو گناہ مرتب ہو گا۔ یا
نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سہواً ابتدا بہ سلام کیا تو
معاف ہے گناہ نہیں۔ اور اگر عمداً کیا ہے تو بحالت
عذر شرعی بھی معاف ہے ورنہ گناہ سے مرتکب توبہ کرے۔

Scanned with CamScanner

حضور بدر العلماء اکابر اہلسنت و ارباب علم و دانش کی نظر میں

از مولانا وصال احمد صاحب اعظمی برکاتی
استاذ مدرسہ غوثیہ تیغیہ رسول آباد سلطانپور (یوپی)

استاذ العلماء حضرت علامہ بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمہ (ولادت ۱۳۴۸ھ مطابق سنہ ۱۹۲۹ء وفات سنہ ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۹۹۲ء) کی ہمہ جہت اور غیر معمولی عبقری شخصیت سے کون واقف نہیں۔ آپ ایک جید عالم بالغ نظر مفتی بے مثال مصنف قادر الکلام شاعر استاذ مایۂ ناز مدرس انتہائی ذہین طباع بے پناہ علمی و دینی فکری صلاحیتوں کے جامع تھے۔ درسیات میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ در حقیقت علم و عمل فضل و کمال زہد و اتقاء کے بحر بے کراں تھے۔ خدا ترس، متصلب فی الدین بزرگ تھے۔ ان سارے محاسن و کمالات کے باوجود تواضع، انکساری فروتنی خاکساری، بدرجۂ اتم موجود تھی۔ آپ کی زندگی کا ہر گوشہ اتباع شریعت کے انوار سے منور و معمور تھا بدر العلماء علیہ الرحمۃ سرکار غوث اعظم اور مجدد اعظم قدس سرہما کے سچے عاشق و محب تھے۔ آپ کی باعظمت وکثیر الحیثیات ذات اساتذہ کے سرمایۂ افتخار و اعزاز، و تلامذہ کے لیے مشعلِ راہ اور منارۂ فکر و نظر تھی۔ حضور بدر ملت شہزادۂ اعلیٰحضرت سرکار حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید و خلیفہ تھے اور حضور شیر بیشۂ اہلسنت علامہ حشمت علی علیہ الرحمۃ سے بھی خلافت و اجازت حاصل تھی۔

مشاہیر علم و قلم ارباب فضل و کمال و دانشورانِ علم و دین نے آپ کی تبحر علمی و فقہی بصیرت و وسعت نظری روشن خیالی ژرف نگاہی و شگفتگی تحریر کو فراخ دلی و انشراح صدر کے ساتھ تسلیم کیا ہے۔ ان کے فکر انگیز تاثرات و پاکیزہ خیالات زیب قرطاس کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

سرکار حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ

بدر ملت کی علمی کاوش سوانح اعلیٰحضرت ملاحظہ فرما کر یہ تاثر رقم فرمایا۔ ماشاء المولیٰ سبحنہ وتعالیٰ کے یہ سوانح بہت پسند آئی۔ مولیٰ کریم آپ کی یہ خدمت دینی قبول فرمائے اور مزید توفیق بخشے

از بیش دے۔

حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ

کتاب فیض الادب حصہ اول مولانا بدرالدین احمد سلمہ ربہ کی پہلی تصنیف ہے مبتدی طلبہ کے لیے بہت ہی مفید اور طلبہ کی ادبی استعداد میں معین ہے۔ اس کا پڑھنے والا اردو سے عربی اور عربی سے اردو ترجمہ پر جلد قابو پا سکتا ہے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم اس کو شرف قبول بخشے اور حضرت مصنف سلمہ کو تصنیف و تالیف کی مزید توفیق رفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

رسالہ فیض المنطق مصنفہ مولانا بدرالدین احمد سلمہ ربہ کے مطالعہ سے بڑی خوشی ہوئی اس رسالہ میں منطقی مسائل جدید طریقہ پر مثالوں کے ذریعہ عام فہم کئے گئے ہیں۔ عام محاورات میں نہایت دلکش اور دلنشیں طور پر مسائل کی تفہیم کی گئی ہے۔ کم استعداد طلبہ کو بھی مسائل کے سمجھنے کی سہولت ہوگی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مقبول انام بنائے اور مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مزید تصنیفات کی توفیق رفیق بخشے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

عبد العزیز عفی عنہ
۱۳ ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ

کتاب فیض الادب کا دوسرا حصہ نظر سے گزرا۔ یہ بھی حصہ اول کے طرز پر ہے اس میں مفردات سے مرکبات بنانے کا سہل طریقہ بتایا ہے مرکبات میں نحوی قواعد کی نہایت دل نشیں مشق کرائی ہے جس سے مبتدی طلبہ کو قواعد کا اجراء میں جلد بصیرت حاصل ہو سکتی ہے۔ عربی سے اردو اور اردو سے عربی ترجمہ کی مہارت ہو سکتی ہے۔ انتہائی مفید کتاب ہے۔ مولیٰ تعالیٰ قبول فرمائے اور مصنف سلمہ ربہ کو جزائے خیر دے اور کثیر تصانیف کی توفیق رفیق بخشے۔ آمین وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

عبد العزیز عفی عنہ ۲۸ رجب المرجب ۱۳۷۸ھ

فاضل اجل شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی سابق شیخ الحدیث فیض الرسول براؤں شریف

عزیزم مولوی بدرالدین احمد سلمہ ربہ جن دنوں مجھ سے دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں پڑھتے تھے فن ادب اور فن منطق میں انھیں محنت سے پڑھایا ان کا ہم سبق میر الڑکا مولوی غلام ربانی سلمہ بھی تھا جو میری تعلیمی محنت کا مزید سبب بنا۔ عزیزم مولوی بدرالدین احمد سلمہ ان دنوں کافی محنت سے پڑھتے تھے میں ان کی محنت سے متاثر ہو کر دل ہی دل میں اکثر یہ شعر پڑھا کرتا تھا۔

بالائے سرش ز ہوش مندی
می تافت ستارۂ بلندی!

اس رسالہ (فیض الادب دوم) کے مطالعہ کے بعد میرے دل نے کہا کہ میرا وہ شعر پڑھنا بے محل نہ تھا۔ آخر میں ادارہ فیض الرسول براؤں شریف کے سرپرست واراکین ومہتم وطلبہ کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ ان لوگوں نے ایسا ہونہار مدرس پایا۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مصنف کی عمر دراز فرمائے اور دنیا وآخرت میں ان کو اجر جزیل عطا فرمائے۔

عزیزم مولوی بدر الدین احمد سلمہ ربہ کا رسالہ فیض الادب حصہ دوم نظر سے گزرا دیکھ کر مسرت ہوئی اور دل سے دعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ مصنف کو مزید توفیق عطا فرمائے کہ وہ ایسے رسالے تصنیف کرتے رہیں جن سے مدارس اسلامیہ کے طلبہ کو مزید سہولتیں حاصل ہوں۔ رسالۂ مذکورہ میں اسباق کے معیار کو بتدریج بلند کیا گیا ہے جس سے طلبہ پر زائد دماغی بار نہیں پڑے گا بلکہ پڑھنے میں سرور آتا رہے گا۔

مصنف نے کتاب میں الفاظ شستہ اور مضامین پاکیزہ رکھے ہیں۔ اس کتاب میں فن ادب کے ساتھ ساتھ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام صحابۂ عظام، اولیائے کرام وائمۂ اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسوۂ حسنہ کی بھی روشنی ملتی ہے۔ آیات قرآنیہ احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی عطر بیزی بھی جابجا ہے جس کے سبب تاریخ اسلامی، مسائل شرعیہ کی دولت سے بھی طالب علم مالا مال ہوتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ مصنف کی عمر دراز فرمائے اور اس کو دارین میں اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الرؤف الرحیم علیہ وعلی آلہ وصحبہ الصلوٰۃ والسلام

غلام جیلانی اعظمی

۲۴ شعبان سنہ ۱۳۷۸ھ

رئیس القلم علامہ ارشد القادری
صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان

مکرمی حضرت علامہ مولانا بدر الدین احمد صاحب قادری رضوی گورکھپوری زید مجدہ اپنی جماعت کے متدین علماء میں شمار کیے جاتے ہیں۔ موصوف کا قلم اس درجہ محتاط ہے کہ شریعت کے آداب کی نزاکتوں سے ایک لمحہ کے لیے بھی وہ غافل نہیں ہوتا۔ اعلیحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ پر "سوانح اعلیحضرت" کے نام سے حضرت ممدوح کی یہ پہلی کتاب ہے جو قبول عام کی عزت سے سرفراز ہوئی اور ملک ہی میں نہیں بیرون ملک بھی دنیا کے کروڑوں افراد کو اعلیحضرت کے دینی اور علمی کارناموں اور ان کے عظیم مقام مجدد وشرف سے نہایت مؤثر طریقے پر روشناس کرایا۔ فجزاھم المولیٰ تعالیٰ عنا وعن سائر المسلمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ صلوٰۃ المصلین وسلام الاکرمین۔

اس کتاب مستطاب کی ثقاہت اور مقام اعتبار کا اندازہ لگانے کے لیے یہ واقعہ بہت کافی ہے کہ اعلیحضرت پر لکھنے والے سارے

اہل قلم نے اسے پورے اعتماد کے ساتھ ماخذ کی حیثیت سے استعمال کیا اور آئندہ بھی جب کوئی اعلیٰ حضرت پر قلم اٹھائے گا تو اس کتاب سے استفادہ کئے بغیر وہ اپنے موضوع کا حق کامل طور پر نہیں ادا کر سکے گا۔

ہند و بیرون ہند میں یہ کتاب کئی بار زیور طبع سے آراستہ ہوئی لیکن اس بار حلقہ بگوش حضور مفتی اعظم ہند، نقیب رضویت، فخر اہل سنت صوفی علاء الدین صاحب رضوی بانی مدرسہ گلشن رضا احمد نگر (ڈمرو) بوکارو اسٹیل سٹی دھنباد بہار کے زیر اہتمام فوٹو آفسیٹ پر نئے آب و تاب کے ساتھ چھپنے جا رہی ہے۔

فاضل جلیل حضرت مولانا محمد نور الدین صاحب نظامی جیبی پرنسپل مدرسہ عالیہ رامپو شہزادہ حضور شمس العلماء شیخ الحدیث فیض العلوم جمشید پور اپنی نگرانی میں ایک ماہر فن اور نہایت کہنہ مشق کاتب سے اس کی کتابت کروا رہے ہیں اور سب سے زیادہ مسرت کی بات یہ ہے کہ کتاب کے مصنف نے اس پر نظر ثانی کر کے اُسے اتنا سنوار دیا ہے اور اتنی نئی گراں قدر معلومات کا اضافہ کر دیا ہے کہ اب یہ کہنا غلط نہیں ہے کہ اپنی پرانی کتاب کو انھوں نے ایک نئی تصنیف کا جامہ پہنا دیا ہے۔

مفتی اعظم بہار اشرف عمدۃ المحققین

سابق زینت افتاء مہتمم دار العلوم امجدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ تعالیٰ ونصلی علیٰ نبینا حبیبہ الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین ط

مخلص محترم مولانا عبد الصمد صاحب زاد احترامہٗ کی مرتب کردہ تینوں کتابیں مضامین بدر ملت، مقالۂ نورانی مع رد تقویۃ الایمان، نورانی گلدستہ۔ بریلی شریف کے زمانۂ قیام میں مطالعہ سے گزریں۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ رب تبارک وتعالیٰ نے جو مولانا عبد الصمد صاحب کو تصنیف و تالیف اور غور و فکر کی صلاحیت عطا فرمائی ہے وہ ان شاء اللہ تعالیٰ قوم کے لیے بہت مفید ثابت ہوگی۔ نیز حضرت مولانا بدر الدین احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت اس طرح سامنے آتی ہے کہ عام لوگ دینی طلبہ اور مدرسین کے لیے ہدایت اور فلاح دارین کا سبب ہے۔

رب کریم مرتب کی عمر، علم و رزق اور صحت میں برکتیں عطا فرمائے اور دونوں جہان کی خیر و عزت نصیب کرے اور حضرت بدر الملۃ کے مراتب بلند فرمائے۔ آمین بجاہ سید الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم والحمد للہ رب العلمین۔

غلام محمد خاں غفرلہ ناگپور۔
نزیل بریلی شریف
۵ ر ذی القعدہ ۱۴۱۹ھ

فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد

امجدی علیہ الرحمۃ

دار العلوم فیض الرسول کی نشاۃ ثانیہ ہونے کے ساتھ استفتاء آنا شروع ہو گیا۔ پہلے

حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب قبلہ رضوی سابق صدر المدرسین دارالعلوم ہٰذا فتاوی تحریر فرماتے۔ پھر میں نے ۲۴ صفر ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۹۵۷ء کو ۲۴ سال کی عمر میں پہلا فتوی لکھا حضرت مولانا فتوی نویسی سے میری دلچسپی کو دیکھ کر مستقل طور پر یہ کام میرے سپرد کر دیا تو میں فتاوی لکھ کر حضرت مولانا کو دکھایا کرتا تھا۔

انوار الحدیث ص۵۰۵ پر مزید لکھتے ہیں

"انجمن معین الاسلام پرانی بستی کے اراکین نے حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب جیسے متدین اور محنتی عالم دین کو کام نہ کرنے دیا۔

شمس العلماء حضرت علامہ ابو البرکات نعیم الدین صاحب صدیقی

رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان

سابق شیخ الحدیث دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف

فرماتے ہیں بحمدہٖ تعالیٰ یہ کتاب (فیض الادب حصہ دوم) عربی ادب کی ابتدائی دقتوں کو دور کرنے میں لاجواب ہے۔ میں حضرت فاضل مکرم مولانا بدرالدین احمد صاحب رضوی کے منت و احسان پر نہایت مشکور ہوں کہ طالبان علم و ادب پر ایسا گراں قدر احسان فرمایا اور عربی زبان سیکھنے والے کا حوصلہ بلند اور ہمتوں میں توانائی پیدا کی۔

حضرت مولانا محمد یونس صاحب نعیمی شیخ الحدیث دارالعلوم

فیض الرسول براؤں شریف

فرماتے ہیں۔ حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب رضوی نے اردو زبان کے اندر رسالہ "فیض المنطق" ایسے اچھوتے انداز میں مرتب فرمایا جس سے منطقی مسائل کا سمجھنا اور سمجھانا متعلم اور معلم دونوں کے لیے آسان ہو گیا ہے۔

مفتی مہاراشٹر ادارہ شرعیہ

آہ! بدر کامل ہم سے رخصت ہوا

مصنف عطیۂ ربانی در مقالۂ نورانی، بدرالعلماء یادگار سلف، افتخار اہلسنت، مصنف سوانح اعلیحضرت حضرت علامہ مولانا مفتی بدرالدین احمد قادری برکاتی نوری رضوی خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تدریسی و قلمی خدمات اور تصلب فی الدین میں علماء و عوام اہلسنت کے درمیان متعارف اور قابل قدر و احترام ہیں۔ آپ معتقدین و مریدین کے اصرار پر بغرض علاج و افادہ ابتداء رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ بمبئی تشریف فرما ہوئے۔ اچانک ۸ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ موافق ۱۳ مارچ ۱۹۹۲ء شب شنبہ بعد نماز مغرب اوراد و وظائف اور تسبیح و تہلیل کا ورد کرتے ہوئے آپ کی روح مقدسہ قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ کی نعش مبارک کو بذریعہ طیارہ ۸ رمضان المبارک کی صبح ۶ بجے موضع بڑھیا ضلع سدھارتھ نگر یوپی لے جایا گیا۔ جہاں سے آپ علم و روحانیت کا فیض بانٹا کرتے تھے وہیں آپ نے سکونت بھی اختیار کر لی تھی۔ مدرسہ غوثیہ اہلسنت فیض العلوم بڑھیا جس کے آپ روح رواں تھے۔ اسی کے احاطہ میں آپ کا مزار

Scanned with CamScanner

پر انوار ہے۔ جہاں سے عقیدت مند تا حشر فیض پاتے رہیں گے۔

خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تم پر!
فنا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری

عبد المصطفیٰ اشرف رضا قادری
خادم الافتاء ادارہ شرعیہ بمبئی ۳

شہزادۂ شعیب الاولیاء علامہ علوی صاحب قبلہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وآلہ الفخیم

محب محترم حضرت مولانا عبد الصمد صاحب قادری زیدت محاسنہ نے استاذ گرامی رئیس الاتقیاء حضرت علامہ بدر الدین احمد رضوی قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے مضامین اور موصوف علیہ الرحمۃ کے مختصر سوانح حیات پہ مشتمل کتاب "مضامین بدر ملت" پہ اپنے تاثرات تحریر کرنے کا حکم فرمایا۔ فقیر علوی کو اس اعتراف میں کوئی جھجک نہیں بلکہ اس سعادت پہ نازاں ہے کہ اس کے دینی و مذہبی حیثیت سے شخصیت سازی اور کردار سازی میں حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کا نمایاں کلیدی کردار رہا ہے۔ حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمۃ نے حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کو میرا اتالیق خاص مقرر فرما کر مجھے انہیں کے سپرد کیا۔ ان کے گراں قدر مضامین جو اصلاحی طور پہ شاہکار کا درجہ رکھتے ہیں فقیر کے لیے تو سرمہ چشم ہیں ہی بلکہ موجودہ دور میں جماعت اہل سنت کی اہم ضرورت ہیں۔ میں ذاتی طور پر مولانا عبد الصمد صاحب قادری اور برادرم سعید نوری صاحب کا ممنون ہوں جنہوں نے اس اہم اشاعت کے ذریعے ہم سبھی تلامذۂ بدر ملت اور ضروریات امت کا بھرپور حق ادا فرمایا۔ پروردگار حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کے درجات کو بلند فرمائے۔ ان کی تصانیف کی برکتوں کو عام فرمائے نیز ان کے صاحبزادگان بالخصوص حضرت صاحبزادہ نورانی میاں صاحب متعلم فیض الرسول اور حضرت مولانا جمال الدین صاحب ان کے ذریعے ان کے سرچشمۂ فیض کو جاری رکھے۔ آمین۔

غلام عبد القادر علوی
سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف
نزیل کرلا بمبئی۔
۱۶ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۴ اپریل ۱۹۹۹ء

ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم ہمدرد یونیورسٹی نئی دہلی

جس زمانے میں حضرت مولانا بدر الدین احمد رضوی دار العلوم فیض الرسول میں مدرس اول تھے اس زمانے میں ادارہ کا تعلیمی معیار بڑا اونچا تھا ملک کے طول و عرض میں ادارہ کی شہرت جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی تھی لیکن جب آپ اس ادارہ سے سبکدوش ہو کر مدرسہ غوثیہ بڑھیا فیض العلوم چلے گئے تو ادارہ کا تعلیمی معیار بھی روز افزوں فروتر ہوتا گیا حتیٰ کہ طلبہ کی تعداد میں بھی ایک حد تک کمی کا احساس ہونے لگا۔

الحاج محمد سعید نوری صاحب بانی رضا اکیڈمی ممبئی

برادرانِ اہلسنت کو یہ جان کر بے پناہ مسرت ہوگی

Scanned with CamScanner

کہ خلیفہ اجل سرکار حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی
بدرالدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی قدس سرہ
کے گراں قدر مضامین، مکتوبات اور قیمتی تحریروں
کو حضرت مولانا صوفی عبدالصمد القادری الرضوی
النوری صاحب یکجا فرما کر منظر عام پر لا رہے ہیں۔
مولانا موصوف کی یہ سعیٔ جمیل قابل قدر ہے
کہ انھوں نے حضور بدرملت علیہ الرحمۃ والرضوان
کے شاگرد اور خلیفہ ہونے کا حق ادا کیا ہے۔ حضور
بدرملت کی ان تحریروں سے نہ صرف عوام اہلسنت
کو فائدہ پہونچے گا بلکہ علماء بھی اس سے کافی حد تک
مستفید ہوں گے۔ حضرت علیہ الرحمۃ کی تحریر پڑھنے
کے بعد خوف خدا، تصلب فی الدین اتباع شریعت
اور بزرگوں سے عقیدت واحترام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے
دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب صاحب لولاک
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں زیادہ سے
زیادہ لوگوں کو اس سے مستفیض فرمائے اور اس
کی برکتوں سے ہم سب لوگوں کو مسلک اعلیحضرت
پر مضبوطی کے ساتھ قائم ودائم رکھے۔ آمین۔

اسیر مفتی اعظم
محمد سعید نوری۔
خادم رضا اکیڈمی بمبئی۔
۲ محرم الحرام ۱۴۲۰ھ یوم وہابیت کش
دوشنبہ مبارکہ۔

محترم جناب رضوان صاحب ایم اے

حضرت مولانا بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمۃ
کی ذات اور شخصیت برصغیر ہند وپاک کے لیے
محتاج تعارف نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ
پابند شرع خدا ترس، صاحب علم وفضل متقی
باللہ اور سچے عاشق رسول تھے۔

علما و مشائخ رہنمایان شریعت و
طریقت، اصحاب فکر وقلم کے پرکیف خیالات
وپاکیزہ تاثرات کے باعث بدرالعلماء علیہ
الرحمۃ کی شخصیت اور ان کی علمی و دینی
خدمات آفتاب نیم روز کی طرح کھل کر سامنے
آگئیں۔ کہ موصوف علم وحکمت کے کوہ گراں تھے۔
اور میدان تصنیف وتالیف کے عظیم شہسوار
بھی اور جہان فکر وفن کے بے تاج بادشاہ
بھی۔ یہ ساری دولت عشق رسول کے صدقے
میں ہاتھ آئی۔

لیے بیٹھا تھا عشق مصطفیٰ کی آگ سینے میں!
ولایت کا جبیں پر نقش دل میں نور وحدت کا!
جو کرتا بڑھ کے پنجہ آزمائی کس میں ہمت تھی
صف باطل کو اندازہ تھا اس بازو کی قوت کا

۴۸۶/۹۲
از بڑھیا۔ بنام مولانا وصال احمد گھوسی/ ۲۲ جمادی الآخرہ ۱۴۱۰ھ
عزیزم وعلیکم السلام ثم السلام علیکم
آپ کا اخلاص نامہ آیا۔ اس کے جواب میں مقالۂ
نورانی بذریعہ ڈاک آپ کے نام روانہ ہے۔ وصول
ہوجانے پر ضرور مطلع کریں تاکہ مجھے اطمینان ہو۔
میرے حق میں استاذ العلماء لکھنے سے پرہیز کریں
آپ نے پوسٹ کارڈ میں کلمۂ جلالت تحریر کیا ہے۔ سرکار
اعلیحضرت نے پوسٹ کارڈ میں لکھنے سے منع فرمایا ہے۔
جس جملہ میں آپ نے کلمۂ جلالت لکھا ہے اس کی جگہ یہ
عبارت حسب ضرورت لکھا کریں ان شاء المولیٰ تعالیٰ۔
فقط والسلام۔ بدرالدین احمد قادری رضوی نوری۔

Scanned with CamScanner

۹۲/۲۸۶

حضور بدر ملت مصلح قوم و ملت

از: حضرت مولانا مظفر علی صاحب نوری بہرائچی صدر المدرسین دارالعلوم رضائے مصطفےٰ گلبرگہ شریف کرناٹک

آج سے تقریباً دو سال قبل رمضان المبارک کے پربہار موقع پر عروس البلاد (بمبئی) میں خلیفۂ حضور بدرملت صوفی باصفا حضرت العلام مولٰینا عبدالصمد صاحب قبلہ قادری رضوی سے دوران سفر ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا تھا۔ مگر وقت کی تنگی دامن گیر تھی۔ جس کے سبب تفصیلی گفتگو نہ کرسکا۔ اس معمولی سی گفتگو کے دوران موصوف نے رئیس الاتقیاء حضور بدرملت علامہ الشاہ مفتی بدرالدین احمد صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات بے بدل کے بعض روشن و تابندہ گوشوں پر قلم چلانے کا حکم فرمایا۔ میں نے عجلت میں وعدہ تو کرلیا مگر بعد رمضان شریف جب ایفائے عہد کا خیال آیا تو دل ہی دل میں کافی پشیمان ہوا کہ بغیر سوچے سمجھے اتنے اہم امر کا ناحق وعدہ کرلیا۔ کیوں کہ کسی عظیم المرتبت و باوقار شخصیت کے احوال و کوائف کو نگارشات کی لڑی میں پرونے کے لئے خود صاحب قلم کا فکر و شعور علم و آگہی کے بلند مقام پر فائز ہونا ضروری ہے۔ اور اپنا دامن تو علمی و فکری جولانیوں سے یکسر خالی نظر آتا ہے۔ جیسے قلم پکڑنے کی جرأت کرتا معاً کیا لکھوں گا کیسے لکھوں گا کا سوال حاشیۂ ذہن پر ابھر جاتا اور اپنی کم مائگی آڑے آکر جرأت و ہمت کو پست کردیتی۔ مگر خلیفۂ حضور بدرملت حضرت صوفی صاحب قبلہ کے مراسلاتی و مواصلاتی اصرار نے راہِ فرار کے تمام طریقے مسدود کردیئے۔ آخرکار لرزتے ہاتھوں حضور بدرملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے چند مصلحانہ گوشوں کو معرضِ تحریر میں لاتا ہوں۔ جن کو میں نے مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا میں حضور بدرملت علیہ الرحمۃ کے زیر سایہ حصولِ تعلیم کے دوران اپنے ماتھوں کی نظروں سے مشاہدہ کیا تھا۔

حضور بدر ملّت کی شانِ امتیازی!

حضور بدر ملّت کی شانِ امتیاز ہی اور آپ کے معاصرین علمائے کرام پر اگر ایک تحقیقی نظر ڈالیں تو وہ علم و ادب اور فکر و فن کے جبلِ عظیم و بطلِ جلیل نظر آتے ہیں۔ کسی نے علمِ حدیث و اصولِ حدیث میں مہارت تامہ حاصل کی تو کسی نے فقہ و تفسیر کے دقیق مسائل کو اپنی تعمق نظر سے اس قدر ظاہر و باہر کیا کہ علمی دنیا میں ہمیشہ انھیں

Scanned with CamScanner

قدر کی نظر سے دیکھا جانے لگا کسی نے تدریس و تحقیق و فتویٰ نویسی کو اپنا متاعِ حیات بنایا جس کی وجہ سے ان کی عزت و شہرت پوری دنیا میں گردش نظر آتی ہے آتی ہے۔ تو کسی نے علوم عقلیہ میں دسترس حاصل کرنے کے بعد اس کے پیچیدہ مسائل کو انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ اجاگر کیا کہ دنیا داد و تحسین دینے پر مجبور رہے

مگر حضور بدر ملت بدر العلماء والفضلاء حضرت علامہ الشاہ مفتی بدر الدین احمد علیہ الرحمۃ والرضوان تدریس و تحقیق حدیث و تفسیر تفقہ فی الدین منطق و فلسفہ میں ید طولیٰ رکھنے کے ساتھ ساتھ عبادت و ریاضت تقویٰ و طہارت زہد و ورع کے حسین مرقع تھے۔ وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ کا مجسمہ تھے آپ کا سونا جاگنا اٹھنا بیٹھنا خورد و نوش تقویٰ کی روشنی میں ہوتا تھا۔ آپ کے گفتار و کردار حرکات و سکنات سے تقویٰ کی شعاعیں پھوٹتی تھیں۔ آپ تقویٰ شعاری میں سید الاتقیاء سیدی سرکار مفتیٔ اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مظہر اتم تھے۔ یہی وہ خوبیاں تھیں جن کی وجہ سے آپ اپنے معاصرین علماء و فضلاء میں ممتاز تھے۔ اور آپ کے ہم عصر علماء کرام و مفتیانِ عظام آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے نیز اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے جامع فرمان اِنْ اَوْلِیَاءُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ کی روشنی میں آپ مرتبۂ ولایت پر فائز تھے

اصلاح المسلمین

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ بے شمار خوبیوں کے جامع ہونے کے باوجود بعض علماء کرام کی طرح اپنی تعریف و توصیف ہرگز پسند نہ فرماتے۔ اگر کوئی شخص تعریفی و توصیفی کلمات آپ کی شانِ مقدس میں آپ کے سامنے استعمال کرتا تو فوراً آپ اس کی تردید فرماتے حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں مستغرق رہتے ہوئے آپ کی سیرت طیبہ کو نمونۂ عمل بنا کر ہمیشہ سادگی پسند زندگی گذاری اور ایک وفادار قائد و رہبر کی طرح خدمت خلق اور اصلاح مسلمین میں کوشاں رہے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک مرتبہ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ نماز ظہر یا عصر کے لئے مسجد غوثیہ بڑھیا کے دروازے پر جلوہ گر تھے۔ میرے ہم سبق کچھ دیگر طلباء بھی موجود تھے۔ اسی درمیان ایک مصیبت زدہ دیہاتی انسان جو اطراف بڑھیا کے ہی رہنے والا تھا۔ فریادی بن کر حاضر خدمت ہوا۔ شاید آنے والے نے حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کو دیگر علماء پر قیاس کر لیا تھا کہ بعض علمائے کرام جب اپنی مدح سرائی کسی کی زبان سے سنتے ہیں تو پھولے نہیں سماتے اور تعریف کرنے والے کی حاجت برآری پر خاص توجہ فرماتے ہیں۔ لیکن بارگاہ حضور بدر ملت کا معاملہ تو اس کے برعکس تھا۔ پریشان حال انسان نے اپنے اہل خانہ کے کسی فرد کے بارے میں بتایا کہ رات میں کوئی موٹا اور تندرست جانور کی شکل میں آتا ہے جسے دیکھ کر وہ خوف زدہ ہو جاتا ہے اور حالت دگرگوں ہو جاتی ہے۔ حضور آپ اللہ کے ولی ہیں دعا دیجئے۔ (اس علاقے میں تعویذ دینے کو دعا دینا بولتے ہیں) جوں ہی اس دیہاتی انسان کی زبان سے خط کشیدہ جملہ نکلا فوراً حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ جلال میں آگئے اور غضبناک ہو کر فرمایا۔ ظالم تجھے کیسے معلوم ہوا کہ میں اللہ کا ولی ہوں زجر و توبیخ

Scanned with CamScanner

کے بعد مشفقانہ لہجے میں بولے۔ جاؤ ایک تندرست بکرا لے کر صدقہ کردو۔ انشاء اللہ تعالیٰ مریض ٹھیک ہوجائے گا۔

قارئین حضرات! غور فرمائیں کہ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ نے اپنی تعریف کی تردید بھی فرمادی۔ اور آنے والے کی بڑی انوکھے اور نرالے انداز میں اصلاح بھی فرمادی اور شفاء امراض کے لئے نبی غیب داں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تجویز کردہ نسخہ "الصدقۃ تطفی البلیات" (صدقہ بلاؤں کو ختم کردیتا ہے)۔ عطا فرمایا تاکہ مریض کو شفا بھی ملے۔ علاج و معالجہ فرمانِ آقا کی روشنی میں ہو اور وہ انسان صدقہ وخیرات کی طرف پیش قدمی بھی کرے نیز غرباء و مساکین کا دل بھی خوش ہوجائے۔ خدمتِ خلق اور اصلاحِ مسلمین کا اس سے اچھا طریقہ اور کیا ہوگا۔

بارگاہِ بدر ملت علیہ الرحمۃ میں اگر کوئی شخص حصولِ تعویذ کی غرض سے حاضر ہوتا اور اس کا چہرہ سنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (داڑھی) سے مرصع نہ ہوتا تو تعویذ عطا فرمانے سے پہلے ہی کہتے سنو تعویذ تو دوں گا مگر فائدہ اس وقت ہوگا جب داڑھی رکھانے کا وعدہ کروگے۔ ورنہ تم جانو تمہارا کام جانے۔ وہ شخص وعدہ کے مطابق داڑھی رکھ لیتا۔ اگر تعویذ لینے والا بے نمازی ہوتا تو فرماتے سنو! اس تعویذ سے اس وقت مستفید ہوگے جب تم پابندی کے ساتھ نماز پڑھنا شروع کردوگے تو وہ شخص پابندِ نماز بن جاتا۔ آپ کے اصلاحی طریقہ کار سے سیکڑوں چہرے سنتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مزین ہوئے اور بے شمار انسان صوم و صلوٰۃ کے پابند ہوگئے۔

اصلاح خواص

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان عامۃ المسلمین کی مذہبی و معاشرتی تہذیبی و ثقافتی اصلاح کے ساتھ ساتھ طالبانِ علوم دینیہ اور ان کی قیادت و سیادت کرنے والے اساتذۂ کرام پر بھی کڑی نظر رکھتے تھے۔ تاکہ ان کا کوئی بھی قدم احکام شرعیہ کے خلاف نہ پڑے جب کہ آج مدارس اسلامیہ کا جائزہ لیا جائے تو طلباء تو درکنار اکثر اساتذۂ کرام بھی روزمرہ کے اہم وضروری مسائل سے یا تو لاعلم ہیں یا اپنی غفلت کے سبب توجہ نہیں دیتے۔ یا دیدہ و دانستہ طور پر ان مسائل شرعیہ سے چشم پوشی کرتے نظر آتے ہیں۔ اِلّا ماشاء اللہ۔ مثلاً وضو اور غسل کے مسائل کو دیکھ لیجئے کہ مجدد اسلام سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تحقیقی و تدقیقی فتاوے کی روشنی میں کتنے طلباء وعلماء ہیں جن کا نہ غسل صحیح ہوتا ہے اور نہ ہی وضو۔ تو ان کی نمازوں کا عالم کیا ہوگا

وہ ہر کہ گم است کرا رہبری کند علہ

مگر حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کی قیادت و سیادت کا انداز ہی نرالا تھا۔ آپ نے مدرسہ کے طلباء کو ابتداءً فتاویٰ رضویہ میں مندرج وضو اور غسل کے مسائل سے مزین فرماتے تاکہ وہ صحیح طور پر اپنے خالق ومالک کی عبادت کرسکیں اور دوسروں کو بھی عبادت الٰہیہ کے صحیح طریقہ کار سے روشناس کراسکیں کیونکہ

تم کو بننا ہے نشانِ راہِ منزل دوستو
تم اگر بھٹکے تو کتنے کارواں کھو جائیں گے

اکثر مدارس اسلامیہ میں ایک عام وبا پھیلی ہوئی

علہ جو شخص خود بھٹکا ہوا ہے دوسرے کو کیا راستہ دکھلائے گا۔

Scanned with CamScanner

ہے۔ کہ اساتذہ کرام نابالغ بچوں سے وضو کا پانی لینے میں دریغ نہیں کرتے جب کہ یہ سخت منع ہے۔ نابالغ بچے سے پانی لے کر وضو اور غسل کرنا یا پینا جائز نہیں۔

حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ اپنی مشہور زمانہ کتاب بہار شریعت حصہ دوم میں رقم طراز ہیں۔

اکثر لوگ نابالغ سے چیزیں لے کر استعمال کر لیتے ہیں سمجھتے ہیں کہ اس نے دے دی۔ حالاں کہ یہ دینا نہ دینے کے حکم میں ہے۔ بعض لوگ دوسرے کے بچے سے پانی بھرواکر پیتے یا وضو کرتے ہیں یا دوسری طرح استعمال کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

مجدد اسلام امام اہلسنت سیدی سرکار اعلیحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتاوی رضویہ جلد اول ص۳۳۲ھ میں تحریر فرماتے ہیں۔

تنبیہ: یہاں سے استاد سبق لیں معلموں کی عادت ہے کہ بچے ان کے پاس پڑھنے یا کام سیکھنے آتے ہیں تو ان سے خدمت لیتے ہیں۔ یہ باپ دادا یا وصی کی اجازت سے جائز ہے۔ جہاں تک معروف ہے۔ اور اس سے بچے کے ضرر کا بھی اندیشہ نہیں مگر نہ ان سے پانی بھرواکر استعمال کر سکتے ہیں نہ ان کا بھرا ہوا پانی لے سکتے ہیں۔ جسے مزید تفصیل درکار ہو۔ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسالہ عطاء النبی لافاضۃ احکام ماء الصبی کا مطالعہ کرے۔

جو اساتذہ ان مسائل سے غافل ہو کر یا چشم پوشی کرکے نابالغ بچوں سے پانی لے کر استعمال کرتے ہیں ان کے پروردہ طلباء یقیناً ان سے سو قدم آگے نکلیں گے۔

مگر استاذی و مرشدی حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ ایسے مسائل پر کڑی نگاہ رکھتے تھے۔ نہ خود کسی نابالغ بچے سے پانی لے کر استعمال فرماتے نہ ہی دوسروں کو لینے دیتے۔ حتیٰ کہ نابالغ طلباء کو تاکید فرماتے کہ اگر تم سے کوئی پانی مانگے تو کہہ دینا میں نابالغ ہوں۔

میرے ذہن میں اپنی طالب علمی کا منظر آج تک محفوظ ہے کہ جب میں مدرسہ غوثیہ بڑھیا میں حصول تعلیم کی غرض سے گیا اور ابتدائی جماعت میں داخلہ لیا۔ میری جماعت تقریباً ایک درجن طلباء پر مشتمل تھی جس میں یہ ناچیز اور حضرت مولانا محمد ابو الحسن صاحب نابالغ تھے۔ میرے ساتھیوں نے عام طلباء کی طرح آپس میں ایک ایک روپیہ چندہ کرکے شیرینی خریدی اور کتاب شروع کرنے کے لئے حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کی درسگاہ عالیہ میں پہونچے۔ تو آپ نے پوری جماعت پر ایک مشفقانہ نظر ڈالی اور استفسار فرمایا کہ کیا اس شیرینی میں پوری جماعت کے طلباء کا

عہ نوٹ: نیز بہار شریعت حصہ دوم ص۴۵ پر تحریر فرماتے ہیں: نابالغ کا بھرا ہوا پانی کہ شرعاً اس کی ملک ہو جائے اسے پینا یا وضو یا غسل یا کسی کام میں لانا اس کے ماں باپ یا جس کا وہ نوکر ہے اس کے سوا کسی کو جائز نہیں اگرچہ وہ اجازت بھی دے دے۔ اگر وضو بھی کرلیا تو وضو ہو جائے گا اور گناہ گار ہوگا۔ یہاں سے معلمین کو سبق لینا چاہئے کہ اکثر وہ نابالغ بچوں سے پانی بھرواکر اپنے کام میں لایا کرتے ہیں۔ اسی طرح بالغ کا بھرا ہوا بغیر اجازت صرف کرنا حرام ہے۔ قادری غفرلہ۔

Scanned with CamScanner

روپیہ شامل ہے۔ جواب اثبات میں ملا۔ تو آپ نے اپنے جیب خاص سے دو روپئے نکالے اور ایک روپیہ مجھے اور ایک مولانا ابوالحسن صاحب کو واپس کر دیئے ہم دونوں حیرت زدہ ہو گئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم دونوں ابھی نابالغ ہو تم سے روپئے لے کر فاتحہ میں شریک کرنا کیسے درست ہو گا۔

میری ایک دقیق اصلاح جو دیگر طلباء وعلماء کے لئے بھی لائق توجہ ہے۔

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان احکام شرعیہ پر گامزن رہنے کے ساتھ ساتھ بزرگانِ دین واولیائے کاملین سے بے پناہ عقیدت ومحبت بھی رکھتے تھے۔ اور اپنے تلامذہ ومعتقدین ومریدین ومتوسلین کو بارگاہ اولیاء اللہ کے آداب ملحوظ رکھنے کی تلقین وتعلیم فرماتے تھے۔ بہت سے اجلاس وکانفرنس میں دیکھا جاتا ہے کہ بعض شعلہ بار مقررین اپنی خطابت کا سکہ جمانے کے لئے محبوبانِ الٰہی کی شانِ مقدس میں ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جو عام طور پر چھوٹے اور کمتر درجے کے انسانوں کے لئے بولے جاتے ہیں۔ مثلاً صدیق آیا تو صداقت کا تاجدار بن گیا۔ عمر آیا تو عدالت کا تاجدار بن گیا۔ العیاذ باللہ۔ مگر مرشدی حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ ایسے مقررین اور ان کے خطابات جن سے بزرگانِ دین کی شانِ اطہر میں بے ادبی کا شائبہ پایا جائے۔ سخت متنفر رہتے تھے۔ ساتھ ہی ایسے جلسوں میں شرکت سے بھی احتراز فرماتے تھے۔ ہاں گاؤں اور دیہات کی محافلِ میلاد شریف میں حتی المقدور شرکت فرماتے۔ جہاں غیر ذمہ دار اور بڑے مقررین کی رسائی نہیں ہو پاتی تھی۔

ایک مرتبہ بڑھیا سے قریب کھنڈسری گاؤں میں میلاد شریف پڑھنے کے لیے وہاں کے سنی مسلمانوں نے حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کو مدعو کیا۔ حسب وعدہ چلتے وقت آپ نے دو تین طلبہ کے ساتھ مجھے چلنے کا حکم فرمایا۔ اس حکم کو اپنے لئے خوش بختی اور فیروزمندی تصور کر کے فوراً تیار ہو گیا۔ اور حضور والا کی معیت میں ہم لوگ کھنڈسری پہونچ گئے۔ بعد طعام محفل میلاد شریف کا آغاز تلاوت کلام ربانی سے ہوا۔ نعت خوانی کے بعد ابتدائی طالب علم کی حیثیت سے میری تقریر شروع ہوئی۔ سیدنا الاولیاء سیدنا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے میں نے آپ کے زمانۂ طالب علمی کا ایک مشہور ومعروف واقعہ بیان کیا۔ جسے عموماً طلباء اپنی دینی مجلسوں اور محفلوں میں بیان کیا کرتے ہیں۔ کہ سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دو ساتھی ابن سقا اور عبداللہ تمیمی کے ساتھ ایک غوث کی زیارت کے لئے چلے۔ راستے میں ابن سقا نے کہا میں اس غوث سے ایسا سوال کروں گا کہ وہ چکرا جائے گا۔ اور میرے سوال کا جواب نہ دے سکے گا۔ عبداللہ تمیمی نے کہا کہ میں سوال تو بڑا سخت کروں گا۔ دیکھوں اس کا جواب کیا دیتا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ تمہارے الفاظ ٹھیک نہیں ہیں۔ میں تو ان کی خدمت میں صرف یہ دیکھوں گا کہ مجھے کتنا فیض ملتا ہے۔ چوں کہ یہ واقعہ میں نے ایک کتاب سے ازبر کیا تھا۔ اس کتاب میں جیسا لکھا تھا بعینہ بیان کیا تھا۔

بعد اختتام میلاد شریف حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ

Scanned with CamScanner

نے فرمایا کہ یہ واقعہ کس کتاب سے یاد کیا ہے۔ میں نے کتاب بارہ تقریریں مصنفہ مولانا محمد شریف صاحب کا حوالہ دیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی بولی میں کیا فرق رہا۔ دیکھوں گا مجھے کتنا فیض ملتا ہے۔ اس جملہ سے بھی آزمائش کا اظہار ہوتا ہے سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جلیل القدر ولی ہوتے ہوئے دوسرے ولی کا امتحان لیں۔ آزمائش کریں۔ یہ دونوں بزرگوں کی شان میں بے ادبی ہے۔

دوسرے دن میں کتاب بارہ تقریریں لے کر حاضر خدمت ہوا اور واقعۂ مذکورہ میں تحریر کردہ جملہ "میں دیکھوں گا مجھے کتنا فیض ملتا ہے۔ دکھایا۔ تو آپ نے برجستہ فرمایا۔ یہ جملہ صحیح نہیں لگتا ہے۔ سیدنا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا نہیں فرمایا ہوگا بلکہ یوں لکھو کہ سرکار غوث پاک نے فرمایا میں وہاں جاکر صرف فیض حاصل کروں گا۔ دوسری کتابوں میں تلاش کرو۔ تعمیل حکم کے تحت چند دیگر کتب معتبرہ میں تلاش کیا مگر ناکام رہا۔ عرصہ ہائے دراز کے بعد جب فتاویٰ رضویہ جلد دوازدہم کے مطالعہ سے مشرف ہوا تو اپنے قلب کی تسکین اور حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کے فرمان کی تصدیق ہوگئی۔

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتاویٰ رضویہ جلد دوازدہم میں علامہ علی قاری حنفی مکی علیہ الرحمۃ کی کتاب "نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ سیدی الشریف عبد القادر" کے حوالہ سے پورا واقعہ نقل فرمایا ہے۔ جس کا صرف ایک حصہ جو ہمارے مقصود سے متعلق ہے۔ نقل کرتا ہوں۔ "قَالَ سَیِّدِیْ الشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ قُدِّسَ سِرُّہُ الْبَاہِرُ مَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ اَسْئَلَہُ شَیْئًا وَاَنَا بَیْنَ یَدَیْہِ اَنْتَظِرُ بَرَکَاتِ رُؤْیَتِہٖ۔ ترجمۂ رضویہ: حضرت شیخ عبد القادر قدس سرہ الاعلیٰ نے فرمایا۔ معاذ اللہ کہ میں ان کے سامنے ان سے کچھ پوچھوں۔ میں تو ان کی دیدار کی برکتوں کا منتظر رہوں گا۔ ص ۲۴۴ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۲۴۴)

حضرات! غور فرمائیے کہ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کا فرمان اور سیدی اعلیٰ حضرت —— رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ اور علامہ علی قاری کی عربی عبارت کے بالکل موافق ہے۔ جن میں امتحان و آزمائش بے ادبی و گستاخی کی بو بھی نہیں پائی جاتی ہے۔ یہ تھی حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کی دقت نظر اور مخلصانہ اصلاح۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کمال احتیاط کا عظیم جوہر عطا فرمایا تھا۔ مولائے قدیر تمام سنی مسلمانوں کو احکام شرعیہ پر گامزن رکھے۔ اور حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے جملہ معتقدین و منتسلین و متبعین کو قیامت کے دن حضور شافع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت اور جنت میں آپ کی رفاقت نصیب فرمائے۔

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

امی کا ابتدائی حصہ محمد مظفر علی نوری رضوی بہرائچی۔

بھاگو۔ لیکن وہابی دیوبندی لوگ سنت جماعت کے علما کا بلا جواب دیئے چلے گئے۔ اس لیے سو روپیہ جرمانہ والا روپیہ پانے کے حقدار سنت جماعت کے لوگ ہیں۔ لہٰذا ہم دونوں فیصلہ کنندگان یہ فیصلہ سناتے ہیں کہ سنت جماعت والی پارٹی کی فتح ہوئی۔ ساتھ ہی وہابی دیوبندی جماعت کی عظیم شکست ہوئی اور آئی ہوئی جنتا بھی اس فیصلہ پر راضی ہوئی۔ دستخط رگھوراج سنگھ۔ ۱۴ جون ۱۹۶۲ء بوقت ۱۲ بجے رات

(ماخوذ از مضامین بدر ملت ص ۱۲۳/۱۲۴)

مولانا بدر الدین احمد گورکھپوری و ملت کی تعمیر

از مولانا شکیل احمد قریشی اعظمی برکاتی رشمسی خطیب و امام قادری مسجد گیٹ ۶ مالونی ملاڈ بمبئی ۹۵

خیر الاذکیا استاذ الاساتذہ محقق دوراں حضرت علامہ مولانا مفتی **بدر الدین احمد** قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مصنف سوانح اعلیحضرت سابق صدر المدرسین دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف یوپی) کی ذات علمی ادبی حلقوں بالخصوص جماعت اہلسنت میں محتاج بیان نہیں۔ آپ کی شہرت و مقبولیت ہر خاص و عام میں یکساں ہیں۔ علم و فضل تقویٰ و طہارت میں عدیم النظیر و منفرد المثال تھے۔ دور دور تک ان کا ثانی و مثیل فی زمانہ نظر نہیں آتا۔ وہ ہر اعتبار سے لاثانی تھے۔ وہ اسلام کے بے لوث خادم دین و سنیت کے عظیم مجاہد، عبادت و ریاضت کے عابد شب زندہ دار، مسلک امام اعظم و امام احمد رضا کے صحیح ترجمان و پاسبان تھے۔ مگر اکابر علما و مشائخ کی بارگاہ کے بڑے مؤدب تھے۔ اعلیحضرت کی عقیدت و محبت نے ان پر بڑا انوکھا اور چوکھا رنگ پیدا کر دیا تھا۔

اترپردیش کے مشہور ضلع گورکھپور کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت آبائی وطن میں ہوئی۔ مزید تعلیم کے لئے مدرسہ عربیہ انوار العلوم جین پور ضلع اعظم گڈھ تشریف لائے۔ اکابر اساتذہ اہلسنت کی بارگاہ میں درس و تعلم کے لئے ہمہ تن گوش و مصروف ہو گئے۔ اور محنت و لگن کے ساتھ تعلیم حاصل کرتے رہے۔ بعدہٗ دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور پہونچ کر درس نظامیہ کی تکمیل کر کے یہیں سے فراغت حاصل کی اور درس و تدریس، تحریر و تصنیف کی طرف متوجہ ہوئے۔ فیض الرسول براؤں شریف اور مدرسہ غوثیہ بڑھیا بستی بحیثیت صدر المدرسین تشریف لائے اور آخری وقت تک پڑھنے پڑھانے سے وابستہ رہے۔ آپ بے مثال مبلغ، معلم و مفکر، اور مصنف و قائد، داعی و مصلح، علم و عمل کے کوہِ گراں اور قلم کے دھنی تھے۔ بے شمار مقالات و مضامین لکھے جو رسائل و جرائد میں چھپے۔ اور بہت سی کتابیں چھپ پاک و ہند میں منظر عام پہ آئیں۔ ان میں سوانح اعلیحضرت کو اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ علاوہ اس کے درس عالیہ و فوقانیہ و تحتانیہ کے لئے اور سنی مکاتب و مدارس میں داخل نصاب کے لئے بھی کتابیں لکھیں جس میں فیض الادب، جواہر المنطق اور تعمیر ادب قاعدہ تا حصہ پنجم کو مقبولیت و شہرت حاصل ہوئیں۔ ساتھ ہی ساتھ داخل درس بھی ہوئیں۔ یوں تو آپ کے بالواسطہ سیکڑوں شاگرد ہیں۔ لیکن بلا واسطہ

Scanned with CamScanner

تلامذہ کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ ہمیشہ جاری وساری رہے گا۔ انھیں اوصاف اور خدمات وکارنامے کو دیکھ کر جماعت اہلسنت نے خراج تحسین پیش کیا۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود حضرت کی زندگی انتہائی سادہ اور علمی میدان میں اہمیت وافادیت کی حامل تھی۔ بدمذہبوں وہابیوں دیوبندیوں سے کسی طرح کا استفادہ یا رشتہ استوار نہیں کرنا چاہتے تھے حتی کہ اگر کبھی بیمار پڑ جاتے تو وہابی ڈاکٹر سے دوا تک نہ لیتے۔ حضرت حافظ وقاری نیاز احمد عزیزی خیرآبادی اس سلسلے میں کہتے ہیں حضرت مفتی جہانگیر خاں صاحب اور حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب قادری اتنے سخت اور متصلب سنی عالم دین تھے کہ بیماری کے عالم میں بھی وہابی ڈاکٹر کے پاس دوا لینے نہیں جاتے۔ خواہ وہ کتنی سخت بیماری کیوں نہ ہو تکالیف کو برداشت کر لیتے۔ مگر پرہیز کرتے۔ دوا تو بہت دور کی بات ہے ایسے ڈاکٹروں سے مشورہ تک نہ لیتے۔ یہ مشاہدات کی باتیں ہیں حضرت مولانا کوثر خاں نعیمی لکھتے ہیں۔ عصر حاضر میں مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیضان سے عشق کی سرفرازی حاصل کرنے والوں کے فہرست میں حامی سنت، اشداء علی الکفار ورحماء بینہم کے مظہر حضرت مولانا مفتی بدرالدین احمد رضوی صاحب علیہ الرحمۃ جن کو بدرالعلماء، استاذ الاساتذہ، مناظر اہلسنت کہتے ہیں۔ ان کی زندگی کا سب سے عزیز ترین مشغلہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر تھا یعنی اچھائیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا ہے۔ حضرت علامہ (محمد اسلم بستوی) کو انھوں نے بتایا کہ شیروانی سرسید کی ایجاد ہے۔ اس کے بعد سے انھوں نے شیروانی پہننا ہی ترک کر دیا۔ انکساری کا حال یہ تھا کہ حضرت مفتی عتیق الرحمن علیہ الرحمۃ کے عرس کے موقع پر مرزا صاحب کے دروازے پر ایک چھپر میں پوال بچھا کر اپنے اور خدام کے لئے جگہ تجویز کرلی۔ حضرت مولانا ابوالحسن صاحب برگدوا سیف نے حضرت بدرالعلماء کی دعوت کی۔ مجھے بھی اطلاع دی اور حاضری کا حکم دیا۔ میں گیارہ بجے قریب حاضر ہوا۔ حضرت ایک بجے کے بعد تشریف لائے۔ جب مجھ کو دیکھا تو جو صاحب لینے گئے تھے ان پر خفگی کا اظہار فرمایا اور کہا کہ بتانا چاہیئے تھا کہ وہ بھی آئے ہیں تو میں جلدی آجاتا تاکہ دیر تک ملاقات رہتی۔

ایک مرتبہ بڑھیا مدرسہ غوثیہ میں برائے ملاقات حاضر ہوا۔ مغرب بعد سے عشاء تک اتنی انہماک سے گفتگو فرماتے رہے جیسے کسی مخلص، محب، ہم عصر سے بات ہو۔ (ملخصا) ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف ستمبر تا اکتوبر ۲۰۰۲ء ص ۶۳ تا ۷۰) علماء ومشائخ واکابرین کے باادب اور اکابر نواز تھے حضرت مفتی شعبان علی صاحب کہتے ہیں۔ ایک بار شہرت گڈھ میں جلسہ تھا اور میں بلرام پور فخر العلوم سے اور حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب قبلہ براؤں شریف سے بحیثیت مقرر مدعو تھے میں پہونچا اور بدر ملت بھی اسٹیج پر۔ دونوں کی ملاقات ہوئی۔ پہلے میری تقریر بعد میں ان کی ہوئی۔ میری تقریر کے بعد لوگوں نے مجھ سے کہا کہ حضرت کا اعلان کر دیں۔ میں نے القابات علامہ وفہامہ استاذ العلماء کے نام سے مائک پر بلایا۔ بدر ملت نے خطبہ کے بعد پہلے یہی ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا شعبان علی صاحب نے جو میرے بارے میں استاذ العلماء کا لفظ استعمال کیا ہے یہ مجھے بالکل پسند نہیں

Scanned with CamScanner

بلکہ سخت ناگوار گذرا۔ بہرحال اختتامِ جلسہ کے بعد ہم دونوں ایک ہی حجرہ میں بیٹھے۔ میں نے بدرملت سے عرض کیا۔ حضرت! لفظ استاذ العلماء کہہ کر آپ کی شان میں کوئی گستاخی تو نہیں کی۔ جب کہ آپ اس کے متحمل ہیں سیکڑوں کی تعداد میں طلبہ عالم و فاضل بن کر نکلے اور نہ جانے کتنے عالموں کے استاذ ہیں۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ استاذ العلماء کے لائق نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس دور میں اگر کوئی استاذ العلماء کہے جانے کے لائق اور استاذ العلماء کہلوانے کے لائق ہے تو وہ صرف اور صرف صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہٗ وغیرہ کی ذات گرامی ہے۔ انھیں پر یہ جملہ صادق آتا ہے (قلمی یادداشت بحوالہ سہ ماہی افکار رضا ممبئی)

ملت اسلامیہ بالخصوص جماعت اہلسنت پر ان کا احسان عظیم ہے کہ نونہالانِ ملت کی تعمیر میں انوکھا رول ادا کیا۔ اپنی کتابوں کے ذریعے ہزاروں گھروں کو سنی صحیح العقیدہ بنا دیا۔ اس طرح ان سب کے پیشوا و مقتدا ہیں۔ یہ اظہر من الشمس ہے کہ ابتدائی درجات پرائمری جو طالب علم درجہ پنجم تک تعمیر ادب پڑھ لے گا۔ وہ کبھی گمراہ و بدمذہب ہو ہی نہیں سکتا۔ جس حسین انداز میں بچوں کو سمجھانے کا طریقہ و سلیقہ کارآزما ہے وہ یقیناً لائق صد آفریں ہے۔ بالکل عام فہم پیرایہ میں گفتگو و کلام ہے۔ تاکہ ہر غبی و مختی طالب علم باسانی ذہن و فکر میں اتار لے۔ حالاں کہ ہند و پاک میں تعمیر ادب کی تصنیف سے قبل بہت سی کتابیں ابتدائی درجات کے لئے لکھی گئیں۔ لیکن جو شہرت و مقبولیت حضرت کی تعمیر ادب کو ملی وہ کسی کو نہیں۔ اصل وجہ خلوص اور تحریر میں سلاست و بلاغت۔ بہت لوگوں نے اردو کی کتابوں میں جاندار کی تصویروں کا سہارا لیا۔ مگر بدرملت نے انھیں حروف سے غیر جاندار اشیاء کو شمار کرایا۔ حالاں کہ دیوبندیوں کی "چمن رحمت، غنچۂ رحمت، کے وزن پر "نسیم رحمت" لکھی۔ مگر تعمیر ادب جیسی شہرت و دوام و مقبولیت نہ ملی نسیم رحمت ایک یا دو حصہ تک ہے۔ اور یہ مکمل پانچ تک۔ اس کے پڑھنے سے مولوی کے ابتدائی درجات میں کافی مدد ملتی ہے۔ تعمیر ادب حصہ چہارم و پنجم میں فعل فاعل مفعول، اسم، نکرہ، معرفہ، کلمہ مضاف، مضاف الیہ، الفاظ کے معانی و تعریفات سب لکھ دی ہیں۔ ہم لوگوں کے استاذ ماسٹر وصی احمد صاحب کہتے تھے ان سب کو خوب قاعدے سے پڑھ لو اور سمجھ لو اگر مولوی پڑھنا ہوگا تو یہ سب باتیں کام آئیں گی۔ صد فی صد ویسا ہی ہوا۔ جب ہم لوگ اعدادیہ (ششم) میں داخل ہوئے تو تسہیل المصادر میں حضرت بدرملت کی کتاب کے حوالے سے بہت امداد حاصل ہوئی۔ درحقیقت سوالات و جوابات، تاریخی و ادبی و لسانی حوالہ جات اور قرآن و احادیث سے ایسا مزین و مرصع فرما دیا ہے کہ سنی نونہالوں کے لئے اس جیسی دوسری کوئی کتاب پیش نظر نہیں۔ اس طرح سے احیائے سنت اور اشاعتِ رضویت و حنفیت کا عظیم الشان کارنامہ نمایاں انجام دیا۔ ان کتابوں سے استفادہ کئے ہوئے ہر طالب علم کو احسان مند ہونا چاہئے۔ نونہالانِ ملت کی تعمیر و ترقی کے لئے جو کتابیں ہیں اس سے ایمان و عقیدہ پختہ ہوتا ہے۔ جن اداروں میں یہ کتابیں داخل ہیں وہاں سنیت مستحکم ہے۔ اور جہاں پر نہیں وہاں پر اللہ ہی حافظ ہے۔ خدانخواستہ اگر ہم تعمیر ادب نہ پڑھے ہوتے تو آج کس منزل پر ہوتے۔ یہ اللہ رب العزت بہتر جانتا

Scanned with CamScanner

ہے۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ لاکھ لاکھ شکر واحسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں بدر العلماء کے روحانی ثنا گر د ہونے کا موقع مرحمت فرمایا۔ ورنہ مجھ جیسے تو ہزاروں تلامذہ ہیں۔ اللہ ان کی قبر انور کو نور سے بھر دے۔ (آمین)

انشاء اللہ العزیز جہاں جہاں ان کی کتابیں چلیں گی وہاں وہاں سنیت کی بہاریں اور گلستانِ غوث و خواجہ ورضا کے گلشن آباد ہوتے رہیں گے۔ بدر ملت دور اندیش اور نباض وقت و فطرت، قائدانہ صلاحیت کے مالک اور مستقبل پر نظر عمیق رکھتے تھے۔ وقت اور حالات کو دیکھتے ہوئے مستقبل کو بھانپ لیا۔ چھوٹے بچوں کے مستقبل و عزائم و عقائد و نظریات کو پختہ کرنے کے لئے وہابیہ و دیابنہ کے مکر و فریب سے بچنے کے لئے کتابی شکل میں رہنمائی فرمائی۔ دراصل یہ انہیں کا خاصہ تھا۔

مولانا کوثر خاں نعیمی لکھتے ہیں

”انھوں نے دیکھا کہ چھوٹے بچے غیر محتاط یا بد مذہب کی کتابیں پڑھتے ہیں اس سے ان کا مستقبل روشن نہیں ہو سکے گا۔ کہیں ایک بات بھی غلط طور پر ذہن نشین ہو گئی تو زندگی بھر کے لئے ناسور بن جائے گی۔ لہٰذا درجہ الف اول سے لے کر پنجم تک کے لئے باقاعدہ اردو ادب میں کتابیں تحریر فرمادیں۔ پھر اعدادیہ اولیٰ ثانیہ تک بچوں کے لئے ابتدائی تعبیر قواعد، تلخیص الاعراب، فیض الادب اول تا دوم، جواہر المنطق، وغیرہ وغیرہ کتابیں تحریر فرما کر بچوں کو اسلامی ذہن و فکر، مذہب حق کے عقائد کو ذہنوں میں راسخ کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ اپنے اسلاف کے بارے میں ان کی سوانح حیات اور کرامات کو درس میں شامل فرمایا۔ اسباق میں جگہ جگہ باطل عقائد کو پیش کر کے جوابات کو واضح فرمادیا۔ جس سے طالب علم کو بدمذاہب کے عقائد کی جانکاری اور دین حق کو پہچاننے اور مسلک اعلیٰحضرت کو جاننے میں واضح مدد ملتی ہے۔ الحاق مدارس (یہ بھی) آپ کی دور اندیشی اور دانائی و حق و صداقت کی روشن دلیل ہے۔ کچھ لوگوں نے یہ مشہور کر دیا کہ آپ الحاق کے مخالف تھے یہ صحیح نہیں۔ بلکہ ان لوگوں کے مخالف تھے جو الحاق کے لئے یا الحاق کے بعد اور خلاف واقعہ کاغذات تیار کریں۔ یا فاسق، مشرک، مبتدع کی تعظیم کریں

دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف سے الگ ہو کر جب بڑھیا تشریف لائے تو ابتدائی کتابوں کو اپنی درسگاہ سے وابستہ کرلیا۔ تاکہ علم کی روح سے طالب علم کو روشناس کرا سکیں۔

(ماہنامہ اعلیٰحضرت بریلی ستمبر ۲۰۰۱ء)

ان حقائق کی روشنی میں حضرت بدر ملت کی علمی و عبقری ذات و شخصیت بے مثال نظر آتی ہے کہ لوگ بڑی کتابیں ضرور لکھتے ہیں لیکن بنیادی کتابوں پر بہت کم لوگوں کی نظر پڑتی ہے۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ انھیں میں سے ایک شخصیت بدر ملت کی بھی ہے۔ ان احساسات و تفکرات

ل حضرت علامہ شاہ بدر الدین احمد قبلہ قدس سرہ العزیز تاجدار اہلسنت سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید و خلیفہ اجل تھے۔ آپ اپنے مرشد برحق کے موقف پر مضبوطی سے قائم تھے اور الحاق کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ اور متعلقین و تلامذہ سے اس کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ یہاں تک دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف جیسے مرکزی ادارہ کے عہدہ صدر المدرسین سے الحاق کے سبب ہی مستعفی ہو کر الگ ہو گئے۔ جیسا کہ اسی کتاب کے کسی مضمون میں اس کی تفصیل مرقوم ہے۔ حفظ مرتب عفا اللہ عنہ

کا کھل کر مظاہرہ فرمایا۔ اور بنیاد سے ہی عمارت کی مضبوطی
ہے۔ جب کہ بنیاد متزلزل رہے گی تو شاخیں و کلیاں
حوادثات زمانہ کا شکار ہو کر اعمال و عقائد کا نشیمن نہ بسا
سکیں گے۔ آپ نے طوفان کے رخ پر چراغ جلانے
کی بھرپور کوشش کی ہے۔ کہ طوفان بھی ان کا مقابلہ نہ
کر سکے۔ خود بخود راستہ تبدیل کر دے۔ انھیں سب
خدمات کو اللہ عزوجل نے قبول فرما کر شہرت دوام عطا
فرمائی اور ان کے ذکر کو ہمیشہ کے لئے باقی رکھ دیا۔ بعد وفات
بھی لوگ یاد کرتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ اعزاز
بخشا کہ رمضان شریف ۱۴۱۲ھ میں انھیں بمبئی کی سرزمین
پر موت آئی اور بذریعہ طیارہ جنازہ پہونچا۔ اور آبائی وطن
میں ہمیشہ کے لئے بعد نماز جنازہ سپرد خاک کر دیا گیا۔

ع۔ پہونچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔

بقول شاعر

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تم پر

اس کا ابتدائی حصہ صفحہ ۲۴ پر ہے

منظوم میلاد شریف

نسیم صبح کی آمد سے غنچے مسکراتے ہیں
کسی کے خیر مقدم میں مشام جاں بساتے ہیں
گلستان بنو ہاشم میں کیف آور بہار آئی
بنی کلیاں گل خنداں تو پھولوں میں نکھار آئی
علم جبریل علیہ السلام نے کعبہ کی چھت پر نصب فرمایا
زمیں سے آسماں تک چاندنی تھی نور پھیلایا
فرشتوں سے کہا حاضر رہو تم سب سلامی کو
سناؤ مژدۂ میلاد یوں ہر خاص و عامی کو
مبارک ہو شہ ہر دو سرا تشریف لے آئے
جہاں کے حکمراں فرماں روا تشریف لے آئے
بشارت حضرت عیسیٰ نے دی تھی جن کی آمد کی
وہی بے مثل شاہ انبیاء تشریف لے آئے
فرشتے صف بصف حاضر ہوئے جن کی سلامی کو
وہی سردار عالم پیشوا تشریف لے آئے
اجالا جن کی آمد سے ہوا روشن ہوئی دنیا
وہی بدر الدجیٰ نور الہدیٰ تشریف لے آئے
مٹائیں گے جو باطل کو سجائیں گے جو محفل کو
وہی باطل شکن زیب لقا تشریف لے آئے
زمانہ جن کا منگتا ہے جو داتا ہیں زمانے کے
وہی بحر کرم موج سخا تشریف لے آئے
چلے آؤ فقیرو! اپنی اپنی جھولیاں بھر لو
کہ سلطان جہاں کنز العطا تشریف لے آئے
نعیم قادری کہہ دے سبھی یاران محفل سے
اٹھیں تعظیم کو خیر الوریٰ تشریف لے آئے

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوٰۃ اللہ علیک

عربی سلام بوقت قیام بہ بارگاہ خیر الانام
علیہ الصلاۃ والسلام

یا امام المرسلینا — یا امان الخائفینا
جئتَ سلطانًا مبینا — رحمۃً للعالمینا
یا نبی سلام علیک
انتَ خیر الانبیاء — تلتَ ما فوق السماء
کلھم تحت اللواء — اذ اتو یوم النداء
یا نبی سلام علیک

بقیہ ص ۲۸ پر ملاحظہ کریں

Scanned with CamScanner

حضور بدر ملت کے ایک مکتوب کا تجزیاتی جائزہ

از۔ حضرت مولانا محمد اسلام خاں صاحب قادری مصباحی بہرائچی استاذ مدرسہ گلشن رضا
کولمبی۔ ضلع ناندیڑ (مہاراشٹر)

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ اٰلہ الفخیم ہ۔ اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ۔

ماضی قریب میں داعین حق ومبلغین اسلام جیسے راست گو اور صداقت پسند بندگانِ خدا کی کمی نہ تھی۔ اگرچہ ان کے افعال وکردار سے اکناف عالم کما حقہ آشنا نہ ہو۔ مگر نگاہِ تجسس والتجا اور بصیرت ایمانی وروحانی سے اوجھل بھی نہیں۔ انہیں بندگانِ حق گو وحق پسند اور باکمال متبع شرع وحامی مسلک اعلیٰحضرت ماحی رذائل ومنکرات میں بدر العلماء، الشاہ حضرت علامہ ومولانا مفتی بدر الدین احمد قادری صدیقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات بابرکات تھی۔ جن کی پوری حیات مبارکہ اخلاقِ فاضلانہ و ملکات نفسانیہ کی ایک انجمن تھی۔

کسی نے زہد وتقویٰ کو دیکھا تو ریجھ گیا، کسی نے توکل وشانِ استغنا دیکھی تو گرویدہ ہوگیا۔ کسی نے سادگی ومتانت میں سطوت شاہانہ دیکھا تو دامنِ کرم سے وابستہ ہوگیا۔ کسی نے اخلاص وللّٰہیت کا مطالعہ کیا۔ تو اسیر بن گیا۔ کسی نے بزرگوں کی عظمت اور چھوٹوں پر شفقت کا طرز محبتانہ ملاحظہ کیا۔ تو آپ پر فدا ہوگیا۔ کسی نے علماء وطلباء پر محبت وپیار کی برکھا دیکھی تو وارفتہ ہوگیا۔ کسی نے دینی سرگرمیوں اور مسلک اعلیٰحضرت کی ترویج واشاعت کے لیے زندگی وقف دیکھی تو وہ فدا ہوکر آپ کی نغمہ سرائی کرنے لگا۔ الغرض آپ ایک مشفہ ومنقح آئینہ تھے۔ کہ جس نے اپنے آپ کو اس آئینہ کے بالمقابل کرکے مشاہدہ ونظارہ کیا۔ وہ اسی کی جانب مائل وراغب ہوگیا۔ آپ کی کتاب زندگی کا ایک ایک ورق وصفحہ اور حیات مبارکہ کا ایک ایک لحظ وگوشہ اس قابل ہے کہ اس پر سیر حاصل بحث کی جائے۔

یہاں میں آپ کے مکتوبات میں سے صرف ایک مکتوب کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرنے سے قبل مکتوب پر کچھ روشنی ڈال دوں تاکہ حق موضوع پر حتی المقدور آگاہی ہوسکے۔

کسی کے احساسات وجذبات اور خیالات وتفکرات کو معلوم کرنے اور جاننے کے لیے اس کے مکتوبات بہترین ذرائع اور وسائل ثابت ہوتے ہیں۔ کیوں کہ مکتوبات شخصیت کا آئینہ دار ہوتے

Scanned with CamScanner

ہیں جس میں ایک ذات ہی کو نہیں بلکہ اس کے عہد کا بھی مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ نیز مکتوبات اکثر و بیشتر برجستہ اور قلم برداشتہ لکھے جاتے ہیں۔ اس وجہ سے وہ تمام تصنعات و تکلفات سے خالی و فارغ ہوتے ہیں۔ جن سے صاحبِ مکتوب اور مکتوب الیہ کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان بھی عہد ساز مقتدر و موقر علماء کے اس طبقے سے تعلق و ربط رکھتے ہیں جن کی تقریر ہو یا تحریر ہر ایک اپنے اندر ایک ہمہ گیر جامعیت و معنویت لئے ہوئے ہے۔ مشاہدہ یہی ہے کہ اکثر و بیشتر مکتوبات میں نجی معاملات اور اغراض و ضروریات ہی کو سپردِ قرطاس و نذرِ قلم کیا جاتا ہے اور ہر فرد مکتوب الیہ کے لیے صرف اپنی ذاتی ضروریات و معاملات اور محدود باتوں کو تحریر کرتا ہے۔ اور اپنے مقاصد و اہداف پر ہی اکتفا کرتا ہے۔ مگر آپ اپنے مکتوبات میں صرف اپنے نجی معاملات اور محدود باتوں پر اکتفا نہیں فرماتے تھے بلکہ حالاتِ حاضرہ و کوائف موجودہ پر قلم فرسائی کے ساتھ ساتھ صحت و درستی، پند و نصیحت، نقد و نظر، تنقید و تنقیح اور احقاقِ حق اور ابطال باطل کا پہلو بھی اجاگر و درخشاں فرماتے تھے۔ اور ایک حساس و فعال انسان کا طریقہ بھی یہی ہے کہ وہ ماحول کے سرد و گرم سے جس طرح خود متاثر ہوتا ہے اپنے مخاطب تک اس احساس کو بھی منتقل کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جہاں آپ کی تالیفات و تصنیفات کو نمایاں و درخشاں شہرت و مقبولیت میسر ہے وہیں آپ کے مقالات و مکتوبات کو بھی آشکارا و واضح شہرت و مقبولیت حاصل ہے۔ جس کا ایک راز یہ بھی ہے کہ آپ کے تحریرات و مکتوبات تحقیقی، علمی اور معیاری ہونے کے ساتھ ساتھ فنی، ادبی، اور لسانی اعتبار سے بھی وقیع و گراں بہا ہیں۔ اس لیے کہ آپ کے رشحاتِ قلم سے برآمد مقالات و مکتوبات رموز و اسرار اور نکات سے لبریز اور مالامال نظر آتے ہیں۔

تحریر و مضمون اور مقالہ و مکتوب میں الفاظ و اصوات، الفاظ و معانی، احساس و ادراک لذت آفرینی اور محاکات و منظر کشی کو ایک امتیازی حیثیت اور مرکزی مقام حاصل ہے۔ ہمارے جذبات کے عکس ریز تو انہیں مذکورہ بالا اوصاف کی شکل میں نمایاں و تاباں ہوتے ہیں۔ اور ان کی صورت گری اور تصویر کشی الفاظ و اصوات، معانی و لذت آفرینی ہی کے پیکروں اور سانچوں سے ہوتی ہے الفاظ جس قدر موزوں اور مناسب ہوں گے اس کے اثرات اتنی ہی دیرپا اور باعث کشش ہوں گے نیز خیالات و تصورات میں لذت و مزہ اور فرحت و مسرت کے اضافے انہیں الفاظ و اصوات سے ہوتے ہیں۔ اور اقوال و ابحاث کے رس جس حسن و زیبائش یا قبح و آلائش سے ہماری کیفیتوں کو متاثر کرتے ہیں ان کے نشیب و فراز اور اتار و چڑھاؤ میں الفاظ و اصوات ہی دخیل اور کارگر ہیں۔

حضور بدر العلماء کی تحریر میں مذکورہ بالا اوصاف و خوبیوں کا حسن انتخاب اور جامعیت و معنویت کا اندازہ آپ کے ایک مکتوب بنام

Scanned with CamScanner

حکیم محمد موسیٰ صاحب قبلہ امرتسری سے لگائیے جس کو ہم چار حصوں میں پیش کریں گے۔

(۱) الفاظ و اصوات ۸۶ء/۹۲

خط بنام حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری
روح رواں ادارہ مرکزی مجلس رضا نوری مسجد بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور پاکستان۔

محترم المقام محسن القوم جناب حکیم صاحب
السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

کوئی مال و کرسی کا دھنی ہے اور آپ قسمت کے دھنی ہیں۔ میں آپ کو آپ کی خوش نصیبی نیز رفقائے کار کی خوش قسمتی پر مبارکباد دیتا ہوں۔ رب العزت جل جلالہ نے فانی فی الرسول عبد المصطفےٰ مظہر امام اعظم تجلی گاہ غوث اعظم سرکار اعلیحضرت امام احمد رضا کی ذات مقدس اور آپ کے دینی علمی ٹھوس کارناموں کو اجاگر کرنے کے لیے ایک حکیم کو کھڑا کیا جس کا نام موسیٰ ہے۔

کہا جاتا ہے کہ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہے۔ تو جب کسی کو دانا دوست مل جائے تو پھر کیا کہنا؟ آپ کے نام کا ایک جز حکیم (دانا) ہے۔ بارگاہِ احدیت جل جلالہ سے دعا ہے کہ آپ کی ذات سرکار اعلیحضرت کی دانا دوست بنے۔ یہ مقولہ طبقۂ ارباب علم میں بہت مشہور ہے۔ لکل فرعون موسیٰ۔ ہر فرعون کا سر توڑنے کے لیے ایک موسیٰ ہوتا ہے۔ زمانۂ حاضر کے چھوٹے چھوٹے فرعونوں کا جتھا ایک بڑے فرعون کا رول ادا کر رہا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ فراعنۂ وقت کی کاٹ کے لیے آپ کو سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی تجلی کا عکس عطا فرمائے۔

جو کام حکومت وقت کے ذمہ تھا لیکن شریعت وسنیت سے دلچسپی نہ رکھنے کے باعث اس نے قابل اعتنا نہ سمجھا۔ اسے انجام دینے کا بیڑا آپ نے اٹھایا۔ رب العزۃ قادر و توانا آپ کے قلب وجگر کو عالم گیری ہمت و حوصلہ عطا فرمائے۔

البتہ اس امر کا شدید دکھ ہے کہ آپ کے معاون ارباب قلم میں بعض حضرات کا انداز تحریر تو بڑا دلکش ہے لیکن سرکار اعلیحضرت کے مسلک حق سے واقفیت نہ رکھنے کے باعث وہ اپنے مضمون میں بے محل قابل اعتراض کلمات و جملے لکھ جاتے ہیں۔ حالانکہ سرکار اعلیحضرت کی ذات اقدس پر تحقیقی کام کرنے والے ارباب نگارش کا فرض ہے کہ وہ اپنے کو شریعت کی زنجیر میں جکڑا ہوا سمجھیں۔ اپنی تحریر کے ہر کلمہ میں شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ کا پاس و لحاظ رکھیں۔ عصر جدید کے بگڑے ہوئے ذہن سے مرعوب ہو کر زہر ہلاہل کو قند نہ کہہ دیا کریں۔

مذکورہ بالا تحریر میں الفاظ و اصوات کے اندر باہمی تال میل، ربط و تعلق اور مناسبت و موافقت اپنی جگہ مسلم الثبوت ہے۔ اس کے علاوہ چند اہم گوشوں کے جھلک کی جلوہ سامانیاں بھی موجود ہیں۔

(۱) ایک ذمہ دار عالم دین اور نائب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دور اندیشی و بلند خیالی دور رسی و تندی ذہن و فکر، حدت دماغ و نظر، جودت طبع اور بالغ نظری و وسعت فکری جیسے

Scanned with CamScanner

اوصاف و خوبیاں لازم و ضروری ہے۔ یہ سب آپ میں بدرجۂ اتم موجود ہے۔

(۲) حالاتِ حاضرہ کے پیشِ نظر اپنی بات کسی دوسرے کے ذہن و دماغ میں اتار کر رچا بسا دینے کے لیے کس طرح کی شستہ و شائستہ زبان اور طرزِ بیان ہونا چاہیے۔ آپ کی مذکورہ تحریر میں وہ حسن و خوبی جلوہ گر ہے۔

(۳) کسی کی اچھی کارکردگی و کارگزاری اور عمدہ خدمات پر کس طرح سراہنا و دادِ تحسین دینا چاہیے وہ آپ کی تحریر سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔

(۴) نیز ایسے افراد کے حسنِ کردار و عمل کو ملاحظہ کرکے حوصلہ افزائی اور تہِ دل سے مبارکباد کا بھی آشکارا وظاہر ہو رہا ہے۔

(۲) تحقیق و تدقیق

جس طرح تحریر میں الفاظ و اصوات کو بنیادی حیثیت اور مرکزی مقام حاصل ہے۔ اسی طرح صاحبِ تحریر محرر و قلم کار میں تحقیق وتدقیق کے آثار کارفرما جلوہ نما ہونا بھی ضروری ہے۔ آپ کی تحقیق و تدقیق اور تفتیش و باریک بینی کا اندازہ کرنے کے لیے اسی مکتوب کا ایک اہم پہلو قابلِ مطالعہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

"میں سب سے پہلے آپ کے پرانے رفیقِ کار جناب قاضی عبد النبی صاحب کوکب کو پیش کرتا ہوں موصوف نے مقالاتِ یوم رضا شائع شدہ صفر ۱۳۸۸ھ میں زیرِ عنوان "تقدیم"، جو سپردِ قلم کیا ہے وہ زہرِ ہلاہل کو قند کہنے کے مترادف ہے۔ حد یہ ہے کہ موصوف نے سنیت و دیوبندیت کو اس طرح قرار دیا ہے جیسا کہ علماء بصرہ و کوفہ کا کسی علمی مسئلہ میں اختلاف رہا کرتا ہے۔ حالانکہ مسلکِ رضویت کی تالیفات اور دیوبندی مذہب کی تالیفات شاہدِ عدل ہیں کہ سنیت و دیوبندیت کا اختلاف قطعی طور پر کفر و ایمان کا اختلاف ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت نے اپنے رسالہ جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوۃ میں کثیر دلائل سے ثابت کیا ہے کہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ ضروریہ دینیہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں۔ اس کے برخلاف مسلک دیوبندیت کے بانی مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب نے اپنی کتاب تحذیر الناس کے صفحہ ۳ میں حضور کے آخری نبی ہونے کا انکار کیا اور کہا کہ حضور کو آخری نبی سمجھنا یہ عوام کا عقیدہ ہے۔ پھر آگے چل کر بتایا کہ خاتم النبیین کا معنیٰ خاتمِ ذاتی ہے۔ اب کیا فیصلہ ہے قاضی موصوف کا اس مسئلہ میں کہ ایک عالم کہتا ہے کہ قرآن مجید کا کلمۂ مقدس خاتم النبیین بمعنیٰ آخر الانبیاء ہے۔ اس طرح کہ یہ کلمۂ قرآنی آخر الانبیاء کے سوا دوسرا کوئی معنیٰ ہی نہیں رکھتا۔ اس کے خلاف دوسرا عالم کہتا ہے کہ خاتم النبیین کا معنیٰ خاتم ذاتی ہے۔ اس طرح کہ جو اس کلمۂ قرآنی کو آخر الانبیاء کے معنیٰ میں خیال کرتا ہو وہ قرآن کے حق میں نا فہم ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان دونوں عالموں کا اختلاف عقائدِ اسلامیہ کا بنیادی اختلاف ہے یا صرف علمی جس کا اثر عقیدہ و ایمان پر نہیں پڑتا۔

قاضی موصوف نے زیرِ عنوان تقدیم

Scanned with CamScanner

صفحہ ۱۶ میں ایک جعلی کہانی نقل کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ ہندوستان میں میری دو آنکھیں ہیں۔ ایک مولانا رشید احمد جو فنافی اللہ ہیں اور دوسرے مولانا احمد رضا خاں صاحب جو فنافی الرسول ہیں اور دونوں حضرات نے ہی دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ اگر مولانا گنگوہی کسی بات پر شانِ الٰہی سے فروتر اور ہلکی محسوس کرتے ہیں وہ سخت گرفت کرتے ہیں۔

افسوس ہے کہ قاضی صاحب موصوف نے اس اختراعی حکایت کو تصادم سنیت و دیوبندیت کی ایک حسین توجیہ قرار دی ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ موصوف اس کہانی سے متفق ہیں۔ لیکن کیا موصوف کو نہیں معلوم کہ یہی ملا رشید احمد گنگوہی صاحب ہیں جنھوں نے براہین قاطعہ صفحہ ۳ میں اللہ تعالیٰ سبوح وقدوس کو کاذب بالامکان مانا ہے۔ اگر گنگوہی صاحب کو شانِ الٰہی کی پہچان ہوتی تو امکانِ کذب کا عقیدہ باطل کیوں اختیار کرتے؟ سرکار اعلیحضرت کے سامنے جب امکانِ کذب کا مسئلہ پیش ہوا۔ تو آپ نے اپنے رسالہ سبحٰن السبوح میں اللہ تعالیٰ کی سبوحیت کے اثبات اور امکانِ کذب کے بطلان پر دلائل عقلیہ و براہین نقلیہ کے انبار لگادیئے اور دن دوپہر میں سورج کی طرح روشن کردیا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے صدق واجب اور کذب محال بالذات ہے۔ اب سوال ہے قاضی صاحب موصوف سے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں وجوب صدق اور امکان کذب کا اختلاف دینی ہے یا صرف علمی جو ایمان و اسلام بگڑنے نہیں دیتا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قاضی صاحب موصوف کی نظر سے رسالہ مبارکہ سبحٰن السبوح گذرا ہی نہیں ورنہ وہ اس گمراہ کن جعلی کہانی کو اپنے مضمون میں ہرگز جگہ نہ دیتے۔

قاضی صاحب موصوف نے زیر عنوان تقدیم صفحہ ۲۲ پر تحریر فرمایا۔ بیشک مولانا احمد رضا کی ذات میں اور ان کے مشن میں ایک پہلو اور بہت بڑا پہلو جذباتیت کا موجود تھا۔ افسوس روح ایمان سے ناآشنا بعض تعلیم یافتہ حضرات سرکار اعلیٰحضرت کو متشدد بتاتے ہیں اور قاضی صاحب نے جذباتی ہونے کا فیصلہ صادر فرمایا۔ اس پر میں کیا عرض کروں۔ صرف اتنی گزارش ہے کہ اگر قاضی موصوف کی جگہ کوئی دوسرا شخص ہوتا تو میں بے دھڑک کہہ دیتا کہ یہ اعلیٰحضرت کا نادان دوست ہے

اب میں آپ کے دوسرے رفیق کار محترم ملک شیر محمد خاں صاحب کو پیش کرتا ہوں۔ موصوف زیر عنوان "تعارف صاحب کنز الایمان" صفحہ ۲۱ میں لکھتے ہیں۔

"زمین سیکڑوں مرتبہ آفتاب عالمتاب کے گرد چکر لگاتی ہے"

گردش زمین و سکون آفتاب کا عقیدہ ارباب ہیئت جدیدہ نے اختراع کیا۔ پھر اس اختراعی عقائد کو مسلم نما نیچریوں نے مسلمانوں میں شائع کر رکھا ہے جسے ہمارے سادہ لوح انشاء پرداز اپنے مضمون میں بطور حشو استعمال کرتے ہیں۔ گردش زمین کا نظریہ اپنے بطن میں ایسے خیالات کو متضمن ہے جو اسلامی

Scanned with CamScanner

عقائد سے متصادم ہیں۔ اسی لئے فلسفہ کی کتاب ہدیۂ سعدیہ میں حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ نے گردشِ زمین کے ابطال پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اور خود سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوزِ مبین در رد حرکت زمین میں دلائل کے کانٹے پر نظریۂ گردشِ زمین کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں۔ اور رسالۂ مبارکہ نزولِ آیات فرقان بسکون زمین و آسمان میں دلائل نقلی کے مطابق گردشِ زمین کی سخت تردید فرمائی ہے۔ اب اگر ملک صاحب موصوف کو مسلک سرکار اعلیٰحضرت سے واقفیت ہوتی تو وہ ایسا جملہ ہرگز ہرگز نہ لکھتے۔

موصوف محترم اسی ص۲۱ میں یہ تحریر کرتے ہیں۔

"تب کہیں تاریخ کے صفحات میں کوئی ایسی شخصیت ابھرتی ہے جس پر کائنات کے پردۂ زنگاری میں بیٹھا ہوا محبوب اپنی اعجاز آگیں نوازشیں بکھیر دیتا ہے۔"

یہ پردۂ زنگاری میں بیٹھا ہوا محبوب کس کو بتایا جارہا ہے۔ اگر موصوف نے یہ کلمہ اللہ رب العزت جل جلالہٗ کے لیے استعمال کیا ہے تو عرض ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا تَصِفُوْنَ

موصوف ص۲۴ میں لکھتے ہیں۔

"فہم وفراست کا یہ اعجاز نہیں تو اور کیا ہے؟ کہ آپ (اعلیٰحضرت) نے پونے چودہ سال کی عمر میں علوم متداولہ میں مکمل دستگاہ حاصل کرلی۔"

سرکار اعلیٰحضرت کے کمالِ فراست کو اعجاز کہنا خود اعلیٰحضرت کے مسلک کو اذیت پہنچانا ہے کیونکہ اعجاز کا کلمہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے عجیب وغریب افعال پر بولا جاتا ہے۔"

مذکورہ بالا اقتباسات میں آپ نے تحقیق وتدقیق کے جوانمول موتی بکھیرے ہیں وہ خود آپ کی تحریر سے ظاہر وباہر ہیں۔ البتہ آپ کے اس انداز بیان واسلوب تحریر سے یہ خاکہ ضرور ذہن نشین ہوتا ہے کہ اگر آپ کسی کتاب یا رسالے کا مطالعہ فرماتے تھے تو بڑی گہری اور تدقیقی نظر سے۔ نیز اس پر ناقدانہ نظر وخیال کا بھی لحاظ کرکے بہت غور وفکر سے مطالعہ فرماتے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں جہاں قاضی صاحب نے مسلک اعلیٰحضرت سے متصادم بات تحریر فرمائی۔ آپ نے وہاں وہاں مسلک اعلیٰحضرت ہی کی روشنی میں آپ کی کتابوں سے روشناس کرایا۔ (۱) مثلاً موصوف کا ملا رشید احمد گنگوہی کے بارے میں یہ لکھنا کہ وہ فنا فی اللہ تھے۔ اس وجہ سے اگر وہ کسی کی بات کو شانِ الٰہی سے کم درجہ یا ہلکی محسوس کرتے تو وہ سخت گرفت کرتے ہیں۔ "بدر ملت علیہ الرحمۃ اس بات کو اختراعی اور جعلی قرار دیتے ہوئے موصوف کو آگاہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ (قاضی) نے اس رسالۂ مبارکہ سبحٰن السبوح کا مطالعہ نہیں فرمایا ہے۔ ورنہ آپ جیسے مرکزی مجلس رضا کے رفقاء وکارکنندگان سے یہ بات صفحاتِ قرطاس میں وجود پذیر نہ ہوتی کیونکہ سرکار اعلیٰحضرت نے اس رسالہ مسئلہ امکان کذب کو دلائل عقلیہ ونقلیہ سے باطل ومردود فرمایا ہے (۲) اور جیسے یہ قول "زمین سیکڑوں مرتبہ آفتاب عالمتاب کے گرد چکر لگاتی ہے"، اس بات کی طرف غمازی کرتا ہے کہ قاضی موصوف نے حضور پرنور سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسائل ومقالات کا مشاہدہ تک نہیں کیا ہے۔ کیونکہ اگر موصوف سرکار

Scanned with CamScanner

اعلیٰ حضرت کے رسائل مثلاً "فوزِ مبین در رد حرکت زمین، نزولِ آیاتِ فرقان بسکونِ زمین و آسمان، کا مشاہدہ کیے ہوتے تو وہ مذکورہ بالا قول کو تحریر نہ فرماتے۔ کیوں کہ رسائل کے نام سے ظاہر و عیاں ہے کہ اس میں کن ابحاث پر بحث کی گئی ہے۔

(۳) اور جیسے "فہم و فراست کا یہ اعجاز نہیں تو اور کیا ہے"، اس جملے میں قاضی صاحب موصوف نے سرکار اعلیٰحضرت کے کمالِ فراست و ذہانت کو اعجاز تحریر فرمایا ہے۔ حالاں کہ اعجاز اور معجزہ جیسے کلمات صرف رسولانِ عظام و انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے دعویٰ نبوت کی تائید میں عجیب و غریب اور خارقِ عادت امور پر بولے جاتے ہیں۔ لہٰذا اب ایسے کلمات کا استعمال غیر نبی و رسول کے لیے استعمال کیوں کر جائز و مباح ہوگا۔ اور یہ جملہ کسی ایسے عاشقِ نبی اور حامی مسلکِ اعلیٰحضرت کو کیسے برداشت ہوتا۔ اس لیے آپ (بدر ملت) نے مرکزی مجلسِ رضا لاہور کے روحِ رواں حکیم محمد موسیٰ صاحب قبلہ کو آگاہ فرمایا کہ وہ اپنے رفقاء کار کو ایسے الفاظ و جملے کے استعمال سے روکیں اور اجتناب و پرہیز کرنے کی تاکید فرمائیں۔

(۳) تعبیراتِ الفاظ و معانی

یہ سچ اور حقیقت ہے کہ ہر ایک کے ذہن و دماغ میں کچھ نہ کچھ معانی و تعبیرات محفوظ رہتے ہیں جن کو وہ اپنی لیاقت و صلاحیت اور استعداد و بساط کے مطابق سپردِ قلم کرتا ہے۔ انہیں تعبیرات و معانی کو الفاظ و جملے کا جامۂ موزوں پہنانا اور حسنِ کلام اور عمدہ طرزِ استدلال سے بیان کر دینا تحریر و مکتوب میں جان پیدا کر دیتا ہے۔ جس کا مشاہدہ حضرت بدر ملت کے مکتوب مذکور کے اس پیراگراف سے کریں۔

"پھر ملک موصوف ص۳۶ میں محمود حسن دیوبندی کے ترجمۂ قرآن پاک پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اور محمود الحسن کے تراجم سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ زلیخا تو بدکاری پر آمادہ تھی ہی۔ معاذ اللہ یوسف علیہ السلام بھی آمادہ ہو گئے تھے"

حضرت زلیخا ایک عظیم الشان پیغمبر کی بیوی اور حرم ہیں ان کے لیے "تھیں" کے بجائے "تھی" بولنا مزاجِ سنیت کے قطعی خلاف ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگرچہ اس مقام پر دیوبندی ترجمہ کا نتیجہ بتایا جا رہا ہے لیکن معبِّر اور بیان کرنے والا تو سنی ہے۔ اس لیے اس کو یہ خیال رکھنا ہے کہ معبّر عنہ بھونڈا پھوہڑ ہو تو ہو لیکن تعبیر پھوہڑ نہ ہونے پائے۔ چنانچہ مذکورہ بالا دیوبندی مضمون کو یوں بھی ادا کیا جا سکتا ہے کہ۔

محمود الحسن دیوبندی کے ترجمہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت زلیخا تو ہمبستری پر آمادہ تھیں ہی۔ معاذ اللہ! حضرت یوسف علیہ السلام بھی آمادہ ہو گئے تھے

مذکورہ عبارت حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمۃ کے نام بھیجے گئے ـــ مکتوب کا ایک جزو ہے۔

اس عبارت میں الفاظ و معانی کے تعبیر کے بیان سے جو زور و قوت اور حسن و زیبائش پیدا کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ قبیح و آلائش اور ذلیل و شنیع جیسے تعبیر کا اندفع کیا ہے۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ قطعِ نظر اس سے کہ آپ نے اس اقتباس مذکور میں عقیدۂ حقہ

Scanned with CamScanner

اہلِ سنت وجماعت کو بھی خوب نمایاں کیا ہے۔ جیسا
کہ صدر الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمۃ نے بہارِ شریعت
حصہ اول صفحہ ۴۲ میں رقم فرمایا ہے کہ۔ انبیاءِ کرام علیہم السلام
شرک وکفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لیے باعث نفرت
ہو جیسے کذب وخیانت وجہل وغیرہا صفات ذمیمہ
سے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مروّت کے
خلاف ہیں۔ قبل نبوت اور بعد نبوت بالاجماع معصوم
ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں۔ اور حق یہ ہے
کہ تعمّداً صغائر سے بھی قبل نبوت اور بعد نبوت معصوم
ہیں۔

نیز اس تحریر سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں
انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی محبت حد درجہ
موجود تھی کیوں کہ مضمون نگار نے اپنے مضمون میں
محمود الحسن دیوبندی کے ترجمہ کا خلاصہ ذکر کیا ہے۔ نہ کہ
اپنے قول کو مگر پھر بھی بدر ملت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں
کہ اگرچہ اس جگہ دیوبندی مولوی کے ترجمہ کا خلاصہ
ونتیجہ نقل کیا جا رہا ہے۔ تعبیر کرنے والا تو سنی ہے۔

(۴) **تنقید وتنقیح** کسی کتاب یا تحریر کے
مشاہدہ ومطالعہ کا مقصد کچھ اس جانب بھی ہوتا ہے۔
کہ صاحب کتاب یا صاحب تحریر نے جس موضوع یا
عنوان پر طبع آزمائی کی ہے وہ اپنے موضوع یا عنوان
میں حق بجانب ہے کہ نہیں؟ نیز اس میں الفاظ واصوات
میں تال میل اور لذت آفرینی ومحاکات ومنظر کشی
کس انداز اور طرز میں کیا ہے۔ کہاں کہاں قلم کار نے
بے جا اور نامناسب الفاظ وتعبیرات کا استعمال کیا ہے
بدر ملت علیہ الرحمۃ کے اس مکتوب گرامی سے ان امور
کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ اور آپ کے اسلوب
تنقید وتنقیح اور رضویات پر گہرا مطالعہ کا بھی اندازہ
لگایا جا سکتا ہے۔ اب قارئین! حضرت علیہ الرحمۃ
کے بھیجے گئے مکتوب کے آخری پہلو کا مطالعہ کریں۔ اور
محظوظ ہوں۔

"اب میں مفتی اہل سنت .... دہلوی علیہ الرحمۃ
کے صاحبزادہ ..... صاحب کی نگارش کے بعض کلمات
کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔
جناب سرکار اعلیٰحضرت کے نعتیہ شاعری کے تعلق سے
ایک کتاب کے تقدیم میں لکھتے ہیں۔

"مولانا محمد علی جوہر نے علامہ اقبال کے لیے کہا
تھا کہ انھوں نے مسلمانوں کے دل قرآن کی طرف پھیر دیئے
لیکن مولانا احمد رضا خاں کا اعجازِ شاعری یہ ہے کہ انھوں
نے مسلمانوں کے دل صاحب قرآن کی طرف پھیر دیئے۔

عرض کرنا یہ ہے کہ اگر محترم نے عدم التفات کی
وجہ سے سرکار اعلیٰ حضرت کی شاعری کی طرف اعجاز
کی نسبت کر دی تھی تو مرکزی مجلس رضا لاہور کے معتمد
اراکین علماء نے طباعت واشاعت کے وقت اسے
برقرار کیوں رکھا۔ خط کشیدہ عبارت کی جگہ "کمالِ
شاعری" بنا دیتے۔

یہی محترم "فاضل بریلوی کے اور ترک موالات
کے صفحہ ۱۶ پر سرکار اعلیٰحضرت کے بارے میں ڈاکٹر سر
محمد اقبال کے چند تعریفی جملے نقل فرمائے ہیں جن کے
آخر میں یہ ہے

"بایں ہمہ ان کی طبیعت میں شدت زیادہ
تھی۔ اگر یہ چیز (یعنی شدت کی زیادتی) درمیان
میں نہ ہوتی تو مولانا احمد رضا خاں گویا اپنے دور کے

Scanned with CamScanner

امام ابوحنیفہ ہوتے۔ (مقولہ سر محمد اقبال)

افسوس صد افسوس! ڈاکٹر صاحب نے نیچری اور صلح کلی مسلک کے لوگوں کے پروپیگنڈے سے متأثر ہو کر سرکار اعلیحضرت کے بارے میں جو ایک غلط نظریہ قائم کر کے آپ کے تصلب فی الدین جیسے پاکیزہ محبوب کردار کو شدت بے جا قرار دے رکھا تھا۔ یہ تو ڈاکٹر صاحب کی ناواقفی تھی۔ لیکن ہمارے محترم کا یہ فرض تھا کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کے اس غلط نظریہ کو نقل نہ فرماتے اور اگر نقل کرنا ضروری تھا تو دبے دبے لفظوں میں اس کی صفائی کی ضرورت نہ تھی بلکہ کھلے لفظوں میں اس کی تردید کی جاتی۔ محترم موصوف نے ڈاکٹر اقبال کی جرح کا یوں جواب دیا کہ

"آخر میں جس شدت کا ذکر (علامہ اقبال نے فرمایا ہے اس میں نفسانیت کا شائبہ تک نہ تھا"

لیکن ڈاکٹر صاحب نے صرف شدت کا ذکر نہیں کیا بلکہ "شدت زیادہ تھی"، کا ذکر کیا جس کا معنی ڈاکٹر صاحب کے نزدیک شدت بے جا ہے۔

پھر ڈاکٹر صاحب کی تنقید بھی کتنی مہمل تنقید ہے کہ جملہ شرطیہ بالکل بے جوڑ لائے۔ اگر تنقیدی جملہ بولنا ہی تھا تو یوں فرماتے کہ۔

اگر مولانا احمد رضا خاں کی طبیعت میں زیادتی شدت نہ ہوتی تو وہ اپنے دینی، فقہی، علمی کارناموں کی بدولت مسلمانوں کے تمام فرقوں میں ہر دل عزیز ہوتے

محترم موصوف نے اپنی شگفتہ و شاداب تالیف فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں ص۳۶ اور ص۷۰ میں الاجازات المتینہ کے حوالے سے حضرت مولانا شاہ عبدالحق مہاجر مکی مصنف حاشیہ اکلیل کا بیان نقل فرمایا۔ وہو ھذا۔ "انی مقیم بالمدینۃ المنورۃ منذ سنین الخ

اس کے بارے میں عرض کرنا یہ ہے کہ یہ بیان حضرت مولانا شاہ عبدالحق علیہ الرحمۃ کا نہیں بلکہ ان کے شاگرد حضرت مولانا کریم اللہ مہاجر مدنی کا ہے جو سرکار اعلیحضرت کی حاضری مدینہ کے وقت مدینہ طیبہ میں مقیم تھے۔ حضرت مولانا علیہ الرحمۃ اصل باشندہ الٰہ آباد کے ہیں۔ پھر آپ نے ہندوستان سے مکہ شریف ہجرت فرمائی۔ اسی لیے مہاجر مکی کہے جاتے ہیں جس زمانے میں سرکار اعلیحضرت نے حرمین شریفین کا سفر فرمایا۔ حضرت مولانا موصوف کا قیام مکہ شریف میں تھا چنانچہ حسام الحرمین کی تصدیق لکھنے والے علمائے مکہ کی قطار میں آپ کا نام ہے۔

فی الحال میرے سامنے الاجازات المتینہ نہیں ہے ورنہ میں خود دیکھ لیتا۔ ملفوظات حصہ دوم میں جہاں سفر حجاز کے واقعات سرکار اعلیحضرت سے منقول ہیں وہیں مذکورہ بالا بیان اعلیحضرت نے مولانا کریم ۶۶ مہاجر مدنی کی طرف منسوب کیا ہے۔ لہٰذا آئندہ ایڈیشن میں بجائے مولانا عبدالحق مہاجر مکی کے مولانا کریم اللہ مہاجر مدنی کا بیان کر دیا جائے۔

محترم موصوف نے تالیف مذکورہ ص۱۴۳ میں مرزا قادیانی اور دیابنہ کی ان کتابوں کی فہرست دی ہے جن پر حسام الحرمین میں سرکار اعلیحضرت نے بحث کی ہے۔

سرکار اعلیحضرت نے حسام الحرمین کے ابتدائی صفحات میں مرزا قادیانی اور دیابنہ کی جن تصنیفات کے حوالے دیئے تھے ان کی فہرست محترم موصوف نے اپنی تالیف مذکورہ ص۱۴۳ میں پیش کی اور وہ یہ ہے۔

Scanned with CamScanner

(۱) اعجاز احمدی (۲) ازالۃ الاوہام (۳) فتاویٰ رشیدیہ
(۴) براہین قاطعہ (۵) حفظ الایمان۔

یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ اس فہرست میں فتاویٰ رشیدیہ کے بجائے مولوی محمد قاسم نانوتوی کی کتاب "تحذیر الناس" ہونی چاہیے۔ کیوں کہ سرکار اعلیٰحضرت نے حسام الحرمین میں تحذیر الناس کا حوالہ دیا ہے لیکن فتاویٰ رشیدیہ کا حوالہ نہیں دیا ہے۔ تالیف مذکورہ کے اسی ص۱۴۲ میں شیخ عبد الحق مہاجر مدنی لکھ گیا ہے اس کے بجائے مکی ہونا چاہیے۔

تالیف مذکور کے صفحہ ۴۲/۹۷/۱۱۸ میں نزہۃ الخواطر کے مصنف کو مولانا عبد الحی لکھنوی لکھا ہے جس سے قارئین کو دھوکا ہوگا کہ یہ فرنگی محل کے فاضل مولانا عبد الحی بن مولانا عبد العلیم ہیں۔

نزہۃ الخواطر کا مصنف رائے بریلی کا باشندہ ہے۔ ندوۃ العلماء کی نگرانی کے سلسلے میں لکھنؤ میں اقامت پذیر تھا۔

ص۸۶ تالیف مذکور میں ہے "علمائے مدینہ فاضل بریلوی کی معجز کلامی کو دیکھ کر بے ساختہ پکار اٹھے"

تالیف مذکور ص۹ میں اسماء خلفائے اعلیٰحضرت کے سلسلے میں ایک شخص کے دو نام لکھ کر دو شخص ظاہر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

(۲۲) مولانا عبد الباقی (۲۳) مولانا برہان الحق جبل پوری۔ مولانا عبد السلام جبل پوری علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے مولانا عبد الباقی برہان الحق صاحب نے بھی سرکار اعلیٰحضرت سے خلافت پائی ہے۔ اور ابھی بقید حیات ہیں۔ تالیف مذکور ص۹ میں غالباً کاتب کے قلم سے یوں لکھ گیا ہے۔

(۲۲) مولانا عبد الباقی (۲۳) مولانا برہان الحق جبل پوری۔

تالیف مذکور ص۱۰۳ میں ہے۔ حضرت مولانا سید اسمٰعیل بن خلیل (مدینہ منورہ) یہاں مدینہ منورہ کے بجائے مکہ معظمہ چاہیے۔

تالیف مذکور ص۱۲۳ میں ہے اور بعض ان کے (یعنی بدر الدین احمد کے) ذاتی مشاہدات پر مبنی ہیں

یہاں یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ میں نے سرکار اعلیٰحضرت کے سفر حجاز کے جو حالات سوانح اعلیٰحضرت میں لکھے ہیں وہ میرے مشاہدات پر مبنی نہیں بلکہ ملفوظات اعلیٰحضرت سے ماخوذ ہیں۔

مجدد مأۃ حاضرہ کے فیوض و برکات، دینی، کلامی فقہی، علمی خدمات کے پیش نظر مجدد مأۃ حاضرہ کے زمانے میں اکابر علماء اسلام نے آپ کو اپنا استاذ مانا "اعلیٰحضرت" کے نام سے موسوم کیا۔ پھر یہ مقدس نام موافقین و مخالفین کے دونوں طبقوں میں مشہور ہو گیا۔

فقط والسلام

بدر الدین احمد

۲۰ صفر ۱۳۹۶ھ مطابق ۲۱ فروری ۱۹۷۶ء

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی زندگی میں سرکار اعلیٰحضرت سے وابستگی و شیفتگی کا رنگ بہت گہرا تھا۔ آپ کی تحریر پڑھیے تو سرکار اعلیٰحضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ سے عشق و محبت کی جلوہ طرازیاں جگہ جگہ پر نظر آئیں گی۔ کیوں کہ حضور پرنور سرکار اعلیٰحضرت سے آپ کا رشتہ محبت و الفت بہت ہی مضبوط و مستحکم تھا۔ اسی لئے آپ کی پوری زندگی مسلک اعلیٰحضرت کی ترویج و اشاعت اور تقدم و ترقی میں

Scanned with CamScanner

گزری۔ نیز آپ کی حیات مبارکہ کا ایک ایک لمحہ
ایک ایک لحظ دشمنان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اور مخالفین مسلک اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
جانب سے کیے جانے والے بے محل اور بے جا سوالات
کے جوابات دینے اور ان کے باطل عقائد و نظریات کو
رد و باطل کرنے کے لیے وقف تھا۔ بیگانے تو بیگانے ہیں
اگر اپنے کسی سنی مسلمان بھائی کی تحریر کو مسلک اعلیٰحضرت
سے متصادم ہوتے دیکھا تو فوراً آپ نے ان کو حق اور
درست بات سے آگاہ و باخبر فرمایا۔ جیسا کہ آپ کی
مذکورہ تحریر میں جگہ جگہ پر یہ جلوہ سامانیاں ظاہر و باہر
ہیں۔

راقم الحروف نے خلیفۂ بدر ملت حضرت علامہ
و مولانا صوفی عبد الصمد صاحب قبلہ دام ظلہ کے حکم پر
بدر ملت علیہ الرحمۃ کے اس مکتوب پر خامہ فرسائی کی
ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اس خراج عقیدت کو قبول فرمائے
اور حضرت علیہ الرحمۃ کے فیوض و برکات سے ہم سنی
مسلمانوں کے قلوب و اذہان کو مستنیر فرمائے۔
آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل
الصلاۃ والسلام

محمد اسلام خاں مصباحی بہرائچی۔

آپ کا اجازت نامہ برائے تعویذ و نقوش

۸۶/۹۲ میں ذاکر القادری بن نعمت علی ہوں میں
اقرار کرتا ہوں کہ سنی مذہب حق ہے۔ رافضیوں قادیانیوں
وہابیوں دیوبندیوں کا مذہب باطل ہے۔ میں بد مذہبوں
بالخصوص وہابیوں غیر مقلدوں وہابیوں مودودیوں
وہابیوں تبلیغیوں وہابیوں صلح کلیوں سے بیزار ہوں
میں ان فرقہائے باطلہ سے رشتہ نہیں کروں گا۔ نہ ان
کا نکاح پڑھاؤں گا۔ میں سرکار اعلیٰحضرت کی تعلیم کی
روشنی میں سنت کے مطابق وضو بناؤں گا غسل کروں
گا۔ نماز پڑھوں گا۔ جہاں تک ہو سکے گا جماعت
بلا عذر شرعی نہ چھوڑوں گا۔ دعا تعویذ کے سلسلہ
میں عورتوں کو بے حجاب سامنے نہ آنے دوں گا۔

محمد ذاکر القادری۔
۱۴ ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ

۹۲/۸۶، مذکورہ بالا معاہدہ نامہ ذریعۂ ڈاک مجھ کو
وصول ہوا۔ اس معاہدہ کی بنیاد پر مولوی محمد ذاکر القادری
صاحب ساکن بلبھریا ضلع گونڈہ کو میں علیٰ برکۃ اللہ ثم
علیٰ برکۃ رسولہ الکریم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ و اکمل
التسلیم تعویذات و نقوش لکھنے کی اجازت دیتا ہوں۔
اور موصوف کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ لوگوں سے تعویذ کی
اجرت ہرگز طلب نہ کریں۔ مصیبت زدہ افراد کو تعویذ
دینے کے ساتھ ان کی سنیت کا سدھار کریں۔ انھیں
نماز پڑھنے، داڑھی رکھنے، زکوٰۃ دینے، روزہ
رکھنے عشر نکالنے کی تلقین کریں۔ اور خود بہار شریعت
حصہ اول دوم، سوم، چہارم، پنجم نیز فتاویٰ رضویہ
جلد سوم کا مطالعہ کرتے رہیں۔ اور بیوی کو پردہ
میں رکھیں۔ نیز اس کو فاسقانہ لباس پہننے سے
بچائیں۔ یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم جل شانک
تو اپنے حبیب نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل
عزیز موصوف کو حمایت شریعت و اشاعت مسلک اعلیٰحضرت
کی توفیق دے۔ ان کے لیے شریعت کے مطابق زندگی بسر
کرنا آسان بنا۔ اور نصرت دین کی برکت سے ان کو از غیب
باعزت روزی عطا فرما۔ آمین۔ کتبہ بدر الدین احمد قادری

Scanned with CamScanner

حضور بدر ملت

اور سوانح اعلیحضرت

از حضرت مولانا حافظ وقاری محمد فضل حق صاحب قبلہ نوری استاذ مدرسہ
گلشن رضا کولمبی ضلع ناندیڑ مہاراشٹر

بقیۃ السلف حضور بدر ملت علامہ شاہ بدرالدین احمد صدیقی قادری رضوی نوری نوراللہ مرقدہٗ کی ذات مقدسہ ارباب علم وفن کے نزدیک محتاج تعارف نہیں بلکہ اپنوں اور بیگانوں کی اکثریت بھی آپ کی عبقریت کا خطبہ پڑھنے پر مجبور ہے۔

یوں تو آپ کی آفاقی شہرت بے لوث بلاخوف لومۃ لائم احقاق حق وابطال باطل نیز تفقہ فی الدین کے باعث ہے مگر اہل نظر خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ درس وتدریس وعظ وتقریر اور رد ومناظرہ نیز تصنیف وتالیف میں بھی انفرادی شان کے مالک تھے۔

قلمی جواہرات

آپ نے صرف درس وتدریس ہی میں ناقابل تسخیر علمی کارنامہ انجام نہیں دیا بلکہ جہاں انسانی ذہن وفکر کے آفاق پر اپنے تبحر علمی کا سکہ بٹھایا ہے ہیں تصنیف وتالیف کے میدان میں بھی آپ کا قلمی فیضان ایک جہان تیرہ وتار کے لیے منارۂ نور ثابت ہوا ہے

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ نے جس موضوع پر قلم اٹھایا تو اس پر بے شمار علمی جواہرات بکھیرتے چلے گئے یہی وجہ ہے کہ آپ کے درِ نایاب تصنیفات مثلاً جواہر المنطق، فیض الادب اول ثانی عروس الادب، تلخیص الاعراب، تعمیر قواعد اول ودوم، تعمیر ادب اول دوم سوم، چہارم پنجم وغیرہ کے منظر عام پر آتے ہی مدارس عربیہ کے علماء وفضلاء اور دانش وران قوم وملت داخل نصاب کرنے پر مجبور ہوگئے

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کی گوناگوں خصوصیات میں ایک اہم عنصر عشق رضا اور حب مسلک اعلیحضرت بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب تمام مذاہب باطلہ بے شمار طاغوتی طاقتوں سے لیس ہوکر شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا سرکار اعلیحضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی کی مقدس ذات پر افتراپردازیاں اور بہتان تراشیاں کرکے ان کی مقدس ذات کو مجروح کرنے کی ناپاک کوشش کی تو اس وقت آپ نے "سوانح اعلیحضرت" جیسی بے نظیر و

بے مثل کتاب تحریر فرما کر تمام مذاہب باطلہ بالخصوص وہابی، دیوبندی، ندوی، رافضی، خارجی، قادیانی وغیرہ کے ناطقے بند کر دیئے نیزان طعن و تشنیع کرنے والوں کے شین قاف پر تحقیق و تدقیق دلائل و شواہد کے دریا بہا دیئے اوران کے اقوال فاسدہ کی تردید بلیغ فرما کر عقل ونقل روایت و درایت، سیاق و سباق اور دلائل و قرائن کے آئینے میں ان کی دھجیاں بکھیر کر انہیں ھباءً منثورًا کر دیا۔

اس وقت راقم السطور کے سامنے حضور بدر العلماء کی کتاب بنام "سوانح اعلیحضرت"، کاوہ مایۂ ناز علمی و تحقیقی نسخہ موجود ہے جس کے کل چار سو صفحات ہیں اور ہر صفحہ علم و فن تحقیق و جستجو کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ حوالوں کی گرفت، زبان کی سادگی، اور تحریر کی شائستگی ہر جگہ موجود ہے۔

مذکورہ در نایاب کتاب کا تذکرہ کرتے ہوئے دنیائے سنیت کے بے باک مناظر حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ اپنے پیش لفظ میں یوں رقم طراز ہیں۔

اس کتاب مستطاب کی ثقاہت اور مقام اعتبار کا اندازہ لگانے کے لیے یہ واقعہ بہت کافی ہے کہ اعلیحضرت پر لکھنے والے سارے اہل قلم نے اسے پورے اعتماد کے ساتھ ماخذ کی حیثیت سے استعمال کیا اور آئندہ بھی جب کوئی اعلیحضرت پر قلم اٹھائے گا تو اس کتاب سے استفادہ کیئے بغیر وہ اپنے موضوع کا حق کامل طور پر نہیں ادا کرسکے گا۔ (منہ صد۳)

حضور بدر العلماء علیہ رحمۃ الباری خود فرماتے ہیں کہ جو شخص ناحق طرفداری کے دباؤ سے بے نیاز ہوکر اس تاریخی کتاب کا مطالعہ کر ڈالے تو فضل الٰہی سے پوری امید ہے کہ وہ علمائے حق و حامیان باطل کی شناخت نہایت آسانی سے کرے گا۔ منہ صد۳۵۔

یوں تو آپ نے تمام فرقہائے باطلہ کے ایک ایک فرد کو کتاب کے زریں اوراق پر جو ضربیں لگائی ہیں وہ آب زر سے سپرد قرطاس کرنے کے قابل ہیں۔ لیکن مضمون کی طوالت کو ملحوظ رکھتے ہوئے کتاب کا صرف ایک اقتباس نظر قارئین کرکے آپ کے تجر علمی اور علوم و فنون پر دستگاہ کامل کی ایک جھلک دکھانا چاہتا ہوں۔ تاکہ یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے کہ فرقہائے باطلہ کے تردید و بیخ کنی کا جو نرالا اسلوب اور تحقیقی انداز آپ کے یہاں ہے عصر حاضر میں اوروں کے یہاں کمیاب ہے۔

قصرِ باطل میں زلزلہ

جب سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت نے امکانِ کذب الٰہی کے بطلان میں سبحن السبوح جیسی مقدس کتاب تصنیف فرما کر تمام مذاہب باطلہ وہابیہ، دیابنہ قادیانیہ کے عقائد خبیثہ پر دو سو کوڑوں کی ایسی ضرب شدید لگائی جس سے قلعۂ وہابیت کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ اس وقت ان کے ایوان باطل میں جو زلزلہ برپا ہوا اس کے بارے میں حضور بدر ملت یوں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

ٹانڈوی صاحب سُبحٰنَ السُّبُّوحِ کے براہین قاہرہ، دلائل باہرہ سے چکاچوندھ ہوکر یوں

رقم طراز ہیں۔
مجدد التفضیل صاحب نے خیال کیا کہ ہم بھی خون لگا کر شہیدوں میں داخل ہو جائیں چٹ ایک رسالہ مسمیٰ سبحٰن السبوح لکھ کر کھینچ مارا۔ اس کو دیکھا گیا تو سوائے گالی گلوج اور خرافات و بازاری باتوں کے اور کوئی مضمون علمی ایسا نہیں تھا کہ جس کی طرف توجہ کی جاوے۔ علاوہ ازیں کبھی کسی عالم نے ان کو اہل علم سے شمار ہی نہ کیا اور نہ کچھ علمی باتیں تھیں۔ بازاریوں کی سی گفتگو تھی اس لیے ان کے رسالے کے رد کی طرف توجہ کرنا محض بے سود بلکہ خلاف شان و ہتک عزت شمار کیا گیا۔

دیوبندی علماء جو بارگاہ رسالت میں گالیاں دینے کے عادی رہ چکے ہیں وہ اگر اعلیٰ حضرت کو مجدد التفضیل کہہ کر گالیاں دیں تو اس پر ہمیں کوئی حیرت نہیں لیکن اس بات پر ہمیں اور ہر انصاف پسند کو حیرت ہے کہ جس سبحٰن السبوح میں اعلیٰ حضرت نے امکان کذب کے باطل ہونے پر تیس نصوص پیش کئے اور پچیس فولادی دلائل اور روشن حجتیں قائم فرمائیں وہ ٹانڈوی صاحب کے نزدیک صرف گالی گلوج اور خرافات اور بازاری باتوں کا مجموعہ ہے۔ اور پھر یہ بات اور بھی زیادہ قابل غور ہے کہ جس سبحٰن السبوح میں کثیر آیات قرآنیہ کے روشن موتی پروئے گئے ہوں اور تفسیر کبیر، تفسیر بیضاوی تفسیر مدارک، تفسیر ابی سعود، تفسیر روح البیان تفسیر عزیزی، فقہ اکبر، شرح السنوسی، مواقف شرح مواقف، عقائد، شرح عقائد، شرح مقاصد مسامرہ، مسایرہ، حدیقہ ندیہ، شرح طریقہ محمدیہ کنز الفوائد، طوالع الانوار، شرح طوالع شرح عقائد جلالی، مسلم الثبوت، فواتح الرحموت، مفاتیح الغیب، ارشاد العقل، منح الروض، شفائے قاضی عیاض، نسیم الریاض، شرح مقاصد الطالبین، رد المحتار، حلیہ، المعتقد المنتقد سے کثیر حوالے نقل کیے گئے۔ ہوں ایسی تحقیقی کتاب میں صدر المدرسین جناب ٹانڈوی صاحب کو کوئی بھی علمی بات نہ ملی۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ اس مقام پر خود ٹانڈوی صاحب نے اپنے علم و دانش کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ جو لوگ نہیں جانتے تھے اب وہ بھی جان گئے کہ دیگر فاضلان دیوبند کی طرح جناب صدر المدرسین حسین احمد صاحب ٹانڈوی بھی سبحٰن السبوح کے علمی دلائل و براہین کے جواب سے نہ صرف عاجز تھے بلکہ سمجھنے سے بھی قاصر ہی رہے۔ رہا اعلیٰ حضرت کی کتابوں کا رد اور جواب لکھنا تو یہ کام مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی جیسے بڑوں سے تو ہو ہی نہ سکا جو علماء دیوبند کے استاذ مخدوم الکل اور حکیم الامت تھے۔ ٹانڈوی صاحب تو بہرحال ان سے چھوٹے ہی ہیں۔

(سوانح اعلیٰحضرت صد ۲۰۳ مطبوعہ رضا اکیڈمی)

مزید پھر آپ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جانا جس نے جانا اور جس نے نہ جانا وہ اب جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے پیارے رسول سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کرم سے اعلیٰ حضرت نہ صرف یہ کہ علوم دینیہ کے صاحب بصیرت عالم تھے بلکہ اپنے معاصرین فقہاء و محدثین کے امام اور ارباب منطق و فلسفہ کے استاذ تھے۔

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے اکابر علماء اسلام نے آپ کے علم و فضل کا مشاہدہ کر کے تحریری گواہی دی کہ شیخ احمد رضا بریلوی "علامۂ کامل

استاذ ماہر، یکتائے زمانہ، امام یگانہ، علما مشاہیر کے سردار، نادر روزگار، دریائے ذخار، عالم کثیر العلم، فاضل سریع الفہم ہیں
(سوانح اعلیحضرت صفحہ ۲۰۳ مطبوعہ رضا اکیڈمی)

یہ وہ اہم ترین خوبیاں اور خصوصیتیں ہیں کہ سوانح اعلیحضرت کا ہر قاری اس کے علمی اہمیت، شرعی نزاکت، فکری اصابت، موضوعات وشتملات کی وسعت اور اسلوب تحریر و تفہیم کی خصوصیت کو کما حقہ محسوس کر سکتا ہے۔

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ الباری نے فرقہائے باطلہ خصوصا وہابیہ، دیابنہ، ندویہ، رافضیہ قادیانیہ کے علم وعمل کا جس انداز سے سوانح اعلیحضرت میں جنازہ نکالا ہے۔ وہ تمام مرتدین کے لیے تازیانۂ عبرت ہے۔

اے کاش! ان کوچشموں اور کوتاہ فہموں کو اپنے مبلغ علم کا کچھ پاس ولحاظ ہوتا تو اس طرح کی تحریریں حضور سیدنا سرکار اعلیحضرت محدث بریلوی کے تعلق سے منظر عام پر لانے کی جسارت نہ کرتے اور نہ پھر کسی کو ان کی حماقتوں کا پردہ فاش کرنے کا موقع ملتا۔

یہ تھیں سوانح اعلیحضرت کے تعلق سے حضور بدر ملت کے علوم دینیہ وفنون عقلیہ کے چند جھلکیاں جس کے گلستان تحقیق میں انکشافات و تحقیقات کے ایسے ایسے پھول کھلے ہیں جن کو جمع کرنا مجھ عدیم الفہم کے بس کا کام نہیں۔ یہاں تو صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ اہل سنت کے علوم ومعارف کا یہ بحر بے کراں شریعت مصطفویہ کا مہر درخشاں جب ایوان باطل پر برق خاطف بن کر گرتا ہے تو مزعومات باطلہ کے تاج محل کھنڈرات میں تبدیل ہوتے نظر آتے ہیں۔

اپنے کر دیا اعلیٰ حضرت کی سوانح جب مکمل ہوگئی ہر سمت مدحت بدر ملت آپ کی دیوبندی قادیانی یا وھابی رافضی چھاگئی ہے سب پہ ہیبت بدر ملت آپ کی

بنام حضرت مولانا وصی احمد صاحب قبلہ رضوی گونڈوی استاذ دار العلوم بہار شاہ فیض آباد۔ ۹۲-۸۶ء
از بڑھیا ۲۸ ذی الحجہ سنہ ۱۳۹۸ھ

عزیزم شیدائے اعلیحضرت وعلیکم السلام ثم السلام علیکم
آپ کا ایک جوابی کارڈ پہلے آیا پھر آج آیا۔

۸ محرم سنہ ۱۳۹۹ھ اتوار ۵ اور خط ملا نہیں۔

جناب ذاکر القادری صاحب کے پرانے خط تلاش کرنے میں لمبی تاخیر ہوگئی اور خط ملا نہیں۔ آپ مہربانی کرکے مولوی علاء الدین صاحب کو دھانے پور بلبھریا بھیج دیں۔ عزیزم مولوی علاء الدین میری طرف سے مشاہرہ کے بارے میں موصوف کو بتادیں گے کہ فی الحال دوسو روپئے ماہانہ اور ناشتہ اور کھانا رہے گا۔ باقی دیگر معاملات کو بھی نکھار لیں گے۔ جناب ذاکر القادری صاحب سے صرف غائبانہ میرا تعارف ہے۔ میں نے بطور مشورہ موصوف کے خط کے جواب میں لکھا تھا کہ وہ آپ کو اپنے ادارہ میں خدمت دینی کے لیے بلالیں۔ وہ بیعت کے اعتبار سے حشمتی ہیں اس لیے مسلک سرکار اعلیحضرت کی اشاعت میں خوب دلچسپی لیں گے۔ یہ میری ان کی ذات سے امید ہے۔ کارکنان قضا وقدر کی طرف سے تقریر کی استعداد مجھ سے واپس لے لی گئی ہے۔ اب نمبر تحریر کا ہے۔ دھیرے دھیرے وہ بھی واپس لی جارہی ہے۔ اس لیے لکھنے کا کام اب غیر معمولی تاخیر کا شکار ہے۔ گھر والوں کو سلام عرض ہے۔ فقط والسلام۔ بدر الدین احمد۔ بڑھیا کھنڈسری بستی

مصلحِ امت بدرِ ملت

از حضرت حافظ و قاری شاہد رضا صدیقی قادری رضوی استاذ صدر شعبہ حفظ و قرأت
مدرسہ گلشن رضا کولمبی ضلع ناندیڑ (مہاراشٹر)

یادگار سلف سند المحققین، بدر ملت حضرت علامہ مفتی الشاہ بدر الدین احمد صدیقی قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان ہمام ہے اسلام کے اس بطل جلیل کا جن کی رہنمائی نے سیکڑوں گم گشتگان منزل کو نور ہدایت بخشی، جس مقدس شخصیت نے نہ جانے کتنے وادیٔ ضلالت میں بھٹکنے والوں کو راہ راست پر گامزن کیا اور کتنے ہی لوگوں کو ارتداد و بدمذہبیت کے مہیب غار میں گرنے سے بچایا۔ جنہوں نے اپنے دور کے جملہ دشمنان اسلام و بطور خاص عظمت رسالت کے خلاف تمام تحریکوں، تنظیموں اور جماعتوں سے امت مسلمہ کو روشناس کیا۔ اور سخت انداز میں ان کا استیصال فرمایا۔

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کا مقصود فکر اور مطمح نظر ہمیشہ یہ رہا کہ عوام اہلسنت کو حضور جان نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حقوق تعظیم سے آگاہ کرتے ہوئے ان کے دلوں کو گنجینۂ عشق مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا مسکن بنایا جائے اور شاتمان بارگاہ رسالت کے عقائد باطلہ و مکائد باطنہ سے آگاہ کرتے ہوئے ان سے ہوشیار رکھا جائے۔ نیز کتاب و سنت کی روشنی میں کفار و مرتدین وہابیہ دیوبندیہ وغیرہم سے اتحاد و محبت نہ رکھنے کی انہیں ترغیب و تلقین کی جائے۔ کیونکہ کفار و مرتدین و بدمذہب کی محبت و دوستی سے اجتناب کرنا اور ان سے نفرت و بیزاری کا اظہار کرنا مومن کا شعار، ایمان اور سبب دخول جنان ہے۔ جیسا کہ قرآن مقدس میں اللہ عزوجل کا فرمان عالی شان ہے لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ (پ ۲۸ ع ۳ آیت ۲۲)

ترجمہ: تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ و رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں (ترجمۂ رضویہ)

حضور صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان مندرجہ بالا

Scanned with CamScanner

آیتِ مقدسہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں ،، یعنی مومنین سے یہ ہو ہی نہیں سکتا اور ان کی یہ شان ہی نہیں اور ایمان اس کو گوارہ ہی نہیں کرتا کہ کہ خدا اور رسول کے دشمن سے دوستی کرے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ بد دینوں اور بد مذہبوں اور خدا اور رسول کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں سے اختلاط و مؤدت جائز نہیں ۔ (تفسیر خزائن العرفان)

مذکورہ بالا آیت شریفہ سے یہ بات آفتاب نیمروز کی طرح ظاہر و روشن ہوگئی کہ دشمنانِ خدا و رسول (جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے محبت رکھنا ایمان کے منافی ہے اور ان سے سچی عداوت رکھنا ایمان کی علامت ہے۔ (حقائق التفسیر میں آیا ہے۔ ،، من صح ایمانہ واخلص توحیدہ فانہ لا یانس الیٰ مبتدعٍ ولا یجالسہ ولا یشارکہ ولا یاکلہ۔ ومن تحبب الیٰ مبتدع ینزع نور الایمان من قلبہ ۔ یعنی جو شخص صحیح ایمان والا اور خالص موحد ہوگا وہ کسی بد مذہب سے نہ دوستی رکھے گا نہ اس کے پاس بیٹھے گا۔ نہ اس کے کسی کام میں شریک ہوگا۔ نہ اس کے ساتھ کھائے پیئے گا۔ اور جو شخص کسی بد مذہب کو محبوب رکھے گا تو اس کے دل سے نور ایمان ختم کر دیا جائے گا: بحوالہ سیف الابرار ص۲۴)

مذکورہ حوالہ سے ایک بات تو یہ واضح ہوئی کہ جو مؤمن مخلص ہوگا وہ کبھی کسی بد مذہب سے تعلقات و دوستی قائم نہیں کر سکتا۔ (چہ جائیکہ وہابی دیوبندی جو کہ مرتد ہیں) دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص بد مذہبوں سے محبت کرے گا اس کا قلب ضیائے ایمان سے محروم کر دیا جائے گا۔

غرضیکہ ان تمام حوالہ جات کا حاصل اور نچوڑ یہی ہے کہ اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت رکھنا علامتِ ایمان بلکہ مدار ایمان و مدار نجات ہے۔ مذکورہ بالا حوالوں کی روشنی میں حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کے ارشادات عالیہ و تحریرات مبارکہ کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے گی کہ آپ یقیناً اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ کے مظہر تھے۔ آپ اخلاص و للّٰہیت، تقویٰ طہارت عزیمت و استقامت کے پیکر تھے آپ کی حیات مبارکہ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کی آئینہ دار تھی۔ آپ نے کبھی بھی دشمنانِ خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کسی بھی معاملے میں مصالحت نہیں فرمائی۔ اور مصالحت و اتحاد کرنے والوں کو اس سے بچنے کی ترغیب بھی فرماتے رہے۔ چنانچہ آپ کی حیات مبارکہ میں مسلم پرسنل لاء بورڈ کی جانب سے ،، شریعت بچاؤ تحریک ،، کے جلسے جب عروس البلاد بمبئی میں جگہ جگہ ہو رہے تھے اور ان جلسوں میں وہابی، دیوبندی مولویوں کے ساتھ بعض سنی علماء خلط ملط ہو کر ہائی کورٹ کے فیصلے کے رد میں تقریریں کر رہے تھے اس

وقت حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ نے ان سُنی علماء کو متنبہ کرتے ہوئے اور اس اتحاد پر اظہار افسوس کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا۔

"ہمیں حیرت اور سخت حیرت اس بات پر ہے کہ اقلیم خطابت کے موجودہ شہنشاہ اکبر جناب حافظ عبید اللہ خاں اعظمی نے شریعتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے ان غداروں اور مسلمانوں کے ان قاتلوں کے کندھوں سے کندھا ملا کر بمبئی کی سرزمین پر بیسیوں احتجاجی جلسوں میں قوم سے خطاب کرنا کیسے گوارا فرمایا۔ موصوف ہی کی طرح بعض دیگر سنی علماء نے بھی گستاخانِ بارگاہِ رسالت کے ساتھ خلط ملط ہو کر تقریریں کی ہیں جو باعث تعجب ہے۔ اگر نئی پود کے سادہ لوح نوجوان اس خلط ملط کو دیکھ کر وہابی علماء کو پیشوائے اسلام سمجھیں اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں تو ان مسلمانوں کے عقائد بھی بگڑیں گے اور ان کی نمازیں بھی برباد ہوں گی۔ غور فرمایئے نمازوں کی بربادی اور عقیدوں کے بگاڑ کا وبال کس کی گردن پر ہوگا۔؟ (مضامین بدر ملت ص۲۳)

اس تنبیہ کے بعد اسی مضمون میں حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ وفاداری بارگاہِ رسالت اور حقوقِ تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا درس امت مسلمہ کو دیتے ہوئے رقمطراز ہیں

"وفاداری مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی پہلی منزل یہ ہے کہ پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والے نجدی، وہابی، دیوبندی افراد اور تعظیم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے دشمن نیچریوں، ملحدوں دہریوں سے بیزاری کا اعلان ہو۔ تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر ان سب سے سلام ومصافحہ کا مقاطعہ ہو۔ ان کے ساتھ محبتانہ نشست وبرخاست سے پرہیز ہو۔ مسلم پرسنل لا کی جڑ سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی ذات اقدس ہے۔ جڑ کاٹ کر شاخ کو ہرا بھرا نہیں رکھا جا سکتا۔ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق تعظیم کو تلف کرنے والے تمام سیاسی تقاضے دھوکے کی ٹٹی ہیں۔ وفادار مؤمن سیاست کا تقاضا وہیں تک پورا کرے گا جہاں تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حق تلفی نہ ہو۔ اور چوں کہ مغربی ذہن والا انسان تعظیم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے حقوق کی قدر و قیمت سے نرا گنوار ہے اس لیے وہ ہر کام میں سیاسی تقاضوں کا ہی بار بار حوالہ دیتا ہے۔

(مضامین بدر ملت ص۲۴)

وفاداری مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر مصلحت وتقاضے پر مقدم رکھنے کا مذکورہ بالا درس حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ نے اسوۂ صحابہ کی پیروی کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

کون نہیں جانتا کہ آج سے چودہ سو سال قبل صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شرفائے مکہ کے پاس یہ پیغام بھیجا تھا کہ ہم جنگ کے لیے نہیں بلکہ خانۂ خدا کی زیارت و طواف کے لیے آئے ہیں۔ جب حضرت عثمان

Scanned with CamScanner

رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ پیغام لے کر شرفائے مکہ کے
پاس تشریف لے گئے۔ اور انھیں اپنے آقا و مولیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا۔ کفارِ مکہ نے
کہا کہ اے عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اگر آپ کو
طوافِ کعبہ کرنا ہے تو کر لیجئے مگر اس سال ہم محمد
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو زیارت و طواف نہیں
کرنے دیں گے۔ حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
اس کفار مکہ کو یہی جواب دیا تھا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ
ہم بغیر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طواف
کریں۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس
مبارک کردار کے ذریعے امت مسلمہ کو یہ بتا دیا کہ طواف
کعبہ جیسی عظیم عبادت پر بھی حق تعظیم سرکار اعظم صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہی مقدم رکھا جائے۔ پھر آج
کے سیاسی لیڈران کی مصنوعی مصلحتوں کا کیا معنیٰ؟
اس واقعہ کو مد نظر رکھ کر حضور بدر ملت کی مذکورہ
بالا تحریر کا مطالعہ کریں۔ تو اس میں مَا اَنَا عَلَیْہِ
وَاَصْحَابِیْ کے وہ جلوے اپنی تابانیاں بکھیرتے ہیں
جس سے قلب مومن منور اور تابناک ہو جاتا ہے

جو لیڈران اور سیاسی علماء بد مذہبوں سے
اتحاد رکھ کر اس مصنوعی مصلحتوں کا لیبل لگاتے
ہیں اور اسے وقت کا تقاضا قرار دیتے ہیں ان
کے سیاسی تقاضے اور بناوٹی مصلحتوں کے تار و
پو دبکھیرتے ہوئے حضور بدر ملت علیہ الرحمتہ
رقمطراز ہیں۔

اگر سیاسی تقاضا یہی ہے کہ مسلم پرسنل لاء
کی حمایت اور سپریم کورٹ کے فیصلے کی مخالفت
اس وقت کامیاب ہو گی جب ایک کنٹل حلوہ کو آدھا
کنٹل گوبر میں ملا کر مجموعہ کا وزن بڑھا دیا جائے تو
یہ تقاضا شیطانی ہے ایمانی نہیں کیوں کہ وزن تو
ضرور بڑھ جائے گا مگر سو کیلو پاک و صاف حلوہ
اس اتحاد سے آن کی آن میں گوبر ہو جائے گا۔
تعظیم مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا حق ادا کرنے والا
بندۂ مومن مثل حلوہ شیریں اور پاک ہے۔ توہین
مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا حامی مثل گوبر تلخ اور
ناپاک ہے۔ اور پھر بحمدہٖ تعالیٰ کلمہ گویانِ اسلام
میں سنی اعتقاد والوں کی اکثریت ہے۔ اس اکثریت
کا احتجاج سارے کلمہ گویوں پر بھاری ہے۔ پھر تعظیم
رسول والوں کا توہینِ رسول والوں سے سمجھوتا
کیا معنیٰ رکھتا ہے؟ (مضامین بدر ملت ص۲۴۱)

پیشوائے اہلسنت مجدد اعظم اعلیحضرت امام
احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
"تحریک ندوہ" و "تحریک گاندھوی" کے تعلق
سے جو حکم شرعی صادر فرمایا تھا اسے سامنے
رکھ کر حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی مندرجہ
بالا تحریراتِ مبارکہ کو دیکھا جائے تو مسلک اعلیحضرت
کے سچے ترجمان اور عمدہ نگہبان نظر آتے ہیں۔ غرضیکہ
حضور بدر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احقاقِ حق
و ابطالِ باطل کرنے میں نہ غیروں کے لعن طعن کا
خوف کیا نہ اپنوں کی خفگی کا لحاظ فرمایا بلکہ جسے بھی
اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حقوق کی
پامالی کرتا ہوا پایا اسے بہ نیت اصلاح بلا خوف لومۃ
لائم آپ نے حکم شرعی سے آگاہ فرما دیا۔ آپ کے
اس نمایاں وصف کے حوالے سے آپ کی پاکیزہ شخصیت

Scanned with CamScanner

پر یہ شعر کتنا زیب دیتا ہے۔ ؎

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

ہمارے اسلاف کرام کا ہمیشہ یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ امت مسلمہ کو دشمنانِ خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وداد و اتحاد رکھنے سے منع فرماتے رہے۔ اور محبت و مودت و اختلاط کرنے والوں پر قرآن و سنت کی روشنی میں حکمِ شرعی نافذ کرنے میں ذرہ برابر بھی دریغ نہیں فرماتے تھے۔ اعلانِ حق کی خاطر ان اسلاف کرام نے طرح طرح کی مشقتیں برداشت کی مگر ان حضرات کے جبینِ ناز پر شکن تک نہ آئی بلکہ وہ راہِ حق کی ان صعوبتوں کو نعمتِ الٰہی سمجھ کر گلے سے لگائے رہے۔ اور اعلائے کلمۃ الحق میں ذرا بھی کوتاہی نہ ہونے دی۔ فخرِ زمن حضرت علامہ فضلِ حق خیرآبادی علیہ الرحمۃ ہی کو لے لیجئے۔ آپ نے برٹش گورنمنٹ کے نمک خوار اور نصاریٰ سے دوستی و قلبی محبت رکھنے والوں کو سمجھایا نہ ماننے پر حکمِ شرعی نافذ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا تھا۔ کہ تم نصاریٰ سے محبت و دوستی کرنے کی بناء پر مرتد ہو۔ یہی وجہ تھی کہ ان نام نہاد مسلمانوں نے علامہ خیرآبادی علیہ الرحمۃ کی جم کر مخالفت کی اور نصرانی حکمرانوں سے علامہ علیہ الرحمۃ کی چغلی کر کے انہیں خوب بھڑکایا کہ یہ تمہاری حکومت کا باغی ہے۔ جس کی بناء پر برٹش حکومت نے علامہ علیہ الرحمۃ کو طرح طرح کی اذیتیں پہونچائیں آپ کو کالا پانی بھیج دیا گیا۔ مگر علامہ علیہ الرحمۃ نے عزم و استقلال کا پہاڑ بن کر تمام اذیتوں اور تکلیفوں کو رضائے الٰہی کے لیے برداشت کرلیا اور امت مسلمہ کو یہ درس دے دیا ؎

دشمنِ جاں سے کہیں بدتر ہے دشمن دین کا
ان کے دشمن سے کبھی ان کا گدا ملتا نہیں!
(مفتیٔ اعظم علیہ الرحمۃ)

چنانچہ علامہ خیرآبادی علیہ الرحمۃ اپنی گرفتاری کے وجوہات میں خود تحریر فرماتے ہیں۔

"ووشیٰ علی عندہٗ مرتدان اشدان الدان جادلانی فی آیۃ القرآن محکمۃ حکمت بان من یتولی النصاریٰ نصران وھما علیٰ تولیھم یصران فارتدا واستبدلا الکفر بالایمان،، (الثورۃ الہندیہ حصہ نثر ص ۲/۴)

یعنی میری چغلی دو ایسے مرتد، جھگڑالو، تندخو افراد (عبدالحکیم، مرتضیٰ حسین شیعی) کھائی جو مجھ سے قرآن کی ان محکم آیتوں میں مجادلہ کرتے تھے جس کا حکم یہ ہے کہ نصاریٰ کا دوست بھی نصرانی ہے۔ وہ دونوں (عبدالحکیم، مرتضیٰ حسین) نصاریٰ کی مودت و محبت پر مصر تھے۔ انہوں نے مرتد ہو کر ایمان کو کفر سے بدل لیا تھا۔ اسی الثورۃ الہندیہ میں دوسری جگہ قصیدۂ ہمزیہ میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

لم اقترف ذنبا سوی ان لیس لی
مع ھؤلاء مودۃ و ولاء
فولائھم کفر بنص محکم
ما فیہ للمرءِ المحق مراء
کیف الولاء وھم اعادی من لہٗ
خالق السماء والارض والانشاء

یعنی میں نے (انگریزوں کی نگاہ میں) اس

Scanned with CamScanner

کے سوا کوئی گناہ نہیں کیا کہ ان (نصاریٰ اور ان کے حواریوں) سے کسی قسم کی محبت و دلچسپی نہیں رکھی۔ اور بات یہ ہے کہ نصِ محکم قرآنی سے ان کی محبت کفر ہے۔ حق پرست انسان کو اس میں نزاع نہیں ہو سکتا۔ ان سے محبت روا کیسے رکھی جا سکتی ہے۔ جب کہ آسمان و زمین جس کی وجہ سے پیدا کئے گئے اس ذات گرامی کے لیے یہ نصاریٰ دشمن ہیں۔"

(الثورۃ الہندیہ ص ۹۶/۹۷)

چوں کہ حضور بدرملت علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے اسلاف کرام کے سچے جانشین اور امت مسلمہ کے لیے رشد و ہدایت کے روشن مینار تھے۔ آپ نے اپنے اسلاف کرام کی روش کو اپنا نصب العین بنا کر اپنے دور مبارک میں کفار و مرتدین مثلاً یہود و نصاریٰ و ہنود، وہابیہ، دیوبندیہ سے امت مسلمہ کو بچانے کے لیے ایک مضمون بنام "چند قرآنی فتاویٰ"، تحریر فرمایا جس میں قرآن کریم کی مقدس آیتوں سے آپ نے یہ ثابت فرما دیا ہے کہ یہود و نصاریٰ نیز مرتدین زمانہ وہابیہ دیابنہ سے محبت و اتحاد کفر و ارتداد ہے۔ میں یہاں اسی مضمون سے چند اقتباس ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں جس سے بخوبی یہ اندازہ ہو جائے گا کہ حضور بدرملت علیہ الرحمۃ بلا شبہ یادگار سلف تھے۔ آپ اپنے مضمون کا پانچواں سوال و جواب یوں تحریر فرماتے ہیں۔

"سوال:۔ جو مسلمان عقائد اسلامیہ کو حق مانے، کسی عقیدۂ دینیہ کا انکار نہ کرے، نماز، روزہ، زکوٰۃ پر قائم رہے۔ مدرسہ اور مسجد کی تعمیر پر روپیہ خرچ کرے، اندھوں کی خبر گیری کرے اور بہت سے دوسرے نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ لیکن بایں ہمہ کسی یہودی نصرانی سے محبت بھی کرے تو ایسا نیک صالح انسان اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان ہے یا نہیں!۔

جواب:۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (پ ۶ ع ۱۲) یعنی اے ایمان والو! تم یہودیوں اور نصرانیوں کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور (اے مسلمانو!) تم میں جو شخص یہودیوں اور نصرانیوں سے محبت کرے گا تو (پھر) وہ (مسلمان نہیں) انھیں میں سے یہودی اور نصرانی ہے۔ بے شک اللہ (ایسے) بے انصاف لوگوں کو راہ نہیں دیتا۔"

پھر "انتباہ" کی ذیلی سرخی قائم فرما کر آپ علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں۔

"یہود و نصاریٰ مجوس و ہنود وغیرہ یہ سب کھلے کفار اور دین اسلام کے علی الاعلان منکر ہیں اور رہے مرتدین و منافقین مثلاً قادیانی، نیچری، رافضی، وہابی، دیوبندی وغیرہ تو یہ لوگ یہود و نصاریٰ وغیرہ کھلے کفار سے بہت زیادہ بدتر ہیں۔ اس لیے کہ کھلے کافروں سے صرف موالات یعنی محبت و دوستی کا برتاؤ حرام ہے۔ دنیوی معاملات ممنوع نہیں۔ یعنی ان سے خرید و فروخت ان کے یہاں نوکری کرنا ان کو اپنے یہاں نوکر رکھنا جائز ہے۔ لیکن مرتدین و منافقین سے دنیوی معاملات بھی ممنوع ہیں۔ تو جب قرآن حکیم نے صاف فتویٰ دے دیا کہ

یہود و نصاریٰ سے قلبی محبت رکھنا کفر ہے۔ تو قرآن ہی کا بدلالۃ النص یہ بھی فتویٰ ہے کہ مرتدین و منافقین جو یہود و نصاریٰ سے بدرجہا بدتر ہیں ان سے دلی محبت کرنا شدید کفر وارتداد ہے۔ اب قرآن کے اس اجمالی فتویٰ کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

۱۔ جو سنی مسلمان قادیانیوں سے محبت کرے وہ سنی نہیں رہ گیا مِنْهُمْ ہو کر قادیانی ہو گیا۔

۲۔ جو سنی مسلمان رافضیوں سے محبت کرے وہ سنی نہیں رہ گیا مِنْهُمْ ہو کر رافضی ہو گیا۔

۳۔ جو سنی مسلمان نیچریوں سے محبت کرے وہ سنی نہیں رہ گیا مِنْهُمْ ہو کر نیچری ہو گیا۔

۴۔ جو سنی مسلمان دہریوں سے محبت کرے وہ سنی نہیں رہ گیا۔ مِنْهُمْ ہو کر زندیق ہو گیا۔

۵۔ جو سنی مسلمان محفل میلاد شریف قائم کرے نیاز و فاتحہ کرے، سرکار خواجہ غریب نواز، سرکار محبوب الٰہی نظام الدین اولیا، سرکار مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی، سرکار سالار مسعود غازی.... .... وغیرہ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بارگاہ میں حاضری کی خاطر اجمیر شریف، دہلی، کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد، بہرائچ شریف وغیرہ جائے مگر بایں ہمہ دیوبندیوں، وہابیوں سے محبت کرے، میل جول رکھے تو وہ سنی نہیں رہ گیا۔ مِنْهُمْ ہو کر وہابی دیوبندی ہو گیا۔ جیسا کہ وہ حلوہ جو پاک اور ستھرا ہو، خوب لذت دار ہو، اونچے دام کا ہو، مفرح قلب و دماغ ہو، خوشبو دار ہو لیکن بایں ہمہ گوبر سے دوستی کر کے گوبر میں مل جائے تو وہ حلوہ نہیں رہ گیا گوبر ہو گیا۔ (مضامین بدر ملت ۱۶۷، ۱۶۸)

اب اگر کوئی یہ کہے کہ قرآن مقدس میں تو یہودیوں اور نصرانیوں سے دوستی و محبت کرنے والے کے متعلق یہ موجود ہے کہ وہ مِنْهُمْ ہو کر یہودی یا نصرانی ہو جائے گا مگر قرآن میں یہ تو نہیں ہے کہ وہابیوں، دیوبندیوں سے محبت کرنے کی بنا پر کوئی سنی مسلمان وہابی دیوبندی ہو جائے گا۔ اس اعتراض کا جواب خود حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ نے جو تحریر فرمایا ہے میں قارئین کے نذر کرتا ہوں۔

"یہود و نصاریٰ کافر بد ہیں اور ان سے بدتر مشرکین اور ان سے بدتر کلمہ گو منافقین مرتدین ہیں۔ اور ان سب میں بدتر بارگاہ رسالت علیہ التحیۃ والثناء کے گستاخ اور باغی وہابی، دیوبندی ہیں۔ تو جب قرآن حکیم نے "بعبارۃ النص" فتویٰ دیا کہ یہود و نصاریٰ سے قلبی محبت وداد کفر وارتداد ہے تو اسی قرآن مجید کا بدلالۃ النص یہ فتویٰ بھی ہے کہ وہابی، دیوبندی سے دلی محبت و قلبی موافقت شدید کفر وارتداد ہے۔ (مضامین بدر ملت ص ۱۶۹)

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ نے اپنے قلم حق رقم سے قرآن مقدس کی آیات مبارکہ کی روشنی میں جو فتویٰ تحریر فرمایا ہے اس کی تائید میں ذیل میں اکابر فقہاء کی وہ تحریرات بھی ہدیۂ ناظرین کر دوں جس سے آپ کے فتویٰ کی صحت و ثقاہت پر مہر تصدیق ثبت ہو جائے۔

علامہ خیر آبادی علیہ الرحمۃ کی تحریر کو قارئین نے پچھلے سطور میں ملاحظہ فرمایا ہے جس میں علامہ علیہ الرحمۃ نے بھی آیت وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ الخ کو محل استدلال ٹھہراتے ہوئے یہی حکم شرع نافذ

Scanned with CamScanner

فرمایا ہے کہ نصاریٰ سے محبت و دوستی کرنے والا بھی نصرانی ہے۔ اور اعلیحضرت پیشوائے اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکین سے محبت رکھنے والوں کے بارے میں حکم شرع سے آگاہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ جو ان سے دوستی رکھے وہ بے شک انہیں میں سے ہے یہ ہیں قرآن عظیم کی شہادتیں کہ ان سے وداد و اتحاد کفر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۹۲)

یہی امام اہلسنت وہابی، دیوبندی، مرتدوں کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

"جو ان (وہابیوں، دیوبندیوں) کے اقوال کفریہ پر مطلع ہو کر ان سے محبت رکھے انہیں کی طرح کافر ہے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ تم میں سے جو ان سے دوستی کرے گا وہ بے شک انہیں میں سے ہے۔ اور اس کا حشر انہیں کافروں کے ساتھ ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا حَشَرَهُ اللّٰهُ مَعَهُمْ جو کسی قوم سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ اسی قوم کے ساتھ اس کا حشر کرے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۹۱)

موقع کی مناسبت سے یہیں پر میں امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ارشاد مبارک بھی ہدیۂ ناظرین کر رہا ہوں جس میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہابی، دیوبندی، علماء سے ملنے سے متعلق حکم شرعی بیان فرمایا ہے۔

عرض:۔ ان کے بارے میں (کیا حکم ہے) کہ اگر بمذہب عالم سے ملنے کو منع کیا جائے تو (ملنے والے) کہیں کہ عالم عالم سب ایک ہیں۔

ارشاد:۔ ان کا شمار بھی انہیں میں سے ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ۔ تم میں جو ان سے دوستی کرے گا وہ بیشک انہیں میں سے ہے۔

امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔ اَلْاَعْدَاءُ ثَلٰثَةٌ عَدُوُّكَ وَعَدُوُّ صَدِيْقِكَ وَصَدِيْقُ عَدُوِّكَ دشمن تین ہیں۔ ایک تیرا دشمن، ایک تیرے دوست کا دشمن اور ایک تیرے دشمن کا دوست۔ یوں ہی اللہ عزوجل کے دشمن تینوں قسم ہیں۔ ایک تو ابتداءً اس کے دشمن وہ کافران اصلی ہیں فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ دوسرے وہ کہ محبوبانِ خدا کے دشمن ہیں جیسے وہابیہ، مرزائیہ، دیوبندیہ، روافض، تیسرے وہ کہ ان دشمنوں میں سے کسی کے دوست ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ (الملفوظ حصہ دوم ص ۹۸)

حضرت علامہ خیرآبادی و امام اہلسنت مجدد بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تحریرات مبارکہ و اقوال شریفہ کی روشنی میں ہم یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ نے "قرآنی فتاویٰ" تحریر فرما کر امت مسلمہ کے اصلاح عقائد کا فریضہ انجام دیتے ہوئے اکابرین کی سچی جانشینی کا حق ادا فرمایا ہے۔ نیز استدلال لانے میں بھی اسلاف کرام کی روش سے سر مو بھی تفاوت نہیں فرمایا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

حاصل یہ کہ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ تا زندگی

Scanned with CamScanner

اپنے قلم ولسان کے ذریعے احقاقِ حق وابطالِ باطل فرماتے رہے جس پر آپ کے بہت سے قلمی جواہر پارے شاہد عدل ہیں۔ آپ کے اندر امت مسلمہ کے اصلاحِ عقائد واعمال کا جو جذبۂ فراواں موجود تھا انہیں جذبوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آج ہم انہیں ہمدرد قوم، مفکر ملت اور مصلح امت کی حیثیت سے یاد کرتے ہیں۔ اور آنے والی نسلیں بھی انشاء اللہ یاد کرتی رہیں گی۔ ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ عزوجل ہم سب کو حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے تعلیمات وارشادات پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین)

میں صد مبارکباد تحسین پیش کرتا ہوں "مخدومنا المکرم حضرت مولانا صوفی عبدالصمد صاحب قبلہ قادری رضوی کی بارگاہ میں (جو حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کے خلیفہ ومجاز ہیں) کہ انہوں نے حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی مقدس شخصیت نیز ان کے دینی وعلمی کارناموں سے ایک عالم کو روشناس کرانے کے لیے "معارف بدر العلماء" شائع کروانے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اللہ عزوجل حضرت کے اس خدمتِ دینیہ کو شرفِ قبولیت سے نوازے (آمین) وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمدٍ وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

یہاں وصیت نامہ کے مضمون افادۂ مسلمین کے لیے نقل کیا جارہا ہے۔

یا سرکار غوث اعظم المدد — **وصیت نامہ** — یا سرکار اعلیحضرت المدد

مسجد قادریہ رضویہ رضا نگر روڈ رفیع گنج کے متولی امام مؤذن، ملازم اور ارکین ہمیشہ وہی لوگ رہیں گے جو اعتقاداً اور عملاً اہلسنت وجماعت سے ہوں گے اور مسلک اعلیحضرت کے پابند ہوں گے۔ لہٰذا کوئی مرتد بے دین جیسے وہابی، دیوبندی، غیر مقلد، رافضی، تبلیغی، مودودی، نیچری، ندوی، قادیانی، پھلواری، اور صلح کلی وغیرہم اس مسجد کا متولی، امام، مؤذن، ملازم اور ممبر نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ہی الگ جماعت قائم کرسکتا ہے اور نہ تنہا نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر داخل ہوا تو مستحق اخراج ہوگا۔

نوٹ:۔ اہلسنت وجماعت سے مراد وہ مذہب ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لائے اور خلفائے راشدین اور ائمہ مجتہدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جس پر عامل رہے اور جس کی تبلیغ واشاعت حضور پرنور سرکار غوث اعظم اور سرکار خواجہ غریب نواز وغیرھما بزرگانِ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے اپنے زمانے میں کرتے رہے اور جس کی تجدید امام اہلسنت سرکار اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی جو آپ کی تصانیف فتاویٰ رضویہ اور حسام الحرمین وغیرھما سے ظاہر ہے۔

منجانب:۔ اراکین مدرسہ ومسجد قادریہ رضویہ احاطۂ مدرسہ ہذا رضا نگر روڈ رفیع گنج۔ ضلع اورنگ آباد (بہار) ۲۵ صفر ماہ اعلیحضرت جمعہ مبارکہ ۱۴۱۹ھ

Scanned with CamScanner

۸۶/۹۲ء

حضور بدر ملت اور خدمات

از- مولانا غلام رضا صاحب قادری مصباحی درجہ تحقیق فی الفقہ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی ضلع مئو (یوپی)

برصغیر ہندو پاک کے سپہر علم و فضل پر جو مقتدر قد آور باوقار اور باعظمت شخصیتیں مہر و ماہ بن کر ضوفگن ہوئیں اور اپنے انوار و تجلیات سے عالم اسلام کو منور و مجلّیٰ کیا۔ انہیں میں سے حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات گرامی ہے۔ آپ آفاقی فکر و نظر کے حامل پرعزم حرکت و عمل کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ جہد مسلسل، سعی پیہم، اخلاص و ایثار کے پیکر جمیل، علم و حکمت کے بحر بیکراں عمل و کردار کے سیل رواں۔ تصلب و استقامت کے کوہ گراں تھے۔ آپ ایک وسیع الفکر مفکر، بالغ النظر مدبر اور وقت کے ممتاز عالم ربانی تھے۔

علم و فضل کے اس تاجدار نے علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کے بعد اپنی پوری زندگی مسلک اعلیٰحضرت کی ترویج و اشاعت کے لئے وقف کر دی اور احقاق حق و ابطال باطل کا فریضہ پوری زندگی بحسن و خوبی انجام دیتے رہے۔ آپ نے امت مسلمہ کو عشق رسالت علیہ التحیۃ والثناء کا پیغام دیا۔ اور بہتوں کو کفر و گمراہی الحاد و ارتداد کے قعر عمیق سے نکال کر سرسبز و شاداب باغ سنیت میں لا کھڑا کیا۔ اور ان کے قلوب کو عشق رسالت کا گہوارہ بنا دیا۔ واحد قہار کی شان پاک میں توہین آمیز کلمات کہنے اور لکھنے والوں کو اسی نے اپنی خدا داد علمی جلالت سے خائب و خاسر و نامراد کیا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخانہ زبان کھولنے والوں کی زبانوں کو اپنے خنجر خونخوار سے قلم کر دیا۔ حب للہ بغض للہ کی شراب آپ کی گھٹی میں پلا دی گئی تھی۔ اسی لئے آپ وفاداران مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے لئے پھولوں کی پنکھڑیوں سے زیادہ نرم اور باغیان مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کے لیے برق فاروقی و ذوالفقار حیدری تھے۔ آپ کی پوری زندگی اس شعر

دشمن احمد پہ شدت کیجئے۔ ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

کی مکمل تصویر تھی۔ اللہ رب العزت نے دیگر اوصاف حمیدہ کے ساتھ آپ کو وعظ و خطابت کی دولت سے بھی نوازا تھا۔ آپ کے وعظ و تقریر کا انداز بڑا نرالا تھا۔ متانت و سنجیدگی آپ کی تقریر کا طرۂ

Scanned with CamScanner

امتیاز تھا۔ آپ کی تقریریں پر مغز، پر درد، موثر، دل پذیر اور پتھر کو موم بنانے والی تھیں۔ آپ کی تقریریں محض اشاعتِ دین و تبلیغ مسلکین نیز احقاق حق اور ابطالِ باطل کی نیت سے ہوتی تھیں۔ ان میں اخلاص بھی ہوتا تھا۔ اور سادگی بھی۔ درد بھی ہوتا تھا۔ اور بے خوفی بھی۔ اپنوں کے دل کی ٹھنڈک بھی ہوتی تھیں۔ اور اغیار کے لئے نقمت و حسرت بھی آپ محافل میں سرکار اعلیحضرت کے اشعار اکثر پڑھا کرتے تھے۔ اور ان کی اس عمدگی کے ساتھ توضیح و تشریح فرماتے کہ سامعین عشق رسالت کے باغ میں سیر کرنے لگتے۔

آپ فطری طور پر زبان و قلم کے میدان کے بھی شہسوار تھے۔ آپ نے حالات اور تقاضے کے مطابق مختلف علمی کتابیں تصنیف فرمائیں جن کی جامعیت، حسن انداز اور طرز نگارش اہل قلم کے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ کے نوکِ قلم سے نکلی ہوئی تحریرات کا ہر جملہ اس قدر پر مغز اور اسلامی قالب میں ڈھلا ہوتا تھا جس کی نظیر عصر حاضر میں کم نظر آتی ہے۔

آپ کی تصانیف نے دنیائے سنیت میں انقلاب عظیم برپا کیا ہے۔ ان میں قابل ذکر ہے آپ کی کتاب "سوانح اعلیحضرت"، جو بڑی جامع اور مفید معلومات پر مشتمل ہے۔ اس میں نہ صرف یہ کہ آپ نے حضور اعلیٰ حضرت کے حیات طیبہ پر روشنی ڈالی ہے بلکہ اعلیٰ حضرت نے جن گمراہ فرقوں سے نبرد آزمائی کی ہے ان کے عقائد و نظریات خیالات و تفکرات سے بھی روشناس کرایا ہے۔ اور شاہراہِ مسلک اعلیٰ حضرت کی حقانیت و صداقت کو واضح طور سے واضح تر فرمادیا۔

سوانح اعلیحضرت وہ کتاب ہے جسے آج آفاقی شہرت حاصل ہے۔ اس کتاب کی تصنیف کے بعد جس نے بھی امام اہلسنت پر قلم اٹھایا ہے اسے اس کتاب کی طرف بواسطہ یا بلاواسطہ رجوع کرنا پڑا ہے کیوں نہ ہو جب کہ آپ نے پورے اخلاص وللہیت کے ساتھ حیات طیبۂ اعلیحضرت کی صحیح عکاسی اور مسلک اعلیحضرت کی صحیح ترجمانی کی ہے۔

نصف صدی قبل کا جب ہم جائزہ لیتے ہیں۔ تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اس وقت نونہالانِ اسلام کے لئے کوئی ایسی کتاب موجود نہ تھی جو بیک وقت ادب اردو کی جامع اور اسلامی افکار و نظریات کی حامل ہو۔ غیر مذہب والوں کی کتابیں ہمارے مدارس میں زینت درس بنی ہوئی تھیں حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کا نونہالانِ اسلام اور مدرسین پر یہ احسان عظیم ہے کہ آپ نے تعمیر ادب "قاعدہ سے لے کر حصہ پنجم تک تصنیف فرما کر ایک عظیم الشان تحفہ عنایت فرمایا۔ تعمیر ادب حصہ اول کے بعض چنیدہ جملے آج بھی ہمارے متن ذہن پر مرتسم ہیں۔ اور ہماری رہنمائی کر رہے ہیں۔ مثلاً "سنی مذہب کے مطابق اپنا عقیدہ رکھ، داڑھی منڈانا شرعاً حرام ہے، ظاہر و باطن ایک طرح رکھ صاف بولی بول، گانا بجانا جائز نہیں، شکایت والا کام نہ کر"، یہ جملے اس بات کی غمازی کر رہے ہیں کہ اردو وادب سکھانے میں بھی حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کا مطمح نظر عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی

Scanned with CamScanner

ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی دیگر درسی کتابیں آپ نے یادگار چھوڑی ہیں۔ مثلاً ”جواہر المنطق، عروس الادب، فیض الادب، تلخیص الاعراب، ان کتابوں میں آپ نے مبتدی طلبہ کے لئے اچھوتے انداز میں ابتدائی مسائل بیان کئے ہیں جنھیں پڑھنے کے بعد طلبہ کو درجات عالیہ کی کتابوں کے دقیق مسائل سمجھنے میں غیر معمولی آسانی ہو جاتی ہے۔

حضرت نے پوری زندگی ملت اسلامیہ کے لئے وقف کر کے ایک قابل تقلید مثال قائم کر دی۔ آپ نے اپنی دینی جد و جہد کے لئے جن میدانوں کا رخ کیا ان میں کامیابی کے سکے جاتے چلے گئے جس کی مثال دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف اور دارالعلوم اہلسنت فیض العلوم بڑھیا ہماری نگاہوں کے سامنے موجود ہے۔ اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے بارہا آپ کو سنگلاخ اور پرخار راہوں سے گزرنا پڑا۔ کبھی اپنوں نے تکلیف پہنچائی تو کبھی غیروں نے روڑے اٹکانے کی کوشش کی مگر آپ کے پائے استقلال میں ذرہ برابر بھی لغزش نہیں آئی۔ ہزاروں مصائب و آلام کے طوفان سے ٹکراتے ہوئے دینی جد و جہد میں لگے رہے۔ حضرت کا یہ استقلال آج کے علماء کے لئے درس عبرت ہے۔ جو حالات کے تمام تر موافقتوں کے باوصف دین کی اشاعت اور عوام کی اصلاح سے پہلو تہی کر رہے ہیں۔ اور آرام طلبی کو اپنی زندگی کا اہم حصہ بنا چکے ہیں۔ آپ نے امت مسلمہ کے عقائد و اعمال کے لئے اپنی تصنیفات کا گراں قدر ذخیرہ چھوڑا ہے۔ تصنیفی و تبلیغی میدان میں خلوص و للہیت کے ساتھ آپ نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں ان سے انشاء اللہ تعالیٰ رہتی دنیا تک امت مسلمہ فائدہ اٹھاتی رہے گی۔ آپ کے خلوص و للہیت ہی کا اثر ہے کہ آپ کی تصانیف جلیلہ کو وہ قبولیت عامہ حاصل ہوئی جس کی مثال خال خال نظر آتی ہے۔ آپ پوری زندگی وعظ و تقریر تصنیف و تالیف درس و تدریس کے ذریعہ زریں خدمات انجام دیتے رہے۔ حضرت کی ذات بابرکت داعیان و مبلغین کے لئے نمونۂ عمل اور گم گشتگان راہ کے لئے مینارۂ نور رہے۔

دعا ہے کہ رحمت الٰہی کی نسیم بہاراں ان کی قبر و روح کو ہمیشہ شاداب رکھے۔ اور ان کی شگفتگی سے گلشن علم و دین کی رعنائی قائم رہے۔ اور رب العلمین آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور ہمیں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ وحزبہ اجمعین۔

غلام رضا قادری مصباحی
المتوطن موہریا، سوناپار، پوسٹ رہرا بازار
ضلع بلرام پور۔ یوپی۔ انڈیا۔

رَضِینَا قِسْمَۃَ الْجَبَّارِ فِینَا	لَنَا عِلْمٌ وَلِلْجُہَّالِ مَالٌ۔
فَاِنَّ الْمَالَ یَفْنٰی عَنْ قَرِیْبٍ	وَاِنَّ الْعِلْمَ بَاقٍ لَا یَزَالُ
اللہ کی تقسیم پر ہم راضی ہیں	ہمارے لیے علم ہے اور جاہلوں کے لیے مال
تو بیشک مال عنقریب ختم ہو جائے گا	اور علم ہمیشہ ہمیش باقی رہے گا

(قال الامام مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(ازہار ص ۱۲)

Scanned with CamScanner

۹۲/۸۶ء

حضور بدر ملت بحیثیت مصلح قوم و ملت

از۔ جناب مولوی محمد اسلام خاں نوری مصباحی بلرام پوری (جماعت سابعہ) متعلم الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ یوپی

بیسویں صدی کے افق پر جو شخصیتیں آفتاب و ماہتاب بن کر طلوع ہوئیں۔ اور ان کے علم و فضل، تدبر و تفکر، وقار و تمکنت، حکمت و دانائی، اور تقویٰ و خشیت ایزدی کی کرنوں نے ایک عالم کو منور کر دیا۔ اور گلی کوچے بھی جن کی فیض پاشیوں میں نہانے کا شرف پا گئے ــــ انھیں پر عظمت اور بافیض شخصیات میں ایک ذات بابرکات مصلح قوم و ملت حضرت علامہ مفتی شاہ بدر الدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی خلیفہ اجل سرکار حضور مفتی اعظم ہند علیہما الرحمۃ والرضوان کی بھی تھی۔ جنھوں نے اپنی فقہی بصیرت علمی قابلیت و صلاحیت عمل پیہم، خلوص وللّٰہیت، صبر و تحمل، زہد و تقویٰ، ایثار و قربانی، وفا شعاری اور فکر و نظر کی بالیدگی کی بنا پر بین الاقوامی عزت و شہرت حاصل کی اور پورے ہندوستان میں حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ صاحب فقہ و فتاویٰ اور مصلح قوم و ملت کی حیثیت سے ایک بلند و بالا مینار سمجھے جانے لگے۔ ے

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

قوم کی اصلاح کرنا علماء اسلام کا دینی و ملی فریضہ ہے۔ جس پر اللہ رب العزت کا خاص فضل و کرم ہوتا ہے اس کے دل میں قوم و ملت کے درد کا بحر بیکراں موجیں مارتا رہتا ہے۔ اور وہ ہمہ وقت اپنی ذات کو قوم کی اصلاح کے لئے وقف سمجھتا ہے۔ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کے اندر یہ صفت بدرجۂ اتم پائی جاتی تھی جن لوگوں نے حضور بدر ملت کے لیل و نہار کا مشاہدہ کیا ہے اور جن کو آپ کے ساتھ رہنے کا شرف حاصل رہا ہے وہ بتاتے ہیں کہ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کی عادت کریمہ تھی کہ آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے وہاں لوگوں کو دین و مذہب کے احکام سے روشناس کراتے اور ان کے قلوب میں تقویٰ و خشیت ایزدی اور عشق رسالت کے دیپ جلا دیتے۔ نیز اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے الفت و محبت کی تلقین فرماتے۔ بالخصوص مجدد دین و ملت امام اہلسنت شاہ احمد رضا محدث و محقق بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا درس دیتے۔ آپ کے رسائل مبارکہ کو پڑھنے کی ترغیب دلاتے اور اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کے گستاخوں سے نفرت و عداوت رکھنے کی تلقین فرماتے۔ بالفاظ دیگر اگر اسے یوں کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ بدر ملت علیہ الرحمۃ لوگوں کو الحب فی اللہ والبغض فی اللہ

کے سانچے میں ڈھالنے کی فکر میں ہمہ وقت مصروف رہا کرتے تھے۔ ؎

احساس عمل کی چنگاری جس دل میں فروزاں ہوتی ہے
اس لب کا تبسم ہیرا ہے اس آنکھ کا آنسو موتی ہے

چنانچہ فتاوی فیض الرسول میں ایک استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں جسے یہاں پر ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔

"دین و ایمان اسلام و سنیت کی حفاظت ہر فرض سے بڑھ کر فرض ہے۔ زید جب کہ اپنے متعصب باپ کے ساتھ رہتا ہے۔ اور جاہل بھی ہے۔ تو ایسی صورت میں اس کی سنیت خطرے میں ہے۔ تو بیچاری لڑکی کی سنیت کے بچاؤ کی کیا صورت ہوگی۔ لہٰذا بکر کو از روئے شرع اسلامی سخت ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنی سنی لڑکی کا نکاح زید کے ساتھ ہرگز ہرگز نہ کرے۔ ایسے گھرانے میں اپنی لڑکی کو بیاہنا شرعاً درست نہیں۔ بکر اپنی لڑکی کا نکاح اس گھرانے میں کرے جہاں سنیت کی سلامتی اور حفاظت ایمان ہو۔"

فقط۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔
(جل جلالہ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم)

کتبہ بدر الدین احمد الرضوی

۱۶ ذی القعدہ ۱۳۸۷ھ (منقول از فتاوی فیض الرسول جلد اول ص ۶۱)

ایک دوسرے استفتاء کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس کا ایک ٹکڑا قارئین کے نذر ہے۔

"اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے بارے میں فرماتا ہے کہ تم ایمان لاؤ اور میرے محبوب اور ان کے ساتھی نمازیوں کے ساتھ نماز پڑھو۔ اس آیت کریمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ مومن کو چاہئے کہ وہ ایمان والوں کے ساتھ نماز پڑھے۔ جو لوگ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخ ہیں وہ نہ تو مسلمان ہیں نہ ان کی نماز نماز ہے نہ جماعت جماعت ہے۔ اور نہ امامت اور یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ جو شخص خود تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شان میں گستاخی نہیں کرتا لیکن گستاخ مولویوں اور دیوبندیوں کو مسلمان سمجھتا ہے اور اس کو اطلاع ہے کہ دیوبندیوں نے حضور کی شان میں گستاخی کی ہے تو ایسا شخص بھی اسلامی قانون کی رو سے مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے اور ایسے شخص کے پیچھے بھی نماز ہرگز جائز نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم

کتبہ بدر الدین احمد رضوی

۲۴ جمادی الآخر ۱۳۷۷ھ

منقول از فتاوی فیض الرسول جلد اول ص ۳۰۹

اگر نظر عمیق سے ان دونوں فتوے کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت عیاں ہو جائے گی کہ حضور بدر ملت ایسے لوگوں سے بے حد نفرت و عداوت رکھتے تھے۔ اور لوگوں کو بھی ان سے اجتناب کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ جو لوگ نبی کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک و مسعود شان میں گستاخی کرتے ہیں یا گستاخی کرنے والوں کو مسلمان سمجھتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے بارے میں علماء عرب وعجم وحل وحرم کا متفقہ فتویٰ ہے "من شك فی كفره وعذابه فقد كفر"

اگر حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کی مبارک زندگی پر طائرانہ نظر ڈالی جائے تو یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے گی کہ آپ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ اور سنی مسلمانوں کو اسی پر گامزن رکھنا چاہتے تھے

Scanned with CamScanner

حضور بدرِ ملت کے وعظ و تقریر کا انداز خالص ناصحانہ و عالمانہ ہوتا۔ آج کل عام رُواج ہوگیا ہے کہ جلسے گیارہ بجے سے شروع ہوکر ڈھائی تین بجے ختم ہوتے ہیں جس کی وجہ سے نماز فجر خطرے میں پڑ جاتی ہے آپ اسے سخت ناپسند فرماتے اور بحمدہٖ تعالیٰ جہاں بھی تشریف لے جاتے خود سے اُٹھتے۔ دیگر ضروریات سے فارغ ہوکر باجماعت نماز ادا فرماتے۔ نماز کے بعد اوراد و وظائف میں مشغول ہوجاتے۔ پھر ان سے فراغت کے بعد کسی جگہ بیٹھ کر وعظ و نصیحت فرماتے۔

آپ علیہ الرحمۃ کی تقریر مسجع و مقفی عبارتوں اور پیشہ ور مقررین کے قصے کہانیوں چٹکلے دار باتوں اور بے سر و پا نکتوں سے یکسر خالی ہوتی۔ سیدھے سادھے انداز میں ترغیب و تشویق فرماتے۔ پُر حکمت باتیں اور عالمانہ نکات ہوتے۔ نہ غیر متعلق باتیں ہوتیں۔ نہ وقت گذاری کے حیلے۔ اور نام و نمود تحسین و آفرین کے جذبہ سے خالی ہوکر پوری تقریر قرآن و حدیث و اقوال سلف صالحین کی روشنی میں ہوتی۔ اخلاص و دردمندی کا اظہار ایک ایک جملہ سے نمایاں ہوتا جس کا اثر یہ ہوتا کہ بہت سی زندگیوں کے دھارے بدل جاتے۔ اور فاسق و فاجر لوگ اپنے فسق و فجور سے تائب ہوکر جادۂ حق کی طرف رواں دواں ہوجاتے اور زندگی کے تمام لمحات خدا اور رسول کے فرامین مقدسہ پر عمل کر کے گزارنے میں ہمہ تن مصروف ہوجاتے۔ دلوں کا عالم زیر و زبر ہونے لگتا اور ان کے کردار و عمل میں انقلاب عظیم رونما ہوجاتا“۔

آپ کے ارادت مندوں کا ایک وسیع حلقہ ہے ایک مرشد کامل کی حیثیت سے آپ نے اذہان و قلوب کی تطہیر، اخلاق کی درستگی، اعمال و افعال کی اصلاح، اسلامی شعار و آداب کی حفاظت و پاسبانی جذبۂ خدمت خلق، پابندی صوم و صلوٰۃ کی جو روح اپنے اپنے حلقۂ ارادت میں پھونکی اور ان کے اندر دین و ایمان کے لئے جینے کا جو جذبۂ بیکراں پیدا کیا وہ اپنی مثال آپ ہے“۔

آپ متصوفۂ زمانہ کی طرح سامان کشش کا اہتمام نہ فرماتے، ظاہری رنگ و روغن، اپنی تقدس مآبی کی داستان سرائی، خود ساختہ فضائل و مناقب سے متنفر اور نالاں رہتے تھے۔ اور مکار و عیار صوفیوں سے لوگوں کو اجتناب کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ آپ کے پاس نہ تو کوئی ظاہری وجاہت تھی اور نہ بے جا شان و شوکت، نہ زہد و پارسائی کا اظہار و اعلان۔ صرف دینداری، خدا ترسی، سادگی، بے نفسی، عبادت و ریاضت، اور علم و حکمت کی دولت لازوال آپ کے پاس تھی۔ لیکن خدا جانے آپ کی زبان میں کیا تاثیر اور چہرے پر کیسی سنجیدگی اور کتنا وقار رہتا تھا۔ نظر میں کتنی حیا تھی اور طبیعت میں کتنی سلامتی کہ جو سامنے آتا اس کا دل آپ کی طرف مائل ہوجاتا اور کھنچنے لگتا۔ کامل مرشدوں کی طرح مناہی و منکرات سے دور و نفور رہ کر ارشاد و ہدایت اور دین متین کی تبلیغ کرتے۔ حرص و طمع کا شائبہ تک نہ تھا۔ اور نہ جی حضوری و قدم بوسی کی خواہش، سلف صالحین کے نقش قدم پر چل کر مشیت الٰہی کے ساتھ اصلاح عمل و تطہیر قلوب کا فریضہ انجام دیا کرتے۔

چونکہ آپ ایک مصلح امت و مفکر ملت تھے۔ آپ کا قلب مضطر قوم مسلم پر چھائے ادبار و انحطاط کے

Scanned with CamScanner

غم میں غلطاں و پیچاں تھا۔ اور ہمہ وقت قوم مسلم
کو عروج وارتقاء سے ہمکنار کرنے اور انھیں جادۂ
مستقیم پر گامزن رکھنے کی فکر میں سرگرداں تھا۔
حضور بدر ملت نے جتنی کتابیں تحریر فرمائی
ہیں ان کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت نیم روز آفتا
کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ کے دل میں قوم وملت
کا کتنا درد تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ تادم وفات مصلح
قوم وملت ہونے کی حیثیت سے جانے اور پہچانے جاتے
رہے۔ چنانچہ آپ نے نورانی گلدستہ تحریر فرمائی اور
اس میں "دین کا ستون" اور "نماز کی کنجی کیا ہے"
کے عنوان سے مضامین بہت ہی اچھوتے انداز میں
تحریر فرمائے۔ اور قوم وملت کی اصلاح فرمائی ہے۔
چنانچہ "دین کا ستون" کے عنوان سے جو مضمون آپ
نے تحریر فرمائی ہے۔ اس کے چند اقتباسات حاضرین
کے نظر کر رہا ہوں۔

"باپ کے ذمہ صرف یہی نہیں کہ وہ خود نمازی
ہو بلکہ اپنی اولاد کو بھی نمازی بنائے۔
(نورانی گلدستہ صہ۲)

دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں۔
"مدارس عربیہ دینیہ کے حضرات اساتذہ
پر جہاں یہ فرض ہے کہ وہ طلبہ کے چال چلن کی نگرانی
اور اصلاح کرتے رہیں وہیں یہ بھی فرض ہے کہ وہ
نماز باجماعت کے لئے طلبہ پر سختی رکھیں۔ اور جو
طالب علم نماز باجماعت کا پابند نہ ہو اسے درس گاہ
سے نکال کر باہر کر دیں۔ (نورانی گلدستہ صہ۲)
ان دونوں عبارتوں سے یہ حقیقت کھل کر
سامنے آجاتی ہے کہ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کا
ذہن وفکر ہمیشہ قوم کی اصلاح اور ان کے اعمال کی
درستگی کی فکر میں لگا رہتا تھا۔ اور اس سے یہ بات
بھی سمجھ میں آتی ہے کہ آپ عام لوگوں کی اصلاح
و درستگی کے ساتھ ساتھ علماء اور طلبہ کی بھی اصلاح
فرماتے رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ دارالعلوم فیض
الرسول براؤں شریف کے طلبہ میں صوم وصلوٰۃ کی
پابندی کا سختی کے ساتھ خیال کرتے تھے۔

"اور نماز کی کنجی کیا ہے" اس کے عنوان سے
جو مضمون آپ نے تحریر فرمایا ہے اس میں سوالات
وجوابات کے طور پر عام فہم اور سہل انداز میں وضو
کے مسائل سے لوگوں کو روشناس کرایا نیز احادیث
نبویہ اور اقوال سلف صالحین سے سنت کے
مطابق وضو کرنے کا طریقہ تحریر فرمایا"

بدر ملت کے سینے میں ملت کے درد کی
ایک کہانی فقیہ ملت کی زبانی۔

"فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد
امجدی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔
"اہلسنت وجماعت کے چھوٹے بچوں کی تعلیم
کے لئے کوئی نصاب نہ تھا۔ اسی لئے مدارس اہلسنت
میں صلح کلیوں اور بدمذہبوں کی گمراہ کن کتابیں
پڑھائی جارہی تھیں تو انھوں نے اردو زبان کی
تعلیم کے لیے "تعمیر ادب" لکھا اور دینیات کی تعلیم کے
لئے مجھ سے نورانی تعلیم لکھوائی۔ جو بحمدہ تعالیٰ ہندو
پاکستان کے علاوہ افریقہ، امریکہ اور فرانس وبرطانیہ
وغیرہ میں بھی داخل نصاب ہو چکی ہیں۔"
(رسائل بدر ملت صہ۵۴ رضا اکیڈمی)
فقیہ ملت علیہ الرحمۃ کے اس بیان کو پڑھنے کے

Scanned with CamScanner

بعد یہ بات ذہن میں گردش کرتی ہے کہ اللہ رب العزۃ نے حضرت بدر ملت علیہ الرحمۃ کے اندر قوم کا کتنا درد رکھا تھا کہ آپ ہمہ وقت مسلمانوں کی اصلاح اور ان کے اعمال کی درستگی کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ چنانچہ تعمیر ادب اس انداز میں تحریر فرمائی کہ حصہ اول ہی سے طالب علم کے دل میں یہ بات نقش کرنے کی کوشش فرمائی ہے کہ سنی مذہب حق ہے۔ اور اس کے علاوہ تمام فرقے باطل ہیں۔،،

حضور بدر ملت کے سینے میں قوم و ملت کا درد کس قدر پنہاں تھا۔ اس کی ایک جھلک آپ کے اس مکتوب گرامی سے بھی ظاہر و منکشف ہوتی ہے۔ جو آپ نے اپنے شاگرد رشید حضرت علامہ مفتی غلام محی الدین صاحب قبلہ صدیقی گونڈوی بانی مدرسہ اہلسنت غوثیہ بدر العلوم دوناکہ بہرائچ شریف کے پاس تحریر فرمایا تھا جس کو یہاں پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہوں۔

،، رموا پور چوکی گاؤں میں بارہویں شریف کی تقریب ہے۔ ۱۱ ربیع الاول شریف کو آپ کو ہر قیمت پر پہنچنا ہے۔ سنیت کی تبلیغ کا سوال ہے گاؤں کے لوگ ضرور سنی ہیں۔ لیکن سخت اندھیرے میں ہیں۔ غریب اور نادار ہونے کے باعث گاؤں والوں پر دباؤ نہیں ڈالا جا سکتا۔ کہ کسی عالم کو بلاؤ۔ ایسی صورت میں آپ کو متعینہ تاریخ پر بعونہ تعالیٰ قطعی پہنچنا ہے۔ آپ کے مکان پر بحمدہٖ تعالیٰ سب لوگ بخیریت ہیں فقط

بدر الدین احمد۔ خادم مدرسہ غوثیہ

بڑھیا۔ یہ خط میں پیپری سے لکھ رہا ہوں۔

(مکتوبات بدر ملت صفحہ ۱۴۶ رضا اکیڈمی)

اور ایک دوسرا مکتوب گرامی جسے آپ نے اپنے ایک شاگرد جناب غلام محمد قادری کے پاس تحریر فرمایا جس کے مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اگر اساتذۂ کرام اپنے تلامذہ کی اصلاح فرماتے رہیں تو وہ دن دور نہیں کہ انھیں تلامذہ میں ایک سے بڑھ کر ایک متقی نظر آئیں گے۔ چنانچہ آپ نے اس میں بڑے ہی متانت و سنجیدگی سے خشیت ربانی اور عشق رسالت کا دیپ ان کے دل میں روشن کرنے اور ان کی اصلاح کرنے کی کوشش فرمائی۔ میں یہاں پر اس مکتوب گرامی کے چند ٹکڑے پیش کر رہا ہوں۔

،، میں نہ تو آپ کی والدہ کا استاذ ہوں۔ نہ آپ کے والد کا۔ ہاں دنیا میں موضع بھگوت پور سے موضع پھلپھل تک آپ کا استاذ کہلاتا ہوں چونکہ مذہب میں آپ عملاً پلپلے ہو گئے ہیں۔ اس لیے آپ کے پلپلاپن سے بہت صدمہ ہے اور جب مجھے صدمہ ہے تو سرکار اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدمہ رہے گا۔ کیوں کہ سرکار اعلیحضرت آپ کے پیروں میں ہوتے ہیں۔ اور جب سرکار اعلیحضرت کو صدمہ ہوگا تو ضرور سرکار غوث اعظم کو ناراضگی ہوگی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،،

بھلا آپ کسی بھی قیمت پر یہ گوارہ کر سکتے ہیں کہ قطب الاقطاب شیخ الملائکہ والجن والناس حضور پرنور سرکار غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے ناراض رہیں۔ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔،،

Scanned with CamScanner

اگر آپ نے عربی فارسی کی تعلیم بند کر دی تھی تو یہ غنیمت تھا لیکن پہاڑ سے بھی بھاری بات یہ ہے کہ آپ نے دین کا راستہ ہی چھوڑ دیا۔،،

اس تحریر کا مقصد یہ ہے کہ آپ نادان نہیں رہ گئے۔ آپ کو بحمدہ تعالیٰ باپ بننے کی تیاری کرنی ہے ایک مسلمان مرد پر جو بوجھ پڑتا ہے وہی بوجھ اب آپ کو اٹھانا ہے۔ لہٰذا آپ بارگاہِ الٰہی میں سچے دل سے توبہ کر کے تین باتوں کا پابندی سے عہد کیجئے۔

۱۔ ہر حال میں نماز پنجگانہ ادا کرنے کا عہد۔

۲۔ چوبیس گھنٹہ میں کم از کم ایک بار تلاوت قرآن پاک کا عہد۔

۳۔ روزانہ کم از کم سو مرتبہ درود غوثیہ پڑھنے کا عہد۔

یہ تینوں باتیں وہ ہیں جن پر آپ زمانۂ ماضی میں برسہا برس عمل کر چکے ہیں یہ کوئی نئی چیز نہیں۔،،

آپ کا بے کس استاذ۔

بدرالدین احمد قادری خادمِ مدرسہ غوثیہ بڑھیا۔ (مضامین بدر ملت)

حضرت بدرملت علیہ الرحمۃ کی تحریرات کے مذکورہ بالا اقتباسات سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خداوند قدوس نے آپ کو اصلاحِ قوم ہی کے لئے پیدا فرمایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے رگ و پا میں اصلاح امت کا درد بدرجۂ اتم پایا جاتا تھا جس کی مثال آپ خود تھے۔ بس ہم رب کی بارگاہ عظمت میں دعاگو ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو آپ کے مشن کو اپنانے اور جملہ مسلمانان اہلسنت کو آپ کی تحریرات سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الصلاۃ والتسلیم۔

وظیفہ حشمتی

مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ سنت مولانا الحاج الشاہ محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر نماز کے بعد پڑھتے تھے۔ اول و آخر ۱۲/۱۲ بار درود شریف درمیان میں ۱۲/ بار یہ دو شعر

اپنی بنی ہم آپ بگاڑیں۔ کون بنائے بناتے یہ ہیں۔
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
لاکھوں بلائیں کروروں دشمن۔ کون بچائے بچاتے یہ ہیں۔
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اس کا عمل دارین کی بے شمار دولتوں، برکتوں، راحتوں، عزتوں، مسرتوں، نعمتوں سے مالامال رکھے گا۔ دشمنوں کی بلاؤں سے محفوظ رکھے گا۔ بڑی دولت یہ ہے کہ ایمان پر خاتمہ بالخیر ہوگا۔ حاکم، ظالم، چور، ڈاکو، درندہ، دشمن، بیماری، ہلاکت، مقدمہ، دینی و دنیوی پریشانیوں کے وقت کثرت سے ورد رکھے۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے بے شمار پڑھے اور ہر نماز کے بعد پابندی سے جاری رکھے۔

تنبیہ: دینِ اسلام و مذہب اہلسنت کا سچا مختصر خلاصہ مسلک اعلیٰحضرت ہے۔ یہی وہ مجمع البحار ہے۔ جس پر آج حنفیت و شافعیت و مالکیت و حنبلیت اور قادریت وچشتیت و سہروردیت و نقشبندیت و مجددیت و برکاتیت واشرفیت وغیرہم سب سمندروں کا سنگم ہے۔ (ماخوذ از ترانۂ حشمتی ص ۲۸)

حضور بدر ملت کا تصلب فی الدین

از: مولوی محمد عبدالرحمٰن قادری بہرائچی۔ جماعت سادسہ۔ متعلم الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ۔ یوپی.

مذہب اسلام اپنے ماننے والوں کو مختلف حالات میں قسم قسم کے بکلف احکام کی تعلیم دیتا ہے اور مسلمان ان احکام کی بجا آوری اپنی دنیوی واخروی فیروزمندی کا سبب موثر تصور کرتا ہے۔ مگر ایک انسان کے اقبال کی ارجمندی کا راز اس کے "فکرواعتقاد" کی صحت و سلامتی میں مضمر ہے۔ اعتقاد کی درستگی اللہ ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت ووفاداری ان کے دشمنوں سے عداوت وبیزاری، دین اسلام پر حقیقی وارفتگی، ذرّہ کو آفتاب اور قطرہ کو سمندر بنادیتی ہے۔ اور ایک معمولی انسان زمانہ کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے۔

حدیث پاک میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ الْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ (مشکوۃ المصابیح کتاب الایمان ص۱۵ مطبوعہ مجلس برکات الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ۔) تمام اعمال میں بہترین عمل اللہ کی رضا کے لئے محبت اور اللہ ہی کی خوشنودی کے لئے عداوت ہے۔

اس حدیث پاک کے تحت اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ کے افضلیت اعمال ہونے کے تعلق سے صاحب مراۃ المناجیح حضرت علامہ شاہ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں "کیوں کہ دوسرے اعمال قالب سے ادا ہوتے ہیں اور اللہ کے لئے محبت وعداوت دل سے۔ وہ بدنی عبادات ہیں، یہ دل کی عبادت۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت جبھی ہوگی جب اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی اور اللہ کی محبت اس کے تمام احکام کی محبت کا ذریعہ ہے" (اشعۃ اللمعات بحوالہ مراۃ المناجیح ج۶ ص۵ مطبوعہ ادبی دنیا مٹیا محل دہلی۔) نیز اسلامی تعلیم کی روح بھی یہی ہے کہ ایک مسلمان زندگی کے ہر شعبہ میں اطاعت خدا ورسول کو ملحوظ رکھے۔ اپنا ہر قدم اس لئے اٹھائے کہ اسے اللہ رب العزت اور اس کے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا وخوشنودی حاصل کرنی ہے۔

جب ہم اس تناظر میں بدر العلما حضرت مولانا بدر الدین احمد علیہ الرحمۃ کے گوشہ ہائے حیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ آپ کی پوری زندگی الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کی مکمل آئینہ دا

تھی۔ اللہ رب العزت نے انہیں گوناگوں خصوصیات کا حامل بنایا تھا مگر ان تمام خصوصیتوں میں ایک خصوصیت جو ہمیشہ ان کے گفتار و کردار سے جھلکتی تھی وہ "تصلب فی الدین" ہے۔ یہ ایسی کٹھن منزل ہے جس پر بہت کم ہی لوگ کھرے اتر پاتے ہیں دینی تصلب کے ساتھ اسلام و سنیت کی ترویج و اشاعت اور تحفظ ناموس الوہیت و رسالت کا عظیم و جلیل کارنامہ آپ کی حیات کا نمایاں پہلو ہے۔ پوری زندگی مسلک اہلسنت وجماعت کے لئے کام کرتے رہے۔ اللہ و رسول کے دوستوں سے سچی محبت و الفت رکھتے اور جس کسی سے بھی ان کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی پاتے اس سے قطع تعلق فرمالیتے۔

آپ کی تصنیفات سے آپ کے تصلب فی الدین کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ آپ اپنی شہرۂ آفاق کتاب "سوانح اعلیحضرت" میں یوں رقمطراز ہیں۔

"بظاہر الحب فی اللہ والبغض فی اللہ پر عمل کرنا بہت آسان معلوم ہوتا ہے لیکن عمل کرنے والوں سے پوچھئے وہ بتائیں گے کہ سال بسال روزہ رکھنا، رات بھر سجدے میں پڑے رہنا، دن بھر وظیفہ اور قرآن مجید پڑھنا آسان ہے مگر اپنی زندگی کو الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کے سانچے میں ڈھال لینا صرف دشوار ہی نہیں بلکہ بہت دشوار ہے۔ (سوانح اعلیحضرت صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ قادری مشن بریلی شریف)

جو لوگ آپ کی حیات مقدسہ سے واقف ہیں۔ انہیں اس بات سے بخوبی آشنائی ہے کہ بلاشبہ آپ کی پوری زندگی اطاعت خدا اور رسول کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔

دین کے لئے اللہ عزوجل نے انہیں جو تڑپ عطا فرمائی تھی اور مسلک حق کی سچی ترجمانی کا جو جذبۂ فراواں آپ کے سینے میں موجزن تھا اور بلا خوف لومۃ لائم حق بیانی کا جو ملکہ آپ کی طبیعت میں ودیعت تھا اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔

ایک جگہ خوش عقیدہ مسلمانوں کو تنبیہاً فرماتے ہیں۔

"مسلمانو! نماز ایک اہم دینی فریضۂ الٰہی ہے اس کو صحیح طور سے بجالانا نہایت ضروری ہے۔ لہٰذا تم اپنی نماز ایسے امام کے پیچھے ادا کرو جو سنی صحیح العقیدہ، صحیح الطہارۃ، صحیح القرأۃ ہو نیز فاسق معلن نہ ہو۔ نماز کے افعال و ارکان سنت کے مطابق بجالاتا ہو کسی وہابی، دیوبندی، وہابی غیر مقلد وہابی تبلیغی ندوی نیچری وغیرہ بد مذہب کے پیچھے کسی بھی صورت سے کسی بھی حالت میں بحکم شریعت اسلامیہ نماز ادا نہیں ہو سکتی۔ جہاں تمہیں سنی امام نہ ملے وہاں تم الگ نماز ادا کر لیا کرو۔ (نورانی گلدستہ صفحہ ۲۳ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی)

یہ ہے آپ کا تصلب فی الدین کہ کوئی بھی اپنے وقت کا کتنا ہی بڑا صاحب جاہ وحشم کیوں نہ ہو مسائل شرعیہ بتانے میں کسی کی بھی رو رعایت نہ فرماتے۔ یقیناً آپ یادگار سلف اور خلوص وللہیت کا ایک روشن مینار تھے۔

یہ بات سچ ہے کہ دنیا میں دولت وعزت کے طلب گاروں کی کمی نہیں لیکن دولت وعزت کا تقابل اگر عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا جائے تو پھر یہ دونوں چیزیں ہیچ ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور بدر ملت کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت کا جذبۂ خاص عطا فرمایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جیسے عاشق رسول پر کبھی بھی دنیا غالب نہ آسکی۔ زندگی کا لطف محبت سے ہے۔ اور محبت رسول کا کیا کہنا۔ یہ محبت اس قدر ضروری

Scanned with CamScanner

ہے کہ جس کے بغیر ایمان ہی کامل نہیں ہو سکتا۔ ایمان کا کمال اس امر پر منحصر ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ماں باپ، اولاد، اور تمام جہان کی محبت پر غالب آجائے۔ جیسا کہ خود نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ"، (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان ص۱۲ ناشر مجلس برکات الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور) یعنی تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا تا آنکہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ اولاد اور سب لوگوں سے پیارا ہو جاؤں۔

اس حدیث پاک کے تحت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمۃ مراٰۃ المناجیح میں فرماتے ہیں۔ کہ "یہاں پیار سے مراد طبعی محبوب ہے۔ نہ کہ صرف عقلی کیوں کہ اولاد کو ماں باپ سے طبعی الفت ہوتی ہے۔ یہ ہی محبت حضور سے زیادہ ہونی چاہیئے۔ (مراٰۃ المناجیح ص۳۱ مطبوعہ ادبی دنیا مٹیا محل دہلی)

اور محبت خدا اور رسول کے تعلق سے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ "محبت خدائے عزو جل و محبت رسول او علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتحیات بے دشمنیٔ دشمنان او صورت نہ بندد"، مکتوبات مجدد الف ثانی جلد اول ص۳۲۵ مکتوب ص۲۶۶ بحوالہ سوانح اعلیحضرت ص۱۲۲ مطبوعہ رضا اکیڈمی بمبئی)

یعنی اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دشمنی کئے بغیر اللہ و رسول کی محبت وجود میں نہیں آتی۔ اور یہ خصوصیت حضور بدر ملت کی ذات میں بدرجۂ اتم موجود تھی جن لوگوں نے قریب سے آپ کے لیل و نہار دیکھے ہیں ان سے پوچھیے تو بتائیں گے کہ آپ کس قدر وفاداران مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا سے الفت و محبت اور غدار رسول سے نفرت و عداوت رکھتے تھے۔

محبت کے چند تقاضے ہوتے ہیں ان میں سے ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ محبوب کا ذکر بار بار کیا جائے مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَهٗ آدمی کو جس سے محبت ہوتی ہے اس کا ذکر بار بار کرتا ہے۔ اور ایسا کرنا مریض محبت کی شفا ہے۔ ہم نے حضور بدر ملت کی صحبت میں رہنے والوں کی زبانی سنا کہ "حضرت کا یہ معمول تھا کہ آپ روزانہ کم از کم ایک سو مرتبہ درود غوثیہ ضرور پڑھتے اور اپنے شاگردوں کو اس کی تعلیم بھی دیتے۔ نیز آپ کے پاس بیٹھنے سے دل میں عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جذبہ بیدار ہوتا اور آپ کی گفتگو کو سن کر قلب میں خوف خدا پیدا ہوتا تھا۔

مجاہد سنیت حضرت مولانا عبد المبین نعمانی صاحب قبلہ اپنے ایک مقالہ میں حضور بدر ملت پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا بدر الدین علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ "میں بچوں کی کتابوں پر گنبد خضریٰ کے نقشہ کو چھپوانا مناسب نہیں سمجھتا کہ جیسے تیسے کتابیں رکھ دی جاتی ہیں۔ ادب کا کماحقہ لحاظ نہیں کیا جاتا۔ ٹائیٹل پر اگر گنبد خضریٰ کا نقشہ ہو گا تو اور زیادہ بے ادبی ہو گی۔ دینی کتابوں کا اتنا ادب آج کون کرتا ہے"، (ضمیمہ نورانی گلدستہ ص۱۲۳ ناشر رضا اکیڈمی بمبئی)

اللہ اکبر! یہ تھا حضرت کا عشقِ رسول کہ گنبد خضری کے نقشہ سے اتنی محبت فرما رہے ہیں کہ ٹائیٹل پر اسے چھپوانا اس لئے ناگوار خاطر ہے کہ ہر کس وناکس آدابِ بارگاہِ رسالت سے واقف نہیں۔ جب نقشۂ گنبدِ خضری کے آداب کا یہ حال ہے تو آپ خود احساس کر سکتے ہیں کہ آپ کو جانِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کس قدر عقیدت ومحبت رہی ہوگی۔

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ نے اردو ادب میں تعمیر ادب جیسی کتاب لکھ کر نونہالانِ اہلسنت پر بڑا احسان کیا ہے جس میں زبان وادب کی تعلیم کے ساتھ ساتھ عقائد کی پختگی اور تصلب فی الدین کا جو درس دیا ہے وہ اسی کتاب کا حصہ ہے۔ جن لوگوں کے مطالعے میں مذکورہ کتاب ہے انہیں بخوبی اس حقیقت سے شناسائی ہے کہ جس حسین انداز میں آپ نے اس کی تصنیف فرمائی ہے بلاشبہ وہ درستگیٔ دین وایمان میں معین ومددگار ہے۔

میں قارئین کے سامنے اس کتاب کے چند جملے پیش کر کے اپنے قول کو ثابت کرنا چاہتا ہوں چنانچہ تعمیر ادب حصہ اول ص۲۴ (ناشر مدرسہ گلشن رضا کولبی ضلع ناندیڑ مہاراشٹر) پر یوں رقمطراز ہیں کہ کہ "اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو غیب کا علم سکھایا۔" اسی کے ص۳۱ پر ہے کہ "ہمارے نبی کو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کا سارے جہان کا حاکم بنایا ہے۔ چاند اور سورج پر ہمارے نبی سرکار مصطفےٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا قبضہ ہے۔ دنیا میں ہزاروں نبی تشریف لائے ان میں سب سے بلند وبالا مرتبہ سرکار مصطفےٰ کا ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔)" اور ص۳۹ پر ہے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اور محبت ایمان کی جڑ ہے۔" اور حصہ دوم کے ص۴۳ پر روافض کے عقیدے کا رد فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ "تمام صحابہ میں سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں جن کا لقب صدیق اکبر ہے ان کے بعد سب سے افضل حضرت عمر ہیں جن کا لقب فاروق اعظم ہے۔ ان کے بعد سب سے بڑھ کر حضرت عثمان غنی ہیں۔ ان تینوں حضرات کے بعد باقی تمام صحابہ میں سب سے اونچا مرتبہ حضرت علی مرتضی کا ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم) یوں ہی حصہ سوم کے ص۷ پر حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیار و تصرف کے تعلق سے طلبہ کو ذہن دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں "سارے جہان میں سب سے بڑا اللہ تعالیٰ نے حضور پر نور سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کو چاند، سورج سمندر، پہاڑ، پتھر، درخت، سبزہ، حیوان، جن، فرشتہ، انسان، زمین، آسمان وغیرہ سب کا حاکم اور رسول قرار دیا ہے۔ حضور کی طاقت کے سامنے چاند اور سورج زمین وآسمان دم نہیں مار سکتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔"

بلاشبہ یہ ایسی عبارتیں ہیں جن پر عقائد اہلسنت کی بنیاد ہے۔ نیز یہ عقائد قرآن وحدیث کے عین مطابق ہیں جنھیں نونہالانِ اسلام کے سادہ لوح ذہنوں پر نقش کرنے کی کتنی خوبصورت انداز میں آپ نے سعی جمیل فرمائی ہے۔

تعمیر ادب حصہ پنجم میں ایک مستقل عنوان درس ایسا قائم فرمایا کہ جس میں مکالمہ کے ذریعہ باطل مذاہب کے عقائد وافکار کی تردید اور سنیت کی صحیح تعلیم فرمائی

مثلاً اسی مکالمے میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔
"غلامِ غوث! وہابیوں کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے!

غلام نبی۔ وہابی لوگ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کرنے اور گستاخی لکھنے کے سبب بے دین ہیں۔ اس لئے شرع کی رو سے ان کو سلام کرنا، ان سے مصافحہ کرنا، ان کے یہاں شادی بیاہ کا رشتہ قائم کرنا جائز نہیں۔ ان کا ذبح کیا ہوا جانور مُردار ہے جس کا گوشت کھانا جائز نہیں۔ ان سے میل جول، دوستی، محبت کرنا حرام ہے۔ ان کے جنازے کی نماز پڑھنا جائز نہیں۔ ان سے اپنا دین و ایمان بچانا فرض ہے۔ اور یہی حکم قادیانی، نیچری رافضی وغیرہ کے بارے میں بھی ہے۔ خود سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ (مسلم شریف) اے مسلمانو اتم بدعقیدہ مکاروں سے الگ رہنا۔ ان کو اپنے سے الگ رکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں حق سے بہکا دیں۔ اور کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارا عقیدہ بگاڑ دیں معاذ اللہ رب العٰلمین"۔ (تعمیر ادب حصہ پنجم ص ۹۶ ناشر مدرسہ گلشن رضا کولمبی ضلع ناندیڑ۔ مہاراشٹر)

آپ نے تصلب فی الدین کی خاطر گائے، ہاتھی، گنگا، جمنا، وغیرہ عنوانات سے صرف نظر فرما کر دینیات کے ایسے عنوانات درس قائم فرمائے جن کی تعلیم پا کر طلبہ تصلب فی الدین کے پیکر بن جاتے ہیں بعض مدارس میں ان کتابوں کو اس لئے داخل درس نہیں کرتے کہ وہاں کچھ گلابی لوگ ہوتے ہیں۔ استاذ گرامی حضرت مولانا محمد ناظم علی صاحب قبلہ مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ نے مجھ ناچیز سے بتایا کہ "میں نے ان گلابی لوگوں سے پُر زور انداز میں کہا کہ ان کتابوں کو داخل درس کریں۔ یہاں کے حالات کے پیش نظر اس کی شدید ضرورت ہے۔ مگر بہت آسانی سے یہ کہہ کر چھٹکارا حاصل کر لیا کہ مولانا یہاں کا ماحول اس کو قبول نہیں کرے گا۔

آپ کی تمام تصنیفات کا بالاستیعاب مطالعہ کیا جائے تو ان سب میں تصلب فی الدین کے تابندہ نقوش ضرور ملیں گے۔ فیض الادب حصہ اول و دوم کا بنظر غائر مطالعہ کیجئے۔ یہ عربی زبان و ادب اور عربی انشاء پردازی میں نہایت مفید اور نفع بخش ہے۔ مگر جا بجا آیت قرآنی اور احادیث کریمہ اور عربی و اردو جملوں کا انتخاب کچھ اس طرح کیا گیا ہے کہ انشاء پردازی کے ساتھ تصلب فی الدین کی اشاعت بھی ہے۔ اور صلح کلیت کا سدباب بھی۔

فیض المنطق المعروف بہ جواہر المنطق کا مطالعہ کیجئے تو اس میں مسئلہ امکان کذب باری کی تفصیلی بحث فرمائی۔ اور فقیہ فقیہ المثال مجدد اعظم سیدنا اعلیحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کی مشہور زمانہ محققانہ کتاب سبحان السبوح کی روشنی میں اس باطل عقیدہ فکری دھجیاں اڑا کر رکھ دی ہیں۔ یہی حال آپ کی دیگر تصانیف کا ہے۔

آپ کے تلامذہ میں بھی تصلب فی الدین کے آثار نمایاں نظر آتے ہیں۔ جن میں سے خاص طور سے خلیفہ حضور بدر ملت حضرت مولانا مفتی محمد کوثر حسن صاحب قبلہ صدر شعبۂ افتاء مدرسہ اہلسنت بدر الاسلام بہریا ضلع بڑا بیور، (یوپی) استاذ گرامی حضرت مولانا مفتی غلام

محی الدین صاحب قبلہ صدر المدرسین مدرسہ اہلسنت غوثیہ بدر العلوم بھرائچ شریف (یوپی) اور خلیفہ حضور بدر ملت حضرت مولانا صوفی عبد الصمد صاحب قبلہ سرپرست مدرسہ گلشن رضا کولمبی ضلع ناندیڑ (مہاراشٹر) قابل ذکر ہیں۔

دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف میں جن دنوں حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز تھے۔ وہاں فارغ التحصیل علماء فضلاء کی جو ٹیم نکلتی تھی ان کے اسناد تصلب فی الدین پر مشتمل اور اردو مضمون میں ہوتے تھے جن کو مجمع عام میں فارغ التحصیل علماء پڑھتے اور اس کی تصدیق کرتے۔ پھر انھیں سند سے سرفراز کیا جاتا۔ اور آج بھی یہ حسین سلسلہ قائم و دائم ہے۔ اس سے آپ نہ صرف ان علماء وفضلاء کو تصلب فی الدین کی تعلیم بخشتے بلکہ مسلمانان اہلسنت کو بھی اس کی تعلیم دیتے۔ آپ جہاں بھی تشریف لے گئے تصلب فی الدین کی میراث تقسیم فرماتے گئے۔

آپ اپنے وعظ وخطابت میں بد مذہبوں کا رد بلیغ فرماتے اور تصلب فی الدین کا اعلیٰ درس دیتے۔ آج بھی آپ کی خطابت کے آثار موجود ہیں۔ آپ اپنے وعظ وخطابت میں تو تصلب فی الدین کا درس دے کر لوگوں کے قلوب میں دین وایمان کی جلا بخشتے ہی تھے۔ نیز خط وکتابت میں بھی یہ سلسلہ جاری تھا۔ نمونے کے طور پر ایک مکتوب گرامی قارئین حضرات کے پیش نظر ہے۔

از بڑھیا۔ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

بنام والدہ اورنگ زیب بھائی یار علوی رمنگرہ ضلع گونڈہ۔ جناب والدہ صلاح الدین (برادر اورنگ زیب)

سلام مسنون!

مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ کے لڑکے علاء الدین کا رشتۂ نکاح کسی وہابی مسلک کی لڑکی سے قائم کیا جارہا ہے سنی مذہب کے علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہابی مذہب والے کے یہاں رشتہ قائم کرنا حرام سخت حرام ہے۔ آپ براؤں شریف کی خانقاہ سے مرید ہیں علاء الدین کے والد جناب کمال الدین صاحب حضرت خلیفہ صاحب سے مرید ہیں۔ سنی پیر سے مرید ہوتے ہوئے بھی سرکار مدینہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمن وہابیوں سے نکاح کا رشتہ قائم کرنا یہ کیسے گوارہ ہوسکتا ہے۔ ماں ہونے کی حیثیت سے آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنے لڑکے علاء الدین کو اپنا فیصلہ سنادیں کہ بیٹا! وہابی کے یہاں رشتہ نہیں کرنا ہے۔ اگر تو نہیں مانے گا تو میں تجھ سے الگ ہوجاؤں گی۔ میں تجھے چھوڑ دوں گی۔ مگر پیارے مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا دامن نہیں چھوڑوں گی۔ ضد میں آکر اپنا ایمان برباد نہیں کرنا ہے۔

فقط والسلام۔

بدر الدین احمد۔

(ماخوذ از ضمیمہ تعمیر ادب پنجم ص ۱۹۸۔ ناشر مدرسہ گلشن رضا کولمبی ضلع ناندیڑ)

مندرجہ بالا حوالات کے تناظر میں یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ بلاشبہ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کی زندگی الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کی مکمل آئینہ دار تھی۔

تقویٰ دین کی اساس (بنیاد ہے) اور لالچ تقویٰ کو ضائع کردیتا ہے۔ (حضور پر نور سرکار سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔)

Scanned with CamScanner

درس گاہ حافظ ملت کے پروردہ حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب قادری رضوی نوری قدس سرہ

بچوں کے ادب کی روشنی میں

از۔ رضوان احمد انصاری ایم، اے۔

حضرت مولانا بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات اور شخصیت برصغیر ہند و پاک کے لیے محتاج تعارف نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ پابند شرع، خداترس، صاحب علم وفضل متقی باللہ اور سچے عاشق رسول تھے۔

حضرت مولانا بدرالدین احمد قادری کو سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت سے بے پناہ عشق تھا۔ آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے مشن اور علمی کارنامے کو دنیا کے سامنے تقریر وتحریر کے ذریعہ پیش کرنے میں پوری زندگی وقف فرمادی۔ آپ نے اپنی عقیدت کا خراج پیش فرماتے ہوئے سب سے پہلے اردو زبان میں "سوانح اعلیٰ حضرت"، تحریر فرمائی اس مایہ ناز تصنیف نے درحقیقت رضا شناسی کا ایک اہم باب کھول دیا۔

میرا موضوع صرف حضرت مولانا بدرالدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمۃ کی تصنیف وتالیف ہے اور بالخصوص ان کی شہرۂ آفاق تصنیف "تعمیر ادب" کا تجزیاتی مطالعہ کرنا ہے۔

آپ کے درس وتدریس کا طریقہ قدیم تھا۔ ہر کتاب طلبہ کے ذہن نشین کرانا اور اس کے رموز سے آگاہ کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے ابتدائی کتابیں عربی وفارسی کی ترکیب نحوی وصرفی سے ہی پڑھاتے تھے۔ اکثر یہ سننے میں آیا کہ بڑے بڑے دارالعلوم اور جامعہ کے فارغین جب آپ کی درس گاہ میں زانوئے ادب تہہ کرنے کے لیے حاضر ہوئے تو ان کی تعلیم آپ کے معیار تعلیم کے سامنے انھیں ابتدائی درجات میں داخلہ لینا پڑا مگر ہاں جس نے آپ کے نظام تعلیم سے وابستگی حاصل کرلی اور آپ کے مطابق تعلیم حاصل کی تو وہ یگانۂ روزگار استاد بن کر ابھرا۔ خود شروع سے ہی اسلامی تعلیم کے سخت پابند تھے اور اسی پابندی سے طلبہ کو آراستہ دیکھنا چاہتے

تھے۔ بحمدہ تعالیٰ صدہا طالب علم آپ کے سرچشمۂ علوم وفنون سے سیراب ہوئے اور ہند وپاک کی درس گاہوں کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی مسند تدریس پر فائز ہیں۔

درجنوں کتب تصنیف فرمائیں جن میں منطق فلسفہ اور ادب عربی کے ساتھ ادب اردو خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے کہ مولانا رضوی صاحب کی کتاب "تعمیر ادب" اس مقالہ کا موضوع ہے اس لیے اسی کتاب کا تقابلی مطالعہ سرسری طور سے پیش کیا جارہا ہے۔

مصنف کے لیے اعلیٰ ومعیاری اور کلاسیکل کتابیں تحریر کرنے کے لیے قاری کے ذہن وفکر اور عمر کو مدنظر رکھنا ضروری نہیں البتہ اس کے برعکس اگر ابتدائی درجات کے لیے کتابیں لکھی جائیں تو قاری کے ذہن وفکر کو مدنظر رکھنا از حد ضروری ہے۔ ابتدائی درجات کے لیے بازار میں متعدد کتابیں ملتی ہیں۔ مثلاً ابر رحمت اردو کی پہلی تا پنجم، بہار اردو، عزیز پرائمر و مصباح المکاتب وغیرہ۔ یہ سب کتابیں ہمارے اسلامی مدارس ومکاتب میں ہی پڑھائی جاتی ہیں۔ ان کتابوں کے تحریر کرنے میں مصنف کو کس قدر خون جگر پلانا پڑتا ہے اس کا اندازہ مولوی محمد حسین آزاد کی زبانی ملاحظہ فرمائیے

"بڑا حصہ عمر گراں بہا کا سررشتہ تعلیم کی ابتدائی کتابوں کی تصنیف میں صرف ہوا وہ کتابیں نام کو ابتدائی ہیں مگر مجھ سے انہوں نے انتہا سے بڑھ کر محنت لی۔ جاننے والے جانتے ہیں کہ جب تک انسان خود بچہ نہ بن جائے تب تک بچوں کے لیے مناسب حال کتاب نہیں لکھ سکتا پھر انہیں بار بار کاٹنا اور بنانا، لکھنا اور مٹانا بڈھا ہو کر بچہ بننا پڑا۔ پھرتے، چلتے، جاگتے سوتے، بچوں ہی کے خیالات میں رہا۔ مہینوں نہیں، بلکہ برسوں صرف ہوئے۔ جب وہ بچوں کے کھلونے تیار ہوئے۔ خیر میرے پیارے اہل وطن! تمہاری خدمت نہ کی، تمہارے بچوں کی خدمت کی۔

اقتباس بالا سے مصنف کی جگر کاوی کا علم بخوبی ہوجاتا ہے۔ یہ کتاب آزاد صاحب نے انگریزی گورنمنٹ کے عہد اور ان کی ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر لکھی ہوگی اور آزاد صاحب خود حکومت کی ملازمت میں تھے اس لیے اس کے تصنیفی مقاصد بھی کچھ اور ہی رہے ہوں گے۔ ملک کی آزادی کے بعد جہاں مقاصد اور حالات میں تبدیلی رونما ہوئیں وہیں عقائد پر بھی بہت زبردست حملے ہونے لگے۔ بازار میں بہت سی مخرب اخلاق اور اہانت خدا ورسول پر مبنی کتابیں فروخت ہونے لگیں اسلامی نونہالان کے لیے ایسی گھڑی میں کوئی معتبر اور محقق کتاب نہیں نظر آئی۔ ایسی حالت میں مولانا رضوی صاحب علیہ الرحمۃ جیسا قوم مسلم کا ہمدرد اور اسلامی نونہالوں کے علمی خادم سے خاموش نہ رہا گیا اور بڑھاپے میں بچہ بن کر اپنی لازوال اور بے شمار محاسن پر مبنی تصنیف پیش فرمائی جو ہر طبقہ کے لیے عدیم المثال اور عظیم الفوائد کتاب ثابت ہوئی۔

اب تک اردو کی ابتدائی کتابیں جتنی بھی تصنیف کی گئیں ان کے قاعدہ والے حصہ میں حرف ابجد کے شناخت کرانے میں جاندار اور بے جان کی تصویر پیش کرنے میں کوئی احتراز نہیں کیا گیا۔ مثلاً "خ" سے خرگوش "ک" سے کبوتر وغیرہ۔ مگر مولانا رضوی صاحب علیہ الرحمۃ نے جاندار تصویر کو حدیث مصطفےٰ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف جانا اوران کے لیے دوسری
بے جان چیزوں کی تصویریں بنائیں اسی طرح کچھ حروف
کی ایسی تصویریں پیش کی گئیں کہ جو مبتدی طالب علم کے
سمجھ سے باہر ہیں۔ جیسے "ذ" سے ذنب (دم)
"ڈ" سے تاڑ۔ "ث" سے ثمر وغیرہ۔ مولانا رضوی
علیہ الرحمۃ نے مبتدی طالب علم کے ذہن وفکر کا بغور
مطالعہ کیا اوران جیسے حروف کے لیے کوئی تصویر
نہیں دی بلکہ خالی جگہ دے کر سمجھانے کا مشورہ دیا
البتہ جن حروف کی بے جان تصویریں بنتی ہیں ان کو بنایا
بھی ہے۔ مثلاً الف سے انگوٹھی، "ب" سے بوتل۔
"چ" سے چاند۔ "خ" سے خط "ک" کرسی۔ وغیرہ
یہ سب اشیاء انسان کے روزمرہ کی زندگی میں پیش
آنے والی ہیں انھیں بچہ ہوش میں آنے کے بعد سے
سنتا ہے اور دیکھتا رہتا ہے اس لیے ان کی مدد سے
حروف کی شناخت بہت آسان ہو جاتی ہے۔ ان
باتوں پر حضرت مولانا بدرالدین احمد علیہ الرحمۃ کے علاوہ
بہت کم مصنفین نے توجہ دی ہے۔ میں اپنے اس
مقالہ میں "ابر رحمت" مصنفہ خاں صاحب چھوٹے
خاں ترمیم کردہ خان بہادر سید وحید الحسن صاحب
اور تعمیر ادب مصنفہ مولانا رضوی علیہ الرحمۃ کا تقابل
اجمالی طور سے کر رہا ہوں۔ اگر دوسری کتابوں کو شامل
کیا جائے تو مقالہ کافی طویل ہونے کا یقین ہے۔
اس لیے صرف "ابر رحمت" کا تعمیر ادب سے تقابل
پیش نظر ہے۔

ابر رحمت حصہ پرائمر سبق نمبر ۳۰ ص ۴۰ راہم کا
ایک اقتباس جو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اور
نبوت کے ضمن میں ہے۔ ملاحظہ ہو۔

سب سے پہلے دنیا میں حضرت آدم آئے
ان کی اولاد میں سے حضرت نوح، حضرت نوح کی
اولاد میں سے حضرت ابراہیم تھے۔ یہ اللہ کے بڑے
نبی تھے۔ حضرت ابراہیم نے کہا۔ اللہ ایک ہے پتھر
کے بتوں کو توڑ ڈالا۔ سب بہت بگڑے۔ بہت
ڈرایا دھمکایا آگ میں ڈال دیا۔ آگ بجھ گئی۔ آپ
بچ گئے۔ ادھر ادھر مارے مارے پھرے۔

مندرجہ بالا اقتباس سے نہ تو حضرت آدم علیہ
السلام کی تخلیق کا صحیح علم ہو پا رہا ہے اور نہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی ذات گرامی طلبہ کے ذہن نشین
ہو رہی ہے۔ ان انبیائے کرام کے مقام و درجات
کیا ہیں؟ کون کس مقصد کے تحت زمین پر تشریف
لائے وغیرہ وغیرہ۔ دوسری بات یہ کہ اسی اقتباس
کے آخری جملے میں "ادھر ادھر مارے مارے پھرے"
ایک محاورہ ہے جو ذلت و رسوائی کے معنی میں مستعمل
ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جس نبی کو اللہ
تعالیٰ خلیل اللہ کا پیارا لقب عطا فرمائے اور اپنا
فضل خاص فرما کر آتش کدۂ نمرود کو گل وگلزار بنائے
اس نبی کی شانِ اقدس میں اس طرح توہین آمیز
جملے اور محاورے تحریر کیے جائیں۔ کس قدر شرم
وافسوس کا مقام ہے بلکہ اگر عندالشرع غور کیا
جائے تو یہ کفر آمیز ہے۔ اسی اقتباس میں علیہ السلام
کا مخفف "ع" لکھا گیا ہے جو بعض فقہاء کے نزدیک
حرام ہے اور اکثر کے نزدیک سخت منع ہے۔ معاً
اسی اقتباس میں انبیاء کے اسم گرامی کے ساتھ
"تھے" ماضی بعید کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے جو نبی
کی حیات ابدی کا سراسر انکار ہے۔ یہی وہ جملے ہیں
اور یہی وہ کتابیں ہیں جو عام طلبہ کو اسلامی تعلیمات
کی اصل روح سے بیگانہ کر دیتی ہیں۔ اور آگے چل کر
اسلام دشمن باتیں تحریر کرتے ہیں یہ ہر ماہر تعلیم نے
تسلیم کیا ہے کہ طالب علم کو ابتدا میں جو تعلیم دی جائے گی

Scanned with CamScanner

اور جو نقش و نگار ان کے ذہن و فکر پر قائم کیا جائے گا وہ علی الدوام ہوگا کیوں کہ ابتدائی درجات ان کی تعلیمی نشو و نما کا اصل زینہ ہے جس کا درست ہونا اشد ضروری ہے۔

اسی خیال و مفہوم کی وضاحت کے لیے تعمیر ادب حصہ دوم ص ۳۴ بعنوان "حضرت ابراہیم علیہ السلام" پر مبنی ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

"کئی ہزار برس پہلے کی بات ہے کہ ملک عراق میں بابل نام کا ایک شہر تھا۔ وہیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے تھے۔ بابل کے لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ یہ لوگ اگرچہ دنیا کی باتوں میں تو بہت چست اور چالاک تھے لیکن دل کے اندھے تھے پتھروں کو تراش کر اپنے ہاتھوں سے مورتی بناتے اور پھر اسی مورتی کو اپنا خدا مانتے تھے۔ آپ کے پہنچتے ہی رب العلمین کا حکم ہوا کہ اے آگ! ابراہیم کے حق میں ٹھنڈی ہو جا۔ بس پورا آتش کدہ حضرت کے لیے سرد ہو گیا اور آگ کے انگارے پھول بن گئے۔ کئی دن آتش کدے میں رہنے کے بعد آپ باہر تشریف لائے۔ بابل والے آپ کو زندہ سلامت دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ وہ لوگ آگ کے نہ جلانے پر تعجب تو بہت کرتے رہے مگر ایمان نہیں لائے۔ حضرت نے بابل چھوڑ دیا اور ملک شام کی طرف تشریف لے آئے۔ پھر بابل کے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا سب کے سب دنیا سے نیست و نابود ہو گئے۔"

مذکورہ بالا اقتباس میں نہ تو کہیں شان نبوت پر حملہ ہوا ہے اور نہ ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سمجھنے میں کوئی دقت محسوس ہوئی بلکہ آپ کا ایک اہم معجزہ اور خدا کی ارفع و اعلیٰ شان کا بھی ذکر ہو گیا۔

اور "ابر رحمت" حصہ پرائمر ص ۱، ۳۴ کی عبارت جو حضرت آدم علیہ السلام سے متعلق ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"سب پہلے دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام آئے ان کی اولاد میں سے حضرت نوح علیہ السلام۔"

حضرت آدم علیہ السلام کی حیات مبارکہ پر مبنی اور کوئی اقتباس اور پیراگراف نہیں۔ آئیے حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب قادری علیہ الرحمۃ کی تعمیر ادب حصہ دوم ص: ۱۶ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

"حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے دنیا میں کوئی انسان موجود نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے حضرت آدم علیہ السلام کو بے ماں باپ کے پیدا کیا۔ آپ دنیا کے پہلے انسان ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی بیوی حضرت حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پیدا کیا اور حکم دیا کہ تم دونوں جنت میں رہو دنیا بھر کے سارے انسان آپ ہی کی اولاد ہیں۔ آپ سب کے باپ ہیں مگر آپ کا کوئی باپ نہیں۔ دنیا میں سب سے پہلے آپ کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بنایا۔ آپ زمین پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حاکم بن کر رہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو سات لاکھ زبانوں کا علم دیا تھا"

(بحوالہ تفسیر روح البیان جلد اول ص۔ ۱۰۰)

مولانا بدر الدین احمد صاحب علیہ الرحمۃ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں اس کو تحقیقی نقطہ سے پیش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ اس موضوع پر درجہ اور طالب علم کے ذہن و فکر کے ساتھ عمر کا لحاظ رکھ کر سیر حاصل گفتگو فرماتے ہیں۔ چنانچہ قاعدہ میں دو اور سہ حرفی جملے لکھتے وقت بھی اسلامی باتیں مدنظر رکھ کر لکھتے ہیں دیکھئے کس قدر آسان اور عام مفید باتیں تحریر فرماتے ہے

Scanned with CamScanner

ہیں۔

"رَبْ رَبْ رَٹ۔ زَمْ زَمْ مَت دے۔ رَس دے دو۔"

اسی طرح حصہ اوّل میں لکھتے ہیں

"رب کا نام رٹ۔ دادا جان۔ سات آم دے راجا کا باغ۔ بیٹی نیک ہے۔ مریم نماز کی پابند ہے سَعید احمد نمازی ہے۔ ہمارا دین حق ہے۔ مکہ عزّت والا شہر ہے۔ اللہ ایک ہے۔ تخت پر نماز پڑھو۔ کسی کی چغلی نہ کھاؤ۔ وغیرہ وغیرہ صدہا جملے ہیں جو بچے کے دل و دماغ میں نقش کرنے کی کامیاب سعی فرمائی ہے۔ اسی حصّہ میں ایک اہم بات کی طرف بچوں کو توجہ دلاتے ہوئے رقم فرماتے ہیں جس کا عنوان "اسلامی تعلیم" ہے"

"خالق، رازق، منان، قیوم، رحمن، رحیم، جبار، غفار، یہ سب خاص اللہ تعالیٰ کے نام ہیں ان میں کا کوئی نام کسی انسان کے لیے بولنا حلال نہیں۔ اگر کسی کا نام عبدالخالق، عبدالرزاق، عبدالقیوم، اور عبد الرحمٰن ہو تو اسے عبدالخالق، عبدالرحمٰن، عبدالقیوم ہی کہنا چاہئے۔

اس کے بعد مولانا رضوی صاحب علیہ الرحمۃ نے اس بات کو کبھی فراموش نہیں کیا کہ یہ کتابیں دیہی اور شہری دونوں طرح کے بچوں کو پڑھنا ہے اسی سے ان کو تنبیہ فرما کر توجہ دلایا ہے۔ کہ۔

"خبردار! کبھی خدا کو بھگوان، پرماتما یا ایشور مت کہنا"

کچھ لوگوں نے ان ناموں کو خداوند تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ کے ہمسر قرار دے دیا ہے اور کوئی فرق نہیں رکھا ہے۔ مولانا کا زہد و تقویٰ اس بات کو گوارہ نہ فرما سکا۔ آپ نے تعمیر ادب کے ہر حصہ میں خدا اور رسول کا الگ الگ سبق داخل فرمایا ہے اور ان پر کافی معلومات افزا باتیں بیان فرمائی ہیں۔ تقسیم ملک کے بعد ہمارے عقائد پر زبردست حملے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے خلاف شان بھی بہت سی باتیں لکھی گئیں۔ مثلاً "اللہ میاں" فرماتے ہیں۔ اللہ میاں سے ڈرو۔ قرآن اللہ میاں کی کتاب ہے۔ وغیرہ۔ وغیرہ۔ حضرت مولانا نے لفظ میاں پر کافی معلومات افزا باتیں رقم فرما کر بچوں کو اللہ تعالیٰ، خدائے پاک، اللہ پاک وغیرہ ناموں سے یاد کرنے کی توجہ دلائی اور اسے اسلامی شرع کے خلاف بتا کر حرام قرار دیا۔ ایسے ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک کو لینے کا طریقہ بتایا اور جو لوگ صرف "محمد صاحب" کہتے ہیں ان کو گنوار بتا کر مندرجہ ذیل طریقہ بتایا۔

(۱) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۲) سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۳) حضور پر نور سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

بچوں کو تاکید بھی فرمائی کہ جب حضور کا نام لو یا سنو تو "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" ضرور پڑھو۔ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں کے ضمن میں بتاکید تحریر فرماتے ہیں کہ۔

"جب کسی نبی کا نام لو یا لکھو تو نام سے پہلے حضرت اور نام کے بعد علیہ السلام ضرور لکھو"،

تعمیر ادب کے ہر حصہ میں واحد حاضر کے صیغے میں طلبہ سے مخاطب کیا گیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ بچہ سامنے موجود ہے اور استاذ سبق پڑھا رہا ہے ہر سبق میں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے مضامین کا سا لطف ملتا ہے۔ اور جو جملے رقم فرما دیئے ہر ایک

Scanned with CamScanner

شایانِ شان ہی ہیں۔ کہیں بھی شانِ نبوت کے خلاف ایک جملہ نہیں۔ البتہ دوسری کتابوں میں بہت سے خلافِ ادب جملے موجود ہیں۔ چنانچہ ابرِ رحمت حصہ اول ص: ۹ "ہمارے نبی" کے دو جملے ملاحظہ ہوں۔

"محمد رسول اللہ ہم کو اور سب بچوں کو سیدھی راہ بتانے کے لیے دنیا میں تشریف لائے محمد رسول اللہ بڑے اچھے تھے"۔

'پیغمبر اور نبی کی تعریف اور وجہ تشریف آوری' ملاحظہ ہو۔

"اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کچھ نیک اور اچھے بندے پیدا کئے۔ ان نیک بندوں نے خدا کے حکم سے اچھے اچھے کام کرنے کا راستہ بتایا۔ اور برے کام کرنے سے روکا۔ یہی نیک بندے رسول اور پیغمبر کہلاتے ہیں"۔ (ابرِ رحمت حصہ اول ص: ۷)

اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے اس نے اپنے کرم سے دنیا میں کچھ نیک بندوں کو بھیجا تاکہ وہ انسانوں کو سیدھی راہ بتائیں۔ اور برے کاموں سے بچائیں۔ یہی نیک بندے پیغمبر کہے جاتے ہیں (تعمیرِ ادب حصہ دوم ص: ۲)

مدینہ شریف اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ضمن میں چند جملے ملاحظہ ہوں۔

جس شہر میں رسول اللہ آکر رہنے لگے اس کا نام مدینہ ہے۔ پیارا مدینہ کیسا اچھا شہر ہے اس میں رسول اللہ چلتے تھے، پھرتے تھے"

بغیر کسی تبصرہ کے تعمیرِ ادب حصہ دوم کی عبارت ملاحظہ ہو۔

"ہمارے نبی سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ شریف میں پیدا ہوئے جب ترپن سال کی عمر شریف ہوئی تو ہمارے سرکار مدینہ تشریف لے گئے پھر دس سال بعد مدینہ شریف میں انتقال فرمایا"۔

تعمیرِ ادب حصہ پنجم میں شامل سارے مضامین بہت جامع اور مدلل ہیں۔ اکثر موضوع پر لکھے گئے مضامین تحقیقی مقالے کے ضمن میں آتے ہیں۔ زبان و بیان اس قدر صاف اور سلیس ہے کہ ہر عمر کے لیے یکساں مفید ہے۔ چند اسباق جو مطالعہ کے متقاضی ہیں تحریر کر رہا ہوں۔

نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، دیوار قہقہہ، اہلِ سنت و جماعت، حقوق الٰہی، حضرت اورنگ زیب عالمگیر، نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ظہور، سرکار فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سرکار ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت شیرِ خدا اور آپ کی نسلِ مقدس، سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ وہ مقالے ہیں جو اپنی افادیت اور جامعیت کے اعتبار سے لازوال ہیں۔ جب عصرِ حاضر کے علمائے اسلام کی تاریخ مرتب کی جائے گی تو اس میں حضرت مولانا رضوی صاحب علیہ الرحمۃ کا اسمِ گرامی سب سرِ فہرست رہے گا۔ اور مولانا رضوی علیہ الرحمۃ کا یہ تصنیفی کارنامہ اپنے لازوال اور بے شمار محاسن کے ساتھ اسلامی نونہالوں کو اسلامی تہذیب و تمدن میں ڈھال کر روز قیامت بخشش کا سامان فراہم کرے گا۔ حضرت مولانا بدرالدین احمد صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ گو کہ ہم میں موجود نہیں مگر ان کے علمی و ادبی کارنامے ان کی حیاتِ دائمی کے ضامن ہیں۔ آپ نے اردو زبان کے ساتھ ساتھ قوم و ملت کی عظیم خدمت انجام دی۔ طالب علم جب ان پانچوں حصوں کا مطالعہ کرلے گا تو وہ مسلک میں بہت ہی صاف اور پکا بن کر رہے گا۔

مولانا رضوی علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتب فکر کی بھرپور وضاحت فرمائی ہے اور اس میں انھیں پوری طرح سے کامیابی بھی ملی ہے یہ سب ان کے خلوص اور للہیت کی برکت ہے۔

Scanned with CamScanner

۸۶/۹۲ء

حضور بدرِ ملّت کا پیغام!

منتظمین مدارس و مساجد کے نام

از مولانا عبد الصمد قادری رضوی مدرس گلشن رضا کولمبی ناندیڑ۔ (مہاراشٹر) متوطن رفیع گنج ضلع اورنگ آباد (بہار)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ علمائے دین انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے وارث ہیں۔ اسی مقدس جماعت کے ایک فرد بدر ملت حضرت علامہ شاہ بدر الدین احمد قادری رضوی نوری گورکھپوری ثم بستوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ جن کے سینے میں قوم و ملت کا سچا درد تھا۔ جس کی تفصیل قارئین اس کتاب کے متعدد صفحات میں ملاحظہ کریں گے۔

آپ چوں کہ ایک طبیب روحانی بھی تھے۔ اور اپنی دُوربیں نگاہوں سے مسلم معاشرے میں پھیلی ہوئی متعدد روحانی اور عملی بیماریوں کو بغور ملاحظہ فرماتے رہے اور ان امراضِ روحانی سے رہائی حاصل کرنے کے لیے جہاں آپ درس و تدریس تصنیف و تالیف اور تبلیغ و ارشاد کے ذریعہ فرزندانِ قوم و ملت کی رہنمائی فرماتے رہے وہیں مذہبی دینی اداروں درسگاہوں اور سنی مساجد کے منتظمین و مہتممین کے لیے قابلِ تقلید بنیادی قواعد و ضوابط بھی تحریر فرما گئے۔ تاکہ اس پر عمل کر کے مسلمانانِ اہلسنت اور ان کی آنے والی نسلیں اپنے دینی مذہبی قلعوں کی حفاظت و صیانت کرتی رہیں اور اپنے آپ کو نیز اپنے متعلقین کو دینِ حق پر مضبوطی کے ساتھ قائم رکھ سکیں اور معاشرے میں پھیلے ہوئے امراضِ روحانی سے نجات حاصل کرتی رہیں۔

چنانچہ ایک ادارہ اہلسنت موضع گورڈیہ کے اراکین کی درخواست پر حضور والا وہاں تشریف لے گئے تو لوگوں کے اصرار پر اس ادارے کے لیے ایک مستحکم دستورِ اساسی تیار فرمایا جس کو فقیر قادری مِن و عَن نقل کر رہا ہے تاکہ دوسرے مدارس اسلامیہ کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہو اور وہ دستورِ اساسی یہ ہے۔

دو میمورنڈم آف ایسوسی ایشن ادارہ اہلسنت مدرسہ معین العلوم موضع گورڈیہہ، پوسٹ دھنگڑھوا، ضلع بستی یوپی۔

۴۔ مقاصد

۱۰۔ مسلک حضور پر نور سرکار امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق تعلیمی شعبہ کا قائم کرنا اور قائم رکھنا۔

۲۔ تبلیغ کے ذریعہ مسلمانوں کو احکام شرعی پر چلانے کی کوشش کرنا۔

۳۔ مسلک سرکار اعلیحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترویج واشاعت کرنا نیز وہابیوں، دیوبندیوں، مودودیوں تبلیغیوں وغیرہم کی گمراہیوں سے مسلمانوں کو بچانا۔

اسمائے عہدیداران وممبران اوران کا مکمل پتہ نیز کاروبار کی تفصیل جن کے سپرد ادارہ ہذا کا انتظام وانصرام ادارہ کے قواعد وضوابط کے تحت کیا گیا۔

۹۲/۴۸۶

مولانا اصغر علی صاحب پر دھان ضیاء ۶۶

بعد ما ہو المسنون! یہ خبر سن کر مجھے شدید صدمہ اور دکھ ہے کہ آپ لوگ ایک دینی ادارہ کو اسکول بنانا چاہتے ہیں اور دوسری جگہ کی مثال دیتے ہیں۔ بھوتی کی مسجد میں یہ اعلان ہیں نے کیا ہے کہ بھوتی کا مدرسہ گورنمنٹ کے شکنجے سے آزاد رہے گا۔ اگر آپ لوگ اس کے خلاف کریں گے تو خدائے قہار جل شانہ کی بارگاہ میں آپ لوگ ذمہ دار ہوں گے دینی ترقی کو سوچئے۔ دنیوی تعلیمی ترقی کے لیے بہت سے اسکول ہیں۔ میری تحریر رجسٹر میں نقل کروا کر محفوظ کرا دیجئے۔ فقط بدرالدین احمد۔ ۲۱ر جمادی الآخرہ ۱۴۰۵ھ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	پیشہ	عہدہ
۱	حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ مبارکپور اعظم گڈھ۔	تدریس	سرپرست
۲	مولانا مولوی عبداللہ خاں صاحب عزیزی ناؤ ڈیہہ پچپڑوا ضلع گونڈہ۔	″ ″	نگران اعلیٰ
۳	حضرت مولانا بدرالدین احمد قادری رضوی فیض الرسول براؤں شریف بستی	″ ″	ناظم تعلیمات
۴	جناب مولانا عبدالجبار صاحب قادری اشرفی موضع مئو پوسٹ براؤں شریف	″ ″	محاسب
۵	جناب محمد منیر شاہ دھوبہا پوسٹ بھواارے ضلع بستی	زراعت	نائب محاسب
۶	جناب انسان علی صاحب چودھری ڈیہہ	″ ″	صدر

دستخط۔ عبداللہ خاں عزیزی دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف ۹ر شعبان المعظم ۱۳۹۲ھ

″ ″ بدرالدین احمد خادم ″ ″ ″ ″ ″ ″

″ ″ عبدالجبار قادری اشرفی بستوی عفی عنہ۔ مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا بستی ۳ر صفر ۱۳۹۳ھ

قواعد وضوابط

۱۔ ادارہ کا نام: "مدرسہ اہلسنت رضویہ اشرفیہ معین العلوم" موضع گورڈیہہ پوسٹ دھنگڑھوا ضلع بستی یوپی۔

۲۔ ادارہ کا دفتر موضع گورڈیہہ پوسٹ دھنگڑھوا ضلع بستی میں رہے گا۔

۳۔ ادارہ ہذا کے مقاصد حسب ذیل ہوں گے۔

(الف) مسلک حضور پرنور سرکار اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق تعلیمی شعبہ کو قائم کرنا اور قائم رکھنا۔

(ب) تبلیغ کے ذریعہ مسلمانوں کو احکام شرعی پر چلانا۔

(ج) مسلک سرکار اعلیحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ترویج واشاعت کرنا۔ نیز وہابیوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں وغیرہم کی گمراہیوں سے مسلمانوں کو بچانا۔

غیر متبدل اصول

۴۔ ادارہ ہذا کے اراکین، ممبران، سرپرست علمائے مدرسین، اساتذہ۔ درجات تحتانیہ ملازمین، وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو اعتقاداً سنی صحیح العقیدہ، مسلک اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماننے والے ہوں گے۔ لہٰذا کوئی بدمذہب، بدعقیدہ مثلاً قادیانی، رافضی، نیچری، وہابی غیر مقلد، وہابی دیوبندی تبلیغی الیاسی، مودودی ندوی، صلح کلی وغیرہ اس ادارہ کا ممبر، رکن، سرپرست، مبلغ مدرس، ملازم نہیں رہ سکتا۔

۵۔ جو سنی معاذ اللہ تعالیٰ فاسق معلن، بے نمازی یا داڑھی منڈا یا حد شرع سے داڑھی کم کرا دینے والا یا شرابی یا فحش گالی بکنے والا ہو تو وہ بھی ادارہ کا ممبر، رکن، سرپرست، مدرس، ملازم، مبلغ نہیں رہ سکتا۔

جملہ اراکین، ممبران، مدرسین، مبلغین، ملازمین کو سرپرست ادارہ یا نگران اعلیٰ کے سامنے اس طرح عہد پیش کرنا ہوگا کہ

"میں خدائے تعالیٰ کے مقدس نام کی قسم کھا کر عہد کرتا ہوں کہ میں ہمیشہ ادارہ ہذا کا وفادار رہوں گا۔ اور مقاصد ادارہ کے خلاف کسی قسم کی جد وجہد میں کبھی شریک نہ ہوں گا۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ میں سنی صحیح العقیدہ حسام الحرمین کے فتویٰ کے مطابق کسی بد دین بدعقیدہ سے رشتہ داری قائم نہیں کروں گا۔ اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھوں گا۔ نہ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھاؤں گا۔

۷۔ ناگزیر حالات میں غیر مسلم کو ادارہ ہذا کا ملازم رکھا جا سکتا ہے۔ لیکن تدریس کا عہدہ اسے کسی حالت میں سپرد نہیں کیا جا سکتا۔ وفاداری ادارہ کا عہد واقرار اس سے لازمی طور پر لیا جائے گا۔

۸۔ ادارہ ہذا ہمیشہ ہمیش سنی مسلمانوں کی ملک رہے گا۔ اگر بالفرض گورڈیہہ یا اس کے مضافات کے سنی مسلمانوں کی غفلت یا کبھی

Scanned with CamScanner

بھی صورت سے یہ ادارہ غیر سنیوں کے ہاتھ میں چلا جائے تو بیرونجات کے کسی بھی سنی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ کورٹ میں چارہ جوئی کر کے یا کسی بھی تدبیر کے ذریعہ ان کو بے دخل کر کے قبضہ کرے اور دستور کے مطابق چلانے کا سامان کرے۔

۹۔ سنی مسلمان سے مراد وہ لوگ ہیں جو سرکار اعلیحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک مانتے ہیں۔

۱۰۔ ادارہ ہٰذا سے تعلق رکھنے والوں میں اگر کوئی بھی شخص معاذ اللہ تعالیٰ وہابیت دیوبندیت یا کسی طرح کے بد مذہبی کی حمایت کرے گا تو اسی وقت سے وہ ادارہ ہٰذا کی ممبری سے برطرف متصور ہوگا۔

۱۱۔ ادارہ ہٰذا سے تعلق رکھنے والوں میں اگر کسی شخص کی سنیت کے متعلق اختلاف پیدا ہو جائے تو نگرانِ اعلیٰ کا فیصلہ حرفِ آخر ہوگا

۱۲۔ ادارہ ہٰذا کے کاغذات اور رجسٹروں میں اسلامی عربی تاریخ و سنہ کا استعمال بنیادی طور پر لازم رہے گا۔ یعنی ماہانہ کارروائی عربی کی پہلی تاریخ سے شروع ہوگی اور ۲۹ یا ۳۰ کو ختم ہوگی۔

۱۳۔ مدرسین و ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی میں اسلامی عربی مہینوں کا اعتبار لازم ہوگا۔

۱۴۔ حسب ضرورت ثانوی درجہ میں اسلامی تاریخ و سنہ لکھنے کے بعد اس کی مطابقت میں انگریزی تاریخ و سنہ بھی کیا جا سکتا ہے

۱۵۔ ادارہ ہٰذا کی تحریری کارروائی کے لیے ہمیشہ اردو زبان استعمال کرنا ہوگا۔

۱۶۔ ادارہ ہٰذا میں مدرسین انھیں لڑکیوں کو پڑھا سکتے ہیں جو نابالغ ہوں۔ بلوغ کے قریب نہ ہوں۔ بالغہ اور مراہقہ لڑکیوں کا داخلہ ممنوع ہوگا۔

۱۷۔ ادارہ ہٰذا میں لڑکیوں کو صرف پڑھنے کی تعلیم دی جائے گی۔ لکھنے کی تعلیم نہیں دی جائے گی۔

۱۸۔ ادارہ ہٰذا گورنمنٹ کے محکمۂ تعلیم (الٰہ آباد بورڈ) سے ملحق ہو کر امداد حاصل نہیں کر سکتا

۱۹۔ ادارہ ہٰذا کے سرپرست، نگرانِ اعلیٰ اور ناظم تعلیمات کے لیے تجربہ کار سنی عالم ہونا لازم ہوگا۔ اور ان سب حضرات کا انتخاب گورڈیہہ اور اس کے مضافات وغیرہ کے وہ سنی مسلمان کریں گے جو مذہبی سوجھ بوجھ رکھتے ہوں اور مسلک اعلیحضرت پر شدت کے ساتھ کاربند ہوں۔

۲۰۔ ادارہ ہٰذا کی مجلس شوریٰ جن حضرات پر مشتمل ہوگی ان کا انتخاب گورڈیہہ، چودھری ڈیہہ، پٹھان ڈیہہ، دھوبہا۔ اونچ ڈیہوا، اڈولیا اور ڈبرا کے صرف متصلب سنی مسلمانوں کے ذریعہ ہوگا۔ لیکن انتخاب کی کارروائی اس وقت صحیح اور قابل اطمینان قرار پائے گی جب نگرانِ اعلیٰ اس کی توثیق و تصدیق کر دے۔

۲۱۔ ادارہ ہٰذا سے متعلق تمام امور میں

چارہ جوئی صرف ضلع بستی کے کورٹ میں کی جائیگی

۲۲۔ ادارہ ہٰذا کی طرف سے ہونے والے تبلیغی جلسوں میں وہی علماء مدعو کئے جاسکتے ہیں جن کے متعلق سرپرست یا نگرانِ اعلیٰ کی تحریری اجازت حاصل کرلی گئی ہو۔

۲۳۔ ادارہ ہٰذا کا کوئی رکن، عہدہ دار یا ممبر اگر ادارہ کے کسی عالم یا معلم کے ساتھ گستاخی سے پیش آئے گا یا سنیت کے کسی معاملے میں دھاندھلی سے کام لے گا یا مشتبہ شخص کی نماز جنازہ یا نکاح کے لیے عالم پر کسی طرح کا دباؤ ڈالے گا وہ ادارہ ہٰذا کی ممبری سے برطرف قرار پائے گا۔

۲۴۔ ادارہ ہٰذا میں وہی علماء منصبِ تدریس و تبلیغ پر فائز ہو سکتے ہیں جن کے اسلام و سنیت و اتباعِ شریعت پر سرپرست یا نگرانِ اعلیٰ مہر اطمینان ثبت کرے۔

۲۵۔ ادارہ ہٰذا تعلیم و تدریس اور تبلیغ کا طرز و انداز "فتاویٰ حسام الحرمین، فتاویٰ الحرمین، فتاویٰ رضویہ، تمہید الایمان بآیات القرآن، الکوکبۃ الشہابیہ وغیرہ تصنیفات اعلیٰحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطابق رہے گا۔

۲۶۔ ادارہ ہٰذا میں دینی خدمات انجام دینے والے عالم اور مدرس کو اپنا چال چلن سیرت وکردار، شریعت اسلامیہ کے مطابق صاف ستھرا رکھنا ہوگا۔ اگر یہ حضرات سنیت یا شریعت کے معاملہ میں کسی طرح کی دھاندھلی سے کام لیں گے تو ان کے خلاف سخت کارروائی ہوگی۔

۲۷۔ ادارہ ہٰذا کی کمیٹی علماء و مدرسین کے خلاف جو بھی کارروائی انجام دے گی اس کی صحت کے لیے سرپرست یا نگرانِ اعلیٰ سے تحریر استصواب حاصل کرلینا لازم ہوگا

۲۸۔ مذکورہ بالا غیر متبدل اصول میں ترمیم و تنسیخ کا حق کسی کمیٹی کو کسی وقت بھی حاصل نہ ہوگا۔

متبدل قوانین

ادارہ ہٰذا کے مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ایک مجلس شوریٰ ہوگی۔ جو کم از کم ۱۵ افراد پر مشتمل ہوگی۔ جس کے ممبروں کا انتخاب دفعہ ۱۹ کے تحت ہوگا۔

۳۰۔ مجلس شوریٰ کے ممبران کو اپنے میں سے حسب ذیل عہدہ داروں کا انتخاب کرنا ہوگا۔ صدر، نائب صدر، ناظم اعلیٰ نائب ناظم اعلیٰ، خازن، محاسب نائب محاسب۔ یہ عہدہ دار مجلس انتظامیہ کے اراکین و ممبران کہلائیں گے۔

۳۱۔ مجلس شوریٰ اور مجلس انتظامیہ کی تمام کارروائی رجسٹر میں درج ہوگی۔ جس پر ممبران کو دستخط کرنا لازم ہوگا۔

(مضامین بدر ملت ص ۳۳ تا ۳۷)

یہاں بخیال طوالت اسی پر ختم کیا جاتا ہے۔ جنہیں ضرورت ہو وہ دفعہ ۳۲ تا ۶۶

Scanned with CamScanner

مضامین بدر ملت کے صـ ۳۳۷ تا ۳۴۱ پر ملاحظہ کریں
اسی طرح قصبہ خلیل آباد ضلع بستی (یوپی)
کے لیے بھی باقاعدہ دستور اساسی آپ نے تیار
فرمایا تھا جس کا مختصر حصہ مضامین بدر ملت کے
صـ ۳۴۲ تا ۳۴۳ پر مطبوع ہے بقیہ حصہ طبع نہ ہو سکا
چوں کہ خلیل آباد اس وقت تحصیل تھا اور اب تو
ضلع ہو چکا ہے۔ اور جیسا کہ مشہور ہے کہ اس
شہر میں جمعہ فرض اور عیدین کی نماز واجب ہے۔
اس لیے ادارۂ اہلسنت کے ضمن میں مسجد اور عیدگاہ
کے انتظام وانصرام کا ذکر فرمایا ہے۔ ضمناً وہابیہ
دیوبندیہ سے متعلق کچھ احکام شرعی بھی قلم بند
فرما دیا ہے۔ جو یہاں بطورِ افادۂ مسلمین تحریر
کیا جاتا ہے۔

مقاصد کے تحت حضور والا تحریر فرماتے ہیں۔

(الف) ادارہ ہٰذا کے تحت فی الحال جو دو
شعبے درس نظامیہ اور مکتب چل رہے ہیں
ان کی بقا و ترقی کے لیے لگاتار کوشش کرنا

(ج) جامع مسجد خلیل آباد اور عیدگاہ خلیل آباد
کا انتظام وانصرام کرنا۔ اور جمعہ، عید الفطر
اور عید اضحٰی کی نمازیں پڑھانے کے لیے
امام کا بندوبست کرنا۔

(د) قصبہ خلیل آباد کے مضافات میں ایسے مکاتب
قائم کرنا جن کے ذریعہ مردوں، عورتوں اور
بچوں کو سنی عقائد کے مطابق دینی مذہبی
تعلیم دی جائے۔

قواعد ادارہ

ادارہ اہلسنت بحر العلوم قصبہ خلیل آباد
ضلع بستی۔ یوپی۔

ادارہ ہٰذا کا دفتر۔ قصبہ خلیل آباد ضلع بستی
میں رہے گا۔

غیر متبدّل اصول

۱۔ قصبہ خلیل آباد کی جامع مسجد اور عیدگاہ
جن کا ذکر مقاصد کے تحت آچکا ہے۔ ان میں
نماز پڑھانے کے لیے امام کا تقرر ہمیشہ ادارہ
ہٰذا کی طرف سے ہوگا۔

۲۔ مذکورہ بالا مسجد اور عیدگاہ کے لیے
وہی شخص امام ہو سکتا ہے جو مسلک
سرکار اعلیٰحضرت کا پابند ہونے کے ساتھ
ساتھ مسائل دینیہ سے واقفیت رکھتا
ہو اور فاسق معلن نہ ہو۔

۳۔ جامع مسجد ہٰذا اور عیدگاہ مذکورہ میں
ہر اس شخص کا داخلہ ممنوع رہے گا جو حضور
پر نور سرور کونین پیارے مصطفےٰ خاتم الانبیاء
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برا بھلا، بڑا بھائی
کہتا ہو یا قیام تعظیمی کو شرک و بدعت بتاتا
ہو یا سرکار کی شان اقدس میں کسی طرح
بے ادبی کرتا ہو۔

۴۔ جامع مسجد ہٰذا اور عیدگاہ مذکورہ میں
ادارہ ہٰذا کے نامزد امام کے سوا کوئی
دوسرا شخص نماز نہیں پڑھا سکتا۔ ہاں نامزد
امام سنی قابل امامت کو اجازت دے دے تو
وہ نماز پڑھا سکتا ہے۔ (مضامین بدر ملت
صـ ۳۴۲ تا ۳۴۳)

Scanned with CamScanner

قدیم سنی مسجد رفیع گنج ضلع اورنگ آباد (بہار) کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

"بیٹھ کر تکبیر سننے کا دستور شرعی باقی رکھا جائے گا۔ یعنی اس مسجد میں حیّ علی الصلوٰۃ تک بیٹھ کر تکبیر سنی جائے گی اور پنجگانہ اذان نیز خطبۂ جمعہ کی اذان ہمیشہ خارج مسجد ہوتی رہے گی۔ بعد نماز فجر اور بعد نماز جمعہ بارگاہ رسالت علیہ التحیۃ والثناء میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا دستور بھی باقی رکھا جائے گا۔ (مضامین بدر ملت ص ۳۵۲)

اب اس کے بعد آپ کے قلم سے دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف سدھارتھ نگر کے قواعد وضوابط برائے طلبہ ملاحظہ کریں۔

۸۶/۹۲

دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف سدھارتھ نگر

قواعد وضوابط برائے طلبہ

جو متعلم دار العلوم ہٰذا میں داخلہ کا امیدوار ہو اس پر لازم ہے کہ پہلے وہ مندرجہ ذیل دفعات کو بغور پڑھ کر مضمون کو اچھی طرح سمجھ لے پھر اس کی طبیعت ان دفعات کی پابندی پر آمادہ ہو تو اسے درخواست داخلہ پیش کرنے کا حق ہے۔

۱۔ ادارہ ہٰذا میں وہی امیدوار داخل ہونے کا حق رکھتا ہے جو اعتقاداً سنی ہو اور عملاً فاسق معلن نہ ہو۔

۲۔ جو بدمذہب امیدوار دھوکہ دے کر اور ظاہری سنی بن کر دار العلوم ہٰذا میں داخل ہو جائے گا تو پتہ لگ جانے پر تادیبی کارروائی کے بعد اس کا اخراج کر دیا جائے گا۔

۳۔ غیر سنی امیدوار اپنی بداعتقادی سے توبہ کرنے کے بعد ادارہ ہٰذا میں تعلیم حاصل کر سکتا ہے۔

۴۔ دار العلوم ہٰذا کے طلباء کو نماز باجماعت کی پابندی اور قرآن مجید کی تلاوت کا التزام رکھنا ہوگا۔ اور نماز پڑھنے نیز وضو بناتے وقت مسنون طریقہ بھی برتنا ہوگا۔

۵۔ طلبہ کو قمیص کے بجائے کرتا اور رامپوری کیپ یا دوسرے کیپ کے بجائے دوپلیا ٹوپی کا التزام کرنا ہوگا۔

۶۔ داڑھی والے طلبہ کو حد شرع کے مطابق داڑھی بڑھا کر رکھنی ہوگی۔

۷۔ تا وقت فراغت طلبہ کو سر کا بال چھوٹا کرانا ہوگا۔ ہاں فراغت کے بعد خالص عربی طرز کے مطابق سر پر زلفیں رکھا سکتے ہیں۔

۸۔ تفسیر وحدیث شریف کا درس لینے کے لیے طلبہ کو عمامہ باندھ کر درس گاہ میں حاضر ہونا پڑے گا۔

۹۔ اپنی تمام وضع قطع اور لباس نیز نشست وبرخاست میں طلبہ کو علمائے ثقات اور صلحاء کی روش اپنانی ہوگی۔

۱۰۔ دار العلوم ہٰذا کے طلباء کے لیے بڑی، حقہ، تمباکو، سگریٹ اور پان کا استعمال ممنوع ہے اور یہ پابندی صرف تا وقت فراغت ہے۔

۱۱۔ تا وقت فراغت طالب علم اپنے آپ کو شعر و

شاعری میں مشغول نہیں کر سکتا

۱۲۔ طالب علم اسی ماہنامہ وغیرہ کا خریدار ہو سکتا ہے جس کے بارے میں اساتذہ سے اجازت حاصل کر لے۔

۱۳۔ جس امر مباح سے اساتذہ روکیں گے وہ طالب علم کے لیے ممنوع رہے گا۔ اور جس امر مباح کے کرنے کا حکم دیں گے اس کو انجام دینا لازم ہو جائے گا۔

۱۴۔ وصولی چندہ یا تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں ادارہ جس طالب علم کو جہاں چاہے گا بھیج سکتا ہے۔ طالب علم کو تعمیل حکم کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا

۱۵۔ امتحان داخلہ کے بعد ممتحن جس جماعت میں شریک ہونے کا فیصلہ کرے گا امیدوار کو اسی جماعت میں شریک ہو کر تعلیم حاصل کرنی ہوگی۔ امیدوار کسی جماعت میں رہنے بطورِ خود فیصلہ نہیں کر سکتا۔

۱۶۔ تکمیل نصاب کے بعد ہی دستار بندی ہوگی۔ اس سے پہلے دستار بندی کے لیے طالب علم اساتذہ یا انتظامیہ کو مجبور نہیں کر سکتی

۱۷۔ اسٹرائک کرنے والے طلبہ کو سخت سے سخت سزا دی جائے گی۔ اور ان کا اخراج بھی کر دیا جائے گا

۱۸۔ جو طالب علم فراغت سے پہلے بلا حصول اجازت تعلیم بند کر دے گا یا کسی دوسرے ادارہ میں چلا جائے گا اس کو اپنے زمانۂ قیام کے مصارف بحساب ایک سو پچاس روپئے ماہوار ادا کرنے ہوں گے عدم ادائیگی کی صورت میں اسے کورٹ تک پہنچایا جا سکتا ہے۔

۱۹۔ جس طالب علم کو اس کی دھاندلی ثابت کر کے نکالا جائے گا اس کو دفعہ ۱۸ کے تحت اپنے مصارف کی رقم ادا کرنی ہوگی۔

۲۰۔ ہر طالب علم کو اپنے چال چلن رفتار و گفتار کے سلسلے میں ادارہ کو ہمیشہ مطمئن رکھنا ہوگا۔

۲۱۔ کسی طالب علم کو خارج کرنے کے سلسلہ میں ادارہ کسی قانون کا محتاج نہ ہوگا۔

۲۲۔ خارج شدہ طالب علم اگر کوئی طوفان کھڑا کرے گا تو نقض امن کے تحت اسے پولیس کے حوالہ کر دیا جائے گا۔

۲۳۔ جو طالب علم یہاں سے فارغ ہونے کے بعد فیض الرسول کے مذہبی یا علمی مزاج کے خلاف اپنا مزاج بنائے گا یا شرعی احکام کے خلاف عمل کرے گا یا سنیت کو نقصان پہونچانے والا کوئی فعل اختیار کرے گا تو ادارہ ہذا سے اس کا رشتہ ختم ہو جائے گا۔ اور ادارہ کو حق حاصل ہوگا کہ اس کے خلاف عدم اعتماد کا اعلان کر دے۔

۲۴۔ امیدوار جب فارم داخلہ کی خانہ پری کر کے اس پر صدر المدرسین کا دستخط کرا لے گا۔ اس وقت سے وہ ادارہ ہذا کا طالب علم متصور ہوگا۔

انتباہ:۔ دفعات مذکورہ بالا کی پابندی پرانے اور نئے ہر طالب علم کے لیے لازمی ہوگی۔

حضور بدر ملت کا ترتیب کردہ درخواست داخلہ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف کے طرز پر ادارۂ مدرسہ گلشن رضا کولمبی کے لیے بھی تیار کر لیا گیا ہے۔ لہٰذا یہاں اسی کو شامل کیا جا رہا ہے۔

Scanned with CamScanner

درخواستِ داخلہ

بخدمت جناب صدر المدرسین صاحب مدرسہ گلشن رضا کولمبی ضلع ناندیڑ۔ مہاراشٹر

گذارش ہے کہ میں دار العلوم ہذا میں علم دین حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے ادارہ ہذا کے قواعد و ضوابط برائے طلبہ کا بغور مطالعہ کرلیا ہے۔ مجھے قواعد مذکورہ کی تمام پابندیاں بخوشی منظور ہیں۔ مزید طور پر میں عہد کرتا ہوں کہ۔

(۱) تکمیل تعلیم سے پہلے بلا حصول اجازت ادارہ ہذا کو نہ چھوڑوں گا۔
(۲) میں اپنے اوقات کو درس و مطالعہ، تکرار و مذاکرہ علمی میں صرف کروں گا۔
(۳) میں اپنے لباس وضع قطع نیز دیگر امور میں سلف صالحین کے طرز زندگی کی نقل کروں گا۔
(۴) میں وہابیوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں، مودودیوں اور دیگر بد مذہبوں کو اپنے پیارے مذہب اہلسنت کا دشمن مانتے ہوئے بحکم شریعت اسلامیہ بالکل الگ تھلگ رہوں گا۔ ان سے دینی رشتہ قائم نہ رکھوں گا
(۵) میں ممنوعات شرعیہ سے پرہیز اور احکام شرعیہ کی پابندی کروں گا۔
(۶) میں حسام الحرمین، تمہید ایمان وغیرہ تصنیفات سرکار اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے طرز اور رنگ پر بد دینوں بالخصوص وہابیوں دیوبندیوں کے عقائد باطلہ کا رد کرتا رہوں گا۔
(۷) میں جھوٹ بولنے، چوری کرنے، فریب دینے، خیانت کرنے، مغلظات بکنے سے دور رہوں گا۔
(۸) میں ہر اس کام سے پرہیز کروں گا جو مذہب کے لیے باعث ہتک اور شان علماء کے لیے نامناسب ہے
(۹) میں قواعد مطبوعہ کے دفعات کی پوری پابندی کروں گا۔
(۱۰) میں خدانخواستہ معاہدہ مذکورہ بالا کے خلاف قدم اٹھاؤں تو ادارہ گلشن رضا کو پورا پورا حق ہوگا کہ وہ مجھے سزا دے۔ ادارے سے مجھ کو خارج کر دے۔ زمانہ قیام کا مجھ سے خرچ وصول کرے اور اگر فراغت کے بعد میں خدانخواستہ عہد شکنی کروں تو ادارہ میرے خلاف نا اہلی اور عدم اعتماد کا اعلان شائع کرسکتا ہے اور مجھ سے سند فراغ واپس لے سکتا ہے۔ ادارہ کے مطالبہ کے بعد سند واپس کرنے میں مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔

Scanned with CamScanner

میں ان تمام باتوں کے اقرار کے ساتھ نقشۂ ذیل کی خانہ پوری کر کے درخواست پیش کرتا ہوں۔ اور جناب والا سے اجازت داخلہ کی امید رکھتا ہوں۔

دستخط امیدوار .... ولد ....
ساکن .... پوسٹ .... ضلع .... صوبہ ....
تاریخ .... سنہ ۱۴ھ مطابق .... سنہ ۲۰

۱۔ نام امیدوار ....
۲۔ ولدیت ....
۳۔ مکمل پتہ ....
۴۔ تاریخ پیدائش ....
۵۔ اس سے قبل کس درس گاہ میں تعلیم حاصل کی ....
....
۶۔ ان کتابوں کا نام جو زیر درس رہ چکی ہیں ....
....
۷۔ امیدوار کے سرپرست کا دستخط ....
۸۔ سرپرست کا مکمل پتہ ....

درخواست منظور کنندہ ....

Scanned with CamScanner

آج سے تقریباً ۲۴ رسال قبل جب راقم الحروف جامعہ غوثیہ بجرڈیہہ بنارس میں زیر تعلیم تھا۔ حضور آقائے نعمت استاذی الکریم قبلہ کے حکم پر حافظ و قاری محمد شمیم صاحب رضوی نوری ضلع ہزاری باغ (بہار) کو ماہ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ میں مدرسہ غوثیہ بڑھیا کے شعبۂ قرأت میں تقرری کی بات طے کروانے کی غرض سے موصوف کو اپنے ہمراہ لے کر مدرسہ غوثیہ بڑھیا حضور والا کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس کے کچھ دنوں کے بعد اوائل شعبان ۱۴۰۳ھ میں مندرجہ ذیل "تقرر نامہ" جو قاری صاحب موصوف سے متعلق تھا حضور والا نے میرے پتہ پر روانہ فرمایا۔ اسے بھی یہاں مرقوم کرتا ہوں۔ جو دیگر تمام ادارۂ اہلسنت کے منتظمین مدرسین اور ملازمین کے لیے قابل تقلید ہے۔

تقرر نامہ

مدرسہ غوثیہ بڑھیا ضلع بستی کے اصحاب حل و عقد نے جناب حافظ و قاری محمد شمیم صاحب رضوی مستند جامعہ غوثیہ بجرڈیہہ بنارس کا تقرر برائے ادارۂ اہلسنت غوثیہ بڑھیا حسب مشورہ مولوی عبد الصمد اورنگ آبادی مدرس (متعلم) جامعہ غوثیہ بنارس منظور کیا۔ ادارہ ہذا میں قاری صاحب موصوف سے متعلق درج ذیل خدمات ہوں گی۔ (۱) قرأت و تجوید کی تعلیم (۲) ہفتہ وار طلبہ کے مشقی جلسہ کی نگرانی (۳) اقامت نماز باجماعت

ادارہ ہذا نے قاری صاحب موصوف کے لیے بسلسلۂ خدمت اولیٰ دو سو پچھتر روپئے اور بابت خدمت ثانیہ پچاس روپے شہریہ مقرر کیا جس کا اجرار آئندہ ۱۱ر شوال ۱۴۰۳ھ سے ہوگا۔ اس کے علاوہ قاری صاحب موصوف کے کھانے اور ناشتے کا انتظام ادارہ ہذا کے ذمہ رہے گا۔ جس طرح ادارہ کے دیگر اساتذہ، ادارہ کے لیے چندہ کی فراہمی کے سلسلے میں مضافات کے دیہاتوں میں دورہ کرتے ہیں۔ یوں ہی وقت ضرورت موصوف کو بھی یہ خدمت انجام دے کر ادارہ ہذا کی معاونت کرنا ہے۔ ادارہ ہذا میں طلبہ کی تقریری مشق کے لیے ہفتہ وار جلسہ ہوتا ہے۔ اس جلسہ کی صدارت و نگرانی موصوف کو انجام دینا ہے۔ یہ ہم خادمان ادارہ غوثیہ بڑھیا کی خوش نصیبی ہے کہ موصوف حضور مفتئ اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان سے بیعت ہیں۔ اس لیے ہم سب لوگ موصوف سے قوی امید رکھتے ہیں کہ احیائے شریعت و تبلیغ مسلک سرکار اعلیحضرت ان کی خدمات کا نصب العین رہے گا اور موصوف ادارہ ہذا جزء لاینفک بن کر ادارہ کی تعمیر و ترقی میں ہاتھ بٹائیں گے اور ادارہ کا ماحول صالح بنانے میں صلابت کردار کا مظاہرہ کریں گے۔ ۹۲/ ۸۹،

جناب منیجر صاحب مدرسہ غوثیہ السلام علیکم

آپ کا مرسلہ پروانہ تقرری مجھے وصول ہوا تقرر نامہ میں میری خدمات کے متعلق جو کچھ تجویز کیا گیا ہے۔ اسے بسر و چشم میں قبول کرتا ہوں۔ مزید برآں میں آپ حضرات اراکین ادارہ کو اطمینان دلاتا ہوں

کریں انشاءاللہ تعالیٰ ادارہ غوثیہ کے متصلبانہ ماحول کے مطابق ادارہ میں رہ کر اپنی خدمات انجام دوں گا۔ میں تعلیم و تدریس اور اقامت جماعت نماز کے فرائض انجام دینے کے سلسلہ میں ادارۂ غوثیہ کی ہدایت پر کاربند رہوں گا جس مسئلہ شرعی کی مجھے تلقین کی جائے گی۔ اسے میں قبول کروں گا

فقط والسلام

محمد شمیم رضوی

قارئین اس کے بعد حضور بدر العلماء کی ایک ایسی قیمتی تحریر بھی ملاحظہ کریں جو تمام ادارۂ اہلسنت کے منتظمین کو حرز جاں بنانے کے لائق ہے۔

آج سے تقریباً ۲۰؍۲۵ سال قبل حضور آقائے نعمت استاذی الکریم بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے ایک شاگرد رشید مولانا غلام حسین صاحب یار علوی صدر المدرسین دار العلوم قادریہ شاہ احمد غازی پور متوطن ساکن بیدولی پوسٹ اتری بازار ضلع بستی یوپی کے مسلسل درخواست پر حفظ قرآن حکیم کے فارغین کے لیے سند مع مندرجہ ذیل تحریر منیر انہیں روانہ فرمایا۔

"اگر آپ مجھے سند تیار کرنے پر مجبور نہ کرتے تو میں خاموش رہتا۔ یہ حقیقت پوست برکندہ ہے کہ دور حاضر میں ارباب مدارس یعنی اراکین و مدرسین عام مسلمانوں کو مطمئن کرنے اور اپنے ادارہ کے کارناموں کو اچھا لانے کے لیے دستار بندی و تقسیم اسناد کا جلسہ بڑی دھوم دھام سے انجام دیتے ہیں۔ اس تقریب سے عمائد ادارہ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عام لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ہمارے مدرسہ میں عالم، فاضل، حافظ، قاری تیار کئے جاتے ہیں۔ دستار بندی کی کارروائی انجام دینے کے لیے باہر سے جو مشاہیر مدعو کئے جاتے ہیں ان کو اس امر سے کوئی بحث نہیں کہ عمائد مدرسہ جن امیدواران سند فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی ہم سے کرانا چاہتے ہیں وہ حیوان ناطق ہیں۔ یا حیوان ناہق ہیں! وہ جوہر نامی ہیں یا جماد ہیں!

ادارہ نے جسے حافظ یا قاری کی سند دی ہے اسے حق حاصل ہے کہ وہ نماز کی امامت کرے۔ لیکن فقہ اسلامی کی نگاہ میں وہ نماز پڑھانے کا اہل بھی ہے۔ یا نہیں؟ اس کو صحیح وضو کرنا غسل کرنا آتا ہے یا نہیں۔ نماز کے ارکان، واجبات مکروہات اور مفسدات کی اسے خبر ہے یا نہیں۔ اس ضروری اہم امر پر نہ تو عمائد ادارہ کی نگاہ ہے نہ دستار لپیٹنے والے مشاہیر کی۔

یوں ہی جسے ادارہ نے فاضل کی سند دی ہے اسے حق حاصل ہے کہ وہ مسلمانوں میں نائب رسول کہا جائے لیکن دور حاضرہ کے فاضلین کا حال یہ ہے کہ نہ انہیں عقائد دینیہ کی تمیز ہے۔ نہ مسائل شرعیہ کا شعور

Scanned with CamScanner

نہ ان کو یہ خبر ہے کہ موجودہ زمانہ میں سنیوں کے مخالف مشہور فرقے کون کون ہیں؛ ان کے عقائد اور اہلسنت کے عقائد میں کیا کیا فرق ہے؟

ان حالات میں شرعاً و قانوناً ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے آپ کے لیے ضروری ہے کہ ادارہ قادریہ سے فارغ ہونے والے عالم فاضل اور حافظ و قاری کو سند دینے سے دو تین ماہ پیشتر ان کے درمیان اعلان کروا دیں کہ اس سال یہاں سے فارغ ہونے والے طلباء خواہ وہ درجۂ فضیلت کے ہوں یا درجۂ حفظ و قرأت کے۔ ان پر مندرجہ ذیل سوالوں کا جواب؛ ازبر کرلینا اور اس پر عمل کرنا لازمی و ضروری رہے گا۔

افسوس کہ حضور بدر ملت کے یہ سوالات دستیاب نہ ہوسکے۔ اغلب یہ کہ یہ سوالات رہے ہوں گے جیسا کہ مذکورہ بالا تحریر اور آپ کے دیگر مضامین کے سیاق و سباق سے اندازہ ہوتا ہے کہ۔

• توحید و رسالت کی تعریف مسلک اعلیحضرت کی روشنی میں کیا ہے؟ کھلے کفار و مشرکین اور مرتدین زمانہ نجدیہ وہابیہ دیوبندیہ وغیرہم میں فرق کیا ہے • موجودہ زمانہ میں سُنیوں کے مخالف اور مشہور فرقے کون کون ہیں۔؟ وہابیہ کے عقائد اور اہلسنت وجماعت کے عقائد میں کیا کیا فرق ہیں؟ ـــ

• وہابی کون سا فرقہ ہے؟ اور وہابی مذہب کی تعلیم کیا ہے؟ وہابی مذہب کے مشہور پیشواؤں کے نام کیا کیا ہیں! جن پر عرب و عجم حل و حرم کے بڑے بڑے علماء کرام و مفتیان عظام نے کافر و مرتد خارج از اسلام ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ اور صاف صاف یہ فرمادیا ہے کہ مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ۔ • وہابی مذہب کی مشہور کتابیں کون کون سی ہیں؟ نجدیوں، وہابیوں دیوبندیوں، تبلیغیوں، مودودیوں، نیچریوں رافضیوں، خارجیوں، شمع نیازیوں اور پھلواریوں وغیرہم فرقہائے باطلہ کے بارے میں احکام شرعیہ کیا کیا ہیں۔

• طہارت یعنی وضو و غسل، کپڑے کی پاکی نماز و امامت، روزہ اور حج زکوٰۃ وغیرہ کے مسائل ضروریہ کیا کیا ہیں؟ • نکاح و طلاق وغیرہ کے مسائل ضروریہ کیا کیا ہیں؟

• داڑھی اور پردہ وغیرہ کے متعلق ضروری مسائل کیا کیا ہیں؟ اور لباس شرعی مسلمان مرد و عورت کے لیے کیسا ہونا ضروری ہے؟

• گناہ صغیرہ و کبیرہ کی تعریف کرتے ہوئے یہ بتائیں کہ جھوٹ، غیبت، چغلی، بدگمانی، بہتان، زنا، گالی گلوچ، غصہ، حسد اور بخالت وغیرہ کس قسم کے گناہ ہیں؟ اور یہ کس قدر بری اور گھناؤنی خصلتیں اور خراب عادتیں ہیں۔ اور مسلمانوں پر ان سے بچنا کتنا ضروری ہے؟ صبر، شکر، حلم و تواضع سخاوت اور شیریں کلامی کی عادتوں کی کیا کیا فضیلتیں ہیں اور ان کا اختیار کرنا مسلمانوں پر کتنا ضروری ہے؟

Scanned with CamScanner

سند حفظ القرآن الحکیم

من دار العلوم القادریۃ فی دائرۃ الشاہ احمد علیہ الرحمۃ
غازی فور۔ (یوفی) الہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی نور بانوار القرآن قلوب المؤمنین ۰ وشرح لحفظ کلامہ التبیان صدور المسلمین ۰ واجمل الصلوٰۃ واکمل السلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین ۰ وعلیہم وعلیٰ اٰلہ واصحابہ وازواجہ امہات المؤمنین وعلیٰ ابنہ الکریم السید الغوث الاعظم عبد القادر الجیلانی محی الملۃ والدین وشہید محبتہ الامام احمد رضا البریلوی شیخ الاسلام والمسلمین وسائر اہل سنتہ وجماعتہ اجمعین ۰

اما بعد فان الولد السعید .... ابن .... المتوطن فی .... قد التحق بدار العلوم القادریۃ الواقعۃ ببلدۃ غازی فور اشتغل بحفظ القرآن الکریم حتی اتمہ فلما وجدہ اساطین ہذہ الادارۃ حریا لان یعزز بالسند وان یوقر بالعمامۃ کرموہ بالعمامۃ واعلاء السند فی .... سنۃ .... من الہجریۃ القدسیۃ النبویۃ الموافق .... سنۃ .... من المیلادیۃ فعلیہ ان یعض بالنواجذ علیٰ مذہب اہل السنۃ والجماعۃ وان یجتنب عن اہل الارتداد من الوہابیۃ والدیابنۃ والروافض وغیرہا من ارباب العقائد الباطلۃ وان یتمسک بالشریعۃ الطاہرۃ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ افضل خلقہ سیدنا محمد خاتم النبیین وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وازواجہ امہات المؤمنین وعلیٰ سیدنا الامام الاعظم وماوانا الغوث الاعظم وملجأنا المجدد الاعظم الشیخ احمد رضا امام الفقہاء والمحدثین واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین ۰

Scanned with CamScanner

عہد و اقرار

از حافظ فارغ التحصیل

میں اللہ تعالیٰ کو شہید و بصیر اعتقاد کرتے ہوئے اور سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر مانتے ہوئے اعلان کرتا ہوں کہ مکہ شریف اور مدینہ منورہ کے علمائے اسلام نے حسام الحرمین میں قادیانیوں وہابیوں دیوبندیوں کی تکفیر کا جو فتویٰ دیا ہے وہ حق ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و توفیق پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ اقرار کرتا ہوں کہ رافضی، وہابی، دیوبندی تبلیغی اور مودودی وغیرہ بد عقیدہ لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنے سے بحکم شرع پرہیز رکھوں گا۔ اور اقامتِ نماز نیز قرآن مجید کی یومیہ تلاوت اور روزانہ کم از کم سو بار درود شریف پڑھنے کا اپنے کو پابند رکھوں گا۔ انگریزی نما بال ترشوانے، ہپی طور پر بال بڑھانے فاسقوں جیسا لباس پہننے اور چینی داڑھی استعمال کرنے سے دور رہوں گا۔ اور نہ کبھی داڑھی منڈاؤں گا۔ نہ حد شرع سے کم کراؤں گا۔

واللہ تعالیٰ الہادی والصلوٰۃ والسلام علی رسولنا وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین ۵

دستخط .... ولد .... ساکن ....

....

مورخہ .... سنہ ہجری مطابق .... سنہ عیسوی

توقیع شیخ الاساتذہ ....

توقیعات العلماء مع العنوان ....

ادارۂ قادریہ کے سند پیش کرنے کے بعد
اب آخیر میں تبرکاً آپ کا آخری مکتوب گرامی جسے
آپ نے اپنے وصال سے صرف چار روز قبل اپنے ایک
شاگرد و مرید جناب سعید نوری بہرائچی مدرس ادارہ
اہلسنت کوڑی نار شریف ضلع جوناگڑھ گجرات روانہ
فرمایا تھا۔ من وعن نقل کیا جاتا ہے جس میں اپنی علالت
کا ذکر فرماتے ہوئے ناظمِ اعلیٰ دار العلوم غوث اعظم اور
مولانا غلام غوث صاحب بستوی کو کس انوکھے انداز
میں ہدایت فرمائی وہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ مولائے
کریم تاقیام قیامت فرزندانِ اہلسنت کو اس پر اور دیگر
ہدایتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

۸۶
۹۲

عزیزم قادری رضوی نوری وعلیکم السلام
ثم وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ
آپ کا لفافہ وصول ہوا۔ اجمیر شریف
عرس سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ والرضوان
سے واپسی کے بعد میری طبیعت ناساز ہوئی۔ پھر ناسازی
طبع میں اضافہ ہوا۔ بڑھیا میں علاج معالجہ
ہوتا رہا کمزوری کا غلبہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ براؤں
کے شاہد بھائی بڑھیا آئے تھے میری حالت دیکھ کر
مجھے براؤں لے گئے وہاں علاج ہوتا رہا پھر نویں دن براؤں سے
واپسی ہوئی تین دن براؤں شریف میں قیام رہا وہاں سے
بڑھیا آنا ہوا۔ پھر ۲۰ رشعبان ۱۴۱۲ھ کو بستی آنا ہوا وہاں سے
۲۴ رشعبان کو برہان پور کے لیے روانگی ہوئی بعدہٗ تیسرے دن
برہان پور سے چل کر بمبئی پہونچے۔ آپکا دوسرا لفافہ جس میں مولانا
غلام غوث کی پوربندر میں تقرری کا ذکر تھا بڑھیا ہی میں موصول
ہوا تھا لیکن جواب میں بہت تاخیر ہوئی۔ مولانا غلام غوث کو نار
شریف آپکے پاس جانا چاہتے ہیں۔ آپ مولانا موصوف کو ساتھ لے کر

پوربندر چلے جائیں۔ اور محترم برادر طریقت
حاجی علی محمد کھتری سے بالمشافہہ گفتگو ہو جائے
گرسہائے گنج ضلع فرخ آباد میں تدریس کا کام
جاری ہو گیا تھا۔ مگر حاسدوں کی ریشہ دوانیوں
سے عاجز ہو کر مولانا موصوف نے استعفاء
دے دیا۔ تدریسی کام چھوڑے ہوئے مولانا کو
عرصہ گزر گیا ہے اس لیے موصوف کو تدریسی
خدمت بتدریج انجام دینے کا موقع ملنا چاہیے
اور اگر یوپی بہار کی طرح چٹ منگنی پٹ بیاہ
کے طور پر کچے پکے نام نہاد طلبہ کو دورۂ حدیث
کی تعلیم دلوانا ہو تو اراکین ادارہ غوث اعظم
سے معافی مانگ لیجیے گا۔ اور مولانا موصوف
کا تقرر ہرگز منظور نہ کیجیے گا۔
حاجی صاحب موصوف کو سلام کہیں حافظ
یار علی کو سلام و دعا۔
کلمۂ لاحول شریف ساٹھ بار اور اول
و آخر درود شریف پڑھ کر پانی پر دم کرکے
پی لیجیے۔ یہ عمل ۱۱ دن انجام دیں۔ مولیٰ تعالیٰ آپ
کا وسوسہ دفع فرمادے۔
۱۲ رجب ۱۴۱۲ھ سے اب تک تیمم کے سہارے
نماز پڑھ رہا ہوں۔ فقط والسلام
بدرالدین احمد عفی
۴ ررمضان شریف ۱۴۱۲ھ شب شنبہ

حضور بدر ملت کی مندرجہ بالا تحریروں اور سوانح
عمری کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں آپ نے اپنی
پوری زندگی اتباع شریعت میں صرف کی وہیں
خاصانِ خدا اور اکابرینِ ملت کی روش کو اپنا نصب

الیبن بناکر ان کی ہدایت کو عام سے عام تر کرنے میں
اپنی غیر معمولی صلاحیت کا مظاہرہ کیا ہے جس کا اندازہ
آپ کو معارف کے اوراق سے بخوبی ہو گیا ہو گا۔

اکابر کی روش کے ضمن میں قارئین ایک
آدھ مثال بھی ملاحظہ فرماتے چلیں۔

بدر العلماء کے مربی اور گرامی قدر استاذ
حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ نے مکتوب بنام مولانا شاہ
سراج الہدیٰ صاحب گیاوی ذکر کرتے ہیں۔

میرا منشا صرف خدمت دین ہے ......
میرا نظریہ .... مدرسہ ہے۔ پھر بنام
مکتوب مولانا مبین الہدیٰ صاحب گیاوی کے
اقتباس یہ ہیں۔

میرا مقصد یہ ہے کہ سنی علماء زیادہ سے
زیادہ اور قابل سے قابل تیار ہوں۔ جو دین
متین کی نمایاں اور زریں خدمات انجام دیں
اسی کے لیے میری تمام تر سعی اور کوشش ہوتی
ہے۔ (حضور حافظ ملت نمبر ص ۳۰۶)

مندرجہ بالا حوالہ کی روشنی میں حضور بدر العلماء
اپنے مربی اور استاذ کے خیالات و نظریات میں
شانہ بشانہ نظر آتے ہیں اور آپ دونوں حضرات
کے خیالات و نظریات کی تائید قرآن مقدس
کی تفسیر سے بھی ہوتی ہے "تفسیر نعیمی پارہ ۱۱
ص ۴۹۶/۴۹۸" پر حضرت علامہ احمد یار خاں
صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ رقم طراز ہیں۔

"کچھ لوگوں کا اپنے آپ کو دین کے لیے
خالص کر دینا ضروری ہے۔ اگر سب لوگ دنیا
میں مشغول ہو جائیں تو دین کیسے قائم رہے
کاش مسلمان اس سے عبرت پکڑتے اور اپنی
بعض اولاد کو خدمت دین کے لیے وقف کر دیتے
جنہیں بچپن ہی سے اس کے لیے تیار کرتے مگر
افسوس کہ اب تو مسلمان کی نظر روٹی پر رہ
گئی ہے۔ وہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ صرف انگریزی
(تعلیم) میں روٹیاں ملتی ہیں۔ گویا ان کے
عقیدہ میں انگریز رزاق ہے۔ مگر (مسلمانو!)
یاد رکھو کہ تمہاری عزت دین سے ہے۔ اور
دین کی بقا علماء اور صالحین سے ہے اگر اپنی
بقا چاہتے ہو تو اپنی جماعت میں ایسے لوگ
زیادہ بناؤ۔ رب تبارک و تعالیٰ ارشاد
فرماتا ہے۔ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ
مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ
وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا
إِلَيْهِمْ۔ یعنی تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں
سے ایک جماعت نکلے۔ کہ دین کی سمجھ حاصل کریں
اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں۔

مولائے کریم مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے
کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

آہ اسلام ترے چاہنے والے نہ رہے
جس کا تو چاند تھا افسوس وہ ہالے نہ رہے

اور امام اہلسنت سرکار اعلیٰحضرت
سنی مسلمانوں کو پیغام عمل دیتے ہوئے تحریر فرماتے
ہیں۔

اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کر لے
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے
اندھیرا گھر اکیلی جان دم گھٹتا دل اکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے

Scanned with CamScanner

بدرالعلماء ایک غیر معمولی شخصیت

از قلم: شہزادہ علامہ نسیم بستوی علیہ الرحمۃ حضرت مولانا قاری محمد طاہر القادری صاحب قبلہ
کلیم بستوی ناظم اعلیٰ مدرسہ اہلسنت رضویہ یار علویہ انوار الاسلام سکندر پور ضلع بستی یوپی۔

ماضی قریب میں رشد و ہدایت تبلیغ وارشاد کا کام جن گرانقدر عہد آفریں شخصیتوں کے حصے میں آیا انھیں ذوات طاہرہ میں ایک نہایت واضح نام بدر العلماء حضرت علامہ الشاہ محمد بدر الدین احمد قادری رضوی مصطفوی گورکھپوری قدس سرہ خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند کا ہے جو اپنے وقت کے جید عالم دین پختہ کار مدرس درس نظامی، عظیم و بلند پایہ صاحب قلم مصنف اور متبع شریعت متقی و پرہیزگار صوفی بزرگ کی حیثیت سے علماء و عوام کے درمیان یکساں طور پر متعارف ہیں۔ آپ کی ذات مبارکہ مختلف النوع خوبیوں سے مرصع و مزین تھی ہی مگر آپ کا میلان طبع تصنیفی و تالیفی میدان پر غالب تھا خاص طور سے مبتدی الذہن طلبہ کے لیے آپ نے متعدد کتابیں تصنیف فرمائی اور ان کے وسعت شعور کے مطابق عربی گرامر و قواعد کو آسان سے آسان تر انداز میں پیش کر کے ایک انفرادی کارنامہ انجام دیا ہے آپ کی کئی تصانیف مثلاً تلخیص الاعراب، فیض الادب، جواہر المنطق وغیرہ اکثر دینی مدارس میں داخل نصاب ہیں علاوہ ازیں کئی اہم تصانیف ہیں جو اپنے طور پر بڑی اہمیت وافادیت کی حامل اور بھی بڑی شہرت و مقبولیت سے سرفراز ہیں۔ ذاتی طور پر بھی آپ بڑے محتاط، وضع دار، شریف النفس مخلص اور منکسر المزاج واقع ہوئے تھے۔ تصلب فی الدین کا وافر جذبہ آپ کے رگ و ریشے میں موجزن تھا شریعت و تقویٰ کا التزام آپ کی زندگی کا نصب العین تھا۔ اوامر و نواہی پر خود بھی سختی سے کاربند رہ کر دوسروں کو بھی تلقین فرماتے رہتے اور مذہب حق کی اشاعت اور مسلک امام احمد رضا کے فروغ کے لیے ہمہ دم کوشاں رہتے تھے۔ وضع و پیراہن رفتار و گفتار اعمال و کردار، نشست و برخاست ہر زاویہ نگاہ سے آپ کی شخصیت ممتاز نظر آتی۔ اور ادا ادا سے اسلاف و بزرگان دین کی مکمل تصویر جھلکتی تھی خشیت ایزدی سے جھکی جھکی گردن عزت و حمیت میں ڈوبی ڈوبی پلکیں چلتے تو ایسا لگتا کہ قدسی صفات کا آئینہ جا رہا ہے۔ بولتے تو علوم و فنون، نصیحت و موعظت کی موتیاں بکھیرتے، ہر ادا آپ کی نرالی ہر انداز انوکھا انھیں خصوصیات کے ساتھ آپ دلوں کی سرزمین پر بس گئے تھے آپ

ایک ذات میں کتنی خوبیاں مجتمع تھیں یہ مخفی و پوشیدہ نہیں راقم السطور اپنی کم سن نگاہوں سے متعدد بار آپ کا دیدار کر چکا ہے ۔ کم مائیگی اور لاشعوری میں بھی یہ احساس جاگ رہا تھا کہ جسے لوگ بڑے مولانا صاحب کہتے ہیں ۔ یہ کوئی معمولی شخصیت نہیں ہے بلا وجہ کوئی کسی کا گرویدہ و شیدائی نہیں ہوتا ضرور اس میں کوئی ایسی نمایاں اور اہم خوبیاں ہیں جس کی وجہ سے بندگان خدا اس کی زیارت کے مشتاق اور اس کی خدمت کے لیے بارگاہ میں کھنچے چلے آرہے ہیں ۔ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف میں اپنے طالب علمی کے دور میں بارہا دیکھتا تھا کہ جب بھی حضرت بدرالعلماء علیہ الرحمۃ دارالعلوم غوثیہ بڑھیا شریف سے تشریف لاتے تو علماء و طلبہ دوڑ دوڑ کر آپ سے شرف نیاز و ملاقات حاصل کرتے تو حضرت بدرالعلماء علیہ الرحمۃ بھی لوگوں سے نہایت گرم جوشی اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے طلبہ اور عوام کو نصیحت فرماتے ۔ اور انھیں علمی و دینی مسائل سے سرفراز فرماتے کسی شخص کی اصلاح و ہدایت فرمانے میں ذرا بھی عار نہ محسوس کرتے عالمانہ تفاخر سے بالکل احتراز فرماتے اپنے لیے مبالغہ کے الفاظ نیز القاب و آداب قطعاً ناپسند فرماتے تھے یہی وجہ ہے کہ ایک زمانہ آپ کا گرویدہ و شیدائی نظر آتا ہے اصلاح امت کا جذبہ آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اسی وجہ سے ہر شخص آپ کے احترام و ادب کے ساتھ ساتھ آپ کے سامنے سہما سہما سا نظر آتا ۔ حالاں کہ اصلاح و ہدایت کا کام ادع الیٰ سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة کے مصداق سب انجام دیتے تھے ۔ آج حضرت بدرالعلماء علیہ الرحمۃ ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن ان کی یاد اور ان کی کمی شدت کے ساتھ محسوس کی جا رہی ہے کیوں کہ ایسی عظیم شخصیتیں نوع انسانی کے لیے غیر معمولی نعمت کی حیثیت رکھتی ہیں جن کے ذریعہ ایک جہان تشنہ کو سیرابی نصیب ہوتی ہے ۔ حضرت بدرالعلماء علیہ الرحمۃ چند سال پہلے ہی خدا کو پیارے ہو چکے ہیں اور ابدی نیند سو رہے ہیں مگر ان کا تذکرہ آج بھی عام و تام ہے اور وہ اپنے پاکیزہ اعمال و کردار اور گراں قدر علمی و دینی کارناموں کی بنیاد پر ہمیشہ یاد کیے جائیں گے ۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری

زندہ قوم کے لیے یہ امر ناگزیر ہے کہ وہ اپنے اسلاف و اکابرین کی یاد تازہ و زندہ رکھے اور ان کی حیات و خدمات کو منظر عام پر لاکر اخلاقی فریضہ انجام دے کیوں کہ ایسی جلیل القدر ہستیاں روز بروز منصۂ شہود پر جلوہ گر نہیں ہوتیں ۔ اس سلسلے میں فاضل محترم حضرت مولانا صوفی عبدالصمد قادری زیدمجدہ بڑے مبارک باد کے مستحق ہیں جنھوں نے حضور بدرالعلماء علیہ الرحمۃ کی سیرت و شخصیت اور ان کا حیات آفریں پیغام اور گراں قدر علمی و دینی و مسلکی خدمات سے ایک جہان غیر آشنا کو روشناس کرانے کے لیے ایک پائدار، مضبوط اور مستحکم عزم کیا اور انھوں نے اس سلسلے میں اب تک قوم و ملت کے سامنے متعدد کتابیں مضامین بدر ملت اور مکتوبات بدر ملت وغیرہ کے نام سے پیش کر کے اہلسنت کی جانب سے فرض کفایہ ادا کیا ہے اور ایک قابل قدر مثالی کارنامہ انجام دے کر جہان بدر ملت علیہ الرحمۃ سے بے پناہ خراج تحسین حاصل کیا ۔ حضرت مولانا صوفی عبدالصمد قادری کی یہ بڑی اہم کاوش نمبر کی شکل میں قارئین و ناظرین کے ہاتھوں میں ہے امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ ارباب ذوق اور معتقدین حضرت بدرالعلماء کے درمیان بڑی پذیرائی کی جائے گی اور مولانا موصوف کا بہت بڑا کارنامہ سمجھا جائے گا خدائے تعالیٰ مولانا موصوف کی خدمت کو قبول فرما کر انھیں مزید خدمات کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ ایک باکمال شخصیت

از حضرت مولانا افروز احمد قادری مدظلہ العالی صدر المدرسین مدرسہ منظر اسلام

مقام جلھوا ضلع بلرام پور یوپی

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا!

اس کائنات عالم میں نہ آنے والوں کی کمی ہے نہ جانے والوں کی۔ مگر کچھ لوگ تو یوں ہیں کہ کوئی ان پر رونے اور آنسو بہانے والا نہیں ملتا۔ اور بعض لوگ اس عالم فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کرتے ہیں تو ان کی شان یہ ہوتی ہے کہ زمین و آسمان ان پر روتے ہیں۔ قرآن مقدس کے فرمان فَمَا بَکَتْ عَلَیْھِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ کا مطلب صریح یہی ہے۔ اللہ رب العزت جل مجدہ کے ایسے ہی مقرب بندے ہیں کہ جن کے وصال پر زمین و آسمان روئے اور لاکھوں انسان سوگوار ہوئے۔ انہیں میں سے استاذ العلماء، رئیس الاتقیاء بدر ملت حضرت علامہ شاہ مفتی بدر الدین احمد صاحب رضوی علیہ الرحمۃ کی ذات اقدس ہے کہ ۷ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۳ مارچ ۱۹۹۲ء شب شنبہ اوراد و وظائف اور تسبیح و تہلیل کا ورد کرتے ہوئے تقریباً ۲ بج کر ۴۰ منٹ پر آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں کہ آپ ایک سچے عاشق رسول، متبحر عالم دین، بلند پایہ مدرس و فقیہ تھے۔ اور علوم و معارف کے پیکر، زہد و تقویٰ سے کوہ گراں تھے۔ جن کے جلال میں جمال کے جلوے عیاں تھے۔ آپ تمام مروجہ منقولات و معقولات میں دستگاہ کامل رکھتے تھے قرآن و حدیث، تفسیر، لغت و بیان معانی و بلاغت فقہ و افتا منطق و فلسفہ تاریخ و سیر، نحو و صرف ہر ایک میں ماہر و بے مثال تھے۔ مسلک اعلیٰحضرت کی تبلیغ و اشاعت کا جذبہ آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ مذہب و مسلک کے معاملہ میں حضور بدر العلماء کسی قسم کی مداہنت کو گوارا نہیں کرتے تھے۔ تصلب فی الدین و استقامت علی الحق کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ عقائد باطلہ و فرقۂ ضالہ سے ہمیشہ دور رہنے کی تاکید و تلقین کرتے تھے۔ دنیا سے بے رغبتی، عہدوں سے

Scanned with CamScanner

بے نیازی اور زندگی کے ہر شعبے میں کمال احتیاط آپ کی زندگی کا وطیرہ وامتیاز رہا۔ اسلام وسنیت پر جب بھی حملہ کیا گیا تو آپ نے مجاہدانہ شان کے ساتھ خوب جم کر اس کا مقابلہ کیا اور فرق باطلہ کے اعتراض کا دندان شکن جواب دیتے ہوئے ہوش ربا معارضہ قائم کیا۔ بدر العلماء مذہب اہلسنت کے علمبردار تھے اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی عملی تفسیر تھے۔ جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے تھے اپنے زبردست عالمانہ فضل وکمال کے گہرے نقوش چھوڑ کر آتے تھے۔ آپ کی خوش اخلاقی و تواضع بھی بے مثال تھی۔ جب بھی ملاقات ہوتی تو بہت محبت فرماتے تھے۔ آپ کی کوئی مجلس، ارشاد و تبلیغ، امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے خالی نہیں رہتی تھی ان کی کون کون سی خوبی بیان کی جائے وہ مجمع فضائل وکمالات تھے۔ از فراغت تا حین حیات تشنگان علوم دینیہ کو سیراب کرتے رہے۔ آپ کا طرز تدریس اتنا عمدہ تھا کہ یوں کہئے کہ پڑھاتے نہیں تھے بلکہ تقریر کتاب کو ذہن میں اتار دیتے تھے۔ حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان احکام شرعیہ کی پابندی کے ساتھ اوراد و وظائف و تسبیح وتہلیل اور ہمیشہ درود شریف کا ورد کثرت سے کرتے تھے۔ اور اپنے تلامذہ و معتقدین کو کم از کم سوبار شب وروز میں درود شریف پڑھنے کی سخت تاکید فرماتے تھے۔ میں سوچتا تھا کہ آخر ایک سوبار سے کچھ کم کے لیے کیوں حکم نہیں صادر فرماتے ہیں۔ لیکن کچھ عرصہ گذرنے کے بعد جب فتاوی رضویہ شریف جلد سوم ص۱۶۲ پر میری نظر پڑی تو آنکھیں کھل گئیں کہ وجہ یہ تھی کہ مجدد دین وملت سیدنا سرکار اعلیحضرت محقق بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں کہ سب درودوں سے افضل درود وہ ہے جو سب اعمال سے افضل یعنی نماز میں مقرر کیا گیا۔ درود شریف راہ چلتے بھی پڑھنے کی اجازت ہے جہاں نجاست پڑی ہے وہاں رک جائے اور بہتر یہ ہے کہ ایک وقت معین کر کے ایک عدد مقرر کرلے کہ اس قدر باوضو دو زانو دب کے ساتھ مدینہ طیبہ کے طرف منہ کرکے روزانہ عرض کیا کرے جس کی مقدار سوبار سے کم نہ ہو۔ زیادہ جس قدر نباہ سکے بہتر ہے۔ علاوہ اس کے بیٹھتے اٹھتے، چلتے پھرتے، وضو بے وضو ہر حال میں ورد جاری رکھے اور اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ صیغۂ خاص کا پابند نہ ہو بلکہ وقتاً فوقتاً مختلف صیغوں سے عرض کرتا رہے تاکہ حضور قلب میں فرق نہ ہو۔ درود شریف اور کلمہ شریف اور استغفار ان سب کی کثرت نہایت محبوب و مطلوب ہے۔ کلمہ طیبہ کو افضل الذکر فرمایا اور یہ کہ اللہ عزوجل تک اس کے پہونچنے میں کوئی رک نہیں۔ اور استغفار کے لیے فرمایا۔ شادمانی ہے اسے جو اپنے نامۂ اعمال میں استغفار بکثرت پائے اور اپنے تمام اوقات کو درود شریف میں صرف کردینے کو فرمایا کہ ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے سب کام بنادے گا اور تیرے گناہ معاف کردے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

آپ نے مختلف اداروں میں رہ کر مذہبی تدریسی وتحریری خدمات انجام دیا ہے انہیں میں سے دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر (یوپی) ہے۔ حضور شعیب الاولیاء

حضرت مولانا شاہ یار علی لقد رضی المولیٰ تعالیٰ
عنہ کے اصرار پر بحیثیت صدر المدرسین تشریف
لائے اور نہایت ذمہ داری کے ساتھ صدر المدرسین
کے فرائض کو عرصہ دراز تک انجام دیا بعدہٗ دار العلوم
کی شاخ مدرسہ غوثیہ مقام بڑھیا تشریف لے گئے
المختصر یہ کہ آفتاب فضل وکمال روپوش ہوگیا
رب قدیر ان کی تربت انور پر رحمت وانوار کی
بارش برسائے۔ آمین۔

چند اہم مکتوبات بدر ملت

۱۔ بنام مولانا نور محمد صاحب قبلہ بستوی۔
از بڑھیا۔ ۹۲/۸۶ ۲۱ ذی القعدہ ۱۳۹۹ھ

عزیزم! وعلیکم السلام۔ ثم السلام علیکم
لفافہ ملا۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو جزائے حسن عطا فرمائے کہ آپ نے مولانا حکیم صاحب کی خیریت سے آگاہ کیا۔ زمانہ بڑا پر خطر ہوتا جا رہا ہے۔ قہر وجلال کی تجلی کا ظہور ہے۔ اپنے لوگوں سے ضرور ایسا کام ہونا چاہیے جس کو رب العزت جل جلالہ قبول فرمائے اور رحمت وجمال کی تجلیات کا ہم لوگوں پر ظہور رہو۔ لہٰذا اپنے مخلص تلامذہ کو روزانہ کم از کم سو بار درود شریف پڑھنے کی تلقین کرے نیز داخلہ وخارجہ مسجد کی دعا۔ قبل النوم وبلا لیقظ کی دعا۔ قبل الاستنجار وبعد الفراغ عن الطہارۃ کی دعا۔ بعد الفراغ عن الاکل کی دعا یاد کرنے کی تاکید کریں۔ بلکہ پہلے ان دعاؤں کو پڑھوا کر خود سن لیں اور پھر بعد میں درس گاہ میں کبھی کبھی پوچھ لیں کہ فلاں فلاں موقع پر کون کون سی دعا پڑھتے ہو۔

حضرت صدر المدرسین مولانا قادری صاحب مولانا مصباحی صاحب مولانا نعیمی صاحب کو سلام عرض ہے
فقط والسلام
بدر الدین احمد۔

مکتوب ۲ بنام جناب شاہد نوری بلرام پوری
از بڑھیا۔ ۹۲/۸۶

برادر سینیت محمد شاہد قادری رضوی
وعلیکم السلام ثم السلام علیکم
منیر احمد مستانوالے آئے اور آپ کا خط پیش کیا آپ اور مولوی محمد اخلاق نے منیر احمد صاحب سے میرا تذکرہ اس انداز میں کیا کہ انہیں مجھ سے ملنے کا شوق پیدا ہوا اور انھوں نے غربت کے باوجود اتنا لمبا سفر کیا یہ آپ دونوں کی بھول ہے میں بابا ہوں نہ شاہ صاحب ہوں تو پھر بڑھا کر تعریف کرنے سے فائدہ کیا ہے دوسروں کو پریشان کرنا نہیں چاہئے۔ آپ نے لکھا ہے کہ جب سستی لگانے لگا ہوں روزانہ فجر کی نماز قضا ہوجاتی ہے۔ معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ۔ خدائے پاک کی پناہ خدائے تعالیٰ کی پناہ خدائے رب العزت کی پناہ اس طرح دکان چلانا کہ فرض الٰہی قضا ہوجاتا ہو حرام حرام اشد حرام ہے۔ بے برکت ہے نحوست ہے۔ توبہ کیجئے صدق دل سے توبہ کیجئے سچی اور ٹھوس توبہ کیجئے فرائض کی جم کر پابندی کیجئے۔ اگر نماز کی پابندی سے آمدنی میں کمی ہوجائے تو کچھ حرج نہیں تھوڑی سی آمدنی جو حلال وپاک ہو اس سے اتنا کام بنے گا جتنا زیادہ آمدنی سے کام نہیں بنے گا جو حرام ونجس ہو۔

نماز ترک کرکے جو آمدنی پیدا ہوگی اس سے ڈیلو ٹوال کھڑے ہوں گے آپ نوری ہیں تو کیا نوری کا کام فرض الٰہی کو کاروبار کی لالچ میں ترک کرنا ہے؟ پتہ چلتا ہے کہ دولت کی فراوانی اور کثرت آپ کے دین کے لیے زہر قاتل ہے میں یہاں دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ شاہد بھائی کو رزق وسیع عطا فرمائے۔ تو جب روزی کی تھوڑی سی سہولت پر آپ کا یہ حال ہے کہ فرض الٰہی کو ترک کردیتے ہیں تو زیادہ روزی ملنے پر آپ کا کیا حال ہوگا۔ فقط والسلام بدر الدین احمد۔

Scanned with CamScanner

حضور بدر العلماء علیہ الرحمۃ کے سنِ وصال سنہ ۱۴۱۲ھ

مطابق سنہ ۱۹۹۲ء پر

(۱) مستخرجہ
حضرت مولانا انور علی صاحب
ناناپاروی۔ جامعہ منظرِ اسلام
بریلی شریف

تاریخی مادے

(۲) مستخرجہ نتائج
خلیفہ حضور مفتی اعظم الحاج امام رسول
صاحب قبلہ سربراہ اعلیٰ
مدینۃ الاسلام پیلی بھیت
شریف

سرکار پیر طریقت
۱۴۱۲ھ

سرکار عالم معرفت
۱۴۱۲ھ

صاحب ایمان فرخندہ سیر
۱۴۱۲ھ

گل فشاں انیس خاطر
۱۴۱۲ھ

پیکر رشد و مہر ہدایت
۱۴۱۲ھ

حضرت علامہ سیدی بدر الدین احمد
۱۹۹۲ء

پیکر رشد و ہدایت نجم اقبال کا انتقال
۱۹۹۲ء

محبوب القلوب پیکر رشد و ہدایت کا انتقال
۱۹۹۲ء

قبلہ من پیکر رشد و ہدایت کا انتقال
۱۹۹۲ء

آہ مولانا بدر الدین احمد صدیقی نوری قادری طالب وفا
۱۴۱۲ھ

آہ صالح مولانا بدر الدین احمد صدیقی نوری قادری
۱۴۱۲ھ

آہ اندوہ ملال مولانا بدر الدین احمد قادری رضوی
۱۹۹۲ء

آہ والاصفات مولانا بدر الدین شیخ الادب
۱۹۹۲ء

آہ قبلہ گاہی مولینا بدر الدین احمد قادری رضوی
۱۹۹۲ء

Scanned with CamScanner

آہ حسیب مولینا بدر الدین احمد صدیقی نوری قادری جدا ہو گئے

۱۲ ۱۴ ھ

آہ دانائے زمانہ مصنف فیض الادب جدا ہو گئے

۱۲ ۱۴ ھ

آہ جمال الدین مصنف فیض الادب جدا ہو گئے

۱۲ ۱۴ ھ

آہ حسن مزاج مصنف فیض الادب جدا ہو گئے۔

۱۲ ۱۴ ھ

آہ صلح طلب مصنف فیض الادب جدا ہو گئے

۱۲ ۱۴ ھ

علامہ بدر الدین احمد زندہ دل بزرگ جنت میں گئے

۱۲ ۱۴ ھ

علامہ بدر الدین احمد مرد پاک باطن جنت میں گئے

۱۲ ۱۴ ھ

عالم فصیح علامہ بدر الدین احمد جنت میں گئے

۱۲ ۱۴ ھ

انجم زماں غروب ہوا

۱۲ ۱۴ ھ

سرکار نافع خلق

۱۲ ۱۴ ھ

اہل ہمت اٹھ گیا

۱۲ ۱۴ ھ

شمع اخلاص ممدوح آفاق

۱۲ ۱۴ ھ

آہ رونق بزم رضا

۱۲ ۱۴ ھ

صاحب کمالات کامل رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۲ ۱۴ ھ

آفتاب انور نور اللہ مرقدہ

۱۲ ۱۴ ھ

---

(۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مجموعۂ اسرار

۱۲ ھ ۱۴

بابرکات بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سنہ ۱۴۱۲ھ • سعادت کمال بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سنہ ۱۴۱۲ھ • ممنون کرم مولانا بدر الدین صاحب رضوی سنہ ۱۴۱۲ھ • سراج آفاق مولانا بدر الدین صاحب رضوی سنہ ۱۴۱۲ھ • مقصود راہ مولانا بدر الدین صاحب رضوی سنہ ۱۴۱۲ھ • رونق ملک مولانا بدر الدین صاحب رضوی سنہ ۱۴۱۲ھ • درمیان علماء مولانا بدر الدین صاحب رضوی سنہ ۱۴۱۲ھ

رضوی ۱۴۱۲ھ • خوش وقت ۱۴۱۲ھ • ظفر پیکر
۱۴۱۲ھ • ہشت بہشت ۱۴۱۲ھ • اہلِ یقین بدرِ
ملت مولانا بدرالدین صاحب ۱۴۱۲ھ • جناب
معلی بدر ملت مولانا بدر الدین صاحب ۱۴۱۲ھ •
اہلِ قلم بدر ملت مولانا بدرالدین صاحب ۱۴۱۲ھ •
ماہِ سلاطین بدر ملت مولانا بدر الدین صاحب
۱۴۱۲ھ • ہدیۂ آفاق بدر ملت مولانا بدر الدین
صاحب ۱۴۱۲ھ • وجہِ آفاق بدر ملت مولانا
بدرالدین صاحب ۱۴۱۲ھ • نیکی پسند بدر ملت
مولانا بدر الدین صاحب ۱۴۱۲ھ • اے بدرِ جہاں
امام احمد رضا ۱۴۱۲ھ • مقبول زماں امام احمد
رضا ۱۴۱۲ھ • اصحاب باصفا امام احمد رضا.
۱۴۱۲ھ • پسندیدہ عالم امام احمد رضا ۱۴۱۲ھ
حمد و دو در رحمت اللہ تعالیٰ علیہ ۱۴۱۲ھ • باعزت
مفتی بدر الدین صاحب ۱۴۱۲ھ • مہ جمال لقد
خلقنا الانسان فی احسن تقویم ۱۹۹۲ء • اما بعد
ان المتقین فی ظلل وعیون ۱۹۹۲ء • مفتی بدرالدین
اشرف ۱۴۱۲ھ • نور الابصار مفتی بدر الدین ۱۴۱۲ھ
معنی شناس مفتی بدر الدین ۱۴۱۲ھ • کرم فرما
مفتی بدر الدین ۱۴۱۲ھ • لطف کبریا مولانا مفتی
بدر الدین صاحب ۱۴۱۲ھ • گلاب گلشن مفتی
بدر الدین ۱۴۱۲ھ • مہر زمین مولانا مفتی بدرالدین
صاحب ۱۴۱۲ھ • شانِ محمدی مفتی بدر الدین ۱۴۱۲ھ
جہاں فروز مولانا مفتی بدر الدین صاحب ۱۴۱۲ھ •
دولت یاب مفتی بدر الدین ۱۴۱۲ھ • حبیب یکتا
مفتی بدرالدین ۱۴۱۲ھ • مطلع انوار الٰہی مفتی
بدر الدین ۱۴۱۲ھ ۔ بقول خلیفہ و مجاز احسن العلماء
حاجی امانت رسول ۱۹۹۲ء • زندہ دل مجاز شہزادۂ
اعلیٰ حضرت ۱۹۹۲ء • مقبول ہند خلیفہ قطب مدینہ
حاجی امانت رسول ۱۹۹۲ء •

تاریخی قطعات

مولانا بدر الدین حضرت!
بدر ملت کی ہے امانت
پا گئے قرب ربِ عزت
ہشت بہشت میں سالِ رحلت
۱۴ھ ۱۲

بدر الدین ہیں بدرِ ملت
جن کی ملک میں خوب ہے شہرت
ہے خوش وقت میں قاری امانت
مولانا کی ۱۴۱۲ھ سالِ رحلت!

کہنے لگیں حورانِ جنت
آ گئے آ گئے بدرِ ملت!
غیب سے آئی ندا اے امانت
ہشت بہشت میں ہے سنہ رحلت
۱۴ھ ۱۲

۱۹۲۳	۱۹۲۶	۱۹۲۹	۱۹۱۶
۱۹۲۸	۱۹۱۷	۱۹۲۲	۱۹۲۷
۱۹۱۸	۱۹۳۱	۱۹۲۴	۱۹۲۱
۱۹۲۵	۱۹۲۰	۱۹۱۹	۱۹۳۰

نقش حضور بدر ملت برائے حب۔

Scanned with CamScanner

مختصر واقعہ رحلت حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ

از صاحبزادہ شمس الحکماء حضرت مولانا محمد قادری بابو قبلہ زید مجدہ قادری منزل!

عنایت پیر مقام اراؤت پار بزرگ ضلع گورکھپور (یوپی)

امسال ۱۴۱۲ھ کو حضرت نے آخر ماہ شعبان میں بمبئی کا سفر فرمایا۔ خادم سفر مولانا غلام غوث صاحب بستوی تھے۔ بمبئی سی ایس ٹی روڈ کرلا سیٹھ شاہ عالم صاحب رضوی کے دولت کدے پر قیام فرمایا پھر ماہ رمضان المبارک میں فریضۂ روزہ ادا فرماتے ہوئے، ۷ رمضان المبارک یوم جمعہ دن گزر کر وقت افطار کھجور سے افطار فرمایا اور نماز مغرب ادا فرما کر استنجا سے فراغت فرمائی پھر باطہارت مصلی پر تشریف لائے اور بصورت مراقبہ سر جھکائے ہوئے تھے کہ اتنے میں حاجی محمود صاحب بستوی حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا آپ نے سر اٹھا کر انھیں دیکھا کہ اتنے میں روح اقدس مدینہ والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آغوش کرم میں پہونچ کر ملاء اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی انا للہ وانا الیہ راجعون ہ اب تمامی اہل محبت وعقیدت کی بھیڑ لگ گئی یہاں تک کہ جسد نوری کو تابوت میں محفوظ کیا گیا اور ذریعہ ہوائی جہاز جنازہ مبارکہ لکھنؤ لایا گیا اور وہاں سے مخصوص جیپ کے ذریعہ منزل اقامت بڑھیا مدرسہ غوثیہ فیض العلوم سے منضم رضوی منزل کے برآمدہ میں اتارا گیا اور ۹ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ بعد نماز ظہر ۲ بجے تقریباً دس ہزار عقیدت مندوں نے حضرت کے حقیقی برادر مکرم شمس الحکماء فقیہ الاسلام حضرت علامہ ابو البرکات محمد نعیم الدین صاحب صدیقی قادری کی اقتدار میں نماز جنازہ ادا کی ساتھ ہی مسجد غوثیہ میں رہنے والی شہد کی مکھیاں لاکھوں کی تعداد میں جلوس جنازہ میں شریک رہیں۔

اور کسی کو ذرا بھی گزند نہ پہونچائیں اور پھر وہاں سے واپس آکر اپنے چھتہ میں آگئیں۔ اس منظر کو سیکڑوں نگاہوں نے دیکھا بلکہ ان لشکر عظیم کی آواز اور بھنبھناہٹ پر خوف آیا کہ کہیں کسی کو ڈنک نہ ماریں لیکن کرشمۂ قدرت اور مقام حیرت کہ کسی کو بھی مساس نہ کیا۔ ڈنک مارنا تو در کنار اَعلیٰ اللہُ دَرَجَاتَہٗ فِی اَعلٰی عِلِّیِّیْن وَمَتَّعَنَا اللہُ بِفُیُوْضَاتِہٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَالدِّیْن ہ اٰمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن صَلٰوۃُ اللہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْن فقط۔ صاحبزادہ محمد قادری عفی عنہ۔

Scanned with CamScanner

بارگاہ بدر العلما میں چند حضرات کے منظوم خراج عقیدت

تعزیتی منقبت

درشان رئیس الاتقیا محبوب اصفیا حضرت علامہ شاہ بدر ملت صدیقی قادری رضوی گورکھپوی ثم بستوی علیہ الرحمۃ والرضوان.

از حضرت علامہ مولانا حکیم ابوالبرکات محمد نعیم الدین صاحب[1] قبلہ گورکھپوری سابق شیخ الحدیث دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر (یوپی) علیہ الرحمۃ والرضوان

مقتدائے اہلسنت ہم سے رخصت ہو گئے
آہ وہ میر شریعت ہم سے رخصت ہو گئے

جن کو عشقِ مصطفیٰ نے لے لیا آغوش میں
وہ شہیدِ عشق و الفت ہم سے رخصت ہو گئے

شان درویشی عیاں تھی جن کے حال و قال سے
آہ وہ شیخ طریقت ہم سے رخصت ہو گئے

مفتیٔ اعظم کے پیارے بزم رضوی کے نقیب
بدر دین و بدر ملت ہم سے رخصت ہو گئے

عندلیبانِ چمن ہیں بے قرار و اشک بار
باغبانِ اہلسنت ہم سے رخصت ہو گئے

---

[1] آپ حضور بدر ملت قدس سرہ کے برادر صغیر بڑے نفیس طبیعت اور شاہانہ مزاج کے مالک تھے۔ آپ زبردست عالم دین ماہر فکر و فن اور صاحب علم و قلم اور طبیب حاذق تھے۔ آپ کی مقدس زندگی درس و تدریس میں گزری۔ آپنے ملک کے کئی بڑے ادارے میں تدریسی خدمت انجام دیا جن میں چند قابل ذکر یہ ہیں۔ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف، دارالعلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا اور دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی یوپی۔ وغیرہ موخر الذکر دونوں مقام پر آپ بحیثیت شیخ الحدیث خدمت انجام دیا اور بڑی اہتمام کے ساتھ درس حدیث دیتے رہے۔ اخیر عمر میں اختلاجِ قلب کی تکلیف لاحق ہو جانے کے سبب درسی خدمت سے علیحدہ ہو کر اپنے

جن کی علمی شخصیت کا ہے زمانہ معترف — آہ وہ علمی جلالت ہم سے رخصت ہو گئے
جن کا فتویٰ اور تقویٰ واجب تقلید ہے — آہ وہ زیب امامت ہم سے رخصت ہو گئے
جن کے علم و فضل کا شہرہ ہے ہند و پاک میں! — آہ وہ بدر فضیلت ہم سے رخصت ہو گئے
جن کی تصنیفات کے مرہون منت ہیں سبھی — آہ وہ سرتاج ملت ہم سے رخصت ہو گئے
جن کی حق گوئی صداقت پہ جھکا باطل کا سر — آہ وہ دُرِ صداقت ہم سے رخصت ہو گئے
نجدیوں کے حق میں تھے جو سیف ہندی شعلہ بار — آہ وہ سیف شجاعت ہم سے رخصت ہو گئے
جن کا صبر و حلم تھا آئینۂ سبط رسول — آہ وہ جانِ مروت ہم سے رخصت ہو گئے
جن کی بخشش اور فیاضی تھی رشک اہل دل — آہ وہ جود و سخاوت ہم سے رخصت ہو گئے
لاورب العرش تھے وہ پیکر لطف و کرم — آہ وہ کنز عنایت ہم سے رخصت ہو گئے
جن کا ارشاد و عمل تھا مشعل راہ نجات — آہ وہ شمع ہدایت ہم سے رخصت ہو گئے
جن کی پاکیزہ مقدس شخصیت تھی ظلِ حق! — وہ مقدس پاک طینت ہم سے رخصت ہو گئے
جن کے وعظ و پند میں تھا جذبۂ احیائے حق! — وہ حیاتِ قوم و ملت ہم سے رخصت ہو گئے

اے نعیمؔ قادری کہہ دے یہ تاریخ وصال
وہ معظم تھے بعظمت ہم سے رخصت ہو گئے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ وطنِ مالوف قادری منزل عنایت پیر مقام راوت پار ضلع گورکھپور میں مقیم ہو گئے اور اوراد و وظائف میں مشغول رہے۔ تقریباً ۶ر، ۷ سال علالت کا زمانہ گزار کر شعبان ۱۴۲۳ھ میں آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور روح مبارک عالم قدس کی طرف پرواز کر گئی۔ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ہ

محشی عبد الصمد قادری
۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ مطابق ۶ جولائی ۲۰۰۴ء

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کے چند نقوش

۷۸۶/۹۲

برائے خوف در خواب

۱۰	۲	۸
۴	۷	۹
۶	۱۱	۳

برائے بخار

۴	۱	۲
۶	۸	۵
۷	۹	۳

برائے آسیب

۲۱	۱۶	۲۳
۲۲	۲۰	۱۸
۷	۲۴	۱۹

Scanned with CamScanner

منقبت[1]

در شان حضور بدر العلماء
قدس سرہٗ

از شہزادہ بدرملت حضرت مولانا محمد رابع عرف نورانی شاہ صاحب قبلہ قادری رضوی استاذ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر یوپی۔

دین حق کے رہنما ہیں بدر ملت بدر دیں
ہم سے رخصت ہو گئے ہیں بدر ملت بدر دیں

جانشین مفتیٔ اعظم ہیں یہ بدر الزماں
مفتیٔ اعظم کے پیارے بدر ملت بدر دیں

اعلیٰ حضرت کی سوانح آپ نے تحریر کی!
آپ کی ہے یہ سعادت بدر ملت بدر دیں

دین کی تبلیغ[2] کی اور سنیت روشن کیا
اعلیٰ حضرت کے ہیں شیدا بدر ملت بدر دیں

سایہ افگن تھے ملائک بھی جنازے میں ترے
ہے یہ تیرا مرتبہ اے بدر ملت بدر دیں

بدر ملت کے جنازے میں لگی تھیں مکھیاں[3]
آپ کی ہے یہ کرامت بدر ملت بدر دیں

ماہ رمضاں میں ہوا ہے بدر ملت کا وصال
واہ کیا ہی مرتبہ ہے بدر ملت بدر دیں

اے نورانی قادری کہہ دے تو یہ وقت وصال
بعد مغرب جاں بحق شد بدر ملت بدر دیں

---

[1] یہ منقبت کچھ ترمیم و اضافہ کے ساتھ شامل کتاب کی جا رہی ہے۔

[2] تبلیغ دین کا انداز بھی آپ علیہ الرحمۃ کا ممتاز تھا حضرت کے وصال فرمانے کے بعد مجھ فقیر قادری کو رمنگرہ علاقہ بھابنھر ضلع بلرام پور بغرض تبلیغ سنیت سفر درپیش ہوا اس موقع پہ حضرت علیہ الرحمۃ سے ایک معتقد نے مجھے بتایا کہ جب حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ سے ہم لوگوں کی ملاقات نہ ہوئی تھی اس وقت تک دینی، مذہبی معلومات سے ہم لوگ بالکل کورے تھے یہاں تک کہ ہم لوگ یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ اگر کسی مسلمان کا انتقال ہو گیا تو سنت طریقہ پر انہیں کیسے نہلایا جائے گا اور کفن پہنانے اور دفن کرنے کا کیا طریقہ ہو گا؟ لیکن حضور والا کی ملاقات کے بعد جب خدمت میں آمد و رفت کے سلسلے شروع ہوئے تو حضور والا درجہ بدرجہ عقائد دینیہ اور مسائل شرعیہ پر روشنی ڈالتے رہے یہاں تک کہ ایک مرتبہ کی تشریف آوری پہ محفل میلاد شریف

منقبت در شانِ حضور بدر ملّت علیہ الرحمۃ والرضوان

از۔ مولانا کلیم فیضی بستوی شہزادہ ادیبِ شہیر علامہ نسیم بستوی علیہ الرحمۃ

خدا کے فضل سے اعلیٰ ہے رتبہ بدر ملت کا
زبانوں پر ابھی جاری ہے نغمہ بدر ملت کا

دفورِ علم و فن اور حسنِ ایمان و عقیدہ میں
ثریا سے بھی اونچا تھا نصیبہ بدر ملت کا

عطا و جود و بخشش کا کرم لطف و عنایت کا
یقیناً آج بھی منبع ہے روضہ بدر ملت کا

وہ علم ظاہری و باطنی کے ایسے سنگم تھے!
جسے دیکھو وہی پڑھتا ہے خطبہ بدر ملت کا

کوئی حرص و طمع بالکل نہ تھی ان کی طبیعت میں
بہت مضبوط تھا رب پر بھروسہ بدر ملت کا

پلاتے جامِ عرفانِ شریعت سب کو بھر بھر کر
کبھی خالی نہیں ہوتا تھا کاسہ بدر ملت کا

کتابیں لکھ کے راہِ علم و فن آسان کر ڈالا
ادب رکھتے ہیں سب علماء و طلبہ بدر ملت کا

حوادث نے بڑی کوشش کیا اس کے ڈبونے کا
بھنور میں بھی تیرتا تھا سفینہ بدر ملت کا

وقارِ عظمت اسلام و سنت کے لیے لوگو!
دھڑکتا تھا ہمیشہ قلب و سینہ بدر ملت کا

وہابی دیوبندی سہمے سہمے سے نظر آتے
ہر اک ماحول پہ چھایا تھا غلبہ بدر ملت کا

ثنائے مصطفےٰ علم و عمل کی پاسبانی سے
مروج تھا زمانے بھر میں سکہ بدر ملت کا

فروغِ مسلکِ احمد رضا تھا کام ہی ان کا
کبھی غافل نہ تھا کوئی دقیقہ بدر ملت کا

کلیم بستوی کو منقبت خوانی کے بدلے میں
اسے بھی کچھ نہ کچھ مل جائے صدقہ بدر ملت کا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ کے اختتام پر نماز عشاء ادا کی گئی۔ بعدہ مذہبی مذاکرے کی محفل حضور والا نے قائم فرمائی۔ وہاں لوگ جمع ہوئے اور نماز و زکوٰۃ کے موٹے موٹے مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔ اسی دوران ایک صاحب نے سوال کر دیا کہ کسی مسلمان کے انتقال کر جانے کے بعد مردے کو سنت کے مطابق نہلانے اور تجہیز و تکفین کا کیا طریقہ ہوگا۔ حضور والا تقریباً آدھی رات تک اس مسئلہ کو سمجھاتے رہے اور ہم لوگوں کو عملی تربیت بھی دیتے رہے

یہ تھی حضور بدر ملت قدس سرہ العزیز کی امتیازی شان جو اس وقت نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔

فقط۔
محشی فقیر عبدالصمد قادری۔

Scanned with CamScanner

منقبت

از- کلیم فیضی بستوی

بدر ملت بدر دیں بدر شریعت آپ تھے
رہنما و پیشوا پیر طریقت آپ تھے

حامل عشق شہنشاہ رسالت آپ تھے
مفتیٔ اعظم کی تابندہ کرامت آپ تھے

جن سے پھیلی شمع دینِ مصطفیٰ کی روشنی
باخدا اک پیکرِ رشد و ہدایت آپ تھے

خدمت دین و شریعت جن کا نصب العین تھا
دوسرے کو کیا کہوں میں! بدر ملت آپ تھے

عابد و زاہد شریف و متقی پرہیزگار
پاک طینت حسن سیرت نیک خصلت آپ تھے

ناز کرتے ہیں سبھی ان کی تھی ایسی زندگی
محفلِ علماء دیں کی زیب زینت آپ تھے

جس جگہ رہتے فضا، لگتی وہاں کی خوش گوار
بالیقیں اک ذریعۂ رحمت و برکت آپ تھے

عمر بھر جس نے کیا ہے دین حق کی پیروی
اس قدر پابند احکام شریعت آپ تھے

آپ کا لطف و مہربانی بہت مشہور ہے
ہر بشر پر جو کیا کرتا تھا شفقت آپ تھے

پاسبان دین و ملت پیکر علم و عمل!
رہبرِ راہِ شریعت اور طریقت آپ تھے

جس کے علم و فن کے سب ہی معترف ہیں اے کلیم
ماہرِ تدریس و تحریر و خطابت آپ تھے۔

نتیجۂ فکر:- محمد طاہر القادری کلیم فیضی

سربراہ اعلیٰ:- مدرسہ انوار الاسلام محلہ نسیم آباد سکندر پور
ضلع بستی یوپی۔

منقبت

از- حافظ و قاری محمد شاہد رضا رضوی استاذ مدرسہ گلشن رضا کولمبی

کوئی کیا لکھے مدح شان والا بدر ملت کا!
کہ فہم و عقل سے بالا ہے رتبہ بدر ملت کا

شریعت اور طریقت معرفت کے آپ سنگم تھے!
کہ تھا آئینہ دار سلف تقویٰ بدر ملت کا

سبھی اہل سنن نازاں ہیں ان کی ذات اقدس پر
کہ ہے ورد زباں ہر اک کے خطبہ بدر ملت کا

سکھائی جس نے آداب شریعت اہل ایماں کو
وہی ہے ہاں وہی ہے نام والا بدر ملت کا

تھی تفسیر اشداء علی الکفار ان کی ذات
نہ سہہ سکتا تھا باطل تازیانہ بدر ملت کا

لرزتے کانپتے تھے جس سے ملایان نجدیہ
بفضل رب تھا ایسا علمی دُرّہ بدر ملت کا

رحماء بینھم کے مظہر صادق تھے وہ واللہ
ہے بحر فیض اب بھی آستانہ بدر ملت کا

کیا سرشار ہم سب کو مئے عشق رسالت سے
رہے تا حشر باقی جام و مینا بدر ملت کا

شمیم علم و حکمت سے معطر کر دیا سب کو
ہے ہر ذی علم کے لب پر ترانہ بدر ملت کا

سنو اے سنیو قزاق ایماں کے ہیں ہر جانب
لگا لو قلب پر تم اپنے طغریٰ بدر ملت کا

شگفتہ غنچۂ ایماں ہو اور دل بھی سکوں پائے
کسی دن خواب میں دیکھوں جو جلوہ بدر ملت کا

تمنا ہے خدایا شاہد بےکس کی محشر میں!
جو دیکھے کہہ اٹھے آیا ذہ بردا بدر ملت کا.

○

زندہ باد اے مقتدائے اہلسنت زندہ باد
پیکر رشد و ہدایت بدر ملت زندہ باد

راہ عرفان و شریعت کے شناور آپ ہیں!
رہنما و ہادی راہ طریقت زندہ باد

علم کی تیری ضیا پھیلی ہے ہند و پاک میں
زینت دیں زیب فضل و علم و حکمت زندہ باد

مظہر احمد رضا خاں پرتو شیر رضا
مفتی اعظم کی اے زندہ کرامت زندہ باد

تیرے ہر قول و عمل سے ہے عیاں عشق رسول
باخدا تم ہو شہید عشق و الفت زندہ باد

Scanned with CamScanner

مسلک اہلِ سُنن کے تم ہو حامی و معین — نائب شاہِ ہدیٰ اے محی سُنت زندہ باد
ہیں عدوئے دیں کے حق میں آپ سیفِ بے نیام — قاطعِ نجدیت و کفر و ضلالت زندہ باد
آپ کی تصنیف ہیں باطل کے حق میں برقِ بار — اور حرزِ جاں برائے اہلسنت زندہ باد
ہم سبھی اہلِ سُنن پر کردو پھر نظرِ کرم — اے ولیٔ باصفا کنزِ عنایت زندہ باد
خواب میں آکر دکھادو اپنے شہا روئے جمال — اب سہا جاتا نہیں ہے رنجِ فرقت زندہ باد
آپ کے اوصاف جو ہیں صفحۂ قرطاس پر — آپ اس سے ماورا ہیں بدرِ ملت زندہ باد

شاہدِ بے کس کی کیا جرأت کرے تیری ثنا
یہ تو ہے بس آپ کی لطف و عنایت زندہ باد

مَنقبَت

از حضرت حافظ محمد مکی اشرف صاحب رضوی استاذ مدرسہ گلشن رضا
کولہی ضلع ناندیڑ۔ مہاراشٹر

تیری عظمت تیری رفعت بدرِ ملت واہ واہ — پیکرِ رشد و ہدایت بدرِ ملت واہ واہ!
عارف باللہ فنا فی الشیخ تیری سادگی — آپ کی صبر و قناعت بدرِ ملت واہ واہ
تھیں عیاں ہر اک ادا سے مصطفیٰ کی سنتیں — آپ کی یہ حسن سیرت بدرِ ملت واہ واہ
زہد و تقویٰ پر ہیں نازاں ماہ و انجم آپ کے — جامعِ علم و فضیلت بدرِ ملت واہ واہ
جن کا کردار و عمل تھا آئینہ دارِ سلف — اہلسنت کی سیادت بدرِ ملت واہ واہ
ضربِ خامہ سے کیا مجروح نجدی کا وجود — قاطعِ کفر و ضلالت بدرِ ملت واہ واہ
صاحبِ عشقِ رسالت پاسبانِ دینِ حق — پیکرِ اخلاق و سُنت بدرِ ملت واہ واہ
کج کلاہانِ زمانہ دیکھ کر مبہوت ہیں! — آپ کی علمی لیاقت بدرِ ملت واہ واہ
تیرا نصب العین تھا عشقِ نبی خوفِ خدا — رہنمائے قوم و ملت بدرِ ملت واہ واہ
تیرے علمی کارنامے ہیں عیاں مانندِ خور — آپ کی اعلیٰ فراست بدرِ ملت واہ واہ

Scanned with CamScanner

آسمانِ سنیت کے اک درخشاں نجم ہو — رہبرِ دین و شریعت بدرِ ملت واہ واہ
دشمنانِ مصطفیٰ کے واسطے تھے برق بار — سنیوں کے دل کی راحت بدرِ ملت واہ واہ
غوث و خواجہ و رضا و مفتیٔ اعظم کے آپ — مظہرِ شانِ ولایت بدرِ ملت واہ واہ
جن کے مرشد ہیں شبیہ غوث اور جانِ رضا — کیا بیاں ہو ان کی رفعت بدرِ ملت واہ واہ

مکی اشرف کو کہاں طرز و شعورِ منقبت
آپ ہی کی ہے کرامت بدرِ ملت واہ واہ

منقبت

از غلام یزدانی بستوی

اے بدرِ دین و ملت تو رہنما ہمارا
تری عظمتوں پہ قرباں ہے جان و دل ہمارا

ترا رتبہ کتنا عالی ترا رنگ تھا بلالی
تو تھا وقت کا غزالی تو نبی کے دیں کا مالی
اسلام کے چمن کو تو نے سدا سنوارا
اے بدرِ دین و ملت.....

ہاں برائے مردِ مومن بادِ نسیم تو ہے
بستانِ دیں کے گل کی پیاری شمیم تو ہے
ہے بفیضِ اعلیٰ حضرت ترا اوج پر ستارہ
اے بدرِ دین و ملت....

فخرِ وطن بھی تو ہے فخرِ زمن بھی تو ہے
علم و عمل کی تنہا اک انجمن بھی تو ہے
تری ذات ہے ہدایت کا بلند اک منارہ
اے بدرِ دین و ملت....

جو ترے تلامذہ ہیں وہ نجوم و کہکشاں ہیں
تری شفقتوں کے محور وہ بعید تر خزاں ہیں!
برسا ہے جن پہ تیرے لطف و کرم کا دھارا
اے بدرِ دین و ملت...

جانے بھلا کوئی کیا عظمت تری لحد کی
شاہد بوقتِ تدفیں ہیں مکھیاں شہد کی
رتبہ ترا اسی سے ہوتا ہے آشکارا
اے بدرِ دین و ملت...

دربارِ رضویت کا ادنیٰ غلام تو تھا
اسلامی لشکروں کا اعلیٰ امام تو تھا
دشمن نبی کا تجھ سے کرتا رہا کنارا!
اے بدرِ دین و ملت...

اقلیمِ درس کا تو سلطان تھا یقیناً
تیرے اساتذہ کا فیضان تھا یقیناً
مشکل کو کر دیا حل جس نے تجھے پکارا!
اے بدرِ دین و ملت....

Scanned with CamScanner

تیری کتب سے سب کو پاکیزگی ملی ہے
اسلام و سنیت کو بالیدگی ملی ہے
ہو فروغ رضویت کا پیہم ترا تھا نعرہ!
اے بدر دین و ملت...

رخصت ہوئے ہو جب سے بے کیف ہے زمانہ
مغموم اہلِ ایماں گاتیں یہی ترانہ
یا مصطفٰے عطا ہو ان کا بدل خدارا
اے بدر دین و ملت...

کشکولِ علم لے کے سائل ہے در پہ آیا!
تو علم کا شجر ہے کر مجھ پہ تھوڑا سایہ
میں نے بھی تیرے در پہ دامن کو ہے پسارا
اے بدرِ دین و ملت...

مفہوم لکھ نظامی تو حدیث مصطفٰے کا
عالم وہی یقیناً وارث ہے انبیاء کا
خدمت میں جس نے دیں کی صبح و مسا گذارا
اے بدرِ دین و ملت...

منقبت

درشان حضور بدر العلماء علامہ شاہ بدر الدین احمد صاحب قبلہ قدس سرہ

نتیجۂ فکر: حضرت مولانا مفتی غلام محی الدین صاحب قبلہ رضوی صدر المدرسین مدرسہ غوثیہ بدر العلوم بہرائچ شریف

السلام اے دین و ملت کے نگہباں السلام — پاسبانِ مسلکِ احمد رضا خاں السلام
صرف کر دی تم نے اپنی زندگی تبلیغ میں — تھے یقیناً مظہر حشمت علی خاں السلام
اپنوں پہ مانندِ شبنم اور تھے بحرِ کرم — دلو کے بندوں پہ تھے شمشیرِ براں السلام
ترجمانِ حضرت یار علی تھے بالیقیں! — حاملِ شرع و طریقت اور ذیشاں السلام
موت ہے تیری شہادت اے رئیس الاتقیاء — اس لیے کہ تیری رحلت ماہ رمضاں السلام
تھے فنا فی الشیخ پہ فائز یقیناً دوستو! — بدر ملت صاحبِ عرفان و فیضاں السلام
تیری حق گوئی و بے باکی بہت مشہور ہے — تھے یقیناً شیر حق تھے اہلِ عرفاں السلام
وہ تری نورانی محفل وہ ترا شیریں کلام — اہلِ حق ہوتے تھے شاداں اور فرحاں السلام
رحمت و انوار کی برسات ہو باغات ہوں — تیری تربت پہ صدا اے شاہ ذی شاں السلام
انورِ خستہ پہ کر دو اک نگاہِ باصفا — آپ کے در کا گدا اے فضلِ رحمٰں السلام

Scanned with CamScanner

منقبت

درشان حضور بدر العلما علیہ الرحمۃ والرضوان

از۔ حضرت مولانا جمال احمد نوری صاحب قبلہ اور مولانا عبد القیوم صاحب اترولہ ضلع بلرام پور۔ (یوپی)

زیب و زینت اور شئے ہے نور و نکہت اور ہے
کیا ادائے پر تکلف اصل فطرت اور ہے

فخر علما، رشک تقوی نازش اہل صفا
یوں تو جانا سب کا جانا تیری رحلت اور ہے

بامسمّٰی اسم تیرا زندگی پوری دلیل!
بدر دینِ مصطفٰے تیری وجاہت اور ہے

عالمانِ دینِ حق یوں محترم ہیں سب مگر
خدمت دیں اور ہے تعمیر ملت اور ہے

حق پرست وحق شناس وحق بیاں وحق شعار
اے حقیقت آشنا تیری حقیقت اور ہے

بارک اللہ اے ہلالِ آسمانِ پُرضیاء
تو ہے مشتاقِ کمال و بدر ملت اور ہے

مسلک احمد رضا سے ہٹ کے جنت کی امید
ذکر جنت اور شئی ہے شکر جنت اور ہے

مسلکِ احمد رضا ہی ہے صراطِ مستقیم
یا کہ "انعمت علیہم" سے عبارت اور ہے

عبد قیوم آپ ہی کیا ایک ہیں مدحت سرا
ذکر کرنا اور ہے حسن عقیدت اور ہے

از نتیجۂ فکر: حضرت مولانا احمد رضا صاحب قبلہ نظامی استاذ دار العلوم غوث اعظم پوربندر گجرات

فیض رضا کو عام کیا ہے بدر دین وملت نے

مسلک حق کا کام کیا ہے بدر دین وملت نے
حق کا روشن نام کیا ہے بدر دین وملت نے

مسلک اعلیٰ حضرت کی شب و روز خدمت کر کے
فیض رضا کو عام کیا ہے بدر دین وملت نے

افتاء و تدریس میں ہو یا تصنیفی میدان میں ہو
سب میں نمایاں کام کیا ہے بدر دین وملت نے

اطفالِ مسلم کے ذہن و فکر میں اسلامی رغبت
کا تعمیری کام کیا ہے بدر دین و ملت نے

بن کے نمونہ سلف صالحین کے اچھے اطوار کا
ہم پر بڑا انعام کیا ہے بدر دین وملت نے

دنیا کی لالچ سے ہٹ کر کام کیا ہے جو بھی کیا!
دین نہیں نیلام کیا ہے بدر دین وملت نے

ہر ہر سطر سے دینی حمایت خوب ہی ظاہر ہے
جو بھی کچھ ارقام کیا ہے بدر دین وملت نے

درس نظامی کی خدمت میں پیش کیا ہے وہ جوہر
ریڑھ کا کہئے کام کیا ہے بدر دین وملت نے

Scanned with CamScanner

بلک رہے ہیں نجدی وہابی سارے علاقے ابتک
ان کا مشن ناکام کیا ہے بدر دین و ملت نے!
اپنا سب کچھ وقف کر دیا دین متین کی خدمت میں
نیز اسی پر شام کیا ہے بدر دین و ملت نے
احمد ہمیشہ طنز کو ان کے ذہن و فکر میں کھنا تو
عملی مشن کو عام کیا ہے بدر دین و ملت نے

از حضرت مولانا جمیل احمد شمیم یار علوی بستوی علیہ الرحمۃ متوفی ۲۷ محرم ۱۴۱۹ھ

شاہ بدر الدین احمد عالم حق با اصول!
عاشق غوث الوریٰ و حامیٔ دین رسول!
جس کی محنت سے جہاں پر چھا گیا فیض الرسول
جس کی فرقت میں نہ جانے آج کتنے ہیں ملول!
جس کے اوپر تھے کرم فرما شعیب الاولیاء
جس کی تقریروں سے یاد آ جاتے تھے شیر رضا
جس کے دل پر مفتیٔ اعظم کا تھا پہرہ بٹھا
شیخ العلماء حافظ ملت کو جس پہ ناز تھا
جس کے علمی دبدبہ سے معترف تھے اہل فن!
جس کے انداز تفقہ دیتے کتنوں کو ذہن
جس کے علمی رعب سے تھرا گئے باطل بدن
جس کے انداز تکلم سل دیئے کتنوں دہن
جس نے چھوڑی درسگاہوں میں ہے اپنی یادگار
جس نے لکھ کر کے[1] سوانح کر دیا ہے آشکار!
پردۂ باطل کو جس نے کر دیا ہے تار تار!
بدر ملت تم پہ روح اعلیٰحضرت کو ہے پیار
جس کے زہد و اتقا سے شان درویشی عیاں
قلب پر جس کے سدا ایذائے مسلم تھی گراں
ہو گیا تھا خلق سے گرویدہ جس کے اک جہاں
چھوڑ کر دار فناں وہ ہو گیا خلد آشیاں
ان کی رحلت سے ہے سونی درس گاہ غوثیہ
آج ان کے ہجر میں کتنوں کا ٹوٹا حوصلہ
اس شمیم پر خطا کی سن لے یا رب التجا
بارش رحمت کو برسا ان کی تربت پر سدا
ان کے جتنے اپنے ہیں دے سب کو تو صبر جمیل
دے حبیب کبریا کے واسطے اجر جزیل

قطعہ بسلسلۂ خبر ارتحال

دفعتاً کیف مسرت ہم سے رخصت ہو گئے!
چین و راحت اور فرحت ہم سے رخصت ہو گئے
چھائے صدمے زور ہمت ہم سے رخصت ہو گئے
جب سنا کہ بدر ملت ہم سے رخصت ہو گئے!

قطعۂ تاریخ وصال

ماہ رمضاں آٹھویں شب بعد افطار صیام
مائے بدر الدین احمد قادری جنت مقام
رضی اللہ السمیع عنہ ہے سن وصال!
کر دیا ہے عشق پیغمبر نے ان کو شاد کام!

[1] مراد سوانح اعلیٰحضرت

Scanned with CamScanner

از مولوی یار علی ضلع پلاموں (جھارکھنڈ)

واہ کیا ہی عمر بھر کی ضو فشانی آپ نے
کی رضا و مصطفیٰ کی ترجمانی آپ نے

یاد آتی ہیں ادائیں تیری مجھ کو بار بار
اور پر شفقت جو کی شیریں بیانی آپ نے

جد امجد بو بحہ کی یاد تازہ کر کے اور
رخ کیا سوئے جناں از دار فانی آپ نے

عقدے گر لاکھوں ہوں تو کیا سب کے سب کھل جائیں گے
نظر رحمت سے اگر کی مہربانی آپ نے

جانشینیٔ مفتیٔ اعظم کی کہتی ہے تجھے!!
مسلک رضوی کی کی ہے پاسبانی آپ نے

پاسبانِ مسلک احمد رضا بیشک ہو تم!!
ڈال دی ہے سنیوں کو زندگانی آپ نے

گتھیاں تقدیر کی میری سلجھ جائیں گی سب
سن لیا گر سیدی میری کہانی آپ نے

راہ حق سے نام لیوا ہو نہیں سکتا جدا
کر کیا ہر موڑ پہ یاد دہانی آپ نے

زندگی بے لطف ہے اور بے حسی کے ہیں شکار
چکھ لیا ہے جب سے ذوق موت آنی آپ نے

میں کہوں میٹھی غزل ممکن کہاں مجھ سے شہا
ہاں اگر بخشی مجھے شیریں زبانی آپ نے

گر قبول افتد زہے عز و شرف میرے کریم
تا ابد کہتا رہوں کی مہربانی آپ نے

چشم پرنم ہے سوا اس کے کہوں کیا باخدا
کیسی کی یار علی پہ مہربانی آپ نے

اے سراپا کرم ماحیٔ رنج و غم
دل کے درد و الم سب مٹا دیجیے

زیر پا آپ کے سر ہمارا ہے خم
اب شہا غنچۂ دل کھلا دیجیے

مثل تیرا نہیں کوئی در علم و فن
سارے گلشن میں ہو جیسے اک یاسمن

التجا ہے یہ میری اے آقائے من
راہ علم و ہنر طے کرا دیجیے

مظہر اعلیٰحضرت و شیر رضا!
اور ہو نائب مصطفیٰ اختر رضا

ماویٰ و ملجا و بحر جود و سخا!
ہاتھ پھیلائے ہے اک گدا دیجیے

اپنے اسلاف کے سچے شیدا ہو تم
اور وفادار سرکار طیبہ ہو تم

کہہ کے اک بار مجھ کو سگ ما ہو تم!
میری جانب ذرا مسکرا دیجیے

دین اسلام کے تم علمدار ہو!
اہل اسلام کے سپہ سالار ہو

Scanned with CamScanner

کشتیٔ قوم کے تم کھیون ہار ہو!
واسطے دشمنِ دین ہو تیغ عجب
شانِ فاروق و حیدر دکھا کے اب
عرض کرتا ہے یہ آپ سے بے نوا
کر کے مقبول للہ یہ مدعا!
بے سہارا ہوں میں قسمت کا مارا ہوں میں
کہہ کے اے یار آقا تمہارا ہوں میں
ہیں رضا نائبِ رحمتِ عالمیں!
اُن کے تم جانشین بدرِ ملت و دین
جن سے بغداد ہے اور بریلی شہر
نام بھی تیرا جن سے اے بدرِ بشر
اولیاءِ مقامات مذکور سے
بڑھیا کو جیسے بڑھیا کیا آپ نے
یار ہے گو گنہگار و پُر معصیت
اس گدا کو بھی اب بخش کر فوقیت
عرض کرتا ہے یہ تم سے یارِ علی!!
لہلہا اٹھے پژمردہ دل کی کلی!

کشتیٔ نا شکستہ ترا دیجیے!
دور کیوں نہ رہیں ابنِ ابلیس سب
نارِ دوزخ میں ان کو جلا دیجیے
حشر میں ہو میرا ہاتھ و داماں تیرا
بختِ خفتہ ہمارا جگا دیجیے
بارِ عصیان سے پارہ پارہ ہوں میں
دل کو تسکین مولیٰ دلا دیجیے
مصطفیٰ خاں رضا نائبِ محی الدین
میرا تاریک دل جگمگا دیجیے
نیز بڑھیا، برادوں بھی ہے بے خطر
بگڑا ہوں جب سے بڑھیا بنا دیجیے
تیری نسبت کا ہے واسطے اب تجھے
یوں ہی مجھ کو بھی بڑھیا بنا دیجیے
آپ ہی ہیں دہندہ اسے عافیت
لطف سے حق کا واصل بنا دیجیے
معاف کر دو خطائیں خفی و جلی
ایسی تدبیر باطن بتا دیجیے

مبارک عمل

حضرت علامہ امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک صحابی سے گفتگو فرما رہے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ یہ جو شخص آپ سے بات کر رہا ہے اس کی عمر صرف ایک ساعت اور باقی رہ گئی ہے۔ اور وہ عصر کا وقت تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس صحابی کو اس بات سے آگاہ فرمایا تو وہ بے قرار ہو گئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے کہ جو اس وقت میرے لیے زیادہ مناسب ہو۔ حضور نے فرمایا اِشْتَغِلْ بِالتَّعَلُّمِ علم دین حاصل کرنے میں مشغول ہو جاؤ۔ تو وہ علم دین حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے۔ اور مغرب سے پہلے انتقال کر گئے۔ راوی نے کہا کہ اگر علم سے افضل اور کوئی چیز ہوتی تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت میں اسی کے کرنے کا حکم فرماتے۔ (تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۲۸۲)

Scanned with CamScanner

بسم الله الرحمن الرحيم

سماحة بدر العلماء رحمه الله تعالى لنا قدوة جميلة

المولود ١٣٤٨ھ المتوفى ١٤١٢

فضيلة الشيخ العلامة شمس الهدى الرضوى الجامعة الاشرفية مبارکپور اعظمگڈھ

مما لا يرتاب ولا يختلف فيه اثنان ولا ينطح عليه عنزان ان بدر العلماء والفضلاء سماحة الشيخ بدر الدين احمد الرضوى رحمه الله تعالى كان من اهل التقى والنقى الذى قد ارتشف من ينابيع الجامعة الاشرفية الصافية بمبارك فور. وارتوى ظمأه من مناهلها العلمية العذبة وهو من ابرز ابنائها الذين تفتخر عليهم مدى الدهر ومن ميزاته البارزة الحب فى الله والبغض فى الله ولا تاخذه فى سبيل احقاق الحق وازهاق الباطل لومة لائم. ولا يعوقه فى هذا المضمار شئ من عراقيل المال والجاه ولا تكبحه اية شكيمة. وكان شديد الحب والغرام بالامام المجدد احمد رضا القادرى رضى الله تعالى عنه وكلما جنح الى كتبه القيمة للبحث فى مسئلة سكن فؤاده واطمان قلبه وتصبح تلك المسئلة لديه جلية واضحة كالشمس فى رابعة النهار وتحقيق الامام الكامل هو الحد الفاصل عنده بين الحق والباطل فكأنه يقول فى شانه الكريم

احبك يا شمس الزمان وبدره
وان لامنى فيك السهى والفراقد
وذاك لان الفضل عندك باهر
وليس لان العيش عندك بارد

مؤلفاته :- وهى الجواهر الغالية واليواقيت النافعة فان براعته رحمه الله تعالى قد لعبت دورا هاما فى مجالات شتى العلوم والفنون من النحو والصرف والادب والمنطق والعقائد والسيرة ونحوها حتى امتدح كتبه اكابر الامة الاسلامية نحو مرشده ومرشدى الاجل المفتى الاعظم مصطفى رضا خان. والمحدث المراد ابادى الشيخ عبد العزيز رحمهما الله تعالى ومن جراء ذلك نالت قبولا حسنا

Scanned with CamScanner

شاملا فى العالم الاسلامى
فضمتها المناهج الدراسية فى عدة
من الدول الاسلامية والان بقية
والامريكية واوربا ويستفيد
منها الباحثون فى الجامعات والمعاهد
وهى تربو خمسا وعشرين كتابا
وقد اهتم فيما ألف اهتماما بالغا
بتهذيب عقول الاطفال وتثقيف
أذهانهم كى يصير الجيل صالحا
طيبا ونبراسا للأمة
وقد احرز قصب السباق فى
مضمار الرد اللاذع على الفرق
المنحرفة الضالة المبتدعة وانطق
شاهد لذالك من كتبه الثمينة
رد تقوية الايمان، المقالة النورانية،
اظهار حق، الجواب المتين عن سوال
محمد امين، والجواب النورانى عن
سوال الهمدانى وما الى ذلك حتى
ترى كتبه طافحة بامثلة لامعة
تجلب قوة ايمانية وتسبب تيارا
وطيدا ضد اعداء الاسلام مثل"
ان الله جعل الانبياء عالمين بالغيب"
نبى الله حى يرزق فى قبره، السلام
عليك يا رسول الله، حديث، انما
انا قاسم والله يعطى، قاطع الذين
اهانوا فى شان الانبياء عليهم
الصلوة والسلام، لاتسلموا على
اهل البدعة، كل سنى ناج- لاشئ
من المرتد بجنفى،، فكانه سيف بتار على
اعناق الزنادقة وصاعقة ربانية،
لا تقع على الوهابية الا احترقتهم بتاتا
وقد قضى على قضية امكان الكذب
لله سبحانه التى احدثها اسمعيل
الدهلوى قضاء حاسما بما فى شرح
المقاصد، وشرح العقائد النسفية
وغيره الكذب محال باجماع
العلماء لان الكذب نقص باتفاق
العقلاء وهو على الله تعالى محال، كذب
كلام الله تعالى محال أنه تعالى
يمتنع عليه الكذب اتفاقا اما
عند المعتزلة فلان الكذب قبيح
وهو سبحانه لا يفعل القبيح واما عندنا
فلانه نقص والنقص على الله تعالى
محال اجماعا، يستحيل عليه تعالى
سمات النقص كالجهل والكذب
قدس شانه عن الكذب شرعا
وعقلا، اذ هو قبيح يدرك العقل قبحه
من غير توقف على شرع فيكون محالا
فى حقه تعالى عقلا وشرعا كما حققه
ابن الهمام وغيره الكذب عليه
تعالى محال لا تشمله القدرة،، الكذب
نقص والنقص عليه محال فلا يكون
من الممكنات ولا تشمله القدرة-
كسائر وجوه النقص عليه تعالى
كالجهل والعجز،، علمه تعالى
يعم المفهومات كلها الممكنة
والواجبة والممتنعة فهو اعم من
القدرة لانها تختص بالممكنات

Scanned with CamScanner

دون الواجبات والممتنعات هٰذا قليل
من كثير وعليكم كتاب سبحٰن
السبوح للبسط والتفصيل فانه يروى
الغليل ويشفى العليل

وكان فضيلة بدر الملة قوى
الكعب وطويل الباع فى ميدان الافتاء
كما يدل عليه مجموع فتاواه "بدر
الفتاوى" فانه قد افتى فى ضوء
الدلائل الساطعة والبراهين القاطعة
بان استعمال التمكبر الصوت فى
الصلوٰة لايجوز ففى بعض الاحوال تفسد
بها صلوٰة الامام وصلوٰة المقتدى فهو
ممنوع وكذا شد رباط الساعة
من النحاس ونحوه فى اليد لايجوز
الصلوٰة معه مكروهة تحريما فانه
يشبه سوار المرأة وما سوى ذلك من
مسائل جد تمس اليها الحاجة
للأمة المسلمة

ولم يال جهدا فى اصلاح المسلمين
بكل طريق مستطاع وفى انشاء
نخبة الفضلاء طبق وسعه بكل نفس
ونفيس فهو رحمه الله تعالى لنا قدوة
جميلة فى هذا المجال القدسى وهو
رحمه الله تعالى جعل هدف حياته
الاصيل وغايته المنشودة نشر
مسلك اهل السنة والجماعة ومنهج
الامام احمد رضا القادرى قدس
سره دون جمع المال والجاه والدنيا
الفانية وطبق عمليا ما روى "ان
الدنيا جيفة وطالبها كلاب"، ومن
اجل ذلك كان يبحث تلاميذه
للتدريس على خمس مائة روبية
راتبا شهريا على الاقل ولكن لم
يعين لنفسه الا ثلاثمائة رغم تقديم
المدارس العديدة له راتبا عظيما
باهضا فانه ليس من الذين
يؤثرون العاجلة على الآجلة فلذا
نحبه رضى الله تعالى عنه حبا جمّا۔
وندعوا الله عز وجل ان يوفقنا الاقتداء
بهديه والاحتذاء باثره فانى ـه

احب الصّٰلحين ولست منهم
لعل الله يرزقنى صلاحا

شمس الهدىٰ الرضوى عفى عنه
استاذ الجامعة الاشرفيه مبارکفور۔
اعظم جرهم
۲۸ رجب المرجب سنة ۱۴۲۴ھ يوم الجمعة

قَالَ الْاِمَامُ الشَّافِعِى رَضِىَ اللهُ تَعَالىٰ عَنه
لَنْ تَنَالَ الْعِلْمَ اِلَّا بِسِتَّةٍ
سَاُنَبِّئُكَ عَنْ تَفْصِيلِهَا بِبَيَانٍ
ذَكَاءٌ وَحِرْصٌ وَاِجْتِهَادٌ
وَبُلْغَةٌ وَاِرْشَادُ اُسْتَاذٍ وَطُولُ زَمَانٍ
(ازهار ص۱۳)
ليس الجمال باثواب تزيننا
ان الجمال جمال العلم والادب
ليس اليتيم الذى قد مات والده
ان اليتيم يتيم العلم والحسب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور بدر العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے لیے بہترین نمونہ

ولادت ۱۳۴۸ھ وفات ۱۴۱۲ھ

مترجم: حضرت مولانا منیر احمد صاحب رضوی نظامی اورنگ آبادی استاذ دار العلوم قادریہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور بدر ملت علامہ بدر الدین احمد رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت متقی اور پرہیز گار بزرگ تھے جنہوں نے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں تعلیم حاصل کی اور اس کے میٹھے اور خوش گوار چشمے سے اپنی علمی پیاس بجھائی۔ آپ کی شخصیت ایسی تھی جس پر زمانہ فخر کرتا رہے گا۔ آپ کی خصوصیات سے الحب فی اللہ والبغض فی اللہ یعنی اللہ کے لیے دوستی اور اللہ کے لیے دشمنی کرنا ہے۔ احقاق حق اور ازہاق باطل کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت آڑے نہیں آئی۔ مال وجاہ کی مصیبتیں اس میدان میں حائل نہ ہیں اور کوئی خودداری اور بڑائی آپ کو بازنہ رکھ سکی۔ آپ امام اہلسنت مجدد اعظم احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ آپ جب بھی کسی مسئلہ میں بحث کے لیے کمربستہ ہوئے تو آپ کا دل سکون اور مطمئن ہوگیا اور وہ مسئلہ آپ کے نزدیک روز روشن کی طرح عیاں اور واضح ہوگیا۔ امام کامل کی تحقیق و تدقیق آپ کے نزدیک حق و باطل کے درمیان امتیاز کے لیے حد فاصل کا درجہ رکھتی تھی گویا کہ آپ امام کامل کی شان میں یہ فرماتے ہیں آپ سے محبت کرتا ہوں اے زمانہ کے آفتاب و ماہتاب ــــ اگرچہ آپ کے سلسلے بنات نعش ملامت کرے ــــ اور ایسا اس لیے کہ آپ کے نزدیک فضیلت کھلی تھی ــــ اور اس لیے کہ آپ کے نزدیک زندگی سر دہے۔

آپ کی تصنیفات

آپ نے کافی علمی سرمایہ چھوڑا۔ جو مختلف علوم وفنون پر مشتمل ہے جیسے نحو وصرف ادب، منطق، عقائد، اور سیرت وغیرہ۔ یہاں تک کہ آپ کی کتابوں کی تعریف اکابرین امت اسلامیہ نے کیا ہے جیسے ہمارے اور آپ کے شیخ طریقت مفتی اعظم ہند مصطفےٰ رضا خاں اور حضرت شیخ عبد العزیز محدث مراد آبادی

رحمہا اللہ تعالیٰ۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصنیفات
اسلامی دنیا میں مقبول عام ہوئی اور بہت سارے
ممالک اسلامیہ افریقہ، امریکہ، اور یورپ کے
بیشتر مدارس و مکاتب میں شامل درس ہیں۔ اور
بہت سارے ادارے اور جامعات میں
ریسرچ کرنے والے حضرات استفادہ کر رہے
ہیں۔ آپ کی تصنیفات کی تعداد پچیس سے
زائد ہے۔ اور آپ نے اپنی تصنیفات میں
بچوں کے ذہن کو سنوارتے ان کی عقلوں کو
پختہ کرنے کا خاص اہتمام فرمایا ہے تاکہ بچوں
کی جماعت صالح پاکیزہ اور امت و ملت کے
لیے ڈھال ثابت ہو۔

آپ نے گمراہ فرقوں کا بہت ہی شدو
مد کے ساتھ رد فرمایا ہے۔ اس سلسلے میں
آپ کی قیمتی تصنیفات شاہد عدل ہیں۔ ردّ
تقویۃ الایمان، المقالۃ النورانیہ، اظہار حق،
الجواب المتین عن سوال محمد امین اور الجواب
النورانی عن سوال الہمدانی وغیرہ۔ اور یہ ساری
کی ساری کتابیں روشن مثالوں سے بھری
پڑی ہیں۔ جس سے ایمانی قوت کو جلا ملتی ہے۔
اور جو اسلام دشمن کے لیے زہر قاتل اور شمشیر
براں ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام
کو غیب کا جاننے والا بنایا۔ اللہ کے نبی زندہ
ہیں قبر میں رزق دیئے جاتے ہیں
السلام علیک یا رسول اللہ۔ احدیث
میں قاسم ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔
ان لوگوں سے تند کا توڑ الگ ہو جاؤ۔ جنہوں
نے انبیاء کرام کی شان میں اہانت کی۔ اہل بدعت
کو سلام نہ کرو۔ ہر سنی نجات پانے والا ہے

کوئی مرتد حنفی نہیں گویا کہ آپ زنادقہ کے لیے
شمشیر بے نیام تھے اور ربانی بجلی تھے جس
وہابی پر گری اسے خاکستر کر گئی۔ آپ نے
امکان کذب باری تعالیٰ کے سلسلے میں جس
کو اسمعیل دہلوی نے اختراع کیا تھا شرح مقاصد
اور شرح عقائد نسفی کی روشنی میں جواب دیا
کذب اجماع علماء کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے
لیے محال ہے اس کے لیے کہ کذب باتفاق
عقلاء نقص اور عیب ہے اور یہ اللہ تعالیٰ
پر محال ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کا کذب
محال ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ پر کذب
بالاتفاق محال ہے۔ معتزلہ کے نزدیک
تو اس لیے کہ جھوٹ قبیح ہے اور اللہ تعالیٰ
فعل قبیح نہیں فرماتا۔ اور ہمارے نزدیک
اس لیے کہ کذب نقص اور عیب ہے اور یہ
بالاجماع اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہے۔ اللہ
تعالیٰ پر نقص کے علامات مثلاً جہالت اور
کذب محال ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کذب سے
پاک ہے شرعاً بھی اور عقلاً بھی اس لیے کہ
وہ قبیح ہے عقل اس کے قبح کو جانتی ہے۔
بغیر شرع پر مطلع ہوئے لہذا یہ اللہ تعالیٰ کے
حق میں عقلاً اور شرعاً محال رہے گا۔ جیسا
کہ اس کی تحقیق انیق علامہ ابن ہمام وغیرہ نے
کی ہے۔ "کذب اللہ تعالیٰ پر محال ہے قدرت
اس کو شامل نہیں۔ کذب نقص ہے اور وہ
نقص سے پاک ہے لہذا یہ ممکنات سے نہ رہا۔
اور قدرت اس کو شامل بھی نہ ہوگی۔ جیسا کہ تمام
نقص کے اقسام اس پر محال ہیں۔ جیسے جہل اور
عجز۔ اللہ تعالیٰ کا علم تمام مفہومات کو عام ہے

Scanned with CamScanner

خواہ وہ ممکنات ہو یا واجبات و ممتنعات لہٰذا
اللہ تعالیٰ کا علم قدرت سے عام ہوگا اس لیے
کہ قدرت محض ممکنات کے ساتھ خاص ہے ۔
واجبات اور ممتنعات کو نہیں یہ اجمالاً بیان ہے
اگر بسط و تفصیل کی خواہش ہو تو "سبحٰن السبوح"
کا مطالعہ فرمائیں آپ کی علمی تشنگی بجھ جائے گی ۔

حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کو افتاء نویسی
میں کافی مہارت تھی جیسا کہ آپ کے فتاویٰ کے
مجموعہ "بدر الفتاویٰ" سے ظاہر ہوتا ہے ۔ آپ
نے روشن اور واضح دلائل کی روشنی میں فتویٰ
صادر فرمایا کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال
جائز نہیں ہے بعض صورتوں میں اس سے امام
اور مقتدی دونوں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے
لہٰذا اس کا استعمال ممنوع رہے گا ۔ ایسے ہی
چین والی گھڑی جو پیتل اور دوسری دھات
کی بنی ہوتی ہے ۔ ہاتھ میں باندھنا جائز نہیں ۔
اور اس کو باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے
اس لیے کہ یہ عورت کے کنگن کے مشابہ ہے
اور اس کے علاوہ بہت سارے جدید مسائل
پر آپ کا فتاویٰ مشتمل ہے جس کی امت مسلمہ
کو حاجت تھی ۔

آپ مسلمانوں کی اصلاح میں کوئی کسر
نہ اٹھا رکھی اور آپ نے بہ نفس نفیس بہت
سارے علماء اور فضلاء پیدا کیے اس حیثیت
سے آپ ہمارے لیے اس پاک و صاف
میدان میں بہترین نمونہ ہیں آپ کا مقصد اصلی
مسلک اہلسنت و جماعت کی نشر و اشاعت تھا
اور امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ العزیز
کے طریقے کو عام کرنا تھا نہ کہ مال و جاہ اور فانی
دنیا کو جمع کرنا ۔ آپ اس حدیث کے مصداق
تھے جس میں فرمایا گیا کہ دنیا مردار ہے اور اس
کے طلب کرنے والے کتے ہیں ۔ اسی وجہ سے
آپ اپنے تلامذہ کو تدریسی خدمت کے لیے
پانچ سو ماہوار پر بھیج دیتے جب کہ آپ نے
اپنے لیے محض تین سو کو کافی سمجھا برخلاف
دوسرے مدارس ۔ آپ کے لیے اس سے
زیادہ کی پیش کش کرتے مگر آپ قبول نہ کرتے ۔
اس لیے کہ آپ ان لوگوں میں سے نہ تھے ۔ جو
دنیاوی زندگی کو اخروی زندگی پر ترجیح دیتے
ہیں اسی لیے ہم آپ سے بے پناہ محبت رکھتے
ہیں ۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بے نیاز میں دعا
کرتے ہیں کہ آپ کی سیرت پر چلنے کی توفیق دے
اور نقش قدم پر چلائے اس لیے کہ میں ے
صالحین (بزرگوں) سے محبت کرتا ہوں حالاں کہ
میں ان میں سے نہیں ہوں ـــــ ہو سکتا ہے
اللہ تعالیٰ ہمیں اصلاح حال کی توفیق دے ۔

(آمین)

ص ۴۹ کا عربی عبارت کا ترجمہ

تم ہرگز علم کو نہیں پا سکتے ہو مگر چھ چیزوں سے جس
کی تفصیل ہم عنقریب بیان کرتے ہیں ۔ ذہین ہونا،
لالچ ہونا، کوشش کرنا، زاد راہ، استاذ کی رہنمائی
اور موقع ۔ (یعنی لمبا وقت ۔)

حسن و خوبصورتی ان کپڑوں سے نہیں ہے جو ہمیں
زینت بخشتے ہیں ۔ بیشک خوبصورتی علم و ادب کی خوبصورتی
ہے ۔ یتیم وہ نہیں جس کا باپ رحلت کر گیا ۔ بلکہ یتیم علم و
حسب کا یتیم ہے ۔

Scanned with CamScanner

العلامة بدر الدين أحمد

شخصية عملاقة في القرن العشرين!!

نجل العلامة الشيخ بدر العلماء فضيلة الشيخ مولانا محمد رابع الملقب بنورانی شاه
القادری الرضوی البدری
مدرس دار العلوم أهل السنة فيض الرسول براؤں الشريفة مديريه سدهارت نگر

يعد فضيلة العلامة الشيخ الصوفي بدر الدين احمد المشرف العام على الشئون التعليمية لدار العلوم فيض الرسول براؤں الشريفة. سابقا من كبار علماء الهند الذين بذلوا قصارى مجهوداتهم في مكافحة الحركات الهدامة التي تسربت في المجتمع الإسلامي بصفة عامة وفي مكافحة الحركة الوهابية التي تشتت شمل الأمة الاسلامية بصفة خاصة ورفضوا كل الرفض المجاملة في الدين الحنيف والعقيدة الإسلامية

كانت شخصية العلامة تمتاز بتفانيها في حب الله عز وجل ورسوله الكريم عليه افضل الصلوٰة والتسليم وورعها وتقويها والتزامها بمبادئ الشرع وحملها لواء العلوم الشرعية واللغة العربية في شبه القارة الهندية

ولادته ونشأته وتعليمه

ولد فضيلة العلامة الشيخ بدر الدين احمد القادري الرضوي النوري عام ١٣٤٨ هـ الموافق ١٩٢٩ م في اسرة دينية علمية مترفة وتتصل سلسلة النسبية بالخليفة الراشد امير المؤمنين سيدنا ابي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه ونشأ وترعرع في بيئة صالحة يغشاها الدين وحب العلم فالتحق بالمدرسة الابتدائية الواقعة في "شاه فور" من مديرية "گورکهپور"، فتعلم هناك علوم الدين البدائية ولغة الأم الأردية والجغرافية والرياضي والعلوم الاجتماعية وفق مقررها الدراسي فلما اكمل الدراسة الابتدائية التحق بمدرسة أنوار العلوم ببليدة "جين فور" وحصل على مبادئ اللغة العربية والفارسية

Scanned with CamScanner

والعلوم العقلية الإبتدائيه من سماحة الشيخ خليل أحمد رحمه الله ثم التحق بالجامعة الأشرفيه" مباركفور" واكمل دراسته على العلماء البارزين امثال فضيلة العلامة غلام جيلانى الأعظمى والعلامة عبد العزيز المحدث المرادابادى والعلامة الحافظ عبد الرؤف الأعظمى رحمهم الله تعالى وتخرج فى هذه الدار العلمية ونال شهادة الفضيلة فى ١٠ شعبان المعظم ١٣٧١هـ الموافق ٥ مايو ١٩٥٢م مما لاريب فيه ان العلامة غلام جيلانى الأعظمى رئيس قسم الحديث بدار العلوم فيض الرسول براؤں الشريفة الأسبق لعب دورا كبيرا فى تكوين شخصية العلامة بدر الدين احمد واليه يرجع الفضل الأكبر فى تقدمه فى جميع العلوم عامة وصناعتى المنطق والأدب العربى خاصة كما اعترف به العلامة فى مقالة أردية كتبها حول شخصيته[1]

النشاطات الدراسية

وفق امر شيخه حافظ الملة والدين العلامة عبد العزيز المحدث المرادابادى رحمه الله قضى عطلة رمضان المبارك السنوية وحضر دار العلوم الأشرفية فى شوال ١٣٧١هـ والقى الدروس على مختلف الصفوف الى رجب المرجب ١٣٧٢هـ ثم وجهه الشيخ إلى قرية كوتوارى بمديرية "بليا" للخدمات الدعوية. بعد أن اقام العلامة بوظيفته فى هذه القرية الى ١٩/١١/١٣٧٢هـ ثم وجهه الشيخ الى دار العلوم معين الاسلام بمدينة "بستى القديمة" ليطلع عهد جديد فى حياته هناك تقضى العلامة فى هذه الدار اربعة اعوام لكن لم تلائمه بيئة هذه الدار وجوها ففارقها والى داره ولم يمكث هنا أربعة أشهر حتى دعاه العالم الربانى الصوفى الورع شعيب الاولياء محمد يار على رحمه الله لتحد متصدر ستة الدراسية على منصب العميد لقد لعب العلامة دورا بارزا فى إنهاض هذه الدار تعليميا وتربية وتأليفا للكتب حتى اصبح اليوم مركزا كبيرا للنشر العلوم الدينية فى شمال اترابراديش الشرقى ومرجعا عظيما للتربية الاسلامية فى جميع انحاء الهند

اقبل الشيخ كل الإقبال على تعليم الدين ورفع مستوىها عامة والتربية الإسلامية ورفع مستواها خاصة حتى صارت دار العلوم مميزة يضرب بها المثل فى التربية ولم يكن هذه العناية الفائقة إلا لأجل ان يكون خريجوا هذه الدار ممثلين فى الاسلام بحسن السيرة والسلوك ثم اقام بهذه الدار ماشاء الله أن يقيم بها.

كم نهض العلامة هذه الدار وكم

---

[1] عنوانها " انفرادى شان كا استاذ " استاذ فريد " وهى محفوظة فى مكتبتى الشخصية

Scanned with CamScanner

بذل مجهوداته الجبارة فی سبیلها دکم رفع صیتها فی البلاد النائیة والأقطار البعیدة من العالم یمکن أن نقدره بهذا الخطاب الذی تلقاه الشیخ من أحد الکتاب فی الصحائف تصدر فی العالم العربی وهذا هو تفصیله۔

أبو عمارة جلال الدین أحمد النوری
باب الشیخ فی الحضرة کیلانیة بغداد
(العراق) التاریخ ۷/۱/۱۳۹۴ھ۔ العدد ۳۸۵

فضیلة الشیخ الأستاذ الفاضل العلامة بدر الدین أحمد الرضوی المحترم حفظکم الله تعالیٰ۔ بعد تحیة

نظرا لما تحویه مدرستکم الغراء من صیت عال وعلم فائق وازدهار شامخ فإنی عزمت علی أن أرفع نظر القارئ العربی نموذجا ینطوی ما تنفرد به مدرستکم من مزایا تلفت نظر القارئ مما یبعث الغبطة فی نفسه ولا یفوتنی أن ألفت نظرکم بأن أحد الکتاب فی الصحائف العربیة التی تصدر فی الوطن العربی۔

الآن أرجو من فضیلتکم إعطائی معلومات عدة تتعلق بإدارتکم فإن لم یکن هنالک مانع فتبینوا بالتفصیل النقاط التی یجملها فی ما یلی

(۱) متی أسست مدرستکم وفی أی مکان ومن الذی سعی علی تشییدها؟

(۲) علی أی فکرة أنشأت مدرستکم

(۳) من هو الشیخ الکبیر مولانا احمد رضا خان الهندی وما کان فکره فی حیاته

(۴) ما هی کیفیة الدراسة والمواد التی تدرس فیها۔

(۵) کم طالب یداوم فی مدرستکم وکم یتقاضی من النقود شهریا۔؟

(۶) نسختین من الصورة الفوتوغرافیة لمدرستکم

والحق أملنا بکم الکبیر فأنتم عماد الأمة وأنتم الشعاع الذی به نتوسم الحین والإمن الذی ینتهی بنا إلی تحریر وإلی الأمام، فی الختام تفضلوا فائق الشکر والاحترام

أخوکم فی الدین جلال الدین أحمد
النوری ۷/ محرم الحرام سنة ۱۳۹۴ھ

ملاحظة الاجابة باسرع وقت ممکن

(۷) ما هی أهدافکم فی المستقبل للمدرسة وبأی صورة؟

اثناء إقامتی بهذه الدار تأثر کل التأثر بمؤسسها شعیب الأولیاء الشیخ محمد یار علی رحمه الله تعالیٰ لورعه وتقویه ومواظبته للصلوٰة حتی ما فاته تکبیرة الافتتاح للصلوٰة بالجماعة أربعین سنة وکان العلامة یکرمه اکراما شدیدا ویحبه حبا جما من أعماق قلبه وکان إذا ذکره ذکر بالغ من التعظیم حتی اعترف فیه بأن شخصیته العظیمة ساعدت فی التربیة الدینیة۔

وکذالک کان شعیب الأولیاء یکرمه أیضا ویحبه ویقول فیه إنه روح دار العلوم فیض الرسول وعینه مشرفا تعلیما لهذه الدار تکریما له وتقدیرا لخدماته

فی اخر عمرہ جعل المدرسة الغوثية فيض العلوم «برهيا» ملبيا دعوة أعضاءها والقائمين بها فتخذ مهاخذمة فی أيام كبرہ لايقدر أن ياتيها الفتية أو الشبان فی العصر الجديد۔

نظرة عابرة على مأثرة الدينية والعلمية والدعوية

ان حياة العلامة حافلة بمآثر متنوعة خالدة وذكريات عظيمة واعمال خيرية علمية دعوية من أعظمها تحزير عامة المسلمين من زيغ العقيدة والوقوع فی المنكرات فإمامنا العلامة لم يتأثر فی ذلك بأی شخص أو شخصية مهما كانت عظيمة فقد قال كلمة الحق واظهرہ على الباطل فأی شخص أو شخصية سواء كانت العلماء أو الدعاة أو الساسة رأی منها منكرًا فيد لها عليه ودعاها فی نفس الحين الى البعد والاعراض عنه لهذہ المآثرة التی هی ملموسة فی حياته أمثلة كثيرة وحسبكم منها الإثنتان (١) دعوة غزالی العصر العلامة السيد أحمد سعيد الكاظمی رحمه الله تعالى إلى الرجوع من منكر عقائدی عظيم[١]

(٢) تحذير الكتاب والمنشئين فی مجلس رضا المركزی بلاهور من الوقوع فی المفسدات الشرعية[٢] ان هذہ المآثرة فوق كل مأثر هذہ المآثرة لايعادلها أی مأثرة لانها هی الغاية المنشودة من التعلم والتفقه والتصنيف والتأليف والدعوة والإرشاد قال الله تعالى فی القرآن الكريم «كنتم خير أمة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر» (آل عمران)

من مآثرہ الخالدة إنجاب العلماء والشخصيات ومنها تاليف كتب قيمة تسد الحاجة العلمية والدينيه ومنها إقامة المدارس والكتاتيب ومنها بناء المساجد ومنها القيام بالجولة الدعوية فی البلاد والبليدات القرى والمناطق المتخلفة وجدير بالذكر ان هذہ الجولة الدعوية كانت تارة بالسيارة وأخرى بالدراجة والمشی على الأقدام فما أحسن هذہ العاطفة عاطفة الدعوة إلى الله عاطفة نشر الاسلام وتعاليمه السمحة فی جميع الأقطار والأمصار وما أحسن هذہ الحرقة حرقة توسع نطاق الاسلام

١ـ كان ذلك الخطاء الإيمانی والمنكر العقائدی فی حوارہ مع مسعود أحمد النقوی ممثل الجريدة "رهبر" ونشرہ مجلة "السعيد" فی شهری ستمبر واكتوبر سنة ١٩٦٣م وملخص ذلك الخطأ الايمانی انه قال الخلافات بين الإسلام والحركات الديوبنديه فرعية ومن اراد التفصيل فاليراجع إلى تلك المجلة۔ ٢ـ هذہ المأثرة تلوح فی خطابه إلى الحكيم موسى الأمرتسری مؤسس مجلس رضا المركزی بلاهور نبه العلامه فی هذا الخطاب على أخطاء كتاب مجلس الشرعية مثل أن بعضهم كتبوا أن الارض تدور حول الشمس والقمر مائة مرة ثم تبرز شخصية على صفحات التاريخ وبعدهم استقدموا فی الحق الإمام احمد رضا البريلوی كلمة الاعجاز مع أنها خاصة بالأنبياء والرسل عليهم الصلوة والسلام ومن اراد التفصيل فليراجع الى نفس الخطاب

Scanned with CamScanner

شئ من جهوده فی مکافحة الحرکات الهدامة

- کانت مقاومة الحرکات والمنظمات والمؤسسات المعادیات للإسلام والمسلمین سجیة" فقد اختار لها سبلا شتی فمنها المناظرة مع أعیان الوهابیة ورؤسائهم فقد ناظر مناظرتین کبیرتین بنفسه

(۱) مناظرة أولی جرت فی قریة جوکهرا برئاسة صاحب الفضیلة العالم الصوفی الشیخ صدیق أحمد رئیس الزاویه البار علویه وأمین عام دار العلوم فیض الرسول سابقا انهزمت فیها الحرکة الوهابیة انهزاما لا مثیل له فی تاریخها الطویل بأنهم کانوا احکموا هندوسیین ینتمیان الی اسرة "تهاکور" فی القضیة الدینیة من غیر أن یاذنوا خصمهم السنیین فقد کان غایتهم من هذا الإجراء المداهم إذا کان السنیون غیورین فی أمر الدین ویرفضون تحکیم الهندوسیین فی القضیة الدینیة فبالتالی یتح لهم فرصة ذهبیة لاشتعال الهندوسیین ضد اهل السنة والجماعة لکن خیب الله تعالی آمالهم الرجس لأن السنیین تفطنوا بالواقع الخطیر فقبلوا ذلک ولقد نصر الله تعالی اهل السنة والجماعة علی الحرکات الوهابیة خذل هذه الحرکة لأن ذینک الحکمین الذین اختارهما الوهابیة لما رأوا عجز الوهابیة عن الاجابة فاعلنوا عن فوز اهل السنة والجماعة وأصدروا قرارا حاسما ضد النحلة الضالة الوهابیة

والمناظرة الثانیة جرت مع أعیان الوهابیة فی قریة "کمهی" یقع قرب براؤن الشریفة کانت هذه المناظرة مناظرة قلمیة من مزایاها أنها جرت باللغة العربیة الفصحی التی یتدفق منها الأدب العربی الکلاسیکی وفاز أهل السنة والجماعة فیها.

ان العلامة کافح فی کل مکان وفی کل حین الحرکات الحاقدة علی الإسلام ولم یترک لمحة وناحیة لمکافحتهم ویمکن أن نقف علی هذه الحقیقة بشهادة الفضیلة لدار العلوم فیض الرسول براؤن الشریفة التی أعدها العلامة فکتب من الخریجین إلی أقر بان فتاوی "حسام الحرمین" التی أجمع علیها علماء الحرمین الشریفین زادهما الله شرفا وکرامة حق واستنکف الملاحدة وجمیع المنتمین الی الحرکات التی ترید أن تقضی علی الإسلام اعرض عنهم لقد قدر العلماء البارزون هذه العمل فی ذلک العصر ونوهوا به حتی قال المفتی الأعظم العلامة مصطفی رضاخان البریلوی رحمه الله متاثرا به

ان هذا عمل فرید ضروری لم یعتن به ولم یقبل علیه مرکز أهل السنة بریلی الشریفة فضلا عن المدارس السنیة الأخری قاوم العلامة مقاومة فعالة خطا وکتابة جولة ومناظرة دعوة وارشادا الحرکات الحاقدة علی الإسلام فی أی صورة کانت فی صورة الوهابیة أو لإثنا عشریة او الدیوبندیه او القادیانیة

Scanned with CamScanner

أو الحضارة الغربية ولم يكن كتابه
"تحقيق جواب"، ونور الى فتوى، ونور الى
كلدستة، ورد تقوية الايمان"، إلا
حصيلة هذه العواطف النبيلة أى مكافحة
حركات التى ليس هدفها إلا التدمير
والتخريب والإبادة الجماعية وتشتت
شمل الأمة الإسلامية

مؤلفاته: خلال اشتغاله بالخدمات
الدراسية والتربية فى جامعة فيض الرسول
ببراؤن الشريفة أقبل على التصنيف والتأليف
فصنف الكتب الدراسية كان عليها
أشد الحاجة للناشئة الإسلامية وطلبة
العلوم الدينية فأدخلها مسئولوا المدارس
والكليات والمعاهد فى شبه القارة
الهندية فى مقرراتها الدراسية -

مثل تعمير أدب فى ستة أجزاء
" تعمير قواعد فى جزئين
" فيض الأدب فى جزئين
عروس الأدب
تلخيص الإعراب
جواهر المنطق

وألف كتبا إصلاحية نافعة لعامة
المسلمين ورسالة دعوية توضيحية صغيرا
وصل عددها الى عشرين ونذكر بعضها
فى مايلى

سوانح أعلى حضرت
مجموع فتاوى
مجموع مقالات أدبية فى مختلف الموضوعات
الإسلامية -
مجموع رسائل إصلاحية -
تحقيقى جواب
اهم تاريخى دستاويز (الوثائق التاريخية
ضد كتاب تقوية الايمان)
نور الى فتوى

تعرف مؤلفاته بسد حاجة الطلبة واصلاح
وتقويم عامة المسلمين دحض الحركات
الهدامة ورفع الستار عن الحقائق والتعرف
بعلماء الحق ان الكتب المهمة التى
ظهرت فيها عبقرية المؤلف وقدرته
الفائقة على الأدب والبيان فهى سوانح
اعلى حضرت -
تعمير أدب
فيض الأدب

سوانح اعلىحضرت حياة الإمام
أحمد رضا البريلوى رحمه الله كتاب
علمى تاريخى
آثار انتباه الكتاب والمنشئين والباحثين
الدارسين الى شخصية الإمام احمد رضا
الغالية ونالت رواجا كبيرا فى الأوساط
العلمية والدينية ويمكننا ان نقدر قيمة هذا
الكتاب بأن الباحثين فى شبه القارة
الهندية والامارات المتحدة العربية وقارة
افريقية والولايات المتحدة الأمريكية
يعتنون بمطالعة هذا الكتاب عناية

ع‍ـ ستظهر ترجمته باسم "(تحفة للحركة السلفية)" بقلم هذا الكاتب

Scanned with CamScanner

خاصة ويقبلون علمية اقبالاً جماً ويعترفون
بعبقرية المؤلف.

تعمير أدب :- كتاب وحيد فريد في
موضوع تعليم الادب الأردي للأطفال
المسلمين مع تعليمهم الأدب لم يزل
يلعب دوراً كبيراً في تكوين حياة
الأمة الإسلامية صافية وبث الوعي الإسلامي
في وجودهم منذ نعومة أظفارهم وقد
روعي فيه نفسيات الناشئة دينيا وادبا
ولو نظرنا في هذا الكتاب من الناحية
الدينية فقد اتم المؤلف بهذه الاجزاء
الستة سلسلة علم الكلام للأطفال

فيض الأدب :- كتاب ألف لتعليم
اللغة العربية كتاب جمع بين الدين
والأدب نال قبولاً واسعًا في جميع الأوساط
العلمية والعربية والدراسية ادخله
القائمون بالمدارس والكليات الكبرى
في شبه القارة الهندية في مقررهم
الدراسي وحسبكم عن الكتاب
إن حافظ الملة العلامة عبد العزيز رحمه
الله قال فيه انه يقوي الطلاب على الترجمة
من العربية إلى الاردية ومن الأردية
الى العربية ومن مؤلفاته كتاب في الرد
على الحركات السلفية باسم "تحقيقي جواب"
لا يمكن لأحد من المنتمين الى هذه
الحركات الخطيرة أن أجيب عن السؤال
طرح في هذا الكتاب على الحركات
السلفية ولو قلت في حقه ان التحفة الاثنا
عشرية للحركة الوهابية لكنت صائبًا

رحلة إلى جوار ربه :- بعد الجهد
المتواصل والعمل الدائم في سبيل الدعوة
الى الله ونشر تعليم الإسلام وبعث روح
العقيدة السنية في المسلمين لبى نداء
ربه "يا أيتها النفس المطمئنة ارجعي
الى ربك راضية مرضية فادخلي في عبادي
وادخلي جنتي" في ٨ رمضان المبارك
سنة ١٤١٢ھ الموافق ١٣ مارس سنة ١٩٩٢م مساء
الجمعة بين التسبيح والتهليل في مدينة
ممبئ عن عمر يناهز ٦٣ عام "فانا لله
وانا اليه راجعون".

سرى هذا النبأ المؤلم كالبرق الخاطف
في الاوساط العلمية والدينية ووقع عليهم
كالصاعقة وتحركت أجهزة الإعلام
لوفاة هذا الرجل الكبير ودهش كل من
سمع هذا الخبر المدهش من العلماء
والفقهاء وائمة المساجد وخطبائها والجماهير
المنتمين إليه والمحبين له إلى مقره في ممبئ
هم يعدون هذا الخبر من الشائعات
فأتوه ورأوا هذا المنظر المؤلم وهم
في الحيرة والدهشة وبين شك ويقين في
أن ماذا صار لكن أيقنوا أن الذي كان
يبعث بقلمه ولسانه في القلوب الميتة خضع
بنفسه أيضًا لقول الله تعالى "كل نفس ذائقة
الموت وانما توفون أجوركم يوم القيامة"
(سورة آل عمران ١٨٥)

١ـ كتاب قيم ألفه المحدث عبد العزيز الدهلوي في
الرد على الاثنا عشرية يضرب بها المثل في الزام الخصم

Scanned with CamScanner

اهتم الشيخ السيد سراج اظهر امام وخطيب رضا جامع مسجد بهول والى كلى لجنازته التى بها من مقره الى المسجد ليلقى الناس عليه نظرة الوداع فاجتمع بهذه المسجد عدد غير قليل من العلماء البارزين أمثال صاحب السماحة حضرة العلامة السيد حامد أشرف الجيلانى وصاحب السماحة حضرة العلامة اختر رضا خان الأزهرى وصاحب السماحة حضرة العلامة ضياء المصطفى القادرى الأعظمى واهتم بجانب آخر محبوه باشتراء تذكرة الطائرة ليدفن فى قريته التى يسكنها فى الساعة الثانية والنصف من الليل ودع العلماء وائمة المساجد ومحبوه جسده الكريم مصلين على النبى المختار تكريمًا لسماحته وأتوا به الى مطار « سانتاكروز » وأتوا به الى دلهى بطائرة ثم الى لكنؤ ثم من لكنؤ إلى قريته « برهيا » بسيارة المستشفى فى الساعة العاشرة من الليل -

هنا فى قريته احتشد الجماهير المسلمة من المناطق القريبة والبعيدة من المدن والقرى وهى تتجاوز عشرة آلاف لم يرى مثل هذه المجمع المحتشد اهل هذه المنطقة التى كان يعيش فيها هذا الراحل الكبير ومن هنا عرف الأقارب قيمة هذا العبقرى الولى لله تعالى وعلو مكانته فى عيون الجماهير المسلمين ومحبتها الخالصة المحضة له التى تشتعل فى قلوبهم فقد كان مصداقًا صحيحًا للحديث النبوى الشريف الذى جاء فيه « اذا أحب الله العبد نادى جبرئيل ان الله تعالى يحب فلانًا ويحبه فيحبه جبرئيل فينادى فى أهل السماء ان الله يحب فلانًا فاحبوه فيحبه اهل السماء - ثم يوضع القبول فى الارض (متفق عليه) لقد كان حب جماهير المسلمة من أعماق قلوبها دليلًا على أنه نال شهادةً عظيمةً شهادة أن يحبه الله تعالى هذه شهادة ربانية خالدة لاتعادلها أى شهادة رسمية مدرسية جامعية علمية هذه الشهادة تجدر بان يضحى فى سبيلها بجميع الشهادات الدنيويه

وفى اليوم الثانى من الوفاة أى ٩/٩/١٤١٢هـ الموافق ٥/٣/١٩٩٢م يوم الاحد بعد أداء الظهر انطلق موكب التشييع من منزل الفقيد الى رحاب فصيح من المدرسة الغوثية « برهيا » كان المنظر فى نفس ذاك الحين منظرًا عجيبًا لا أقدر على وصفه ثارت المحبة الكامنة فى قلوبهم واشتعلت لهيبها يتقظت العواطف فكان منهم من يصلى على النبى الكريم جهريًا ومنهم من يهلل ومنهم من يكبر ومنهم من يقرأ المدائح النبوية بصوت عالٍ ويعرف بهذه المنظر أن هذه جنازة محب الرسول صلى الله عليه وسلم افنى نفسه فى سبيله تنزل عليه الرحمة الالهية الربانية

صلى عليه بجماهير الناس أخوه الصغير تلميذه البار الجهبذ الكبير عبقرى العلوم الإسلامية العلامة الشيخ نعيم الدين أحمد الصديقى نائب رئيس قسم الحديث

بدر العلوم أهل السنة فيض الرسول ببراؤن
الشريفة سابقا دفن إلى جانب مسجده
الذي سماه مسجد غوثيه وبذل جهده في
بنائه

ان وفاته خسارة فادحة خسارة لايسايها
أي خسارة لاخسارة فرديا أو خسارة عائلية
أو خسارة إجتماعية بل خسارة يفيق عن وصفها
ماقال الشاعر العربي القديم

ماكان قيس هلكه هلك واحد
لكنه بنيان قوم لتهدما

انطباعات الأعلام على وفاته

(١) العلامة المفتي أختر رضا الأزهري حفيد
الإمام أحمد رضا خان البريلوي اعرب عن
أسفه العميق على وفاته قائلا ان سماحة
الشيخ بدر الدين أحمد كان ورعا
صالحا متواضعا يعظم العلماء الأكابر
وكثيرا ما ينهمك في الصلوة والعبادات
والأوراد المتوارثة عن السلف الصالح.
ان هذه الخصائل كانت تميزه عما سواه
كانت عيناه في نفس ذالك الحين تذرف
دموعا

(٢) البروفيسر مختار الدين احمد رئيس
قسم الأدب العربي بجامعة على جره الاسلامية
إنه كان عالما كبيرا أستاذا شفوقا
خطيبا مصقعا مؤلفا بارعا لقد حدث
فراغ هائل بوفاته في عالم أهل السنة
والجماعة لايملاء الا بصعوبة عفى الله
تعالى له وأسكنه في أعلى عليين.

العلماء والدعاة وقادة الفكر كلهم
ان وفاة مثل العلامة بدر الدين أحمد
الرضوي في عصر أصيب الناس فيه بقحط
الرجالات والشخصيات أعظم كارثة
للامة الإسلامية ان شخصية الفقيد
هي التي كانت القلوب يضئ فيها نور المحبة
الربانية الاصلية الحقيقة بمجرد زيارته

شئ من دروسه

(١) إصبحوا صورة حية للحب في الله والبغض
فيه فإن من الطبيعي ان الانسان يفر ويلجؤ
من صغير إلى كبير من كبير إلى اكبر
من ضعيف الى قوى من قوى إلى الأقوى فالله
أكبر ذو القوة المتين فهو أحق ان يحب
فيه ويبغض فيه.

(٢) كونوا طلابا للعلم والدين لا طلابا
للدنيا وكونوا امثالا لذالكم الفلاح
الذي يزرع حبات الحنطة ولايريد منها
الاحنطة لاقشرها وان يحصل عليه في
إطارة الحنطة فاطلبوا العلم لخدمة الملة
السمحة التي هي كحنطة لاجمع الدراهم
والدنانير وادخارها التي هي مثل قشرها

(٣) ان مثالكم ومثال الدنيا كظلك ان سرت خلف ظلك
فر منك وان فررت منه انقاد لك رحم الله تعالى
امامنا العلامة بدر الدين أحمد رحمة واسعة تغمده بغفرانه
واسكنه بحبوحة جنانه اكرم نزله مع النبيين والصديقين
والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا

كتبه نور الى شاه نجل العلامة

Scanned with CamScanner

العلامة بدر الدين أحمد كما عرفته

مولانا نعمان أحمد البركاتی الاعظمی الأزهری قریة براگاؤں (باغیچه) بوسٹ گهوسی، مدیریة مئو (یوپی)

ما أسعد تلك اللحظات التی تشرفت فيها بزيارة مدرسة "گلشن رضا" كولامبی مهاراشترا (الهند) التی أسسها السيد الحاج محمد توفيق الرضوی (حفظه الله) والتی تجتاز مراحل التقدم والازدهار تحت إشراف مولانا الصوفی عبد الصمد القادری (حفظه الله تعالی ورعاه) تلميذ بار وخليفة العلامة بدر الدين أحمد (رحمه الله)

إننی سعدت بلقاء كثير من العلماء والفضلاء والمشائخ فی حياتی القصيرة فی داخل الهند وخارجها ولكن الشخصية التی تأثرت بها أشد التأثير من الأحياء هی شخصيته الموقرة حيث أنه يتبع السنة النبوية الشريفة عفو الخاطر وقد لاحظت هذا الاتباع النبوی ومداومته عليه مرتين إبان مقامی لمدة أسبوع فی هذه المدرسة

فمرة أولی تقدم الشيخ إلی ببعض الأوراق المكتوبة ومددت أنا يدی اليسری فنبهنی الشيخ (وانا ضيف عنده) أن أخذها باليد اليمنی ومرة ثانية كان الشيخ يكلم بالتليفون مع أحد ثم دعانی وأردت أن أخذ السماعة ومددت إليه يدی اليسری فنبهنی الشيخ أن أخذ باليمنی

سبحان الله! هذا الصوفی الصادق العالم النبيه يتبع سنة رسول الله صلی الله عليه وسلم إلی حد لا يرضی عن ضيفه مخالفتها فی أية حال.

ومن هنا عرفت مدی حبه للرسول الكريم وآثاره حيث جاء فی آثار صحيحة أن رسول الله صلی الله عليه وسلم كان يبدأ العمل باليمين حتی فی التنعل والترجل وكذالك عرفت ان مثل هذه التربية الدينية الصالحة والسجايا الجميلة لا يمكن أن تكون لأحد إلا من ترعرع فی بيت مسلم متصلب وفی ظل شيخ كريم ومرشد روحانی ومخلص فی الدين والمحب لآل البيت والاصحاب والأولياء (رحمهم الله تعالی)

ثم بدأت ان اقرأ سيرة شيخه ومربيه واستاذه الجليل فضيلة الشيخ الداعية الاسلامی الكبير المفتی الورع العلامة

بدر الدين احمد القادري الرضوي النوري (م ١٣٤٨هـ/ت ١٤١٢هـ) الذي لم يربّ مريده وتلميذه تربية دينية إسلامية فقط بل انما ربّى أولاد الأمة الإسلامية والجيل الجديد بأسرهم بلسانه المحتاط وقلمه الذي لم يغفل عن رموز شرعية ولو لحظة ولم يخلق بيئة علمية صالحة في مدرسته وبيته فقط بل انما خلقها في المجتمع الهندي وكان يتلهب شوقا ان تصلح أحوال الأمة الاسلامية وسعى في إعمارها طيلة عمره

وقد رزقه الله سبحانه وتعالى من العلم أتقنه ومن العقل أفضله ومن التقوى والورع أحسنها حيث وفق بالتبليغ والارشاد للدعوة الإسلامية في جميع انحاء الهند

وجدير بالذكر أن هذه الشخصية الفريدة كانت من طليعة علماء الأعلام لأهل السنة والجماعة الذين بذلوا قصارى مجهوداتهم في حماية العقيدة الاسلامية الصحيحة وصون المسلمين السذج من الأهواء والزيغ والانحراف الفكري وقد نهج الشيخ العلامة في هذا منهج المجدد الامام العلامة العارف بالله الشيخ أحمد رضا الحنفي القادري (رحمه الله تعالى) - الذي لم يبال في الأمور الدينية والمبادئ الشرعية والمسائل العقدية لومة لائم قط ولم يعف عن اعداء الدين في اية حال -

وبالذكر حقيق - إن الشيخ العلامة بدر الدين أحمد بايع على يد الشيخ الرباني نجل الإمام احمد رضا خان (رحمه الله) - العلامة المفتي الأعظم بالهند مصطفى رضا خان النوري (رحمه الله) ودخل في السلسلة القادرية الرضوية حتى أعطاه شيخه ومرشده الإجازة والخلافة في هذه السلسلة وسلاسل اخرى -

وكان من بركة هذه - ان العلامة بدر الدين أحمد القادري لم يخش من هجمات المبتدعين والمرتدين والملاحدة والفرق الباطلة والجبهات السياسية أبدا بل كان نبراسا مضيئا وبدرا منيرا ونموذجا يليق الاقتداء به لاتباع التعليم الاسلامي وقواعد الشريعة الغراء

وورد أثر لا بأس به في مواصفات أهل الحشر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال. سبعة يظلهم الله في ظله يوم لا ظل إلا ظله... ورجلان تحابا في الله اجتمعا عليه وتفرقا عليه» ...

فكان العلامة صورة حية لقول الرسول الكريم عليه أفضل التسليم وكان الحب في الله والبغض في الله دينه الذي لا يحيد عنه قيد أنملة مهما كانت من ظروف ، وكان متشددا جدا فيه حتى لا يجوّز لنفسه ولا لغيره من المسلمين ان يكتب السنة الشمسية (حسب تقويم ميلادي) التي يستخدمها المسيحيون بمولد عيسى عليه السلام بدلا من السنة القمرية التي تبدأ بهجرة سيدنا محمد عليه الصلاة والسلام من مكة الى المدينة المنورة وذالك حين رأى العلامة في قول الله عز وجل "إن عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا"

حيث نص الإمام الرازي (رحمه الله) في تفسيره "مفاتح الغيب" الشهير بالتفسير الكبير للرازي"... قال اهل العلم الواجب على المسلمين بحكم هذه الآية "ان يعتبروا في بيوعهم ومدد ديونهم واحوال زكوتهم وسائر أحكامهم السنة العربية بالأهلة ولا يجوز لهم اعتبار السنة العجمية والرومية"

مما لا شك فيه أن المدارس الدينية في شبه القارة الهندية كانت موضع عناية العلماء والدعاة والمبلغين لخدمة الدين الحنيف ونشر الدعوة الإسلامية منذ القديم وفعلا أنها لعبت دورًا ملموسًا في هذا المضمار فكذلك الشيخ العلامة قضى عقود كبيرة من حياته الغالية في التدريس والافتاء وخدم الإسلام والمسلمين عبر المدارس العربية.

وأطول مدة قضاها الشيخ العلامة في مدرسة دينية هي دار العلوم فيض الرسول ببراؤن الشريفة (بستي) التي اسسها الشيخ العارف بالله محمد يار علي الجشتي الملقب بـ شعيب الأولياء (رحمه الله) وكانت قطعت هذه المدرسة شوطا كبيرا من الارتقاء التعليمي والتربية الدينية بقيام العلامة فيها لم تزدهر مثله بعد مغادرته إياها.

وأما طريقة الاستدلال من الآيات القرآنية والاحاديث النبوية الشريفة مثلما رأيت في مؤلفات العلامة ومكتوباته لم أر في كتب غيره وله حظ أوفر من المؤلفات والرسائل في مختلف الموضوعات.

أما الرسائل فهي وجهها العلام الى الطلبة والباحثين والعلماء المحققين وقد جمعت هذه الرسائل أخيرًا في كتاب باسم "مكتوبات بدر الملة" وله مؤلفات قيمة في الرد على الضالين المضلين المبتدعين مخالفي السنة النبوية وكان له بعض أبحاث علمية ومقالات دينية فهي أيضا رتبت وأصبح كتاب كامل ضخم باسم "مضامين بدر الملة"

وله مؤلفات مهمة جدًا يليق بالمذاكرة والمراجعة للطلبة المبتدئين للغة العربية وآدابها خاصة لغير الناطقين بها وكذلك بعض المؤلفات مهمة جدًا للطلبة المبتدئين للغة الأردية وآدابها مع أن سكان الهند المسلمين لغة معظمهم الأموية "اردو" ولكن لأطفالهم لاغنى عن هذه المؤلفات ونظرًا الى أهمية هذه المؤلفات في الأدب خلال المواد الدينية الشرعية قد ضمها أكثر المدارس والمعاهد في المقررات الدراسية ومنهج التعليم الاسلامي في شبه القارة الهندية.

وها هي تلك الكتب

جواهر المنطق
فيض الأدب (جزءان)
عروس الأدب
تلخيص الإعراب
تعمير القواعد (جزءان)
تعمير أدب (ستة أجزاء)

إنني أشعر بغاية من الفرح والسرور وانا أسطر هذه السطور حول شخصية علمية

Scanned with CamScanner

فنذہ نادرۃ التواجد فی العصر الراهن، وأنا لا أرفع القلم إلا وأشكر مولانا الصوفی عبد الصمد القادری (حفظه الله) هو علی وشك إخراج كتاب خاص للتعارف بهذا العالم العبقری الجليل فشكر الله له، وليس فی وسعی وأنا طالب قليل البضاعة أن أقوم بإحاطة جميع الشمائل للشيخ العلامة بدر الدين أحمد (رحمه الله) فی هذه المقالة الصغيرة وفی عجالة السفر وحسبی بذلك فخرا أنی ساهمت فی نشر هذا الكتاب المبارك بهذه السطور ولو قليلة"

وما توفيقی إلا بالله عليه توكلت وإليه أنيب وصلی اللهم علی سيدنا محمد وآله وصحبه أجمعين۔

نعمانُ الأعظمی

من أبناء الأزهر الشريف

٧/ رجب المرجب سنہ ١٤٢٥ھ

يوم الأربعاء، نزيل مدرسة گلشن رضا

بنام حضرت مولانا وصی احمد صاحب قبلہ قادری رضوی، گونڈوی استاذ دار العلوم بہار شاہ فیض آباد

از بڑھیا ۹۲/۹/۶ ۱۶/ صفر ۱۲۹۸ھ

برادر طریقت! وعلیکم السلام ثم السلام علیکم آپ کا جوابی لفافہ موصول ہوا۔ المیزان کے عربی مضمون اور ترجمہ مجہول پر آپ نے جو بحث تحریر کی اس پر مولائے کریم عزوجل آپ کو احسن جزا عطا فرمائے۔ ابھی تک میں پورا مقالہ نہیں پڑھ سکا ہوں۔ آپ نے باریک قلم سے نگارش کی وہ بھی اس طرح کہ سطریں ایک دوسرے سے متصل اور کاغذ کے حاشیہ کو بھی باقی نہیں چھوڑا۔ اس کو بھی متن کی جگہ دے دیا۔ اب اگر کسی جملہ پر یادداشت لکھنا ہو تو جگہ نہیں کہاں لکھا جائے۔ بہرکیف بارگاہ احدیت میں دعا کرتے رہیں کہ مجھے اس بارگاہ غنی بے نیاز سے سکونِ قلب ملے اور دینی خدمت میں آپ کے کندھے سے کندھا ملا کر چلنے کے قابل ہو جاؤں۔

عزیزم مولوی رحیم الدین احمد کا کشمیر سے خط آیا ہے۔ ایک اچھی جگہ تدریس و تبلیغ کے لائق و آپ کے لیے موصوف نے منتخب کی ہے۔ میری آرزو ہے کہ مسلک سرکار اعلیٰ حضرت کے فروغ کے لیے عبید الرضا اس جگہ کو زینت بخشے۔ اور بارگاہ غوثیت و دربار رضویت سے اس کو انعام و اکرام ملے۔ پھر اس انعام و اکرام کی زکوٰۃ کے ہم جیسے نادار حقدار بن کر اس سے حصہ پائیں جنوری کا مہینہ ختم ہونے جا رہا ہے۔ فروری کے مہینے میں گرمی کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گے۔ لہٰذا آپ بھی کشمیر پہونچنے کی تیاری شروع کریں۔ گھر والوں کو سلام عرض ہے۔ فقط بدر الدین احمد۔

حضور شیر بیشۂ سنّت کی نصائح ضروریّہ

اول:۔ یہ کہ اسلام و سنیت پر تصلب و پختگی اور مضبوطی سے قائم رہنا۔ دوم:۔ دشمنانِ خدا و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے قطعاً دور رہنا۔ جیسے وہابی دیوبندی، الیاسی تبلیغی، ندوی، کفوری، مرزائی، رافضی، مودودی وغیرہم۔ سوم:۔ اپنی کسی غلط بات کو صحیح ثابت کرنے اور اس کی غلط تاویل کرنے کی ہرگز ہرگز کبھی کوشش نہ کرنا۔ غلطی کو غلطی ماننا اس سے رجوع کرنا حق پسندی ہے اور غلطی کو صحیح بنانے کی کوشش کرنا ہٹ دھرمی اور گمراہی کی جڑ ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

العلامة بدر الدين احمد القادری

الرضوی، الصدیقی علیہ الرحمۃ

مولانا محمد رشد خان النظامی العلیمی

ولد العلامة بدر الدين احمد الرضوی الصديقی المعروف "بدر الملة" عليه الرحمة عام ١٣٤٨ھ المصادف ١٩٢٩م فی قرية حميد فور۔

اما سلسلة نسبه فهی كالآتی

بدر الدين احمد الرضوی بن عاشق علی بن احمد حسين بن غلام نبی بن محمد نادر الصديقی۔ رحمة الله عليهم

كان اباء محمد نادر الصديقی من اهالی قرية يوسف فور محمد اباد التابعة لمديرية غازی فور۔ يوبی وكانت لهم علاقات وثيقة ترتبطهم بالسيد عنايت علی احاكم وامير منطقة شاه فوركوت، بالنس گاؤں التابعة المديرية كوركفور۔ يوبی) وبناء علی علاقاتهم الوطيدة من الزمن القديم، شارك والد محمد نادر الصديقی وعمه فی معركة مع السيد عنايت علی بصفته ضابطا عسكريا وحالفه النصر فيها وفی تلك الايام لم يزل محمد نادر الصديقی فی عهد صباه غلاما يافعا۔ وبعد ان قوی جسده ونضج عقله منحه السيد عنايت علی رتبة عالية فی الجيش وجعله من المقربين واعطاه قريتين كملك اقطاعی له۔

دراسته وثقافته

وتعلم العلامة الاردية فی قرية شاه فور۔ واللغتين العربية والفارسية فی مدرسة انوار العلوم الواقعة فی ضاحية جين فور التابعة لمديرية اعظم گڈھ۔ يوبی۔ وشرع فی قراءة الكتاب المعروف "ميزان الصرف"، فی ٤ ربيع الآخر عام ١٣٦٣ھ الموافق ٢٩ مارس عام ١٩٤٤م وتتلمذ علی ايدی العلامة

محمد خليل احمد الكصوصوى لمدة أربع سنوات.

والتحق بالجامعة الاشرفية بمباركفور. اعظم كره. يو. بي في عام ١٣٦٧ هـ المصادف ١٩٤٨م وبقى هنالك ينهل من منهلها العذب يروى عليله ويشفى غليله تحت رعاية فطاحلة وعباقرة من المشايخ ورجال الدين أمثال العلامة الشاه عبد العزيز المعروف بـ "حافظ الملة" مؤسس الجامعة الأشرفية والعلامة غلام جيلانى الأعظمى والعلامة عبد المصطفى الأعظمى والمقرى الكبير محمد يحيى والعلامة الحافظ عبد الرؤف، عليهم سحائب الرحمة والرضوان وتخرج منها في ١٠ شعبان المعظم عام ١٣٧١ هـ الموافق ٥ مايو عام ١٩٥٢م عالمًا جيدًا نحريرًا.

وعينه حافظ الملة عليه الرحمة في قرية كوتوارى التابعة لمديرية بليا. يو. بي. لصفته مدرسا للعلوم الاسلامية واقام هنالك مابين فترة ٢٨ رجب المرجب عام ١٣٧٢هـ المصادف ١٣ ابريل عام ١٩٥٣م لغاية ١٩ من ذى القعدة عام ١٣٧٢هـ الموافق ٣١ يوليو عام ١٩٥٣م

ثم تقدم الى مدينة بستى يوبي. وعين عميد المدرسة الامجاد معين الاسلام في المدينة نفسها وذالك في ١٣ من ذى القعدة ١٣٧٢هـ الموافق ٣ أغسطس ١٩٥٣م ودرس فيها واقام لمدة سنتين ونصف. ثم استقال من منصبه وذلك لأسباب.

واستدعاه شيخ المشائخ مولانا محمد يار على المعروف بـ "شعيب الأولياء" عليه الرحمة الى دار العلوم فيض الرسول في قرية براؤن المقدسة" التابعة لمديرية سدهارت نغر، يوبي. وعينه عميدًا المدرسة فمكث فيها مابين فترة ١ ذى الحجة عام ١٣٧٥هـ المصادف ١٠ يوليو عام ١٩٥٦م، الى فترة ٣٠ شوال المكرم عام ١٣٩٤هـ الموافق ٥ نوفمبر عام ١٩٧٥م،

واخيرًا توجه الى المدرسة الغوثية فيض العلوم برهيا التابعة لبريد كهندسرى بازار. في مديرية سدهارت نغر. يوبي. في ٩ ذى القعدة عام ١٣٩٤ هـ المصادف ٤ م نوفمبر عام ١٩٧٥م. وانتخب عميدًا لها وظل مضطلعًا بأعباء المسئولية التعليمية والتثقيفية فيها الى ان فارق حياته ولقى رفيقه الاعلى في (١٩٩٣م)

اشتغاله بالتأليف والتصنيف

كان العلامة الفقيد فريد عصره في المعارف والفنون، ومسيطرا على الكتب الأولية المنهجية المتبعة في المدارس الدينية الهندية سيطرة كاملة. فالذي استقى من كاس معرفته وانتهج دربه في الثقافة والدراسة، عبر سعيه الدؤوب وجهده المتواصل حاز قسطا كبيرا من الحفاوة والترحيب في الاوساط العلمية وبحر في ميادين العلم المختلفة ويقول تلميذه الرشيد العلامة كمال الدين احمد الرضوى انه كان حبرا جليلا واستاذا كبيرا يمتاز بجلالة قدره وسواوة حاله ورجاحة عقله وسجاحة خلقه وكرم محتده وسرعة فهمه وسداد رأيه وقوة ذاكراته ويتجنب عما يمس كرامة الشرعية ولا يقول ولا ينظر ولا يكتب الا ما يراه مشروعا في المنظور الاسلامي وينقطع نظيره في العبادة والرياضة الالهية، ودائما يأمر تلاميذه باتباع العلماء الصالحين والمشائخ والاحتذاء حذوهم)

وكانت لديه نزعة خاصة في مجال التأليف وتوزيع الكتب وانطلاقا من هذا المبداء. قد صنف كتبا كثيرة رامية الى تعليم اللغة العربية واجادة النطق والكتابة بها وهي سارية المفعول في معظم المدارس كمقررات منهجية في الهند، ويكتب في مستهل كتابه سبب تاليف الكتاب قائلا (شعرت في غضون عملية التدريس ان غالبية طلبة العصر الحاضر يواجهون صعوبات ضخمة في تعليم كتب النحو والصرف والمنطق. ولا يستوعبون المبادئ والأسس الجذرية بصورة افضل في أذهانهم، ونظرا الى هذا سعيت الى تسهيلها وتلخيصها ضمن هذا الجهد العلمي)

وكل ما جاد به قلمه من روائع الأمور ومحاسن الافكار خير دليل على مكانته السامية وشخصيته الفذة، اليكم بعض تصانيفه،

(١) فيض الأدب الأول والثاني، (٢) عروس الأدب (٣) تلخيص الاعراب (لتعليم اللغة العربية) (٤) جواهر المنطق (في علم المنطق) (٥) سوانح اعلى الحضرة (على حياة الامام احمد رضا

خان القادری) (٦) نورانی گلدستہ
(٧) تذکرۃ سرکار غوث (نبذة من حياة الشيخ عبد القادر الجيلانی)
(٨) تذکرۃ سرکار خواجہ (نبذة من حياة خواجه معين الدين الاجميري)
(٩) تعمير قواعد الاول والثاني (في حفظ القواعد والأصول) (١٠) تعميرِ ادب (للطلاب المراحل الابتدائية بالأردو) وغيرها من الفتاوى الكثيرة التي تحظي باهتمام واعجاب في اوساط الجماهير ورجال العلم والدين في الهند

بيعته وخلافته

وبايع العلامة أثنا فترته التعليمية عام ٧ ربيع الاخر ١٣٧٠ه المصادف ١٦ يناير ١٩٥١م على يد العلامة مصطفى رضا خان بن الامام احمد رضا خان القادري البريلوي عليهما الرحمة والرضوان

ووقتما كان مدرسا منحه العلامة مصطفى رضا عليه الرحمة اجازات طرق العالية والقادرية والنورية والرضوية فوضت اليه الخلافة في "حفلة العرس الرضوي" في تكية بريلي المقدسة.

كما اجازه العلامة محمد حشمت على خان القادري اللكنوي المعروف بـ "اسد العرين لاهل السنة" خلاف طرق العالية والقادرية والرضوية وطرق العالية والقادرية والبركاتية والصادقية اثناء اقامته في الاتحاد معين الاسلام مدينة بستي - يوبي - الهند.

الوفاة :-

وانتقل الى جناب ربه الاعلى في ٧ رمضان المبارك عام ١٤١٢ه الموافق ١٣ مارس عام ١٩٩٢م في ممبائي ودفن في قرية "برهيا" بريد كهند سري بازار - مديرية سدهارت نغر، ويقع ضريحه الشريف في رحاب دارالعلوم الغوثية فيض العلوم برهيا نور الله مرقده الشريف.

المصادر

(١) جواهر المنطق - العلامة بدر ملت عليه الرحمة
٢ - فيض الادب الثاني
٣ - مولانا حشمت على اللكنوي. الدكتور غلام يحيي انجم البستوي
٤ - تذكرة علماء بستي " " " " " "

الكاتب

محمد ارشد خان النظامي العليمي

Scanned with CamScanner

دعائیہ کلمات

الحمد للہ رب العلمین آج تقریباً ۷، ۸ سال کی پیہم جد وجہد کے بعد یادگار سلف استاذی الکریم حضور بدر ملت حضرت علامہ شاہ بدرالدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات مبارکہ اور خدمات جلیلہ پر مشتمل یہ کتاب بنام " معارف بدرالعلماء" کی ترتیب سے فارغ ہوا۔ جس میں ملک و بیرون ملک کے متعدد علمائے کرام اور اہل قلم حضرات نے حضور بدرالعلماء کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کے اسوۂ حسنہ اور ان کے ایمان افروز پند و نصائح اور واقعات کو پیش کیا ہے۔ جو فرزندان اہلسنت کے لیے بہترین مشعل راہ ہے۔

مولیٰ عزّ وجلّ کی بارگاہ میں انتہائی خلوص کے ساتھ یہ دعا ہے کہ بطفیل سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اس دینی خدمت کو قبول فرمائے۔ اور اس کتاب کو مسلمانان اہلسنت اور ان کی آنے والی نسلوں کے لیے ہدایت و نجات کا ذریعہ و سبب بنائے۔ اور جماعت اہلسنت میں حضور بدر ملت کے امثال ظاہر فرمائے اور ہم سب کو دین اسلام و مذہب اہلسنت و جماعت یعنی مسلک اعلیحضرت پر ثبات و استقامت اور اسی پر حسن خاتمہ نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔ سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک۔

سگ بارگاہ مصطفوی و بندۂ سرکار قادری گدائے کوئے رضوی فقیر عبدالصمد قادری رضوی اورنگ آبادی غفرلہ ولأبائہ واہلہ واخوانہ واحبابہ ربہ المولیٰ العزیز القوی۔ مدرسہ گلشن رضا کولمبی نانڈیڑ۔ متوطن قادری منزل رضوی گلی محلہ بابو گنج رفیع گنج ضلع اورنگ آباد بہار ۸ ر رجب المرجب ۱۴۲۷ھ مطابق ۵ ر اگست ۲۰۰۶ء بروز جمعہ مبارکہ۔

Scanned with CamScanner

مدرسہ گلشن رضا کولمبی ناندیڑ کے پنج سالہ طباعتی واشاعتی کارنامے

از ۱۴۲۲ھ تا ۱۴۲۷ھ جو کتابیں یہاں سے طبع ہوئیں ملاحظہ فرمائیں (۱) تین اعتقادی رشتے (رد غیر مقلدین) (۲) وہابیت اپنے مکروفریب کے آئینے میں (۳) تعمیر ادب تصحیح شدہ مع اضافہ شدہ (۴) نور ہدایت (۵) حدائق بخشش (۶) قبالۂ بخشش (۷) ذوق نعت (۸) مضامین بدر ملت (۹) نوری قاعدہ مرتبہ راقم الحروف (۱۰) اذان کی شرعی حیثیت

ادارہ ہذا سے عنقریب شائع ہونے والی کتابیں (۱) تقریر منیر (۲) کرامات صحابہ (۳) معارف بدر العلماء مرتبہ راقم الحروف (۴) نوری قاعدہ مع اضافہ شدہ (۵) تلمیحات رضا (۶) تجانب اہل السنۃ (۷) سامان بخشش

وہ کتابیں جو رضا اکیڈمی بمبئی کے ذریعہ طبع کروا کر راقم نے یہاں سے مفت تقسیم کروایا۔ (۱) مضامین بدر ملت (۲) رسائل بدر ملت (۳) مکتوبات بدر ملت (۴) نورانی گلدستہ (۵) اظہار حق مع تحقیقی جواب (۶) تذکرۂ سرکار غوث وخواجہ (۷) نصرت خداداد مناظرۂ بریلی کی مفصل روئداد (۸) لاؤڈ اسپیکر پر نماز مع تحقیقات اکابر اہل سنت (۹) ہدایۃ البریہ (۱۰) احکام شرعیہ بر عقائد وہابیہ۔ اس کے علاوہ رضا اکیڈمی شاخ نائیگاؤں ضلع ناندیڑ کے ذریعہ بھی سیکڑوں رسائل اور ہزاروں پوسٹر پمفلٹ اشتہار وغیرہ رد وہابیہ دیو بندیہ میں اردو و ہندی انگریزی زبان میں طبع کروا کر تقسیم ہوئے اور بفضلہٖ تعالیٰ وبعون سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہنوز یہ مبارک سلسلہ جاری ہے اور انشاء المولیٰ تبارک وتعالیٰ جاری رہے گا۔

میری دعا ہے کہ رب قدیر ادارہ ہذا کی ان دینی خدمات کو قبول فرمائے اور مخالفین وحاسدین کی نظر بد سے بچائے اور صبح قیامت تک اسی طرح اپنے دین کے تحفظ وبقاء اور نشر واشاعت میں مصروف رکھے اور ادارہ ہذا کے بانیان وجملہ معاونین کو اجر جزیل اور جزائے جمیل سے سرفراز فرما کر انہیں کھری سنیت پر قائم رکھے اور ہر فرض وواجب کو ان کے وقتوں پر ادا کرتے ہوئے خاتمہ ایمان پر نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہِ سیّدِ المرسلین عَلَیہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحبِہٖ اَفضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسلِیم۔

عبد الصمد قادری رضوی اورنگ آبادی خادم مدرسہ ہذا ۳۰ رجب المرجب ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۵ اگست ۲۰۰۶ء جمعہ مبارکہ

Scanned with CamScanner

مدرسہ گلشن رضا کولمبی کی اشاعتی سرگرمیاں

برادرانِ اہلسنت! اس پرفتن و پرآشوب دور میں دین سے کیسی بے تعلقی ولاپرواہی برتی جارہی ہے جو اہلِ حق پر مخفی نہیں ہے۔ پس اس کی اشد ضرورت ہے کہ دین حق یعنی مسلک اعلیٰحضرت کی حمایت میں قدمے سخنے، قلمے اور درمے ہر طرح سے دل کھول کر حصہ لیا جائے اور علمائے اہلسنت کی تحریریں بالخصوص نجدیہ وہابیہ، دیوبندیہ، تبلیغیہ، مودودیہ، نیچریہ، رافضیہ اور شمع نبازیہ، پھلواریہ وغیرہم کی رد میں شائع کر کے مسلمانوں کو خوابِ غفلت سے جگایا جائے اور ان کا دین و ایمان بچایا جائے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اپنے اسلاف کرام کی حیات و خدمات کو کتابوں میں محفوظ کیا جائے۔

ادارہ ہذا نے اس ضرورت دینی کو محسوس کرتے ہوئے سنہ ۱۴۲۰ھ مطابق سنہ ۱۹۹۹ء میں شعبۂ تعلیم و تربیت کے ساتھ ہی ساتھ "شعبۂ نشر و اشاعت" کا قیام بھی عمل میں لایا اور اس ۸ رسال کی قلیل مدت میں دورِ حاضرہ کے سب سے بھیانک اور خطرناک فتنے؛ فرقۂ نجدیہ، وہابیہ دیوبندیہ کی رد میں ہزار دس ہزار کی تعداد میں اشتہار، پمفلٹ، کلنڈر، اسٹیکر وغیرہ اردو ہندی، انگریزی زبان میں شائع کر کے ملک و بیرون ملک میں تقسیم کیا۔ نیز رسائل اعلیٰحضرت اور علمائے اہلسنت کی کتابیں قیمتاً حاصل کر کے اور خود اپنی جانب سے شائع کر کے ہزاروں کی تعداد میں ہند و پاک وغیرہ میں مفت تقسیم کیا۔ اور بفضلہ تعالیٰ و بعون سرکار مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے اور ان شاء اللہ المولیٰ تبارک و تعالیٰ جاری رہے گا۔ اسی میں سے حضور بدر العلماء کی حیاتِ مبارکہ و خدمات جلیلہ پر مشتمل ایک کتاب بنام "معارف بدر العلماء" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ آپ خود بغور مطالعہ کریں اور اپنے متعلقین و مخلصین اور احباب و اقارب کو مطالعہ کرنے یا پڑھوا کر سننے کی ترغیب دیں اور حضور بدر ملت کی زندگی کو اپنے لیے نمونۂ عمل بنا کر اپنی دینی ایمانی زندگی کو روشن و تابناک بنائیں۔

میری دعا ہے کہ رب قدیر ادارہ ہذا کی اس دینی خدمت کو قبول فرمائے اور مخالفین و حاسدین کی نظرِ بد سے بچائے اور صبح قیامت تک اسی طرح اپنے دین کے تحفظ و بقا اور نشر و اشاعت میں مصروف رکھے اور ادارہ ہذا کے بانیان و جملہ معاونین کو اجر جزیل اور جزائے جمیل سے سرفراز فرما کر انھیں کھری سنیت پر قائم رکھ کر خاتمہ ایمان و سنت پر نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔ فقط

عبد الصمد قادری، ۲۰ رجمادی الآخرہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۷ رجولائی ۲۰۰۶ء یوم وہابیت کش دوشنبہ مبارکہ۔

MADARSA

GULSHAN-E-RAZA

Kolambi, Distt. Nanded, Maharashtra

Scanned with CamScanner

فقیر قادری کی اشاعتی سرگرمیاں

بفضلہٖ تعالیٰ وبعون سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ الثناء ۲۴، ۲۵ سال کے عرصے میں اس گدائے رضوی کے جدو جہد سے مندرجہ ذیل کتب طبع ہوکر ملک وبیرون ملک تک پہنچ چکی ہیں۔ اور بحمدہٖ تبارک وتعالیٰ ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے:

(۱) ازالۃ العار (۲) حقیقتِ نکاح (۳) مضامین بدرِ ملت (۴) مکتوباتِ بدرملت (۵) رسائلِ بدرملت (۶) نورانی گلدستہ (۷) اظہارحق مع تحقیقی جواب (۸) تذکرۂ سرکار غوث وخواجہ (۹) ضمیمہ فتاویٰ مصطفویہ (۱۰) معارفِ بدرالعلماء (۱۱) وہابیت اپنے مکروفریب کے آئینے میں (۱۲) نوری یسرنا القرآن (۱۳) تعمیر ادب مکمل سیٹ مع تصحیح واضافہ (۱۴) تعمیر قواعد حصہ اول دوم (۱۵) مناظرہ بریلی (۱۶) لاؤڈ اسپیکر مع تحقیقاتِ اکابر اہلسنت (۱۷) تین اعتقادی رشتے (۱۸) ہدایۃ البرایہ (۱۹) حدائق بخشش (۲۰) ذوقِ نعت (۲۱) سامانِ بخشش (۲۲) نورہدایت (۲۳) احکام شرعیہ برعقائدوہابیہ (۲۴) تقریر منیر (۲۵) مختصر تذکرہ میلادالنبی ﷺ (۲۶) اذان کی شرعی حیثیت (۲۷) تلمیحاتِ رضا (۲۸) شیر سنت کا پیغام سنی مسلمانوں کے نام (۲۹) تحقیقی محاسبہ (۳۰) مسئلہ مرغوب (۳۱) فیضان دعا (۳۲) تجانب اہلسنت (۳۳) طاہرالقادری کی حقیقت کیا ہے؟ (۳۴) امتیازِ اہلسنت (۳۵) ہندوستان کا قدیم مروجہ پردہ (۳۶) فتاویٰ بدرالعلماء (۳۷) اربعین شدت (۳۸) لہو بولتا بھی ہے (۳۹) الصوارم الہندیہ مع جدید تصدیقات (۴۰) بدمذہبوں سے میل جول (۴۱) قبالۂ بخشش (۴۲) اقوم البیان بِاَنَّ الْحَبِیْبَ لَا یَخْلُو منه زمان ولا مكان (۴۳) مدارنجات (۴۴) پیکر رشد ہدایت حضور بدرملت (۴۵) آئینہ صلح کلیت (۴۶) فتاویٰ الحرمین (۴۷) عطیہ ربانی درمقالہ نورانی (۴۸) موجودہ حالات میں مسلمان کیا کریں؟ (۴۹) تذکرہ خلیفہ حضور بدرِ ملت مع حرمین شریفین (۵۰) فضیلت علم دین اور قرآن صحیح پڑھنے کا طریقہ (۵۱) دعوتِ اسلامی: مفید یا غیر مفید؟ اس کے علاوہ دور حاضرہ کے فرقہائے باطلہ وہابیہ، دیوبندیہ، تبلیغیہ، مودودیہ وغیرہم کے رد میں ہزارہاہزار پوسٹر، پمفلٹ وغیرہ چھپواکر دور دراز مقامات تک بھجوائے گئے۔ پروردگار عالم ان تمام دینی خدمات کو قبول فرمائے اور تاحین حیات اپنی اور اپنے محبوب کی رضا وخوشنودی کے کاموں میں منہمک رکھ کر خاتمہ بالخیر فرمائے قبر وبرزخ کی منزل آسان فرمائے اور میدان محشر میں سرکار کی شفاعت نصیب کرے۔ آمین ثم آمین

فقیر قادری اورنگ آبادی عفی عنہ

۲۱ رمحرم الحرام ۱۴۴۳ھ بمطابق ۳۱ راگست ۲۰۲۱ء

Published by:
JAMAT RAZA-E-MUSTAFA
Nagpur, Maharashtra

Scanned with CamScanner

طالبِ دُعا

محمّد عرفان رضا قادری

تنظیم فیضانِ اعلیٰ حضرت

رضی اللّٰہ عنہ

سیونڈیہ آزادنگر بکارو اسٹیل سٹی

جھارکھنڈ

+916204351217

5:28 pm ✓

Scanned with CamScanner